وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور

# تاریخ ابن خلدون

حصہ اول

## رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے رسول رضی اللہ عنہم

قبل ولادت با سعادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر سنہ ۴۰ھ تک کے تمام واقعات سیرت طیبہ
کے مبارک لمحات خلفائے راشدین کی تابناک زندگیاں مسلمانوں کے کارنامے اور اس عہد زریں
کے واقعات پوری تفصیل و تحقیق کے ساتھ

حصہ دوم

## خلافت معاویہؓ و آل مروان

سنہ ۴۰ھ میں حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی خلافت عامہ سے لے کر ۱۳۲ھ تک کے مکمل حالات
اسلامی تاریخ کے سب سے دلچسپ اور عمرانی و تہذیبی دور کا پورا نقشہ

تصنیف: رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ : ۷۳۲-۸۰۸ھ

● ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی ● ترتیب و تہذیب: شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر
من احوال عرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ذوی السلطان الاکبر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے
اردو ترجمے کے جملہ حقوق تا ابد اشاعت و طباعت دائمی
بحق ترتیب و تزئین

## چوہدری طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ——— تاریخ ابن خلدون
مصنف: ——— رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون
ناشر: ——— نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ——— جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: اول

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

# نگاہِ اوّلیں

## (از چوہدری محمد سلیم اقبال گاہندری)

تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ جسے بطور فن مسلمانوں نے ہی مدون کیا۔ اسلام سے پہلے کے واقعات اقوام کے تو کچھ پائے جاتے ہیں لیکن انہیں کسی طرح تاریخ نہیں کہا جا سکتا ان قصوں اور افسانوں کی مدد سے جو بعد کو لکھی گئیں وہ تاریخی اعتبار سے بے سروپا نظر آتی ہیں اور مدون میں کوئی باقاعدہ سلسلہ نہیں ملتا ہے۔

یہ فخر صرف مسلمانوں ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے حوادثِ عالم کو منظم ترتیب اور تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کیا۔ ان ولی قدر مؤرخین میں رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون کو سب سے بلند امتیازی مقام حاصل ہے نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ ساری دنیا کی نظر میں وہ سب سے بڑے مؤرخ اور فلسفۂ تاریخ کے سب سے بڑے ماہر مانے جاتے ہیں اور جو شخص یونان کی معرکۃ الآراء تاریخ کا بغور مطالعہ کرتا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ علامہ ابن خلدون نہ صرف اپنے وقت کے سب سے بڑے مؤرخ تھے بلکہ وہ ایک امام المؤرخین ہیں کہ جو پیدا ہونے والے مؤرخین یا جو دنیا کے کسی خطے و صنعت میں پیدا ہوئے ہوں ان اسلام کے متقدمین اور ان اساتذہ فن سے شاگرد کا درجہ رکھتے ہیں۔ علامہ ابن خلدون صرف واقعات کی کھتونی نہیں کرتے بلکہ ان کے اسباب و علل کے ہر پہلو پر تبصرات اور فلسفیانہ نظر ڈالتے ہیں یہی سبب ہے کہ ان کی تاریخ اور ان کے بے مثل مقدمہ تاریخ سے بہت سے جدید علوم پیدا ہوئے۔ عمرانیات کو انہوں نے ایک فن کا درجہ دیا۔ سیاسیات کے لئے قوانین وضع کئے اقتصادیات کے جدید اصولوں کی بنیادی تحقیق و تربیت کے لئے تجربے اور نظریات پیش کئے غرض یہ کہ اپنی وقیع تاریخ کے ذریعہ علامہ ابن خلدون نے بہت سے جدید علوم کی بے نظیر خدمات انجام دیں اور ایک لاجواب جدید علم و فن کا پیدا کر دیا۔ علامہ ابن خلدون کی یہ تاریخ عربی زبان میں ہے۔ مقدمہ ضخیم جلد اول میں ہے اس تاریخ کا مقدمہ تاریخ اپنے گراں بہا مضامین کی بنا پر ایک مستقل کتاب شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ اپنی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے یہ مقام رکھتا ہے کہ اگر کسی زبان میں صرف مقدمہ کہا جائے اور کوئی اضافت اس کے ساتھ نہ ہو تو ابن خلدون کی تاریخ کا مقدمہ ہی اس سے سمجھا جاتا ہے۔

اردو زبان میں اس مقدمہ کے متعدد ترجمے ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اصل کتاب تاریخ کا ترجمہ بہت دن ہوئے مرحوم حکیم احمد حسین الہ آبادی نے کیا تھا۔ ترجمہ پوری کتاب کا نہ ہو سکا تھا آخری جلد کا ترجمہ باقی تھا کہ کام رک گیا اور رکا تو پھر تکمیل ہونے کے لئے نہ ہو سکا ترجمے چھپے تھے وہ بھی کمیاب اور پھر نایاب ہو گئے شائقین تاریخ کے لئے ان کا حاصل کرنا ناممکن ہو گیا۔

دو تین سال ہوئے کہ ادارہ سے جلد اول کا ترجمہ جناب ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب کے نام سے شائع ہوا اور ایک

یہ امید نہیں کی کہ یہ کتاب اردو میں چھپ جائے گی اس کے بعد یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی علمی مصروفیتوں نے ان کو اجازت نہ دی اور کام جلد اول سے آگے نہ بڑھ سکا۔

نفیس اکیڈمی علمی کتابوں کی اشاعت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کے لئے آپ ہماری مطبوعات کی فہرست پر ایک نظر ڈال کر ہماری خدمات کا اندازہ لگا سکتے ہیں ہم نے بڑی کاوش اور تلاش کے بعد حکیم احمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم کا ترجمہ حاصل کیا اور ارادہ کیا کہ اس کتاب کو شائع کیا جائے اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام اردو ترجمہ کی نظر ثانی اس کی تہذیب اور ذیلی عنوانات کی تحریر کا کام تھا ہم شکر گزار ہیں جناب مولوی شبیر حسین صاحب قریشی ایم۔ اے لیکچرار اردو کالج کراچی کے انہوں نے بڑی محنت اور عالمانہ قابلیت کے ساتھ یہ خدمت انجام دی اور بڑے حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی۔

اس اشاعت میں اس ترجمہ کو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

تاریخ ابن خلدون مکمل [illegible]
تاریخ انبیاء حصہ اول
تاریخ انبیاء حصہ دوم
پہلا حصہ رسولؐ اور خلفائے رسولؐ
دوسرا حصہ خلافت معاویہ و آل مروان
تیسرا حصہ خلافت بنو عباس
چوتھا حصہ خلافت بنو عباس
پانچواں حصہ امیران اندلس اور خلفائے مصر
چھٹا حصہ غزنوی اور غوری سلاطین
ساتواں حصہ سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین

ان میں ساتویں حصہ یعنی سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین کا ترجمہ حکیم احمد حسین الٰہ آبادی مرحوم کا موجود ہے بقیہ حصے کے ترجمہ کی تکمیل جناب مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی سے کرائی گئی جو نہ صرف علمی قابلیت اور وسیع مطالعہ رکھتے ہیں بلکہ تاریخ اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں۔

ہم شکر ادا کرتے ہیں اس خدائے بے نیاز کا جو سچی اور اچھی خدمت سے بڑے سے بڑا کام بنا دیتا ہے کہ اس نے ہم کو اپنی توفیق و کرم سے ہمیں اس قابل بنایا کہ دنیا کی سب سے مشہور و معروف کتاب تاریخ کو اعلیٰ درجہ کی کتابت اور طباعت کے بعد تمام صوری اور معنوی خوبیوں کے ساتھ اہل علم کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

---

نوٹ: [illegible] ہے۔ ادارہ

# پیش لفظ

### از علامہ عبدالقدوس ہاشمی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں۔ ان غلطیوں سے بچنے کی سعی کر سکتے ہیں جن کا نتیجہ تباہی و بربادی کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے اور ان خوبیوں کے پیدا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں جن سے کسی قوم کو سربلندی حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ تاریخ ہی کے ذریعہ ہمیں سنت اللہ فی الارض سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور یہ واقفیت ہمارے افکار و اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے اس لئے خداوند بزرگ و برتر نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں لوگوں کو تاریخی واقعات کی طرف بار بار متوجہ کیا ہے اور بار بار تاکید فرمائی ہے کہ حق کی تکذیب کرنے والوں کا کیا حال ہوا اس پر غور کرو اور حق کو قبول کرنے والوں کو کیسی کیسی سربلندیاں نصیب ہوئیں ان کو دیکھو۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اور بہت سے فوائد کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان فائدہ ہمیں یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام سے ہمارے ارادوں میں استواری اور ہمارے حوصلوں میں بلندی پیدا ہوتی ہے۔ ہم جب اپنی تاریخ کا کوئی ورق الٹتے ہیں تو مرحوم علامہ اقبال کے یہ شعر ہمارے کانوں میں گونجنے لگتے ہیں ؎

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

یہ بات انکار نہیں ہے کہ تاریخ اسلام میں غلط افکار اور غلط نظاموں کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں نادانیوں اور کمزوریوں کے بہت سے نمونے بھی دکھائی دیتے ہیں لیکن ان سب کے باوجود یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہ تمام کمزوریاں ہمارے زمانہ کی دوسری قوموں سے بہت کم ہیں اور ان کے برخلاف یہ صاف ظاہر ہے کہ ہم نے افکار انسانی کو بہت سی نعمتیں عطا کیں انسانیت کو تہذیب کے بڑے بڑے عظیم الشان تحفے دئیے ہیں۔ علوم میں صنائع میں نہ معلوم کتنی ایجادات کیں اور خصوصیت کے ساتھ اجتماعی افکار میں مسلمانوں نے جو فائدہ نوع انسان کو پہنچایا ہے وہ بے مثال ہے۔

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر

اور کہیں یہی معبود و مسجود میں غلط نگاری کا عالم تھا کہیں بادشاہ وقت کی الوہیت کا عقیدہ قائم کر رکھا تھا۔ اور کہیں نسلی امامت کا برہمنی ذات کسی اور شخص کا کوئی دین تھا اور کہیں مسیحیوں کا پیدائشی گنہگار اور کفارہ کا عقیدہ تھا بھلا اس طوفان غلط نگاری میں مساوات نسلی و نسبی اخوت عمرانی اور انسان کے پیدائشی حقوق کا تصور پیدا ہی کیسے ہوتا یہ احسان ہے اسلام کا کہ اس نے دنیا کو پہلے اقدار مساوات اور اخوت کے عطا کئے اور بعد کے سیاسی اجتماعی افکار کی عمارت ان ہی بنیادوں پر قائم کی جا سکی۔ اسی طرح عدل و انصاف کے تمام زریں اصول و افکار وہی ہیں جو اسلام نے دنیا کو عطا کئے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ اسلام کے زریں اصول سے سرتابی کی بنا پر خود مسلمانوں کو بھی برے دن دیکھنے پڑے اور یہی سنت اللہ فی الارض ہے اللہ تعالیٰ اپنا رحم عام فرما کر اپنی مخلوقات سے بے واسطہ بے خبر ہو کر بیٹھ رہے ہیں وہ بھی خسران پر نظر

رکھتا ہے اور اپنی سمت جاری کے بموجب تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔ اسی حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے تاریخ اسلام کا بار بار گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔

یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے دنیا کے سب سے بڑے مؤرخ علامہ ابو زید عبدالرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی [illegible] المتوفی ۸۰۸ھ کی معرکۃ الآرا تاریخ عالم ہے۔ ابن خلدون دنیا میں وہ پہلا مؤرخ ہے جس نے فن عمرانیات کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ جس نے فلسفہ تاریخ کو ایک جدید فن پیدا کیا جس نے تاریخ نویسی کے وہ بے مثال اصول وضع کئے جن پر آج تک دنیا کا ہر مؤرخ عمل پیرا ہے۔

یہ چند سطریں جو تاریخ ابن خلدون کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں یہ اس کتاب کا مقدمہ نہیں ہیں۔ مقدمہ تو خود علامہ ابن خلدون نے تقریباً چھ سو صفحات کی ایک ضخیم جلد میں لکھا ہے اس کا اردو اور دوسری بہت سی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے یہ مقدمہ خود اپنی جگہ پر ایک مستقل کتاب سمجھا جاتا ہے یہ سطور محض پیش لفظ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس پیش لفظ کے آغاز میں علامہ ابن خلدون کا مختصر حال درج کر دیا جاتا ہے تاکہ قارئین کتاب سے پہلے مصنف سے بھی اچھی طرح واقف ہو جائیں۔

## علامہ ابن خلدون:

علامہ ابن خلدون کا نام عبدالرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی ہے یہ تیونس میں یکم رمضان المبارک ۷۳۲ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۳۳۲ء چہار شنبہ کے دن پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھا ہے کہ اس کا نسب حضرت وائل الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول سے ملتا ہے۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب عربوں کا علاقہ فتوحات اسلامیہ میں شامل ہوا تو مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پوتے حضرت خالد بن عثمان بھی بہ نیت جہاد وہاں آئے اور یہیں رہ پڑے۔

اہل مغرب یعنی تیونس و مراکش کے عرب اپنے لقب و نسبت میں زید کو زیدون اور حمد کو حمدون کر دیتے ہیں اسی طرح انہوں نے خالد کو بھی خلدون کر دیا۔ ان کے خالد بن عثمان کی اولاد ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ زہد و علم و سیاست میں اس خاندان نے بڑی شہرت حاصل کی تیونس مراکش اور اندلس میں ابن زیدون ابن حمدون اور ابن خاقان وغیرہ کے خاندانوں سے زیادہ بھی شہرت ابن خلدون کے خاندان کے حصے میں آئی۔

بیس برس کی عمر تک ابن خلدون نے اپنے وطن تیونس ہی میں رہ کر علوم متداولہ میں کمال حاصل کیا۔ یہ زمانہ سلطان ابوالحسن کا ہے اور یہ سلطان علم کی قدر دان تھا اس نے اس زمانے میں بہت سے جلیل القدر علماء کو تیونس میں جمع کر دیا تھا جن سے علامہ ابن خلدون نے کسب کمال کیا خوش قسمتی سے ابن خلدون کو محمد بن ابراہیم آبلی اور قاضی محمد بن عبدالسلام جیسے یگانہ روزگار سے استفادہ کا موقع مل گیا۔

ابن خلدون نہ صرف ایک بہت بڑا عالم تھا ایک بہت بڑا مذہبی فقیہ اور قانون دان تھا بلکہ وہ ایک عظیم الشان سیاسی مدبر بھی تھا اس کا تعلق تمام سلاطین کے ساتھ تھا اور وہ سب بھی اس کے قدر دان تھے۔ اس نے کئی بار کامیاب سفارت کی خدمت بھی انجام دی۔ مشیر سلطنت بھی رہا اور قاضی بھی۔ لیکن بالآخر سیاسی زندگی سے تنگ آ گیا۔ سلطان تلمسان کے پاس

سے نقل کر قلعہ ابن سلامہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ ۷۷۶ھ کا ہے جب کہ ان کی عمر ۴۴ سال ہو چکی تھی۔ اسی قلعہ میں بیٹھ کر انہوں نے اپنی یہ تاریخ اور اس کا بے مثل مقدمہ لکھا ہے۔

قلعہ ابن سلامہ ایک عربی کلمہ ہے جو عرب کے قبیلوں کی قیام گاہ تھا شہر سے دور ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ پہلے تو اس قلعہ کی کوئی اہمیت نہ تھی اور نہ اب ہے لیکن اس قلعہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مورخ ابن خلدون نے یہیں رہ کر اپنی تاریخ لکھی ہے۔

قلعہ ابن سلامہ میں وہ اپنے گھر والوں اور متعلقین کے ساتھ چار سال تک مقیم رہا اور اسی دوران اپنی مشہور تاریخ اور اس کا مقدمہ مرتب کیا۔ اپنی زندگی کی ان حالات کے بارے میں خود لکھتے ہیں کہ

> میں نے تمام دنیا کے جھگڑوں سے الگ ہو کر اس کتاب کی تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ میں نے مطالب سے پُر نئے اسلوب سے اس کا مکمل مقدمہ پورا کیا جو میری زندگی کی یادگار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قلعہ ابن سلامہ میں ابن خلدون کا یہ قیام دراصل ان کی سیاسی زندگی کا خاتمہ تھا۔ [illegible] امر واقعہ یہ ہے کہ [illegible] اپنی [illegible] کر لیے یہ [illegible] ہے۔

۷۸۰ھ میں چار برس کی خاموش زندگی کے بعد جب ابن خلدون نے [illegible] تو [illegible] کیا۔ [illegible] کی توجہ اور اس کے الطاف کی وجہ سے وہ پورے اطمینان سے اپنی تاریخ مرتب کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اس طرح ابن خلدون نے [illegible] اپنی بے مثال تاریخ مکمل کی اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اب ان کی عمر ۵۰ سال کی ہو چکی تھی [illegible] کے لئے مضطرب تھا۔

وہ تیونس سے چل کر مصر پہنچے جہاں وہ [illegible] حج کرنے کے لئے [illegible] ۷۸۴ھ میں [illegible] گئے۔ مصر میں ان کی شہرت ان سے پہلے پہنچ چکی تھی [illegible] طلباء اور ارباب علم نے ان کو گھیر لیا [illegible] مصر کا سلطان ملک ظاہر [illegible] سے [illegible] ترقی ہو گیا۔

ابن خلدون [illegible] سلطان کو [illegible] قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

مصر میں قیام کے زمانہ میں [illegible] بیت المقدس [illegible] گیا۔ ۸۰۳ھ میں جب تیمور نے دمشق کا محاصرہ کیا تو سلطان مصر نے اپنے بیٹے کو ایک فوج دے کر مدافعت کے لئے بھیجا۔ ابن خلدون بھی اس کے ہمراہ دمشق گیا اور وہاں تیمور سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ان تمام واقعات کو اس نے تفصیل کے ساتھ اپنی سوانح میں قلمبند کیا ہے۔ دمشق کے معرکے کے بعد واپس قاہرہ آ گیا اور ۲۵ رمضان ۸۰۸ھ مطابق مارچ ۱۴۰۶ء [illegible] کا انتقال ہو گیا۔

# فہرست مضامین

## حصہ اول

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| باب : ۱ | |
| حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۱ |
| زمانہ قبل از اسلام | |
| نسب رسول | ۴۲ |
| بت پرستی سے نفرت | |
| نبی کے ظہور کی پیش گوئی | |
| دور جاہلیت میں عرب کے مذاہب | ۴۳ |
| بت پرست | |
| دین حنیف | |
| لامذہب | |
| صابی مذہب | |
| یہودی مذہب | |
| عیسائی مذہب | |
| ولادت نبوی | ۴۴ |
| تاریخ ولادت میں اختلاف | |
| بچپن کا زمانہ | |
| شق صدر کا واقعہ | |
| رسول اکرم کی ابتدائی زندگی | ۴۶ |
| شام کا سفر | |
| حضرت خدیجہ سے عقد | |
| تعمیر کعبہ | ۴۷ |
| حجر اسود کا واقعہ | |
| امین کا لقب | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| بعثت | ۳۸ |
| معراج کے مختلف آراء | ۳۹ |
| معراج جسمانی | ۴۰ |
| قریش میں اسلام | |
| اسلام کی خفیہ تبلیغ | ۴۲ |
| سابقین اولین | |
| در پردہ تبلیغ کے زمانے کے مسلمان | |
| انذار رسول | ۴۳ |
| علانیہ تبلیغ | |
| بنی ہاشم کو دعوت اسلام | |
| ابو طالب اور اکابر قریش | ۴۴ |
| مسلمانوں پر مظالم | |
| ہجرت حبشہ | |
| مسلمانوں کے خلاف کفار کی سرگرمیاں | |
| حضرت حمزہ کا قبول اسلام | |
| حضرت عمر کا قبول اسلام | ۴۵ |
| عمر تیرا یہ وقت کب آئے گا؟ | ۴۶ |
| بنی ہاشم کا سماجی مقاطعہ | ۴۷ |
| عہد نامہ کا اختتام اور ہجرت حبشہ ثانی | ۴۸ |
| حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات | |
| طائف میں تبلیغ اسلام | ۴۹ |
| اہل طائف کی ایذا رسانی | |
| ایام حج میں دعوت اسلام | ۵۰ |

عنوان صفحہ
آپ کی حفاظت
بیعت عقبہ
یثرب میں اسلام ۵۱
بیعت النساء ۵۲
مدینہ میں: اشاعت اسلام
حضرت اسید بن الحضیر کا قبول اسلام
حضرت سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ
بیعت عقبہ ثانی ۵۳
انصار کا عہد و پیمان
بارہ نقیب
عقبہ ثانیہ کا قریش کو پتہ چلنا ۵۴

## باب : ۲

ہجرت ۵۵
ہجرت کا حکم
مسلمانوں کی ہجرت
حضرت محمد ﷺ کے خلاف قریش کا منصوبہ ۵۶
واقعات ہجرت کی ابتدا
غار ثور ۵۷
[illegible]
مدینہ کا سفر
اہل مدینہ کا استقبال ۵۸
حضرت علی کی ہجرت
مسجد قبا کی بنا
ناقہ رسول
مسجد نبوی کی تعمیر ۵۹
[illegible]
حضرت اسعد کی وفات ۶۳
حضرت عائشہ کی مدینہ میں آمد
عنوان صفحہ
مواخات (بھائی چارہ)
ذکر اذان ۶۳
عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام
غزوہ الابواء ۶۵
غزوہ بواط
غزوہ عشیرہ ۶۶
مدینہ پر شب خون
دفاعی تدابیر
حضرت حمزہ کی سیف البحر کو روانگی
سریہ سعد الخرار ۶۷
کرز بن جابر کا تعاقب
حضرت عبداللہ بن جحش اور فرمان نبوی ۶۸
حضرت عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام
سریہ عبداللہ بن جحش
اشہر حرمت کی تحریم
قبلہ کی تبدیلی ۶۹
صوم رمضان

## باب : ۳ ۷۰

غزوہ بدر کبریٰ
جنگ بدر کی وجوہات
[illegible] کی روانگی
حضرت محمد ﷺ کا انصار و مہاجرین سے مشورہ ۷۲
لشکر قریش کی تیاری
حضرت حمزہ اور حضرت علی
مشرکین کی شکست ۷۳
ابوجہل کا جنگ پر اصرار
فتح کی بشارت ۷۴
مقتولین اور اسیران جنگ

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| شہدائے جنگ بدر | ۷۵ |
| مجاہدین کی مدینہ کو واپسی | |
| مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف رائے | ۷۶ |
| حضرت عمیر بن وہب کی سازش | |
| مرثیوں کا آغاز | |
| طلب فدیہ کا فیصلہ | |
| اسیران جنگ سے حسن سلوک | ۷۷ |
| اسیران جنگ کی رہائی | |
| حضرت عباس کا قبول اسلام | |
| حضرت خدیجہ کا یادگار فدیہ | |
| حضرت زینب کی مدینہ میں آمد | |
| مشرکین اور مجاہدین کا موازنہ | ۷۸ |
| غزوہ سویق | |
| غزوہ بحران و سلیم | ۷۹ |
| کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں | |
| کعب بن اشرف کا قتل | ۸۰ |
| یہودیوں میں خوف و ہراس | |
| یہودیوں کی [illegible] | ۸۱ |
| غزوہ [illegible] | ۸۲ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| ابن ابی الحقیق [illegible] | ۸۳ |
| ابن ابی الحقیق کا خاتمہ | |
| [illegible] | ۸۴ |
| غزوہ احد سے پہلے | |
| قریش مکہ کی تیاریاں | |
| جنگ کے بارے میں صحابہ میں اختلاف رائے | |
| مجاہدین کی روانگی | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حکم بن کیسان کی واپسی | ۸۵ |
| جنگ احد | |
| آغاز جنگ | ۸۶ |
| حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت | |
| حضرت حمزہ کی شہادت | |
| حضرت ابو دجانہ کی بہادری | |
| شہادت نبوی کی افواہ | |
| مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع | ۸۷ |
| ابی کا قتل | ۸۸ |
| نتائج جنگ احد | |
| ابو سفیان کی دعوت جنگ | |
| حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ | |
| جنگ احد کے اسباب | |
| جنگ احد سے متعلق قرآن کی ہدایت | ۸۹ |
| [illegible] | |
| مشرکین کی واپسی | ۹۰ |
| تیر اندازوں کی حکم عدولی | |
| [illegible] | |
| رسول اکرم کی تیمارداری | |
| غزوہ حمراء الاسد | |
| حضرت ام عمارہ بنت کعب | ۹۱ |
| مجاہدین کا مدینہ کے لیے روانگی | |
| ابو سفیان کی خوف زدگی | |
| حضرت عمر اور ابو سفیان | |
| مشرکین کی مراجعت | ۹۲ |
| حضرت سعد بن ربیع کی شہادت | |
| [illegible] | |
| شہدائے احد کی تدفین | ۹۳ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| قریش کی خوشی | | بنو قریظہ اور قریش میں نفاق | |
| قریش کے [illegible] کا خطاب | | کفار کی واپسی | ١٠٢ |
| حارث بن سوید منافق کا انجام | | بنو قریظہ کا محاصرہ | |
| [illegible] | | سردار بنو قریظہ کعب بن اسد | |
| رجیع کا واقعہ | ٩٥ | حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی لغزش | ١٠٣ |
| شہادت خبیب | ٩٦ | حضرت ابولبابہ کی معافی | |
| بئر معونہ کا واقعہ | | سعد بن معاذ کا فیصلہ | |
| صحابہ کی شہادت | | بنو قریظہ کا انجام | ١٠٤ |
| حلیف مقتولین کا خون بہا | ٩٧ | حضرت سعد بن معاذ کی شہادت | |
| رسول اکرم کے قتل کی سازش | | ابو رافع کے قتل کا قصہ | ١٠٥ |
| غزوۂ بنو نضیر | | غزوۂ الغابہ | |
| بنو نضیر کی جلاوطنی | | غزوۂ بنی مصطلق | |
| غزوۂ ذات الرقاع | | حضرت جویریہ بنت الحارث | |
| غزوۂ بدر موعد | ٩٨ | واقعۂ افک | ١٠٦ |
| غزوۂ دومۃ الجندل | | تیمم | ١٠٧ |
| باب: ۵ | | بنو مصطلق کا وفد | |
| غزوۂ احزاب | ٩٩ | باب: ٦ | ١٠٨ |
| غزوۂ خندق | | صلح حدیبیہ | |
| لشکر احزاب | | روانگی | |
| خندق کی [illegible] | | بیعت رضوان | ١١١ |
| مسلمانوں کی [illegible] | | سفیروں کی گفت و شنید | |
| بنو قریظہ کی بد عہدی | | صلح نامہ حدیبیہ | |
| مدینہ کا محاصرہ | ١٠٠ | ابو جندل بن سہیل کی آمد | |
| [illegible] | | صلح حدیبیہ کے اثرات | ١١٢ |
| حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی | ١٠١ | ابو بصیر کا واقعہ | |
| بنو قریظہ کا محاصرہ | | [illegible] | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| حلیس بن علقمہ کی واپسی | | ادائے عمرہ | |
| حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی | | حضرت میمونہ بنت الحارث سے عقد | |
| حضرت عثمان بن عفان کی سفارت | | حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید کا قبول اسلام | ١٢٥ |
| شہادت عثمان کی افواہ | ١١٣ | | |
| صلح کی پیشکش | | صحابہ کرام کی جنگ موتہ کو روانگی | |
| صلح نامہ حدیبیہ | | حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا خطبہ | |
| صلح نامہ پر فریقین کے دستخط | ١١٥ | حضرت زید بن حارثہؓ کی شہادت | ١٢٦ |
| سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط | | حضرت جعفرؓ کی شہادت | |
| مقوقس شاہ مصر | | حضرت خالد بن ولید بحیثیت سپہ سالار لشکر | |
| ہرقل کے نام خط | | مسلمانوں کی مراجعت | |
| شاہ ایران خسرو پرویز | ١١٧ | باب : ۸ | |
| نجاشی شاہ حبش کو دعوت اسلام | | فتح مکہ ۸ھ | ١٢٨ |
| نجاشی کا قبول اسلام | ١١٨ | خزاعہ اور بنو بکر کی عداوت | |
| حضرت ام حبیبہ | ١١٩ | صلح حدیبیہ کی تنسیخ | |
| شاہ غسان حارث کے نام | | ابوسفیان کی صلح کی تجدید کی کوشش | |
| فرمان نبوی | | ابوسفیان کی بے نیل مرام واپسی | ١٢٩ |
| کسریٰ کا گستاخانہ رویہ | | حضرت حاطب کا خفیہ خط | |
| رسول اکرم ﷺ کی گرفتاری کا حکم | ١٢٠ | جاسوسہ کی گرفتاری | ١٣٠ |
| رسول اکرم ﷺ کا باذان کو پیغام | | رسول اللہ ﷺ کی مکہ کو روانگی | |
| باذان کا قبول اسلام | ١٢١ | حضرت عباسؓ اور ابوسفیان | |
| باب : ۷ | ١٢٢ | حضرت عباسؓ اور حضرت عمرؓ میں تلخ کلامی | |
| غزوہ خیبر ۷ھ | | ابوسفیان کی امان | ١٣١ |
| یہود خیبر | | ابوسفیانؓ کا قبول اسلام | ١٣٢ |
| یہود خیبر سے معاہدہ | | ابوسفیان کی عزت افزائی | |
| زینب بنت الحارث یہودیہ کا قصہ | ١٢٣ | اہل مکہ کو امان | |
| مہاجرین حبشہ | | عبدالعزیٰ بن خطل کا قتل | |
| فدک اور وادی القریٰ کی فتح | ١٢٤ | عبداللہ بن سعد | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| [illegible] | | [illegible] | |
| زیارت [illegible] | | [illegible] | |
| [illegible] خطاب | ۱۳۴ | [illegible] | |
| [illegible] | ۱۳۵ | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | ۱۴۵ |
| بت خانہ [illegible] انہدام | ۱۳۶ | [illegible] | |
| [illegible] | | منافقین کے اعتراضات | |
| تعمیر کعبہ | | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | |
| [illegible] | | منافقین کی مسجد کا انہدام | ۱۴۶ |
| [illegible] | ۱۳۷ | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | |
| [illegible] | ۱۳۸ | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | ۱۴۷ |
| [illegible] | ۱۳۹ | بت خانوں کا انہدام | |
| [illegible] | | **باب [illegible]** | |
| [illegible] | | [illegible] | ۱۴۸ |
| [illegible] | | [illegible] | |
| [illegible] | ۱۴۰ | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | ۱۵۰ |
| [illegible] | | [illegible] | |
| مال غنیمت کی تقسیم | | [illegible] | ۱۵۱ |
| مال غنیمت کی تقسیم [illegible] | ۱۴۱ | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | |
| حضرت ابراہیم کی [illegible] | ۱۴۲ | [illegible] | ۱۵۳ |
| [illegible] | ۱۰۲ | | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| سورۂ برأت اور حضرت علیؓ کے متعلق مختلف آراء | ۱۵۳ | عامر بن صعصعہ کی گستاخی | ۱۶۰ |
| سورۂ برأت اور حضرت علی ابو جعفر بن محمد بن علی کی روایت | | عامر کا انجام | |
| | | طے کا وفد | |
| ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام | ۱۵۴ | دعویٰ نبوت مسیلمہ کذاب | |
| ابن تمیم جرشی | | باب : ۱۰ | ۱۶۲ |
| اہل نجران کا قبول اسلام | | حجۃ الوداع اور وفات | |
| فرمان نبوی | ۱۵۵ | حجۃ الوداع | |
| عمرو بن حزم کو احکامات نبوی | | عمال حکومت | ۱۶۳ |
| مازن کا وفد | ۱۵۶ | اسود عنسی کا خروج | |
| سلامان اور ازد کے وفود | | اہل یمن کا اقتدار | |
| جرش کا محاصرہ | | اسود عنسی اور فیروز | |
| ہمدان کا وفد | ۱۵۷ | اسود عنسی کا خاتمہ | ۱۶۵ |
| وفد طئی کی آمد | | بعض اسباب | ۱۶۶ |
| عبد قیس کا وفد | | مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت | |
| علاء بن حضرمی کی امارت | | علامات | |
| بحرین پر تقرری | | خطبہ نبی | ۱۶۷ |
| بنو حنیفہ کا وفد | | واقعہ قرطاس | |
| کندہ کا وفد | ۱۵۸ | حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ | ۱۶۸ |
| وائل بن حجر کا وفد | | انتقال | |
| وائل بن حجر اور حضرت معاویہؓ | | حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم | |
| مدینہ تا مارب سے گذر | | رسول اکرمؐ کا آخری خطاب | |
| نجران کا وفد | ۱۵۹ | وفات ﷺ | ۱۶۹ |
| وفد حضر موت | | حضرت عمرؓ کی وارفتگی | |
| عبس کا وفد | | حضرت ابوبکرؓ کا استدلال | |
| غسان کا وفد | | حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ | ۱۷۰ |
| بنو المصطلق کا شب خون | | خطبہ حضرت ابوبکرؓ کا اثر | |
| بنو المصطلق کی سرکوبی | | سقیفہ بنی ساعدہ | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| تجہیز و تکفین | | [illegible] | ۱۷۷ |
| اختلافی مسائل | ۱۷ | نام و لقب | |
| سقیفہ بنی ساعدہ | | بچپن | |
| وفاتِ نبوی پر صحابہؓ کی حالت | ۱۷۲ | [illegible] | |
| حضرت ابوبکرؓ کی غیر معمولی تدبر و فراست | | بیعت خلافت | |
| تجہیز و تکفین کے متعلق اختلاف | | حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ | ۱۷۸ |
| قبر کے مقام کی ضرورت | ۱۷۳ | حضرت علیؓ کی بیعت | ۱۷۹ |
| حضرت ابوبکرؓ کے درست اقدام | | دورِ خلافت | |
| حلیہ مبارک | | [illegible] | ۱۸۰ |
| ازواج مطہرات | ۱۷۴ | **باب : اوّل** | ۱۸۱ |
| حضرت خدیجہؓ | | حضرت ابوبکر صدیقؓ (۱۱ھ تا ۱۳ھ) | |
| حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ | | ابتدائی مشکلات | |
| حضرت سودہ بنت زمعہؓ | | جیشِ اسامہؓ کی روانگی | |
| حضرت حفصہ بنت عمرؓ | | حضرت ابوبکرؓ کی حضرت اسامہؓ کو ہدایت | |
| حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ | | ارتداد کی وبا | ۱۸۲ |
| حضرت زینب بنت خزیمہ | | منکرین زکوٰۃ و مرتدین | |
| حضرت جویریہ بنت الحارث | | مدینہ پر حملہ | |
| حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان | ۱۷۵ | دفاعِ مدینہ | ۱۸۳ |
| حضرت زینب بنت جحش | | عبس و ذبیان کی سرکوبی | |
| حضرت صفیہ بنت حیی ابن اخطب | | مرتدین کی سرکوبی | |
| حضرت میمونہ بنت الحارث | | قیس بن مکشوح کا صنعاء پر قبضہ | ۱۸۴ |
| حضرت عمرہ بنت یزید اور حضرت فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ | | قیس بن عبد یغوث کی شکست و فرار | |
| اولاد | | عمرو بن معدی کرب | ۱۸۵ |
| کاتبین | ۱۷۶ | بنی عمرو بن معاویہ کا صدقات ادا کرنے سے انکار | |
| سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ | | معرکۂ اطلاب | |
| مسئلہ خلافت پر بحث و تمحیص | | اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید | ۱۸۶ |
| ابوبکرؓ | ۱۷۷ | حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی یمن روانگی | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| بنو تمیم | | [illegible] | |
| مرتدین کے دوسرے گروہ | | [illegible] | |
| [illegible] | ۱۸۷ | حطم بن ضبیعہ کا اقتدار | ۱۹۹ |
| [illegible] | | حطم بن ضبیعہ کا خاتمہ | |
| [illegible] | ۱۸۸ | [illegible] | |
| [illegible] | | علاء بن الحضرمی کا بحرین کی [illegible] پر قبضہ | ۲۰۰ |
| [illegible] کا فرمان | | اہل عمان و مہرہ کے مرتدین | ۲۰۱ |
| مرتدین کے [illegible] | ۱۸۹ | دبا کی فتح | |
| [illegible] | ۱۹۰ | اہل مہرہ کی اطاعت | |
| معرکہ بزاخہ | ۱۹۱ | باب : ۱۲ھ | |
| طلیحہ کا فرار | | فتوحات عراق و شام ۔ ۱۲ھ تا ۱۳ھ | ۲۰۲ |
| بنی عامر اور [illegible] کی اطاعت | ۱۹۲ | [illegible] کی اطاعت | |
| [illegible] مالک | | جنگ سلاسل | ۲۰۳ |
| مرتدین [illegible] | ۱۹۳ | ہرمز کا خاتمہ | |
| [illegible] | | [illegible] فتح | |
| سجاح بنت الحارث | | جنگ مذار | |
| سجاح و مسیلمہ کا عقد و اتحاد | ۱۹۴ | جنگ ولجہ | ۲۰۴ |
| سجاح کا فرار | | جنگ الیس | |
| حضرت خالد بن ولید کی بطاح کی جانب روانگی | | امغیشیا کی فتح | ۲۰۵ |
| مالک بن نویرہ | ۱۹۵ | [illegible] | |
| مسیلمہ کذاب | | [illegible] کی اطاعت | ۲۰۶ |
| مسیلمہ کا نسب اور حال | ۱۹۶ | [illegible] | |
| مسیلمہ کذاب کے [illegible] | | حیرہ کے گرد و نواح کی اطاعت | |
| مجاعہ کی گرفتاری | | حضرت خالد کا شاہان فارس کو پیغام | ۲۰۷ |
| جنگ یمامہ | | حضرت جریر بن عبداللہ کی روانگی | |
| محکم بن طفیل کا خاتمہ | | انبار کی فتح | |
| مسیلمہ کذاب کا قتل | ۱۹۷ | معرکہ عین التمر | ۲۰۸ |
| اہل یمامہ سے مصالحت | | دومۃ الجندل | |
| [illegible] | ۱۹۸ | | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| جودی بن ربیعہ کا خاتمہ | ۲۰۹ | حضرت خالدؓ کی دعا | ۲۱۷ |
| معرکہ حصید | | حضرت خالدؓ کا خطبہ | |
| مصیخ کی فتح | | حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کی خبر | |
| ثنی کی مہم | ۲۱۰ | [illegible] | ۲۱۸ |
| [illegible] کا انجام | | حضرت عکرمہؓ کی جانبازی | |
| جنگ فراض | | رومیوں کی شکست | ۲۱۹ |
| حضرت خالدؓ کی بغرض حج روانگی | ۲۱۱ | حضرت ابوبکرؓ کی وفات | |
| فتوحات شام | | سیرت صدیقؓ | |
| حضرت خالد بن سعید کی شام کو روانگی | | [illegible] میں حضرت عمرؓ کو [illegible] | |
| جنگ [illegible] | | تجہیز و تکفین | |
| حضرت عمرو بن العاص کی روانگی | | حسب و نسب | |
| بطریق باہان سے محاربہ | ۲۱۲ | ازواج و اولاد | ۲۱۹ |
| حضرت شرحبیل اور حضرت معاویہ کی روانگی | | عمال | |
| مجاہدین کا یرموک میں اجتماع | ۲۱۳ | [illegible] | |
| حضرت خالد بن ولید کی شام کو روانگی | | مال کی مساوی تقسیم | ۲۲۰ |
| خالد [illegible] | | مساکین و یتامی کی سرپرستی | |
| بنی کلب کی شکست | ۲۱۴ | فضائل | ۲۲۱ |
| بصریٰ کا محاصرہ | | حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خطبہ | |
| [illegible] سے جنگ | | حضرت مرتضیٰؓ کا افضلیت صدیقؓ کا اقرار | ۲۲۲ |
| اہل بصریٰ کی اطاعت | ۲۱۵ | باب : ۱۲ | |
| بصریٰ کی فتح | | حضرت عمر فاروقؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ | ۲۲۳ |
| معرکہ یرموک | | حضرت خالدؓ کی معزولی | |
| اہل دمشق کی قلعہ بندی | | دمشق کا محاصرہ | |
| جرجہ کا قبول اسلام | ۲۱۶ | فتح دمشق | ۲۲۴ |
| رومیوں کی شکست | | جنگ فحل | |
| [illegible] کی فتح | | بیسان و طبریہ کی اطاعت | |
| جنگ اجنادین | | معرکہ بابل | ۲۲۶ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| آزرمیدخت کی تخت نشینی | | [illegible] | ۴۴۰ |
| حضرت ابوبکرؓ کی وصیت اور انتقال | ۴۲۷ | رستم کی قادسیہ کو روانگی | |
| حضرت عمرؓ کا خطبہ جہاد | | اسلامی سفارت | ۴۴۱ |
| عراق کی مہم کے لئے مجاہدین کی روانگی | ۴۲۸ | اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں | |
| اہل نجران کی جلاوطنی کا حکم | | ترتیب فوج | ۴۴۲ |
| جنگ نمارق | | فرات پر شب خون | ۴۴۳ |
| جنگ کسکر | ۴۲۹ | رستم اور ایک عرب کی گفتگو | |
| معرکہ باقسیاثا | ۴۳۰ | رستم کی حیرہ کو روانگی | ۴۴۴ |
| جنگ جسر | ۴۳۱ | حضرت طلیحہ کا کارنامہ | |
| واقعات جنگ | | رستم اور زہرہ کی گفت و شنید | ۴۴۵ |
| حضرت ابوعبید کی شہادت | ۴۳۲ | ربعی بن عامر کی سفارت | ۴۴۶ |
| حضرت مثنیٰ کا استقلال | | رستم اور ربعی کی گفتگو | |
| مجاہدین کی مراجعت | | حضرت ربعی بن عامر کی واپسی | ۴۴۸ |
| [illegible] کی روانگی | ۴۳۳ | حضرت حذیفہ بن محصن کی سفارت | |
| جابان اور مردان شاہ کا قتل | | مغیرہ بن شعبہ کی سفارت | |
| جنگ بویب | | [illegible] | ۴۴۹ |
| حضرت مثنیٰ کا خطبہ جہاد | ۴۳۴ | حضرت مغیرہ بن شعبہ کی تقریر | |
| واقعات جنگ | | رستم کو دعوت اسلام | ۴۵۰ |
| [illegible] کی فتح | ۴۳۵ | حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی علالت | |
| [illegible] | | حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا خطبہ | ۴۵ |
| معرکہ تکریت اور صفین پر حملہ | ۴۳۶ | [illegible] کی گرفتاری | |
| یزدگرد کی تخت نشینی | | آغاز جنگ | ۴۵۲ |
| حضرت عمرؓ کا [illegible] | ۴۳۷ | معرکہ یوم ارماث | |
| مشاورت صحابہ کرامؓ | | قعقاع کی آمد | ۴۵۳ |
| حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روانگی | ۴۳۸ | قعقاع بن عمرو [illegible] کا تقرر | |
| حضرت مثنیٰ کی وفات | | قعقاع کی جنگی چال | |
| لشکر اسلام کی ترتیب | ۴۳۹ | معرکہ یوم اغواث | |
| فاروق اعظمؓ کا [illegible] فرمان | | معرکہ یوم عماس | ۴۵۴ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مجلس جنگی کی قرار | ٢٥٥ | مرقب کا معرکہ | ٢٦٥ |
| معرکۂ لیلۃ الہریر | | باب : ۱۲ | ٢٦٦ |
| رستم کا خاتمہ | ٢٥٦ | فتح شام | |
| آتش پرستی کا خاتمہ | | معرکۂ دمشق | |
| بھگوڑوں کا قتل | | فتح حمص | |
| ایرانیوں کی پسپائی | ٢٥٧ | حضرت ابوعبیدہ و خالد بن ولید کی فتوحات | |
| قاصد و خلیفہ ثانی | | اہل قنسرین کی مرضی سے اطاعت | ٢٦٧ |
| بابل پر قبضہ | ٢٥٨ | فتح حلب | |
| مدائن پر پیش قدمی | | انطاکیہ کی فتح | ٢٦٨ |
| اہل مدائن کی اطاعت | | معرکۂ مرعش و قیصریہ | |
| نہر شیر کا محاصرہ | | عیسائی امراء کی اطاعت | |
| دریا کی طغیانی | ٢٥٩ | بغراس پر قبضہ | ٢٦٩ |
| دریا کو عبور کرنے کا واقعہ | | قیساریہ کی فتح | |
| مدائن کی فتح | ٢٦٠ | جنگ اجنادین | |
| قصر ابیض | ٢٦١ | فتح بیت المقدس | |
| مال غنیمت | | عیسائیوں کی مشروط اطاعت | ٢٧٠ |
| مال غنیمت کی تقسیم | ٢٦٢ | حضرت عمرؓ کی بیت المقدس کو روانگی | |
| دربار شاہی کا فرش بہار | | صلح نامہ بیت المقدس | |
| جنگ جلولا | | خلیفہ ثانی کی حیثیت | ٢٧١ |
| جلولا کا محاصرہ | | حضرت عمرؓ کا استقبال | |
| جلولا کی فتح | ٢٦٣ | صوبہ فلسطین کی تقسیم | |
| حلوان پر قبضہ | | فوجی انعام | |
| مال غنیمت اور حضرت عمرؓ | | دیوان کی ترتیب | ٢٧٢ |
| معرکۂ ماسبذان | | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اعتراض | |
| والی فرات کی گرفتاری | ٢٦٤ | تنخواہ کے مدارج | ٢٧٣ |
| ابلہ پر قبضہ | | ازواج نبی کے درجات | ٢٧٤ |
| ہرمزان کی گرفتاری | | حضرت عمرؓ کے ذاتی مصارف | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| تکریت کا محاصرہ | ۲۷۵ | حضرت عمرؓ کی اہل مدینہ سے جواب طلبی | |
| فتح تکریت | | اہل سوس کی اطاعت | |
| فتح موصل | | ایک غلام کی امان | |
| چند عرب قبائل کی اطاعت | ۲۷۶ | [illegible] کی امداد | ۲۸۷ |
| معرکہ حمص | | [illegible] | |
| جزیرہ پر فوجوں کی روانگی | ۲۷۷ | [illegible] | |
| اہل جزیرہ کی اطاعت | | [illegible] کی یاد | |
| جزیرہ کی فتح | ۲۷۸ | حضرت عمرؓ کی شام کو روانگی | |
| عیاض بن غنم کی فتوحات | | | ۲۸۹ |
| [illegible] کی فتح | | چھٹا باب: فتح مصر | ۲۹۰ |
| [illegible] کی فتح | | فتح مصر | |
| حضرت خالد بن ولید کی معزولی | | مصر پر فوج کشی کی اجازت | |
| مسجد حرام کی توسیع | | [illegible] کی فتح | |
| عرب پر قحط سالی | | صلح | ۲۹۱ |
| معرکہ اصطخر | | [illegible] | |
| [illegible] کی بیچارگی | | فتح اسکندریہ | ۲۹۲ |
| مجاہدین کی کمک | ۲۷۹ | معرکہ نہاوند | |
| حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی | | حضرت سعد بن ابی وقاص کی جواب طلبی | |
| کوفہ کی چھاؤنی کی تعمیر | | حضرت عمرؓ کی صحابہ کرام سے مشاورت | |
| بصرہ کی چھاؤنی کی تعمیر | ۲۸۲ | حضرت نعمان بن مقرن کی روانگی | |
| خوزستان کی فتح | ۲۸۳ | مجاہدین کا نہاوند میں قیام | ۲۹۳ |
| ہرمزان سے جزیہ پر مصالحت | | دوران جنگ | |
| ہرمزان کی بدعہدی | | حضرت نعمان کی شہادت | ۲۹۴ |
| مجاہدین کا رامہرمز پر قبضہ | ۲۸۴ | ایرانیوں کی عبرتناک شکست | ۲۹۵ |
| تستر پر قبضہ | | دینور کی اطاعت | |
| ہرمزان دربار خلافت میں | ۲۸۵ | اہل ہمدان کی مصالحت | |
| حضرت عمرؓ اور ہرمزان کی گفتگو | | [illegible] | |
| ہرمزان کا قبول اسلام | ۲۸۶ | اہل ہمدان کی سرکشی اور اطاعت | ۲۹۶ |
| تستر کا محاصرہ | | اصفہان کی فتح | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مصالحت اور معاہدہ | | بیروذ کا معرکہ | |
| حضرت مغیرہ بن شعبہ کی سفارت | | حضرت ابو موسیٰ سے جواب طلبی | |
| اہل ہمدان کی بغاوت و اطاعت | ۲۹۷ | سلمیٰ بن قیس کا کردوں سے مقابلہ | ۳۰۵ |
| واج روذ کا معرکہ | | باب: ۱۶ | ۳۰۵ |
| اہل قزوین کی اطاعت | | نظم حکومت | |
| رے کی فتح | | فاروق اعظمؓ کی شہادت | |
| جرجان اور طبرستان کی فتح | ۲۹۸ | حضرت عمر فاروقؓ پر حملہ | |
| فتح آذربائیجان | | انتخابی مجلس کا تقرر | |
| حضرت عتبہؓ کی آذربائیجان کی امارت پر تقرری | | خلیفہ ثانی کی وصیت | ۳۰۶ |
| شہر یار والی باب کی اطاعت | ۲۹۹ | رسول اکرمؐ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت | |
| حضرت سراقہؓ کی وفات | | عہد فاروقی کی دستوری خصوصیت | |
| بلنجر کا معرکہ | | دو اہم معرکے | |
| یزدجرد کی خراسان کو مراجعت | | نظام حکومت | ۳۰۸ |
| فتح خراسان | ۳۰۰ | صوبوں کا نظام حکومت | |
| یزدجرد ترکی کا عزم | | صوبوں کا نظم و نسق | |
| خاقان چین کی مراجعت | | عمال کے فرائض | |
| یزدگرد کا فرار | ۳۰۱ | عمال کی ایام حج میں حاضری | ۳۰۹ |
| یزدگرد کے امراء کی اطاعت | | عمال کی تقرری کا طریقہ کار | |
| فاروق اعظمؓ کا خطبہ | | عمال کی فہرست | |
| معرکہ توج | ۳۰۲ | عمال کے خلاف تحقیقات | ۳۱۰ |
| اصطخر کی فتح | | خراج | ۳۱۰ |
| شیراز و ارجان کی اطاعت | | مردم شماری اور زمین کی پیمائش | |
| شہرک مرزبان کی بغاوت | | خراج وصول کا طریقہ | |
| فسا و دارابجرد کی مہم | | عشر | ۳۱۲ |
| کرمان کی فتح | ۳۰۳ | جزیہ | |
| زرنج اور سجستان کی فتح | | عشور | |
| فتح مکران | ۳۰۴ | بیت المال کا قیام | |
| | | مرکزی بیت المال | ۳۱۳ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| سنہ ہجری | |
| امیر المومنین کا لقب | |
| عام الرمادہ | ۳۱۴ |
| بچوں کی پرورش | |
| قافلہ کی نگہبانی | |
| شیر خوار بچوں کا وظیفہ | |
| حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری | ۳۱۵ |
| فرمان نبوی | |
| شرابی کی سزا | |
| کوڑوں کی تعداد | |
| ابو محجن ثقفی | ۳۱۶ |
| نسب و اولاد | |
| ازواج | |
| حضرت عمرؓ کا ام کلثوم سے نکاح | ۳۱۷ |
| اولاد | ۳۱۸ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| حلیہ مبارک | |
| باب : ۱۷ | ۳۱۹ |
| حضرت عثمان بن عفان ۲۳ھ تا ۳۵ھ | |
| خلیفہ کا انتخاب | |
| حضرت عبدالرحمن کی دست برداری | |
| حضرت عبدالرحمن کی حضرت عثمان اور حضرت علی سے گفتگو | ۳۲۰ |
| حضرت مقداد اور حضرت ابن ابی سرح کی [illegible] | |
| حضرت عثمانؓ کا انتخاب | |
| بیعت خلافت | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| پہلا معرکہ | ۳۲۱ |
| حضرت مغیرہ کی معزولی | |
| [illegible] میں بغاوت | |
| حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی | ۳۲۲ |
| آذربائیجان اور رے [illegible] مصالحت | |
| باب کی فتح | |
| حبیب بن مسلمہ کی فتوحات | |
| سلیمان بن ربیعہ کی فتوحات | ۳۲۳ |
| حضرت سراقہ کی [illegible] | |
| ترکوں پر فوج کشی کا حکم | |
| خراسان کی تسخیر | |
| یزدگرد کی ترک کی اطاعت | |
| حضرت عمرؓ کی مسلمانوں سے مشاورت | |
| [illegible] | ۳۲۴ |
| ترکستان کی جانب سے اطاعت کا اعلان | |
| اصطخر کی فتح | |
| [illegible] | ۳۲۵ |
| [illegible] | |
| [illegible] کا حکمران [illegible] | |
| امیر معاویہ کی شام کی امارت پر تقرری | ۳۲۶ |
| قبرص کی فتح | |
| اہل قبرص سے شروط مصالحت | ۳۲۷ |
| روم کا محاصرہ | |
| حضرت ابو موسیٰ کی معزولی | |
| عثمان کی تقرری | ۳۲۸ |
| [illegible] | |
| مجاشع کی تقرری | |
| [illegible] کی بغاوت | ۳۲۹ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| [illegible] | ۳۲۹ | [illegible] | |
| ابن عامر اور احنف کی فتوحات | | [illegible] | |
| [illegible] | ۳۳۰ | عبداللہ بن سبا کا ظہور | ۳۴۱ |
| آرمینیا پر قبضہ | | حضرت ابوذر اور امیر معاویہ | |
| [illegible] | | حضرت ابوذر کی وفات | ۳۴۲ |
| زرنج اور کابل و زابل کی فتح | ۳۳۱ | [illegible] | |
| کابل و طخارستان کی فتح | | افریقہ کے خمس کا واقعہ | |
| [illegible] | ۳۳۲ | [illegible] | |
| ولید بن عقبہ کا قصہ | | [illegible] | ۳۴۳ |
| ولید بن عقبہ کی معزولی | ۳۳۳ | کوفیوں کی حضرت عثمانؓ کی مخالفت | |
| [illegible] | | [illegible] | ۳۴۴ |
| طبرستان کی فتح | | [illegible] | |
| جرجان کی اطاعت | ۳۳۴ | [illegible] | |
| قرآن مجید کی قرأت میں اختلاف | | مجلس شوریٰ کا انعقاد | ۳۴۵ |
| عہد صدیقی میں قرآن مجید کی کتابی صورت | ۳۳۵ | [illegible] | |
| مصحف صدیقی کی اشاعت | | [illegible] | ۳۴۶ |
| یزدگرد کا انجام | | [illegible] | |
| یزدگرد کا قتل | ۳۳۶ | [illegible] | |
| [illegible] | ۳۳۷ | [illegible] | ۳۴۷ |
| ساسانی حکومت کا خاتمہ | | [illegible] | |
| [illegible] | ۳۳۸ | [illegible] | |
| [illegible] | | آخری تقریر | |
| [illegible] | | حضرت عثمانؓ کی قتال سے ممانعت | ۳۴۸ |
| قبرص کی فتح | ۳۳۹ | [illegible] | |
| **[illegible]** | ۳۴۰ | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | |
| [illegible] | | [illegible] | ۳۵۰ |
| | | حضرت علیؓ کا مشورہ | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| حضرت عثمانؓ کا خطبہ | ۳۵۱ | ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے ناروا سلوک | ۳۶۱ |
| تحقیقاتی کمیشن | | حضرت ابن عباسؓ کی بحیثیت امیر حج کے مکہ کو روانگی | |
| اعلان عام | | بلوائیوں کی یورش | ۳۶۲ |
| عمال کی طلبی | | باب : ۱۲ | ۳۶۳ |
| صحابہ کرام سے مشاورت | ۳۵۲ | حضرت عثمانؓ کی شہادت | |
| حضرت عثمانؓ کا شام جانے سے انکار | | شہادت | |
| مفسدین کی ریشہ دوانیاں | ۳۵۳ | حضرت عثمانؓ کی نعش کی بے حرمتی | |
| مفسدین کی مدینہ کو روانگی | | تجہیز وتکفین | ۳۶۴ |
| حضرت علیؓ کی بلوائیوں کو سرزنش | ۳۵۴ | عہد عثمانی کے عمال | |
| حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ | | عہد عثمانی کی فتوحات کا اجمالی جائزہ | ۳۶۵ |
| حضرت عثمانؓ پر حملہ | ۳۵۵ | ازواج واولاد | ۳۶۶ |
| زمانہ محاصرہ میں امامت | | حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات | |
| بلوائیوں کی روانگی کی اطلاع | | حضرت عثمانؓ کی ہجرت میں فضیلت | |
| حضرت علیؓ اور مہاجرین وانصار کا اقدام | | ذی النورین کا لقب | |
| مفسدین مصر کی واپسی | ۳۵۶ | سیرت وکردار | ۳۶۷ |
| حضرت عثمانؓ اور مروان | | سخاوت | |
| حضرت عثمانؓ کا خطبہ | | اسلام کی خدمت | ۳۶۸ |
| مروان کی گستاخی | ۳۵۷ | اہل بیت کی خدمات | ۳۶۹ |
| حضرت علیؓ کا اظہار ناراضگی | | مسجد نبوی کی توسیع | ۳۷۰ |
| حضرت علیؓ سے امداد طلبی | ۳۵۸ | مسجد نبوی کی مرمت | |
| مروان کا جعلی خط | | بیر رومہ کا وقف | |
| مصریوں کی یورش | | صدقہ | |
| خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ | ۳۵۹ | حیا | |
| دوبارہ محاصرہ | | غلاموں کو آزادی | ۳۷۱ |
| آزمائش حضرت عثمانؓ | | سادگی | ۳۷۲ |
| حضرت عثمانؓ کا خطبہ | ۳۶۰ | مصحف عثمانی کی اشاعت | |
| مفسدین کی درشتی | | حضرت عثمانؓ کی قرأت سے محبت اور عبادت | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حضرت عبیداللہ بن عمر کا [illegible] | ۳۷۴ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| **باب : ۱۰** | ۳۷۶ |
| حضرت علی بن ابی طالب ۳۵ھ تا ۴۰ھ | |
| بیعت خلافت | |
| حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی مشروط بیعت | |
| صحابہ کا بیعت کرنے سے انکار | |
| [illegible] کا مسئلہ | |
| اہل مدینہ کی [illegible] | ۳۷۷ |
| [illegible] | |
| قصاص کا مطالبہ | |
| حضرت علی کا قاتلین عثمان سے [illegible] | ۳۷۸ |
| حضرت مغیرہ کا مشورہ | |
| حضرت علی اور حضرت ابن عباس کی گفتگو | |
| عمال کا تقرر | ۳۷۹ |
| قیس بن سعد کی مصر روانگی | |
| سہل بن حنیف کی واپسی | |
| امیر معاویہ کا قاصد | ۳۸۰ |
| حضرت علی کی شام روانگی | |
| [illegible] جنگ کا فیصلہ | |
| بصرہ کی جانب روانگی | ۳۸۱ |
| اہل بصرہ کی [illegible] | |
| حضرت عبداللہ بن عمر کی روانگی | |
| [illegible] | |
| حضرت [illegible] کا فیصلہ | ۳۸۲ |
| حضرت علی کی بصرہ روانگی | |
| سعید بن العاص کا مطالبہ | ۳۸۳ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| [illegible] کا وقت | |
| اہل بصرہ سے مراسلات | |
| حضرت زبیر کا خطبہ | ۳۸۳ |
| حکیم بن جبلہ کا حملہ | ۳۸۵ |
| [illegible] | |
| حضرت عثمان بن حنیف پر حملہ | ۳۸۶ |
| عثمان بن حنیف کی گرفتاری | |
| حضرت علی اور [illegible] کا اہل بصرہ سے خطاب | |
| [illegible] | ۳۸۷ |
| [illegible] | |
| حضرت علی کی بصرہ کی طرف روانگی | ۳۸۸ |
| حضرت علی [illegible] | |
| امام حسن کے حضرت علی پر اعتراضات | |
| حضرت علی کا امام حسن کو جواب | ۳۸۹ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| قعقاع بن عمرو کی حضرت عائشہ سے گفتگو | ۳۹۰ |
| حضرت عائشہ کا [illegible] | |
| حضرت علی [illegible] | ۳۹۱ |
| [illegible] | |
| [illegible] حضرت علی سے [illegible] ملاقات | |
| فریقین کی [illegible] | ۳۹۲ |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۳۹۳ |
| فریقین [illegible] | |
| حضرت علی [illegible] | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| احنف بن قیس کی کنارہ کشی | ۳۹۴ |
| حضرت زبیر کی علیحدگی | ۳۹۵ |
| اہل بصرہ کے تین گروہ | |
| فریقین میں مصالحت | |
| قاتلین عثمان کا اچانک حملہ | ۳۹۶ |
| جنگ جمل | |
| حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کی شہادت | ۳۹۷ |
| حضرت کعب کی شہادت | |
| حضرت عائشہؓ کی عماری پر تیروں کی بوچھاڑ | |
| ناقہ ام المؤمنین پر یورش | ۳۹۸ |
| ناقہ پر حملہ | |
| اختتام جنگ | |
| حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات | ۳۹۹ |
| صحابہ کرام کی شہادت | |
| احنف بن قیس کا اظہار اطاعت | ۴۰۰ |
| حضرت ابن عباس کا بصرہ کی امارت پر تقرر | |
| حضرت عائشہؓ کی مکہ معظمہ روانگی | |
| واقعہ جمل کی دوسری روایت | ۴۰۱ |
| شہدائے جنگ جمل | ۴۰۲ |
| [illegible] | |
| **باب : ۱۲** | ۴۰۳ |
| جنگ صفین | |
| محمد بن ابی حذیفہ | |
| محمد بن ابی حذیفہ کی مخالفت | |
| محمد بن ابی حذیفہ کی گرفتاری | |
| محمد بن ابی حذیفہ کا قتل | ۴۰۴ |
| قیس بن سعد کا مصر کی امارت پر تقرر | |
| امیر معاویہ کی قیس بن سعد کو پیشکش | ۴۰۵ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| قیس بن سعد کا جواب | |
| امیر معاویہ کی حکمت عملی | ۴۰۶ |
| قیس بن سعد کی معزولی | |
| قیس بن سعد کی کوفہ کو روانگی | ۴۰۷ |
| محمد بن ابی بکر کا مصر کی امارت پر تقرر | |
| امیر معاویہ اور عمرو بن العاص | |
| جریر کی سفارت | ۴۰۸ |
| حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ | |
| جریر کی واپسی | |
| امیر معاویہ کا قصاص عثمانؓ پر اصرار | |
| جنگ صفین | |
| حضرت علیؓ کی بغرض جنگ روانگی | |
| واقعات جنگ | |
| حضرت علیؓ کا فرات پر قبضہ | |
| امیر معاویہ کو بیعت کی دعوت | ۴۰۹ |
| ابتدائے آغاز جنگ | ۴۱۱ |
| صحابہ کرامؓ کی کوشش | |
| امیر معاویہ کی [illegible] کو پیشکش | ۴۱۲ |
| امیر معاویہ کی سفارت | |
| حضرت علیؓ کا خطبہ | |
| عدی بن حاتم کی طے اور بنو مذحج کی سرداری | ۴۱۳ |
| حضرت علیؓ کی ہدایات | |
| واقعات جنگ | ۴۱۴ |
| طرفین کی شب بیداری | |
| امیر معاویہ کا تخت | |
| اشتر نخعی کا مقابلہ | ۴۱۵ |
| اشتر کا حملہ | |
| شامیوں کی پسپائی | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حضرت عبیداللہ بن عمر کی شہادت | ۴۱۷ |
| حضرت عمار بن یاسر کی جاں نثاری | |
| حضرت عمار کی شہادت | ۴۱۸ |
| حضرت عبداللہ بن کعب کی شہادت | |
| لیلۃ الہریر کا معرکہ | |
| عمرو بن العاص کی حکمت عملی | ۴۱۹ |
| حضرت علیؓ کو جنگ جاری رکھنے پر اصرار | |
| عراقیوں میں اختلاف | |
| حضرت علیؓ کی میدان جنگ سے واپسی | ۴۲۰ |
| تحکیم کی تجویز | |
| حکم کے انتخاب میں عراقیوں کا اختلاف | |
| حکم کا انتخاب | ۴۲۱ |
| تحکیم کا معاہدہ | |
| معاہدہ پر دستخط | ۴۲۲ |
| حضرت علیؓ کی مراجعت | |
| خوارج کی علیحدگی | ۴۲۳ |
| خوارج کو اتحاد کی دعوت | |
| خوارج کی اطاعت | ۴۲۴ |
| حضرت علیؓ کا حضرت عمرو بن العاص کو پیغام | |
| حکمین کا اجتماع | |
| حکمین کی گفتگو | ۴۲۵ |
| فیصلہ کا اعلان | |
| حضرت عمرو بن العاص | ۴۲۶ |
| حکمین کی تجویز | |
| سب و شتم کا آغاز | |
| **باب : ۲۲** | ۴۲۷ |
| خوارج اور جنگ نہروان | |
| خوارج کا گستاخانہ رویہ | |
| خوارج کی سرکشی | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| خوارج کی روانگی | ۴۲۸ |
| نہروان کی لڑائی | |
| خوارج کا بصرہ سے خروج | |
| حضرت علیؓ کا شام پر فوج کشی کا فیصلہ | ۴۲۹ |
| خوارج کی روک تھام | |
| شام پر حملے کی تیاری | |
| حضرت عبداللہ بن خباب کی شہادت | |
| خوارج سے مذاکرات | ۴۳۰ |
| جنگ نہروان | ۴۳۱ |
| خوارج کی شکست | |
| حضرت علیؓ کی کوفہ کو مراجعت | |
| حضرت عمرو بن العاص کا قبضہ | |
| اشتر کی وفات | ۴۳۲ |
| محمد بن ابی بکر کا عہد امارت | |
| مصر فتح کرنے کا منصوبہ | |
| حضرت عمرو بن العاص کی روانگی | ۴۳۳ |
| جنگ کا آغاز | |
| کنانہ و محمد بن ابی بکر کا انجام | |
| مالک بن کعب کی روانگی اور واپسی | |
| ابن الحضرمی کی بصرہ میں آمد | ۴۳۴ |
| ابن الحضرمی کا انجام | ۴۳۵ |
| زیاد کا فارس کی حکومت پر تقرر | |
| حضرت علیؓ سے حضرت ابن عباسؓ کی علیحدگی | |
| حضرت علیؓ کی شہادت | |
| ابن ملجم اور شبیب کی تجویز | ۴۳۶ |
| حضرت علیؓ پر حملہ | ۴۳۷ |
| حضرت علیؓ کی وصیت | |
| حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا مسئلہ | |
| حضرت علیؓ کی شہادت | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ابن ملجم کا قتل | ۴۳۸ | امام حسنؓ کی بیعت خلافت | |
| امیر معاویہ کا حملہ | | عراقی فوج کی غداری | |
| برک بن عبداللہ کا انجام | | خلافت سے دست برداری | ۴۴۱ |
| عمرو بن بکر کا قتل | | امیر معاویہ کی بیعت خلافت | |
| عمال | ۴۳۹ | امام حسنؓ کا خطبہ | ۴۴۲ |
| تذکرہ حضرت علیؓ | | امام حسنؓ کی مدینہ کو روانگی | |
| عہد خلافت | | قیس بن سعد کی شرائط بیعت | |
| ازواج و اولاد | | سنہ عام الجماعت | |
| خلافت حسنؓ ابن علیؓ | ۴۴۰ | امیر معاویہ کی خلافت | ۴۴۳ |

# دیباچہ

قبل اس کے معتبر مستند تاریخ ''کتاب العبر و دیوان المبتداء و الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرھم من ذوی السلطان الاکبر'' تالیف الشیخ الامام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ کتاب مذکور کے ترجمہ کی تیسری جلد ہے جس میں حالات و مذاہب عرب قبل از اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ولادت و تربیت و نبوت و معراج و ہجرت و بہ ترتیب سن وار غزوات کے تفصیلی حالات تا وفات سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) مندرج ہیں۔ اگرچہ علامہ مورخ نے اسلامی تاریخ کو بھی اور واقعات کی طرح کسی قدر اختصار کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں نے ان کو بغرض افادہ قدر دانان فن تاریخ نہایت بسط و تفصیل سے تحریر کیا ہے جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۸۴ صفحات کا ترجمہ ۵۰۰ صفحات میں کیا گیا ہے۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد تالیف ابن قیم جوزی دمشقی، سیرۃ ابن ہشام، کامل ابن اثیر، ابو الفداء، تقویم البلدان وغیرہ سے میں نے اکثر مقامات پر مدد لی ہے۔

میں اس ترجمہ کو کسی رئیس یا امیر کی خدمت میں بہ نظر صلہ یا بخیال خوشامد نہیں پیش کرتا بلکہ نہایت ادب سے اپنے ذی علم قدر دانان فن تاریخ کے روبرو پیش کر کے امید رکھتا ہوں کہ مخدومین کرام میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ اور اللہ جل شانہ اس کو مقبولیت عامہ کا خلعت عنایت فرمائے گا۔ و ھو حسبی و نعم الوکیل

۵ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ

احمد حسین الٰہ آبادی مترجم

عفی عنہ

# باب: ۱

## حضرت محمد ﷺ

**زمانہ قبل از اسلام:** اگرچہ قریش کو مکہ میں ایک گونہ حکومت حاصل ہو گئی اور قبائل مضر اطراف و جوانب ممالک کو تہامہ، عراق، یمن اور مکہ و حجاز میں بھی منتشر و متفرق ہو گئے تھے اور بعض ان میں سے بادیہ نشین و خانہ بدوش ہو گئے تھے اور بعض اسباب معیشت اور سامان تمدن کی فراہمی میں مصروف ہوئے، کبھی یہ فارس اور روم سے عراق و شام کے میدانوں میں لڑنے نکل آتے تھے اور وہ بھی اپنی سرحدوں کی حفاظت کی غرض سے اپنی آدمیوں کو جمع کر کے اہل عراق و شام سے برسر مقابلہ دکھائی دیتے تھے۔ ان لڑائیوں اور خوں ریزیوں میں کبھی یہ مغلوب ہو کر خراج گزاری پر مجبور ہو جاتے تھے لیکن جب کبھی پھر کوئی موقع ہاتھ آ جاتا تھا تو خراج گزاری اور اطاعت شاہی سے منحرف ہو کر مخالفت کر بیٹھتے تھے الغرض مختصر یہ کہ یہ خود اپنی جگہ جمے تھے ورنہ بیٹھے رہتے تھے ہمیشہ شاہان عراق و شام کو احتمال فساد و انقلاب کا ہر وقت کھٹکا رہتا تھا۔ اس امر میں قبائل مضر خاص طور سے تو مجبوراً کل افراد کی طرف سے رجوع کرتے تھے اس زمانہ تک تمدن و حضارت نے ان کو اپنا گرویدہ نہ کیا تھا۔

درحقیقت عرب میں کوئی خاص حکومت نہ تھی ہاں آل منذر شاہان فارس کی طرف سے حیرہ میں اور روم کی جانب سے شام میں آل جفنہ دیار عرب و حجاز پر تو مجبوراً کل افراد حکمرانی کر رہے تھے۔ قبائل مضر بلکہ کل عرب (بلا استثناء کسی قوم کے) بت پرست تھے، قاطع الرحم، اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے، تیروں کے شگون کے لینے والے، ستاروں اور پتھروں کے پوجنے والے تھے۔ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قحط اور تنگ سالی میں اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ اونٹ کا گوشت ان کی غذاؤں میں سے تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ دربار آل منذر و آل جفنہ و حمیر کے پاس وفد ہو کر جاتے تھے۔ تھوڑی باتوں پر لڑ جانا اور ایک مدت تک اس لڑائی کا جاری رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ قتل و غارت، رہزنی، غارتگری روزمرہ کی تھی، [illegible] قمار بازی ان کا ہر دلعزیز کھیل تھا۔

بدکاری، بے غیرتی، شراب نوشی و دختر کشی کی پیچ کا ازحد شوق تھا مگر جب اللہ جل شانہ نے اس جاہل ان پڑھ قوم کے ظہور و غلبہ کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ایام نحس کو اچھے دنوں سے بدلنا چاہا اور ان میں بجائے بت پرستی و الحاد کے توحید و اسلام پھیلانے کا قصد کیا تو اس مقلب القلوب فعال لما یرید نے ان کو فتح و اصلاح کی طرف مائل کر دیا ت کے گندے اعمال کو عمدہ عادات سے، ذلت کو عزت سے، شر کو خیر سے، گمراہی کو ہدایت سے، نافرمانی کو اطاعت سے، تنگی کو خوش حالی سے، مفلسی و گدائی کو حکومت و سرداری سے، قطع رحم و عداوت کو صلۂ رحم و محبت سے بدل دیا۔ سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کام

کے کرنے کا تصور کرتا ہے تو پہلے اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے چنانچہ کچھ مدت پہلے ان میں قومی وحدت قبل از اسلام پیدا ہو چکی تھی۔ ان میں خودداری کا مادہ پیدا ہو گیا تھا آزادی کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ عرب و فارس کے مقابلہ میں واقعہ مشہور ذی قار میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ جس کی خبر آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی تھی اور یہ ارشاد فرمایا تھا۔ الیوم انتصف العرب من العجم وبی نصروا۔ حاجب بن زرارہ (قبیلہ بنو تمیم سے) کسریٰ ایران کے پاس وفد کی شکل میں گیا اور اس سے امداد کا خواستگار ہوا جب کسریٰ نے ضمانت طلب کی ایران سے کہا تو حاجب بن زرارہ نے اقرار کر کے قوت و تجربہ اپنے ہو کے کسریٰ بادشاہ سے روگردانی کی اور اپنی قوس (کمان) اس کو دے دی۔

**حلف فضول:** جاہلیت کے دور میں عرب اپنی عزت و عظمت کے لئے لڑتے بھی رہتے تھے۔ قریش کو ان سب باتوں میں اور اقوام عرب سے ایک منفرد حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ صلاحیت اور خلق اللہ کی آسائش کا نیا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ تو ہاشم، مطلب، بنو اسد بن عبدالعزیٰ، زہرہ اور تیم نے جمع ہو کر باہم یہ عہد و اقرار کیا کہ مکہ میں جو مظلوم آئے خواہ اس کے خاندان والوں نے یا کسی غیر نے ظلم کیا ہو اس کی مدد کی جائے اور ظالم سے تعاقب کر کے مظلوم کا انصاف دلایا جائے۔ قریش نے اس حلف کو حلف فضول کے نام سے موسوم کیا۔

**بت پرستی سے نفرت:** اب تو عرب کے دلوں میں دین کی تلاش کا شوق جاگزیں ہو چکا تھا۔ بت پرستی سے خود بخود ایک گونہ نفرت ہو چلی تھی۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ اور عثمان بن الحویرث بن اسد اور زید بن عمرو بن نفیل عم عمر بن الخطابؓ (عدی بن کعب سے) اور عبیداللہ بن جحش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ایک جا مجتمع ہوئے اور بتوں اور بت پرستی سے بیزاری ظاہر کی۔ اقوام عرب کے عقیدے اور ان کو دین ابراہیمؑ کے خلاف پایا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے بہت استقلال سے نصرانی ہو گیا اور اہل کتاب سے ان کی کتابیں پڑھیں اور عبیداللہ بن جحش اپنے دین پر قائم رہا۔ تا آنکہ اسلام کا دور آیا اور یہ بھی مسلمان ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کی جہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ عثمان بن الحویرث اتفاق سے قیصر روم کے پاس گیا نصرانی ہو گیا اس کی عزت و قدر کی گئی۔ زید بن عمرو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے نہ تو کسی دین کو قبول کیا اور نہ یہودی یا نصرانی کی کتاب کا اتباع کیا۔ بت پرستی چھوڑ دی، مردار، خون اور بتوں کی قربانی کو اپنے پر حرام کر لیا۔ قطع رحم اور خون ریزی سے کنارہ کش ہو گیا۔ جب کوئی اس سے کچھ پوچھتا تو یہ کہتا: اعبد رب ابراہیم (یعنی میں ابراہیم کے خدا کی پرستش کرتا ہوں) اور دین ابراہیم کو بیان کرتا اور اپنی قوم کو نصیحت و ملامت کرتا رہتا اور یہ کہتا تھا "اللهم لو اني اعلم اي الوجوه احب اليك عبدتك به ولكني لا اعلم" (یعنی اے خدا اگر میں اس طریقہ کو جانتا جو تیرے نزدیک محبوب ہے تو میں اسی طریقہ سے پرستش کرتا لیکن میں اس سے بے خبر ہوں)

**نبی ﷺ کے ظہور کی پیشین گوئی:** ان کے علاوہ کاہنوں اور نجومیوں نے قبل از بعثت یہ کہنا شروع کر دیا کہ عنقریب عرب میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کی حکومت بہت جلد ظاہر ہونے والی ہے۔ اسی طرح اہل کتاب یہود و نصاریٰ توریت و انجیل کی بنا پر مثل دیکھا کیے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کی خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسی نشانیاں ظاہر کرتا تھا۔ اصحاب فیل کو شکست کا ہونا اور ان کا ہلاک ہونا منجملہ ارہاصات نبوت کے ہے۔ بعد ازاں حبشی حکومت یمن سے سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں ختم ہو گئی اور سیف بن ذی یزن (یادگار طوائف تبابعہ) تخت حکومت یمن پر جانشین ہوا۔

عبدالمطلب خود اکثر رؤسا کے وفد ہو کر سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے آئے۔ سیف بن ذی یزن نے عرب میں نبی کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور عبدالمطلب کو بالخصوص یہ خوشخبری سنائی کہ وہ جلیل القدر نبی تمہاری اولاد میں ہوگا۔ یہ واقعہ سن کر اکثر رؤسائے عرب کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ عظیم الشان نبی ان میں سے ہوگا چنانچہ بعض بعض نامور عرب اہل کتاب کے مشائخ اور علماء کے پاس جاتے تھے اور دریافت کیا مثلاً امیہ بن ابی الصلت ابو سفیان بن حرب کے ساتھ شام کی طرف گئے تھے انہوں نے (یہ خیال کر کے کہ وہ نبی شاید میں ہی ہوں) کسی راہب سے دریافت کیا تھا ان کا یہ خیال تھا کہ عجب نہیں نبوت ہو عبد مناف میں ہو لیکن ان کے خلاف امید جواب دیا گیا۔ انہی ایام میں زمزم ٹھیک بھی ہوا اور وہ زمانہ آ گیا کہ آفتاب نبوت سے کفر کی ظلمت دور ہو جائے۔

**دورِ جاہلیت میں عرب کے مذاہب:** (مترجم) اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقاد رکھتے تھے بعض ان میں سے بت پرست، بعض خدا پرست، بعض لامذہب اور بعض صابئی، بعض یہودی بعض عیسائی تھے۔ بت پرستی عرب کے تمام باشندوں میں پائی جاتی تھی۔ عاد، ثمود، جدیس، جرہم اور عمالیق اول وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن ان کے تفصیلی حالات معدوم ہو گئے ہیں۔ جو قبائل ان کے بعد باقی رہے عرب عاربہ و مستعربہ ان کے بت دو قسم کے تھے ایک ملائک اور ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے نسبت رکھتے تھے اور ان کو موثر خیال کرتے تھے اور دوسری قسم کے وہ تھے جو ان لوگوں نے اپنے بعض کاموں سے شہرت حاصل کی تھی یہ کہ وہ بار بار بت پرستی کے ان کو معبود مطلق نہ جانتا تھا بلکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیوی اختیارات ان کو کل حاصل ہیں اور عقبیٰ کی نسبت ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اصنام جن کی وہ پرستش کرتے تھے خدائے تعالیٰ سے ان کے گناہوں کو معاف کرا دیں گے وہ اصنام جن کی تمام عرب جاہلیت پرستش کرتا تھا ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ہبل یہ بہت بڑا بت تھا اور خانہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا (۲) ود یہ بت بنو کلب کا معبود تھا (۳) سواع قبیلہ بنو ہذیل کا بت تھا (۴) یغوث یہ بت قبیلہ بنو مراد کا تھا (۵) یعوق کی پرستش بنو ہمدان کرتے تھے (۶) نسر یمن کے قبیلہ حمیر کا معبود تھا (۷) عزیٰ قبیلہ بنو غطفان کا بت تھا (۸) لات (۹) مناۃ ان دونوں بتوں کی پرستش تمام عرب کرتے تھے (۱۰) دوار یہ بت ان عورتوں کا معبود تھا (۱۱) اساف یہ کوہ صفا پر تھا (۱۲) نائلہ مروہ پر تھا ان دونوں بتوں پر قربانیاں کی جاتی تھیں (۱۳) ہبل کے پاس اونٹوں کی قربانی کی جاتی تھی (۱۴) کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم کی تصویر تھی اور ان کے ہاتھ میں استقسام کے تیر تھے جو ازلام کہلاتے تھے اور ایک بھیڑ کا بچہ ان کے قریب کھڑا تھا اور حضرت اسماعیل کی صورت خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی (۱۵) حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بھی تصویریں اور مورتیں خانہ کعبہ میں موجود تھیں۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ایام جاہلیت کے مشہور لوگوں میں سے تھے جن کی تصویریں پتھروں پر کھود کر کے بطور یادگار کعبہ کے اندر رکھ دیا تھا پھر ایک مدت کے بعد ان کو رفتہ رفتہ معبود بنا کر ان کی پرستش کرنے لگے۔

**دینِ حنیف:** خدا پرستی کئی قسم کی تھی عرب جاہلیت میں کئی اور یہ دو قسم پر تھی ایک تو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت تھی جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے اور مانتے تھے لیکن اور باقی خیالات ان کے لامذہبی کی طرف زیادہ مائل تھے اور دوسرا گروہ خدا کو برحق جانتا تھا قیامت، نجات، حشر نشر، جنت، دوزخ اور ان کے جزا و سزا کا قائل تھا۔

**ولادت نبوی:** جمہور مؤرخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے انتقال کے چند مہینے بعد ۱۲ ربیع الاول [illegible] عام الفیل کے پہلے برس (یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد)

**لامذہب:** عرب جاہلیت میں [illegible] پایا جاتا [illegible] تھے اور نہ کسی کتاب اور نبی کے مذہب کے پابند تھے [illegible] کے منکر تھے [illegible] کے قائل نہ تھے [illegible] قرار دیتے تھے۔

**صابی مذہب:** صابی مذہب والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ہمارا آسمانی مذہب ہے اور ہم حضرت [illegible] اور حضرت [illegible] کے دین پر ہیں [illegible] سات وقت کی نمازیں اور ایک قمری مہینہ کا روزہ [illegible] جنازہ کی نماز پڑھتے تھے ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا [illegible] (ساتوں ستاروں) کی پرستش کرتے تھے [illegible] کی بڑی کثرت کرتے تھے۔

**یہودی مذہب:** یہودی مذہب عرب میں [illegible] صدی عیسوی [illegible] بخت نصر [illegible] کے بعد یہودیوں [illegible] تو انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ [illegible] یہودی [illegible] ان سے عرب میں بہت ترقی ہوئی۔

**عیسوی مذہب:** تیسری صدی عیسوی میں عیسوی مذہب نے عرب میں [illegible] مگر [illegible] عام مؤرخین کہتے ہیں [illegible] ان سے اتفاق نہیں [illegible] عرب میں ان کے [illegible] تو [illegible] واللہ اعلم

انتہی کلام المترجم

[illegible] حضرت ﷺ پیدا ہوئے [illegible] عبدالمطلب بن ہاشم [illegible] آپ کی کفالت: [illegible] آپ کا [illegible] رضاعت [illegible]

---

[1] [illegible] ولادت میں اختلاف [illegible] مؤرخین [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ کی ولادت [illegible] کے پہلے [illegible]

[2] **بچپن کا زمانہ** [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] عبدالمطلب بن ہاشم [illegible] آنحضرت ﷺ کے [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ﷺ [illegible]

عبداللہ بن الحرث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن سعد بن بکر نے دودھ پلایا۔ جب آنحضرت ﷺ کا سن مبارک چار سال کا ہوا۔ اس وقت آپ اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ بکریوں کے چرانے کے لئے جنگل گئے۔ دو فرشتوں نے آ کر آپ کا شکم مبارک چاک کر کے قلب مبارک کو نکالا اور اس سے ایک سیاہ نقطہ صاف کر کے قلب کو دھو کر آپ کو برف سے

نکالا ہے۔ [illegible] خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا تھا جس نے کہا تھا کہ آپ کا نام محمد رکھنا۔ ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام قریش کی دعوت کی۔ آخری روز جب [illegible] عرب دودھ پلانے کی غرض سے آپ حلیمہ سعدیہ کے سپرد [illegible]۔ [illegible] بچپنے ہی سے آپ کی ذات سے برکات [illegible] ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ جب آپ [illegible] ہوئے تو آپ [illegible] حلیمہ [illegible] آپ ان کے پاس رہے۔ [illegible] حلیمہ سعدیہ [illegible] آپ کو آپ کی والدہ [illegible] کے بعد [illegible] آپ واپس [illegible]۔ جب آپ کی [illegible] وفات کے وقت [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] اپنے دادا عبدالمطلب کی حفاظت میں [illegible] گئے۔

**شق صدر کا واقعہ:** [illegible] شق صدر [illegible] بیان کرتے ہیں۔ [illegible] صحیح بخاری میں بھی [illegible] نقل کی جاتی ہے۔ لیکن [illegible] قرآن مجید سے اس کی تائید اور احادیث [illegible] قرآن مجید کے [illegible] الم نشرح لک صدرک (کیا ہم نے آپ کے لئے سینہ کھول دیا) [illegible] شق صدر [illegible] ہیں۔ لیکن قرآن مجید سے اس کی [illegible] آنحضرت ﷺ کی [illegible] مقام [illegible] شق صدر [illegible] نقل کیا ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ اپنے رضاعی بھائی [illegible] کے قریب [illegible] کے پاس [illegible] سینہ چاک [illegible] اس مقام پر گئے [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] فرمایا [illegible] میرا [illegible] میں سے کوئی چیز نکال لی [illegible] حضرت انس بن مالک [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے [illegible] نکال کر [illegible] کے بعد اس کو [illegible] آپ زمزم [illegible] لڑکے [illegible] آنحضرت ﷺ کی کھلائی کے پاس [illegible] آپ کے پاس [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] انس کہتے ہیں کہ [illegible] روایت ان کی [illegible] ثابت [illegible] کے قریب [illegible] حضرت انس بن مالک

دیکھو۔ جس وقت اس واقعہ کی اطلاع حلیمہ بنت ابی ذویب کو ہوئی تو ان کو اس خوف سے کہ مبادا کوئی صدمہ یا واقعہ پیش نہ آئے آپ کو ان کی والدہ کے پاس لے آئیں اور اس واقعہ کی حقیقت سے مطلع کیا۔ [illegible] بیان [illegible] حضرت [illegible] ہوئی۔ [illegible] ہیں۔

**رسول اکرم ﷺ کی ابتدائی زندگی** بعد ازاں جب آپ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو مدینہ منورہ اپنے اعزا و اقارب سے ملانے کے لیے لے گئیں۔ واپسی میں مقام ابواء میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا اور جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم فوت ہو گئے۔ وفات کے وقت عبدالمطلب نے آپ کو پرورش و تربیت کی غرض سے اپنے بیٹے ابوطالب کے سپرد کیا۔ ابوطالب نے نہایت شفقت و محبت سے پرورش کی [illegible] آپ کی پرورش اور خبر گیری [illegible] کرتے رہے۔ [illegible] قناعت و معقولیت [illegible] آپ کی عادت تھی [illegible]

**شام کا سفر** جب آپ بارہ برس کے ہوئے تو [illegible] ابوطالب کے ساتھ شام کی طرف [illegible] بصریٰ کے قریب بحیرا راہب کے صومعے کے پاس سے [illegible] بحیرا راہب نے آپ میں آثار نبوت دیکھ کر [illegible]

**حضرت خدیجہ سے عقد** ابوطالب بن عبدالمطلب حضرت خدیجہ کے باپ کے پاس گئے اور آپ کی [illegible] ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

---

[illegible]

الحمد لله الذي جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسمعيل وضئضئ معد وعنصر مضر وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا امناء بيته وسواس حرمه وجعلنا الحكام على الناس ثم ان ابن اخي محمد بن عبد الله من قد عرفتم قرابته وهو لا يوزن باحد الا رجح به فان كان في المال قل فان المال ظل زائل

وقد خطب خديجة بنت خويلد وبذل لها من الصداق ما عاجله وآجله من مالي كذا وكذا وهو والله بعد هذا له نبأ عظيم وخطر جليل

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو [illegible] ابراہیم کی نسل [illegible] اور [illegible] محترم اور مامون بنایا [illegible] اپنے گھر کا محافظ [illegible] لوگوں پر حاکم بنایا [illegible] میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ [illegible] جس شخص کے ساتھ مقابلہ کیا جائے [illegible] بڑھ جائے گا [illegible] مال [illegible] ڈھلتی چھاؤں ہے [illegible] محمد نے خدیجہ بنت خویلد [illegible] اس کے بعد ان کی [illegible] آپ ﷺ کا [illegible] مبارک [illegible] اور [illegible] آپ [illegible] کے چہرہ [illegible]

**تعمیر کعبہ** جب آپ ﷺ کی عمر [illegible] سال کی ہوئی تو قریش نے [illegible] کعبہ [illegible] تعمیر شروع کیا۔ جس وقت حجر اسود کے [illegible] نوبت آئی تو [illegible] سب [illegible] جھگڑنے لگے [illegible] چاہتا تھا کہ حجر اسود [illegible] ابو امیہ [illegible] نے [illegible] کہا [illegible] جو شخص سب سے پہلے [illegible] قریش اس امر پر راضی ہو گئے

**حجر اسود کا فیصلہ** [illegible] آنحضرت ﷺ تشریف لائے [illegible] لوگوں نے کہا [illegible] امین ہیں [illegible] فیصلہ [illegible] آپ نے ایک کپڑے میں حجر اسود [illegible] قریش سے فرمایا [illegible] کپڑے [illegible] کنارے پکڑ [illegible] حجر اسود [illegible] مقام کے قریب [illegible] تو آپ نے اپنے دست مبارک سے [illegible] جگہ پر [illegible] عبد المطلب [illegible] مغیرہ [illegible]

**امین کا لقب** اس کے بعد آنحضرت ﷺ تجارت و عبادت میں نہایت اعتدال سے [illegible] فرماتے تھے۔ آپ کی ذات بابرکات میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاق اور [illegible] فصاحت [illegible] صداقت [illegible] امین [illegible]

---

[illegible]

آپ نے امین کا لقب پایا تھا۔

**بعثت**۔ وحی کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے رویائے صالحہ دیکھنا شروع کیا تھا کاہن اور آسمانی کتابوں کے عالم آپ میں نبوت کے نشان دیکھ کر [illegible] تذکرہ کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ عزلت کے [illegible] تنہائی و خلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے۔ اکثر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہیں دو دو چار چار راتیں متواتر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کی ولادت سے چالیسویں سال [illegible] آپ پر وحی نازل ہوئی۔ کبھی کبھی فرشتہ کسی آدمی کی شکل میں آتا اور آپ سے ہم کلام ہوتا تھا اور کبھی آپ پر القا ہوتا تھا اور کسی وقت [illegible] آپ [illegible] ہو جاتے تھے۔ اور وحی سلسلہ جرس کی آواز کی طرح نازل ہوتی تھی یہ آخر صورت میں آپ کو سخت تکلیف ہوتی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے وھو اشدہ علی یعنی وہ مجھ پر زیادہ سخت ہے۔ الغرض جو وحی ابتداً آپ پر غار حرا میں نازل ہوئی وہ یہ تھی اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم۔ یعنی "آپ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا آپ پڑھئے آپ کا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ علوم سکھائے جن سے وہ ناآشنا تھا۔"

**معراج**۔ بی بی خدیجہؓ نے آپ کی باتوں کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر

---

[1] حدیث شریف میں [illegible] آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ [illegible] آپ پر [illegible] تھے جبکہ [illegible] عبادت تھے۔ اسی اثنا میں حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا محمد انت رسول اللہ [illegible] آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز سے [illegible] جب میں [illegible] تشریف لے گئے تو جبرائیلؑ [illegible] آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں [illegible] پہاڑ سے [illegible] کہا یا محمد انا جبرئیل و انت رسول اللہ یعنی اے محمد میں جبرئیل ہوں اور آپ اللہ کے رسول ہیں [illegible] جبرائیلؑ نے کہا اقرأ (پڑھو) آپ نے فرمایا ما انا بقاری [illegible] حضرت جبرائیلؑ [illegible] پھر جبرائیلؑ نے کہا اقرأ باسم ربک [illegible] حضرت خدیجہؓ [illegible] زملونی زملونی [illegible] تھوڑی دیر کے بعد حضرت خدیجہؓ سے فرمایا [illegible] حضرت خدیجہؓ نے تسلی دلائی اور [illegible] ورقہ بن نوفل [illegible] کے پاس لے گئیں [illegible] تھے۔ ورقہ بن نوفل نے ان واقعات کو [illegible] موسیٰ [illegible] پر نازل ہوا تھا کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب [illegible] قوم تم کو یہاں سے نکالے گی [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] آپ نے استفسار فرمایا کہ کیا میری قوم مجھ کو یہاں سے نکالے گی [illegible]

نماز ظہر کی تھی۔ حضرت جبرائیل آئے اور [illegible] اللہ تعالیٰ نے تمام نماز پڑھا کر آپ کو وقت بتائے۔ آپ نے ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد شب معراج میں آپ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔ ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) پر وحی نازل کی۔

معراج کے متعلق مختلف آراء: (مترجم) علامہ آلوسی نے [illegible] مسجد اقصیٰ تک جسمانی سیر میں اتفاق کیا ہے۔ دیگر اوقات معراج اور [illegible] (یعنی جس مکان سے آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی ہے اس میں مختلف روایات ہیں) میں تنازع کیا قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے فذهبت طائفة الى انه اسراء بالروح و انه رؤيا منام مع اتفاقهم ان رؤيا الانبياء حق و وحی و الی هذا ذهب معاویة و یحکی عن الحسن و المشهور عنه خلافه و الیه اشار محمد بن اسحاق) یعنی علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ آپ کو روحانی معراج ہوئی جو خواب کا واقعہ تھا اور انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں وحی ہوتے ہیں۔ معاویہ کا یہی قول ہے اور حسن کا [illegible] ان کے خلاف ہے جیسا کہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے اور [illegible] (و حکی عن محمد بن جریر الطبری فی التفسیر عن حذیفة قال ذلک رؤیا و الله ما فقدت جسد رسول الله ﷺ و انه اسری بروحه و حکی هذا القول ایضا عن حذیفة و عن معاویة) یعنی تفسیر ابن جریر میں [illegible] معراج کا واقعہ [illegible] روحانی معراج [illegible] ہوئی۔ [illegible] حضرت [illegible] اور حضرت معاویہؓ سے منقول ہے [illegible] معراج کے قائلین ان کے پاس کوئی [illegible] دلیل [illegible] علماء [illegible] جسمانی معراج [illegible] ہے [illegible] حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔

> سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله
> لنریه من آیاتنا انه هو السمیع البصیر
>
> پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیونکہ عربی [illegible] کے [illegible]

[illegible]

رویا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کو کہتے ہیں ہم کو اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم اسریٰ کے معنی اس مقام پر رویا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا جانا مراد لیں یعنی اگرچہ اس کے معنی اصلی (یعنی سیر شب) ہم مراد لے سکتے ہیں اس کے علاوہ لفظ "بعبدہ" صاف طور سے کہہ رہا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیونکہ اس کے معنی ہیں "اپنے بندہ" کے اور اس کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے پس جب تک روح اور جسم دونوں کا جانا ثابت نہ ہو اس وقت تک "اسری بعبدہ" کے معنی درست نہیں ہو سکتے۔ روحانی معراج کے قائل اس آیت کے مقابلہ میں سورہ اسریٰ کی دوسری آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس پیش کرتے ہیں یعنی "ہم نے جو خواب آپ کو دکھایا تھا لوگوں کی آزمائش ہی کے لئے دکھایا" معراج کو ماننے والے جسمانی کہتے ہیں کہ اگرچہ بالعموم رویا کے معنی خواب میں دیکھنے کے ہیں لیکن اس کا اطلاق "آنکھ سے دیکھنے" پر بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا "رویا" کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اس دلیل سے کہ بخاری میں لکھا ہے (عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ قال ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ ﷺ لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس) یعنی "وما جعلنا الرؤیا" کی تفسیر میں ابن عباس کا بیان ہے کہ یہ آنکھوں کی رؤیت ہے (خواب نہیں) جو آپ کو اس وقت ہوئی جب راتوں رات آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا۔

قتادہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں بیت میں لیٹے ہوئے تھے۔ حسن کی روایت شہادت دیتی ہے کہ "آنحضرت ﷺ معراج کی رات "مقام حجر" میں سوئے ہوئے تھے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ "مسجد حرام" میں آرام فرما رہے تھے۔ ام ہانی کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نماز عشاء پڑھ کر ہم میں سو رہے تھے اور فجر سے پہلے ہم نے آپ کو جگایا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہجرت سے تین برس پہلے معراج ہوئی اور بعض ایک برس پہلے بتاتے ہیں۔ بہرکیف یہ ایک اختلافی واقعہ ہے روایات سے کوئی تحقیقی فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اللہ جل شانہٗ کی قدرت کاملہ پر نظر کی جائے تو کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔

**معراج جسمانی**: معراج جسمانی یا محض رویا کے واقعات کو ہم اس مقام پر بوجہ شہرت ذکر کرنا نہیں چاہتے باقی رہے وہ احکام جو سورہ اسریٰ کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہی احکام آنحضرت ﷺ کو شب معراج میں مرحمت ہوئے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

| | |
|---|---|
| ولا تجعل مع اللہ الٰہا آخر فتقعد مذموما مخذولا | (ترجمہ) اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مقرر نہ کرو ورنہ قابل ملامت و ذلت میں ہو گے |
| وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما | آپ کے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر تمہاری زندگی میں ان میں سے کوئی یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو خبردار انہیں اف بھی نہ کرنا اور نہ انہیں ڈانٹنا بلکہ ان سے عزت والی بات کرنا اور ان کے آگے سر جھکا دینا۔ |

| | |
|---|---|
| واخفض لهما جناح الذل من<br>الرحمة وقل رب ارحمهما كما<br>ربياني صغيرا | اور ان کے لئے یہ دعا کیجئے کہ اے پروردگار جیسے<br>مجھے انہوں نے بچپن میں محبت سے پالا ہے ان پر تو<br>بھی اسی طرح رحم فرما۔ |
| وآت ذا القربى حقه والمسكين | عزیزوں اور ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں<br>کو بھی اور فضول خرچی نہ کرو |
| وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا ولا<br>تجعل يدك مغلولة الى عنقك ولا<br>تبسطها كل البسط فتقعد ملوما<br>محسورا | نہ تو اپنا ہاتھ گردن میں بندھا ہوا رکھو اور نہ اسے بالکل<br>ہی کھول دو کہ قابل ملامت بن کر اور تھک کر بیٹھ<br>جاؤ۔ |
| ولا تقتلوا اولادكم خشية املاق<br>نحن نرزقهم واياكم ان قتلهم كان<br>خطئا كبيرا | غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ان کو اور تم کو رزق<br>ہم دیتے ہیں بے شک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ<br>ہے۔ |
| ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة<br>وساء سبيلا ولا تقتلوا النفس التي<br>حرم الله الا بالحق | زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بری<br>راہ ہے ناحق کسی کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا<br>ہے۔ |
| ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي<br>احسن حتى يبلغ اشده واوفوا<br>بالعهد ان العهد كان مسئولا | بجز اس بہتر طریقے کے یتیم کے مال کے پاس بھی نہ<br>جاؤ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد پورا کرو کیونکہ<br>عہد کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔ |
| واوفوا الكيل اذا كلتم وزنوا<br>بالقسطاس المستقيم | جب ناپو تو پورا پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو۔ |
| ولا تقف ما ليس لك به علم ان<br>السمع والبصر والفؤاد كل<br>اولئك كان عنه مسئولا | جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ کان<br>آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔ |
| ولا تمش في الارض مرحا انك لن<br>تخرق الارض ولن تبلغ الجبال<br>طولا | زمین پر اکڑ کر نہ چلو تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور نہ پہاڑ<br>کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو |
| كل ذلك كان سيئه عند ربك<br>مكروها | یہ تمام بری باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ |

| | |
|---|---|
| ذلک مما اوحی الیک ربک من | اللہ نے تمہیں جو اپنی حکمت کی باتیں وحی کی ہیں ان میں اللہ کے |
| الحکمۃ ولا تجعل مع اللہ الٰھا اٰخر | ساتھ دوسرا کوئی معبود نہ ٹھہراؤ ورنہ تم ملامت زدہ |
| فتلقی فی جھنم ملوما مدحورا | ہو کر جہنم میں پھینک دیے جاؤ گے۔ |

ان آیات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں [illegible] اخلاقی اور عملی احکام [illegible] معروف بھی صراحت فرمائے ہیں [illegible] نماز [illegible] پانچ وقت کی نماز [illegible] اور رمضان کے روزے [illegible] ہے [illegible] ضروری [illegible] اتفاق [illegible]

**اسلام کی خفیہ تبلیغ:** ایک مدت سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی تربیت آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی [illegible] حضرت [illegible] بن عبدالمطلب [illegible] تھے یہ دونوں بزرگ مسلمان ہو گئے تھے اور عبادت الٰہی چھپ کر [illegible] ایک دن [illegible] نماز پڑھ رہے تھے اتفاقاً [illegible] ابو طالب [illegible] آنحضرت ﷺ نے ان کو ایمان و اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابو طالب نے [illegible] لیکن تمہاری [illegible] علی بن ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنا وہ تم کو بھلائی کے سوا کسی طرف نہیں لے جائے گا۔"

**سابقین اولین:** علماء نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے [illegible] حضرت خدیجہؓ بنت خویلد [illegible] ایمان لائیں [illegible] حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہؓ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت بلالؓ [illegible] حضرت ابوبکرؓ [illegible] حضرت عمرو بن عبسہؓ [illegible] حضرت خالد بن سعید بن العاص بھی مسلمان ہوئے [illegible] قریش [illegible] اسلام قبول کیا [illegible] آنحضرت ﷺ کی صحابیت [illegible]

**ابوبکرؓ کی تبلیغ سے [illegible] مسلمان** حضرت ابوبکر صدیقؓ چونکہ رقیق القلب [illegible] تھے۔ [illegible] حضرت عثمانؓ [illegible] حضرت زبیرؓ [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] سعد بن ابی وقاص [illegible] طلحہ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] ابو عبیدہ [illegible] ارقم [illegible] عثمان بن مظعون [illegible] سعید بن زید [illegible] فاطمہ [illegible] اسلام [illegible]

نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ توحید کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ پھر عمیر سعد بن ابی وقاص کے بھائی اور عبداللہ بن مسعود ابن غافل بن حبیب بن شمخ ابن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ حلیف بنو زہرہ مسلمان ہو گئے۔

**معجزۂ رسول ﷺ:** عبداللہ بن مسعود عقبہ بن معیط کی بکریاں چراتے تھے ایک روز آنحضرت ﷺ ان کی بکریوں کے گلہ کی طرف سے ہو کر گزرے اور ان کی اجازت سے اس بکری کا دودھ آپ نے دوہا جس کا دودھ بند ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن مسعود یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور اسی وقت ایمان لے آئے ان کے بعد جعفر بن ابو طالب بن عبدالمطلب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن نعمان ابن کعب بن قحافہ خثعمی، سائب بن عثمان بن مظعون، ابو حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس (ان کا اصلی نام ہشیم تھا) اور عامر بن فہیرہ ازدی، عمار بن یاسر عنسی بن مذحج ابو یقظان یہ آزاد کردہ غلام اور صہیب بن سنان (ابو قرہ بن قاسط) حلیف بنو جدعان ان سے ما علاوہ بہت سے لوگ اسلام لائے۔

**اعلانِ تبلیغ:** ان بزرگوں کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی جس میں جوان لڑکے بوڑھے عورتیں سب شامل تھے لیکن مشرکین کے خوف سے جنگل اور پہاڑوں کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہیں نمازیں پڑھتے تھے لیکن قریش کا کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں تبلیغ اسلام ہو۔ وحی کے نازل ہونے کے تیسرے سال آنحضرت ﷺ کو دعوت عامہ دینے اور اسلام کی طرف بلانے کا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو پکارا۔ سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: ارأیتکم ان اخبرتکم ان العدو مصبحکم او ممسیکم اما کنتم تصدقونی قالوا بلی قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید) یعنی ”اگر میں خبر دوں کہ تم پر دشمن صبح و شام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مان لو گے“ قائل ہوئے ہاں ہم آپ کو سچا مانیں گے فرمایا اچھا تو میں تمہیں آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قریش اس اعلان کو سنتے ہی منتشر ہو گئے ایسے اتفاق خالی رہی۔

**بنی ہاشم کو دعوت اسلام:** اس کے بعد آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اس کے بعد متواتر آیات اور وحی نازل ہونے لگی۔ اسی وقت آپ کے حکم سے حضرت علی بن ابی طالب نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا آپ نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کر کے کھانا کھلایا اسلام کی دعوت دی بت پرستی سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا لیکن ابولہب عبدالعزیٰ نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا۔ پھر جب قریش نے دیکھا کہ ان کے بتوں کی برائیاں علی الاعلان کی جاتی ہیں اور ان کی پرستش سے روک ٹوک کی جاتی ہے تو ان کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ وہ سب کے سب ایک مقام پر جمع ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی عداوت پر کمربستہ ہو گئے حضرت ابو طالب نے ان کی اس رائے کی مخالفت کی اور ان کو اس فعل سے روکتے تھے بلکہ آنحضرت ﷺ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اس پر قریش ابو طالب کی مخالفت سے مجبور ہو کر عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ بن عبد شمس، ابو البختری بن ہشام بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ، اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ، ولید بن

---

۱؎ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابولہب [illegible] تبا لک اما جمعتنا الا لھذا (یعنی [illegible] تجھ پر تف ہو [illegible]
[illegible] تبت یدا ابی لہب [illegible] نازل ہوئی

۲؎ [illegible] آنحضرت ﷺ کے [illegible]

الغنوی، شیبہ و عتبہ پسران ربیعہ، ابو البختری بن ہشام، ابوجہل عمرو بن ہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل سہمی، نبیہ و منبہ پسران حجاج، نضر بن حارث وغیرہ سب نے متفق ہو کر اتفاق کر کے حضرت ابو طالب کے پاس آئے۔ ان اصحاب نے حضرت ابو طالب سے آنحضرت ﷺ کی شکایت کی اور ان سے یہ درخواست کی کہ ان کو سمجھا دو۔ حضرت ابو طالب نے ان کو بات معقول کہہ کر ٹال دیا۔

ابو طالب اور وفد قریش: اس کے بعد قریش کا ایک وفد پھر حضرت ابو طالب کے پاس آیا اور اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ آنحضرت ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں یا ان کی حمایت سے دست کش ہو جائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ جب حضرت ابو طالب کی مجلس میں تشریف لائے تو قریش نے یہی پیغام دہرایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں لا اترک هذا الامر حتی یظهر الله او اهلک فیه یعنی میں اس کام سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اس کو غالب کر دے یا میں اس میں ہلاک ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضرت ابو طالب نے کہا کہ جاؤ جو چاہو کرو میں تم کو کبھی ان کے حوالے نہ کروں گا۔

مسلمانوں پر مظالم: ان واقعات کے بعد جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ دعوت اسلام سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کی جماعت روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے تو ابوجہل اور ابولہب نے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو ستانا شروع کیا۔ بلال، عمار، یاسر اور سمیہ وغیرہ جو کمزور اور بے کس تھے ان پر سخت مظالم ہوتے تھے۔ تپتی ریت پر لٹا کر سینوں پر بھاری پتھر رکھ دیے جاتے تھے۔ اسی حالت میں ان کو ایمان سے پھر جانے کی تلقین کی جاتی تھی اور وہ یہ تمام مصیبتیں برداشت کرتے تھے۔ جب ان کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تو آپ نے ان بے کس مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا۔

ہجرت حبشہ: حبشہ کا بادشاہ نجاشی عیسائی تھا اور اپنی عدل پروری کی وجہ سے مشہور تھا۔ غرض سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ اور ابو حذیفہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل اور زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، عبدالرحمن بن عوف، ابو سلمہ اور ان کی بیوی ام سلمہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن مسعود وغیرہ کل گیارہ مرد اور چار عورتیں نبوت کے پانچویں سال حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس کے بعد کچھ اور مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر حضرت جعفر بن ابی طالب بھی مسلمانوں کے ساتھ حبشہ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ مہاجرین کی تعداد تراسی ہو گئی۔ ان کا حال آگے بیان کیا جائے گا۔

مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں: جب قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور آپ کے بعض ساتھی حبشہ چلے گئے ہیں تو انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس طرح

تو آنحضرت ﷺ کی ساحری، جنونیت اور کہانت کا ذکر کرتے تھے۔ آپ کے پاس لوگوں کو آنے جانے سے روکتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کی عداوت، تکلیف رسانی اور استہزا پر عہد و پیمان کرنے والوں کے ساتھ... آپ کے چچا ابولہب اور عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اور ان کا چچا زاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اور عقبہ و شیبہ پسران ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان بن حرب اور حکم بن ابی العاص بن امیہ اور نضر بن الحارث (بنو عبدالدار سے) اور اسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور اس کا لڑکا زمعہ اور ابوالبختری العاص بن ہشام اور اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ (آنحضرت ﷺ کے ماموں کا لڑکا) اور ابوجہل بن ہشام اور اس کا بھائی عاص اور ولید بن المغیرہ اور قیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ اور عاص بن وائل سہمی اور اس کے دونوں چچا زاد نبیہ و منبہ اور امیہ و ابی پسران خلف بن وہب تھے۔ ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ اور ان اصحاب سے جو ایمان لا چکے تھے مسخر و استہزا کرتے تھے اور تکلیف دیتے تھے۔

**حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام:** ایک روز آنحضرت ﷺ کوہ صفا کی طرف تشریف لے گئے تھے، اس روز اتفاق سے ابوجہل بھی اس طرف سے گزرا اور حسب عادت وہ آنحضرت ﷺ کو سخت سست کہنے لگا۔ آپ کے دین (اسلام) کی توہین اور برا بھلا بیان کرنے لگا۔ آپ ﷺ کے نزدیک گیا لیکن آپ ﷺ نہایت صبر و استقلال سے ابوجہل کے کلمات ناملائم سنتے رہے، زبان تک نہ ہلائی۔ آپ کے صبر و تحمل سے تنگ آ کر وہ بھی چلا آیا اور آپ بھی مسجد حرام میں تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ہی حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب (آنحضرت ﷺ کے چچا) تیر کمان لئے ہوئے اس طرف سے گزرے۔ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت حمزہؓ سے بیان کیا۔ حضرت حمزہؓ غیور، بہادر تھے، یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے، چپ چاپ غصہ کی حالت میں ابوجہل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسجد تک پہنچے۔ ابوجہل اس وقت قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے ابوجہل کے بال پکڑ کر کھینچا اور نہایت سختی سے پیش آئے، سخت سست و ناملائم کلمات کہے اور یہ فرمایا کہ ”تو محمد ﷺ کو سخت سست کلمات سنایا کرتا ہے حالانکہ میں ان کا چچا ہوں اور ان کے مذہب پر ہوں“۔ بعض حاضرین جلسہ نے چاہا کہ ابوجہل کی مدد کریں لیکن ابوجہل نے ان سے منع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اس پر پریشان خاطر ہو۔ میں نے ان کے بھتیجے محمد ﷺ کو آج کئی سخت سست کلمات سنائے ہیں۔ حمزہؓ جو اپنی بات پر ہیں ان کو غصہ اتار لینے دو۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے میرے برادر زادے کیا تم اس سے خوش نہیں ہو گے کہ میں نے تمہارے دشمن ابوجہل کو نہایت ذلیل کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اے چچا میں تو اس وقت خوش ہوں گا جب آپ دین اسلام میں آ جائیں گے“۔ حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب نے عرض کیا کہ ”میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا اور اسی مذہب پر تا حیات قائم رہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ“۔ اہل قریش کو حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ایمان لانے سے بڑی تشویش ہوئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب مسلمانوں کو تکلیف دینا آسان نہیں ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی والی حبش کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی سے وہ ان مسلمانوں کو واپس مانگ لائیں جو مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں لیکن نجاشی نے ان دونوں کو پیش

مرام زیارت ذات سے واپس کر دیا۔

**حضرت عمرؓ کا قبول اسلام:** حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب ایمان لائے ان کے ایمان لانے کا سبب یہ ہوا کہ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب مع اپنے شوہر سعید ابن زید کے مسلمان ہو گئی ہیں۔ اور خباب بن الارت ان دونوں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب یہ سنتے ہی اپنی بہن کے پاس آئے اور ان کو اتنا مارا کہ خون بہنے لگا اس وقت فاطمہ بنت الخطاب نے کہا وقد اسلمنا وتابعنا محمدا فافعل ما بدالک (یعنی ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اب تم جو چاہو سو کرو) ان کے آنے کے ڈر سے کوٹھڑی میں چھپ گئے تھے خباب بن الارت کوٹھڑی سے نکل آئے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ خباب بن الارت نے سورہ طہٰ پڑھ کر سنائی جس سے حضرت عمر ابن الخطاب خوف خدا

---

[illegible]

کانپ اٹھے اور بے ساختہ کہا کہ ((کیف تصنعون اذا اردتم الاسلام)) یعنی "اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو تو پہلے کیا کرتے ہو؟" خباب بن ارت نے طہارت ظاہری کا طریقہ بتلایا اور جتلایا، اس کے بعد عمر بن الخطاب نے آنحضرت ﷺ کا مکان دریافت فرمایا تو خباب بن ارت ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے در دولت پر حاضر ہوئے دوسری طرف آنحضرت ﷺ بالہام ربانی مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمر بن الخطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے ابن الخطاب تم کو کیا ہوا ہے کس لیے آئے ہو؟" حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہونے آیا ہوں اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب علانیہ کلمات شہادت پڑھ کر کے مسلمانوں میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر بن الخطاب کے کہنے سے آنحضرت ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے کو تشریف لائے مسلمانوں کو ان کے اسلام لانے سے بڑی تقویت پہنچی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے اسلام لانے کی آنحضرت ﷺ اکثر ان کلمات سے دعا فرماتے تھے ((اللھم اعز الاسلام باحد العمرین)) یعنی اے اللہ دونوں عمروں میں سے کسی ایک سے اسلام کو عزت فرما۔ آنحضرت ﷺ کی دعا میں حضرت عمر بن الخطاب اور عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل دونوں مراد تھے۔

**بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ:** پھر جب قریش نے دیکھا کہ اکثر مسلمان نجاشی کے ملک میں چلے گئے ہیں جن پر ہمارا کچھ زور نہیں چل سکتا اور جو معدودے چند باقی ہیں آپ ان لوگوں حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب وحضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) کے اسلام لانے سے قوی ہو رہے ہیں اب ہم بھی ایذا انہیں نہیں پہنچا سکتے اور روز بروز مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہوتی ہے تب انہوں نے جمع ہو کر یہ عہد و پیمان کیا کہ "کوئی شخص ہم میں سے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب سے خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں نہ نکاح کرے نہ ان کے ساتھ بیٹھے اٹھے اور نہ ان کے ساتھ تجارت کرے اور نہ کوئی دنیاوی معاملہ کرے" اسی پر سب لوگوں نے قسمیں کھائیں اور ایک محضر لکھ کر دستخط کر کے کعبہ میں رکھ دیا اس جماعت میں بنو ہاشم میں سے صرف ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب

---

① کے پیچھے چھپ گئیں جس وقت آپ گھر میں داخل ہوئے [illegible] بہنوئی کے درمیان پہنچے [illegible] جب معلوم ہوا تو آپ نے بہنوئی کو مارا [illegible] ((... الخطاب ...)) [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت عمر بن الخطاب [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] اسلام [illegible]

شریک تھا، باقی سب ابوطالب کے ہمراہ تھے۔ تین برس تک یہی عہد و پیمان باقی رہا، بھائی سے بھائی چھوٹ گیا، باپ بیٹے سے، بھتیجے کا روادار نہ رہا۔ بیع و شرا کا معاملہ بند ہونے سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہونے لگی۔

**عہد نامہ کا اختلاف۔** آخر اہل قریش میں سے چند آدمی اس عہد کے توڑنے پر آمادہ ہو گئے، منجملہ ان میں سے ایک (جو حسل بن عامر بن لوی) سے ہشام بن عمرو بن الحارث تھے جنہوں نے نقض عہد میں بہت بڑی کوشش کی، ایک روز ان سے اور زہیر بن ابی امیہ سے شاہراہ میں ملاقات ہوئی (ان کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائیوں کے کنبے سے مسلمان ہوئی تھیں) ہشام نے زہیر سے نقض صحیفہ (عہد نامہ) کے بارے میں گفتگو کی۔ زہیر نے ہشام کی رائے سے اتفاق کیا، اس کے بعد ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب کی مجبوری کا حال کہہ کر ان کو بھی نقض عہد پر آمادہ کر لیا، اس کے بعد ابو البختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کے یہاں گیا، ان لوگوں نے بھی ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اور نقض عہد پر تل گئے، انہیں معاملات کے دوران میں آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو یہ خبر دی کہ اس عہد نامہ کو باستثناء اسم الٰہی کیڑوں نے کھا لیا ہے۔ قریش کو یہ سن کر تعجب ہوا لیکن جب انہوں نے کعبہ کو کھول کر دیکھا تو عہد نامہ کو کیڑوں نے باستثناء اسم الٰہی کے کھا لیا تھا۔ ان چاروں میں سے تو پہلے ہی عہد شکنی پر قسم کھائی تھی، عہد نامہ کے ضائع ہو جانے سے اور لوگوں نے بھی عہد نامہ کی پابندی چھوڑ دی۔

**ہجرت حبشہ ثانیہ۔** اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر ہجرت کے قصد سے گھر سے نکلے لیکن ابن الدغنہ ان کو واپس لے آئے۔ اس واقعہ کے بعد مہاجرین حبشہ کو یہ غلط خبر ملی کہ اہل قریش مسلمان ہو گئے ہیں، اس اطلاع پر عثمان بن عفان اور ان کی بیوی، ابوحذیفہ اور ان کی بیوی، عبداللہ بن جحش، عتبہ بن غزوان، زبیر بن العوام، عبدالرحمن بن عوف، مصعب بن عمیر اور ان کے بھائی، مقداد بن عمرو، عبداللہ بن مسعود، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی بیوی، سلمہ بن ہشام بن المغیرہ، عمار بن یاسر، عبداللہ و قدامہ و عثمان پسران مظعون اور ان کے لڑکے سائب، خنیس بن حذافہ، ہشام بن العاص، عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی، عبداللہ بن مخرمہ (بنو عامر بن لوی سے) عبداللہ بن سہیل، ابوسبرہ بن ابی رہم، سعد بن خولہ، ابوعبیدہ بن الجراح، سہیل بن بیضاء، عمرو بن ابی سرح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مکہ واپس آ گئے، بعض مکہ میں چھپ کر داخل ہوئے اور بعض کسی کے جوار میں پناہ گزین ہو گئے، یہاں تک کہ ہجرت مدینہ کا وقت آیا، اس کے بعد بعض بزرگ ان میں سے مکہ ہی میں جاں بحق ہو چکے تھے لیکن جب مکہ میں آئے تو انہوں نے مسلمانوں کو اسی حالت میں پایا جس صورت پر ان کو چھوڑ گئے تھے یعنی اہل قریش ان کو ایذا اور تکلیف دیتے تھے اور غریب مسلمانوں پر درشتی سے کام لیتے تھے۔

**حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات:** ہجرت کے تین سال پہلے ام المومنین خدیجہ بنت خویلد کا وصال ہو گیا، ان سے تین یا پانچ روز کے بعد حضرت ابوطالب نے وفات پائی، ان دونوں کے انتقال کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ درحقیقت حضرت ابوطالب[۱] کی وجہ سے آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکتا تھا، ہر کام میں وہ آپ کی اعانت کرتے اور مخالفین کو آپ ﷺ کی مخالفت سے روکتے تھے، اسی طرح ام المومنین حضرت خدیجہ بھی آپ کو بے حد تسلی

---

[۱] ابوطالب کی حالت نزع میں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے چچا! اگر آپ اپنی زبان سے ایک بار بھی کلمہ شہادت

تھا انہوں نے سب سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی جب مشرکین مکہ آپ کو ایذائیں دیتے اور آپ مغموم و ملول ہوتے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپ کو تسلی و تشفی دیتی تھیں۔

**طائف میں تبلیغ اسلام:** الغرض دونوں محسن حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب کے انتقال کے بعد مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کو زیادہ ایذا دینے اور تکلیف دینے پر آمادہ رہنے لگے۔ ایک روز آپ ﷺ بغرض دعوت اسلام طائف کی طرف تشریف لے گئے وہاں کے سردار ابن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر اور اس کے دونوں بھائیوں مسعود اور حبیب کے پاس بیٹھ کر ان کو اسلام لانے کی دعوت دی اور اسلام و مسلمانوں کی مدد کرنے اور ان پر قائم رہنے کی استدعا فرمائی لیکن ان تینوں آدمیوں نے نہایت سختی اور درشتی سے آپ کو جواب دیا۔

**اہل طائف کی ایذا رسانی:** جب آنحضرت ﷺ ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے تو ان سے اس بات کے چھپانے کے لئے درخواست کی لیکن ان لوگوں نے آپ کا پیغام تمام شہر میں پھیلا دیا اور چھوٹے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے ان کے پیچھے تالیاں بجائیں اور ڈھیلے مارنے شروع کئے یہاں تک کہ آپ عتبہ و شیبہ ربیعہ کے لڑکوں کے باغ کی دیوار کے احاطہ میں پہنچ گئے اس طرح جب پیچھا کرنے والے لڑکے اور عوام الناس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو ان کے شور و غل سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

> ((اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی علی الناس انت ارحم الراحمین انت
> رب المستضعفین انت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی او الی عدو ملکته امری ان لم
> یکن بک علی غضب فلا ابالی ولکن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت له
> السمٰوٰت وصلح علیه امر الدنیا والآخرة من ان ینزل بی غضبک او یحل علی سخطک
> لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوة الا بک))

"یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اپنی کمزوری کا، قلت تدبیر کا اور ذلت کا شکوہ کرتا ہوں تو سب سے زیادہ مہربان اور کمزوروں کا پروردگار ہے اور میرا بھی تو ہی رب ہے اے اللہ مجھے کس کے حوالے کرتا ہے کیا ایسے بعید کے جو

---

کو چھوڑ دینا گوارا نہیں تو قیامت تک خدا سے آپ کی مذمت کروں گا۔ حضرت ابوطالب نے [illegible] جواب دیا [illegible] حضرت ابوطالب نے کہا ((حضرت علی ملة عبدالمطلب)) [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] اسی کے بعد اسی وقت حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا [illegible] حضرت علیؓ بن ابی طالب آنحضرت ﷺ سے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] عمک الضال [illegible] آپ نے ان کو [illegible] تو آپ ﷺ جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور [illegible]

۱ [illegible]

مجھ سے تین راتوں سے جن آ کے یہ بات [illegible] کہ [illegible]
مجھ کو کسی بات کی پروا نہیں [illegible]
[illegible] آنحضرت کی اعلیٰ [illegible]
[illegible] مجھ کو [illegible]

جب آنحضرت ﷺ طائف سے نا امید ہو کر واپس ہوئے تو شب کو ایک کھجور کے باغ میں ٹھہر گئے۔ [illegible] تب میں جس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے تو جنوں کا ایک گروہ ادھر سے گذرا، انہوں نے [illegible] قرآن شریف سنا، اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملے بھی، [illegible] اہل مکہ [illegible] آپ کی خدمت [illegible] مذہب اسلام [illegible] [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible] ایمان [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

اس کے بعد [illegible] واقعہ معراج ہوا [illegible] آپ مسجد حرام سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ پھر وہاں [illegible] انبیائے کرام [illegible] [illegible] نماز پنجگانہ فرض [illegible]

**ایام حج میں دعوت اسلام:** نبوت کے بعد آنحضرت ﷺ قریش [illegible] سے ایمان لانے [illegible] [illegible] قبائل [illegible] [illegible] مکہ [illegible] [illegible] ابو لہب [illegible] [illegible] پیچھے [illegible] [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

**قبائل کی مخالفت:** ان سب میں [illegible] نے نہایت سختی سے جواب دیا اور بے رخی سے پیش آئے۔ اس کے بعد

---

[1] [illegible]

آنحضرت ﷺ سوید بن الصامت برادر بنو عمرو بن عوف بن اوس کے پاس تشریف لے گئے ان کو دعوت اسلام دی۔ سوید بن الصامت نے اگرچہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن سختی اور درشتی سے جواب بھی نہیں دیا اور جب مدینہ میں آیا تو کسی لڑائی میں مارا گیا۔ یہ واقعہ یوم بعاث کے پہلے کا ہے اس کے بعد مکہ میں ابوالحیسر انس بن رافع اپنی قوم بنو عبدالاشہل کے ایک گروہ کے ساتھ خزرج کے مقابلے میں اہل قریش سے حلف لینے آیا۔ آنحضرت ﷺ اس گروہ کے پاس بھی دعوت اسلام کی غرض سے تشریف لائے اس گروہ میں سے ایک نوجوان ایاس بن معاذ تھا اپنی قوم سے مخاطب ہو کر "واللہ جس کام کے لئے ہم لوگ آئے ہیں۔ اس سے یہ اچھا ہے"۔ ابوالحیسر نے یہ سن کر ایاس بن معاذ کو ایک لات ماری ایاس بن معاذ خاموش ہو گئے اور یہ سب۔ بےنیل و مرام مدینہ کو واپس آئے تھوڑے دنوں کے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا علماء سیر کہتے ہیں کہ ایاس بن معاذ نے بحالت اسلام انتقال کیا۔

**بیعت عقبہ:** ان واقعات کے بعد جب حج کا زمانہ آیا تو پھر ہر قبیلہ کے پاس حسب دستور تشریف لے جاتے اور ان کو دعوت اسلام دیتے تھے ایک روز جب کہ آپ عقبہ کے قریب رونق افروز تھے بنو خزرج کے حسب ذیل چھ آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔

(۱) ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار (۲) عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم (یہ ابن عفراء ہیں) (۳) رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج (۴) قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم (۵) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ (۶) جابر بن عبداللہ بن نعمان بن سلمہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو دعوت اسلام دی قرآن پڑھ کر سنایا چونکہ یہ لوگ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اس وجہ سے ان کے کان اس آواز سے آشنا تھے کہ عنقریب عرب میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جو کفر و الحاد کی ظلمت مٹائے گا۔ جب ان لوگوں نے قرآن سنا اور توحید کی باتیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "واللہ یہ وہی نبی ہیں جس کا یہود تذکرہ کیا کرتے تھے آؤ اس پر ایمان لائیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے مؤمن ہو جائیں" اسی قدر باتیں آپس میں کر کے آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ ہم آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں یہود میں اور ہم میں اکثر جھگڑا ہوا کرتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ان کو اس کی دعوت دیں جس کی دعوت آپ ﷺ نے ہم کو دی ہے شاید اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے ہم میں اور ان میں اتفاق پیدا کر دے تو پھر اس وقت میں آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہوگا"۔

**یثرب میں اسلام:** آنحضرت ﷺ نے ان نوجوانوں کو مہربانی سے جواب دیا وہ لوگ رخصت ہو کر جب مدینہ واپس آئے تو جہاں وہ جس جلسہ میں بیٹھتے تھے اسلام ہی کا ذکر کرتے تھے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ گئی کہ انصار کا کوئی گھر اور کوئی مکان آنحضرت ﷺ کے تذکرہ سے خالی نہ رہا یہاں تک کہ آئندہ سال مکہ میں انصار کے بارہ بزرگ تشریف لائے ان میں سے پانچ اشخاص تو انہی چھ میں سے تھے جو گزشتہ سال ایمان لے گئے تھے باقی سات جو آئے وہ حسب ذیل تھے۔

(۱) معاذ بن الحارث برادر عوف بن الحارث (یہ گزشتہ سال آئے تھے) (۲) ذکوان بن عبد قیس بن اخزم بن فہد بن ثعلبہ بن صرمہ بن اخرم بن عمرو ابن عمارہ بن سلیم (بنو عصیب سے) (۵) عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف (یہ دونوں بزرگ تو قبیلہ خزرج کے تھے اور قبیلہ اوس سے یہ دو بزرگ تھے (۶) ابوالہیثم مالک بن التیہان (یہ بنو عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں ہیں) (۷) عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (یہ بنو عمرو بن عوف بن مالک میں ہیں)

**بیعت النساء**: ان مذکورہ بزرگوں نے قریب عقبہ کے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اس امر کی بیعت فرمائی کہ ہم کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گے چوری و زنا نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے اور کسی پر تہمت نہ لگائیں گے اس بیعت کو بیعت النساء کہتے ہیں یہ بیعت جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی جب ان لوگوں کی واپسی کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ابن ام مکتوم و مصعب بن عمیر کو قرآن پڑھانے اور احکام شریعت سکھانے کے لئے ان کے ہمراہ کر دیا ابن ام مکتوم و مصعب مدینہ آکر اسعد بن زرارہ کے مکان پر اترے۔ مصعب بن عمیر مسلمانوں کو نماز پڑھاتے اور امام تھے اور ابن ام مکتوم قرآن پڑھاتے تھے سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

**مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام**: ایک روز اتفاق سے سعد بن معاذ اور اسید بن الحضیر اسعد بن زرارہ کے پاس آئے اور

---

حضرت اسید بن الحضیر کا قبول اسلام: سعد بن معاذ اور اسید بن الحضیر کے اسلام کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت مصعب ابن عمیر اور اسعد بن زرارہ بنو عبدالاشہل اور بنو ظفر کے ایک باغ میں گئے تو قبیلہ کے کچھ لوگ جو پہلے اسلام لا چکے تھے ان کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن الحضیر دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ سعد بن معاذ نے اسید بن الحضیر سے کہا تم ان دونوں کے پاس جاؤ جو ہمارے کمزوروں کو ورغلانے کے لئے ہمارے محلہ میں آئے ہیں ان کو ڈانٹ کر منع کر دو اگر اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں خود اس کے لئے کافی تھا۔ اسید نے اپنا نیزہ اٹھایا اور ان دونوں کے پاس آئے۔ اسعد بن زرارہ نے ان کو دیکھ کر مصعب سے کہا یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے پاس آ رہا ہے اس کے معاملہ میں اللہ سے سچائی برتنا۔ اسید نے آکر کہا تم لوگ ہمارے کمزوروں کو بہکانے آئے ہو اگر تمہیں اپنی جان کی ضرورت ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔ مصعب نے کہا ذرا بیٹھ کر سنئے اگر پسند آئے تو قبول کیجئے ورنہ ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ اسید نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ پھر نیزہ گاڑ کر بیٹھ گئے۔ مصعب نے اسلام کی باتیں بیان کیں اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ اسید بن الحضیر پکار اٹھے کہ ما احسن هذا الکلام و اجمله یعنی یہ کلام کتنا اچھا ہے اور پوچھا اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ غسل کرو اپنے کپڑے پاک کرو اور حق کی شہادت دو پھر نماز پڑھو۔ اسید نے غسل کیا کپڑے پاک کیے کلمہ شہادت پڑھا اور نماز پڑھی۔ پھر اسید نے کہا میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر وہ تمہارا تابع ہو گیا تو اس کی قوم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے گا میں ابھی اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں وہ سعد بن معاذ ہے۔ یہ کہہ کر اسید نیزہ لے کر سعد کی طرف لوٹے۔ سعد بن معاذ نے اسید کو آتے دیکھ کر کہا قسم ہے اسید بن الحضیر جس حالت سے گیا تھا اس حالت سے نہیں لوٹا۔ جب اسید مجلس میں پہنچے تو سعد نے کہا (ماصنعت) تم نے کیا کیا؟ اسید نے جواب دیا کہ میں نے ان دونوں شخصوں سے بات چیت کی واللہ میں نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور منع کر دیا تو انہوں نے کہا ہم وہی کریں گے جو آپ پسند کریں گے۔

مسلمان ہو جانے سے اسعد بن زرارہ کو نصیحت و ملامت کرنے گئے تھے لیکن اللہ جل شانہ نے فوراً ان دونوں کو راہ اسلام کی ہدایت دی یہ مسلمان ہو گئے۔ چونکہ یہ بنو عبدالاشہل کے سردار تھے اس لئے ان کے مسلمان ہو جانے سے ایک ہی دن میں کل بنو عبد الاشہل چھوٹے بڑے عورت و مرد سب کے سب مسلمان ہو گئے تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ البتہ امیہ بن زید اور خطمہ اور وائل اور واقف (بطون اوس) اپنی قدیم حالت پر قائم رہے۔ یہ لوگ اہل مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کے ایمان نہ لانے کا باعث ابو قیس بن اسلت شاعر تھا یہ لوگ سب اس کے مطیع تھے لیکن غزوہ خندق کا وقت آیا کہ یہ سب لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

**بیعت عقبہ ثانی:** مصعب بن عمیرؓ تقریباً سال بھر مدینہ منورہ میں رہے۔ جس کے اثناء میں انصار کا کثیر گروہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو مصعب بن عمیرؓ مع ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے تھے حج ادا کرنے کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے تو اس قافلے میں ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی تھے جو ہنوز اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد ان لوگوں کی بہ نسبت بہت کم تھی جو اس وقت تک مشرف با اسلام نہ ہوئے تھے۔ مسلمانان مدینہ نے مکہ معظمہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے اوسط ایام تشریق میں عقبہ کے قریب ملنے کا وعدہ کیا۔ اس وعدہ کے ایفاء کی غرض سے اپنی قوم سے چھپ کر عقبہ کے قریب آئے تو ان کے ہمراہ عبداللہ بن عمرو بن حرام والد جابرؓ وغیرہ چند لوگ بھی چلے آئے تھے۔

**انصار کا عہد و پیمان:** چنانچہ اسی شب میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور اسلام میں داخل ہوئے اور اس امر کا اقرار کیا کہ ہم ان سب چیزوں سے بچیں گے جن سے ہم اپنے گھروں اپنے بچوں اور اپنی عزت کو بچاتے ہیں۔ آپ ضرور اپنے اصحاب کو لے کر ہمارے شہر میں چلئے ہم آپ کے احباب و اصحاب کے مددگار اور آپ کے مخالفین کے مخالف ہوں گے۔ اس جلسہ میں عباس ابن عبدالمطلبؓ بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آئے تھے۔ اگرچہ اس وقت تک وہ اپنی قوم کے مذہب پر قائم تھے لیکن آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیتے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کو محبوب و عزیز رکھتے تھے۔ اس بیعت میں سب سے پہلے براء بن معرورؓ نے بیعت کی ان کے بعد دوسروں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

**بارہ نقیب:** اس شب اسلام قبول کرنے والے اہل مدینہ میں سے سب تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے

---

ؑ حضرت سعدؓ بن معاذ اور اسعدؓ بن زرارہ: [illegible] سعد بن زرارہ [illegible] خالہ زاد بھائی [illegible] سعد بن معاذ [illegible] اسعد بن زرارہ کے پاس آ پہنچے [illegible] اسعد بن زرارہ [illegible] [illegible] کیف تعلمون امری فیکم "تم اپنے گروہ میں میرا حکم کیسا جانتے ہو؟" [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واللہ اعلم

ان میں سے بارہ نقیب (حکام) منتخب فرمائے۔ جن میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔ حضور ﷺ نے ان بارہ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کی تعلیم و تعلم کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے اور میں تم سب لوگوں کا ذمہ دار ہوں جن کو آنحضرت ﷺ نے نقیب مقرر فرمایا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

نو خزرج کے تھے جس میں سے یہ تین بزرگ اسعد بن زرارہؓ، رافع بن مالک، عبادہ بن الصامت شریک عقبہ اولی میں تھے ان کے علاوہ سعد بن الربیع ابن زہیر بن مالک بن امری القیس ابن مالک بن ثعلبہ ابن کعب ابن الخزرج، عبداللہ بن رواحہ ابن امری القیس، براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ابو جابر ابن عبداللہ ابن عمرو بن حرام۔ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ۔ منذر ابن عمرو بن خنیس بن لوذان بن یزید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور تین قبیلہ اوس کے اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبد الاشہل، سعد بن خیثمہ بن حارث بن مالک بن اوس، رفاعہ بن المنذر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے بعض اہل علم بجائے رفاعہ بن المنذر کے ابوالہیثم بن التیہان کو شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

**عقبہ ثانیہ کا قریش میں رد عمل** جب یہ بیعت تمام ہو گئی اور یہ لوگ آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں کو واپس ہوئے اسی وقت اہل قریش کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی بعض نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بعض نے اس کو جھٹلایا۔ صبح ہوتے ہی اہل قریش کا ایک گروہ انصارؓ کی قیام گاہوں پر آیا اور ان کو اسلام لانے اور بیعت کرنے پر سخت سست کہنے لگے۔ انصارؓ نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ جب قریش وہاں سے اٹھ کر آئے اور آپس میں دوبارہ مسلمانوں کی تکلیف دہی پر قسمیں کھائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا "افسوس کی بات ہے کہ ہماری قوم ایسے طرح اتفاق نہیں کرتی" مقام منیٰ سے لوگوں کے متفرق ہونے کے بعد اہل قریش کو اس بیعت کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔ چنانچہ اہل قریش کے چند لوگ انصارؓ کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ ہوئے لیکن انہوں نے کسی کو نہ پایا۔ سعد بن عبادہؓ کو اثنائے راہ سے گرفتار کر کے لائے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے تا آنکہ جبیر ابن مطعم و حارث بن امیہ نے سعد بن عبادہ کو ان کے جور و ستم کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ یہ دونوں مدینہ میں سعد بن عبادہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔

# باب : ۲

## ہجرت

**ہجرت کا حکم:** بیعت کے بعد مدینہ میں اسلام کا زیادہ زور ہو گیا اور اہل مدینہ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو ایک گونہ تقویت حاصل ہوئی۔ قریش مکہ کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے مسلمانوں کے ستانے پر [illegible] اس سے مسلمانوں کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس وقت سب سے پہلے جہاد کی آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی کہ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ؏ یعنی مسلمانو! ان کافروں سے لڑو جب تک فتنہ فرو نہ ہو جائے اور اللہ کا دین مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا۔

**مسلمانوں کی ہجرت:** سب سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد مکہ سے ہجرت کر کے قباء میں جا کر مقیم ہوئے۔ ان کے بعد عامر بن ربیعہ (حلیف بنو عدی) اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ [illegible] عبداللہ بن جحش [illegible] ہجرت کر کے [illegible] ان کے [illegible] تب [illegible] بنی جحش [illegible] کی [illegible] ابو سفیان [illegible] نے ہجرت کی۔ بعد حضرت عمر بن الخطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ بیس سواروں کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کر کے چلے گئے اور قباء میں جا کر مقیم ہوئے۔ لیکن ابو جہل اور حارث بن ہشام عیاش بن ربیعہ کو دھوکا دے کر مکہ کو واپس لائے اور ایک مدت تک قید رکھا [illegible] اس کے بعد [illegible] ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے [illegible] ان کے بعد طلحہ بن عبیداللہ اور صہیب بن سنان نے ہجرت کی [illegible] کلثوم بن ہدم کے پاس قیام پذیر ہوئے [illegible] سعد بن خیثمہ کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ حمزہ بن عبدالمطلب [illegible] زید بن حارثہ (آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام) اور ان کے بعد [illegible] نے ہجرت کی [illegible] مدینہ منورہ [illegible] بیان [illegible] ہے۔

---

؏ [illegible]

اس کے بعد مکہ سے بنو مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت جن میں مسطحؓ بن اثاثہ و خباب بن الارت (مولی عتبہ بن غزوان) تھے قبا میں بنو عمرو بن عوف کے پاس اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک گروہ مہاجرین کا لئے ہوئے بنو حارث بن الخزرج میں سعد بن الربیع کے مکان پر اور زبیر بن العوام و ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ کے مکان میں اور مصعب بن عمیر بنو عبد الاشہل میں سعد بن معاذ کے پاس اور ابو حذیفہ بن عتبہ اور ان کے مولی سالم و عتبہ بن غزوان مازنی بنو عبد الاشہل میں عباد بن بشر کے پاس جا کر مقیم ہوئے۔

سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ نہ تھے بلکہ ان کو قبیلہ اوس کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا جو ابو حذیفہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی عثمان بن عفان بنو نجار میں اوس بن ثابت کے مکان پر مقیم ہوئے غرض القصہ رفتہ رفتہ مکہ سے کل صحابی مدینہ چلے آئے تھے آنحضرت ﷺ کے پاس کوئی سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہما) کے اور کوئی باقی نہ رہا تھا یہ دونوں بزرگ آنحضرت ﷺ کے حکم سے رکے ہوئے تھے ورنہ یہ بھی کب کے مدینہ ہجرت کر گئے ہوتے خود آنحضرت ﷺ جناب باری تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے۔

**حضرت محمد ﷺ کے خلاف قریش کا منصوبہ** جب اہل قریش نے ان بزرگوں کے ہجرت کر جانے اور اہل مدینہ کے اسلام لانے سے یہ سمجھ لیا اور دیکھ لیا کہ یہ سب لوگ رفتہ رفتہ مدینہ چلے گئے اور سب قوی بازو ان کے ہیں محمد ﷺ بھی چلے جائیں گے تب سرداران قریش نے مشورہ کیا جو اس وقت شریک مشورہ تھے وہ حسب ذیل تھے۔

بنو امیہ سے عتبہ، شیبہ، ابو سفیان اور بنو نوفل سے طعیمہ بن عدی و جبیر بن مطعم، حارث بن عامر اور بنو عبد الدار سے نضر بن الحارث اور بنو مخزوم سے ابو جہل اور بنو سہم سے نبیہ و منبہ پسران حجاج اور بنو جمح سے امیہ بن خلف۔

اس جلسہ میں علاوہ قریش کے اور قبائل کے لوگ بھی موجود تھے بعض یہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو ایک قفل دار تاریک مکان میں قید کر دو اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ جلاوطن کر دو لیکن ابو جہل کی یہ رائے ہوئی کہ ہر قبیلہ شمشیر زن نوجوان ہر قبیلہ سے ایک ایک چن لیا جائے اور سب مل کر دفعتاً آنحضرت ﷺ کو مار ڈالیں (نعوذ باللہ) اس صورت میں کسی فرد واحد پر قتل کا جرم نہ عائد ہوگا اور بنو عبد مناف ان سب سے لڑ نہ سکیں گے زیادہ سے زیادہ دیت کا خون بہا دے دیا جائے گا۔

**کاشانۂ نبوی کا محاصرہ** حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا اور رات ہی سے اس امر کی انجام دہی پر مستعد ہو گئے آنحضرت ﷺ کا دروازہ مکان گھیر لیا منتظر تھے کہ آنحضرت ﷺ نکلیں تو قتل کر دیں چنانچہ جناب موصوف حسب حکم باری حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے بستر پر لٹا کر خود مکان کے باہر آئے خداوند جل شانہ نے دشمنوں کی آنکھوں پر اس وقت پردہ ڈال دیا آنحضرت ﷺ نے ایک مشت خاک پر سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کر ان کے سروں پر ڈال دی تھی آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان سے باہر تشریف لائے جو مکہ میں عبداللہ بن اریقط الدؤلی کو راہبری کی غرض سے اجرت پر مقرر کر لیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ معروف راستہ

چھوڑ کر [illegible] سے نکل [illegible] بیٹھے تھے لیکن ان کو

ہر گز ان کے [illegible] کا [illegible]۔

**غار ثور:** غرض آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکان سے نکل کر رات ہی کو ایک غار میں جو جنوب کی جانب [illegible] تھے۔ [illegible] کے مشورہ [illegible] حالات سے [illegible] تھے۔ [illegible] حضرت ابوبکر صدیقؓ [illegible] اللہ [illegible] [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ [illegible]۔

**[illegible]:** [illegible] آنحضرت ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ [illegible] قریش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

**مدینہ کا سفر:** آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت ابوبکر صدیقؓ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] اسی وقت [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آنحضرت ﷺ نے اس کو امان دی اور اس کے کہنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حسب اجازت آنحضرت ﷺ اس کو امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ سراقہ تو اس مقام سے واپس ہوا مگر جو جو آنحضرت ﷺ کے تعاقب میں اس کو ملتے جاتے تھے ان کو وہ واپس کرتا جاتا تھا اور عبداللہ بن اریقط آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہمراہ لیے ہوئے اسفل مکہ سے نکل کر ساحل کی طرف بڑھا۔ قبل عسفان سے ہوتا ہوا امج میں پہنچا۔ پھر وہاں سے امج کے اسفل کو طے کرتا ہوا قدید میں آیا پھر قدید سے نکل کر مریج ہوتے ہوئے عوالی مدینہ سے قبا میں داخل ہوا۔

**اہل مدینہ کا استقبال:** آنحضرت ﷺ مورخہ بارہ ربیع الاول بروز پیر[1] غروب آفتاب کے قریب مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے اہل مدینہ تشریف آوری کی خبر سن کر بغرض استقبال آئے ہوئے تھے لیکن آفتاب کے غروب ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو رہے تھے۔ اس اثناء میں آنحضرت ﷺ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ایک کھجور کے درخت کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا اسی طرف دوڑ پڑے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں آ کر قبا میں سعد بن خیثمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثوم بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سنح بنو الحارث بن الخزرج میں حبیب بن اساف بعض کے قول میں خارجہ بن زید کے مکان پر مقیم ہوئے۔

**حضرت علیؓ کی ہجرت:** حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ کی حسب ہدایت لوگوں کی امانتیں ان اصحاب کو پہنچا کر خود مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ پوری رات اور آدھا دن قریب دوپہر تک سفر کرتے تھے۔ دوپہر کو کسی محفوظ مقام میں روپوش ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ چند دن بعد آنحضرت ﷺ کے پاس قبا پہنچ گئے۔

**مسجد قبا کی تاسیس:** پیر سے جمعرات تک آنحضرت ﷺ قبا میں مقیم رہے اسی اثناء میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی لیکن جمعہ کی نماز آپ ﷺ نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جس کو آپ ﷺ نے بطن وادی میں ادا فرمایا۔ بنو سالم بن عوف نے آپ ﷺ کو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اسی بات کی بحث ہونے لگی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے ناقہ کو چھوڑ دو جہاں وہ بیٹھ جائے وہیں میں ٹھہر جاؤں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے"۔

**ناقۂ رسول:** چنانچہ آپ ﷺ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار (رضی اللہ عنہم) آپ ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلے ہر شخص کے دل میں یہی آ رہا تھا کہ کاش! ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر بیٹھ جائے۔ ہر شخص امید کی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچا اور ان لوگوں نے ناقہ کی مہار پکڑنا چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (دعوھا فانھا مامورۃ) "اس کو چھوڑ دو یہ منجانب اللہ مامور ہے"۔ پھر آپ ﷺ کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گزر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کی مہار پکڑنے کا قصد کیا اور ان میں سعد بن عبادہؓ و منذر بن عمرو بھی

---

[1] ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پیر کے روز پیدا ہوئے اور حجر اسود پیر کے روز اٹھا کر رکھا تھا۔ جنگ بدر پیر کے دن فتح ہوئی اور سورۂ مائدہ بھی پیر کے دن نازل ہوا۔

تھے آپ ﷺ نے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی تمام شوق و امید کی نظروں سے ناقہ کو دیکھتے رہ گئے۔ اس کے بعد بنو حارث بن الخزرج کی طرف گزر ہوا یہاں سعد بن الربیع، خارجہ بن زید، عبداللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کی پھر بنو حارث بن الخزرج سے گزر کر بنو عدی بن النجار (عبدالمطلب کے ننھیال) میں پہنچا ان لوگوں سے بھی آپ ﷺ نے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ اونٹنی تو مامور ہے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں پہنچ گیا جہاں اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے اس کے پاس ہی دو لڑکوں سہل و سہیل کی زمین تھی جو معاذ بن عفراء کے زیر تربیت اور دونوں یتیم تھے یہ کوئی آباد جگہ نہیں تھی بلکہ کھنڈر سا تھا البتہ کھجور کے درخت یا مشرکین کی قبریں اور مربد (چارپایوں کے قید کرنے کا مکان) تھا آپ ﷺ کا ناقہ یہیں ٹھہر گیا تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دور چل کر لوٹا اور اسی مقام پر آکر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا۔

**مسجد نبوی کی تعمیر** آنحضرت ﷺ ناقہ سے اترے حضرت ابو ایوب آپ ﷺ کا اسباب اپنے گھر اٹھا لے گئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ بھی انہی کے مکان پر مقیم ہوئے اس زمین کو ان کے مالکوں نے آپ کو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بقیمت خرید فرمالیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قبروں کی زمین اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنے کا حکم دیا اور بنفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے۔ انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) بھی بنانے میں شریک ہوئے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑوں اور گارے سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی گئی۔

**میثاقِ مدینہ** اس کے بعد آپ ﷺ نے یہود سے معاہدہ کیا اور ایک عہد نامہ لکھوایا جس میں انصار و مہاجرین اور یہود کے حقوق کے شرائط تحریر کیے گئے تھے۔

(مترجم) اس مقام پر مصنف کی کتاب کے پیش نظر ہم اس عہد نامہ کو بھی جو آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کے بیچ بحیثیت دونوں کی شرائط مرتب فرمایا تھا سیرت ابن ہشام سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے

بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب من محمد النبي (ﷺ) بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم إنهم أمة واحدة من دون الناس المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون بينهم وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو ساعدة على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو الحارث على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو جشم على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف و

[illegible] على بعضهم [illegible] وكل طائفة [illegible]
[illegible] بالمعروف والنهي عن المنكر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] على من [illegible] ظلم [illegible]
[illegible]
[illegible] الله [illegible] عليهم [illegible]
[illegible] والأمر [illegible]
[illegible] لا [illegible] إلا [illegible]
[illegible]
[illegible] لا يجوز [illegible]
[illegible] فلا [illegible]
[illegible] لا [illegible]
[illegible] ولا [illegible]
[illegible] الله [illegible] ولا [illegible]
[illegible] المؤمنين
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] الأمر [illegible]
[illegible]
[illegible] وأنه لا [illegible] إلا [illegible]
[illegible]
[illegible] على المؤمنين [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وأنه لا [illegible] إلا [illegible]
[illegible] الله عز وجل [illegible]
[illegible] وأنه لا [illegible]

سفرها و ان بينهم النصر على من دهم يثرب، و اذا دعوا الى صلح يصالحونه و يلبسونه و انهم اذا دعوا الى مثل ذلك فانه لهم على المؤمنين الا من حارب في الدين على كل اناس حصتهم من جانبهم الذي قبلهم و ان يهود الاوس مواليهم و انفسهم على مثل ما لاهل هذه الصحيفة مع البر المحض من اهل هذه الصحيفة و ان الله على اصدق ما في هذه الصحيفة و ابره و انه لا يحول هذا الكتاب دون ظالم و اثم و انه من خرج امن و من قعد امن بالمدينة الا من ظلم او اثم و ان الله جار لمن بر و اتقى و محمد رسول الله (ﷺ)

یعنی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا قریشی و یثربی مسلمانوں کے لئے اور ان کے ماتحتوں کے لئے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کے لئے ایک فرمان ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر سب ایک قوم ہیں۔ قریشی مہاجر اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے اور دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دیں گے اور مسلمانوں میں عدل سے کام لیا جائے گا۔ اسی طرح بنو عوف اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے ان میں عہد جاہلیت والی دیتیں قائم رہیں گی اور ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو ساعدہ بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو جشم بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو النجار بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو عمرو بن عوف بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو نبیت بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور بنو الاوس بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور مومن ان میں کسی کثیر العیالی نہ چھوڑا جائے گا جسے وہ فدیہ اور دیت میں نہ دیں اور مومن کا آزاد کردہ مومن کا غلام اپنے آقا کے سوا دوسرے کا حلیف نہ ہوگا اور پرہیزگار مومنوں کو باغیوں یا طاقتوروں پر ترجیح دی جائے گی اور ان پر بھی جو ظلم و فساد یا گناہ یا دشمنی کی طرف مائل ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر ہر طرح سے انہیں قدرت و اختیار حاصل ہوگا۔ اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کرے گا اور نہ مسلمان کے مقابلے میں کسی کافر کی مدد کی جائے گی اور خدا کی ذمہ داری ایک ہے۔ ادنیٰ مسلمان کی بھی کافر کے مقابلے میں مدد کی جائے گی مسلمان دوسرے لوگوں کے علاوہ باہم دوست ہیں جو یہودی مسلمانوں کے ماتحت ہوں گے ان کی مدد کی جائے گی اور غیر مظلوم ہونے کی حالت میں ان کی مدد کی جائے

گی اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اگر کسی سے کوئی جنگ ہو تو جہاد میں برابری کے ساتھ مل کر مسلمان صلح کی بات کر سکتے ہیں۔ غزوہ کرنے والے باری باری ایک دوسرے کے ساتھ جائیں گے اور ایک دوسرے کا بدلہ لیں گے کیونکہ ان کا خون اللہ کی راہ میں بہا ہے اور متقی مومن بہترین اور اچھائی ہدایت پر ہیں۔ کوئی مشرک قریش کے مال یا جان کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کی جان و مال کے لئے کسی مسلمان کے خلاف مزاحمت کی جا سکتی ہے۔ اگر کسی نے کسی مسلمان کو بلا کسی وجہ کے ناحق قتل کر دیا تو اس کا قصاص لیا جائے گا الا یہ کہ مقتول کے ولی راضی ہو جائیں تو اس سے دیت قبول کر لیا جائے گا اور تمام مسلمان اس کے خلاف ہوں گے اور سب کو اس کی مخالفت لازم ہے اور جو مسلمان اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے کسی بدعتی کی مدد کرنی یا پناہ دینا جائز نہیں اور اگر کوئی ایسے کی مدد یا اعانت کرے گا اس پر قیامت کے دن اللہ کا غضب ہوگا اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی اور فدیہ بھی۔ اختلافات کی صورت میں آں حضرت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہودی مسلمانوں کے ساتھ خرچ کریں گے جب تک جنگ رہے گی۔ بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت ہیں۔ یہودی اپنے دین پر ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ مسلمان ان کے غلاموں کے ساتھ اور جانوں کے محافظ ہیں لیکن جو ظلم یا گناہ کرے تو اس کی ذات کے باعث خود ہی، کسی دوسرے پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بنی نجار کے یہودیوں کے لئے بھی یہی حقوق ہیں جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں اور بنو حارث کے یہودیوں کے، بنو ساعدہ کے یہودیوں کے، بنو جشم کے یہودیوں کے، بنو اوس کے یہودیوں کے اور بنو ثعلبہ کے یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں مگر ظالم و خطاکار کو اپنی ذات اور اپنے اہل بیت کے سوا کسی اور کو ہلاک نہیں کیا جائے گا۔ جفنہ قبیلہ ثعلبہ کی ذات کی طرح ایک خاندان ہے اور بنو شطیبہ کے حقوق بھی بنو عوف کے یہودیوں کے حقوق کی مانند ہیں۔ پابندی عہد کی حد ہے نہ کہ بدعہدی۔ ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام انہی کی طرح ہیں اور یہود کے حلیف بھی انہی کی طرح ہیں۔ ان میں سے کوئی اللہ کے رسول کی اجازت کے بغیر کوئی جنگ نہیں کرے گا اور بدلہ کے مطالبہ کے خلاف کوئی عمل نہیں روکا جائے گا اور جس نے کسی کو قتل کیا اس نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قتل کیا، ہاں اگر مظلوم ہو تو دوسری بات ہے اور اللہ اس کے ساتھ ہے۔ یہودیوں پر اپنا خرچ ہے اور مسلمانوں پر اپنا، جو کسی کے خلاف باہمی مدد کرنے کا عہد ہے جو اس عہد والے ہیں اور ان میں باہمی خیر خواہی اور ہمدردی ضروری ہے اور نیکی گناہ کے خلاف ہے۔ کوئی شخص اپنے حلیف پر زیادتی نہ کرے۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ جب تک مسلمان جنگ کرتے رہیں گے ان کا خرچ یہودیوں کے ذمہ ہوگا۔ اس عہد والوں کے لئے یثرب کا اندرونی حصہ حرام ہے۔ پناہ گزین کو اپنی ذات کی طرح نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر اس کی حرمت میں خلل ڈالا جائے۔ اگر اس عہد والوں سے کوئی ایسا نیا کام سرزد ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو آپ کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس عہد نامہ کی نگہبانی اور پختگی والا خود اللہ ہے۔ اہل قریش کی اور ان کے مددگاروں کی مدد نہیں کی جائے گی اور ان پر باہمی امداد کا عہد ہے جب کوئی یثرب پر حملہ آور ہو اور اگر مسلمان کسی مصالحت و فیصلہ کے لئے بلائے جائیں تو یہودی اس میں شریک ہوں گے اور انہیں بلایا جائے تو ان میں صلح کرا کر طلب کریں اور اگر یہودی صلح کرانے کے لئے بلائے جائیں تو ان پر بھی وہی ہے جو مسلمانوں پر ہے۔

لیکن جب مسلمانوں اور یہودیوں کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ اس میں کل ۵۲ دفعات تھیں۔ ہر شخص کے لئے دین، مسلمانوں کی طرف سے ہے اور یہودیوں کے لئے ان کا مذہب اور ان کی جانیں۔ نیز عدل و انصاف سے ادائے حقوق ہی تو اس معاہدہ والوں کے لئے تھا۔ اس معاہدہ میں بھلائی اور نیک باتوں پر اتفاق کیا ہے۔ اس معاہدہ کے عوض میں ظالم و خطاکار داخل نہیں۔ مدینہ سے جو نکل گیا اسے امن ہے اور جو مدینہ میں بیٹھ گیا اسے بھی امن ہے مگر جو کہ ظالم و خطاکار ہو۔ اللہ نیک اور متقی کا دوست ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔

**حضرت اسعد کی وفات:** اسعد بن زرارہ بنو نجار کے نقیب تھے۔ ابھی معاملات کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تو بنو النجار آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور چاہا کہ اسعد رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے نقیب کے مقرر کئے جانے کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کسی کو نقیب بنانے کے لئے منتخب نہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اب سے میں تمہارا نقیب ہوں۔ چنانچہ بنو نجار کے لوگ نقیب نبی سے ہونے پر دوسرے لوگوں پر فخر کیا کرتے تھے۔

**حضرت عائشہ کی مدینہ میں آمد:** عبداللہ بن اریقط (جو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ بطور رہبر گئے تھے) واپس ہو کر مکہ آئے تو انہوں نے دونوں بزرگوں کے بخیریت مدینہ پہنچ جانے کی عبداللہ بن ابی بکر کو اطلاع دی۔ اس خبر کے بعد عبداللہ بن ابی بکر اپنی بہنوں کو لے کر اور ان کی ماں ام رومان اور طلحہ بن عبیداللہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا اور جناب موصوفہ سے شوال میں ابوبکر کے مکان پر خلوت فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے ابو رافع تشریف لے گئے اور آپ کی بی بی ام المومنین سودہ بنت زمعہ اور آپ ﷺ کی لڑکیوں کو مدینہ لے آئے۔ انہی دنوں مکہ میں سرداران قریش ابو احیحہ اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل کا انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو ہوئی۔

**مواخات (بھائی بندی):** جب آپ ﷺ نے باہم مہاجرین و انصار میں (مواخات) بھائی بندی کرائی اس طرح کہ حضرت جعفر بن ابی طالب (حبشہ میں تھے) و حضرت معاذ بن جبل میں اور حضرت ابوبکر صدیق و خارجہ بن زید میں اور عمر بن الخطاب و عتبان بن مالک (بنو سالم) میں اور ابو عبیدہ بن الجراح و سعد بن معاذ میں اور عبدالرحمن بن عوف و سعد بن الربیع میں اور زبیر بن العوام و سلمہ بن سلامہ بن وقش میں اور طلحہ بن عبیداللہ و کعب بن مالک میں اور عثمان بن عفان و اوس بن ثابت (برادر حسان) میں اور سعید بن زید و ابی بن کعب میں اور مصعب بن عمیر و ابو ایوب میں اور ابو حذیفہ بن عتبہ و عباد بن بشر عبد الاشہلی میں اور عمار بن یاسر و حذیفہ بن الیمان عبسی حلیف

---

[1] آنحضرت ﷺ نے ہجرت سے تین سال قبل ام المومنین حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ سے منگنی کی تھی جب ان کی عمر چھ برس کی تھی اور رخصتی کے وقت نو برس کی تھی۔

[2] [illegible] مکہ کے سرداروں میں سے تھے [illegible] آنحضرت ﷺ کے [illegible]

العبسی میں (بعض کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن الشماس میں) اور ابوذر غفاری و منذر بن عمرو ساعدی میں اور حاطب بن ابی بلتعہ (حلیف بنو اسد بن عبد العزیٰ) اور عویم بن ساعدہ (حلیف بنو عمرو بن عوف) میں اور سلمان فارسی و ابو الدرداء عویمر بن ثابت (بنو الحارث بن الخزرج) میں اور بلال ابن رباح (موذن رسول ﷺ) اور ابو رویحہ خثعمی میں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) میں رشتہ داری قائم کرائی اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایک دوسرے کے قرابت دار بنائے گئے۔

**زکوٰۃ و اذان:** جس وقت آنحضرت ﷺ کو مدینے میں جمعیت و اطمینان حاصل ہو گیا اور آپ کے پاس مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) جمع ہو گئے اور اسلام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تو اس وقت زکوٰۃ فرض کی گئی اور مقیم کی نماز میں دو رکعتیں بڑھا دی گئیں جس سے چار رکعتیں پوری ہو گئیں اس سے پیشتر دو ہی رکعتیں نماز مسافر و مقیم کے لیے تھیں۔

**عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام:** عبداللہ بن سلام اسلام لائے تو یہودیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اوس و خزرج کے چند لوگوں کو بہکا کر منافق بنا دیا۔ جن کا یہ کام تھا کہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور مکر و فریب پر اصرار کرتے تھے ان منافقین کے سردار خزرج سے عبداللہ بن ابی بن سلول، جد بن قیس اور قبیلہ اوس سے حارث بن سوید بن الصامت و عباد بن حنیف و مربع بن قیظی اور اس کے بھائی اوس (بانی مسجد ضرار) تھے اور یہودیوں کی ایک جماعت بظاہر اسلام لے آئے تھے لیکن باطن میں بدستور کفر و ضلالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سعد بن حنیف و زید بن اللصیت و رافع بن حریملہ و رفاعہ بن

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

زید بن الحارث و کعنان بن غنم بطور نمیرہ تھے۔

**غزوہ ابواء ۲ھ**: آنحضرت ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد صفر کے مہینہ میں آپ ﷺ بحکم الٰہی جہاد پر کمربستہ ہو گئے تو دو سو اصحاب کو اپنے ہمراہ لے کر اور قریش اور بنو ضمرہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ مدینہ میں سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر فرما گئے جس وقت آپ ودان و ابواء میں پہنچے اہل قریش تو نہ ملے البتہ قبیلہ بنی ضمرہ اور بنو ضمرہ بن عبد مناف بن کنانہ سے مڈبھیڑ ہوگئی آپ نے ان سے اس کی قوم کی طرف سے صلح کرنے کے لئے فرمایا ان لوگوں نے بموجب ارشاد والا آپ ﷺ سے عہد و اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس میں حضور ﷺ بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ یہ لڑائی غزوہ ودان و ابواء کے نام سے موسوم ہے ودان و ابواء مقام کا نام ہے جہاں تک آپ اس مرتبہ پہنچے تھے یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہیں اس غزوہ میں اسلامی جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔

**غزوہ بواط**: ایک بار پھر آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ اکثر سامان تجارت والی قریش کا قافلہ جس میں امیہ بن خلف اور دو

---

[illegible]

(مترجم) [illegible]

[illegible]

آرہی تھی قریش کے ہیں مکہ کی طرف جا رہا ہے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ بحکم باری تعالیٰ اس قافلے کو روکنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ماہ ربیع الثانی میں مدینہ سے نکلے اس مرتبہ مدینہ میں سائب بن عثمان بن مظعون کو قائم مقام مقرر فرمایا۔ اگرچہ طبری نے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ کو آپ ﷺ نے اس غزوہ میں مدینہ کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا تھا۔ بہرکیف آپ ﷺ مقام بواط تک پہنچ گئے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی قریش کا قافلہ نکل گیا تھا اس وجہ سے آپ ﷺ جنگ کے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

**غزوہ عشیرہ:** ماہ جمادی الاولیٰ میں پھر آپ اہل قریش سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں ابو سلمہ بن عبدالاسد کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مدینہ سے آپ ﷺ نکل کر عام راستہ کو ایک طرف چھوڑ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس راستہ کو بطن ینبع سے گزر کر صخیرات یمام کی عشیرہ پر پایا اور یہاں پر بقیہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے اسی مرتبہ آپ نے بنو مدلج سے عہد و پیمان لیا اور بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

**مدینہ پر شب خون:** غزوہ عشیرہ کے بعد مدینہ میں آنحضرت ﷺ نے تقریباً دس راتیں قیام فرمایا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مضافات مدینہ پر شب خون مارا اس خبر کے سنتے ہی آپ مدینہ سے اس کے تعاقب میں نکلے۔ یہاں تک کہ اطراف بدر (یعنی مقام سفوان) پہنچے چونکہ اس مقام پر آپ کے پہنچنے سے پہلے کرز بن جابر یہاں سے کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

(مترجم) اس مرتبہ بروایت ابن ہشام مدینہ میں زید بن حارثہ کو قائم مقام فرمایا تھا اس کے بعد بقیہ ماہ جمادی الآخرہ رجب و شعبان تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ انتہیٰ

**دفاعی تدابیر:** ان متذکرہ غزوات میں آپ بہ نفس نفیس شریک رہے اس دوران آپ ﷺ نے جو دفاعی تدابیر اختیار فرمائیں اب ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔

**۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیف البحر کو روانگی:** غزوہ ابواء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین (رضی اللہ عنہم) کے تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا۔ تین سو سوار ان کے ساتھ ابو جہل عمرو ابن ہشام سے سامنا ہوا۔ لڑائی نہیں چھڑنے پائی تھی کہ مجدی بن عمرو جہنی

---

؎ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ ﷺ مدینہ سے نکل کر بنو دینار کے نقب سے گزرتے ہوئے فیفاء الخبار پہنچے اور ابن ازہر میں ایک درخت کے نیچے اترے ہیں آپ نے نماز ادا فرمائی آپ کے لئے کھانا تیار کیا گیا تو آپ نے اور کل حاضرین نے کھایا پھر وہاں سے چل کر بائیں جانب چھوڑ کر شعبہ عبداللہ پر چلے ... راستے میں آپ نے پانی پیا پھر اس مقام سے چل کر صخیرات یمام کو بائیں جانب چھوڑ کر راستہ کو پایا یہاں سے آپ اسی راستہ سے روانہ ہو کر یہاں تک کہ بطن ینبع سے نکل کر مقام عشیرہ میں قیام فرمایا۔ یہاں بقیہ ماہ جمادی الاولیٰ اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے۔ مدلج اور ان کے حلفاء بنو ضمرہ سے عہد و پیمان لے کر بلا اتفاق جنگ واپس ہوئے اسی غزوہ میں آپ نے علی ابن ابی طالب کو ابو تراب کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔ مترجم

درمیان میں آ گئے۔

(۲) **معرکہ ثنیۃ المرار** [illegible] عبیدہ بن الحارث بن المطلب [illegible] سواران مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ فرمایا یہاں تک کہ [illegible] قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے [illegible] ابن اسحاق [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] نکل کر مسلمانوں کی جماعت میں آ ملے [illegible] کے ساتھ نکلے تھے۔ [illegible] کی روانگی [illegible] اختلاف کیا ہے۔ بعض حمزہ بن عبدالمطلب کی روانگی کو مقدم [illegible] حضرت ﷺ نے اسلام [illegible] روانگی تھی۔ واللہ اعلم

**کرز بن جابر کا تعاقب** حضرت سعد بن ابی وقاص [illegible] تعاقب [illegible] واپس آ گئے۔

**حضرت عبداللہ بن جحش اور قریش کا قافلہ** [illegible]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اکبر از سعد بن ابی وقاص، سہیل بن بیضا فہری (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو روانہ فرمایا اور ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ جب تک دو دن کا راستہ طے نہ کر لو اس تحریر کو پڑھ کر نہ دیکھنا۔ دو دن کے راستہ طے کرنے کے بعد اس تحریر کو پڑھ کر جو ہدایات اس میں لکھی ہیں اس پر عمل کرنا اور کسی اپنے ہمراہی کو مجبور نہ کرنا، جو ہمراہ جانا چاہے ساتھ لے جانا۔ پس جب حضرت عبداللہ بن جحشؓ دو دن کا راستہ طے کر چکے۔ حسب ارشاد رسول ﷺ اس تحریر کو پڑھا تو اس میں حسب ذیل مضمون لکھا پایا۔

> "تم روانہ ہو کر نخلہ پہنچ جاؤ۔ یہاں تک کہ مکہ و طائف کے بیچ نخلہ میں قیام کرو۔ اور قریش کے منتظر رہو اور ہم کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہو۔"

**حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا نخلہ میں قیام** عبداللہ بن جحش نے اس مضمون کو غور سے پڑھ کر بسر و چشم قبول کیا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بھائیو! مجھ کو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ دو دن کا راستہ طے کر کے اس تحریر کو پڑھوں اور کسی اپنے ہمراہی کو مجبور نہ کروں کہ اپنے ہمراہ لے جاؤں۔ چنانچہ اب میں نے دو دن کا راستہ طے کر کے رسول ﷺ کی تحریر کو پڑھا۔ اب اس تحریر کے بموجب میں برابر سفر کرتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ بطن نخلہ میں پہنچ جاؤں۔ تم میں جس شخص کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ آئے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا اپنے ہمراہ زبردستی لے جانا نہیں چاہتا۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے ہمراہیوں میں سے کسی نے جانے سے انکار نہیں کیا بلکہ سب کے سب ان کے ہمراہ چلے جا رہے تھے اتفاق سے راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص و عتبہ بن غزوان کا اونٹ راستہ بھول کر کسی اور طرف چلا گیا جس کی تلاش میں یہ دونوں بزرگ اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اور بقیہ صحابہ نخلہ میں جا کر ٹھہر گئے۔

**سریہ عبداللہ بن جحشؓ** قریش کا ایک مختصر سا قافلہ طائف سے آ رہا تھا جس میں تجارتی مال تھا اور اس میں عمرو بن الحضرمی، عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور ان کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان تھے۔ یہ واقعہ رجب کے آخری دن کا ہے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا۔ بعض کہنے لگے کہ شہر الحرام میں جنگ ممنوع ہے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ موقع مناسب ہے ملک وہ یہ جنگ نخلہ کے حدود میں داخل ہو جائے سب نے اتفاق کیا۔ واقد بن عبداللہ نے عمرو بن الحضرمی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا اس کے مرتے ہی قافلے والے پریشان و مضطرب ہو گئے۔ مسلمانوں نے ترقی کر کے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ نوفل اور چند آدمی بھاگ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں نے پانچواں حصہ آنحضرت ﷺ کے لئے علیحدہ کر کے بقیہ کو آپس میں تقسیم کر لیا

**مال غنیمت کی تقسیم** اس واقعہ سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ شہر الحرام میں قتال کیا گیا ہے تو آپ آزردہ خاطر ہوئے قیدیوں اور مال (پانچواں حصہ) کو وقت آنے تک روک رکھا۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اس وقت ان لوگوں کی تسکین خاطر کے لئے اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾ "یعنی جو لوگ آپ ﷺ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ ان میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے

اللہ کو نہ ماننا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو جلا وطن کرنا اور شرک قتل سے بھی بڑا گناہ ہے مشرک تم سے لڑتے رہیں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے نہ لوٹا دیں جب تک کہ ان کے بس میں ہو۔"[1]

عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہی اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے خمس لے لیا اور باقی مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور دونوں قیدیوں کو زر فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان بن عبداللہ تو رہا ہوتے ہی مکہ چلا گیا اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے (رضی اللہ عنہ) اور حضرت سعدؓ و عتبہؓ بخیریت مدینہ واپس آ گئے۔ یہ پہلا مال غنیمت تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور یہ پہلا خمس بھی تھا جو مال غنیمت سے اسلام میں نکالا گیا اور عمرو بن حضرمی پہلا مقتول ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اسی سے جنگ بدر کبریٰ کی بنیاد پڑی۔ (واللہ اعلم)

**قبلہ کی تبدیلی** ہجرت مدینہ کے سترہویں مہینہ کے شروع میں بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی طرف قبلہ تبدیل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے منبر پر چڑھ کر اس بارے میں خطبہ پڑھا اور دو رکعت نماز کعبہ کی طرف رخ کر کے ادا فرمائی یہ روایت ابن حزم کی ہے لیکن بعض تحویل قبلہ ہجرت سے اٹھارہ مہینے شروع میں بتلاتے ہیں۔ اس کے سوا اور کسی نے کچھ روایت نہیں کی۔

**صوم رمضان: (مترجم)**

قبلہ کی تبدیلی شعبان کے نصف مہینہ میں ہوئی اس سے قبل آنحضرت ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے

---

[1] اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن جحشؓ مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر مدینہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو شہر حرام میں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ تم قیدیوں اور مال غنیمت کو حفاظت سے رکھو لیکن یہود و مشرکین نے کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ نے شہر حرام میں خونریزی کی اور خون بہایا مال کو لوٹ کر لے آئے اور لوگوں کو قید کر لیا لیکن جو مسلمان مکہ سے آئے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ واقعہ شعبان کا ہے۔ جب لوگوں نے زیادہ مکرر چھیڑ شروع کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر و صد عن سبیل اللہ و کفر بہ و المسجد الحرام و اخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ و الفتنۃ اکبر من القتل و لا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾ آنحضرت ﷺ نے خمس لے لیا اور مال غنیمت تقسیم کر دیا اہل مکہ نے عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑوں گا جب تک میرے ساتھی سعدؓ و عتبہؓ نہ آ جائیں۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل کر ڈالو گے۔ پس اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کر دوں گا اسی اثنا میں سعدؓ و عتبہؓ آ گئے آپ نے عثمان و حکم کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان تو مکہ چلا گیا۔ لیکن حکم مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ بعد نزول آیت مذکورہ عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کیا ہم کو اب اس جہاد کا ثواب ملے گا؟ آنحضرت ﷺ جواب دینے نہ پائے تھے کہ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ان الذین آمنوا و الذین ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ و اللہ غفور رحیم﴾

"یقیناً ایمان لانے والے ہجرت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے"۔

اس واقعہ کی حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے کی ہے۔ واللہ اعلم

ہیں کہ یہ تحویل قبلہ (قبلہ کی تبدیلی) نماز کی حالت میں نازل ہوئی تھی جب کہ آپ دو رکعات پڑھ چکے تیسری رکعت میں یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ پھر گئے۔ واللہ اعلم

وہ آیت جس سے تحویل قبلہ ہوا تھا یہ ہے:

﴿قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره﴾

"یعنی ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا بار بار پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لئے آپ کو آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ آپ مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیں۔ مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو۔"

جب شعبان کا مہینہ گزر گیا تو صوم (روزہ) فرض کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾

"یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لئے راہنما ہے اور جس میں ہدایت کے مضبوط دلائل ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے لہٰذا جو یہ مہینہ پائے اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں۔"

# باب : ۳

## غزوۂ بدر ۲ھ

**جنگِ بدر کی وجوہات:** ماہِ رمضان کے شروع میں آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہلِ قریش کا تجارتی مال و اسباب سے بھرا ہوا قافلہ شام سے مکہ آ رہا ہے اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمی ہیں اہلِ قریش کے جن کا سردار ابوسفیان ہے اور اس کے ہمراہیوں میں مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص وغیرہ بھی شامل ہیں۔ آپ نے مسلمانوں مہاجرین و انصار کو جمع کر کے اس قافلے کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چونکہ آپ کو جنگ کا خیال نہ تھا اس سبب سے روانگی کے وقت کچھ زیادہ اہتمام نہ کیا۔ اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابوسفیان تک پہنچ گئی اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے خطرے میں ہے دوڑو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ۔ چنانچہ اہلِ مکہ سے جتنے تھے سب کے سب نکل کھڑے ہوئے الا ماشاء اللہ جو کسی وجہ سے رہ گئے۔ انہیں میں ابولہب بھی تھا۔ آٹھویں رمضان کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے حضرت عمرو بن ام مکتوم کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے پھر مقام روحاء سے ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس کیا اس لشکر میں تین علم تھے ایک حضرت مصعب بن عمیر کے دوسرا حضرت علی بن ابی طالب کے تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا ان آخری دونوں کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سیاہ رنگ کے تھے۔ واللہ اعلم

**مجاہدین کی روانگی:** صحابہ کے ساتھ اس معرکہ میں صرف ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ ساقہ پر قیس بن ابی صعصعہ انصاری کو مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ انصار کا نشان تھا جو حضرت سعد بن معاذ لئے ہوئے تھے۔ (آنحضرت ﷺ) مدینہ کی پشت سے نکل کر ذی الحلیفہ کی طرف گئے۔ منقرات یمام تک پہنچ کر بئر روحاء کی طرف بڑھے۔ پھر عام مشہور راستہ کو داہنے ہاتھ چھوڑ کر صفراء پہنچے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے بسبس بن عمرو الجہنی حلیف بنو ساعدہ اور عدی بن ابی الزغباء جہنی حلیف بنو نجار کو بدر کی طرف ابوسفیان کے تجسس حال کے لئے روانہ کر دیا اور خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ صفراء کے داہنی جانب سے وادی ذفران پہنچے اس مقام پر آپ کو مکہ سے

---

۱؎ اونٹ ستر تھے اور [illegible]۔ آنحضرت ﷺ، علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کے درمیان ایک اونٹ تھا، ابوبکر، عمر اور عبدالرحمن بن عوف کے درمیان ایک اونٹ تھا۔ غرض اسی طرح تین تین چار چار آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تھا۔

قریش کے نکلنے کی اطلاع ملی۔

**حضرت محمد ﷺ کا انصار و مہاجرین سے مشورہ:** آپ ﷺ نے مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ پہلے مہاجرین نے نہایت خوبصورتی سے ہمراہی اور حکم کے بجا لانے کا اقرار کیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے انصار کی طرف رخ کیا ان میں سے حضرت سعد بن معاذ نے اٹھ کر عرض کیا "اے رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اگر آپ دریا میں گھوڑے ڈال دیں گے تو ہم اس میں بھی کود پڑیں گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے ساتھ چلئے ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں نہیں ہیں"۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا: "کہ تم لوگوں کو بشارت ہو اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے"۔

**اسلم و عریض کی گرفتاری:** اس کے بعد وادی ذفران سے روانہ ہوئے بدر کے قریب پہنچ کر حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر و حضرت سعد کو چند اصحاب کے ہمراہ تجسس احوال کی غرض سے روانہ کیا اتفاق سے اہل قریش کے دو غلام لڑکے ان لوگوں کے ہاتھ آ گئے یہ لوگ ان کو پکڑ لائے آنحضرت ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ استفسار پر ان لڑکوں نے ظاہر کیا کہ ہم اہل قریش کے سقے (پانی بھرنے والے ہیں) ان لوگوں نے ان کے کہنے کو غلط جان کر مارنا شروع کیا اس امید سے کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کے حالات بتا دیں۔ دو چار ہاتھ کھانے کے بعد ان دونوں نے کہنا شروع کیا ہم اہل قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں۔ اس اثنا میں آنحضرت ﷺ نے سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کو مارنے سے منع فرمایا اور لڑکوں سے ارشاد فرمایا تم مجھے سچ بتاؤ کہ اہل قریش کہاں ہیں؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے اس طرف ہیں۔ ایک روز نو اونٹ اور دوسرے روز دس اونٹ ذبح کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا "مشرکین کی تعداد نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہے۔"

**حضرت بسبس اور حضرت عدی کی مخبری:** بسبس و عدی کا (جو جاسوسی کی غرض سے صفراء میں پہنچنے سے پہلے روانہ کئے گئے تھے) اس وقت تک کچھ پتہ نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے

---

[1] ان میں ایک اسلم [illegible] کا غلام تھا اور دوسرا عریض [illegible] کا غلام تھا جب ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل قریش کے سقے ہیں۔ [illegible] ابوسفیان کے [illegible] ان لوگوں نے مارا پیٹا تو [illegible] آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب انہوں نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ واللہ یہ اہل قریش سے ہیں۔ [illegible] قریش کہاں ہیں [illegible] آپ نے دریافت کیا [illegible] لڑکوں نے جواب دیا [illegible] آپ نے دریافت کیا [illegible] اونٹ ذبح کرتے ہیں [illegible] آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تعداد ان کی نو سو اور ہزار کے درمیان ہے [illegible] لڑکوں نے عتبہ، شیبہ پسران ربیعہ [illegible]
([illegible])

بعد بدر کے قریب ایک ٹیلے کے نیچے پانی کے چشمہ کی طرف دو شخص اونٹ پر سوار آتے ہوئے نظر آئے رفتہ رفتہ جب وہ پانی کے قریب آ گئے اور اپنے اونٹوں کو ایک طرف میں پانی پلانے لگے۔ مجدی بن عمرو (جہینہ سے تھا) ان دونوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس اثناء میں دو عورتیں آپس میں باتیں کرتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل یا پرسوں اہل قریش کا قافلہ شام سے واپس ہوگا ان کے لئے کچھ کھانا وغیرہ تیار رکھنا چاہئے دوسری نے جواب دیا ضرور ان میں تیرا حق تھوڑا دوں گی۔ اس کے بعد وہ مجدی کے پاس آ گئیں اور اس سے اس خبر کی تصدیق کی ان دونوں عورتوں کی باتیں وہ دونوں شتر سوار بھی سنتے تھے اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر مسکراتے ہوئے چلے گئے اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں شتر سوار وہی بسبس اور عدی تھے جو جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

**مشرکین مکہ کی آمد۔** ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان آنحضرت ﷺ کی نقل و حرکت کی جستجو میں آیا اور مجدی سے کہا (ھل احسست احدا) یعنی "کیا تو نے کسی کو آتے جاتے دیکھا ہے" مجدی نے کہا "ما رایت احدا الا راکبین اناخا الی ھذا التل فاستقیا الماء و مضیا" یعنی "دو سوار اس ٹیلے کی طرف سے آئے تھے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر پانی پیا اور چلے گئے"

ابوسفیان یہ سنتے ہی اس مقام پر آیا جہاں پر انہوں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا اور ایک مینگنی اٹھا کر توڑ کر دیکھنے لگا واللہ یہ یثرب والے تھے اس کے بعد اس نے اونٹوں کے نشان قدم سے ان کے جانے کا سراغ لیا اور نہایت تیزی سے لوٹ کر قافلہ کو دریا ساحل لے چلا اتنے میں اہل مکہ بھی آ گئے ان سے اس نے خوش ہو کر کہا "چلو واپس چلو ہمارا قافلہ بچ کر سالم آ گیا" ابوجہل نے کہا "واللہ جب تک ہم اب بدر تک نہ پہنچ جائیں اور تین دن تک وہاں ٹھہر کر کھا پی کر مزے نہ اڑا لیں گے ہرگز واپس نہ ہوں گے" اخنس بن شریق نے کہا کہ تم لوگ اپنے قافلہ کو بچانے کو آئے تھے چنانچہ وہ محفوظ رہا اب واپس چلنا چاہئے میں یہاں اب ایک ساعت نہ ٹھہروں گا۔

**ابوجہل کا جنگ پر اصرار۔** ابوجہل نے اس کا جواب ترش روئی سے دیا جس سے اخنس مع کل بنو زہرہ اور ان کے حلیف کے لوٹ کھڑا ہوا۔ بنو عدی پہلے ہی سے اہل مکہ کے ساتھ نہیں گئے تھے اس وجہ سے واقعہ بدر میں نہ کوئی زہری قریشی تھا اور نہ کوئی عدوی قریشی تھا۔ قریش سے پہلے آنحضرت ﷺ نے بدر پہنچ کر ایک چھوٹے سے کنوئیں پر قیام فرمایا۔ حباب بن المنذر بن عمرو بن الجموح نے عرض کیا "کیا اللہ جل شانہ نے اسی منزل پر پہنچایا ہے یا کہ لڑائی کا قصد ہے بہتر تو اس مقام کو چھوڑیے ہم آپ کے لئے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے ایک مکان بنائے دیتے ہیں اور ایک حوض کھود کر پانی بھرے لیتے ہیں تا کہ دوران جنگ پانی کھینچنے اور لانے سے بے فکر رہیں" آپ نے یہ تجویز پسند فرمائی۔ اصحاب نے تھوڑی دیر میں ایک حوض کھود کر پانی سے بھر دیا اور مشکیزوں کو بھی بھر کے پورے کنوئیں پر قبضہ کر لیا قریش کا گروہ آیا اور بدر کے قریب ٹھہرا تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کو دیکھنے اور ان کا شمار کرنے کے لئے بھیجا عمیر بن وہب لشکر اسلام کے ادھر ادھر پھر کر واپس گیا اور مشرکین مکہ سے بیان کیا کہ اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ تین سو یا کچھ کم زائد ہیں ان کے سب دو شخص زبیر و مقداد دو سواروں میں ہیں۔ حکیم بن حزام و عتبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کو قلیل التعداد اور ضعیف سمجھ کر مع قریش

نے بازگشت لوٹنے کا قصد کیا لیکن ابو جہل نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ مشرکین مکہ نے ابو جہل کی موافقت کی دونوں گروہ آمادۂ جنگ ہو گئے۔

**فتح کی بشارت:** آنحضرت ﷺ لشکر اسلام کی صفیں درست و مرتب کر کے اپنی قیام گاہ پر صرف حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر داخل ہوئے اور خضوع و خشوع سے دعا کرنے لگے (اللھم ان یھلک ھذہ العصابۃ فی الارض اللھم انجزلی ما وعدتنی) یعنی "اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ختم کر دے گا تو دنیا میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما"۔ حضرت ابوبکرؓ آمین ثم آمین کہتے جاتے اور کسی وقت انہی کلمات کو دہرا دیتے تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ مکان کے دروازے پر انصار کے دو چار نوجوانوں کو لئے ہوئے حفاظت کر رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ دعا مانگتے مانگتے تھوڑی دیر کے لئے خاموش سے ہو گئے پھر دفعتاً چونک کر فرمایا (ابشر یا ابابکر فقد اتی نصر اللہ) "یعنی اے ابوبکرؓ خوش ہو جاؤ بشارت ہو۔" اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دی اور ایک مٹھی کنکریوں کی اٹھا کر شاہت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کی طرف پھینک دی۔ مشرکین کے گروہ سے عتبہ، شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکل کر میدان میں آئے اور للکار کر اپنے مقابل لڑنے والے کو طلب کیا۔ اس طرف سے عبیدہؓ بن الحارث، حمزہ بن عبدالمطلب، علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نکلے حضرت حمزہؓ نے اپنے مقابل شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا لیکن عتبہ نے حضرت عبیدہؓ پر وار کیا جس سے ان کے پاؤں کٹ گئے اتنے میں حضرت حمزہؓ و علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا[۱]۔ میدان جنگ میں ان بزرگوں کے نکلنے سے پہلے نوجوانان انصار، عوف و معوذ پسران عفراء اور عبداللہ بن رواحہ لڑنے کو آئے تھے لیکن غیر قوم ہونے کی وجہ سے عتبہ و شیبہ و ولید نے ان لوگوں سے لڑنے سے انکار کیا تب حضرت عبیدہؓ و حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ آئے تھے۔ اس کے بعد قوم نے عمومی طاقت سے حملہ کیا مشرکین کو شکست ہوئی۔

**مقتولین و اسیران جنگ:** اس لڑائی میں مشرکین میں سے ستر آدمی مارے گئے ان کے مشاہیر یہ تھے: عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ، ولید بن عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، عبیدہ و عاص پسران سعید بن العاص، حارث بن عامر بن نوفل اور اس کا چچا زاد بھائی طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود اور اس کا بیٹا حارث اور اس کا بھائی عقیل بن الاسود اور اس کا چچا زاد بھائی ابوالبختری بن ہشام

---

[۱] ان بزرگوں سے پہلے میدان [illegible] انصار کے تین شخص عوف و معوذ پسران عفراء و عبداللہ بن رواحہ مشرکین کے مقابلے پر آئے تھے۔ مشرکین نے کہا (من انتم) "تم لوگ کون ہو" ان لوگوں نے جواب دیا (رھط من الانصار) "ہم انصار کے گروہ سے ہیں"۔ مشرکین نے جواب دیا (ما لنا بکم من حاجۃ) "ہم کو تم سے کوئی ضرورت نہیں ہے" یہ جواب سن کر انصار واپس ہو گئے اور مشرکین کی طرف سے ایک شخص نے پکار کر کہا (یا محمد اخرج الینا اکفاءنا من قومنا) "اے محمد ﷺ ہماری طرف ہماری قوم سے ہمارے ہمسروں کو بھیجو"۔ تب آنحضرت ﷺ نے حضرت عبیدہ بن الحارث، حضرت حمزہ، حضرت علی [illegible] جب یہ لوگ میدان جنگ میں آئے تو مشرکین نے [illegible] حضرت عبیدہؓ نے [illegible] اور حضرت حمزہؓ نے [illegible] حضرت علیؓ نے [illegible] مشرکین نے کہا [illegible] کے بعد یہ لڑائی شروع ہوئی۔

نوفل بن خویلد بن اسد، ابوجہل بن ہشام (اس کو معوذ و معاذ پسران عفراء نے قتل کیا تھا لیکن ابھی تھوڑا سا دم باقی تھا تو عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ لیا) ۔ اس کا بھائی عاص بن ہشام اور ان دونوں کا ماموں مسعود بن امیہ، ابوقیس بن الولید بن المغیرہ (خالد بن ولید کا چچا) ابو قیس بن الفاکہ، نبیہ و منبہ پسران حجاج، عاص بن منبہ، امیہ بن خلف اور اس کا لڑکا علی، عمیر بن عثمان (طلحہ کا چچا) وغیرہ اسی قسم کے نامور آدمی تھے اور قیدیوں میں عباس بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، سائب بن عبید بن عبد یزید بن مطلب، عمرو بن ابی سفیان بن حرب، ابوالعاص بن الربیع، خالد بن اسید بن ابی العیص، عدی بن الخیار بن نوفل، عثمان بن عبد شمس (برادر زادہ عتبہ بن غزوان) ابو عزیز (برادر مصعب بن عمیر) ولید بن ہشام بن المغیرہ [illegible] امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، ولید بن ولید (برادر خالد) عبداللہ و عمرو بن ابی بن خلف، سہیل بن عمرو وغیرہ قید کئے گئے۔

**شہدائے جنگ بدر:** مسلمانوں کی طرف سے اس معرکہ میں مہاجرین میں سے چھ صحابی حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلب، حضرت عمیر بن ابی وقاص، ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ خزاعی (حلیف بنو زہرہ) صفوان بن بیضاء (بنو حارث بن فہر سے) اور مہجع غلام حضرت عمر بن الخطاب (یہ تیر لگنے سے شہید ہوئے) عاقل بن البکیر لیثی (حلیف بنی عدی) اور انصار سے آٹھ صحابی قبیلہ اوس کے سعد بن خیثمہ، مبشر بن عبد المنذر اور قبیلہ خزرج کے یزید بن الحارث، عمیر بن الحمام (بنو سلمہ سے) رافع بن معلیٰ، حارثہ بن سراقہ (بنو نجار سے) عوف و معوذ پسران عفراء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کل چودہ صحابی شہید ہوئے۔

**مجاہدین کی واپسی:** لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی لاشوں کو ایک کنوئیں میں ڈال دیا اور شہداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو علیحدہ دفن کرایا۔ مال غنیمت کو عبداللہ بن کعب بن عمرو انصاری کے سپرد کیا اور مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ بوقت مراجعت جس وقت صفراء میں پہنچے جب کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسی طرح مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ نضر بن الحارث بن کلدہ (اور عقبہ بن ابی معیط) کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر عرق الظبیہ میں پہنچے اسی مقام پر عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ کی گردن ماری گئی۔ یہ دونوں شخص قیدیوں کے ساتھ قید ہو کر آئے تھے اور آنحضرت ﷺ سے عداوت رکھتے تھے۔ غرض آنحضرت ﷺ اور صحابہ فتح و نصرت اور مال غنیمت کے ساتھ مدینہ کی طرف تشریف لائے۔

---

[illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]
[illegible]
[illegible]
آنحضرت ﷺ [illegible]
[illegible]
[illegible]

مدینہ منورہ پہنچ گئے جب رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے۔

(ترجمہ) مالِ غنیمت کی تقسیم میں اختلافِ رائے آنحضرت ﷺ جس وقت جنگ بدر سے [illegible] مدینہ واپس ہونے لگے اس وقت تک مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی [illegible] مالِ غنیمت کی تقسیم پر [illegible] ہو گئے تھے [illegible] اصحاب [illegible] کا خیال تھا [illegible] انہوں نے [illegible] کا [illegible] مالِ غنیمت [illegible] مشرکین [illegible] یہ جنگ [illegible] اصحاب [illegible] آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے [illegible] لوگوں سے [illegible] ہم نے [illegible] آنحضرت ﷺ پر [illegible] سے [illegible] ہم [illegible] حصہ [illegible] ہے۔

حضرت [illegible] تمام مالِ غنیمت [illegible] جمع کیا جائے [illegible] یہی آیت نازل ہوئی [illegible] لوگوں نے انفال (مالِ غنیمت) کی تقسیم میں اختلاف کیا [illegible] اللہ [illegible] رسول ﷺ کے اختیار میں ہے [illegible] چنانچہ آپ نے سب مسلمانوں میں برابر حصہ تقسیم کر دیا [illegible] مالِ غنیمت کی تقسیم کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے حسب ذیل آٹھ صحابہ کو بھی حصہ دیا جو بدر میں شریک نہ تھے (۱) عثمان بن عفان ان کو آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی [illegible] کی علالت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔ (۲) طلحہ بن عبید اللہ (۳) سعید بن زید [illegible] قافلہ کی خبر [illegible] کے لئے بھیجے گئے تھے (۴) ابو لبابہ ان کو آنحضرت ﷺ مدینہ میں [illegible] انتظام [illegible] گئے تھے (۵) عاصم بن عدی [illegible] مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۶) حارث بن حاطب [illegible] عمرو بن عوف کی طرف [illegible] (۷) حارث بن الصمہ (۸) خوات بن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) [illegible] آنحضرت ﷺ نے ان کو مالِ غنیمت سے حصہ دے کر بدریوں میں شامل کر لیا۔ واللہ اعلم

مشرکین کا انجام [illegible] پانچ آدمی [illegible] کنویں [illegible] ابو جہل [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] فرمایا [illegible] اسلام [illegible] تم [illegible] گئے۔

اہل مدینہ کو خوشخبری [illegible] آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو [illegible] خوشخبری [illegible] زید بن حارثہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] زید بن حارثہ

کے پاس آئے جو ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے مارا گیا تھا۔ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابوالبختری، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف، نبیہ و منبہ پسران حجاج، ان کو نام بنام پکار کر فرمایا: کیا تم نے پا لیا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ "میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پایا۔"

**اسیرانِ جنگ سے حسنِ سلوک:** اس کے بعد آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ ستر قیدیوں کا قافلہ تھا۔ آپ نے ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: (استوصوا بالاسارى خيرا) "قیدیوں سے اچھا سلوک کرنا"۔ ان قیدیوں میں عباس بن عبدالمطلب بھی تھے جن کے ہاتھ رسی سے کس کر باندھے گئے تھے۔ ان کا بازو رسی سے باندھا گیا تھا اس کے کراہنے سے تمام شب آنحضرت ﷺ کو نیند نہ آئی۔ صحابہؓ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا عباس کے کراہنے نے مجھے سونے نہیں دیا۔ یہ سن کر ایک شخص نے ان کی رسی ڈھیلی کر دی اور باقی قیدیوں کے ساتھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا برتاؤ نہایت نرمی کا تھا۔ خود بھوکے رہ کر ان کو سیر کرتے تھے۔ آپ بھی کھانے جاتے تھے وہ ان کو بھی کھلاتے تھے۔ ابوعزیز بن عمیر (جو مصعب بن عمیرؓ کا بھائی تھا) بیان کرتے ہیں کہ جب میں قید ہو کر مدینہ آیا تو مجھے انصار کے ایک گروہ کی حفاظت میں رکھا گیا۔ دونوں وقت کھجوریں اور روٹیاں جب آتی تھیں تو روٹی مجھ کو دیتے اور خود کھجوریں کھا لیتے، ان میں سے جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا آتا وہ مجھے دے دیتا، مجھ کو شرم آتی اور میں واپس کر دیتا مگر وہ پھر مجھ کو دے دیتا تھا۔

**اسیرانِ جنگ کی رہائی:** چند روز کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کرامؓ سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ اور کئی آراء پیش ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری رائے تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سے ہر شخص کا عزیز و قریب اس کو قتل کرے تاکہ دنیا پر اور مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی رشتہ داری اور قرابت کے لحاظ سے اللہ اور رسول ﷺ کی محبت بہت زیادہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ رائے سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے دریافت فرمائی انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ یہ سب اپنے ہی لوگ ہیں آپ کے عزیز و اقارب اور بھائی بند ہیں، اب بہتر یہ ہے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے بلکہ ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے، کیا عجب ہے کہ آئندہ ایمان لے آئیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ نے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا اور جو نادار تھے فدیہ نہ دے سکتے تھے ان کو آنحضرت ﷺ نے ازراہِ احسان مفت آزاد کر دیا۔

**حضرت عباسؓ کا قبولِ اسلام:** جب کہ مشرکین قریش کی فدیہ چار ہزار درہم سے چار سو درہم فی کس تک مقرر ہو گیا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے کہا: "اے محمد ﷺ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا چچا اپنے فدیہ کے لئے گداگری کرے؟" آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم چلتے وقت ام الفضلؓ کے پاس رکھ آئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے بڑی حیرت و تعجب سے دریافت کیا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے بتایا۔ اس پر حضرت عباسؓ کا دل بھر آیا اور فوراً مسلمان ہو گئے اور فدیہ بھی ادا کر دیا۔

**حضرت خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ:** انہی قیدیوں میں ابوالعاص بھی تھے جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ان کا فدیہ ادا کر رہے تھے ان کی بیوی زینب (آنحضرت ﷺ کی بیٹی) نے بیش قیمت ہار ابوالعاص کے فدیہ میں روانہ کیا (یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا تھا) انہوں نے اپنی لڑکی زینب کو جہیز میں دیا تھا۔ جب یہ ہار آنحضرت ﷺ کے روبرو آیا تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا اور آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ یعنی ہار واپس کر دو۔ سب نے بخوشی خاطر اس بات کو منظور کر لیا۔

**حضرت زینب کی مدینہ میں آمد** [illegible]

**مشرکین و مجاہدین کا موازنہ** [illegible]

**غزوہ کدر** [illegible]

**غزوہ سویق** [illegible]

---

[illegible]

[illegible]

میں پہنچا اور یہودی رئیس ابن اخطب کے پاس گیا۔ سلام بن مشکم سے ملا اور اس سے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کا حال دریافت کر کے واپس ہوا۔ اتفاق سے اطراف مدینہ میں ایک کھجور کے باغ میں دو شخص کو جو اپنی کاشت کاری کے کاموں میں مصروف تھے قتل کر کے واپس ہوا۔ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں پر بھی ابوسفیان کا یہ فعل شاق گزرا تو آپ نے مدینہ میں ابولبابہ بن عبدالمنذر کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے کدر تک ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ چونکہ ابوسفیان اور مشرکین لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی اس مقام سے روانہ ہو گئے تھے اور روانگی کے وقت اپنے زادراہ سے سویق (ستو) کو چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے ان کو غنیمت جان کر لے لیا اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق رکھا گیا۔

**غزوہ بحران:** غزوہ سویق سے واپس آ کر ذی الحجہ کے باقی ایام آپ نے مدینہ میں بسر کئے۔ محرم ۳ھ میں پھر غطفان پر چڑھائی کی۔ اس مرتبہ مدینہ میں عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرما گئے تھے۔ ماہ صفر تک نجد میں ٹھہرے رہے۔ جب مشرکین میں سے کوئی شخص بھی مقابلہ پر نہ آیا تب آپ بلا جنگ مدینہ واپس آ گئے۔ پھر اواخر ماہ ربیع الاول میں بارادہ قریش مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ابن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا۔ بحران معدن (حجاز) تک بڑھ گئے تھے۔ جمادی الثانی تک وہیں مقیم رہے لیکن کفار قریش میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ اس وجہ سے اس مرتبہ بھی بلا جنگ مدینہ واپس تشریف لائے۔

**کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں:** کعب بن اشرف طے کا ایک یہودی تھا اس کی ماں یہود بنو نضیر سے تھی۔ جس وقت آپ مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ اسی وقت سے اس کو ایک ذاتی خصومت تھی۔ لیکن واقعہ بدر کے بعد یہ آنحضرت ﷺ سے حسد کرنے اور زیادہ جلنے لگا۔ چنانچہ زید بن حارثہ، عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اور اس نے ان کی حالت دیکھی تو یہ کہا تھا (ویلکم احق هذا، هولاء اشراف العرب و ملوک الناس، و ان کان محمد اصاب هولاء فبطن الارض خیر من ظهرها) یعنی تف ہے تم پر کیا یہ سچی بات ہے؟ ارے یہ تو عرب کے شرفاء اور عوام کے بادشاہ تھے اگر انہیں محمد ﷺ نے ختم کر دیا ہے تو پھر زندگی سے موت بہتر ہے۔ جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تو مکہ چلا آیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس جا کر اترا (اس کی زوجیت میں عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھی) اور لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر ابھارنے لگا اشعار پڑھتا اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا۔ چند روز

---

[1] یہ واقعہ جس میں ہوا تھا ان دو شخصوں میں سے ایک معبد بن عمرو انصاری تھے اور دوسرا ان کا حلیف تھا۔

[2] [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ [illegible] واللہ اعلم

[3] اس سے پہلے ماہ ربیع الاول میں [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ [illegible]

کے بعد مدینہ واپس آیا۔ پہلے وہ مکہ گیا تھا، اسی کی نسبت مشتعل شعر کہتے تھے۔ بعد ازاں مسلمانوں کی عورتوں کا اپنی غزلیات و قصائد میں ذکر کرتا اور ان کے ساتھ تشبیب کرنے لگا۔

**کعب بن اشرف کا قتل** : آنحضرت ﷺ کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا آپ نے فرمایا "من لکعب ابن الاشرف" "کون شخص ہے جو کعب بن اشرف کو مارے گا؟" محمد بن مسلمہ، ابو نائلہ (کعب کے رضاعی بھائی عبد الاشہل سے) عباد بن بشر، حارث بن بشر بن معاذ، ابو عبس بن جبر (حارثی) نے عرض کیا ہم لوگ اس کو ماریں گے آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اجازت دی۔ اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ ان میں سے محمد بن مسلمہ پہلے اس کے پاس گئے وہ یہ اجازت آنحضرت ﷺ سے لے چکے تھے کہ آپ سے انحراف و بیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگی معیشت کی شکایت کی اور یہ کہا کہ تم ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو کچھ غلہ اور ان کے ہاتھ غلہ فروخت کرو۔ تب رہن کے لئے بجوش اس کے ہم نے قیمت ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ دیتے ہیں" کعب بن اشرف اس امر پر راضی ہو گیا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اچھا اب کب یہ بات ہے تم ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلو اور تمہارے مکان سے باہر اس ٹیلہ پر ہمارے اور بھی احباب ہیں ان سے بھی یہ تسلی کر لیجئے" کعب بن اشرف یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ چلنے لگا۔ جب مکان سے کچھ زیادہ دور نکل گیا ہوگا کہ محمد بن مسلمہ اور دوسرے بھی آگئے۔ آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمانوں کی تلوار ان کے قتل کرنے کے لئے تیار تھی۔ اس تاریکی میں محمد بن مسلمہ نے موقع دیکھ کر ایک وار کر دیا ان کے ساتھ کے چھوڑے ہی اور لوگوں نے بھی تلوار چلا دی۔ کعب بن اشرف ایک چیخ مار کر مر گیا اور اس کے اردگرد کے اہل قلعوں نے سنتے ہی آگ روشن کر دی لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے بچ کر نکل آئے۔

**یہود کا مدینہ میں خوف و ہراس** : یہودیوں اور دیگر دشمنوں کے انتقام کا خوف ہے جب یہ لوگ نکلے تو صبح کی تیں میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے ان لوگوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ کعب کو مارتے وقت حارث آپس ہی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے اس وجہ سے وہ تیزی سے چل نہ سکتے تھے اور ان کے ساتھی ان کا انتظار کرتے ہوئے ٹھہر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب لگا دیا جس سے بحکم الٰہی وہ اچھا ہو گیا۔ یہودیوں پر اس واقعہ سے خوف طاری ہو گیا۔ یہودی مسلمانوں سے ڈرنے لگے آپ نے بھی بعض منافق یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اسی زمانہ میں حویصہ و محیصہ مسلمان ہو گئے اور ان سے

---

محیصہ بن مسعود نے اسلام لانے کے بعد ... [illegible] ... آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے ... [illegible]

[illegible] ... حویصہ ... مسعود ... [illegible] ... یہودی ... قتل کر ڈالا ... [illegible]

[illegible] ... اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ... [illegible]

[illegible] ... اگر تم ... [illegible]

[illegible] ... ابن ہشام ... [illegible]

پہلے ان کے بھائی حویصہ بعض یہودیوں کے قتل کی وجہ سے اسلام لا چکے تھے۔

**یہودیوں کی عہد شکنی:** جنگ بدر میں فتح یابی کے بعد وہاں سے واپسی پر ایک روز آنحضرت ﷺ بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو انہی کی کتابوں سے سمجھانے لگے اسی اثناء میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور تمرد سے باز نہ آؤ گے تو اللہ جل شانہٗ تم پر اسی طرح غضب نازل کرے گا جیسا کہ قریش پر بدر میں نازل ہوا اور ٹھیک اسی طرح تم لوگ بھی ذلیل و خوار ہو گے جیسا کہ وہ لوگ ہوئے۔ یہود بنو قینقاع یہ سن کر برہم ہو گئے اور کہنے لگے "تم اس غرور میں نہ رہنا تمہارا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف نہ تھی اسی وجہ سے تم کو جلد فتح مل گئی (یعنی فتح ہو گئی) واللہ اگر تم ہم سے لڑو گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں" یہود بنو قینقاع کو اس جواب پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے آپ کو انہوں نے ایذا دی اور صلح نامہ سے منحرف ہو گئے جو آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں ورود کے وقت تحریر فرمایا تھا۔ اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی:

> واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء ان الله لا يحب الخائنين ولا يحسبن الذين كفروا سبقوا ط انهم لا يعجزون واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم ط وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون ﴿

یعنی "اور اگر تم کو کسی قوم کی خیانت سے (عہد شکنی کا) اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کی طرف اسی طرح پھینک دو کہ برابر ہو جائیں (یعنی عہد شکنی کا اعلام تم پر اور ان پر یکساں ہو جائے) بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور

---

جب محیصہ نے ابن سنینہ کو قتل کیا تو حویصہ نے کہا [illegible] اللہ کی قسم [illegible] تعجب [illegible] جس دین نے [illegible] یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی وقت سے مسلمان ہو گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: قل للذين كفروا ستغلبون وتحشرون الى جهنم وبئس المهاد قد كان لكم آية في فئتين التقتا فئة تقاتل في سبيل الله واخرى كافرة يرونهم مثليهم رأي العين والله يؤيد بنصره من يشاء ان في ذلك لعبرة لاولي الابصار یعنی آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ بے شک تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں نشانی ہے جو آپس میں لڑیں ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑتی تھی اور دوسری کافر تھی۔ مسلمان ان کو آنکھوں سے اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ واقدی کی روایت یہ ہے کہ یہ آیت [illegible] ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے یہود بنو قینقاع نے عہد شکنی کی اور [illegible] ابن ہشام نے ابو عون سے روایت کی ہے کہ بنو قینقاع کی عہد شکنی کا سبب یہ ہوا کہ عرب کی ایک عورت بنو قینقاع کے بازار میں کچھ سامان فروخت کرنے آئی اور ایک سنار کی دکان پر جا بیٹھی یہودیوں نے اس سے منہ کھولنے کو کہا اس نے انکار کیا سنار نے چپکے سے اس کے کپڑے کا کونا اس کی پشت کی طرف باندھ دیا جب وہ کھڑی ہوئی تو برہنہ ہو گئی یہودی ہنسنے لگے عورت نے فریاد کی ایک مسلمان نے سنار پر حملہ کر کے اس کو مار ڈالا۔ یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا جب اس کی اطلاع مسلمانوں کو ہوئی تو وہ غضبناک ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے اس عہد شکنی کی وجہ سے ان سے لڑائی (قتال) کا اعلان کر دیا واللہ اعلم

اور نہ سمجھیں وہ لوگ جو کافر ہو رہے ہیں کہ انہوں نے نجات پالی ہے بے شک وہ لوگ عاجز نہ کر سکیں گے اور اے مسلمانو! مہیا کرو جو کچھ ہو سکے قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے ڈراؤ اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے سوا اوروں کو جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا پورا دیا جائے گا تم کو اس کا (یعنی ثواب دیا جائے گا) اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

**غزوۂ بنو قینقاع:** بعض مؤرخ بنو قینقاع کا سبب یہ قرار دیتے ہیں کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی معاملہ میں بے حرمتی ان کے بازار میں قتل کیا یہ [illegible] واقعہ بدر سے پہلے ہو چکے تھے۔ اس غریب مسلمان [illegible] وہ معاہدہ کی خلاف ورزی جب آپ پر حد سے بالا ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان پر حملہ کی تیاری کی۔ مدینہ میں بشیر بن عبد المنذر کو اور بروایت بعض ابولبابہ کو جانشین کر کے آپ بنو قینقاع کی طرف بڑھے۔ بنو قینقاع مضافات مدینہ میں رہتے تھے ان کے [illegible] زرگری کا پیشہ یا عام طور سے تجارت و حرفت پیشہ تھے ان میں سات سو جنگ آزما لڑنے والے تھے [illegible] یہ سب عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے پندرہ روز تک آپ نے ان کا محاصرہ [illegible] آپ کے حکم سے [illegible] ان کی [illegible] کرنے والا ہے۔

**بنو قینقاع کی جلاوطنی:** عبداللہ بن ابی ابن سلول نے ان کی سفارش کی اور آنحضرت ﷺ سے بہت اصرار کر کے ان کی جان بخشی کرائی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے کہنے سے [illegible] ہتھیار لے کر جلاوطنی کا حکم دیا۔ چنانچہ عبادہ بن الصامت نے ان کو خیبر تک پہنچا دیا اور آنحضرت ﷺ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آئے یہ پہلا خمس ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔ اس کے بعد عید الاضحیٰ کا دن آیا آپ نے اپنے اصحاب کو ہمراہ لے کر صحرا میں جا کر نماز ادا فرمائی اور دو قربانیاں فرمائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ پہلی قربانی کی تھی۔ واللہ اعلم

**سریہ زید بن حارثہ:** واقعہ بدر کے بعد قریش پر مسلمانوں کا خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ وہ اپنی تجارت کے خوف سے عام راستہ پر چلنا موقوف کر دیے تھے۔ اگرچہ تجارت کی وجہ سے سفر کرنا ان کے لیے ضروری تھا لیکن بجبوری ان کو ملک شام کا راستہ چھوڑ کر عراق کا راستہ اختیار کیا اور راستہ جاننے کی وجہ سے فرات بن حیان (قبیلہ بکر بن وائل) نے رہبری کے لیے اجرت پر مقرر کیا۔ اس کے بعد تجارت کا ایک قافلہ مکہ سے عراق جاتا ہوا مع سرمایہ کثیر روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب صفوان بن امیہ بھی تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس قافلہ کی روانگی اور اس کے مال و اسباب کی اطلاع ہوئی تو آپ نے زید بن حارثہ کو چند سواروں کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ زید بن حارثہ نے قافلہ پر [illegible] قردہ کے قافلہ قریش سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ ابوسفیان و صفوان اور ان کے ہمراہی بھاگ گئے۔ صرف فرات بن حیان گرفتار ہو سکے وہ [illegible] مسلمان ہو گئے۔ اس واقعہ میں مال غنیمت کا اندازہ [illegible] لاکھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس

---

[1] ابو رافع [illegible] آنحضرت ﷺ کا [illegible] سے [illegible] تھا۔

مال غنیمت سے خمس نکالا گیا تھا اس کی تعداد بیس ہزار تھی۔

**ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں:** کعب بن اشرف یہودی کے مارے جانے کے بعد سلام بن ابی حقیق یہودی نے سر اٹھایا یہ خیبر کا رہنے والا تھا اس کی کنیت ابو رافع تھی یہ کعب سے بھی بڑھ کر آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کو طرح طرح کے نامناسب کلمات سے ایذا دیتا رہتا تھا علی الاعلان مخالفت کرتا تھا آپ کے مقابلہ پر لوگوں کو ابھارتا اور گروہ بندی کرتا رہتا تھا۔ چونکہ اوس و خزرج مدینہ کے سربرآوردہ قبائل تھے اور ایک دوسرے پر آنحضرت ﷺ کی خدمت و امداد میں فوقیت کے خواہاں تھے یہ بالکل ناممکن تھا کہ کوئی ایک بھی ایسا کام ہو جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کی خدمت خاص سے متعلق ہو اس کو ایک قبیلہ کرے اور دوسرا اس کے جواب میں نہ کرے۔ چونکہ اوس کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر چکے تھے۔ لیکن بنو خزرج اس جیسا کوئی کام انجام نہیں دے سکے تھے۔ حالانکہ وہ اسی قسم کی جستجو و فکر میں تھے۔ جب ان کو ابن ابی حقیق یہودی کی بد ذاتیوں اور شرارتوں کی اطلاع ہوئی تو بنو خزرج آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ کیونکہ ابن ابی حقیق بھی کعب بن اشرف کی طرح اعلانیہ اسلام اور مسلمانوں کا مخالف اور آنحضرت ﷺ کا جانی دشمن تھا اس لئے آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

**ابن ابی حقیق کا خاتمہ:** چنانچہ قبیلہ خزرج کا خاندان بنو سلمہ سے آٹھ آدمی روانہ ہوئے جن میں عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، ابو قتادہ اور حارث بن ربعی (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ ان سب کے سردار عبداللہ بن عتیک مقرر ہوئے۔ روانگی کے وقت آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو لڑکوں اور عورتوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ نصف جمادی الثانی ۳ ہجری میں یہ لوگ مدینہ سے نکل کر خیبر پہنچے اور ابن ابی حقیق کے مکان کے قریب قیام کیا۔ رات کو جب وہ اپنے مکان کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا اس کو آواز دی۔ ابن ابی حقیق نے جیسے ہی دروازہ کھولا یہ لوگ شمشیر بکف گھستے ہوئے گھر میں چلے گئے اور اس کو مار کر مکان سے باہر ایک مقام پر چھپ گئے لیکن جب تک نعی (خبر دہندہ موت) نے قصر کی فصیل پر کھڑے ہو کر ابن ابی حقیق کے مارے جانے کا اعلان نہ کر دیا۔ تب یہ لوگ اس کے مارے جانے کا یقین کر کے واپس ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس کے قتل کی اطلاع دی۔ ابن ابی حقیق کے مکان سے نکلتے وقت ان لوگوں میں سے ایک شخص کی پنڈلی میں چوٹ آ گئی تھی آپ سے اس کی شکایت کی آپ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا وہ اچھا ہو گیا۔

# باب : [illegible]

## غزوہ اُحد ۳ھ

**قریش مکہ کی جنگی تیاریاں:** ان [illegible] واقعات اور جنگ بدر کے بعد قریش کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و عداوت [illegible] ترقی پذیر ہو جانا [illegible] تجارتی [illegible] تب ان قریش نے اپنے حلیفوں اور دوستوں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے [illegible] جنگ سے نہ بھاگنے دیں [illegible] احد کے قریب مقام [illegible] ان کی تعداد [illegible] علاوہ [illegible] ابو سفیان [illegible] اپنے ساتھ [illegible] تھیں۔

**طریقہ جنگ کے بارے میں صحابہ میں اختلاف رائے:** [illegible] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ نے [illegible] مدینہ [illegible] اس صورت میں [illegible] ان سے لڑیں [illegible] اختلاف کیا اور جنگ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اسی وقت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب [illegible] پیغمبر [illegible] جنگ [illegible] واپس آ گئے۔

**مجاہدین کی روانگی:** [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مدینہ [illegible]

لڑائی پر جانے کے لئے جمع ہو گئے جس وقت آپ ﷺ مدینہ و احد کے وسط میں پہنچے۔ عبداللہ بن ابی ایک تہائی آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ﷺ سے علیحدہ ہو کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ یہ جنگ میری مرضی کے خلاف تھی اور مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی تیاری نہیں کی گئی۔ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے چل کر احد کی ایک گھاٹی میں جا اترے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ صرف سات سو آدمیوں کا گروہ تھا جن میں پچاس سوار اور پچاس تیرانداز شامل تھے۔ آپ ﷺ نے عمرو بن عوف سے عبداللہ بن جبیر [illegible] کو تیراندازوں کا سردار مقرر کر کے لشکر کے پیچھے جبل احد پر متعین کیا تا کہ دشمن کہیں مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں اور علم حضرت مصعب بن عمیر ؓ (علمبردار) کے سپرد فرمایا۔

**کمسن مجاہدین کی واپسی:** سمرہ بن جندب الفزاری اور رافع بن خدیج حارثی اس وقت پندرہ پندرہ برس کے تھے پہلے آپ ﷺ نے ان کو واپس کیا لیکن جب آپ کو بتایا گیا کہ یہ تیراندازی جانتے ہیں تو آپ نے ان کو ہمراہ رہنے کی اجازت فرما دی لیکن حضرت اسامہ بن زید، حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب، حضرت زید بن ثابت انصاری، حضرت عمرو بن حزام و براء بن عازب حارثی، اسید بن ظہیر حارثی، عرابہ بن اوس اور زید بن ارقم، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کو بسبب کم سنی کے واپس کر دیا گیا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی عمریں چودہ چودہ برس کی تھیں۔

**جنگ احد:** قریش نے میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی تلوار ابو دجانہ سماک بن خرشہ ؓ کو مرحمت فرمائی۔ یہ بہت بڑے شجاع اور بہادر تھے۔ فنون جنگ سے بخوبی واقف تھے۔ [1] قریش کے ہمراہیوں میں ایک شخص ابو عامر جو حنظلہ بن ابی عامر (حنظلہ غسیل الملائکہ) کا باپ تھا۔ یہ ایام جاہلیت میں راہب ہو گیا تھا جب اسلام کی روشنی پھیلی تو اس پر بدبختی سوار ہوئی مسلمانوں کی ترقی دیکھ نہ سکا اس وجہ سے مدینہ چھوڑ دیا۔ کفار مکہ کے ہمراہ احد میں اس خیال سے آیا تھا کہ اوس جن کا یہ سردار تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ مگر اس کا خیال بالکل غلط ہوا۔ چنانچہ ابو عامر اپنی قوم سے سب سے پہلے میدان جنگ میں نکل آیا اور قوم اوس کو آواز دی اس کی قوم نے اس کو پہچان کر کہا لا انعم الله بک عینا یا فاسق (اے فاسق اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے)

---

[1] ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] من یاخذ هذا السیف بحقه [illegible] ما حقه یا رسول الله [illegible] ان تضرب به العدو حتی ینحنی [illegible] انا آخذه یا رسول الله بحقه [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] انا الذی عاهدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل ان لا اقوم الدهر فی الکیول اضرب بسیف الله والرسول [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible]

نصیب شہید ہوئے۔

**آغاز جنگ**: اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے بڑی عمدگی سے مقابلہ کیا اس میں حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ و حضرت شیبہ و حضرت ابو دجانہ و حضرت نضر بن انس (رضی اللہ عنہم) بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ ان کے علاوہ انصارؓ کی ایک جماعت بھی لڑ کر شہید ہوئی لڑائی کا آغاز نہایت دشوار اور سخت ہوا پہلے تو قریش کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے مسلمانوں کے حملے سے منہ پھیر کر بھاگنے لگے لیکن اس کے بعد جب کہ تیر اندازوں نے اسلام کا مورچہ قائم چھوڑ دیا تو مشرکین نے پلٹ کر تیر اندازوں کو پیچھے سے مارنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔

**حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت**: دشمنان خدا رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔ لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ علم بردار تھے جو آپ کے پاس ہی تھے کفار کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی۔ دائیں جانب کے نیچے کا دانت شہید ہو گیا۔ یوں کہا جاتا ہے کہ یہ سب اذیتیں عتبہ بن ابی وقاص و ابن قمیہ لیثی نے پہنچائی تھیں اور یہی اس امر کے بانی مبانی ہوئے تھے۔

**حضرت حنظلہؓ کی شہادت**: ابو سفیان پر حنظلہؓ نے پیچھے ہی سے وار کرنا چاہا شداد بن اسود لیثی نے ایک کونے سے نکل کر ان پر وار کر دیا جس سے حضرت حنظلہؓ شہید ہو گئے۔ یہ جس وقت جنبی تھے (یعنی ان پر غسل جنابت فرض تھا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے)

**رسول اکرم ﷺ پر کفار کی یورش**: مشرکین نے آپ ﷺ پر پتھراؤ شروع کیا تو آپ ﷺ ایک گڑھے میں گر گئے تھے حضرت علیؓ نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا۔ چہرہ مبارک کے زخم کو مالک بن سنان خدری (والد ابو سعید خدری) نے خون سے صاف کیا مغفر (لوہے کی خود) کے دو حلقے چہرہ تک اتر آئے تھے جن کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے نکالا۔ مشرکین لڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے کئی صحابیؓ اس مقام پر شہید ہو گئے۔ آخری صحابی عمارہ بن یزید بن السکن تھے جو آنحضرت ﷺ کے بچانے کی غرض سے مشرکین کے مقابلہ پر آئے اور شہید ہوئے۔ ان کے بعد حضرت طلحہؓ نے مشرکین کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ مشرکین آپ کے پاس سے دور ہو گئے ابو دجانہ آپ کو چھپائے ہوئے کھڑے تھے جو تیر ان کی پیٹھ پر لگتے تھے برداشت کرتے تھے یہاں تک کہ آپؓ شہید ہو گئے قتادہ بن النعمانؓ کی آنکھ پر ایک تیر آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اچھی ہو گئی۔

**شہادت رسول ﷺ کی افواہ**: نضر بن انسؓ لڑتے ہوئے صحابہؓ کی اس جماعت تک پہنچے جو حیران کھڑے ہوئے تھے نضر بن انسؓ نے ان سے کہا "تم لوگ کیا دیکھتے ہو؟" ان لوگوں نے کہا کہ "آنحضرت ﷺ تو شہید ہو گئے اب کیا کریں" نضر بن انسؓ نے کہا "پھر زندہ رہ کر کیا کرو گے آنحضرت ﷺ کے حالت حیات میں مرنے کا ثواب کرو اور اس

حال میں اپنی جان دے دو جس حالت میں آنحضرت ﷺ شہید ہوئے ہیں" یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کے جسم پر ستر زخم لگے تھے آخر انہی زخموں سے شہید ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف کے بیس زخم لگے تھے زیادہ چوٹ پاؤں میں آئی تھی اسی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ اسی لڑائی میں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے چچا شہید ہوئے ان کو وحشی[1] غلام جبیر بن مطعم بن عدی نے شہید کیا۔ عمرو بن قمیہ نے اسی اثناء میں مصعب بن عمیرؓ علم بردار لشکر اسلام کو آنحضرت ﷺ کے پاس شہید کیا اور اس خیال سے کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں گرجتے ہوئے ایک بلند مقام پر چڑھ کر چلا کر کہا "الا ان محمدا قد قتل" "یعنی آگاہ ہو کہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے" اس آواز کے سنتے ہی اصحابؓ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے تحیر کے عالم میں کھڑے ہو گئے کسی سے کچھ نہ بن پڑتا تھا حیرت زدہ ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے کہ کعب بن مالک شاعر (انصاری) نے آنحضرت ﷺ کو پہچان کر بآواز بلند کہا "خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں" آپ نے اسے دوبارہ کہنے سے روک دیا۔

**مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع:** صحابہؓ اس آواز کے سنتے ہی آپ کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور آپ کے ہمراہ پہاڑی

---

[1] وحشی حبشی تھے اور جبیر بن مطعم کے غلام تھے۔ جس وقت قریش مکہ کے ارادے سے مدینہ کو روانہ ہوئے تو جبیر بن مطعم نے وحشی کو بلا کر کہا کہ اگر تو محمد ﷺ کے چچا [illegible] میرے چچا طعیمہ بن عدی کے عوض قتل کر دے گا تو تو آزاد ہے [illegible] طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا [illegible] جس وقت قریش [illegible] حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب لڑائی کی غرض سے [illegible] سباع بن عبدالعزیٰ خزاعی کی طرف [illegible] یا سباع یا ابن ام انمار مقطعة البظور [illegible] کے بیٹے [illegible] حضرت حمزہؓ [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون

[2] [illegible] ابن شہاب زہری [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک [illegible] عبداللہ بن قمیہ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] کیف یفلح القوم خضبوا وجہ نبیھم [illegible] وھو یدعوھم الی اللہ [illegible] مصعب بن عمیرؓ علم بردار [illegible] حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت ابوبکرؓ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

گھاٹی کی طرف چلے گئے ان میں حضرت ابوبکر، عمر، علی، زبیر، حارث بن الصمہ انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے اتنے میں ابی بن خلف آ پہنچا آنحضرت ﷺ نے حارث بن الصمہ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں مارا جس کی چوٹ سے وہ چیخ کر بھاگا مشرکین نے آواز دے کر کہا کہ ایک خفیف چوٹ لگ کر بھاگ آیا، اور محمد ﷺ کو زندہ چھوڑ آیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم، اس زخم سے میں بچ نہیں سکتا مجھ کو محمد ﷺ نے مارا ہے اگر کوئی اور مارتا تو مجھ کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا۔ چنانچہ وہ واپسی کے وقت اثنائے راہ میں مر گیا۔

**وحی کا نزول:** لڑائی ختم ہونے کے بعد علی بن ابی طالب پانی لائے آپ نے منہ دھویا اور پہاڑ کی چٹان پر چند لمحے توقف کر کے بیٹھ کر اپنے صحابہؓ کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے شکست خوردہ مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

> ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم ۝
>
> "بے شک تمہارے جو لوگ اس دن کہ دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا بھاگ گئے تھے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ڈگمگا دیا تھا۔ اور اللہ نے ان کو معاف فرما دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا بردبار ہے۔"

**شہدائے جنگ احد:** جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہؓ، مصعب اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور ستر مرد انصار شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے انہیں خون آلودہ کپڑوں میں جو وہ پہنے ہوئے تھے بلا غسل و نماز دفن کیا گیا اور مشرکین کی جانب سے بائیس آدمی مارے گئے ان میں ولید بن العاص بن ہشام، ابو امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، ابو عزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان شامل تھے۔ ابو عزہ الجمحی جنگ بدر میں قید ہو کر آیا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے غریب اور کثیر العیال ہونے کی وجہ سے بلا فدیہ اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف نہ آئے گا لیکن یہ اس لڑائی میں دوبارہ گرفتار ہوا تو آپ نے اس کی گردن زدنی کا حکم دیا۔ ابی بن خلف کو آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔

**ابوسفیان کی دعوت جنگ:** ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی کہ الحرب سجال یوم احد بیوم بدر اعل ھبل یعنی لڑائی ختم ہوئی یوم احد یوم بدر کے برابر ہو گیا۔ پھر کہا موعدکم العام القابل یعنی آئندہ سال پھر بدر میں لڑائی کا وعدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ایک صحابیؓ نے جواب دیا نعم ھو بیننا و بینکم یعنی ہاں ہمارے اور تمہارے درمیان وعدہ ہے۔ پھر لشکر مشرکین مکہ واپس ہو گئے۔

**حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ:** لڑائی کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی نعش کو دیکھ کر بہت روئے اور افسوس کرتے رہے ہندہ زوجہ ابوسفیان نے ساتھی عورتوں نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا کان، ناک اور اعضائے جسم کاٹ

والے تھے (عرب اس کو مثلہ کرنا کہتے ہیں) جب آنحضرت ﷺ نے یہ امر ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو قریش پر کامیاب کرے گا تو میں ان میں سے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا اس کے بعد آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(مترجم) جنگِ اُحد کے اسباب۔ جنگ بدر میں قریش کو جو ہارنے والا واقعہ ہے جس میں ان کو شکست فاش اور بہت سے لوگوں نے ہزیمت اٹھائی تھی اس وقت عبد اللہ بن ابی ربیعہ۔ عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اور ابو سفیان وغیرہ بچ نکلے تھے۔ قبائل ساتھ تھے ہمراہ اپنی عورتوں کو اپنے قافلے کے شریک تھے ابو سفیان نے ہند بنت عتبہ کو عکرمہ بن ابی جہل نے ام حکیم بنت الحارث بن ہشام کو فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ (زوجہ حارث وہمشیرہ خالد) کو صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود ثقفیہ کو عمرو بن العاص نے ریطہ بنت منبہ بن الحجاج کو طلحہ بن ابی طلحہ نے سلافہ بنت سعد کو ساتھ لے لیا تھا ان کے علاوہ قریش کی عورتیں اور خناس بنت مالک بن المضرب (قبیلہ بنی مالک بن حسل سے) اپنے لڑکے ابو عزیز بن عمیر کے ہمراہ اور عمرہ بنت علقمہ حارث بنی عبد مناۃ بن کنانہ سے بغرض ترغیب معرکہ آرائی لے چلی تھیں۔ دف بجاتی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

ان تقبلوا نعانق
و نفرش النمارق
او تدبروا نفارق
فراق غیر وامق

"اگر تم لڑائی میں پیش قدمی کرو گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور تمہارے لیے فرش بچھائیں گی اور اگر تم لڑائی سے بھاگو گے تو ہم متنفر ہو کر تم سے جدا ہو جائیں گی۔"

اس لشکر کے علم بردار بنو عبد الدار تھے اور سردار ابو سفیان بن حرب تھا بدھ کو قریش جبل احد کے سامنے ایک وادی میں پہنچے۔ جمعرات اور جمعہ ٹھہرے رہے۔

**جبل اُحد کے تیر اندازوں کو ہدایت:** آنحضرت ﷺ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ایک ہزار جانبازوں کو لے کر مدینہ سے بغرض مقابلہ نکلے اور چودہ شوال کو بروز ہفتہ میدان احد میں صف آرائی کی۔ پشت پر احد تھا۔ پچاس تیر اندازوں کو جبل احد پر بٹھایا اور یہ حکم دیا کہ تم لوگ یہاں سے حرکت نہ کرنا خواہ ہماری فتح ہو یا شکست ہوا کرے تاکہ کفار کا لشکر اسلام پر پیچھے سے حملہ کر کے اپنی جگہ سے جو تم کو دی ہے آگے نہ بڑھے۔

**رسول اکرم ﷺ جنگی لباس میں:** اس روز آنحضرت ﷺ دو زرہ پہنے ہوئے تھے اور علم حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت زبیر میمنہ کے، حضرت مقداد میسرہ کے سواروں کے سردار اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب مقدمہ کے افسر تھے سب سے پہلے انہوں نے اپنے علم بردار کے ساتھ لڑائی کی ابتدا کی مقابلہ پر ہوا آنحضرت ﷺ نے ... بلالیا۔ طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کا علم بردار لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں آیا اور پکار کر بولا یا معشر اصحاب محمد انکم تزعمون ان اللہ یعجلنا بسیوفکم الی النار و یعجلکم بسیوفنا الی الجنۃ فہل احد منکم یعجلہ سیفی الی الجنۃ یعنی "اے محمد ﷺ کے ساتھیو! تمہارا خیال ہے کہ اللہ تمہاری

[illegible] تلوار [illegible] حضرت علی [illegible] علی ابن ابی طالب [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] علی ابن ابی طالب [illegible] ہو گئے۔

**مشرکین کی پسپائی** اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے [illegible] اجازت [illegible] فرمائی [illegible] حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت حمزہ [illegible] صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible] لشکر کفار میں گھس گیا [illegible] نے اپنی شجاعت سے مسلمانوں کی [illegible] لشکر [illegible] شکست [illegible] ہو گئے۔

**تیر اندازوں کی حکم عدولی** اسی اثناء میں تیر اندازان اسلام [illegible] فتح [illegible] کے حکم کے خلاف اپنی جگہ چھوڑ [illegible] مسلمانوں کی فتح شکست سے [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] پہلے سے [illegible] پیش آ گیا۔

**خالد بن ولید کا حملہ** لشکر کفار کے [illegible] خالد بن ولید نے [illegible] تیر اندازوں [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] اندازوں کو خالد بن ولید نے [illegible] لشکر اسلام [illegible] پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اسی وقت [illegible] مشرکین کے [illegible] مشرکین کا [illegible] ابو سفیان نے [illegible] مسلمانوں [illegible] ہو گئے۔

**رسول اکرم ﷺ پر کفار کی یلغار** ابن اسحاق نے [illegible] آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا آپ نے اس وقت فرمایا [illegible] اپنی جان قربان کرے [illegible] آپ کے [illegible] شہید [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کفار کو منتشر کیا آپ نے [illegible] آنحضرت ﷺ کا [illegible] جاں بحق ہو گئے۔ [illegible] شہید ہوئے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے [illegible] بیان کی گئی۔

حضرت اُمّ عمارہ بنت کعب ابن ہشام تحریر فرماتے ہیں کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کی جانب سے ایک عورت شریک جنگ ہوئی تھیں جن کا نام ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد پیچھے پیچھے لڑائی دیکھنے کی غرض سے گئی تھیں جب تک مسلمانوں کی بازی جیتی رہی یہ تماشا دیکھتی رہیں لیکن جس وقت مسلمانوں کو شکست ہوئی اور آنحضرت ﷺ کفار کے گھیرے میں آ گئے تب یہ بھی آنحضرت ﷺ تک پہنچ کر لڑنے لگیں۔ ان کے مونڈھے پر بھی ایک زخم لگا تھا جس کا بدلہ انہوں نے ابن قمیہ پر کئی وار کر کے لیا تھا مگر وہ عدو اللہ دو زرہ پہنے ہوئے تھا۔

مجاہدین کا پہاڑ کے ٹیلے پر اجتماع لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ پہاڑ کے ایک ٹیلے پر جا ٹھہرے۔ اسی اثنا میں خالد بن ولید بالائے جبل پر چڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص ہم سے بلند ہو" حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سنتے ہی چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ان سے مقابل ہوئے اور ان کو لڑ کر پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ یہ روایت ابن ہشام کی ہے اور ابن جریر کے نزدیک خالد بن ولید کے بجائے ابوسفیان تھا)

ابوسفیان کی لاف زنی اس کے بعد ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کو ایک مقام پر جمع کر کے لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا افی القوم محمد "کیا تم لوگوں میں محمد ہیں" تین بار دریافت کرنے پر بھی جب اس کا جواب حسب ارشاد آنحضرت ﷺ کچھ جواب نہ دیا گیا تو تھوڑی دیر سکوت کر کے پھر پکارنے لگا افی القوم ابن ابی قحافہ "کیا تم لوگوں میں ابو قحافہ کے بیٹے ہیں" تین بار اس فقرہ کی بھی اس نے تکرار کی لیکن اس طرف سے خاموشی اختیار کی گئی پھر کچھ دیر سوچ کر تیسری بار پھر دریافت کیا افی القوم عمر بن الخطاب "کیا تم لوگوں میں عمر بن الخطاب ہیں؟" جب اس سوال کا جواب بھی سوائے سکوت کے کچھ نہ دیا گیا تو اس وقت وہ مسرور ہو کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اما ھولاء فقد قتلوا "یعنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مارے گئے"۔

حضرت عمرؓ اور ابوسفیان حضرت عمر بن الخطابؓ اس بات کے سننے کی تاب نہ لا سکے اور غصہ سے بول اٹھے اور کہنے لگے کذبت یا عدو اللہ قد ابقی اللہ ما یخزیک "یعنی اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے ابھی تجھے ذلیل کرنے والے موجود ہیں" ابوسفیان کو یہ سن کر کسی قدر تعجب ہوا پھر زور سے کہنے لگا اعل ھبل اعل ھبل "یعنی اے ہبل (دیوتا) تیری بلندی ہو اور تیرا بول بالا ہو" آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب سے فرمایا تم کہو (اللہ اعلیٰ و اجل) یعنی "اللہ عزّ و جلّ سب سے بڑا اور سب سے بلند ہے" پھر ابوسفیان اور حضرت عمر بن الخطابؓ میں مکالمہ ہونے لگا آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب کو ابوسفیان کے ہر سوال کا جواب بتایا۔

ابوسفیان: لنا العزی و لا عزی لکم "یعنی عزّیٰ (دیوی) ہماری ہے تمہاری نہیں"۔

عمر بن الخطابؓ: اللہ مولانا و لا مولیٰ لکم "یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا نہیں"۔

ابوسفیان: یوم بیوم بدر "یعنی جنگ احد جنگ بدر کا بدلہ ہے اور اب ہم دونوں برابر ہیں"۔

عمر بن الخطابؓ: لا سواء قتلانا فی الجنۃ و قتلاکم فی النار "یعنی برابری نہیں ہے کیونکہ ہمارے آدمی جنت میں گئے اور تمہارے جہنم میں گئے"۔

اس مقابلے کے ختم ہونے کے بعد ابو سفیان نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو اپنے قریب بلایا۔ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان کے پاس گئے۔

ابو سفیان: انشدک اللہ یا عمر اقتلنا محمدا یعنی اے عمر میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے؟

عمر: اللھم لا وانہ لیسمع کلامک الآن یعنی نہیں بلکہ اس وقت آپ تیری گفتگو سن رہے ہیں۔

ابو سفیان: انت اصدق و ابر من ابن قمیئۃ یعنی تم ابن قمیئہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو۔

عمر: نعم للہ اصدق و ابر یعنی ہاں اللہ سب سے زیادہ سچا اور صداقت پسند ہے۔

[illegible]

ابو سفیان: انکم ستجدون فی قتلاکم مثلۃ واللہ ما رضیت وما سخطت وما نہیت وما امرت یعنی تم اپنے مقتولوں کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے خدا کی قسم میں نہ راضی ہوا اور نہ ناخوش ہوا نہ میں نے منع کیا اور نہ حکم دیا۔

مشرکین کی مکہ کو واپسی: ابو سفیان اس گفتگو کے بعد واپس ہوا اور اپنے ساتھیوں سے بآواز بلند کہا ان موعدکم بدر العام المقبل یعنی آئندہ سال بدر کے میدان میں پھر مقابلہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک صحابی نے جواب دیا نعم ھو بیننا و بینک موعد یعنی اچھی بات ہے [illegible] اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابی طالب کو ابو سفیان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر یہ گھوڑوں کو کوتل کر کے اونٹوں پر سوار ہو کر جائیں تو سمجھنا کہ یہ مکہ جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی لے جا رہے ہوں تو ان کا قصد مدینہ پر حملہ کرنے کا ہے اس وقت مجھ کو فوراً اطلاع دینا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش نے مدینہ کا قصد کیا تو میں بھی ان پر حملہ کروں گا [illegible] علی ابن ابی طالب ابو سفیان کے پیچھے گئے اور ایک ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا اور واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت سعد بن ربیعؓ کی شہادت: قریش کی روانگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ربیع کی تلاش کا حکم دیا وہ مقتولین میں زخمی پائے گئے ان میں تھوڑا دم باقی تھا [illegible] انصاری صاحب نے ان سے کہا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] کہ آپ نے میرے ساتھی [illegible] امت کی طرف سے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جزائے خیر دے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کوئی ایک بھی زندہ [illegible] یہ کہہ کر [illegible] فوت ہو گئے۔

مثلہ کی ممانعت: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب [illegible] حالت میں پائے گئے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قریش پر فتح دی تو میں ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا [illegible]

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین

''یعنی اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تمہارے برابر ہو اور اگر صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر سب سے اچھا ہے''۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے صبر کیا اور آئندہ لاشوں کی مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔

**شہداء کی تدفین** ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے مقتول عزیزوں کو مدینہ لے جا کر دفن کرنا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے شہداء کو وہیں دفن کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا ''جہاں یہ شہید ہوئے ہیں وہیں دفن کئے جائیں'' چنانچہ دو دو تین تین شہید ایک ایک قبر میں دفن کئے جانے لگے۔ البتہ پہلے اس شخص کو رکھا جاتا تھا جو قرآن زیادہ جانتا تھا۔

**قزمان کی خودکشی** جنگ کے خاتمہ کے بعد میدان میں قزمان نامی ایک شخص کو زخمی پایا گیا جس کی بابت آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے ''کہ قزمان دوزخیوں میں سے ہے'' لیکن اس نے جنگ میں خوب بہادری دکھائی اور سات آٹھ مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہوا۔ جب اس کو اٹھا کر لائے تو بعض صحابہ نے اس سے کہا ''تم نے آج بڑی بہادری دکھائی تمہیں مبارک ہو'' قزمان نے جواب دیا ''تم مجھ کو کس بات کی مبارکباد دیتے ہو میں محمد ﷺ کی وجہ سے تو نہیں بلکہ اپنی قوم کے خیال سے، اپنی عزت و ناموس کی غرض سے لڑا تھا''۔ اس کے کچھ دیر بعد زخموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا (وصدق اللہ رسولہ) ''اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا کیا''۔

**مخیریق کو بہترین یہودی کا خطاب** اس لڑائی میں علاوہ مسلمانوں کے ایک یہودی مخیریق نامی بھی شریک ہوا تھا جس کا واقعہ یہ ہوا کہ جب اس کو آنحضرت ﷺ کی جنگ احد کی تیاری کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی قوم سے کہا ''اے یہود! تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد تم پر فرض ہے'' یہودیوں نے کہا ''آج سبت کا دن ہے'' مخیریق نے جواب دیا ''تمہارا سبت نہیں'' یہ کہہ کر اس نے ہتھیار اٹھائے اور نبی ﷺ اور مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے روانہ ہوا اور میدان میں جا کر شہید ہو گیا۔ اس نے لڑائی کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا مال محمد ﷺ کو ملے وہ جو چاہیں کریں اسی وجہ سے یہودی خاموش رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی نسبت فرمایا کہ مخیریق بہترین یہودی تھا۔

**حارث بن سوید منافق کا انجام** اس لڑائی میں حارث بن سوید بن الصامت منافق مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ سے لڑنے کے لئے نکلا جب موقع ملا تو اس نے مجذر بن زیاد اور قیس بن زید کو شہید کر دیا اور بھاگ گیا پھر حضرت عمر بن الخطاب نے اس کو تلاش کیا لیکن یہ بچ نکلا اور مکہ بھاگ گیا۔ پھر وہاں سے شرمندہ ہو کر اس نے اپنے بھائی کے ذریعہ آنحضرت ﷺ سے معافی چاہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کو معاف کرنے سے منع فرمایا لیکن چند روز بعد وہ خفیہ طور سے مدینہ آیا ایک روز منافق نے گرفتار ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے عثمان بن عفان نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ حارث بن سوید نے قیس بن زید کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ صرف مجذر کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو شہداء میں شمار نہیں کیا۔ مجذر کو اس نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ مجذر نے اس کے باپ سوید کو قتل کیا تھا اور یہ قتل اوس و خزرج کے درمیان جھگڑے کے وقت ہوا تھا۔

**سورۂ آل عمران** ان واقعات کو دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مخلص افراد، منافقوں اور جانثاروں کے لئے یہ لڑائی ایک کسوٹی کا کام دے گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی جنگ سے متعلق سورۂ آل عمران کی آیات نازل فرمائیں جن کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے مختصر یہ کہ اس لڑائی کا نقشہ بدل جانے کا ظاہری یا واقعی سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اگرچہ کتب تاریخ میں بے شک مورخوں نے لکھا ہے۔ والسلام۔

انتہی بلفظہ ترجمہ

**غزوۂ حمراء الاسد** جنگ احد سے واپسی پر دوسرے دن ۱۶ شوال ۳ھ بروز اتوار آنحضرت ﷺ دشمنانِ خدا کے

مقابلے کے قصد سے پھر تیار ہوئے اور حکم دیا کہ اس غزوہ میں جابر بن عبداللہؓ[1] کے علاوہ صرف وہی لوگ شرکت کریں گے جو جنگ احد میں شریک تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور وہ تمام صحابہ کرامؓ جو جنگ احد میں شریک ہوئے تھے باوجود زخمیوں کے روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل پر مقام حمراء الاسد میں پہنچ کر قیام کیا۔ تین روز تک آپ اس مقام پر مقیم رہے اسی دوران معبد بن ابی معبد خزاعی اس طرف سے ہو کر مکہ جا رہا تھا کہ اثنائے راہ میں روحا میں ابوسفیان سے ملا۔ اس وقت یہ لوگ (نعوذ باللہ) اسلام کے استیصال سے مدینہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ معبد خزاعی نے آنحضرت ﷺ کی پیش قدمی سے مطلع[2] کیا۔ ابوسفیان اس خبر کے سنتے ہی اس خیال سے کہ مبادا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

---

[1] ابن اسحاق لکھتا ہے کہ جس وقت آنحضرت ﷺ کے منادی نے یہ حکم سنایا کہ سوائے ان لوگوں کے جو شریک معرکہ احد ہوئے ہیں اور کوئی شخص شرکت نہ کرے جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں شریک احد نہیں ہوا لیکن میرے والد معرکہ میں شریک ہوئے تھے اور مجھے گھر میں اپنی بہنوں پر چھوڑ گئے تھے کہ گھر میں تمہارا رہنا میری منت ہے۔ بہنوں کے سوا کوئی اور نہ تھا اور انہوں نے بھی یہ گوارا نہ کیا کہ میں تم پر جہاد کو ترجیح دوں جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانا چاہتا تھا پس میں پیچھے رہ گیا اور شہادت نہ پائی۔ تب اپنے مکان پر ہی بہنوں کے پاس رہ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کو اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

[2] ابن ہشام اور ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جس وقت مدینہ کو واپسی کا عزم کیا تھا اسی وقت معبد خزاعی مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا تو ابوسفیان نے معبد خزاعی سے آنحضرت ﷺ کا حال دریافت کیا جب معبد خزاعی نے کہا کہ محمد ﷺ تمہارے تعاقب میں ایسی جمعیت سے نکلے ہیں کہ اس سے پیشتر میں نے نہیں دیکھی تھی اور اس مرتبہ انہوں نے ان لوگوں کو بھی ہمراہ لیا ہے جو احد میں پیچھے رہ گئے تھے ابوسفیان نے کہا ویحک ما تقول فواللہ قد اجمعنا الرجعۃ لنستاصل بقیتہم "تف ہو تجھ پر کیا کہتا ہے خدا کی قسم ہم نے لوٹنے پر عزم کیا تھا کہ بقیۃ السیف کی بیخ کنی کر ڈالیں۔" معبد نے کہا میں تمہیں اس فعل سے منع کرتا ہوں کیا تم اسی وقت یہاں سے روانہ ہو گے جب ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں دکھائی دیں گی واللہ سنے گا۔ ابوسفیان یہ سن کر اپنے ارادے سے باز آیا اور عبدالقیس کے سواروں سے جو مدینہ جا رہے تھے یہ کہلا بھیجا کہ جا کر محمد ﷺ سے کہنا کہ ہم تمہارے استیصال کا قصد رکھتے ہیں اور دوبارہ حملہ کی تیاری کر رہے ہیں آنحضرت ﷺ کو یہ پیغام حمراء الاسد میں پہنچا تو آپ نے سن کر (حسبنا اللہ و نعم الوکیل) فرمایا اور مدینہ کی طرف واپس ہوئے راستہ میں ابوعزہ جمحی شاعر اور معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا جو لشکر کفار کے حمراء الاسد سے روانہ ہونے پر پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ وہی شخص ہے جو قیدیان جنگ بدر میں تھا اور بہت کثیر العیال ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے گا لیکن اس نے خلاف وعدہ جنگ احد میں لوگوں کو قتال پر ابھارا اور خود بھی لڑنے آیا جب اس مرتبہ گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو پھر نادم ہو کر معافی طلب کرنے لگا لیکن آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور فرمایا "کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا"۔ معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کی سرگزشت یہ ہے کہ یہ جنگ احد سے واپسی کے وقت بھٹک کر راستہ بھول گیا اور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ مجبور ہو کر مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کے مکان پر آ کر دروازہ کھٹکھٹایا حضرت عثمان بن عفان نے اس کو دیکھ کر کہا "تو نے مجھ کو اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیا" معاویہ نے کہا آپ سے زیادہ میرا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں ہے اس لئے پناہ کے لئے آیا ہوں تب حضرت عثمان بن عفان نے اس کو اپنے گھر میں چھپا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ معاویہ بن مغیرہ مدینہ میں عثمان کے گھر ہے اس کو گرفتار کر لاؤ۔ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے میں اس کے لئے امن طلب کرنے کو حاضر ہوا ہوں مجھ کو اس کی امان دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کہنے سے تین دن کی امان دے دی اور فرمایا "کہ اگر تین دن کے بعد مدینہ کے قریب بھی دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر پر تشریف لائے اور اس کو کچھ کھانا وغیرہ دے کر رخصت کر دیا۔ مگر معاویہ شامت اعمال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مدینہ میں ـــ ـــ

**رجیع کا واقعہ:** اسی ماہ صفر سنہ ۴ھ میں چند آدمی بطون عضل وقارہ (جو بنو ہون قبیلہ خزیمہ برادر بنو اسد) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ظاہر کیا کہ ہماری قوم مشرف باسلام ہو چکی ہے۔ ہم اور ہماری قوم قرآن پڑھنے اور احکام شریعہ سیکھنے کے شائق ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے جو ہمیں مذہبی باتیں سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے کہنے سے اپنے اصحاب میں سے حسب ذیل چھ آدمی روانہ فرمائے۔ (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن بکیر لیثی (۳) بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (۴) بنو جحجبا بن کلفہ کے خبیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ بنی بیاضہ بن عامر (۶) عبداللہ بن طارق حلیف بنو ظفر (رضی اللہ عنہم) اور مرثد بن ابی مرثد کو افسر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع پر پہنچے تو عضل وقارہ والوں نے ان کے ساتھ غداری کی۔ بنو لحیان نے آ کر گھیر لیا۔ مرثد اپنے ہمراہیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں سے لڑائی ہوئی۔ [illegible] مشرکین نے کہا [illegible] ہم تم کو امان دیتے ہیں ہمارا مقصود یہ تھا کہ تم سے لڑیں نہیں بلکہ ہم تم کو آزماتے تھے اور ہم یہ دیکھ رہے تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلہ میں فتح کر سکتے ہو یا نہیں؟ لیکن مرثد، خالد و عاصم (رضی اللہ عنہم) نے مشرکین کے عہد پر اعتماد نہ کیا اور جوان مردی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

**شہادت صحابہؓ:** ان لوگوں کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کو خیال ہوا کہ عاصمؓ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاں لے جانا چاہئے اس سے ان کو گراں قیمت وصول ہوگی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سلافہ نے جنگ احد میں نذر مانی تھی کہ عاصمؓ کے کاسہ سر میں شراب پئے گی کیونکہ انہوں نے اس کے دونوں لڑکوں کو معرکہ احد میں قتل کیا تھا مگر ہذیل کا مقصود حاصل نہ ہوا اللہ جل جلالہ نے ان کی نعش کی حفاظت کے لئے بھڑوں (بھڑ) کا جھنڈ لا بھیجا جس کے سبب سے کفار ہذیل عاصمؓ کا سر نہ کاٹ سکے رات کو پانی کا ریلا آیا اور ان کی لاش بہا لے گیا۔ اب تین باقی تھے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے مکہ لے چلے جس وقت مر ظہران میں پہنچے عبداللہ بن طارق نے تلوار کھینچ لی کیونکہ آزادی [illegible] کر چکے تھے کفار نے دور سے ان پر پتھر برسانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ یہ غریب بھی شہید ہو گئے۔ خبیب و زید باقی رہ گئے وہ مکہ میں بیچے گئے۔ قریش نے ان کو خرید کر بے دردی و ظلم سے شہید کیا۔ (رضی اللہ عنہم)

---

[illegible]

[illegible] ابو سفیان [illegible] کہا میں نے آج تک کسی کو کسی کا ایسا دوست نہیں دیکھا جیسے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دوست محمد ﷺ کے ہیں

**بیر معونہ کا واقعہ:** ماہ صفر ۴ ھ میں ملاعب الاسنہ ابو براء عامر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمان نہیں ہوا اور نہ اس نے اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے عرض کیا کہ "اے محمد (ﷺ) اگر تم اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کرو تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں گے۔" آپ نے فرمایا "مجھے ان لوگوں سے اطمینان نہیں ہے"۔ ابو براء نے کہا "میں تمہارے اصحاب کا امین و ہمدرد ہوں"۔ آنحضرت ﷺ نے اطمینان کے بعد منذر بن عمرو ساعدی کو چالیس اور بعض کہتے ہیں ستر صحابہؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ انہی لوگوں میں حارث بن الصمۃ، حرام بن ملحان (انس کے ماموں) عامر بن فہیرہ، نافع بن بدیل بن ورقاء (رضی اللہ عنہم) بھی شامل تھے جس وقت یہ لوگ بیر معونہ پر (جو کہ ارض بنو عامر و بنو سلیم کے درمیان واقع ہے) پہنچے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا نامہ حرام بن ملحانؓ کی معرفت عامر بن الطفیل کے پاس روانہ کیا۔

**صحابہ کی شہادت:** عامر بن الطفیل نے اس نامہ کو دیکھا تک نہیں اور حملہ کر کے حرام کو شہید کر ڈالا۔ بنو عامر کو بقیہ اصحاب کے قتل پر آمادہ کیا۔ جب انہوں نے اس کی امداد سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کمک چاہی۔ عصیہ، رعل و ذکوان اٹھ کھڑے ہوئے اور ان پاکبازوں کو بلاتامل شہید کر ڈالا۔ انہی لوگوں کے پیچھے پیچھے منذر بن احیحہ انصاری اور عمرو بن امیہ ضمری آ رہے تھے۔ دور سے لشکر اسلام پر پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے جب قریب آئے تو ان کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا۔ منذر بن احیحہ تو لڑ کر اسی جگہ شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو دشمنان خدا گرفتار کر کے لے گئے۔ عامر بن الطفیل نے ان کو بنو مضر کا سمجھ کر ان کی پیشانی کے بال تراش کر چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ رجیع کے قریب ہی ظہور پذیر ہوا۔

**حلیف مقتولین کا خون بہا:** عمرو بن امیہ ضمری اس وقت بیر معونہ سے مدینہ کو واپس آ رہے تھے۔ اثنائے راہ میں ان کو دو شخص ملے جو کلاب یا بنو سلیم کے تھے۔ یہ دونوں آدمی عمرو بن امیہ کے ساتھ ایک باغ میں ٹھہرے۔ جب یہ سو گئے تو عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو بنو عامر یا بنو سلیم کا سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ حالانکہ ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا عہد و پیمان تھا لیکن عمرو بن امیہ

---

۱: [illegible] کہتے ہیں [illegible] کے بعد [illegible] شہید کیا [illegible] جب [illegible]
[illegible] "فزت و رب الکعبہ" [illegible]
[illegible]
[illegible]
اسلام قبول کر لیا [illegible]

۲: ابن ہشام [illegible]

۱: ابن ہشام نے لکھا ہے کہ منذر [illegible] کے بیٹے تھے انہوں نے جب [illegible] شہادت پر [illegible] دیکھا تو عمرو بن امیہ سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو بن امیہ نے جواب دیا [illegible] آنحضرت ﷺ کو اطلاع [illegible] منذر نے کہا [illegible] جہاں منذر بن عمرو شہید ہوئے [illegible] لڑ کر شہید ہو گئے (رضی اللہ عنہ)

ضمری کو اس کی اجازت نہ تھی۔ عمرو بن امیہ نے مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو کل واقعات اور نیز ان کے قتل سے مطلع کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا ضرور دینا ہے۔"

**رسول اکرم ﷺ کے قتل کی سازش** اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ بنو نضیر سے مقتولوں کا خون بہا لینے کی غرض سے ان کے پاس گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر و عمر و علی (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ بنو نضیر نے بظاہر خوشی سے قبول کر لیا۔ آپ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہود نے حقیقت میں آپ کی اور آپ کے اصحاب کے قتل کی پوری پوری تدبیر کر لی۔ انہوں نے ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب نامی کو دیوار پر اس بات کے لئے چڑھا دیا کہ اوپر سے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر پتھر گرا دے۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی اپنے نبی (ﷺ) کو اس سازش سے مطلع کر دیا۔ آپ اس مقام سے اٹھ کر مدینہ چلے آئے۔ صحابہ وہیں بیٹھے رہے جب کچھ دیر ہو گئی تو آپ کی تلاش میں نکلے تو معلوم ہوا کہ آپ مدینہ پہنچ گئے۔ آپ نے ان سب کو یہودیوں کی اس سازش سے مطلع فرمایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

**غزوہ بنو نضیر** پس آپ ابن ام مکتوم کو پیچھے مدینہ میں مقرر فرما کر ربیع الاول میں بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ ان لوگوں نے بھی جواب میں اپنی طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ چھ روز تک آپ ان کا محاصرہ کئے رہے۔ ان کے کھجوروں کے باغات کٹوا دیئے اور بعض جلا دیئے گئے۔ ادھر عبداللہ بن ابی اور چند منافقوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم کو نکالا گیا تو ہم بھی نکل چلیں گے اور اگر جنگ ہوئی تب بھی ہم سب تمہارا ساتھ دیں گے۔ اس پر بنو نضیر مغرور ہو گئے۔ مگر آخرکار ان کے دلوں میں رعب پیدا ہو گیا اور سلام بن مشکم بنو نضیر کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام لایا کہ بنو نضیر اپنی جانوں کی امان اور اس قدر مال و اسباب کی حفاظت چاہتے ہیں جس کو ان کے اونٹ اٹھا کر لے جا سکیں۔

**بنو نضیر کی جلا وطنی** آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کی درخواست کو منظور کر کے ان کو جلا وطن کر دیا۔ ان میں سے بعض خاندان مثلاً حیی بن اخطب اور ابن ابی الحقیق کے خاندان والے خیبر میں جا بسے اور بعض شام کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کا مال و اسباب مہاجرین ہی میں تقسیم کیا۔ انصار میں سے صرف دو شخصوں سہل بن حنیف اور ابو دجانہ کو بھی مرحمت فرمایا۔ کیونکہ یہ مہاجرین کی طرح مفلس تھے۔ بنو نضیر کے یہودیوں میں سے صرف یامین بن عمیر اور ابو سعد بن وہب مسلمان ہو گئے ان کے مال و اسباب میں سے آپ نے کچھ طلب نہیں کیا۔ علماء لکھتے ہیں کہ سورۂ حشر اسی غزوہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

**غزوہ ذات الرقاع** غزوہ بنو نضیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ تک مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد آپ کو خبر لگی کہ بنو محارب و بنو ثعلبہ (غطفان کی شاخیں) لڑائی کی غرض سے جمع ہو رہے ہیں۔ مدینہ میں حضرت ابو ذر غفاری اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور نجد کی طرف غطفان کی ایک جماعت سے مقابلہ

ہوا۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ فریقین ایک دوسرے سے ڈر گئے۔ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس وجہ سے ہے کہ پہاڑی راستوں میں چلتے چلتے غازیان اسلام کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور انہوں نے درد تکلیف کے خیال سے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لئے تھے۔ واقدی کا قول ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ جس پہاڑ پر اترے تھے اس کا نام ذات الرقاع ہے کیونکہ اس میں سیاہی سفیدی اور سرخی کے نشانات پائے جاتے ہیں اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ اس مورخ کا یہ خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

**غزوہ بدر موعد۔** شعبان ۴ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں اپنے پیچھے عبداللہ بن ابی بن سلول کو مقرر فرما کر غزوہ بدر کی طرف اس وعدہ کے ایفا کی غرض سے روانہ ہوئے جو کہ جنگ احد میں فریقین کے درمیان ہوا تھا جس کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے کہ جنگ احد میں بعد اختتام لڑائی ابو سفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال لڑائی بدر میں ہوگی۔ مسلمانوں کی طرف سے بحکم حضرت ﷺ جواب دیا گیا اور اس کا اقرار کیا گیا تھا۔ ابو سفیان بھی اہل مکہ سے لے کر حسب وعدہ آیا۔ [illegible] عسفان میں آ کر گرانی اور قحط کا عذر کر کے بلا جنگ واپس گیا اور آنحضرت ﷺ آٹھ روز کے بعد بدر سے واپس ہو گئے۔ [illegible] اتفاقات کے لحاظ سے یہ غزوہ [illegible] ہوا ہے۔

**غزوہ دومۃ الجندل:** چند مہینوں کے بعد آنحضرت ﷺ ماہ ربیع الاول ۵ ہجری (مطابق ۶۲۶ء) میں اجتماع منتشر کرنے کی غرض سے آپ نے جو کہ مسلمانوں کے خلاف دومۃ الجندل میں جمع ہونے والے گروہ کے مدینہ سے نقل و حرکت کی ضرورت ہوئی۔ اس مرتبہ آپ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے ماہ ربیع الاول ۵ ھ کو مدینہ سے روانگی فرمائی۔ چونکہ آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے وہ لشکر کا گروہ منتشر ہو گیا تھا۔ لہٰذا بلا جنگ آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسی غزوہ میں عیینہ بن حصن کو اراضی مدینہ میں مویشیوں کے چرانے کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ اس کے ملک میں قحط سالی کی وجہ سے چارے کا وجود برائے نام تھا اور مدینہ میں بارش کی وجہ سے باغات اور کھیت ہرے بھرے تھے۔

---

۱ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] عثمان بن عفان [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] واللہ اعلم

۲ [illegible] لڑائی نہ ہونے [illegible] مسلمانوں [illegible] نفع اٹھایا تھا۔

# باب : ۵

## غزوۂ احزاب ۵ھ

**غزوۂ خندق:** اس کو غزوۂ الاحزاب بھی کہتے ہیں یہ شوال ۵ھ میں ہوا تھا اور صحیح یہ ہے کہ غزوہ ۴ھ میں ہوا ہے اس بات کی تائید عبداللہ ابن عمر کا یہ قول ہے کہ عرضني رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم احد و انا ابن اربع عشرة سنة ثم اجازني يوم الخندق و انا ابن خمس عشرة سنة یعنی "مجھے رسول اکرم ﷺ نے احد کے دن لوٹا دیا جب میں ۱۴ سال کا تھا پھر خندق کی لڑائی کی اجازت دے دی جب کہ میں ۱۵ سال کا تھا" پس اس قول سے معلوم ہوا کہ جنگ احد اور جنگ خندق میں صرف ایک برس کا وقفہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ غزوہ غزوۂ دومۃ الجندل سے بلاشبہ پہلے ہوا ہے۔

**جنگ کی وجوہات:** اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ جب بنو نضیر جلاوطن ہو کر خیبر کی طرف چلے گئے تو ان میں سے چند لوگ جن میں ان کے سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق، سلام بن مشکم، حیی ابن اخطب بنو نضیر سے اور ہوذہ بن قیس وائل، ابو عمار بنو وائل سے تھے مکہ چلے گئے وہاں انہوں نے مکہ والوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور لڑائی پر ابھارا۔ جو لوگ قابل جنگ نہ تھے ان سے مالی امداد حاصل کی۔ اس کے بعد بنو غطفان پہنچے اور ان کو بھی لڑائی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب سردار قریش اور عیینہ بن حصن نے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا۔

**خندق کی کھدائی:** آنحضرت ﷺ نے ان کی روانگی کی خبر سن کر مدینے کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمان فارسی نے خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔ خندق کی تیاری کے بعد کفار کا لشکر پہنچا اور مدینے کے باہر احد کی جانب ٹھہرا۔ آنحضرت ﷺ مدینے میں ابن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین ہزار مسلمانوں کے ہمراہ کفار کے مقابلہ پر آئے اور سلع کے میدان میں قیام کیا مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔

**بنو قریظہ کی بدعہدی:** مشرکین مکہ بنو غطفان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں سے عہد و پیمان کے باوجود بنو قریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہو کر دشمن سے مل گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ و سعد ابن عبادہ

خدمت میں بھیجا، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو بنو قریظہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے۔ یہ وفد گیا ان لوگوں نے بنو قریظہ کو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ حضرت سعد بن معاذ نے چونکہ وہ ان کے حلیف تھے بہت کچھ سمجھایا، نصیحت و فضیحت کی۔ لیکن ان لوگوں نے ایک نہ سنی [illegible] بلکہ حضرت سعد بن معاذ اپنے ہمراہیوں کے واپس آ گئے اور آنحضرت ﷺ سے کل حال عرض کیا۔

**مدینہ کا محاصرہ:** آپ کو بنو قریظہ کی غداری اور عہد شکنی سے صدمہ ہوا۔ مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ تو حالت بہ غرض لڑائی سے [illegible] بہت سے تنگ آ گیا تھا۔ مسلمانان مدینہ کے باہر نکلنے نہ پاتے تھے۔ تقریباً ایک مہینہ تک یا کم و بیش کفار نے محاصرہ قائم رکھا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا قصد ہوا کہ عیینہ بن حصن و حارث بن عوف سے کہ لشکر کے سردار تھے مدینہ کے باغوں کے تہائی پھل دے کر صلح کر لی جائے۔ اور اس طویل محاصرے کی تکالیف سے مسلمانوں کو نجات مل جائے۔ اس بارے میں آپ نے سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ سے مشورہ فرمایا۔ ان دونوں بزرگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ کا حکم ہے تو آپ ضرور ایسا ہی کیجئے۔ اگر ایسا ہے کہ آپ خود ایسا کرنا چاہتے ہیں یا آپ ﷺ کا ذاتی مطلب ہے تو بھی آپ کر سکتے ہیں یا یہ کہ آپ نے اس میں ہماری بہتری تصور کی ہے اور ہماری بہبود کے لئے یہ تجویز ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری بہتری کے لئے یہ تجویز کیا تھا کیونکہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب نے ایک کمان ہو کر تم پر تیر اندازی کی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا کہ جب ہم شرک و بت پرستی میں مبتلا تھے اس وقت تو یہ لوگ ہم سے خرید کر ہی ایک کھجور بھی پا سکتے تھے۔ لیکن اب جب کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے نور اسلام سے منور کیا ہے اور آپ کی وجہ سے ہماری عزت افزائی کی تو ہم ان کو اپنا مال و پیداوار نہیں دے سکتے۔ واللہ ہم ان کو ایک تلوار کے سوا کچھ نہ دیں گے۔ آپ مطمئن رہیں جب تک ہم میں سے ایک کی بھی جان باقی ہے کفار کا کوئی آدمی بھی مدینہ کے قریب نہ آ سکے گا۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مصالحت کی بات ترک فرما دی۔

**قریشیوں میں کھلبلی:** اس کے بعد قریش نے جو سوار انتخاب کئے ان میں عکرمہ بن ابی جہل، عمرو بن عبدود، ضرار بن [illegible] اور ضرار بن خطاب سے شہ زور تمام عرب میں مشہور تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کی طرف بڑھے لیکن خندق دیکھ کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کیونکہ اس سے پہلے عربوں میں یہ طریقہ رائج نہ تھا۔ بہرحال ان لوگوں نے ایک جگہ سے خندق کم چوڑی دیکھ کر گھوڑوں کو مہمیز کرتے خندق کو پھاند گئے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آ کر مبارز طلب کیا۔ علی ابن ابی طالب چند مسلمانوں کو ہمراہ لے کر ان کے سامنے آئے اور عمرو بن عبدود کو قتل کیا۔ باقی اس کے ہمراہی اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا کر جس طرف سے آئے تھے اسی طرف واپس ہو گئے۔ انہی ایام میں حضرت سعد بن معاذ کے ایک تیر لگ گیا جو کاری ثابت ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ابو اسامہ جشمی کی [illegible] جو مؤرخ [illegible] لکھتے ہیں کہ اس وقت حضرت سعد بن معاذ کے [illegible] وقت [illegible] کر رہے تھے کہ [illegible] ہے

'' بخدا اگر آج قریش کی دشمنی باقی رہی تو بنو قریظہ بھی ان کے لئے باقی رکھیں۔ ہم کو اس سے کوئی چیز زیادہ عزیز نہیں کہ مسلمانوں نے بنو نضیر کو ان کے اوطان سے جلاوطن کر دیا جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دغا دی تھی اور ان کو حرم سے نکال دیا ہے اور اگر تم نے ہمارے اموال کی ذاتی ختم کر دی تو اس قوم کو ہماری تجارت کا رجحان کر دے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ مرتے وقت ہماری آنکھیں بنو قریظہ کی ذلت دیکھ کر ٹھنڈی ہوں''۔

**حضرت نعیم بن مسعودؓ کی حکمت عملی** محاصرے کے دوران نعیمؓ بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان رضی اللہ عنہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لایا ہوں میری قوم ابھی میری اس حالت سے واقف نہیں ہے لہٰذا آپ ﷺ جو مجھ کو حکم فرمائیں میں اس کے بجا لانے کو موجود ہوں۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''تم ایک تن تنہا آدمی ہو ان سے کیا ہو سکتا ہے تم جو مناسب سمجھو کرو'' خذل عنا فان الحرب خدعۃ ''اس لئے کہ لڑائی فریب ہے'' نعیمؓ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیدھے بنو قریظہ کے پاس گئے (جن سے وہ زمانہ جاہلیت میں ان کے دوست تھے اور ان سے ہر امر کہتے تھے) اور یہ سمجھایا کہ تم کو قریش اور بنو غطفان نے آگے بڑھا رکھا ہے اگر تم کو کامیابی ہوئی تو وہ مال غنیمت میں تمہارے ساتھ شریک ہوں گے نصف بلکہ تم سے لے لیں گے اور اگر کہیں شکست ہوئی تو بھاگ کر اپنے اپنے وطن و شہر میں پہنچ کر دم لیں گے تم اکیلے یہاں رہ جاؤ گے پھر تم تن تنہا محمد ﷺ اور ان کے ہمراہیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے بہتر یہ ہے کہ تم قریش اور غطفان کے لئے کہ تمہارے ساتھ وہ ہم جان میں رہیں گے تم ان کے کچھ لوگ اپنے یہاں رکھ لو۔ بنو قریظہ کے دل میں یہ بات اتر گئی اور وہ اس امر پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ ابوسفیان کے پاس پہنچے اور اس کو یہ جتلایا کہ ''یہود بنو قریظہ تمہاری ہمراہی سے بد دل ہو کر محمد ﷺ سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ قریش کے ذی اثر لوگوں کو بطور ضمانت اپنے قبضہ میں لے کر تمہارے سپرد کر دیں گے'' جب یہ باتیں ابوسفیان کے ذہن نشین ہو گئیں تو نعیم ابن مسعود یہاں سے اٹھ کر غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں۔

**بنو قریظہ اور قریش میں نفاق** ابوسفیان و غطفان نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کے لئے اتفاق سے ہفتہ کی رات بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ ''ہم لوگ محمد ﷺ کے مقابلہ میں ہیں، بہت دنوں کی طویل محاصرت سے تنگ آ گئے ہیں لہٰذا تم پہلے حملہ کرو۔ بنو قریظہ نے یوم السبت کا حیلہ کیا اور اس کے علاوہ یہ پیغام بھیجا کہ ''جب تک تم اپنے آدمیوں کو ہمارے اطمینان کی غرض سے ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم ہرگز نہ لڑیں گے۔'' اس پیغام کے پہنچتے ہی نعیم بن مسعود کی خبر کی تصدیق ہو گئی یعنی ان کو بنو قریظہ کی طرف سے کھٹکا پیدا ہو گیا۔ اس کے جواب میں قریش نے آدمیوں کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن لڑنے پر ان کو مجبور کرنا چاہا جس سے بنو قریظہ کو خیال جس کو نعیم بن مسعودؓ نے ان کے دماغ میں پیدا کر دیا تھا یقین کے درجہ تک پہنچ گیا اور نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق ہو گئی اس وجہ سے قریش و بنو قریظہ میں نااتفاقی ہو گئی۔

**کفار مکہ کی واپسی:** اس کے بعد اللہ جل شانہ نے قریش و غطفان پر ایک سخت ہوا بھیجی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے ہانڈیاں الٹ گئیں۔ غرض یہ کہ اسباب اڑ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے کفار کی افتراق سے مطلع ہو کر حذیفہ بن الیمان کو قریش کی نقل و حرکات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے آ کر [illegible] قریش کی واپسی کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ صبح کو آپ اصحاب کے ساتھ مدینہ واپس آ گئے۔

**بنو قریظہ کا محاصرہ:** غزوۂ خندق سے واپس آنے کے بعد بلحاظ اتفاق اسی دن جبرئیل علیہ السلام بنو قریظہ پر چڑھائی کے لئے الہام ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ چنانچہ آپ ﷺ مع اپنے اصحاب کے مدینہ سے نکلے۔ راستہ میں اسلامی جھنڈا علی ابن ابی طالب کو دیا اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو چھوڑا۔ پچیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رہے۔

**سردار بنو قریظہ کعب بن اسعد:** اس اثنا میں کعب بن اسعد سردار بنو قریظہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا: اے گروہ یہود! [illegible] ہم پر [illegible] تم پر ظاہر ہو گیا ہے کہ [illegible] ہفتہ کی رات [illegible] ﷺ پر شب خون مار کر اپنے دل کے [illegible] سبت (ہفتے کے روز) [illegible] مشغول رہیں گے اور اگر ان دونوں امور کو پسند نہ کرتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنی اولاد اور عورتوں کو قتل کر ڈالو اور مال و اسباب [illegible] پھر شمشیر بکف ہو کر محمد ﷺ سے لڑو [illegible] اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت مل جائیں گی اور اولاد کے [illegible]

---

[illegible] حذیفہ بن الیمان [illegible]

(سیرت ابن ہشام)

- ابن اسحاق [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

جائیں گے۔ بنو قریظہ نے ان میں سے ایک بات بھی تسلیم نہ کی۔

**حضرت ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کی لغزش:** اس کے بعد ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ابو لبابہ بن عبدالمنذر بن عمرو بن عوف کو مشورہ کی غرض سے اس وجہ سے طلب کیا کہ بنو قریظہ ان کے حلفاء میں تھے۔ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کو دیکھتے ہی کل بنو قریظہ جن میں ان کے لڑکے اور عورتیں بھی شامل تھیں جمع ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے کہ کیا تمہاری بھی یہی رائے ہے کہ ہم محمد ﷺ کے حکم سے قلعہ بندیاں چھوڑ دیں اور حصار سے نکل آئیں۔ ابو لبابہ ہاں کہہ کر آنحضرت ﷺ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ لوٹ آئے اور اس واقعہ پر نادم ہو کر اس کے انتظار میں مسجد کے ستون سے خود کو بندھوا دیا کہ اللہ جل شانہ ان کو اس خطا پر معاف فرمائے۔ ابو لبابہ نے دل میں یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ اس سر زمین پر بھی داخل نہ ہوں گا جہاں پر میں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بد دیانتی کی ہے۔

**حضرت ابو لبابہ کی معافی:** آنحضرت ﷺ نے یہ واقعہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر ابو لبابہ میرے پاس آ جاتے تو میں اللہ تعالیٰ سے ان کا قصور معاف کرا دیتا لیکن اب میں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی خطا سے درگزر نہ کرے اس کو کھول نہیں سکتا۔ چھ روز تک ابو لبابہ مسجد کے ستون کے بندھے رہے صرف نماز کے اوقات میں کھلتے تھے ساتویں روز اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ابو لبابہ کو ستون سے کھولا اس کے بعد بنو قریظہ مجبور ہو کر حکم رسول اللہ ﷺ حصار سے نکل آئے۔ اسی شب بنو قریظہ میں سے ہذیل کے چار بھائی مسلمان ہو گئے۔ عمرو بن سعد قرظی بھاگ گیا یہ بنو قریظہ کے ساتھ عہد شکنی میں شریک نہیں ہوا تھا القرظی بنو قریظہ کے حصار سے نکلنے کے بعد بنو اوس نے آنحضرت ﷺ سے استدعا کی کہ جیسا کہ بنو خزرج کی التجا پر بنو نضیر کے ساتھ معاملہ کیا گیا تھا اسی طرح ہمارے کہنے سے بنو قریظہ کے ساتھ بھی برتاؤ کیا جائے۔

**سعد بن معاذ کا فیصلہ:** آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو گے کہ اس امر کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم میں سے ہو؟ بنو اوس نے کہا ہاں یا رسول اللہ (ﷺ) تب آپؐ نے فرمایا وہ شخص سعد بن معاذؓ ہیں وہی اس امر کا فیصلہ کریں گے (سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تھے عیادت و بیمار پرسی کے خیال سے مسجد نبوی کے قریب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے تھے) سعد بن معاذؓ ایک حمار پر سوار کرا کے لائے گئے جس وقت یہ مجلس کے قریب آئے تو آنحضرت ﷺ نے بنو اوس سے فرمایا ((قوموا الی سیدکم)) یعنی "اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو" بنو اوس نے ان کو عزت سے اتار کر بٹھایا اور کہا کہ "آنحضرت ﷺ نے تمہارے موالی اور ساتھیوں کی قسمت کا فیصلہ تمہارے سپرد کیا ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے جواب دیا "کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے عہد و میثاق پر عمل کرنا چاہئے" بنو اوس نے کہا ضرور ضرور بسر و چشم۔ اس پر سعد بن معاذؓ نے کہا میں ان کی بابت حکم دیتا ہوں کہ "بنو قریظہ کے کل مرد قتل کئے جائیں لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے جائیں اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے" آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر سعد بن معاذؓ سے فرمایا ((لقد حکمت فیھم بحکم اللہ)) "یعنی بے شک تم نے اللہ کے حکم

کے مطابق حکم دیا"۔

**بنو قریظہ کا انجام:** اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے بنو قریظہ بازار مدینہ کی طرف لائے گئے اور خندقیں کھود کر ان کی گردنیں ماری گئیں۔ ان کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔ عورتوں میں صرف بنانہ زوجہ حکم قرظی کو قتل کیا گیا۔ قتل کا بھی باعث یہ تھا کہ اس نے خلاد بن سوید بن الصامت پر دیوار سے ایک چکی گرا دی تھی جس کی چوٹ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔ ثابت بن قیس بن الشماس کی سفارش سے زبیر بن باطا قرظی[1] کی مع اس کے بیوی بچوں کی جان بخشی کر دی۔ اس کا مال و اسباب بھی واپس دے دیا گیا اور ام منذر بنت قیس کی درخواست پر رفاعہ بن سموال قرظی کو مرحمت فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد رفاعہ مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر آپ نے بنو قریظہ کے مال و اسباب میں سے سواروں کو تین تین حصے اور پیادوں کو ایک ایک حصہ مرحمت فرمایا۔ قیدیوں میں بنو قریظہ میں ریحانہ[2] بنت عمرو بن خنافہ تھیں جو آپ کے حصہ میں آئیں اور تا زمانِ وفات آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

**حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت:** ان واقعات کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مستجاب ہوئی۔ یعنی ان کی رگ اکحل سے پھر خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے جو انہیں جنگ خندق کے

---

[1] ابن اسحاق نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ثابت بن قیس ابن باطا کے پاس آئے۔ زبیر نے بعاث کے دن ان [illegible] باطا قرظی کو [illegible] زبیر بن باطا ایک [illegible] ایام جاہلیت میں ثابت بن قیس کے ساتھ کچھ سلوک کیا تھا۔ چنانچہ ثابت زبیر کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ زبیر نے جواب دیا کیا مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو بھول سکتا ہے۔ ثابت نے کہا میں تمہارے احسان کا بدلہ دینا چاہتا ہوں۔ زبیر نے یہ سن کر کہا بے شک کریم کریم ہی کا بدلہ دیتا ہے۔ اس کے بعد ثابت رسول اللہ ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا بدلہ دوں آپ اس کا خون مجھے عطا کیجئے، اس کی جان بخش دیجئے۔ آپ نے فرمایا (هو لک) "وہ تیرے لئے ہے"۔ ثابت نے زبیر کو خوش خبری دی اور کہا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری جان بخش دی ہے۔ زبیر نے کہا ایک بوڑھا شخص جس کے اہل و عیال نہ ہوں وہ زندگی لے کر کیا کرے گا۔ ثابت پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور اہل و عیال کو بھی مانگ لیا۔ پھر مال و اسباب کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا (هو لک) "وہ تیرے لئے ہے"۔ ثابت نے زبیر سے آ کر کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں بیوی بچوں کو بھی مرحمت فرما دیا ہے۔ زبیر نے جواب دیا [illegible] وہ جانباز جس کے [illegible] باقی رہنے سے [illegible]۔ ثابت [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] ثابت نے زبیر کو [illegible] کعب بن اسد، حیی بن اخطب، عزال بن سموال [illegible] سب مارے گئے۔ زبیر نے کہا [illegible] مجھے بھی ان لوگوں کے پاس پہنچا دو [illegible]۔

[2] ریحانہ بنت عمرو سے آپ نے عقد کرنا چاہا تھا لیکن ریحانہ نے کہا کہ مجھے اسی حالت میں رہنے دیجئے اس میں آپ کو اور مجھ کو آسانی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ریحانہ کو اسلام کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے یہودیت کے چھوڑنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے آپ ان کی طرف سے ملول رہا کرتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ صحابہ میں تشریف رکھتے تھے کہ جوتے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا یہ ثعلبہ بن سعیہ ہے جو ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری لا رہا ہے۔ دیکھا تو وہی تھے اور عرض کیا کہ ریحانہ مسلمان ہو گئی ہیں۔ [illegible] آپ کے زمانہ وفات تک یہ آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

سعد بن معاذ وغیرہ شہید ہوئے (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین مکہ کے لشکر میں اس لڑائی میں چار آدمی مارے گئے یہ چاروں نامور قریش سے تھے مشرکین کے مقتولوں کے نام عمرو بن عبدود [illegible] نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ، [illegible] تھے۔ اس جنگ خندق کے بعد سے پھر کبھی قریش نے مسلمانوں سے لڑائی نہیں چھیڑی یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔

[illegible] رجیع [illegible] کا قصاص۔ بنو قریظہ کی فتح کے چھ مہینے بعد جمادی الاولیٰ ۶ھ میں اہل رجیع کے [illegible] عاصم بن ثابت وغیرہ بن عدی کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے آپ نے دو سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ بنو لحیان کا قصد کیا۔ مدینہ سے شمال کی سمت شام کے راستے پر پہلے تھوڑی دور چل کر پھر دائیں جانب مڑ کر مکہ کے راستے پر آگئے۔ غران [illegible] مسلمانوں کے درمیان جا اترے۔ بنی لحیان مشرکین کا گروہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی مطلع ہو کر پہاڑوں میں چھپ گیا لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

غزوۂ الغابہ: عیینہ بن حصن فزاری نے آنحضرت ﷺ کے واپس ہونے کے چند راتوں کے بعد [illegible] غطفان کے سواروں کے ساتھ مدینہ پر شب خون مارا اور مدینہ کی اونٹنیاں پکڑ لے گیا اور بنی غفار کے ایک شخص کو جو وہاں موجود تھا قتل کر کے اس کی بیوی کو ساتھ لے گیا۔ سلمہ بن عمرو بن الاکوع رضی اللہ عنہ [illegible] مسلمانوں کو [illegible] سے مطلع کر کے ان کے تعاقب میں [illegible] آنحضرت ﷺ کی جانب [illegible] کی۔ مقداد بن الاسود [illegible] سعد بن زید الاشہلی، عکاشہ بن محصن، محرز بن نضلہ اسدی، ابو قتادہ (بنو سلمہ) [illegible] مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) گھوڑے پر سوار ہو کر چلے۔ ان میں سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر فرمایا۔ [illegible] تعاقب کرتے ہوئے دشمنوں تک [illegible] دونوں [illegible] محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن بن عیینہ نے شہید کیا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی۔ [illegible] آپ ﷺ [illegible] مشرکین [illegible] ایک رات قیام کیا [illegible] مدینہ واپس آئے۔

غزوۂ بنی مصطلق: اس غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان ۵ھ تک [illegible] کی حالت میں مدینہ میں مقیم رہے۔ [illegible] کہ مسلمانوں کی یہ حیثیت تھی [illegible] مشرکین [illegible] کہاں چل سکتا تھا۔ [illegible] آرام سے رہتے تھے اور نہ آپ ﷺ کو آرام سے بیٹھنے دیتے تھے۔ انہوں نے غزوۂ احزاب کے بعد بنو مصطلق میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کا سردار حارث بن ابی ضرار [illegible] جویریہ ام المومنین کا باپ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی [illegible] سے مطلع ہو کر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ [illegible] بعض کہتے ہیں [illegible]

---

[illegible]

اپنا سب [illegible] روانہ ہوئے۔ [illegible] المریسیع پر [illegible] کے درمیان [illegible] بنو المصطلق سے [illegible] ایک دوسرے پر حملہ کیا [illegible] جن کی قسمت میں ہار لکھا تھا، میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ مال و اسباب پر قبضہ کیا گیا اور [illegible] گرفتار کر لئے گئے۔

**حضرت جویریہ بنت الحارث:** [illegible] بنو المصطلق [illegible] جویریہ بنت [illegible] کے حصہ میں آئی تھیں۔ ثابت بن قیس نے ان سے مکاتبت [illegible] (آزاد کر دیا) [illegible] آنحضرت ﷺ نے ادا فرما دیا اور جویریہ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ جب صحابہ کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ سے عقد کر لیا ہے تو انہوں نے آپ کی [illegible] کی وجہ سے بنو المصطلق کے اپنے حصے کے [illegible] آزاد کر دیا۔ ان آزاد کیے جانے والوں کی تعداد سو کے قریب بتائی جاتی ہے [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] وقت جب [illegible] ہوتی ہیں۔

**منافق عبداللہ بن ابی:** [illegible] آنحضرت ﷺ اور [illegible] رضی اللہ عنہم [illegible] زید بن ارقم نے اپنے کانوں سے سن کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات [illegible] سورہ منافقون نازل فرمائی۔ عبداللہ بن ابی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے باپ سے [illegible] "اللہ [illegible]" [illegible] اگر آپ فرمائیں تو میں خود [illegible] پھر جب مدینہ پہنچے تو عبداللہ بن عبداللہ نے [illegible] باپ عبداللہ بن ابی [illegible] کہا کہ تم کو اس وقت تک [illegible] قدم نہ رکھنے دوں گا جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے۔

پھر آنحضرت ﷺ کی اجازت سے [illegible] داخل ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کی [illegible] کا خوف ہے [illegible] میرے [illegible] اپنے باپ کے [illegible] ایک مسلمان کے [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible]

---

[illegible]

[illegible]

اور ان کو دعا دی اور ان کی تسکین کر دی کہ ان کے باپ کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی کی جائے گی۔

**واقعۂ افک**: اسی غزوہ میں واقعۂ افک پیش آیا یعنی اہل افک[1] نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بدگوئی کی جس کا ذکر کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے کتب سیر میں یہ واقعہ تصریح کے ساتھ مذکور ہے اللہ جل شانہ نے ان کی براءت و پاکی و شرافت کی بابت آیات نازل فرمائی ہیں۔

**غلط فہمی**: صحیح میں یہ ذکر آیا ہے کہ واپسی کے وقت حضرت سعد بن عبادہؓ و سعد بن معاذؓ میں کچھ باتیں ہو گئی تھیں۔ در حقیقت یہ غلط فہمی ہے کیونکہ سعد بن معاذؓ بعد فتح بنو قریظہ ۵ھ میں انتقال کر چکے تھے اور غزوۂ بنی المصطلق ۶ھ میں ہوا ان کے انتقال کے

---

[1] یہ واقعہ اسی غزوہ میں مراجعت کے وقت پیش آیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی ان بیویوں میں سے تھیں جن سے آپ کو بے پناہ الفت تھی۔ لیکن اس واقعہ میں [illegible] قصہ مختصر اس کا یہ ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت ایک مقام پر آپ نے قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے لشکر سے باہر گئیں۔ جب لوٹ کر آئیں تو گلے کو ہار سے خالی پایا جس کو وہ بہن سے [illegible] آپ کی محمل [illegible] چونکہ عائشہ صغیر سن تھیں [illegible] جب حضرت عائشہ [illegible] کی مقام پر تمام لوگ [illegible] ایک چادر اوڑھ کر لیٹ رہیں [illegible] صفوان بن معطل سلمی [illegible] انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ صفوان کی آواز سن کر حضرت عائشہ [illegible] عبداللہ بن ابی منافق اور منافقین کا ایک گروہ لشکر میں موجود تھا اس نے [illegible] آنحضرت ﷺ خاموش تھے جب لشکر اسلام مدینہ پہنچا تو آپ نے اپنے اصحاب سے اس واقعہ کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے [illegible] حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ حضرت عائشہ [illegible] رسول اللہ ﷺ اس واقعہ [illegible] حضرت علیؓ نے [illegible] ھذا بہتان عظیم [illegible] آنحضرت ﷺ ان سے [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے [illegible] کے بعد ایک روز [illegible] ام مسطح [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا [illegible] ام مسطح نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس سے میں نے [illegible] اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہ نے انکار کیا کہ

میں بہت بعد ہوا تھا۔ دونوں قصوں کا جھگڑا غزوہ بنو مصطلق کے بعد ہوا تھا ابن اسحاق نے جو زہری سے اور زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اور سعد بن عبادہ سے گفتگو ہوئی تھی وہ اسید بن الحضیر کی باتیں تھیں۔ واللہ اعلم

**بنو مصطلق کا وفد**: دو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کے مسلمانوں سے صدقات وصول کرنے کے لئے ولید بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا جس وقت ولید بنو مصطلق کے قریب پہنچے۔ بنو مصطلق ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ ولید یہ خیال کر کے کہ یہ لوگ میری ہلاکت کی غرض سے آئے ہیں، لوٹ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع دی کہ وہ میرے قتل پر آمادہ ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کی بابت مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا اسی اثناء میں بنو مصطلق کا وفد (بغرض تحقیق) آیا اور ملاقات سے پہلے ولید کی واپسی پر افسوس ظاہر کرنے کے بعد

---

جو معلوم ہے کہ تمہارا ذہن [illegible] باتوں باتوں میں دونوں میں نزاع ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] حضرت علی [illegible] بریرہ [illegible] اس کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت ان کے ماں باپ دونوں تھے [illegible] انصار کی ایک عورت بھی بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ [illegible] بیٹھ گئے [illegible] اس کے بعد [illegible] خطاب کر کے فرمایا اے عائشہ [illegible] تمہاری نسبت [illegible] تم سے کوئی لغزش [illegible] اللہ سے توبہ کرو۔ [illegible] جواب [illegible] تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا [illegible] فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون۔ حضرت عائشہ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] پیشانی سے پسینہ پونچھتے جاتے [illegible] ابشري يا عائشة فقد انزل الله براءتك [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] خطبہ [illegible] ان الذين جاءوا بالافك عصبة منكم لا تحسبوه شرا لكم بل هو خير لكم لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم۔ یعنی [illegible] ایک جماعت [illegible] تمہارے لئے اچھا ہے [illegible] عذاب [illegible] بچ گیا۔

[illegible]

[illegible] آیت نازل فرمائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

## باب ۶:

## صلح حدیبیہ

[illegible]

ذوالقعدہ ۶ ہجری ۶۲۸ء

**مکہ کو روانگی** غزوہ بنو المصطلق سے واپس پہنچنے کے بعد ماہ ذوالقعدہ ۶ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ [illegible] مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہمراہیوں کی تعداد چودہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی اور چونکہ اس امر کا اظہار کرنے کے لئے کہ آپ جنگ کے قصد سے نہیں نکلے ہیں آپ نے بغیر [illegible] روانگی سے پہلے قربانی کے جانوروں کو آگے روانہ کر دیا تھا اور مدینہ ہی سے احرام باندھ لیا تھا لیکن قریش اس کے باوجود خبر پاتے ہی آپ سے لڑنے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر تل گئے۔ خالد بن الولید کو ایک دو سو سواروں کے ساتھ کراع الغمیم کی طرف بڑھایا۔ یہ خبر آپ کو اس وقت ملی جب کہ آپ عسفان تک پہنچ چکے تھے۔ آپ نے اس مقام سے عام راستہ چھوڑ کر [illegible] راستہ اختیار کیا اور [illegible] حدیبیہ (نقشہ [illegible]) میں پہنچے۔ [illegible] اس کے قریب ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی [illegible] رسول اللہ ﷺ نے جب اس مقام سے مکہ کی طرف اپنی ناقہ کو موڑنا چاہا تو وہ بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا کہ قصواء مکہ کی طرف جانے سے رک گئی۔ آپ نے جواب دیا: نہیں مکہ کی طرف جانے سے اسے خود نہیں رکی بلکہ اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کے ہاتھی کو روک دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر قریش آج [illegible] مجھ سے [illegible] تو میں [illegible] اس کے بعد آپ نے [illegible] لوگوں کو [illegible] کے لئے فرمایا تو لوگوں نے اس مقام پر پانی کی کمی کی شکایت کی۔ آپ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر دیا [illegible] آپ کی [illegible]

---

[illegible]

کے ایک تیر میں گڑا دیا اللہ کی قدرت سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام لشکر کے صرف کو کافی ہو گیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ عمل براء بن عازب نے کیا تھا۔

**بیعت رضوان:** آنحضرت ﷺ اور کفار قریش میں نامہ و پیام شروع ہوا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ ان دونوں میں نامہ بری یا سفارت کا کام سر انجام دے رہے تھے۔ اتفاقاً مکہ سے واپسی میں ان کو کچھ تاخیر ہوئی اور یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مشرکین نے ان کو شہید کر ڈالا۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اسی وقت مسلمانوں کو طلب کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مرنے اور لڑائی سے نہ بھاگنے کی بیعت لی اور اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی جانب سے ہے۔

**مصالحت کی گفت و شنید:** نامہ و پیام کے بعد سب سے پیچھے سہیل بن عمرو قریش کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات قرار پائی کہ اس سال تو یہاں سے واپس چلے جائیں۔ سال آئندہ مکہ میں آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب باہتھیار سوائے تلوار کے داخل ہوں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ یہ کہ دس برس تک قطعاً جنگ موقوف رہے۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائی جائے نیز یہ کہ جو شخص کفار میں سے مسلمانوں میں جا ملے وہ اپنی قوم میں واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص مسلمانوں میں سے ان میں مل جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط مسلمانوں کو شاق گزری بعض نے اس میں بحث بھی کی لیکن آنحضرت ﷺ بالہام الٰہی سمجھے تھے کہ یہ صلح دونوں کے امن اور ظہور اسلام کی باعث ہوگی اور اللہ جل شانہ اس میں مسلمانوں کے لئے بہبودی و بہتری کی صورت پیدا کرے گا۔

**صلح نامہ حدیبیہ:** علی بن ابی طالبؓ نے صحیفہ (عہد نامہ) لکھا اور اس کے عنوان میں یہ عبارت تحریر کی ((ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)) "یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح قبول فرمائی ہے"۔ سہیل نے یہ عبارت دیکھ کر کہا اگر ہم محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتے تو ان سے کیوں لڑتے؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو اس کے محو (کاٹ دینے یا مٹانے) کا حکم دیا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے انکار کیا آپ نے خود اس عہد نامہ سے لفظ رسول اللہ محو کر کے محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھ دیا۔ ناظرین کے ذہنوں میں آنحضرت ﷺ کی اس کتابت سے یہ شبہ نہ پیدا ہو کہ اس محو و کتابت سے آپ کی امیت میں کچھ فرق آ گیا اس وجہ سے کہ یہ کتابت بلا علم اشکال حروف و سواد خط و نقش اور برخلاف عادت صادر ہوئی تھی۔ پس یہ کتابت بھی آپ ﷺ کے جملہ معجزات سے ہے اور ادنیٰ معجزہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

**ابوجندل بن سہیل کی آمد:** عہد نامہ تحریر کئے جانے کے دوران ابوجندل بن سہیل آ گئے یہ اس واقعہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ سہیل اپنے لڑکے کو دیکھتے ہی بول اٹھا ((ھذا اول ما نقاضی علیہ)) "یہ وہ پہلا شخص ہے جس پر ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہوتا ہے"۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی ابوجندلؓ کو سہیل کے سپرد کر دیا اور یہ تسکین دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی نجات کی صورت نکالے گا مگر عام مسلمانوں کو یہ امر شاق گزرا اس کے بعد قریش کے تیس چالیس آدمیوں

دوران اسلام گرفتار کر کے لائے گئے جو مسلمانوں پر شب خون مارنے کی غرض سے آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب کو بھی آزاد کر دیا۔ ان آزاد ہونے والوں میں بعض شقی بھی شامل تھے۔ الغرض جب صلح نامہ لکھا گیا اور معاہدہ مکمل ہو گیا تب آپ ﷺ نے قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا۔ صحابہ کو چونکہ شرائط کا تسلیم کرنا شاق گزر رہا تھا لہٰذا انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں توقف کیا۔ آپ اس سے رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے اپنی بی بی ام سلمہؓ سے ان کی شکایت کی۔ ام سلمہؓ نے یہ رائے دی کہ آپ خود باہر تشریف لے جائیے قربانی کیجئے بال منڈوائیے پھر سب آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں نے آپ کی اتباع کی۔ اس دن آنحضرت ﷺ کا سر مبارک خراش بن امیہ خزاعی نے مونڈا تھا۔

صلح حدیبیہ کے اثرات: زہری روایت کرتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں اور کفار قریش میں جنگ قائم تھی اس وقت تک کوئی کسی سے بات چیت نہ کر سکتا تھا اور جب مصالحت ہو گئی لڑائی ختم ہوئی اور لوگوں میں امن ہو گیا تو ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ کوئی ایسا نہ تھا کہ جس سے مذہب پر گفتگو ہوتی اور وہ سلامتی کی طرف مائل نہ ہوتا۔

ابو بصیرؓ کا واقعہ: مدینہ واپس آنے کے بعد ابو بصیر عتبہ بن اسید بن جاریہ ثقفی حلیف بنو زہرہ مکہ سے بھاگ کر مدینے آئے۔ یہ پہلے ہی سے مسلمان تھے اس کی قوم نے ان کو قید کر رکھا تھا۔ ازہر بن عبد عوف عم عبدالرحمن بن عوف اور اخنس بن شریق سردار بنو زہرہ نے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص کو مع اپنے غلام کے آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے حسب عہد نامہ ابو بصیر عتبہ بن اسید کو ان دونوں آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو ابو بصیر نے ان میں سے ایک کی تلوار اٹھائی اور عامری پر اس زور سے وار کیا کہ اس نے دم تک نہ لیا اور مر گیا۔ دوسرا یہ دیکھ کر ایسا بھاگا کہ مدینہ آ گیا۔ ابو بصیرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "اے رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ نے مجھ کو چھڑا دیا۔"

آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا جس سے ابو بصیر یہ سمجھ گئے کہ پھر کفار قریش کے حوالے کر دیے جائیں گے اس وجہ سے اسی وقت وہ مدینہ سے نکل کر ساحل کی طرف چلے آئے اور عیص میں رہنے لگے۔ یہ قریش کی تجارتی شاہراہ تھی۔ رفتہ رفتہ ان میں قریش کا ایک گروہ جو اسلام لے آیا تھا اور مسلمان تھا آ ملا۔ ان لوگوں نے قریش کے قافلوں کو چھیڑنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ قریش نے مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو آپ مدینہ بلا لیں۔ اس کے بعد ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر آئیں۔ ان کو لوٹانے کے لئے ان کے بھائی عمارہ و ولید آئے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو واپس کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ یہ ترمیم عہد نامہ میں تسلیم کی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورتیں حرام کر دیں جس سے ان کا نکاح فسخ ہو گیا۔

---

۱۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیوی [illegible] سے مشورہ لیا [illegible]
[illegible] سے عقل و دانائی [illegible] کا ثبوت ملتا ہے۔

# مترجم

**بدیل بن ورقہ:** زہری نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مقام حدیبیہ میں پہنچ کر مطمئن ہو گئے اس وقت آپ کے پاس بدیل بن ورقا خزاعی چند خزاعیوں کو لے کر آیا اور حضور ﷺ کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ قصد لڑائی نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ قافلے کے آگے قربانی کے اونٹوں کی قطار ہے اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس قول کی تصدیق کی۔ بدیل یہ سن کر مع اپنے ہمراہیوں کے لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا: "اے گروہ قریش! تم لوگ ناحق محمد ﷺ سے بدگمانی کرتے ہو، وہ تم سے لڑنے کو نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ تم لوگ بے وجہ شور و غل مچا رہے ہو۔" قریش نے جواب دیا "کہا ہے وہ جنگ کے قصد سے نہ آئے ہوں لیکن وہ اس شہر میں بھی نہیں آ سکتے ورنہ عرب ہمارے بارے میں گفتگو کرتا۔" اس کے بعد اہل مکہ نے مکرز بن حفص بن الاخیف برادر بنو عامر بن لوی کو بھیجا۔ اس سے بھی یہی گفتگو ہوئی اور اس نے بھی واپس ہو کر قریش کو اسی امر کی اطلاع دی۔

**حلیس بن علقمہ کی واپسی:** انہوں نے حلیس بن علقمہ یا ابن زبان سردار احابیش کو حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ سامنے سے ہدی قربانی کے اونٹوں کو آگے کر دو۔ حلیس قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس تک نہ گیا راستہ ہی سے لوٹ کر قریش سے کل واقعہ بیان کیا۔ قریش نے کہا بیٹھ جا تو ایک جنگلی آدمی ہے تجھ کو سمجھ نہیں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بات سے حلیس کو غصہ آ گیا اور اس نے نہایت تیز آواز سے کہا "اے گروہ قریش! واللہ ہم نے تمہارے ساتھ اس بات کا حلف نہیں لیا اور نہ اسی امر پر ہم نے تم سے عہد کیا ہے کہ وہ شخص روکا جائے گا جو بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہے۔ مجھ کو اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا تو محمد ﷺ کو اس کام کے لئے آنے کی اجازت دو گے یا میں اپنے کل حبشیوں کو لے کر چلا جاؤں گا۔" قریش نے رنگ بے رنگ دیکھ کر نرمی سے کہا بھلا حلیس تم خاموش رہو جو تم چاہو گے وہی ہوگا ذرا ہم اپنا اطمینان تو کر لیں۔

**حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی:** ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد پہلے آنحضرت ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو بلایا اور اپنے ثعلب نامی اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس اصلی حالات کہنے کے لئے روانہ کیا۔ اہل مکہ نے آپ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش بن امیہ کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ حبشیوں نے درمیان میں پڑ کر بچایا۔ خراش بیچارے جان بچا کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کل واقعات عرض کئے۔

**حضرت عثمان بن عفان کی سفارت:** آپ ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب ؓ کو اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے لئے بلایا۔ حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ مجھے مکہ جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن مجھے اپنی جان کا قریش سے خوف ہے۔ مکہ میں کوئی بنو عدی بن کعب میں سے نہیں ہے جو میری حمایت کرے یا ان کو روکے گا۔ آپ کو تو خوب معلوم ہے کہ قریش مجھ سے کس قدر برہم ہیں اور مجھے دیکھ کر کس قدر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں اس کام کے لئے ایسے شخص کو بتاتا ہوں آپ حضرت عثمان بن عفان کو بھیجئے اور ان سے یہ کام لیجئے۔" آنحضرت ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان بن عفان کو بلا کر ابوسفیان اور روسائے قریش کے پاس مکہ روانہ فرمایا۔ جب یہ مکہ پہنچے تو سب

سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوئی۔ عثمان بن عفان نے آنحضرت ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ وہ حضرت عثمانؓ کو ابوسفیان اور دوسرے قریش کے پاس لے گیا انہوں نے ان سے بھی آنحضرت ﷺ کا یہی پیغام کہہ دیا۔ جب حضرت عثمانؓ یہ پیغام پہنچا چکے تو قریش نے کہا "تو تمہارا دل چاہتا ہو تو طواف کر لو" عثمانؓ بن عفان نے جواب دیا کہ میں یہ فعل ہرگز نہ کروں گا جب تک آنحضرت ﷺ طواف نہ کر لیں۔ قریش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان کو روک لیا

**شہادت عثمانؓ کی افواہ:** آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کو اہل مکہ نے قتل کر ڈالا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میں اس قوم سے جہاد نہ کر لوں گا ہرگز حرکت نہ کروں گا لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا اس بیعت سے حاضرین میں سے سوائے جد بن قیس کے اور کسی نے انکار نہیں کیا سب سے پہلے ابوسنان اسدی نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

**صلح کی پیش کش:** پھر قریش نے سہیل بن عمرو برادر بنو عامر بن لوئی کو آنحضرت ﷺ کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ سمجھا دیا کہ محمد ﷺ سے صرف یہ کہنا کہ اس سال واپس چلے جائیں تا کہ عرب یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ زبردستی مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو آتے دیکھ کر فرمایا کہ اب قریش صلح کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا ہے۔ غرض سہیل آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور شرائط صلح طے کر کے عہد نامہ لکھا جانے لگا۔

**صلح نامہ حدیبیہ:** آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؓ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں یہ نہیں جانتا باسمک اللھم لکھو۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہی لکھو۔

یعنی (یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد ﷺ نے سہیل سے صلح کی) سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو تم سے کیوں لڑتے؟ لکھو اپنا اور اپنے باپ کا نام۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا لکھو:

هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله و سهيل بن عمرو و اصطلحا على وضع الحرب عن الناس عشر سنين يأمن فيهن الناس و يكف بعضهم عن بعض على انه من اتى محمدا من قريش بغير اذن وليه رده عليهم و من جاء قريشا ممن مع محمد لم يردوه عليه و ان بيننا عيبة مكفوفة و انه لا اسلال و لا اغلال و انه من احب ان يدخل في عقد محمد و عهده دخل فيه و من احب ان يدخل في عهد قريش و عهدهم دخل فيه و انك ترجع عنا عامك هذا فلا تدخل علينا مكة و انه اذا كان عام قابل خرجنا عنك . . . . . فدخلتها باصحابك فاقمت بها ثلاث معك سلاح الراكب السيوف في القرب لا تدخلها بغيرها

یعنی یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ نے سہیل سے صلح کی دونوں نے دس سال تک لڑائی موقوف کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اس دس سال کی مدت میں کوئی کسی پر حملہ نہیں کرے گا اور لوگ امن سے رہیں گے۔ اگر کوئی قریشی محمد ﷺ کے پاس اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آ جائے گا تو اسے آپ ﷺ لوٹا دیا کریں گے اور اگر کوئی مسلمان اہل قریش کے پاس آ جائے گا تو قریش اس کو نہیں لوٹائیں گے۔ ہمارے درمیان لڑائی کا تذکرہ موقوف رہے گا نہ تلوار سونتی جائے گی اور نہ خیانت کی جائے گی۔ ہر شخص مختار ہے جس کے ساتھ چاہے مل جائے خواہ محمد صلی اللہ

جس کے ساتھ چاہیں یا قریش کے ساتھ۔ اس سال آنحضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں۔ ہاں اگلے سال آپ مع صحابہ کے عمرے کے لئے مکہ میں آ سکتے ہیں اور تین دن قیام کر سکتے ہیں بشرطیکہ اسلحے میں سے ان کے پاس صرف تلواریں ہوں اور وہ بھی میان میں ہوں۔

**صلح نامہ پر فریقین کے دستخط** یہ صلح نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل آ گئے جو مسلمان ہو چکے تھے مگر ان کے والد سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیئے گئے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ صلح نامہ کی تحریر کے بعد اس کی تکمیل کی غرض سے اس صلح نامہ پر فریقین کے حسب ذیل معززین نے دستخط کئے: ابو بکرؓ، عمر بن خطابؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، عبد اللہ بن سہیل بن عمروؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، محمود بن مسلمہؓ، مکرز بن حفص اور علی ابن ابی طالبؓ۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب واپسی کا ارادہ فرمایا اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں سورۃ فتح نازل ہوئی جس میں فتح مکہ کی خوشخبری ہے۔ اس کی آخری آیت میں ارشاد ہے: هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله یعنی ”جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے۔“

**سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط** صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیانی مدت میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو عرب و عجم کے بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام کے خطوط دے کر روانہ کیا۔ سلیط بن عمرو بن عبد شمس کو ہوذہ بن علی والی یمامہ کی طرف، علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی اور عبد القیس والی بحرین کے پاس اور عمرو بن العاص کو جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی والی عمان کی جانب اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس والی مصر کی طرف اور دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم کی طرف اور شجاع بن وہب اسدی کو حارث بن ابی شمر غسانی والی دمشق کی طرف اور عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو خسرو پرویز کی طرف روانہ فرمایا۔

**مقوقس شاہ مصر** مقوقس والی اسکندریہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کی بہت عزت کی اور آنحضرت ﷺ کے نامہ مبارک کو آنکھوں سے لگایا مگر اسلام قبول نہ کیا۔ واپسی کے وقت چار لونڈیاں بطور ہدیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیں منجملہ ان کے ماریہ قبطیہ بھی تھیں جو والدہ ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ تھیں۔

**ہرقل کے نام خط** دحیہ کلبی جو آنحضرت ﷺ کے سفیر بن کر قیصر روم کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ پہلے وہ بصرے گئے وہاں سے والی بصرے کے ذریعہ قیصر روم ہرقل کے دربار میں پہنچے۔ اس خط میں یہ عبارت تھی۔

((بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى اما بعد فانى ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يؤتك الله اجرك مرتين فان توليت فان عليك اثم الاريسيين و يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم ان لا نعبد الا الله و لا نشرك به شيئا و لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون))

”یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہو۔ میں آپ کو دعوت اسلام دیتا ہوں آپ اسلام لائیں گے تو سلامتی سے رہیں گے اور اللہ آپ کو دوہرا

اٹھانا پڑے گا اور اگر آپ اسلام سے پھر جائیں گے تو آپ پر رعایا کے گناہوں کا وبال ہوگا۔ اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آ جاؤ جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ بنائیں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے گا۔ اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو۔"

ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر سینے پر اور آنکھوں پر رکھا اور مزید دریافت احوال کے لئے فوراً ان لوگوں کو طلب کیا جو آپ کی قوم کے اس کے ملک میں بغرض تجارت گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ غزہ سے ابوسفیان وغیرہ بلوائے گئے۔ ہرقل نے ابوسفیان وغیرہ سے آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ ابوسفیان سے حالات سن کر ہرقل کی پوری تسلی ہو گئی اس کے بعد ہرقل نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور ایک جلسہ میں نصاریٰ کو جمع کر کے اس امر کو پیش کیا لیکن سب نے یہ

---

[1] ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی جس وقت یہ لوگ قیصر کے دربار میں پہنچے ہرقل نے ترجمان کو بلا کر قریش کو ان کے پیچھے بٹھایا اور ان کے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ یہ میرا جھوٹ ظاہر کر دیں گے تو ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے آنحضرت ﷺ کے بارے دریافت کیا کہ ان کا نسب کیسا ہے میں نے بیان کیا کہ وہ عالی نسب ہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا ان سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے سوال کیا ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ ان کی پیروی بڑے لوگ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کمزور لوگوں نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ان کے ماننے والے بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ بڑھ رہے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا کوئی ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا دعوائے نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے سوال کیا تمہاری اور ان کی لڑائیوں کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔ پھر اس نے پوچھا وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز، سچائی، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ پھر ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ عالی نسب ہیں اور پیغمبر اپنی قوم کے عالی نسب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ان سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا تو تم نے کہا نہیں، اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ شخص پہلے کی بات کی پیروی کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا کیا ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے کہا نہیں، اگر ایسا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ اپنے باپ دادا کا ملک چاہتے ہیں۔ اگر تمہاری باتیں سچ ہیں تو وہ عنقریب اس جگہ کے مالک ہو جائیں گے جہاں میرے یہ دونوں قدم ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ ایک نبی آنے والا ہے مگر یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنے کی تکلیف اٹھاتا اور اگر ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب ہم وہاں سے نکلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (مشرکین آنحضرت ﷺ کی توہین و اہانت کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے تھے) کا معاملہ بہت بڑھ گیا کہ اس سے بادشاہ اس سلطنت کے ڈرتے ہیں۔"

[2] بعض سیرت نگار کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہرقل نے آنحضرت ﷺ کی بابت ایک شخص کو لکھا جو رومیہ میں رہتا تھا اور کتب آسمانی کا عالم تھا۔ اس شخص نے رومیہ سے لکھا کہ وہ شخص بے شک نبی ہے اور انجیل کی پیش گوئی اس پر صادق آتی ہے اور اس کی نبوت کی تصدیق کی۔ تب ہرقل نے اہل روم کو ایک مکان میں جمع کیا اور دروازے بند کرا کے کہا کہ یہ اس شخص کا نامہ ہے تم اسے پڑھو اور اس کے دین کی دعوت قبول کرو۔

اخلاق اختیار کیا۔ جلسہ درہم برہم ہو چلا تھا قیصر نے مجلس کا رنگ بدلتا دیکھ تو لوگوں کو نرمی سے بہلایا اور ان کی تالیف قلب کی۔ ابن اسحاق سے روایت کی جاتی ہے کہ اس مجمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے ارکان دولت کو طلب کر کے آنحضرت ﷺ کو جزیہ دینے کی بابت تجویز پیش کی لیکن سب کے سب نے اس سے بھی انکار کیا پھر اس نے کہا بہتر ہوگا کہ ارض سوریہ (یعنی فلسطین، اردن، دمشق، حمص وغیرہ بلاد شام) سے صلح کر لی جائے۔ ارکان دولت نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ واللہ اعلم

**شجاع بن وہب والیٔ دمشق:** ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو خط شجاع بن وہب اسدی لے کر حارث بن شمر غسانی والیٔ دمشق کے پاس گئے تھے۔ اس میں لکھا ہوا تھا: (السلام علی من اتبع الھدی و آمن به ادعوک الی ان تؤمن بالله وحده لا شریک له یبقی لک ملکک) "ہدایت کی پیروی کرنے والوں اور اس پر ایمان لانے والوں پر سلام پہنچے۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس سے تمہارا ملک باقی رہے گا"۔ شجاع بن وہب کہتے ہیں کہ حارث بن شمر غسانی اس مضمون کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور غصہ میں کہنے لگا "کون شخص میرا ملک مجھ سے چھینتا ہے میں خود اس کی طرف جاتا ہوں"۔ آنحضرت ﷺ نے یہ پیام سن کر فرمایا تھا اس کا ملک جانے والا ہے۔

**شاہ حبش نجاشی کو دعوتِ اسلام:** نجاشی بادشاہ حبش کی طرف جو نامہ مبارک عمرو بن امیہ الضمری کی معرفت دوبارہ دعوت اسلام بذریعہ جعفر بن ابی طالب اور ان کے ہمراہیوں کے روانہ کیا گیا تھا اس کی عبارت یہ تھی۔

> (بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى النجاشي الاصحم عظيم الحبشة سلام عليک فاني احمد اليک الله الملک القدوس السلام المؤمن المهيمن و اشهد ان عيسى بن مريم روح الله و کلمته القاها الى مريم البتول الطيبة الحصينة فحملت بعيسى فخلقه من روحه و نفخه کما خلق آدم بيده و نفخه و اني ادعوک الى الله وحده لا شريک له و الموالاة على طاعته و تتبعني و تؤمن بالذي جاءني فاني رسول الله و قد بعثت اليک ابن عمي جعفر و معه نفر من المسلمين فاذا جاءک فاقرهم و دع التجبر و اني ادعوک و جنودک الى الله فقد بلغت و نصحت فاقبلوا نصيحتي و السلام على من اتبع الهدى)

---

شجاع بن وہب [illegible] کتاب [illegible] [illegible] کہتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ﷺ [illegible] [illegible] ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] واللہ اعلم

"یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم شاہ حبش کے نام ہے۔ آپ پر سلامتی ہو۔ میں آپ کے آگے اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو بادشاہ ہے، پاک ہے ہر عیب سے، سراسر سلامتی ہے، امن دینے والا اور سب کی خبر لینے والا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم صدیقہ کی طرف ڈالا جو پاک دامن تھیں۔ چنانچہ آپ حاملہ ہو گئیں پھر اللہ نے عیسیٰ کو اسی طرح اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنی روح اور پھونک سے پیدا کیا تھا۔ میں آپ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں جو یکتا ہے اور شرکت سے بری ہے اور اس کی اطاعت کے کاموں میں تعاون کی، کہ آپ میری پیروی کریں اور قرآن پر ایمان لائیں جو میرے پاس آیا ہے۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں میں آپ کے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سرکشی چھوڑ کر ان کے سامنے مسلمان ہو جائیں میں آپ کو آپ کے لشکر کو اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں نے پیغام تبلیغ کر دی ہے لہٰذا میری خیر خواہی قبول کرو۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔"

**نجاشی کا قبول اسلام:** نجاشی نے اس کا یہ جواب تحریر کیا:

«الى محمد رسول الله من النجاشي الاصحم بن ابجر سلام عليك يا رسول الله من الله و رحمة الله و بركاته احمد الله الذي لا اله الا هو الذي هدانا للاسلام اما بعد فقد بلغني كتابك يا رسول الله فيما ذكرت من امر عيسى فو رب السماء و الارض ما تزيد ما ترى على ما ذكرت انه كما قلت وقد عرفنا ما بعثت به الينا وقد قربنا ابن عمك و اصحابه فاشهد انك رسول الله صادقا مصدقا فقد بايعتك و بايعت ابن عمك و اسلمت لله رب العالمين وقد بعثت اليك بابني ارها بن الاصحم فاني لا املك الا نفسي ان شئت ان آتيك فعلت يا رسول الله فاني اشهد ان الذي تقول حق و السلام عليك يا رسول الله»

"اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے یہ خط ہے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ کا شکر ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں، جس نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کا خط مجھے مل گیا آپ نے عیسیٰ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم ہم اس پر رائی دانے سے کچھ اضافہ نہ کریں گے۔ بلاشبہ عیسیٰ آپ کے بیان کے مطابق ہیں۔ آپ جس شریعت کو لے کر مبعوث ہوئے ہیں اسے ہم نے پہچان لیا ہے۔ میں نے آپ کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اور پہلی کتابوں میں آپ ﷺ کی تصدیق بھی ہے۔ میں نے آپ کے چچازاد بھائی کے واسطے سے آپ کی بیعت کر لی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارہا اصحم کو بھیج رہا ہوں۔ مجھے اپنے سوا کسی اور پر اختیار نہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ مجھے بلائیں تو میں بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے آپ کی صداقت کا یقین ہے"۔ والسلام

**حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا:** مورخین لکھتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے لڑکے کو ساٹھ حبشیوں کے ہمراہ ایک کشتی پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اتفاق سے وہ کشتی ڈوب گئی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے نجاشی کو امِ حبیبہ سے اپنا عقد کرنے کو لکھا تھا۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعہ ان کے پاس پیام بھیجا۔ انہوں نے خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل کر دیا۔ خالد بن سعید نے چار سو دینار مہر پر بوکالت نجاشی امِ حبیبہ کا عقد آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا اور نجاشی نے چار سو دینار مہر آنحضرت ﷺ کی طرف سے خالد بن سعیدؓ کو دے دیے۔ جس وقت یہ چار سو دینار مہر کے نجاشی کی لونڈی امِ حبیبہؓ کے پاس لے کر آئی امِ حبیبہؓ نے خوش ہو کر ان میں سے پچاس مثقال لونڈی کو مرحمت کئے۔ لیکن لونڈی نے نجاشی کے کہنے سے واپس کر دیے۔ نجاشی کی عورتیں اس دن عود و عنبر اور خوشبوئیں لے کر امِ حبیبہ کے پاس آئیں اور ان کو تیار کر کے بقیہ مہاجرین کے دو کشتیوں پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کیا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے خیبر میں شرفِ نیاز حاصل کیا۔

**شاہ فارس کسریٰ کے نام فرمانِ نبوی ﷺ:** کسریٰ شاہ فارس کے خط میں لکھا تھا:

> (بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدی و امن باللہ و رسولہ اما بعد فانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس)
>
> "خدا کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر اور اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو ہوشیار کر دوں۔ آپ اسلام لے آئیں تو سلامتی سے رہیں گے۔ اگر آپ اسلام قبول نہ کریں گے تو آپ پر مجوسیوں کا گناہ ہوگا۔"

**کسریٰ کا گستاخانہ برتاؤ:** کسریٰ نے اس خط کو پھاڑ ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا (مزق اللہ ملکہ)[1]

---

[1] بعض مورخین نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ جو کسریٰ کے پاس آنحضرت ﷺ کا خط لے کر گئے تھے [illegible] کسریٰ کے دربار کی صورت [illegible] کسریٰ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] عبداللہ بن حذافہ [illegible] کسریٰ کے قریب [illegible] کسریٰ نے ان [illegible] عبداللہ نے [illegible] کسریٰ [illegible] عبداللہ بن حذافہؓ [illegible] آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے کسریٰ [illegible] وہ علم

''الغرض یہ خط پڑھ کر سنایا گیا۔'' ابن اسحاق کی روایت میں ((وآمن بالله ورسوله)) کے بعد ((وشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله وادعوك بدعاية الله فاني انا رسول الله الى الناس كافة لانذر من كان حيا ويحق القول على الكافرين فان ابيت فاثم الاريسيين عليك)) ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں آپ کو اللہ کی دعوت کے ساتھ اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول ﷺ بنا کر مبعوث ہوا ہوں تاکہ انہیں ہوشیار کروں جن کے دلوں میں زندگی ہے اور کافروں پر اللہ کا عذاب ثابت ہو جائے'' مذکور ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غصے سے کہنے لگا کہ ''مجھ کو اس طرح سے خط لکھا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنا نام تحریر کیا ہے۔ باذان گورنر یمن کو لکھا جائے کہ وہ دو آدمی بھیج کر اس حجازی شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دے۔''

**رسول اکرم ﷺ کی گرفتاری کا حکم:** چنانچہ باذان گورنر یمن نے بابویہ اور خرخسرہ دو آدمیوں کو حجاز کی طرف روانہ کیا۔ وہ دونوں مدینہ پہنچے اور آنحضرت ﷺ کو دریافت کیا، لوگوں نے کہا وہ یہیں ہیں۔ قریش نے یہ واقعہ سن کر بہت خوشی منائی۔ بابویہ اور خرخسرہ دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے اور کہا ''ہمارے شہنشاہ نے ملک باذان کو آپ کی گرفتاری کا حکم دیا ہے اور اس نے ہم کو اس کام پر مامور کیا ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو کر چلو۔ اس میں تمہاری اور تمہاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو تمہارے حق میں بہت برا ہوگا کہ تم کو ہلاک کر دے گا اور تمہاری قوم بھی تباہ کر دی جائے گی تمہارا ملک لوٹ لیا جائے گا۔'' آنحضرت ﷺ نے اس کلام پر کچھ توجہ نہ کی اور ان کو داڑھی منڈانے اور لب بڑھانے سے منع فرمایا۔ پوچھا، خرخسرہ سے کہا تمہارے خدا نے کیا حکم دیا ہے؟ تمہارا مقصود یہ ہے کہ کسریٰ تو۔ آنحضرت ﷺ نے کہا لیکن ہمارے خدا نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر آپ نے ان کو ٹھہرایا اور جواب کے لئے اگلا دن مقرر کیا۔

**رسول اکرم ﷺ کا باذان کو پیغام:** رات میں الہام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو شب کے وقت فلاں روز فلاں مہینے قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے بابویہ اور خرخسرہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بابویہ اور خرخسرہ کو اس خبر پر سخت تعجب ہوا، تھوڑی دیر تک خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے پھر بولے کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم اس نتیجے کو بھی سمجھے ہو؟ ہمارا شاہنشاہ تم کو اور تمہاری قوم کو تباہ و برباد کر دے گا اس سرزمین کی خاک تک کا پتہ نہ چلے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس ذلیل فکر میں نہ پڑو جاؤ اور ملک باذان کو اس واقعہ سے مطلع کرو اور میری طرف سے یہ کہو کہ میری حکومت اور میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے اور یہ قصر شاہی تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک کسریٰ کا تسلط رہا ہے ملک باذان اگر مسلمان ہو جاتا ہے تو میں اس کو جس چیز پر وہ متصرف ہے

ہے جہاں رکھوں گا اور ملک باذان کو اس کی قوم کی سرداری دے دوں گا۔ خرخسرہ بابویہ یہ پیام لے کر باذان کے پاس پہنچے اور ان سے سارا واقعہ بعینہ بیان کیا۔ باذان نے کہا یہ کلام غیر معمولی آدمیوں کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ یہ باتیں نبیوں کی سی تھیں میں اس کی پیشین گوئی کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوگا۔

**باذان کا قبولِ اسلام:** باذان اسی غور و خوض میں تھا کہ شیرویہ کا خط آ پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور قتل کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اہل فارس پر ظلم کرتا تھا۔ شرفاء ملک، وزراء و مشاہیر کو بلا وجہ قتل کراتا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیتا تھا۔ جس وقت میرا یہ فرمان تجھ کو ملے فوراً میری اطاعت قبول کر لے جیسا کہ اس سے پہلے تو شاہان فارس کا مطیع تھا اور اس شخص کی بابت جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اس سے تا صدور حکم ثانی کچھ تعرض نہ کرنا۔ باذان کو جس وقت شیرویہ کا یہ فرمان ملا اس نے اسی وقت آنحضرت ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی یہاں کے ابناء بھی مسلمان ہو گئے۔ بابویہ نے باذان سے بعد واپسی مدینہ یہ بھی کہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء و سلاطین سے باتیں کیں اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا لیکن اس شخص سے زیادہ بارعب میں نے کسی کو نہ پایا۔ باذان نے دریافت کیا کیا ان کے ساتھ جانثاروں کا کوئی دستہ بھی رہتا ہے۔ بابویہ نے کہا نہیں۔ واقدی کا بیان ہے کہ حضور نے بادشاہ وقت کو اسلام کی دعوت دی تھی لیکن وہ اسلام [illegible]۔

حلیف بنو ہاشم و معمر بن عبداللہ بن نضلہ عدوی و ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن لؤی و ابو عمرو مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حبشہ سے روانہ کر دیا۔ یہی لوگ ان مہاجرین میں سے باقی تھے جو جانب حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ جعفر بن ابی طالب مع اپنے ہمراہیوں کے اسی دن آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر ارشاد فرمایا (ما ادری بایهما انا اسر بفتح خيبر ام بقدوم جعفر) "مجھ کو خبر نہیں ہے کہ میں کس سے خوش ہوں فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے سے"۔

**فدک اور وادی القریٰ کی فتح:** جب اہل فدک کو اہل خیبر کے شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ "ہم کو صرف ہماری جانوں کی امان دی جائے۔ مال و اسباب سے ہم کو سروکار نہیں ہے"۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرما لی چونکہ فدک پر حملہ نہیں کیا گیا تھا اور نہ اس پر کسی سوار و پیادہ کو تیز رو گھوڑا جانے کا موقع ملا تھا۔ اسی وجہ سے بلا تقسیم جیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے حکم دیا آپ کے قبضہ میں رہا اور پھر خیبر سے مراجعت کے وقت آپ نے وادی القریٰ کی طرف رخ کیا اور اس کو بزور تیغ فتح کر کے اس کے مال غنیمت کو تقسیم فرما دیا۔ آپ ﷺ کا غلام مدعم نامی شہید ہوا۔

**ادائے عمرہ:** فتح خیبر کے بعد تا انقضاء شوال آپ مدینہ میں مقیم رہے۔ جب ذیقعدہ کا چاند دکھائی دیا اس عمرہ کو ادا کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے جو یوم حدیبیہ میں قریش کے روک دینے کے سبب نہ ہو سکا تھا۔ اور طے پایا تھا کہ سال آئندہ از روئے معاہدہ عمرہ ادا کریں گے۔ قریش کے چند اوباش طبیعت نوجوانوں نے دار الندوہ میں آپ کے خلاف مشورہ کیا لیکن گزشتہ سال کے معاہدہ کے سبب سے ان کو روک نہ سکے مجبور ہو کر خود مکہ سے نکل گئے اس خیال کراہت سے کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہو۔

**حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے عقد:** رسول اللہ ﷺ مع ان صحابہؓ کے جو سال گزشتہ میں بلا ادائے حج مقام حدیبیہ سے واپس گئے تھے مکہ میں داخل ہوئے عمرہ ادا کیا تین روز تک مقیم رہے اور بنو ہلال بن عامر میں سے میمونہ بنت الحارث (ابن عباس و خالد بن ولید کی خالہ) سے عقد کیا اور یہ قصد کیا کہ مکہ ہی میں شب عروسی کی رسم ادا کریں لیکن ایام مقررہ کے تمام ہو جانے سے قریش نے ان کو مکہ میں ٹھہرنے نہ دیا چنانچہ نہایت عجلت کے ساتھ آپ مع اپنے اصحابؓ کے مکہ سے روانہ ہو گئے راہ ام المومنین میمونہ بنت الحارث سے مقام سرف میں رسم عروسی ادا کی۔

---

[1] [illegible] وادی القریٰ [illegible]

[illegible] آنحضرت ﷺ کے [illegible] خدمت اقدس میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ نے [illegible] میمونہ بنت الحارث [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] میمونہ بنت الحارث [illegible] خدمت اقدس میں [illegible] آپ ﷺ نے [illegible]

# جنگ موتہ ۸ھ

**حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید کا قبول اسلام۔** عمرۃ القضاء سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ جمادی الاولیٰ ۸ھ بمطابق ۶۲۹ء تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد لشکر اسلام کو شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن اس موقعہ سے پیشتر عمرو بن العاصؓ و خالد بن ولیدؓ و عثمان بن ابی طلحہ سرداران قریش (رضی اللہ عنہم) ایمان لا چکے تھے۔ عمرو بن العاصؓ کے ایمان لانے کا ماجرا یہ ہوا کہ قریش کی طرف سے نجاشی والی حبشہ کے پاس ان مہاجرین کو لینے گئے تھے جو قریش کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ چلے گئے تھے۔ اتفاق سے نجاشی کے دربار میں عمرو بن امیہ الضمریؓ (جو آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر گئے تھے) اور عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں نجاشی پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی اور [illegible] نے مہاجرین کے دینے سے انکار کیا۔ عمرو بن العاص سے نہایت عزت کے ساتھ پیش آیا۔ عمرو بن العاص بظاہر نجاشی کے دربار سے ناکام لوٹے لیکن اس ناکامی نے ان کا کام کر دیا۔ ان کے دل کو جو کفر و الحاد کی تاریکی میں گھرا ہوا تھا آفتاب اسلام نے اپنی روحانی روشنی سے منور کر کے [illegible] اپنی طرف کھینچ لیا۔ قریش میں سے خالد بن الولیدؓ سے ملے اور ان کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا خالد بن الولیدؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کے ساتھ مدینہ ہجرت کر آئے۔

**صحابہ کرام کی بغرض جہاد روانگی۔** ان بزرگوں کے اسلام لانے اور ہجرت کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے شام کی طرف لشکر اسلام روانہ کیا۔ اس لشکر میں خالد بن الولیدؓ بھی شامل تھے۔ لشکر کا سردار زید بن حارثہؓ کو مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ اگر اتفاق سے زید کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو جعفر بن ابی طالبؓ لشکر کا سردار مقرر ہو اور اگر وہ بھی کسی حادثہ ناگہانی میں مبتلا ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں اور اگر یہ بھی کسی قضائے الٰہی میں مبتلا ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہے جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ سے دور تک آ کر ثنیۃ الوداع تک لشکر اسلام کو رخصت کیا۔ لشکر اسلام کی تعداد قریب تین ہزار کے تھی۔ جب یہ لشکر معان مقام پہنچا جو حدود شام میں ہے تو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل بادشاہ روم مسلمانوں کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر مقام مآب سرزمین بلقاء میں خیمہ زن ہے اور اس کے ہمراہ ایک لاکھ رومی سپاہی اور ایک لاکھ عیسائی عرب ہیں جن میں قبائل لخم و جذام و قضاعہ و بہراء و بلی و قیس وغیرہ سے متعلق ہیں۔ دو لاکھ کا ایک بڑا لشکر مقابل ہے۔ یہ سن کر اسلامی لشکر نے دو شب معان میں قیام کیا اور باہم یہ مشورہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو خط لکھ کر اطلاع دی جائے اور ان کے حکم و امداد کا انتظار کیا جائے۔

**حضرت عبداللہ بن رواحہ کا خطبہ جہاد۔** عبداللہ بن رواحہؓ نے اسلامی لشکر کا یہ پس و پیش دیکھ کر بلند آواز سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا: انعم انما ھو حتم تطلبون الشھادۃ و ما نقاتل الناس بعدد و لا قوۃ الا بھذا الدین الذی اکرمنا اللہ بہ فانطلقوا الی جنوب [illegible] عند قریۃ موتۃ و رتبوا المیمنۃ و المیسرۃ و اقتتلوا و [illegible]

[illegible] یعنی تم شہادت کے شوق سے نکلے ہو [illegible] طاقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (طبری [illegible])

**حضرت زید بن حارثہؓ کی شہادت** [illegible] کلام کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک تازہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شہید ہو گئے

**حضرت جعفرؓ کی شہادت** ان کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کی شہادت [illegible]

**حضرت خالد بن ولیدؓ کی حیثیت سپہ سالار لشکر** [illegible] [illegible] يا معشر المسلمين اصطلحوا على رجل منكم [illegible] [illegible] فاصطلحوا على خالد بن الوليد [illegible] [illegible]

**مجاہدین کی مراجعت** [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

---

[illegible]

[illegible] آپ ﷺ [illegible]

شہید ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ غزوۂ موتہ سے واپس ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا مدینہ سے باہر استقبال کیا جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت سے آپ کو سخت صدمہ ہوا عبداللہ بن جعفرؓ کو (یہ اس وقت لڑکے تھے) اٹھا کر اپنی سواری پر سوار کر لیا۔ جوشِ محبت و فرطِ غم سے آنسو نکل آئے ان کی مغفرت کی دعا کی اور فرمایا" کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بازو مرحمت فرمائے ہیں جس سے وہ جنت میں اڑتے ہیں اسی روز سے جعفر ابن ابی طالبؓ ذوالجناحین کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اسی اعتبار سے بعض ان کو طیار بھی کہتے ہیں۔

---

… عدو اللہ نے اس کو قتل کیا (اس کے بعد جعفرؓ نے رایت اسلام لیا اور دشمنوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہاں تک کہ یہ بھی شہید ہو گئے۔ (آخر ان کو بھی قتل کر دیا) پھر عبداللہ بن رواحہ نے رایت اسلام لیا کہ آنحضرت ﷺ خاموش رہے تا اینکہ انصار کا چہرہ اس سے متغیر ہو گیا اور عبداللہ کی طرف سے اس کی روگردانی پیدا ہوئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی قاتلوں سے لڑے اور شہید ہوئے۔ یہ سب کے سب جنت میں اٹھائے گئے جب اس وقت تخت زریں پر جو مجلس ہیں لیکن عبداللہ کا تخت ان دونوں کے تخت سے کچھ الگ بچھا پایا ہے۔ جب کہ انہوں نے رایت اسلام لینے کے وقت کچھ تردد پیش آیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان کے بعد رایت اسلام کو سیف من سیوف اللہ خالد بن الولید نے لیا اور لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا۔ اسی دن سے خالد بن الولیدؓ سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ واللہ اعلم

# باب ۸

## فتح مکہ ۸ھ

**بنو خزاعہ اور بنو بکر کی عداوت:** اس سے پیشتر ذکر ہو چکا ہے کہ جس وقت مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش میں معاہدہ ہوا تھا تو بنو خزاعہ نے کہا تھا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے دوستوں میں شامل ہوتے ہیں اور قریش کے گروہ میں بنو بکر شامل ہو گئے تھے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان دونوں قبیلوں میں زمانہ جاہلیت کی عداوت چلی آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مالک بن عباد حضرمی حلیف اسود بن رزن الدیلی تجارت کا مال لے کر خزاعہ کے علاقے میں آیا تو خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا تو بنو بکر نے اس کے عوض میں موقع پا کر خزاعہ کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ خزاعہ نے اس واقعہ سے برہم ہو کر سلمیٰ و کلثوم و ذؤیب پسران اسود کو قتل کر ڈالا۔ انتقام در انتقام کا یہ سلسلہ چلا آ رہا تھا کہ ظہور اسلام ہوا اور دونوں قبیلوں نے اسلام کے مقابلہ میں جنگ و جدل کی طرف سے توجہ ہٹا لی تھی۔

**صلح حدیبیہ کی تنسیخ:** مقام حدیبیہ میں ایک جانب قریش اور دوسری جانب مسلمانوں کا فریق ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے تھے۔ اس وقت بنو بکر نے نوفل بن معاویہ کے ساتھ مل کر اپنے لئے موقع مناسب دیکھ کر خزاعہ پر حملہ کر دیا۔

نوفل بن معاویہ نے باوجود اس کے کہ وہ صلح کا پابند تھا بنو خزاعہ پر جو بے خبر تھے شب خون مارا۔ قریش نے بھی ہتھیاروں اور آدمیوں سے بنو بکر کی مدد کی۔ خزاعہ بھاگ کر حرم میں پناہ گزیں ہوئے لیکن وہاں بھی ان کو امان نہ ملی اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ بنو خزاعہ نے اس ظلم و ستم کا قریش سے انتقام لینے کی غرض سے آنحضرت ﷺ کی طرف رجوع کیا کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے حلیف تھے اور قریش نے صلح کی شرائط کو توڑ کر بنو بکر کی مدد کی تھی۔ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ کو فسخ کر دیا اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا۔

**ابو سفیان کی صلح حدیبیہ کی تجدید کی کوشش:** اس واقعہ کے بعد بنی خزاعہ کے عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کی عہد شکنی اور ظلم کی شکایت کر کے امداد کے خواستگار ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے امداد کا وعدہ فرمایا۔ جس وقت یہ لوگ واپس جانے لگے تو آپ ﷺ نے

فرمایا ابو سفیان مکہ سے مدت صلح بڑھانے اور عہد کو مضبوط کرنے آ رہا ہے لیکن بے نیل و مرام واپس جائے گا اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوگا۔ قریش اپنے کئے پر پشیمان ہوں گے چنانچہ ابو سفیان اور بدیل بن ورقاء سے مقام عسفان میں ملاقات ہوئی ابو سفیان نے کہا بدیل تو کہاں سے آ رہا ہے؟ بدیل نے جواب دیا اسی وادی سے بدیل یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ابو سفیان روانہ ہوکر مدینہ میں پہنچ کر اپنی لڑکی ام المومنین ام حبیبہؓ کے پاس گیا۔ ام حبیبہؓ نے فرش کو لپیٹ لیا اور یہ کہا یہ آنحضرت ﷺ کا بچھونا ہے اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ ابو سفیان نے کہا کہ اے لڑکی تو میرے بعد شر میں مبتلا ہوگئی۔ ام حبیبہؓ نے جواب دیا نہیں! بلکہ میں نور اسلام سے منور ہوگئی اس کے بعد ابو سفیان اٹھ کر مسجد میں آیا اور آنحضرت ﷺ سے کچھ باتیں کیں۔ لیکن آپ ﷺ نے جب کچھ جواب نہ دیا۔ تو وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب کے پاس گیا حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا واللہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کا کیا قصد ہے تو میں تم سے آج نپٹ لیتا۔

ابو سفیان اس بات کو سن کر چپکا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس چلا آیا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس اس وقت ان کی بیوی فاطمہؓ زہرا اور حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو سفیان نے اپنی وہی التجا حضرت علی ابن ابی طالب سے بھی پیش کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں اس معاملے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو نہیں کرسکتا جس میں انہوں نے کچھ قصد کر لیا ہے"۔ ابو سفیان یہ سن کر حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا "اے بنت محمد (ﷺ) کیا تم اپنے اس لڑکے (حسنؓ) کو یہ حکم نہیں دے سکتی ہو کہ یہ محمد (ﷺ) سے جا کر میری کچھ سفارش کرے" حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا "کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی کی سفارش کرسکتا ہے؟"

**ابو سفیان کی بے نیل و مرام واپسی:** ابو سفیان اس جواب سے مایوسی کی حالت میں خاموش ہوکر بیٹھ گیا اور دل میں یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ اتنے میں حضرت علیؓ نے فرمایا "اے ابو سفیان میں تم کو ایک نہایت عمدہ تدبیر بتلاتا ہوں"۔ ابو سفیان یہ سن کر خوش ہو گیا اور ان کی طرف دیکھنے لگا حضرت علیؓ نے فرمایا تم بنو کنانہ کے سردار ہو تم کو کسی کے تعارف کرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اٹھو اور سیدھے مسجد میں چلے جاؤ اور بہ آواز بلند یہ کہہ کر کہ "میں مدت صلح بڑھانے اور عہد نامہ کے اقرار کو مضبوط کرنے کو آیا ہوں"۔ اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ ابو سفیان نے کہا کہ کیا یہ بات میرے نفع کی ہے؟ علیؓ نے فرمایا "میرا گمان یہی ہے لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے جو میں اس میں تمہارا کہاں تک نفع اور کس حد تک نقصان ہے"۔ ابو سفیان اس کلام کے ختم ہوتے ہی اٹھ کر مسجد میں آیا اور بلند آواز سے یہ کہہ کر کہ "میں مدت صلح بڑھانے جاتا ہوں اور از سر نو عہد و اقرار کو مضبوط کئے جاتا ہوں"۔ مکہ کو چل کھڑا ہوا اہل مکہ نے یہ واقعہ سن کر ابو سفیان سے کہا کہ تم نے کچھ نہ کیا حضرت علیؓ نے تمہارے ساتھ تمسخر کیا۔

**حضرت حاطبؓ کا خفیہ خط:** ابو سفیان کی روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا صحابہ

(رضوان اللہ علیہم) سامان حرب و آلات حرب درست کرنے لگے اسی اثنا میں حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے ایک خط میں ان حالات کو لکھ کر ایک عورت حریۃ کنود نامی کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف روانہ کیا۔ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس امر کی اطلاع ہو گئی آپ ﷺ نے حضرت علیؓ زبیرؓ اور مقدادؓ (رضی اللہ عنہم) کو اس عورت کو ڈھونڈنے اور گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا ان لوگوں نے اس کو روضہ خاخ میں پہنچ کر گرفتار کر لیا اور اسباب اس کا ڈھونڈا لیکن خط کا پتہ نہ لگا تب آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نہایت سچے ہیں تعجب ہے کہ خط نہیں ملتا"۔

**حریۃ کنود کی گرفتاری:** علیؓ نے اس عورت سے کہا کہ بہتر ہو گا کہ تو اس خط کو دے دے ورنہ ہم بہت تنگ کریں گے عورت اس دھمکی میں آ گئی اور اس نے اپنے جوڑے سے نکال کر خط دے دیا۔ یہ لوگ اس عورت کو مع خط کے آنحضرت ﷺ کے پاس پکڑ لائے تو آپ نے حاطب بن ابی بلتعہؓ سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ حاطب نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! واللہ میں مسلمان ہوں مجھے اسلام میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے لیکن میرے متعلقین قریش میں ہیں میں نے یہ چاہا تھا کہ وہ میرے خوف سے میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ اہل بدر کی شان میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنی "جو چاہو کرو میں نے تم سب کو بخش دیا ہے"۔

**رسول اللہ ﷺ کی مکہ کو روانگی:** دس رمضان المبارک کو دس ہزار کی جمعیت سے رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بقصد فتح مکہ روانہ ہوئے ایک روایت میں ایک ہزار مزینہ و سلیم کے اور ایک ہزار جہینہ کے اور غفار کے چار سو اور اسلم کے چار سو اور باقی قریش و انصار اور مہاجرین اللہ تعالیٰ کے حلیف و تابع (رضی اللہ عنہم) تھے مدینہ میں کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاری آپ کے قائم مقام ہوئے۔ جس وقت آپ ذی الحلیفہ اور بعض کہتے ہیں کہ جحفہ میں پہنچے عباسؓ بن عبدالمطلب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتے ہوئے ملے تو آنحضرت ﷺ کے کہنے سے حضرت عباسؓ نے اپنا اسباب مدینہ بھیج دیا اور خود آپ کے ہمراہ بقصد جہاد لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ واپس ہوئے۔ ثنیۃ العقاب میں ابوسفیان بن الحارث و عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ لوگ بھی ہجرت کئے ہوئے آ رہے تھے لیکن اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ ملی۔ ام المومنین ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو فرمائی تب ان کو حاضری کی اجازت ہوئی ان لوگوں نے حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے۔ عشاء کے وقت مرالظہران میں لشکر اسلام اترا تو آپ نے ایک ایک دستہ کو ایک ایک جماعت علیحدہ کر کے ہر ایک سے آگ روشن کرنے کے لئے فرمایا اور حضرت عمر بن الخطاب کو چوکی پہرہ پر رکھا۔

**حضرت عباسؓ اور ابوسفیان:** حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے دل میں دفعۃً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر قریش نے اس مرتبہ آنحضرت ﷺ سے مخالفت کی اور آپ ﷺ کو مکہ میں جبراً گھسنا پڑا تو قریش کی خیریت نہیں ہے۔ یہ ابوسفیان وغیرہ

اس قدر ترقی پذیر ہوا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے نکلے تاکہ جا کر اہل مکہ کو کسی جانے والے کے ذریعہ خبر کر دیں اتفاق سے ابوسفیان بن حرب، بدیل بن ورقا، حکیم بن حزام مخبری کی غرض سے مکہ سے نکل کر وادی میں پھر رہے تھے۔ بدیل بن ورقا کہہ رہے تھے کہ یہ آگ بنو خزاعہ کی ہے ابوسفیان نے اس کا جواب دیا "خزاعہ میں یہ طاقت کہاں سے آئی اور ہمت کہاں" اتنے میں ان کے پاس تک پہنچ گئے تھے حضرت عباسؓ نے یہ گفتگو سن کر کہا یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ واللہ اگر قریش پکڑے گئے تو سب ہو گئے تو تم لوگ زندہ نہ بچ سکو گے قریش کی جان بچانے کی یہ صورت ہے کہ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لو۔ ابوسفیان کی آواز کو پہچان کر حضرت عباسؓ کے پاس آیا۔ حضرت عباسؓ اسے اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے حضرت عمر بن الخطابؓ اپنے ساتھ ابوسفیان کو دیکھا تو ان کی طرف جھپٹے۔ حضرت عباسؓ نے بچا کر ان کو پیچھے کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب نے کہا یہ دشمن خدا اور رسول ﷺ ہے بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے مگر چونکہ حضرت عمر بن الخطاب پیادہ تھے اور عباسؓ سوار تھے اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے ہمراہ لے کر بہت تیزی سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کے پیچھے پیچھے عمر بھی پہنچے حضرت عمر بن الخطاب آ پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا ابوسفیان بلا کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے اس کو اپنی امان میں لے لیا۔ حضرت عمر ابن الخطاب اس پر بحث کرنے لگے اس کے قتل پر اصرار کرتے رہے اور تلوار کھینچے ہوئے حکم و اشارہ کے منتظر تھے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ اے عمر! اگر یہ بنو عدی سے ہوتا تو تم قتل پر اس قدر اصرار نہ کرتے لیکن چونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بنو عبد مناف سے ہے اس وجہ سے تم قتل پر زور دے رہے ہو۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے جواب دیا واللہ تمہارا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی تمہارا اسلام زیادہ محبوب تھا۔ حضرت عباسؓ! ابوسفیان کی نسبت اپنا خیال ہے تو جو چاہو کرو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔

**ابوسفیان کا ماننا** عباسؓ اس کلام کا جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ابوسفیان کی طرف جھپٹے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے ابوسفیان کو شب بھر کے لئے امان دی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سن کر دم بخود رہ گئے تو پھر کر لیا اس کے بعد حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ صبح کو میرے پاس لانا۔ صبح ہوتے ہی حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب ابوسفیان کو ہمراہ لئے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان سے مخاطب ہو کر فرمایا "ابوسفیان! ابھی تک تیرے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو لا الہ الا اللہ پر ایمان لاتا" ابوسفیان نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیسے حلیم و کریم ہیں خدا کی قسم مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اگر سوائے اللہ کے اور کوئی الٰہ ہوتا تو مجھ کو ضرور آپ کی امداد سے مستغنی کر دیتا۔

**ابوسفیان کا قبول اسلام:** آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا "شرم کی بات ہے کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھے اللہ کا رسول ﷺ جانے" ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس امر میں مجھے ابھی کچھ پس و پیش ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ پر تف ہو تو اپنی گردن زنی سے پہلے اسلام لا۔ ابوسفیان یہ سن کر عباسؓ کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا عباسؓ نے کہا دیکھو وہ آ رہے ہیں یعنی محمد رسول اللہ تمہارے سامنے آتے ہی وہ تیری گردن اڑا دیں گے۔ ابوسفیان نے یہ سنتے ہی گھبرا کر محمد رسول کہہ دیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

**ابوسفیان کی عزت افزائی:** ابوسفیان کے ایمان لانے کے بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان مکہ کے سرداروں میں ہے۔ فخر کو زیادہ پسند کرتا ہے آپ ان کے لئے کوئی ایسا امتیاز کر دیجئے جس سے یہ اوروں سے ممتاز سمجھا جائے آپ نے فرمایا اچھا جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو لے کر ناکہ داری پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ یہ اللہ کے لشکروں کو دیکھے چنانچہ حضرت عباس فوراً ابوسفیان کو لے کر تنگ جگہ پر کھڑے ہو گئے قبیلہ قبیلہ کا گروہ جوق در جوق گزرنے لگا ابوسفیان ہر ایک کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا جاتا اور پوچھتا جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار کے گروہ میں سبز زرہیں اور سفید خود پہنے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان نے گھبرا کر دریافت کیا (من هؤلاء) "یہ کون لوگ ہیں" حضرت عباس نے کہا (هذا رسول الله في المهاجرين والانصار) یعنی "یہ مہاجرین و انصار میں اللہ کے رسول ہیں"۔ ابوسفیان نے تعجب سے کہا تمہارے بھائی کے لڑکے کا ملک بہت بڑھ گیا اور اس کا لشکر بے حد زیادہ ہو گیا عباس نے کہا اے ابوسفیان یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے پھر ابوسفیان نے پوچھا یہ سب کہاں جا رہے ہیں اور کیا کریں گے؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا تیری قوم پر جاتے ہیں۔

**اہل مکہ کو امان:** ابوسفیان یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ان سے رخصت ہو کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کیا انہوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں یا ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو یا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے لشکر اسلام کا جھنڈا سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جس وقت یہ ابوسفیان کے پاس سے ہو کر گزرے اس وقت جوش میں آ کر کہہ گئے (اليوم يوم الملحمة . اليوم تستحل الحرمة) یعنی "آج لڑائی کا دن ہے اور آج حرم کو حلال کیا جائے گا"۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ سے لے کر حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو دے دیا میمنہ میں خالد بن ولید اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ کو لئے ہوئے اور میسرہ میں زبیرؓ اور مقدمۃ الجیش میں عبیدہ بن الجراح اور قلب لشکر میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) کے رونق افروز ہوئے۔ حضرت زبیرؓ کو اعلیٰ مکہ سے اور خالدؓ کو اس کے اسفل سے داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مقابلہ کرے اس سے لڑو۔ خود بہ نفس نفیس ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے

ارادہ سے بکر والوں کو بچانا چاہا تو ان کا سامنا خالد بن ولید سے ہوا۔ جس میں مسلمانوں میں سے دو آدمی مارے گئے (کرز بن جابر اور حبیش بن خالد (خزاعہ سے)) لڑائی بہت شدید ہوئی۔ قریش کی طرف سے تیرہ آدمی مارے گئے۔ باقی بھاگ نکلے۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں یہ فتح ۲۰ رمضان ۸ھ کو ہوئی۔

**عبد العزیٰ بن خطل کا قتل:** جب مکہ فتح ہو چکا تو چند مجرموں کا خون آپ ﷺ نے مباح کر دیا تھا۔ ان میں ایک عبدالعزیٰ بن خطل (جس کا نام اسلام لانے کے بعد عبداللہ تھا) پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ایک انصاری اور ایک غلام رومی تھا۔ غصہ میں اس نے غلام کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ یوم فتح مکہ اس خیال سے کہ شاید اس کی جان بخشی ہو جائے غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا۔ پھر بھی اس کو وہاں قتل کر دیا گیا۔ حضرت سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی نے قتل کیا۔

**عبداللہ بن سعد بن ابی سرح:** یہ آنحضرت ﷺ کا کاتب تھا اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ یوم فتح جان کے خوف سے چھپ گیا۔ پھر حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا جو اس کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت عثمان ان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور بیعت کے لئے پیش کیا۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر ایک ساعت بعد آپ ﷺ نے بیعت کر لیا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب میں خاموش تھا تو تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر اس کو قتل کیوں نہ کر دیا۔ انصار میں سے ایک نے عرض کیا کاش آپ اشارہ فرما دیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اشارہ بازی نبی کی شان نہیں۔ یہ عبداللہ اسلام لانے کے بعد نہایت صالح ثابت ہوئے اور ان سے عظیم فتوحات ہوئیں۔ حضرت عثمان ذوالنورین کی خلافت میں ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا گیا تھا۔

**حویرث بن نقیذ اور مقیس بن صبابہ کا قتل:** یہ دونوں بھی ان لوگوں میں تھے۔ حویرث بن نقیذ بڑا گستاخ تھا۔ آنحضرت ﷺ کو بہت ستایا کرتا تھا۔ اس کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم فتح قتل کیا تھا۔ مقیس بن صبابہ کا بھائی غلطی سے ایک انصاری کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور دیت بھی وصول کر لی تھی اور ایک انصاری کو بھی اس نے اس کے بدلے قتل کر کے مکہ بھاگ گیا۔ یوم فتح اس کو نمیلہ بن عبداللہ لیثی نے قتل کیا تو اس کے پیچھے قتل کئے گئے۔ ان کے علاوہ ابن خطل کی دو مغنیاں تھیں جو آنحضرت ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک ماری گئی۔ دوسری نے امان طلب کی۔ آپ ﷺ نے امان دے دی۔ سارہ جو عبدالمطلب کی اولاد میں سے کسی کی لونڈی تھی اس کی درخواست سے اس کی بھی جان بخشی کی گئی۔ حضرت ام ہانی کے گھر دو شخص حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ پناہ گزین تھے۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے ان کو قتل کرنا چاہا۔ ام ہانی نے ان کو امان دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی امان کو قائم رکھا۔

**زیارت کعبہ:** فتح کے بعد آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ

ہوئے کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت اسامہ و بلال و عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تھے حجابت بیت اللہ انہی کے قبضہ میں رکھی۔ یہی اس وقت سے آج تک ان کی اولاد میں بیت اللہ کے حجابت ہوتے چلے آتے ہیں۔ کعبہ کے اندر باہر و اطراف میں جس قدر اصنام تھے۔ ان کو توڑ ڈالنے کا حکم دے دیا۔ خود بہ نفس نفیس دست مبارک میں ایک چھڑی لئے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے (جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ......) یعنی "حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا باطل بے شک بھاگ جانے والا تھا"۔ آپ ﷺ کے ان کلمات فرمانے اور اشارہ کرنے سے کوئی بت ایسا نہ تھا جو منہ کے بل نہ گر پڑا ہو۔ جب نماز کا وقت آیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے کعبہ کی پشت پر اذان دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور جماعت کے ساتھ بے خوف و اطمینان ادا کی۔

**اہل مکہ سے خطاب:** اس کام سے فارغ ہو کر دوسرے روز آنحضرت ﷺ باب کعبہ پر کھڑے ہو کر [illegible] حجابت بیت اللہ و سقایہ حاجیوں کو برقرار رکھا اور یہ فرمایا کہ "مکہ اس سے قبل اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال تھا۔ بے شک آج کے دن ایک ساعت کے لئے میرے واسطے حلال ہو گیا تھا لیکن اب پھر اس کی حرمت حسب سابق بحال ہو گئی

---

[1] اس مقام پر حضرت مصنف نے قصہ کا اختصار کیا ہے۔ خطبہ [illegible] ابن اسحاق نے کتاب [illegible] روایت کی ہے [illegible] ﷺ نے [illegible] یہ خطبہ دیا:

يا أيها الناس إن الله حرم مكة يوم خلق السموات والأرض فهي حرام من حرام الله إلى يوم القيامة فلا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسفك فيها دما ولا يعضد فيها شجرة لم تحلل لأحد كان قبلي ولا تحل لأحد يكون بعدي ولم تحلل لي إلا هذه الساعة غضبا على أهلها ألا ثم قد رجعت كحرمتها بالأمس فليبلغ الشاهد منكم الغائب فمن قال لكم إن رسول الله ﷺ قد قاتل فيها فقولوا إن الله قد أحلها لرسوله ولم يحللها لكم يا معشر خزاعة ارفعوا أيديكم عن القتل فلقد كثر القتل إن نفع لقد قتلتم قتيلا لأدينه فمن قتل بعد مقامي هذا فأهله بخير النظرين إن شاءوا فدم قاتله وإن شاءوا فعقله

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرمت والا بنایا۔ وہ قیامت تک اللہ کی حرمت سے حرام ہے۔ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ یہاں خون ریزی کرے یا اس کا کوئی درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ میرے لئے بھی صرف اس ساعت اہل مکہ پر غضب کی وجہ سے حلال کیا گیا تھا۔ اب اس کی حرمت پھر ویسی ہی ہو گئی جیسی کل تھی۔ جو حاضر ہیں وہ غائب تک یہ بات پہنچا دیں۔ اگر کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں قتال کیا تو کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے اسے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں کیا۔ اے خزاعہ کے لوگو! قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ قتل بہت ہو چکا [illegible] تم نے ایک شخص کو قتل کیا ہے میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ اب اس کے بعد جو شخص قتل کیا جائے گا اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہیں تو قاتل کا خون لیں چاہیں خون بہا لیں"۔ [illegible]

[illegible]

نماز کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا:

((لا اله الا الله وحده لا شریک له صدق وعده و نصر عبده و هزم الاحزاب وحده الا ان کل مأثرة او دم او مال یدعی فهو تحت قدمی هاتین الا سدانة الکعبة و سقایة الحاج الا و ان قتیل الخطأ مثل العمد بالسوط و العصا فیه الدیة مغلظة مائة من الابل منها اربعون فی بطونها اولادها یا معشر قریش ان الله قد اذهب عنکم نخوة الجاهلیة و تعظمها بالآباء الناس من آدم و آدم خلق من تراب قال الله تعالیٰ یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم خبیر یا معشر قریش ما ترون انی فاعل بکم قالوا خیرا اخ کریم و ابن اخ کریم قال فانی اقول کما قال یوسف لا تثریب علیکم الیوم اذهبوا فانتم الطلقاء))

”حق دار عبادت اللہ ہی ہے وہ تنہا ہے اور شریک سے بری ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا لشکر کو شکست دی۔ کان کھول کر سن لو! ہر رسم و خون یا مال جس کا جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا میرے پاؤں کے نیچے ہے (میں نے ان سب کو مسترد کر دیا) ہاں کعبہ کی تولیت اور زمزم پلانے کا عہدہ حسب دستور باقی ہے۔ یاد رکھو قتل خطا کی خوں بہا بھی مثل عمد ہے جو کوڑوں سے ہو یا لاٹھیوں سے دونوں کی دیت سخت ہے یعنی سو اونٹ جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔ اے اہل قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور باپ دادا پر فخر کرنا ختم کر دیا تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو اور جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف ہے اور اللہ بہت علم والا اور بڑا باخبر ہے۔“

اے اہل قریش! تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ انہوں نے کہا بھلائی کا خیال ہے کیونکہ آپ بہترین بھائی ہیں اور بہترین بھائی کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا تو میں وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

**بیعت** خطبہ سے فارغ ہو کر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے اللہ کی اطاعت اور رسول کی بیعت لینے لگے مردوں کی بیعت سے فراغت پر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور کیا اور خود بیٹھے ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔

**صفوان بن امیہ اور ابن زبعریٰ کو امان** صفوان بن امیہ فتح کے بعد جان کے خوف سے یمن کی طرف بھاگا۔ عمیر بن وہبؓ (اس کی قوم سے تھے) نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان کی امان کی درخواست کی آپ نے اس کو امان دی اور اس امر کے اظہار کے لئے اپنا وہ عمامہ مرحمت فرمایا جو مکہ میں داخلے کے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا۔ عمیر بن وہب صفوان کو یمن کے قریب سے واپس لائے اس نے آنحضرت ﷺ سے دو مہینے کی مہلت طلب کی آپ نے چار مہینے کی مہلت عطا فرمائی۔ ابن الزبعریٰ شاعر بھی نجران کی طرف بھاگ گیا تھا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی شوہر ام ہانی مکہ کی فتح کے وقت نکل بھاگا تھا اور وہیں بحالت کفر مر گیا۔

**بت خانہ عزیٰ کا انہدام:** ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کے اطراف و جوانب کی طرف سرایا روانہ فرمائے۔ لیکن ان کو قتال سے منع فرما دیا۔ منجملہ ان کے خالد بن الولیدؓ بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ انہوں نے بنو جذیمہ سے لڑائی کی اور مال و اسباب پر قبضہ کیا۔ جب حضرت خالدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس ناپسندیدہ امر کی معرفت حضرت علیؓ کی معرفت بنو جذیمہ کو واپس دیا اور ان کے مقتولین کی دیت (خون بہا) ادا کی۔ اس کے بعد پھر حضرت خالدؓ کو عزیٰ کی جانب روانہ کیا۔ قریش و کنانہ اس کی جاہلیت میں بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کی مجاورت بنو شیبان تھے جو سلیم قبیلہ بنو ہاشم کے حلیف تھے۔ خالد بن الولیدؓ نے اس کو منہدم کر دیا۔

**انصار کی تالیف قلوب:** انصار کو فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے یہیں قیام کرنے سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اب آپ مکہ ہی میں آبائی وطن میں رہ جائیں گے۔ مدینہ تشریف نہ لے جائیں گے اس وجہ سے ان کو ایک گونہ صدمہ ہوا لیکن یہ اسی خیال میں پڑے ہوئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو تشریف لائے انصار کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا "میری زندگی و موت تمہاری زندگی و موت سے متعلق ہے۔"

> (مترجم) **تطہیر کعبہ:** ابن اسحاق نے مختلف اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس میں تصاویر دیکھیں ان بتوں کو جو خانہ کعبہ میں تھے اپنے دست مبارک سے منہدم کیا اور حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں جو ان کے ہاتھوں میں تھیں مٹا دی گئیں۔ جو بت اطراف خانہ کعبہ میں تھے ان کے منہدم کرنے کا حکم صادر فرما دیا۔
>
> **عزیٰ کا انہدام:** ۲۵ رمضان ۸ھ کو عزیٰ کو منہدم کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کئے گئے۔ عمرو بن العاصؓ کو سواع (ہذیل کے صنم) کی طرف روانہ کیا۔ عمرو بن العاصؓ جس وقت سواع کے قریب پہنچے تو وہاں کے مجاور نے کہا تم کس ارادہ سے آئے ہو؟ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس بت کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ مجاور نے حیرت کی نگاہ سے دیکھ کر کہا تم اس پر قادر نہ ہو سکو گے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا کیوں؟ مجاور نے جواب دیا کہ خدا اس کو تم سے روک لے گا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا تم پر تف ہے اب تک اسی ذلیل باطل میں گرفتار ہو۔ پھر عمرو بن العاصؓ اس کی طرف بڑھے اور اس کو ایک ضرب سے پاش پاش کر ڈالا اور اس کے خزانہ کو تلاش کیا لیکن اس میں سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر عمرو بن العاصؓ نے مجاور سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ مجاور نے جواب دیا میں اللہ پر ایمان لایا۔ پھر جب مناۃ کی طرف سعد بن زید اشہلی بیس سواروں کے ساتھ روانہ کئے گئے تو وہاں ایک سیاہ فام برہنہ عورت نکلی سعد نے اسے قتل کیا اور مناۃ کو منہدم کر دیا۔ اس کے خزانے میں بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

**بنو ہوازن اور بنو ثقیف:** ہوازن و ثقیف فتح مکہ سے پہلے عربوں کا آنحضرت ﷺ کی نسبت سلسلہ دراز میں آپ ﷺ کی نسبت ایک عام خیال پیدا ہو گیا تھا اور ان کی رگوں میں جوش انتقام کا خون دوڑ رہا تھا۔ پرانی عداوتوں کا خیال پھر تازہ ہو گیا۔ جس سے ان کو مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے چنانچہ ہوازن و ثقیف اسی وقت سے

جب [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] تھے [illegible] فتح مکہ کے بعد [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] مالک بن عوف [illegible] کے خلاف [illegible] [illegible]

[illegible]

درید بن الصمہ کی [illegible] مالک [illegible]

[illegible]

ذات انواط کا واقعہ آنحضرت ﷺ [illegible] یا رسول اللہ ﷺ

---

[illegible]

ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے جیسا کہ ان کے لئے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سوال سے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا "تم نے مجھ سے ویسا ہی کہا ہے جیسا کہ قوم موسیٰ نے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک الٰہ ان کے الٰہ کی طرح بنا دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم لوگ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو گے جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ [illegible] اپنے خیالات [illegible] دل میں [illegible]

**جنگ حنین** ۱۰ شوال ۸ھ کو آنحضرت ﷺ وادی حنین میں پہنچے۔ [illegible] حنین میں [illegible] کے وقت سے ہوازن وادی حنین کے دونوں جانب کمین گاہوں میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔ جس وقت لشکر اسلام اس وادی سے ہو کر گزرا تو ان کمین گاہوں سے نکل کر دفعتاً حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے منتشر اور غیر مرتب ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے [illegible] واپس آنے کے لئے آواز دی لیکن [illegible] آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر، عمر، علی، عباس، ابو سفیان بن الحارث، ان کے لڑکے جعفر، فضل، قثم پسران عباس اور ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تھی۔ آنحضرت ﷺ سفید خچر دلدل نامی پر سوار تھے اور حضرت عباس نے آپ کے کہنے سے [illegible] پکارا [illegible] [illegible] تلوار [illegible] مسلمانوں کے خلاف [illegible] آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ کر مسلمانوں [illegible] پہلے بھی شکست ہوئی۔

**ہوازن کی پسپائی** جب آنحضرت ﷺ نے [illegible] ہوازن کے [illegible] کے قریب آپ کے پاس [illegible] سب نے ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا ہوازن پسپا ہو کر پیچھے ہٹے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے [illegible] ان کے لڑکوں، عورتوں کو قید کر لیا [illegible] اسباب پر قبضہ کر لیا [illegible] [illegible] مالک بن عبداللہ [illegible]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شروع جنگ سے پہلے رایت (جھنڈا) چھوڑ کر بھاگ گیا اس وجہ سے ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ مالک بن عوف نصری نے اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر طائف میں جا کر دم لیا ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کی طرف بھاگے سواران اسلام نے ان کا تعاقب کیا درید بن الصمۃ اسی دوران میں ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سماک بن عوف بن امرء القیس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

**بنو ہوازن کا تعاقب**: آنحضرت ﷺ نے ان بنو ہوازن سے لڑنے کے لئے ابو عامر اشعری کو ابو موسیٰ کو روانہ کیا جو اوطاس کے ایک مورچے پر جمع ہو کر پناہ گزیں تھے۔ جب ابو عامر معرکہ میں درید بن الصمۃ کے تیر سے شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ نے رایت اسلام لے کر نہایت شدت سے حملہ کیا اور اپنے چچا کے قاتل کو مار ڈالا۔ مشرکین بالکل سے نکل کر بھاگے جو نصیر بن معاویہ۔ بنو رباب میں قتل کا بازار گرم ہو گیا ہوازن کے جتنے لوگ اس معرکہ میں آئے تھے سب کے سب مارے گئے مسلمانوں میں سے چار آدمی (۱) ایمن بن ام ایمن (برادر اخیافی اسامہ) (۲) یزید بن زمعہ بن الاسود (۳) سراقہ بن الحارث بن عدی (۴) ابو عامر اشعری (رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے۔

**طائف کا محاصرہ**: واقعہ حنین سے فارغ ہو کر آپ نے قیدیوں اور اموال غنیمت کو جعرانہ میں جمع کرنے کے لئے فرمایا اور ان کی حفاظت کے لئے مسعود بن عمرو غفاری کو چھوڑ کر خود طائف کا قصد کیا لیکن آپ کے پہنچنے سے پہلے ثقیف نے طائف میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا اور اہل طائف کو اپنا ہمدرد بنا لیا تھا۔ جب طائف آتے ہوئے حصن مالک بن عوف نصری ملا آنحضرت ﷺ نے اس قلعہ کے اسلام لانے کے لئے فرمایا جب اس نے انکار کیا تو وہ آپ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا یہی واقعہ اطم کے ساتھ بھی پیش آیا جو ثقیف میں کسی شخص کا تھا۔

طائف کے سرداروں میں سے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ چونکہ اس واقعہ سے پیشتر فن جنگ کی تعلیم پانے کی غرض سے جرش گئے ہوئے تھے اس وجہ سے یہ دونوں حنین میں شریک ہوئے تھے اور نہ طائف میں محاصرہ کے وقت ان کو کچھ مدد پہنچا سکے۔ اگرچہ ان کو اس محاصرہ کی خبر پہنچی۔ لیکن انہوں نے اپنی غیر حاضری کو ایسے نازک و خطرناک وقت میں حاضری سے زیادہ بہتر کہا۔

**مجاہدین کی مراجعت**: آنحضرت ﷺ تقریباً بیس روز تک طائف کا محاصرہ کئے رہے اثنائے محاصرہ میں اہل قلعہ تیر و پتھر برساتے تھے اور اسلامی لشکر آپ کے حکم سے منجنیق کے ذریعے ان کے مضبوط قلعہ پر پتھر برساتے تھے ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے ایک خندق کھود کر طائف کے شہر پناہ تک جانے کا قصد کیا۔ اہل طائف نے ان پر تیر و پتھر برسانا شروع کر دیئے جس سے وہ ناکام ہو کر نقصان کے ساتھ واپس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے باغ کٹوا ڈالے تاہم اس پر بھی حصار شکستہ نہ ہوا اور اہل طائف نے باغات کی بربادی پر کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے صحابہ کرام سے صلاح و مشورہ کر کے حصار چھوڑ کر جعرانہ کی طرف رخ کیا جہاں پر قیدیان ہوازن و اموال غنیمت جمع تھا۔

**طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت**: ان ایام میں جب کہ طائف کا آپ ﷺ محاصرہ کئے ہوئے تھے طائف کے گرد و نواح کے رہنے والے اکثر خود اور بعض وفود کے ذریعہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ اثنائے محاصرہ میں

---

صاحب اصابہ نے لکھا ہے کہ درید [illegible] واقعہ حنین میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ مترجم

مسلمانوں میں سے سعید بن سعید بن العاص، عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ، ابو حرام بن مطلب، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عنزی، سائب بن حارث اور علاوہ ان کے بارہ صحابی جن میں بارہ انصار (رضی اللہ عنہم) تھے شہید ہوئے۔

**ہوازن کا وفد:** اسی دوران آپ جعرانہ میں پہنچے یہاں ابھی مال غنیمت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ہوازن کا وفد آیا اور وہاں نے ان کے سامنے آ کے اور اپنی واپسی کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے اہل و عیال واپس لینا چاہتے ہو یا مال و اسباب۔ ہوازن کے وفد نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے اہل و عیال واپس چاہتے ہیں۔ تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو حصہ میرا اور بنو عبدالمطلب کا ہے تو وہ سب تمہارا ہے لیکن جو حصہ مہاجرین و انصار کا ہے اس کی بابت تم لوگ بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ "ہم لوگ مسلمانوں سے بذریعہ رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی سفارش کرتے ہیں"۔ میں اس وقت وہ حصہ بھی تم کو دے دوں گا غالباً مہاجرین و انصار راضی ہو جائیں گے۔

**ہوازن کی فریاد:** جب آنحضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہوازن کے وفد نے کھڑے ہو کر یہ کہا ــــ "نستشفع برسول الله ﷺ الى المسلمين و بالمسلمين الى رسول الله في ابنائنا و نسائنا" (یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی اولاد اور عورتوں کی سفارش کرتے ہیں)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ما كان لي و لبني عبد المطلب فهو لكم" (یعنی جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے) یہ سن کر مہاجرین و انصار نے یہ کہہ کر جواب دیا: "وما كان لنا فهو لرسول الله" (یعنی جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ کا ہے) لیکن اقرع بن حابس و عیینہ بن حصن اور ان دونوں کی جماعت نے دینے سے انکار کیا اور اسی طرح عباس بن مرداس نے بھی انکار کیا، مگر بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی عورتوں اور اولاد کو واپس کر دیا جن لوگوں نے اس امر کو ناپسند کیا ان کو اس کا معاوضہ دے دیا۔

**رسول اکرم کی رضاعی ہمشیرہ:** انہیں قیدیوں میں آنحضرت ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ شیما بھی تھیں جو قبیلہ ہوازن کی بنو سعد بن بکر سے حارث بن عبدالعزیٰ کی لڑکی تھیں جس وقت یہ آنحضرت ﷺ کے روبرو پیش کی گئیں تو انہوں نے کہا میں تمہاری رضاعی ہمشیرہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا دلیل ہے۔ شیما نے کہا یہ نشان تمہارے دانت کے ہیں جو تم نے بچپن میں کاٹ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرو تو میں تم کو نہایت عزت و احترام سے رکھوں گا اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے" شیما نے آخری بات کو پسند کیا آپ نے ان کو ان کی قوم میں بھیج دیا۔

**مال غنیمت کی تقسیم:** اب باقی مال و اسباب اور مویشی آپ ﷺ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا زیادہ حصہ ان مسلمانان قریش کو مرحمت فرمایا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی اور جو وقت فتح یا بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے۔ بعض کو ان میں سے سو سو اور بعض کو پچاس پچاس اونٹ دیے۔ ان لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں۔ کتب سیر میں بالتفصیل مذکور ہیں جو قریب قریب چالیس افراد تھے ان کے سرغنہ ابوسفیان، ان کے دونوں لڑکے، حکیم بن حزام

---

[illegible] آپ ﷺ تھے

صفوان بن امیہ، مالک بن عوف، [illegible] عیینہ بن حصن [illegible] اقرع [illegible] وغیرہ [illegible] ان لوگوں کو سو سو [illegible] دیے گئے تھے اور عباس بن مرداس کو [illegible] تھے تو انہوں نے اپنے [illegible] جن میں [illegible] کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اقطعوا عني لسانه [illegible] چنانچہ ان کے بھی سو پورے کر دیے۔

**مالِ غنیمت کی تقسیم پر انصار کی کشیدگی** مسلمانانِ جدید [illegible] تالیف [illegible] سے انصار [illegible] ان میں [illegible] بات [illegible] رسول اللہ ﷺ اپنی قوم [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] مسلمان [illegible] کی طرف [illegible] انصار [illegible] اور [illegible] ایک نوجوان [illegible] ﷺ [illegible]

**عتاب بن اسید** [illegible] سب سے پہلے اسلام [illegible]

**غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم** اسی موقع پر آنحضرت ﷺ نے [illegible] مالک بن عوف [illegible] مسلمان [illegible] تالیف قلوب [illegible] اسلام [illegible]

---

[illegible] فرمایا۔

جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جو لوگ کہ وقت فتح مکہ یا بعد فتح مکہ ایمان لائے اسلام میں داخل ہوئے اور مؤلفۃ القلوب کے نام سے موسوم ہوئے۔ وہ اگرچہ اور صحابہؓ سابقین اولین مہاجرین و انصارؓ سے درجہ میں متفاوت ہیں۔ لیکن ان کا بھی اسلام نہایت اچھا ہوا اور وہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے دیندار مسلمان سے تو وہ کسی درجہ کا ہو افضل ہیں۔ کیونکہ یہ فضیلت کہ انہوں نے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ کو دیکھا دوسروں کو ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

**حضرت ابراہیم کی پیدائش:** اسی سنہ میں بطن ام المومنین ماریہ سے ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے کعب بن عمیر کو ذات اطلاح (سرزمین شام) کی طرف قضاعہ کے ایک گروہ کے پاس دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ پندرہ آدمی تھے۔ قضاعہ اور ان کے سردار سدوس نے کعبؓ ابن عمیر اور ان کے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ ان میں سے صرف ایک مسلمان خدا جانے کس طرح سے اپنی جان بچا کر مدینہ واپس آئے۔ زخمی تھا۔

**کعب ابن زہیر کا ایمان و انعام:** شروع سنہ ۹ھ (مطابق ۶۳۰ء) میں طائف سے واپسی کے بعد کعب ابن زہیر شاعر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اس سے پیشتر اس کا خون آپ ﷺ نے مباح کر دیا تھا لیکن جس وقت اس نے خدمت اقدس میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا قصیدہ سنایا (جس کا یہ مطلع ہے)

((بانت سعاد فقلبی الیوم متبول متیم اثرھا لم یفد مکبول))

سعاد کے ہونے کے بعد میرا دل پارہ پارہ ہے۔ اس کے نشانات کا غلام ہے اور اس سے الگ نہیں ہے بلکہ اسی کی محبت میں مقید ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی جس کو اس کے انتقال کے بعد ورثاء کعب ابن زہیر سے امیر

---

؎ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ واقعہ طائف کے بعد طائف سے مدینہ پہنچ گئے تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب بن زہیر شاعر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے۔ ان میں سے آپ ﷺ نے کئی کو قتل کروا دیا ہے اور شعرائے قریش میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب ادھر ادھر بھاگ گئے ہیں اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے تو آنحضرت ﷺ کے پاس چلا آ۔ وہ کسی کو جو تائب و مسلمان ہو کر آتا ہے قتل نہیں کرتے اور اگر یہ نہیں کرتا تو کسی امن کی جگہ چلا جا جہاں تیری جان بچ سکے۔ کعب ابن زہیر نے اس خط سے پیشتر ایک قصیدہ آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف لکھ کر اپنے بھائی بجیر کے پاس بھیج دیا تھا۔ بجیر نے اس قصیدے کا جواب کعب کے پاس بھیج دیا۔ یہ اشعار جب خدمت اقدس میں پیش ہوئے تب آپ نے اس کا خون مباح کر دیا لیکن مخلوق سے یہ بات مخفی نہ رہی۔ جب بجیر کا یہ خط پایا اور جواب سے متاثر ہوا تب ایک قصیدہ لکھا جس میں آنحضرت ﷺ کی مدح تھی۔ مدینہ میں پہنچ کر ایک جاننے والے کے یہاں اترے۔ صبح کے وقت اس کو ساتھ لے کر نماز صبح کے بعد حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کعب ابن زہیر مسلمان ہو کر آیا ہے۔ آپ اس کو امان دیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگا میں ہی کعب ابن زہیر ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔ کعب ابن زہیر نے عرض کیا۔ اس وقت انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا اس سے درگزر کرو یہ مسلمان ہو کر آیا ہے۔ اس کے بعد کعب نے اپنا قصیدہ پڑھا اور مسلمان ہونے کے بعد انصار کی تعریف میں بھی قصیدہ لکھا۔ یہ قصائد اور ان کا مفصل حال کتب سیر میں مرقوم ہیں۔

معاویہؓ نے خرید لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک خلفاء تبرکاً حفاظت سے رکھتے چلے آ رہے تھے۔

**بنو اسد کا قبول اسلام:** پھر اس واقعہ کے بعد بنو اسد کے وفود آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور ایمان لائے جن میں ان کے سردار ضرار بن الازور تھے۔ ان لوگوں نے بعد اسلام بطور فخر یہ کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ قبل اس کے کہ ہمارے پاس کسی کو تبلیغ کی غرض سے آپ بھیجیں ہم لوگ خود حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

> ﴿يمنون عليك ان اسلموا قل لا تمنوا علي اسلامكم بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان ان كنتم صدقين﴾
>
> ”لوگ اپنے اسلام کا آپ ﷺ پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان عطا فرمایا“۔

اس وفد کے بعد وفد بلی[1] ماہ ربیع الاول میں آئے اور رویفع بن ثابت البلوی کے یہاں مقیم ہوئے۔

**غزوۂ تبوک ۹ھ ہرقل کی جنگی تیاریاں:** اس غزوہ کا محرک اصلی خود ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ ہوا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی بیخ کنی میں لوگوں کو بقصد حملہ تیار کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر آپ ﷺ کو بھی ہو گئی تو آپ ﷺ نے ماہ رجب ۹ھ میں رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا لیکن ساتھ ہی ساتھ بعد مسافت دشمنان دین کی کثرت قحط سالی اور میوہ جات خرما پکنے کی موسم گرما ہونے کی صعوبتوں اور دشواریوں کو بھی بیان فرما دیا ورنہ اس سے پہلے اکثر اس امر کے اظہار کے بغیر کہ کس راہ اور کس طرف جانا ہو گا مدینہ سے کوچ فرمایا کرتے تھے اور جو آپ کے ہمراہ ہوتے تھے حتیٰ کہ منافقین میں سے بھی کوئی چون و چرا نہ کرتا تھا۔

**منافقین کی ریشہ دوانیاں:** اس مرتبہ چونکہ آپ ﷺ نے پہلے اپنے ارادے کو ظاہر فرما دیا۔ اس وجہ سے منافقین

---

[1] صاحب زاد المعاد نے لکھا ہے کہ پہلا وفد ماہ صفر ۹ھ میں بنو عذرہ کا آیا جس میں بارہ آدمی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں کے سردار نے کہا ہم وہ ہیں جن کا آپ انکار نہیں کر سکتے۔ ہم لوگ بنو عذرہ اور قصی کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں [illegible] ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قصی کو مدد دی تھی اور بطن مکہ سے خزاعہ اور بنو بکر کو نکال باہر کیا تھا۔ ہم قرابت اور رشتہ داری رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”مرحبا بکم و اهلا ما اعرفنی بکم“ (تم کو مرحبا اور خوش آمدید ہو، تم کو میں نے اچھی طرح پہچان لیا)۔ بنو عذرہ نے [illegible] جواب دیا اسلام پر۔ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو بشارت دی کہ عنقریب ملک شام فتح ہو گا اور ہرقل [illegible] کاہنہ سے سوالات دریافت کرنے اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے منع فرمایا اور یہ بتلا دیا کہ اب تم پر صرف قربانی ہے [illegible] چند روز رملہ [illegible] میں مقیم رہ کر واپس گئے۔ وفد بلی ماہ ربیع الاول میں آیا اور رویفع بن ثابت کے مکان پر ٹھہرا [illegible] اس وفد کے سردار ابو الضبیب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھ کو مہمان داری سے رغبت ہے کیا اس کا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں [illegible] شیخ ابو الضبیب نے عرض کیا [illegible] آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ”الحمد لله الذي هداكم للاسلام فكل من مات على غير الاسلام فهو في النار“ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اور جو شخص غیر اسلام پر مرے وہ آگ میں ہے۔ اس کے بعد شیخ ابو الضبیب نے چند سوالات کیے [illegible] اور تین روز کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھر واپس چلے گئے۔

لوگوں کو بہکاتے تھے اور اس غرض میں ہوتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روکیں۔ چنانچہ اس گروہ کے کچھ لوگ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہو کر صلاح و مشورہ کرتے اور لوگوں کو بہکانے کی تدبیر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس مکان کے جلا دینے اور ویران کرنے کا حکم دے دیا۔ بعض منافقین اور چند اعراب نے حیلے و حوالے کر کے مکان میں ٹھہرے رہنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان سے سخت ناراض ہوئے یہ حال تو منافقین کا تھا۔

مسلمانوں کا ایثار اور جذبۂ جہاد: اب مومنین کے حالات سنئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مال و اسباب کے فراہم کرنے کو فرمایا تو جو جس کے پاس تھا اس نے لا کر حاضر کر دیا۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال و اسباب حضرت عثمان ابن عفان نے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار سرخ اور نو سو اونٹ مع اسباب کے اور سو گھوڑے دیے تھے۔ بعض غریب مسلمان جن کے پاس کچھ نہ تھا وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور سواری کے لئے عرض کیا۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی سواری موجود نہ تھی آپ نے جواب دے دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے لوٹے۔ اثنائے راہ میں یامین بن عمیر نضری مل گئے انہوں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس سواری نہیں ہے اور نہ ہم میں اس قدر استطاعت ہے کہ خرید کر کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ جہاد میں چلیں۔ ہم لوگ سواری کی فکر میں آنحضرت ﷺ کے پاس گئے تھے۔ آپ ﷺ نے جواب دے دیا۔ یامین بن عمیر کا دل یہ سن کر بھر آیا اور انہوں نے اسی وقت ان کے لئے اونٹ خرید کر دیے۔

مجاہدین کی روانگی: جب سپاہ اسلام مستعد و تیار ہو گئے تو مدینہ میں محمد بن مسلمہ اور بعض کہتے ہیں کہ سباع بن عرفطہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنا قائم مقام کر کے پیش قدمی فرمائی۔ تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول ایک گروہ لے کر آپ ﷺ کے ہمراہ ہوا لیکن تھوڑی دور چل کر اپنے ہمراہیوں کو لے کر واپس چلا آیا۔ حجر میں پہنچ کر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ یہ ثمود کا شہر ہے اس کا پانی تم میں سے کوئی استعمال نہ کرے اور اس پانی سے گندھے ہوئے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دے اور مرعوب روتے ہوئے اس طرف سے چلیں کوئی شخص تنہا قافلے سے نہ نکلے۔ اتفاقاً دو شخص بنو ساعدہ سے علیحدہ علیحدہ نکلے۔ ایک کا دم گھٹ گیا جو آپ کے دم کرنے سے اچھا ہو گیا اور دوسرے کو ہوا نے طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا جس کو ایک مدت کے بعد اہل طے نے آپ ﷺ کی خدمت میں واپس کیا۔

منافقین کے اعتراضات: آگے بڑھے تو اثنائے راہ میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا منافقین کی بن آئی آپس میں کہنے لگے کہ محمد ﷺ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو آسمان سے خبریں ملا کرتی ہیں اور آسمانی حالات کہ جانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان کو پتہ نہ تھا کہ

---

• سواری سب تھی جن کے پاس سواری نہ تھی ان میں ابو موسیٰ اشعری کی قوم بیان کی جاتی ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

حال نہیں جو سکے گا اور اس وقت نمایاں ہے آنحضرت ﷺ نے یوں فرمایا تھا [illegible] اس کے قریب [illegible] نے زمین [illegible] جو اب تک بھی [illegible] ہیں کہ اس مقام پر [illegible] سخت [illegible] آپ ﷺ نے ایک معاذ [illegible] ہاتھ منہ دھو کر پانی اس میں ڈال دیا [illegible] زمین اللہ کے فضل سے [illegible] کہ کنارے [illegible] اللہ کے [illegible] کیا تھا اور یہ [illegible] کنارے کے باغوں میں یہ مقام [illegible] پایا جاتا [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمائی اور یہ جگہ باغوں سے بھر گئی ہے۔

اکیدر والی دومۃ الجندل کی اطاعت الغرض جب آنحضرت ﷺ تبوک پہنچے تو آپ کی آمد کی خبر سن کر یحنہ بن رؤبہ صاحب ایلہ اور اہل [illegible] آپ کی خدمت میں آئے [illegible] صلح کر لی تو آپ ﷺ نے ان کو ایک صلح نامہ [illegible] لکھ دیا [illegible] خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو [illegible] دومۃ الجندل [illegible] اکیدر بن عبدالملک [illegible] نصرانی مذہب رکھتا تھا [illegible] دومۃ الجندل کا حکمران تھا آپ ﷺ [illegible] کے وقت [illegible] اس کو [illegible] رات [illegible] اتفاق [illegible] آپ نے [illegible] خالد بن ولید رضی اللہ عنہ [illegible] آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے تو آپ ﷺ نے اس سے جزیہ لے کر صلح کر لی اور اس کو چھوڑ دیا۔

[illegible] کی مراجعت [illegible] تبوک میں [illegible] رہے [illegible] دشمن سے مقابلہ پر آمادہ [illegible]

---

[1] [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] یحنہ بن رؤبہ [illegible] لکھ کر دیا [illegible] یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذه امنة من الله ومحمد النبي رسول الله ليحنة بن رؤبة واهل ايلة سفنهم وسيارتهم في البر والبحر لهم ذمة الله وذمة محمد النبي ومن كان معهم من اهل الشام واهل اليمن واهل البحر فمن احدث منهم حدثا فانه لا يحول ماله دون نفسه وانه طيب لمن اخذه من الناس وانه لا يحل ان يمنعوا ماء يردونه ولا طريقا يريدونه من بر او بحر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ امن نامہ اللہ کی طرف سے اور محمد نبی [illegible] یحنہ بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے لئے [illegible] ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے خشکی اور تری میں اللہ کی ذمہ داری [illegible] اور ان کے ساتھ [illegible] شام اور یمن [illegible] جو شخص ان میں سے کوئی نئی بات کرے گا تو اس کا مال اس کی جان [illegible] اور [illegible] لوگوں [illegible] پانی [illegible] راستے سے روکا [illegible]

[2] [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible]

سامنا کیا۔ آخر یہ لوگ وہاں سے کوچ کر کے مدینہ روانہ ہوئے اثناء راہ میں اتنا تھوڑا سا پانی ملا جس سے ایک دو شخص کے سوا کسی اور کو سیراب نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ کی ممانعت کے باوجود منافقین میں سے دو شخصوں نے اس پانی کو صرف کیا۔ آپ ﷺ ان سے نہایت ناراض ہوئے اور پانی میں اپنا دست مبارک ڈال کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا سے وہ پانی وافر کر دیا کہ کل لشکر کو کافی ہو گیا۔

**منافقین کی مسجد کا انہدام**: جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تقریباً ایک ساعت کا راستہ رہ گیا ہو گا کہ آپ ﷺ نے مالک بن دخشم سالمی و معن بن عدی عجلانی کو یہ ارشاد فرما کر منہدم کرنے کے لئے بھیجا۔ اس مسجد کو منافقین نے بنایا تھا جس وقت آپ غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے۔ منافقین نے آ کر کہا تھا کہ آپ اس مسجد میں نماز پڑھتے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سفر میں ہوں اور ایک ضروری کام کے لئے جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ پس واپسی کے وقت آپ کے حکم سے مالک و معن نے اس کو منہدم کر کے اس کے ملبہ کو جلا دیا۔

**منافقین اور سورۂ براءت**: اس غزوہ میں بلا عذر کے کعب بن مالک و مرارہ بن ربیع عوفی و مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ واقفی جو خالص صحابیوں میں تھے شریک نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بحکم رسول اللہ ﷺ پچاس دن تک ان لوگوں سے نہ کوئی بولتا تھا اور نہ ان سے کوئی معاملہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ منافق جو بلا کسی عذر کے اس غزوہ میں پیچھے رہ گئے تھے وہ تقریباً اسی آدمی تھے سورۂ براءت میں بکثرت آیات ان منافقین کی بابت نازل ہوئی ہیں۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں بنفس نفیس آنحضرت ﷺ شریک ہوئے تھے۔

**عروہ بن مسعود کی شہادت**: جس وقت آنحضرت ﷺ طائف کا محاصرہ چھوڑ کر جعرانہ ہو کر تشریف لائے اور وہاں سے مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں عروہ بن مسعود (طائف کے سردار) آ کر ملے اور نہایت خوشی سے ایمان لا کر آپ کی اجازت سے طائف واپس لوٹ گئے۔ اسلام ہی کی غرض سے لوٹ گئے تھے۔ واپسی کے بعد ایک روز صبح کو وہ اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دے رہے تھے کہ کسی شخص نے تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ عروہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے خون کا قصاص لینے سے منع فرما دیا تھا اور یہ وصیت کی تھی کہ شہدائے مسلمین کی قبروں میں دفن کیا جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے لڑکے ابو ملیح اور قارب بن الاسود بن مسعود مدینہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہو گئے۔

**بنو ثقیف کی اطاعت**: اگرچہ ہوازن کے لوگ پہلے سے ثقیف پر تنگی کر رہے تھے ان کی تجارت ان کی آمد و رفت بند کر دی تھی ان کے مویشیوں کو چھین لیتے تھے وقت ضرورت ان کے آدمیوں سے بیگار کراتے تھے لیکن اس کے باوجود ثقیف کے قلوب اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کو غزوہ تبوک سے آنحضرت ﷺ کی واپسی کی خبر پہنچی اس

---

• بعض روایت سے اس مسجد کا بانی ابو عامر راہب کو بتلایا جاتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے خلاف منصوبہ کرتے اور منافقین کی تقویت کا ذریعہ بنے ہوئے تھے یہ مسجد بھی ان کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔

وقت ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب عربوں کو آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہم ان کے مقابلہ پر جا سکتے ہیں لہٰذا انہوں نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر کو بمنت وساجت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں امن طلب کرنے اور اظہار اسلام وبیعت کی غرض سے بھیجنا چاہا۔ لیکن عبد یالیل کو عروہ کے خلاف توقع شہادت نے مدینہ کی طرف نہ جانے دیا جب تک کہ اس نے ان کے احلاف میں سے دو شخص[1] اور تین آدمیوں کو بنو مالک سے اپنے ہمراہ نہ لے لیا۔

**عبد یالیل کی مشروط اطاعت:** رمضان ۹ھ کو عبد یالیل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیعت واظہار اسلام کی غرض سے مدینہ پہنچا آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن العاص ان سب کی طرف سے وکیل تھے۔ جب تک خالد نہ کھاتے عبد یالیل اور ان کے ہمراہی بھی نہ کھاتے تھے انہوں نے آپ سے بذریعہ خالد بن سعید کے یہ تین امور پیش کئے۔ (۱) یہ کہ تین برس تک لات (بت کا نام ہے) نہ توڑا جائے اس خیال سے کہ ان کی عورتیں اور ان کی اولاد جو اس کے زیادہ معتقد اور اس کی طرف زیادہ راغب ہیں یہاں تک کہ ان کو اسلام سے محبت پیدا ہو جائے۔ (۲) یہ کہ نماز معاف کر دی جائے۔ (۳) یہ کہ ان کے بت خود ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان استدعاؤں کو سن کر پہلی استدعا سے قطعاً انکار فرمایا بلکہ اس سے ناراضگی ظاہر فرمائی دوسری استدعا کی نسبت ارشاد فرمایا کہ (لا خیر فی دین لا صلوۃ فیہ) ''اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے جس میں نماز نہیں''۔ تیسری استدعا کی بابت فرمایا یہ ممکن ہے۔ عبد یالیل اور ان کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے ان پر سب سے کم سن عثمان بن ابی العاص کو حکمران مقرر فرمایا کیونکہ یہ اوروں کی بہ نسبت زیادہ فقہ کی امور سمجھتے اور قرآن پڑھنے کا شوق زیادہ رکھتے تھے۔

**بت خانہ لات کا انہدام:** انہیں لوگوں کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب و مغیرہ بن شعبہ لات کے منہدم کرنے کو روانہ کئے گئے تھے لیکن ابوسفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور مغیرہ نے پہنچ کر اپنے ہاتھ سے لات کو توڑ کر گرا دیا۔ بنو معتب دور سے حسرت وخوف کی آنکھوں سے اس واقعہ کو دیکھتے رہے اسی اثناء میں ابوسفیان بھی آ گئے جو کچھ زر وزیور بت خانہ میں مال اسباب وتبرکات تھے سب کو نکال کر پہلے اس سے عروہ واسود پسران مسعود کا قرض ادا کیا گیا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ بعد ازاں باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

---

[1] دو دو شخص احلاف سے لئے گئے تھے یہ تھے (۱) حکم بن عمرو بن وہب (۲) شرحبیل بن غیلان اور بنو مالک سے یہ تھے عثمان بن ابی العاص، اوس بن عوف، نمیر بن خرشہ۔

# باب: ۹

## سنۃ الوفود

**فتح مکہ کا قبائل عرب پر اثر:** جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ لوٹے اور ثقیف مسلمان ہو گئے تو عرب کے اطراف و جوانب سے آنحضرت کی خدمت میں وفود آنے لگے تھے تاآنکہ مورخین نے اس سال کو سنۃ الوفود کے نام سے موسوم کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب دراصل عرب کے سب سے بڑے قبیلہ قریش کی اسلام سے مخالفت و موافقت کا انتظار کر رہے تھے اور بغور یہ دیکھ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ اور قریش میں کیسی گزرتی ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سرداران کے ہادی ان کے بیت اللہ اور حرم کے مجاور، شہر حرام کے حلال کرنے والے اور حلال کے حرام کرنے والے اور قومی و نسلی روایت کے اعتبار سے حضرت اسماعیل کی اولاد تھے۔ عرب کا کوئی قبیلہ ان کی سرداری اور ہادی ہونے اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا تھا چونکہ قریش آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر کمربستہ اور آپ سے لڑنے میں مستعد اور آپ کے دین کے صریحی دشمن ہو گئے تھے اس سبب سے تمام عرب میں ایک شور برپا ہوا تھا لیکن جب اللہ جل شانہ کی عنایت سے مکہ فتح ہوا اور قریش نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت عربوں کو معلوم ہو گیا کہ اب کسی میں آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ کوئی ان کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس خیال سے عرب گروہ کے گروہ فتح مکہ کے بعد آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿اذا جاء نصر اللہ و الفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا﴾

"جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی اور سب لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا ہوا دیکھیں گے تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرنے لگیں اور استغفار کرنے لگیں، واقعی اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

**بنو تمیم کا وفد:** غزوۂ تبوک کے بعد سب سے پہلے آنے والا وفد بنو تمیم کا تھا اس میں ان کے حسب ذیل روسا شامل تھے۔ عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس (بنو دارم بن مالک سے) وحتات بن یزید، اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر (بنو سعد سے) اور قیس بن عاصم و عمرو بن الاہتم (یہ دونوں بنو منقر سے تھے) نعیم بن یزید اور عیینہ بن حصن فزاری۔

اقرع بن حابس و عیینہ بن حصن فتح مکہ، حنین و طائف میں موجود تھے لیکن اس وقت بنو تمیم کے وفد کے ہمراہ شامل ہو کر آئے تھے۔ اقرع جیسے ہی داخل مسجد ہوئے باہر سے ہی انہوں نے کہا: اخرج الینا یا محمد "اے محمد ﷺ باہر نکلئے" آنحضرت ﷺ ان کی آواز سن کر باہر تشریف لائے لیکن ان کی اس بے ادبی سے آزردہ ہوئے۔ بنو تمیم کے وفد نے کہا: جئنا نفاخرک فاذن لخطیبنا وشاعرنا "ہم اپنے خطیب وشاعر کے ساتھ فخر کرنے کو آئے ہیں۔" آپ ﷺ نے ان کے

---

[illegible] الحمد لله الذي له علينا الفضل والمن وهو اهله الذي جعلنا ملوكا ووهب لنا اموالا عظاما نفعل فيها المعروف وجعلنا اعز اهل المشرق واكثره عددا وايسره عدة فمن مثلنا في الناس الستا برؤوس الناس واولي فضلهم فمن فاخرنا فليعدد مثل ما عددنا وانا لو نشاء لاكثرنا الكلام ولكنا نحيا من الاكثار فيما اعطانا وانا نعرف بذلك اقول هذا لان تأتوا بمثل قولنا وامر افضل من امرنا [illegible] الحمد لله الذي السموات والارض خلقه قضى فيهن امره ووسع كرسيه علمه ولم يك شيء قط الا من فضله ثم كان من قدرته ان جعلنا ملوكا واصطفى من خير خلقه رسولا اكرمه نسبا واصدقه حديثا وافضله حسبا فانزل عليه كتابه وائتمنه على خلقه فكان خيرة الله من العالمين ثم دعا الناس الى الايمان به فآمن برسول الله المهاجرون من قومه وذوي رحمه اكرم الناس حسبا واحسن الناس وجوها وخير الناس فعالا ثم كان اول الخلق اجابة واستجاب لله حين دعاه رسول الله نحن فنحن انصار الله ووزراء رسوله نقاتل الناس حتى يؤمنوا بالله فمن آمن بالله ورسوله منع منا ماله ودمه ومن كفر جاهدناه في الله ابدا وكان قتله علينا يسيرا اقول قولي هذا واستغفر الله لي وللمؤمنين والمؤمنات والسلام عليكم [illegible]

[illegible]

نحن الكرام فلا حي يعادلنا

منا الملوك وفينا تنصب البيع

خطیب کو اجازت دی۔ جب ان کا خطیب عطارد بن حاجب تقریر کر چکا اور اس میں اپنے مفاخر بیان کر چکا تو ان کے شاعر زبرقان بن بدر اٹھا۔ اس نے اپنی قوم اور اپنے فخریہ اشعار پڑھے۔

**بنو تمیم کا قبول اسلام**: اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے جواب میں ثابت بن قیس بن شماس اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہما) کو بلایا۔ ان دونوں بزرگوں نے خطبہ و اشعار پڑھے جن کو سن کر بنو تمیم کے لوگ دنگ ہو گئے اور بے ساختہ یہ کہہ اٹھے: و ہذا الرجل لمؤید من اللہ خطیبہ اخطب من خطیبنا و شاعرہ اشعر من شاعرنا و اصواتہم اعلی من اصواتنا یعنی "اس شخص (ﷺ) کی خدا تائید فرماتا ہے اور ان کا مقرر ہمارے مقرر سے اور شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند ہیں۔

اس کے بعد ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیے اور بخوشی خاطر اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو معقول صلہ مرحمت فرمایا۔ آپ کی یہ عادت مستمرہ تھی کہ جب کوئی وفد آتا تھا اس کی آپ ﷺ عزت کرتے اور جب وہ رخصت ہونے لگتا تو اس کو صلہ عنایت فرماتے تھے۔

**ملوک حمیر کی اطاعت**: تبوک سے واپسی کے بعد رمضان ۹ھ میں حمیر کے بادشاہوں کا قاصد حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور نعمان کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے پاس [illegible] ذی رعین و ہمدان و معافر کے [illegible]

---

۱ بنو تمیم [illegible] ان کی [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] بنو تمیم کے جواب میں [illegible] حسان [illegible] اشعار پڑھے [illegible]

منعنا رسول اللہ اذ حل وسطنا … علی انف راض من معد و راغم

یعنی ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کی [illegible] جب آپ ہمارے یہاں تشریف لائے [illegible] آنحضرت ﷺ کی [illegible]

[illegible] … [illegible]

یعنی [illegible]

[illegible] … [illegible]

یعنی [illegible] جواب [illegible]

ہل المجد الا السودد العود والندی

وجاہ الملوک واحتمال العظائم

یعنی بزرگی [illegible] سرداری [illegible] بادشاہوں کی وجاہت [illegible]

[illegible] سیرۃ ابن ہشام

کی طرف سے مالک بن مرۃ الرہاوی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ترک بت پرستی سے بیزاری اور اسلام کا اظہار کیا۔ آپ نے ان کے نام ایک خط لکھوایا اور معاذ بن جبل کو ان کے قاصد مالک بن مرۃ کے ہمراہ صدقات جمع کرنے اور ارکان دین سکھانے بھیجا۔ اس کے بعد عبد اللہ ابن ابی سلول سردار منافقین ذی قعدہ میں مر گیا اور آنحضرت ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی خبر صحابہ کو دی کہ وہ ماہ رجب میں جب کہ آپ غزوہ تبوک میں تھے انتقال کر گئے۔

**بہرا کا، بنو البکاء اور بنو فزارہ کے وفود:** انہی ایام میں بہرا کا وفد (جس میں تیرہ آدمی تھے) آیا۔ مقداد بن عمرو کے یہاں ٹھہرا۔ اور مقداد ابن عمرو ان کو اپنے گھر لے گئے۔ پھر یہ لوگ مسجد میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے اسلام کا اظہار کیا آپ نے ان کو صلہ مرحمت فرمایا۔ وہ لوگ خوش خوش واپس ہو گئے۔ پھر بنو البکاء کا وفد (جس میں تین آدمی تھے) وہاں آ کر مسلمان ہوا۔ بنو فزارہ کا وفد (جس میں خارجہ بن حصن اور ان کے برادر زادے حر بن قیس تھے) اور طے سے عدی بن حاتم کا وفد پہنچ کر حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

**بنت حاتم کی اسیری:** عدی بن حاتم کے وفد کے آنے سے پیشتر قبل غزوہ تبوک آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بنو طے کی طرف ایک سریہ کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے بنو طے کے قریب پہنچ کر ان پر شب خون مارا، حاتم کی لڑکی کو قید کر لیا اور ان سے بہت سا مال غنیمت اور اونٹوں پر قبضہ کر لیا۔ عدی بن حاتم نے چونکہ عیسائی مذہب اختیار کر رکھا تھا، عدی اس شکست سے پہلے ہی اسلامی فوج کی خبر سن کر شام میں ہم مذہبوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔ وہاں ان کے ہم خیال و ہم مذہب (یعنی عیسائی) کثرت سے تھے۔ جب حاتم کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی اور حسب معمول اسیروں کو دروازہ مسجد کے سامنے جہاں پر عورتیں اور بچے قید کر کے رکھے جاتے تھے اس میں قید کی گئی۔

**بنت حاتم کی رہائی:** آنحضرت ﷺ جب ادھر کی طرف سے گزرے تو اس وقت حاتم کی اس لڑکی نے بڑھ کر کہا کہ میرا باپ مر گیا جو سرپرست تھا وہ بھاگ گیا۔ مجھ پر احسان کیجئے اللہ تعالیٰ تم پر احسان کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا تیرا سرپرست کون تھا؟ لڑکی نے جواب دیا عدی ابن حاتم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگا ہے؟ لڑکی نے یہی سوال کیا۔ اس قسم کے سوال و جواب دو روز متواتر ہوتے رہے۔ تیسرے روز جب آپ ادھر سے گزرے تو لڑکی کی التجا کے پورا ہونے سے نا امید ہو گئی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ پر احسان کرتا ہوں اور تجھے آزاد کئے چھوڑتا ہوں لیکن تو جانے میں جلدی نہ کر، جب کوئی شخص آئے تو میں اس کے ہمراہ تجھے بھیج دوں گا تاکہ تو اپنے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ جائے۔ اتفاق سے اس واقعہ کے دوسرے روز چند لوگ اس کی قوم کے جو قضاعہ کے قافلے کے ہمراہ شام جا رہے تھے، آپ ﷺ نے اس کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

**عدی ابن حاتم کا قبول اسلام:** جس وقت بہن سے اور عدی سے ملاقات ہوئی تھوڑی دیر تک صدمہ مفارقت سے دونوں خاموش رہے۔ اس کے بعد عدی نے اپنی بہن سے اپنی بابت پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔ اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ سے فوراً جا ملوں یا علیحدہ ہی میں گزاروں۔ اس کی بہن نے کہا کہ وہ شخص ملنے کے قابل ہے نہایت سخی اور اعلیٰ

رعب کا کسی پہ ہے۔ عدی ابن حاتم کے [illegible] ہو کر اپنی قوم کی طرف۔ یہ وفد کی شکل میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی اچھی عزت کی اور اپنے گھر لے چلے راستہ میں [illegible] خود زمین پر بیٹھے اور مہمان کو گدے پر بٹھایا اثنائے راہ میں ایک ضعیف عورت ملی تو جب تک وہ بات کرتی رہی آپ کھڑے رہے۔ جب عدی بن حاتم نے اس تعلق پر غور کیا ان دونوں باتوں کا بہت گہرا اثر ہوا کہ آنحضرت ﷺ برحق نبی ہیں۔ ظاہری بادشاہ نہیں۔ پھر باتوں باتوں میں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے ساتھ [illegible] (مال غنیمت سے چوتھائی لیتا ہے) عدی ابن حاتم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارے دین میں ناجائز ہے عدی بن حاتم یہ سن کر متعجب ہوئے اور اس کو آپ کی نبوت کا اور یقین زیادہ ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے ان کی قلت مانع ہو گی کہ تم دیکھتے ہو کہ ان کی حالت بہت پست ہے لیکن [illegible] قریب ہے کہ ان میں اس قدر مال ہو جائے گا کہ کوئی لینے والا نظر نہ آئے گا اور شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہو کہ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن کثرت سے ہیں۔ قسم اس ذات کی [illegible] عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بے خوف و خطر بیت اللہ کی زیارت کو آئے گی اور شاید تمہیں اس دین کے قبول کرنے میں یہ خیال مانع ہو گا کہ حکومت و سلطنت دوسری قوموں کے قبضہ میں ہے لیکن قسم ہے [illegible] عنقریب یہ لوگ بابل کے شاہی محل فتح کریں گے اور مشرق سے مغرب تک ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ عدی بن حاتم خاموش بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سن رہا تھا جب آنحضرت ﷺ کا سلسلہ کلام ختم ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں واپس آیا۔

**حج اور اعلان براءت** اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق ﷺ پر چالیس آیتیں اول سورۃ براءت کی نازل فرمائیں جن میں اس معاہدہ کے توڑ دینے کا بیان تھا۔ جو آپ کے اور مشرکین کے درمیان بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکنے کی بابت ہوا تھا اور حکم دیا گیا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف نہ کریں اور جن سے آنحضرت ﷺ نے کوئی عہد کیا ہے وہ اس کی مدت تک پورا کیا جائے اور ان لوگوں کے لئے جن کے ساتھ عہد نہیں کیا گیا یوم النحر (قربانی کے دن) سے چار مہینے کی مدت مقرر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حج میں ابوبکر صدیق ؓ کو امیر مقرر کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا جو حج کو جا رہے تھے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو پیچھے حضرت علی ابن ابی طالب کو آپ نے بھیجا۔ حضرت علی نے حضرت صدیق سے ان آیات کو لے لیا۔

---

[illegible]

**سورۂ براءت اور حضرت علیؓ:** ابوبکر اس خیال و خوف سے کہ شاید کوئی آیت ان کی بابت نازل ہوئی ہو گی۔ واپس آئے اور آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی آیت تمہارے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ لیکن ان آیات کو کوئی غیر شخص مشرکین تک نہیں پہنچا سکتا سوائے میرے یا میرے خاندان والوں کے۔ پس حضرت ابوبکر صدیق حج کرانے پر

---

ہوئے جب عام آنحضرت ﷺ [illegible] ہو کر گئے لیکن جب میرے اس کی شہادت کافی کہاں تھی۔ سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق مسلمانوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور سورۂ براءت کی آیات کریمہ جن میں مشرکین کی بابت نازل ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ اور مشرکین میں جو معاہدہ تھا کہ کوئی شخص بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکا جائے۔ یہ کہ حرام مہینوں میں لڑائی نہ کی جائے یہ کہ مشرکین اور مسلمانوں میں یہ معاہدہ عام سمجھا جائے۔

**ابوجعفر محمد بن علی کی روایت:** اس کے بعد سورۂ براءت کی آیات (تفسیر لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حکیم بن عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب براءت کی آیات آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں اور اس سے پیشتر حضرت ابوبکر صدیق بغرض حج روانہ ہو چکے تھے تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی معرفت ان کو بھیج دیجئے۔ آپ نے فرمایا کوئی شخص میرے یا میرے خاندان والوں کے سوا نہیں پہنچا سکتا ہے۔ پھر آپ نے علی بن ابی طالب کو بلا کر فرمایا کہ ان آیات کو لے کر روانہ ہو جاؤ اور یوم النحر میں جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو ان آیات کو پڑھ کر یہ کہہ دینا کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہو گا اور اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج نہ کرے گا۔ نہ بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کرے اور جس کا کوئی عہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا جو انقضائے میعاد اور مدت کے بعد سے وہ بری ہے۔"

چنانچہ حضرت علی ابن ابی طالب آنحضرت ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کو دیکھ کر دریافت کیا تم امیر ہو یا مامور؟ حضرت علی ابن ابی طالب نے کہا مامور۔ اس کے بعد دونوں آدمی ساتھ ساتھ گئے حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی ابن ابی طالب نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر آیات براءت سنا کر جو کچھ آنحضرت ﷺ نے کہا تھا اس کا اعلان کر دیا۔

**ابن قیم جوزی:** علامہ ابن قیم جوزی دمشقی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ بعد واپسی غزوہ تبوک بقیہ رمضان و شوال و ذیقعدہ آنحضرت ﷺ مدینہ میں مقیم رہے جس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو مسلمانوں کے ہمراہ امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ ابن سعد نے کہا کہ ابوبکر صدیق تین سو مسلمانوں اور بیس قربانی کے جانوروں کو لے کر روانہ ہوئے جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے تھے اور پانچ انہوں نے اپنی طرف سے لئے۔ ان کی روانگی کے بعد سورۂ براءت کی آیات نازل ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان آیات کو سنانے کے لئے علی ابن ابی طالب کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق جس وقت عرج یا (بروایت ابن عائذ) ضجنان میں پہنچے تھے حضرت علی ابن ابی طالب پہنچے۔ حضرت ابوبکر نے ان کو دیکھ کر دریافت کیا تم امیر ہو یا مامور۔ حضرت علی نے جواب دیا مامور ہوں۔ اس کے بعد [illegible] ابن سعد کی روایت کے بعد حضرت ابوبکر نے دریافت فرمایا استعملک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الحج؟ تم اور رسول اللہ نے حج کا امیر بنایا ہے" (قال: لا ولکن بعثنی اقرأ براءة علی الناس وانبذ الی کل ذی عهد عهده) یعنی "حضرت علی نے کہا نہیں لیکن آپ نے مجھے لوگوں کو براءت کی آیتیں سنانے کے لئے اور ہر ایک معاہد کے سامنے اس کے عہد کو پھینک دینے کے لئے بھیجا ہے" اس کے بعد پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما مکہ گئے حضرت ابوبکر نے حج کرایا اور علی نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر سورۂ براءت کی آیات پڑھ کر کہا "اے لوگو! جنت میں کوئی کافر نہیں جائے گا اس سال کے بعد مشرکین حج نہ کرنے پائیں گے اور بیت اللہ کا برہنہ ہو کر کوئی طواف نہ کرنے پائے گا اور جس کا عہد آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اصل واقعہ اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کوئی امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے اس کے بعد حضرت علی سورۂ براءت کی آیات سنانے اور پیام رسالت کی غرض سے بھیجے گئے اور چونکہ حضرت علی سے ملنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کا نے جلد ہی ان سے جو دریافت کر کے خود دلی تو دریافت کیا اور دونوں بزرگ ساتھ ساتھ مکہ گئے اور اپنے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ صحیح بخاری کی اس واقعہ میں یہ الفاظ

(( ثم اردف النبي صلى الله عليه وسلم بعلي بن ابي طالب فامره ان يؤذن ببراءة ))

[illegible] آیت [illegible] چنانچہ ابوبکر صدیق نے لوگوں کو [illegible] اور حضرت علی ابن ابی طالب [illegible]

**ثمامہ بن ثعلبہ کا قول** امام طبری نے لکھا ہے [illegible] خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بہا [illegible] آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں سے اسلام کی بیعت لی [illegible] صدقہ [illegible] ثمامہ بن ثعلبہ نے [illegible] آپ نے [illegible] فرمایا [illegible]

**[illegible] نجران کا قول** [illegible] ربیع الاول میں آنحضرت ﷺ نے خالد بن الولید کو [illegible] مقرر کر کے [illegible] کی طرف روانہ فرمایا [illegible] آپ ﷺ نے خالد بن الولید [illegible] اسلام [illegible] خالد بن الولید [illegible] اسلام قبول کر لیا۔ خالد بن الولید نے [illegible] آنحضرت ﷺ سے عرض [illegible] آپ کی تحریر کے مطابق [illegible] بنی الحارث بن کعب وفد کے ہمراہ [illegible] حارث بن کعب کے وفد میں قیس بن الحصین [illegible] تھے۔

آنحضرت ﷺ نے [illegible]

---

[illegible]

پاس نہ آنے دیتے تھے۔ وہ جب مظفر ہوتے تھے تو کسی پر ظلم نہ کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ بعد اتفاق سے کام لیا، نفاق سے احتراز کیا۔ چنانچہ یہ وفد ماہ شوال ۱۰ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے نجران واپس ہونے۔ آپ نے قیس بن حصین کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کے پیچھے عمرو بن حزم انصاری کو فرائض و سنن کی تعلیم کی غرض سے نجران کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر انہیں عنایت فرمایا جس کا اکثر حصہ نے ذکر کیا ہے اور فقہاء نے اپنے استدلال میں اس پر اعتماد کیا ہے وہ یہ ہے:

## فرمانِ نبوی ﷺ

((بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب من الله و رسوله يا ايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود عهد من محمد النبي ﷺ لعمرو بن حزم حين بعثه الى اليمن امره بتقوى الله في امره كله فان الله مع الذين اتقوا و الذين هم محسنون))

''بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ محمد نبی ﷺ کی طرف سے جب آپ نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو یہ عہد نامہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا آپ نے انہیں تقویٰ کا حکم دیا تھا کہ ان تمام کاموں میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا تھا، فرمایا تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی جو احسان کرنے والے ہیں۔''

**عمرو بن حزم کو ارشاداتِ نبوی** اس فرمان کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم انصاری کو روانگی کے وقت یہ نصیحتیں فرمائی تھیں کہ ہمیشہ حق پر چلنا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دینا اور قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے معانی سمجھنے کا طریقہ بتانا اور لوگوں کو منع کرنا کہ کوئی شخص قرآن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ وہ طاہر نہ ہو جائے اور عام طور سے ان کے نفع و نقصان سے مطلع کرتے رہنا اور راستی پر چلنے کی صورت میں لوگوں سے نرمی کرنا اور کج روی کی حالت میں ان پر سختی کرنا کیونکہ اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور ظلم کرنے سے روکا ہے (جیسا کہ خود کلام پاک میں ﴿الا لعنة الله على الظالمين﴾ یعنی ''کان کھول کر سن لو کہ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے'' اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اس کے ملنے کے اعمال بتلانا اور دوزخ سے ڈرانا۔ نیز اس سے بچنے کی تدبیر سکھانا لوگوں کو دین کی اشاعت کرنا اور لوگوں کو دینی احکام سکھانا۔ حج و عمرہ کے فرائض و سنن اور جن کا اللہ جل شانہ نے حج و عمرہ میں حکم دیا ہے ان کو بتانا۔ نماز کی تعلیم کرنا اس طرح پر کہ کوئی شخص ایک کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے مگر یہ کہ وہ اس قدر بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے دونوں مونڈھوں پر ڈال سکے اور کوئی شخص آسمان کے نیچے شرمگاہ کو کھولے رکھے اور اپنے سر کے بالوں کو پیچھے کی طرف لٹکائے اور جب لوگوں میں فساد ہو تو اللہ جل شانہ سے دعا کی جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے کوئی شخص اپنے قبیلہ یا خاندان کی عصبیت سے مدد نہ مانگے اور جو شخص اس سے باز نہ آئے اور خاندانی عصبیت کی طرف دعوت کرے تو اس پر سختی کرنی چاہیے یہاں تک کہ اللہ وحدہ لا شریک کی طرف دعوت دی جائے۔ وہ لوگوں کو وضو پورا کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے رکوع و سجود پورے اطمینان سے کرنے کی تعلیم دینا اور ہمیشہ نماز صبح غلس (آخر شب کی اندھیری) میں اور ظہر بعد

زوال آفتاب ہو تو ظہر [illegible] عصر [illegible] مغرب رات آتے ہی (۱) [illegible]
[illegible] نظر آتے [illegible]
[illegible]
اسلام قبول [illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

**غسان کا وفد** [illegible] غسان کا وفد [illegible] تین آدمی تھے۔ ان لوگوں نے بھی خدمت اقدس میں [illegible] اسلام قبول [illegible] اور اپنی قوم میں لوٹ گئے۔ [illegible] قوم نے [illegible] اس لئے انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا۔ [illegible] اسلام [illegible] قبول کیا [illegible]

**سلامان اور ازد کے وفود** شوال میں سلامان کا سات آدمیوں کا وفد آیا [illegible] ان کے [illegible] حبیب [illegible] تھے۔ یہ [illegible] ازد کا وفد آیا [illegible] صرد بن عبداللہ ازدی [illegible] آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں کا سردار بنا دیا اور ان کے گرد و نواح کے مشرکین پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔

**جرش کا محاصرہ** [illegible] صرد بن عبداللہ نے جرش کا محاصرہ کیا۔ [illegible] جرش میں [illegible] قلعہ بند [illegible] ایک مہینہ تک محاصرہ [illegible] جرش والوں نے [illegible] آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے [illegible] آپ نے ان دونوں کو واقعہ کی خبر [illegible] اپنی قوم [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible] سب مسلمان ہو گئے۔

---

(۱) [illegible] ﷺ [illegible]
[illegible]

**ہمدان کا وفد:** اسی سنہ میں ہمدان ایمان لائے۔ ان کے وفد حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ہمراہ حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ واقعہ اس کا اس طرح پر ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولیدؓ کو یمن کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کیا تھا۔ یہ چھ مہینہ تک وہاں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ تب آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو روانہ کیا اور خالد بن الولید کو واپس کر دیا۔ حضرت علیؓ نے مقامات یمن میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا پہلے دین اللہ کی بشارت دی عذاب و عقاب سے ڈرایا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا فرمان والا شان پڑھ کر سنایا۔ بہ اتفاق اسی کل ہمدان نے اسی دن اسلام قبول کیا آپ نے بذریعہ تحریر کی بارگاہ عالی میں سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار السلام علی ہمدان فرمایا اس کے بعد اہل یمن جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور ان کے وفود بھی بکثرت آنے لگے۔

**وفد ملوک کندہ:** اسی سال فروہ بن مسیک مرادی ان کے ہمراہ مراد کا وفد ملوک کندہ سے علیحدہ ہو کر آیا اور اسلام قبول کر کے سعد بن عبادہ کے یہاں بغرض تعلیم قرآن و فرائض اسلام ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت آپ نے فروہ بن مسیک مرادی کو مراد و زبید و مذحج کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص کو ان کے ہمراہ صدقات وصول کرنے بھیجا چنانچہ خالد آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت تک اسی کام پر مامور رہے۔ اس کے بعد عمرو بن معدیکرب زبیدی نے قیس بن مکشوح مرادی سے آنحضرت ﷺ کے پاس چلنے کے لئے کہا۔ جب قیس نے انکار کیا تو عمرو بن معدیکرب زبید کا وفد لے کر حاضر ہوا اسلام لا کر اپنی قوم میں واپس گیا لیکن آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا۔

**عبدالقیس کا وفد:** اسی سنہ میں عبدالقیس کا وفد آیا جس میں جارود بن عمرو سردار تھا۔ اس قبیلہ کے کل چھوٹے بڑے عیسائی مذہب رکھتے تھے لیکن واپسی کے بعد قبیلہ جارود اور ان کی قوم سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے اور وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کے منذر بن نعمان بن المنذر معروف بہ غرور کے ساتھ مرتد ہو گئے مگر جارود بن عمرو بدستور اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے اور نہایت استقلال سے باوجود اپنی قوم کے عداوت کے اوامر (احکام) کی پابندی اور نواہی (وہ باتیں جن کا ذکر شرع میں منع ہے) سے احتراز کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال عبدالقیس کی واپسی سے پہلے ہو گیا۔

**علاء بن الحضرمی کی امارت بحرین پر تقرری:** فتح مکہ سے پیشتر آنحضرت ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ منذر انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور نہایت خوبی سے اپنی اسلامی زندگی گزاری۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کے بعد قبل ردت اہل بحرین ان کا انتقال ہوا۔ علاء بن الحضرمی آنحضرت ﷺ کی طرف سے بحرین کے امیر مقرر کئے گئے تھے اور ان سے پاس رہتے تھے۔

**بنو حنیفہ کا وفد:** اسی سنہ میں بنو حنیفہ کا وفد آیا جس میں مسیلمہ بن حبیب کذاب اور رجال بن عنفوہ اور طلق بن علی بن قیس اور سلمان بن حنظلہ ان کا سردار تھا۔ ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ چند روز ٹھہرے رہے ابی ابن کعب سے قرآن پڑھتے رہے۔ رجال و طلق وغیرہ اکثر خدمت اقدس میں آتے تھے اور مسیلمہ اپنے جائے قیام پر باجازت

آنحضرت ﷺ بڑی شفقت سے [illegible] جب یہ سب یمامہ واپس آئے تو مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا [illegible] نے [illegible] کی حمایت کی [illegible] ﷺ نے اس کو اپنا شریک بنا لیا ہے۔ آخر کار اسی فتنہ میں [illegible] کے ہاتھ سے [illegible] مارا گیا۔

**کندہ کا وفد** اسی سن میں تقریباً اسی آدمیوں کا وفد کندہ سے آیا جس کا سردار اشعث بن قیس تھا۔ [illegible] یہ لوگ ریشمی [illegible] پہن کر آئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان سے ریشم [illegible] اشعث نے [illegible] آپ سے [illegible] آکل المرار [illegible] آکل المرار [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث [illegible] تجارت [illegible] آکل المرار [illegible] نضر بن کنانہ [illegible]

**وائل بن حجر کا وفد** [illegible] وائل بن حجر [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] وائل بن حجر [illegible]

**وائل بن حجر اور حضرت معاویہ** [illegible] معاویہ [illegible] جوتی [illegible] وائل [illegible] بادشاہوں [illegible] اونٹ کے سائے میں [illegible] معاویہ [illegible] زمانہ خلافت [illegible] وائل ان کے پاس [illegible] گئے تھے تو انہوں نے کچھ انتقام نہ لیا۔

**بنو محارب کا وفد** اسی سن میں [illegible] محارب [illegible] کا وفد آیا [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] بدزبانی سے ستایا تھا۔

**نجران کا وفد:** اسی سنہ میں نصاریٰ نجران کا وفد حضرموت سے آیا۔ جس میں چودہ سردار اور ان کا سردار عاقب عبدالمسیح (کندہ سے) اور ان کا اسقف ابوحارثہ (بکر بن وائل) اور سید ایہم تھا ان لوگوں نے مسجد نبوی میں داخل ہو کر دینی امور پر بحث و مباحثہ شروع کیا۔ اسی اثنا میں سورۂ آل عمران کے شروع کی آیات اور آیہ مباہلہ نازل ہوئی۔ نصرانیان نجران نے مباہلہ کرنے سے انکار کیا۔ حضرت ﷺ نے ان کی استدعا کی بموجب ان سے صلح کر لی اور جزیہ علاوہ دو ہزار حلہ کے تیس تیس زرہیں اور نیزے اور گھوڑے بطور جزیہ سالانہ ان پر مقرر فرمایا۔ ابوعبیدہ بن الجراح کو ان کا عامل مقرر کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ اس کے بعد عاقب و سید آئے اور مسلمان ہو گئے۔

**وفد حضرموت:** اسی سنہ میں صدف کا وفد حضرموت سے آیا جس میں تقریباً انیس آدمی تھے ان سب نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا فرائض اسلام اور اوقات نماز سیکھ کر واپس گئے یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

**عبس کا وفد:** اسی سنہ میں عبس کا وفد آیا ابن سعد کہتے ہیں کہ ان میں صرف ایک شخص وفد سے زندہ تھا اور مسلمان ہو گیا جس وقت واپس جا رہا تھا راستہ میں انتقال ہو گیا۔ طبری کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم بھی اسی سنہ کے ماہ شعبان میں وفد لے کر آیا قبول اسلام۔

**خولان کا وفد:** اسی سنہ میں خولان کا دس آدمیوں کا وفد آیا ان سب نے اسلام قبول کیا اور بت کو توڑ ڈالا اس سے پیشتر زمانہ صلح حدیبیہ میں رفاعہ بن زید جذامی قبیلہ جذام سے وفد لے کر آئے تھے اور ایک غلام بطور ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ مسلمان ہو کر واپس ہونے لگے تو آپ نے ان کو ایک خط (جس میں دعوت اسلام تھی) دیا۔ جس سے ان کی قوم مسلمان ہو گئی۔

**بنو ضلیع کا شب خون:** ان دنوں دحیہ کلبی جن کو حضرت ﷺ نے قیصر کے پاس بھیجا تھا۔ ہرقل کے یہاں سے واپس آ رہے تھے ان کے ساتھ کچھ تجارتی مال بھی تھا۔ بطن حسمیٰ پہنچے تھے کہ ہنید بن عوص اور اس کی قوم بنو ضلیع نے غفلت کی حالت میں ان پر شب خون مارا اور جو کچھ مال و اسباب ان کے ہمراہ تھا لوٹ کر لے گئے۔ اسی قبیلہ نے آ کر جہاد کا دروازہ کھول دیا۔ حضرت ﷺ کو بنو جذام پر حملہ کرنے کا ارادہ ہوا تو اس کی اطلاع بنو ضبیب کے مسلمانوں کو ہو گئی۔ ان لوگوں نے ہنید اور اس کی قوم سے وہ کل مال و اسباب جو انہوں نے لوٹ لیا تھا چھین کر دحیہ کے سپرد کر دیا۔

**بنو ضلیع کی سرکوبی:** جب دحیہ مدینہ پہنچے اور آنحضرت ﷺ سے بنو ضلیع کی بدعنوانیوں کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے زید بن حارثہ کو مسلمانوں کی ایک جمعیت کا افسر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ زید بن حارثہ نے بنو ضلیع پر مقام فقعا میں دشمن کی جانب سے حملہ کیا ہنید اور اس کا لڑکا مع ایک جماعت کے مارا گیا۔ اس واقعہ میں بنو ضلیع کے ساتھ کچھ لوگ بنو ضبیب کے بھی تھے۔ جو بنو ضلیع کے ساتھ شرکت کی وجہ سے مارے اور قید کر لئے گئے۔ رفاعہ بن زید جذامی ابو زید بن عمرو اور چند لوگ اپنی قوم کو لے کر خدمت اقدس میں آئے اور اس واقعہ سے آپ کو مطلع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقتولین کی بابت کیا کروں۔ ابو زید اور ان کے ساتھیوں نے کہا "آپ ہمارے زندوں کو چھوڑ دیجئے"۔ آپ نے حضرت

[illegible] ان کے [illegible] اور حضرت صدیقؓ کے لئے اپنی گود [illegible] فرمایا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب [illegible] میں [illegible] وقت [illegible] اور [illegible] کے قیدی اور ان کا مال و اسباب [illegible] واپس کر دیا۔

**عامر بن طفیل کی گستاخی** اسی سنہ میں عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن الطفیل بن مالک اور اربد بن قیس بن مالک بھی تھے۔ عامر نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ "اے محمد ﷺ اپنے بعد حکومت مجھ کو دے جاؤ"۔ آپ نے فرمایا: "یہ حکومت نہ تیرے لئے ہے نہ تیری قوم کے لئے، اللہ جس کو چاہے گا دے گا"۔ پھر عامر نے کہا "اچھا تم مجھے جنگل یا دیہات دے دو اور اپنے لئے آبادی مخصوص کر لو"۔ آپ ﷺ نے اس کو جواب دیا "یہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن میں تجھ کو [illegible] کرتا ہوں کیونکہ تو ایک مرد شہسوار ہے"۔ عامر نے [illegible] غصہ سے جواب دیا کہ "میں [illegible] سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا"۔ یہ کہہ کر عامر اپنی قوم کے ساتھ واپس ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: **اللھم اکفنیھم اللھم واھد عامرا** واغن الاسلام عن عامر۔ یعنی "اے اللہ ان کے لئے کافی ہو جا [illegible] اور اسلام کو عامر سے بے پروا کر دے"۔

**عامر کا انجام** ابن اسحاق و طبری نے لکھا ہے کہ عامر و اربد نے آنحضرت ﷺ کے قتل کرنے کا منصوبہ [illegible] تھا [illegible] اس امر پر قادر نہ ہو سکے [illegible] ذکر کیا گیا ہے [illegible] جس وقت عامر اپنے گھر سے واپس [illegible] سلول [illegible] میں عامر کو طاعون ہو گیا [illegible] اس کے بھائی اربد پر بجلی گری جس سے وہ بھی ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کے بعد [illegible] بن حارث [illegible] عوف بن خالد [illegible] آئے اور مسلمان ہو گئے۔

**طے کا وفد** اسی سنہ میں [illegible] آیا جس میں [illegible] زید الخیل [illegible] تھے [illegible] ان سب نے [illegible] اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا [illegible] مدینہ [illegible] کے وقت نجد میں [illegible] ان کا انتقال ہو گیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

**مدعی نبوت مسیلمہ کذاب** اسی سنہ میں [illegible] مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا [illegible] محمد رسول اللہ ﷺ نے [illegible] اور [illegible] مسیلمہ نے [illegible] نبوت پر اکتفا کیا [illegible] آنحضرت ﷺ کی خدمت میں [illegible] مضمون کا خط بھیجا: **من مسیلمة رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک فانی قد اشرکت فی الامر معک وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض۔**

---

[illegible]

لكن قريشا قوم يعتدون۔" یہ خط مسیلمہ کی طرف سے حضرت رسول کریم ﷺ کے نام تھا۔ سلام علیک کے بعد لکھا کہ میں رسالت میں آپ کا شریک بنایا گیا ہوں۔ آدھی زمین ہمارے لئے ہے اور آدھی اہل قریش کے لئے۔ مگر قریش زیادتی کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

(بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله ﷺ إلى مسيلمة الكذاب سلام على من اتبع الهدى أما بعد فإن الأرض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين)

"یہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو۔ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور آخری انجام پرہیزگاروں کا ہے۔"

طبری نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

# باب : ۱۰

## حجۃ الوداع اور وفات

**حجۃ الوداع:** ان واقعات کے بعد ذیقعدہ کا مہینہ آ گیا۔ جب اس کی پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ بقصد حج مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مہاجرین و انصار اور دیگر عرب کا ایک گروہ اور سو اونٹ تھے۔ مکہ میں اتوار کے دن جب کہ چار روز ذی الحجہ کے گزر چکے تھے داخل ہوئے۔ حضرت علی ابن ابی طالب بھی جو نجران میں صدقات جمع کرنے گئے ہوئے تھے مکہ میں آپ کے ساتھ آ گئے اور آپ کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس مرتبہ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے سنن بتلائے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور عرفات میں ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں حمد و ثنا کے بعد یہ ارشاد فرمایا:

«ايها الناس اسمعوا قولي فاني لا ادري لعلي لا القاكم بعد عامي هذا بهذا الموقف ابداً ايها الناس ان دماءكم و اموالكم عليكم حرام الى ان تلقوا ربكم كحرمة يومكم هذا و حرمة شهركم و ستلقون ربكم فيسالكم عن اعمالكم و قد بلغت فمن كان عنده امانة فليودها الى من ائتمنه عليها و ان كل ربا فهو موضوع و لكن لكم رؤس اموالكم لا تظلمون قضى الله انه لا ربا و ان ربا العباس بن عبد المطلب موضوع كله و ان كل دم كان في الجاهلية موضوع كله و ان اول دم بوضع دم ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب و كان مسترضعاً في بني ليث فقتله بنو هذيل فهو اول ما ابدا به من دم الجاهلية ايها الناس ان الشيطان قد يئس من ان يعبد بارضكم هذه ابداً و لكنه رضي ان يطاع فيما سوى ذلك مما تحقرون من اعمالكم فاحذروه على دينكم ايها الناس انما النسئ زيادة في الكفر يضل به الذين كفروا يحلونه عاماً و يحرمونه عاماً ليواطئوا عدة ما حرم الله فيحلوا ما حرم الله و يحرموا ما احل الله الا و ان الزمان قد استدار كهيئة يوم خلق الله السموات و الارض و ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السموات و الارض منها اربعة حرم ثلاثة متوالية ذو القعدة و ذو الحجة و المحرم و رجب الفرد الذي بين جمادى و شعبان. اما بعد ايها الناس فان لكم على نسائكم حقاً و لهن عليكم حقاً لكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احداً تكرهونه و عليهن ان لا يأتين بفاحشة مبينة فان فعلن فان الله قد اذن لكم ان تهجروهن في المضاجع و تضربوهن ضرباً غير

مبرح فان انتهین فلهن رزقهن و کسوتهن بالمعروف و استوصوا بالنساء خیرا فانهن عندکم عوان لا یملکن لانفسهن شیئا و انکم انما اخذتموهن بامانة اللّٰه و استحللتم فروجهن بکلمات اللّٰه فاعقلوا ایها الناس و اسمعوا قولی فانی بلغت قولی و ترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا کتاب اللّٰه و سنة نبیه ایها الناس اسمعوا قولی و اعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم و ان المسلمین اخوة فلا یحل لامرئ من مال اخیه الا ما اعطاه ایاه من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الا هل بلغت قالوا اللّٰهم نعم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللّٰهم اشهد)

لوگو! میری باتیں سن لو مجھے کچھ خبر نہیں شاید میں تم سے اس قیام گاہ میں اس برس کے بعد کبھی ملاقات نہ کر سکوں۔ لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر مرتے دم تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے اور وہ تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھے گا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے اور ہر قسم کا سود موقوف کر دیا گیا ہے ہاں تمہیں تمہارا سرمایہ مل جائے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود ختم کر دیا گیا۔ عباس کا تمام سود موقوف کر دیا گیا اور جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیے گئے اور سب سے پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا ہے۔ ربیعہ بنو لیث کے شیر خوار تھے اور انہیں بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا اس لئے میں ان کا خون باطل کر کے جاہلیت کے خونوں کے باطل کرنے کی ابتدا کرتا ہوں۔ لوگو! تمہاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے ناامید ہو گیا ہے مگر وہ اس کے معمولی گناہوں میں اپنی اطاعت کئے جانے پر خوش ہے اس لئے اپنا دین اس سے محفوظ رکھو۔ حرمت والے مہینوں کا بدلنا کفر میں زیادتی ہے اس سے کافر گمراہ ہو جاتے ہیں کہ ایک سال مہینے کو ایک سال میں حلال کر دیتے ہیں اور ایک سال حرام تا کہ حرمت والے مہینوں کی تعداد پوری ڈالیں اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں۔ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی صورت پر آ گیا ہے جس صورت پر اس دن تھا جب خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے اور اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اس دن سے بارہ ہے جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) لگاتار ہیں اور ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (آپ نے درود و سلام کے بعد فرمایا) لوگو! عورتوں پر تمہارے بھی حقوق ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلی بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو انہیں بطریق معروف ان کا خرچہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قید ہیں اور اپنے طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے لئے اللہ کی آیتوں سے حلال کیا ہے۔ لوگو! میری باتیں سنو اور سمجھو میں نے تمہیں تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے

> نبی ﷺ کی سنت ادا کر دی ہے۔ تم سب متفقین ہو، ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اور مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لئے کسی شخص کو اپنے بھائی کے مال میں سے کچھ حلال نہیں ہے جب تک وہ خوشی سے دے دے۔ خبردار رہو، بچے رہو ظلم نہ کرو (پھر پوچھا) کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے جواب دیا بے شک آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا: اے اللہ تو گواہ رہنا۔

**یمن کی حکومت:** چونکہ یمن کے گورنر باذان کے بیٹا ہونے سے آخر شہر بن باذان کی بھی تمام یمن پر مسلمان ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ نے بدستور یمن کی حکومت پر قائم رکھا تھا اور اب کے ساتھ کسی کو اس کا شریک یا مختار نہیں فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی وفات آپ کو حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی۔ آپ نے ان کے ملک کو اپنے صحابہ میں اس طرح تقسیم فرمایا کہ صنعاء پر ان کے لڑکے شہر بن باذان کو اور مارب پر ابوموسیٰ اشعری کو اور جند پر یعلی بن امیہ کو اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور عک و اشعریین پر طاہر بن ابی ہالہ کو اور ما بین نجران و زمع و زبید پر خالد بن سعید بن العاص کو اور نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلاد حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو اور سکاسک و سکون پر عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ یا مہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا لیکن عبداللہ یا مہاجر نے اپنے نہ جانے کا ایک معقول عذر پیش کیا۔ مختصر یہ کہ ان لوگوں کی بھی زیاد بن لبید انتظام کرتے رہے اور معاذ بن جبل اہل یمن و اہل حضرموت کی تعلیم کے لئے روانہ کیے گئے۔

اس واقعہ سے پیشتر عدی بن حاتم بنو طے کے صدقات وصول کرنے کو اور مالک بن نویرہ بنو حنظلہ کے صدقات پر اور علاء بن حضرمی بحرین کی طرف اور حضرت علی بن ابی طالب نجران کی جانب صدقات و جزیہ کی تحصیل وصول کرنے کو بھیجے گئے تھے۔ زبرقان کا صدقہ ان کے ذمہ میں۔ بنو سعد کے صدقات دو حصوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے حضرت علی بن ابی طالب نجران سے صدقات وصول کر کے حجۃ الوداع میں آ کر شریک ہو گئے تھے جیسا کہ کتب تاریخ میں مذکور ہے۔

**اسود عنسی کا خروج:** اس کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالخمار تھا۔ یہ ایک کاہن شعبدہ باز اور جادوگر تھا اور فصیح بولا کرتا تھا۔ اس کی شیریں کلامی اور تالیف قلوب سے لوگ بہت جلد اس سے مانوس ہو جاتے تھے۔ مقام کہف حنان میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی۔ بڑا ہوا شعبدہ باز تھا۔ آنکھیں کھلیں تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ بنی مذحج نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا چنانچہ اس نے نجران پر حملہ کیا اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو نکال دیا اور قیس بن عبد یغوث نے فروہ کو مراد سے نکال دیا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کی طرف سے مراد پر فروہ تھے۔ اس کے بعد اسود عنسی صنعاء کی طرف بڑھا۔ شہر بن باذان نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسود عنسی نے شہر بن باذان کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ معاذ بن جبل حضرموت کے درمیان طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک اپنے قبضہ میں لے لیا۔

**اہل یمن کا ارتداد:** اس واقعہ سے اکثر اہل یمن مرتد ہو گئے عمرو بن معدیکرب نے خالد بن سعید بن العاص سے جرام

تھے۔ انہوں نے اسود عنسی کی طرف [illegible] کو گرفتار کر کے [illegible] دونوں [illegible] میں [illegible] کے [illegible] اس کے ہاتھ سے نکل لی۔ تب عمرو [illegible] اسود عنسی کی طرف [illegible] اسود نے [illegible] اس کے لشکر کا سردار قیس بن عبد یغوث مرادی تھا اور [illegible] کی طرف سے [illegible] حکمرانی کرتے تھے۔ [illegible] اسود عنسی کی طرف [illegible] صنعاء کے محل میں قیام [illegible] کے ملک میں [illegible] لیکن [illegible] آنحضرت ﷺ کو [illegible] فرمایا۔

**اسود عنسی اور فیروز:** [illegible] اسود عنسی [illegible] حاصل ہوئی تو اس نے شہر بن باذان کو قتل کر کے ان کی بیوی آزاد سے [illegible] فیروز کی چچا زاد [illegible] قیس بن عبد یغوث بھی اسود [illegible] تھے۔ [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] لیکن ان لوگوں [illegible] معلوم ہوا کہ قیس بن عبد یغوث اسود سے [illegible] انہوں نے [illegible] فیروز [illegible] کے پاس گیا اس نے اسود کے قتل [illegible] قیس [illegible] فیروز [illegible] ان لوگوں [illegible]

**اسود عنسی کا خاتمہ:** [illegible] فیروز [illegible] قیس [illegible] فجر کی اذان کا وقت [illegible] محمد رسول اللہ [illegible] فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی [illegible] صنعاء [illegible] اسود [illegible] آنحضرت ﷺ کے [illegible] اپنے اپنے [illegible] کی طرف چلے گئے۔ [illegible] معاذ بن جبل [illegible] اتفاق کر لیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ [illegible] ان لوگوں نے ایک قاصد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے آپ [illegible] اور آپ نے فرمایا [illegible] فیروز [illegible] قتل کیا ہے۔ لیکن جب قاصد پہنچا تو آنحضرت ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

**جیشِ اسامہؓ:** صفر ۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع سے مدینہ واپس ہوئے۔ ماہ صفر ۱۱ھ کے آخری ہفتے میں آپ نے بلاد شام پر چڑھائی کی تیاری کا حکم دیا اور اس لشکر پر حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کو امیر مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ "بلقاء و داروم کی طرف سے روانہ ہو کر اس علاقے فلسطین میں شام کے [illegible] پر یلغار کرتا ہوا [illegible] اسلام قبول نہ کرنے والوں سے جنگ کر [illegible]"۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ شامل ہونے کا حکم دیا تھا۔ ابھی یہ لشکر روانگی کی تیاری میں تھا کہ آنحضرت ﷺ علیل ہو گئے۔ یہ وہی علالت تھی جس میں آپ رحمت الٰہی سے جا ملے۔ اسی زمانے میں اسود و مسیلمہ کذاب کی خبر آئی۔ آپ باوجود بیماری کی شدت و تکلیف کے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے گذشتہ شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ میں نے ان کو ناپسند کیا اور پھونک مار کر پھینک دیا۔ اس خواب کی میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ یہ دونوں کذاب یعنی صاحب یمامہ و صاحب صنعا ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لوگ اسامہ کی امارت میں نکتہ چینی کرتے ہیں [illegible] اس سے پہلے ان کے باپ زید کی امارت میں بھی لوگوں نے نکتہ چینی کی تھی [illegible] امارت کے قابل ہیں [illegible] اسامہ نے [illegible] آپ کی علالت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ [illegible] آپ کا جانا رہ گیا۔

**مسیلمہ کذاب و طلیحہ مدعیان نبوت:** اسود عنسی کے علاوہ عرب میں حجۃ الوداع کے بعد مسیلمہ اور طلیحہ بن [illegible] ظاہر ہوا انہوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے [illegible] ان کا مقابلہ کیا اور اپنے ان عاملوں کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے [illegible] طلیحہ کے مقابلے [illegible] کے ساتھ [illegible] واقعات پیش آئے [illegible] باقی رہے مسیلمہ [illegible] کی طرف سے [illegible] آنحضرت ﷺ کی خدمت میں [illegible] جواب [illegible] بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد طلیحہ نے [illegible] کا پیام بھیجا لیکن آپ کے وصال کے بعد یہ تمام واقعات مسیلمہ و طلیحہ پر گزرے [illegible] آئندہ بیان کئے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

**علالت:** [illegible] آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے [illegible] اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح [illegible] سورۃ میں آپ کے وصال کی [illegible] ہو گئی تھی۔ اس کے بعد [illegible] ۲۹ صفر ۱۱ھ [illegible] آپ کے [illegible] آپ [illegible] ازواج مطہرات نے [illegible] حضرت عائشہؓ کے مکان میں [illegible] آپ وہاں سے [illegible]

---

[illegible]

کے مکان میں آ گئے۔ یہ فکر کر کے لوگوں کو سمجھایا بجھایا۔ شہدائے احد پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا "بے شک ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دنیا اور اس چیز کا جو اس کے پاس ہے (یعنی آخرت کا) اختیار دیا۔ اس بندہ نے اس کو اختیار کیا جو اس کے پاس ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ اس جلسہ میں حاضر تھے وہ اس فقرہ کو سمجھ کر رو اٹھے اور عرض کیا "یا حضرت ﷺ ہم آپ کا اپنی جانوں اور بچوں سے فدیہ دیتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو"۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے جاتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

**نصیحتِ نبی ﷺ:** اسی سلسلہ کلام میں آپ نے یہ بھی فرمایا

((اوصیکم بتقوی اللہ و اوصی اللہ بکم و استخلفہ علیکم و اوعدکم الیہ انی لکم نذیر و بشیر الا تعلوا علی اللہ فی بلادہ و عبادہ فانہ قال لی و لکم تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و العاقبۃ للمتقین و قال الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین))

"یعنی میں تمہیں تقویٰ کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تمہیں یہی حکم دیا ہے میں تم پر اللہ کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمہیں اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ نذیر مبین تمہیں ڈرانے اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے شہروں میں اور اللہ کے بندوں پر بڑائی حاصل نہ کرو۔ کیونکہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ ہم نے آخرت کا گھر ان کے لئے بنایا ہے جو دنیا میں بڑائی اور فساد کا قصد نہیں کرتے اور حسن انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے اور فرمایا کیا جہنم میں مغروروں کے سوا کسی کا ٹھکانہ نہیں ہے"۔

اس کے بعد لوگوں نے کفن کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا "میرے انہی کپڑوں میں کفنا دینا یا مصری کپڑے یا یمنی حلہ میں"۔ پھر نماز کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا "مجھ کو میرے (تخت) چارپائی پر میری قبر کے کنارے رکھ کر ایک ساعت کے لئے باہر چلے جانا تاکہ ملائکہ نماز پڑھیں۔ اس کے بعد گروہ در گروہ نماز پڑھنا پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں ان کے بعد ان کی عورتیں"۔ قبر میں اتارنے کی بابت فرمایا "میرے خاندان والے مجھے قبر میں رکھیں"۔

**واقعہ قرطاس:** پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ میں تم کو کچھ لکھ دوں تاکہ اس کے بعد گمراہ

---

٭ یہ قصہ بخاری و مسلم کی روایت ابن عباس میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے چند روز پہلے بروز جمعرات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا جس وقت کہ حجرہ مبارک میں جو حضرات تھے کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے لکھ دوں۔ جس سے تم لوگ میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ [illegible] کے لانے میں تامل [illegible]۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور بے شک اس وقت آپ کے درد زیادہ ہو رہا تھا۔ بعض کہتے تھے کہ [illegible] اور بعض نے کہا کہ ہم [illegible] نہ دینا چاہئے۔ [illegible] نے یہ بھی کہا کہ ان واقعات [illegible] ہو گیا ہے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ سے اس کا [illegible] کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ پیغمبر کے پاس شور و شغب مناسب نہیں ہے۔ اس روایت سے مسلمانوں کے دو فرقوں [illegible] بہت اختلاف ہے۔ [illegible] حضرت عمرؓ نے بے جا کیا رسول اللہ ﷺ کو خلافت کی بابت تحریر لکھنے سے [illegible] مسلمانوں کے اتفاق کا باعث [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] اور فریق کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بہت اچھا اور درست کیا [illegible] لوگ اپنے [illegible] اس حالت میں تکلیف نہ دی جائے۔ علاوہ اس کے حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا قرآن مجید ہمارے لئے کافی ہے اور [illegible] درست ہے جو ضروری احکام اور اعمال دینی تھے وہ سب قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ....

شروع۔ لوگ اس سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر کسی نے کلام کا اعادہ کرنا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا: '' تم لوگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس سے اچھا ہوں جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو''۔ پھر آپ نے تین امور کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکین جزیرۂ عرب سے نکال دیے جائیں دوسرے یہ کہ وفود کو جائزہ دیا جائے جیسا کہ ان کو جائزہ دیا جاتا تھا اور تیسری پر آپ نے خود سکوت کیا یا راوی خود بھول گیا۔ پھر آپ نے انصار کے حق میں وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے معدن اور رازدار ہیں میں اپنی قوم سے بھاگ کر ان میں آ ملا تھا تم لوگ اچھے کرداروں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کی غلطی سے درگزر کرو اے گروہ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے اور انصار نہیں بڑھتے ہیں۔

**حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ:** آپ ﷺ نے مسجد کی طرف کے جتنے دروازے تھے سب کے بند کرنے کا حکم دے دیا اور حضرت ابوبکرؓ کے دروازہ پر ارشاد فرمایا کہ '' میں کسی کو ابوبکرؓ سے بڑھ کر صحبت میں افضل نہیں جانتا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا''۔

**حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم:** اس کے بعد بخار کی شدت میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ آپ ﷺ بے ہوش ہو گئے۔ امہات المومنین اور دوسرے اعزہ و اقربا سب کے سب آپ ﷺ کے گرد اکٹھے ہو گئے اتنے میں عشاء کی نماز کا وقت آ گیا درد بھی کسی قدر کم معلوم ہوئی۔ غفلت جاتی رہی لیکن ضعف کی وجہ سے اٹھ نہ سکتے تھے۔ لیکن آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ سے نماز پڑھوانے کے لیے کہو۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ (ابوبکرؓ) ایک ضعیف و رقیق القلب ضعیف الصوت آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ حضرت عمرؓ کو اس امر پر مامور فرمائیے آپ نے انہیں سے انکار کر کے حضرت ابوبکرؓ کو امامت پر مامور فرمایا۔

**رسول اکرم ﷺ کا آخری خطبہ:** ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ درد کے خفیف ہو جانے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کا مونڈھا پکڑ کر بازو اور ان کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز تمام کی اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی حیات کی حالت میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ حالت نزع میں آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بار بار آپ ﷺ دست مبارک اس سے تر فرما کر چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے ((اللھم اعنی علی سکرات الموت)) یعنی '' اے خدا میری مدد کر سکرات موت پر''۔ پس جب پیر کی صبح کا وقت آیا تو صبح کی نماز کے وقت آپ ﷺ سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اس وقت حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس مرتبہ بھی نماز سے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا لیکن آپ نے ان کو پھر اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا اور ان کی طرف بیٹھ کر نماز ادا کی اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یا ایھا الناس سعرت النار و اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم و انی واللہ ما

---

[illegible] الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا [illegible] عجیب بات ہے کہ قرآن مجید میں [illegible] علامات کا بیان [illegible] ہے

تمسکون علی بشیء انی لم احل الا ما احل القرآن و لم احرم الا ما حرم القرآن)) یعنی "لوگو! آگ بھڑکا دی گئی اور اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنہ آ گیا ہے۔ بخدا دین کے خلاف کوئی بات پیدا نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال و حرام کی ہے جو قرآن میں ہے"۔ جب آپ ﷺ نے اپنا سلسلہ کلام ختم کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ "ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کی نعمت سے نہایت خوشی سے صبح کی جیسا کہ ہم چاہتے تھے"۔

**وفات سے پہلے:** ابوبکرؓ یہ کہہ کر اپنے اہل کے پاس سنح چلے گئے اور آنحضرت ﷺ اپنے مکان پر تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں عبدالرحمن بن ابی بکرؓ ایک تر مسواک ہاتھ میں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ بولیں میں نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے خوب چبا کر نرم کیا جب وہ نرم ہو گئی تو آنحضرت ﷺ کو دی آپ نے وہ مسواک کر لی۔ پھر اس کو پھینک کر اپنے سر مبارک کو جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر تھا، پاؤں پھیلا دیئے۔ اور آپ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر کے قریب اس دار فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا انتقال میرے سینہ اور ہنسلی کے درمیان میں ہوا ہے۔ پیر کے دن دوپہر کے وقت جب کہ بارہ ربیع الاول کی تاریخ گزر رہی تھی اور اگلے دن منگل کو بعد دوپہر مدفون ہوئے۔

**حضرت عمرؓ کی وارفتگی:** آنحضرت ﷺ کا وصال ہوتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک عجیب پریشانی پھیل گئی۔ جو شخص اس وقت کو دیکھتا تھا حیران و ششدر ہو جاتا تھا۔ جو جہاں تھا وہیں رہ گیا نہ اس کے ہوش و حواس باقی تھے جو اس وقت حجرہ اور مسجد نبوی میں موجود تھے اور سب کے سب پریشانی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ جوق در جوق چلے آتے تھے۔ لوگ اس وقت اپنے گھروں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب اور اکثر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب اس حادثہ جانکاہ سے متحیر ہو گئے۔ کچھ ہوش و حواس نہ رہے۔ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے ((ان رجالا من المنافقین یزعمون ان رسول اللہ ﷺ مات و انہ لم یمت و لکنہ ذھب الی ربہ کما ذھب موسی و لیرجعن فیقطعن ایدی رجال و ارجلھم)) "کچھ منافقوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول فوت ہو گئے واللہ آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ موسیٰ کی طرح اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور واپس آ کر ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے"۔ حضرت عمرؓ جوش و غضب میں یہ کہے جاتے تھے لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی کچھ ان سے کہتا کہ تم تلوار نیام میں کر لو۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔

**حضرت ابوبکرؓ کا استقلال:** اس عرصہ میں یہ واقعہ جانکاہ سن کر حضرت ابوبکرؓ آ پہنچے اور سیدھے حجرہ مبارک میں آئے۔ عائشہؓ کی گود سے سر مبارک لے کر بوسہ دیا۔ کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں بے شک آپ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھا تھا اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ آئے گی۔ [illegible]

انہیں واپس ... پہنچ گئے جب باہر آئے حضرت عمرؓ ابن الخطاب لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا چپ رہو۔ حضرت عمرؓ نے کچھ بھی قبول نہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دوبارہ کہا تو مناسب سمجھ کر علیحدہ ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے جس قدر آدمی وہاں پر جمع تھے وہ سب حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔

**حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ:** اس وقت آپؓ نے حمد و ثنا کے بعد خطبہ پڑھا جس کے الفاظ یہ ہیں: من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ثم تلا وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیه فلن یضر اللہ شیئاً و سیجزی اللہ الشاکرین۔ یعنی "جو محمد ﷺ کا پجاری تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو خدا کا پجاری تھا تو خدا زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی: محمد ﷺ ایک رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی تو رسول گزر گئے ہیں۔ اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ اور اللہ شکر گزاروں کو جزا دینے والا ہے۔"

**خطبہ ابوبکرؓ کا اثر:** حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے ان آیات کا نکلنا تھا کہ دفعتاً لوگوں کے خیالات بدل گئے اور حیرت کا عالم ایسا دور ہو گیا گویا اس سے پہلے وہ تھا ہی نہیں۔ بخاری کی حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ اس آیت کے نزول کا حال نہیں جانتے تھے۔ گویا آج ہی پہلے پہل۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خیال تک نہ آیا لیکن جس وقت انہوں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے یہ معلوم ہوا گویا ابھی نازل ہوئی ہے اور اس کے خوف کے مارے پاؤں تھرا گئے۔ یہاں تک کہ میں زمین پر گر پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے۔

**سقیفہ بنی ساعدہ:** ابھی یہ غم پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور وہ سعدؓ بن عبادہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ وہاں تمام انصار یہ کہہ رہے ہیں منا امیر و من قریش امیر یعنی "ایک امیر ہمارا اور ایک امیر قریش کا"۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ایک دو مہاجرین کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے ... قوم کے لئے منتخب ہوا ... اور حضرت ابوبکرؓ ... سب سے پہلے بیعت کی ... بعد ازاں آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔

**تجہیز و تکفین:** غسل آپ ﷺ کی پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے حضرت علیؓ دے رہے تھے اور عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے کروٹ بدلاتے جاتے تھے اور اسامہؓ و شقرانؓ پانی ڈالتے تھے۔ ان لوگوں نے غسل دینے کے بارے میں اختلاف کیا تھا کہ آپ کو دوسروں کی طرح برہنہ کر کے غسل دیں یا کپڑوں سمیت۔ اتفاقاً کان میں آواز آئی کہ "کپڑے نہ اتارو" چنانچہ آپ کو کپڑوں سمیت نہلایا۔ پھر ان لوگوں نے آپ کو غسل دینے کے بعد تین کپڑوں میں کفنایا جو سفید تھے اور قبر کھودنے والوں کو ... ایک ان میں سے لحد بناتا تھا اور دوسرا شق کھودتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں بھی باہم

اختلاف ہوا کوئی لحد قبر کہتا (صندوقی) قبر کھودی جانے کی رائے کی بغلی قبر بنانے کی تھی۔ حضرت عباسؓ نے دو شخصوں کو ان دونوں قسموں کو بنانے کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جو قبر آپ نبی ﷺ کے لئے پسند کرے وہ اس کو آگے۔ بھی وہی شخص پہلے آیا جو قبر صندوقی بناتا تھا یعنی ابو طلحہ زید بن سہل بھی اہل مدینہ کی قبر کھودا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے صندوقی قبر بنائی۔

جب بروز منگل آپ کی تجہیز سے فراغت ہوئی اور آپ کو آپ کے مکان کے (تخت) پر رکھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے مقام دفن میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد مبارک میں دفن کئے جائیں اور بعض کہتے تھے کہ اپنے ہی مکان میں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی گئی مگر وہیں دفن کیا گیا جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے۔ لوگوں نے بستر جس پر آپ ﷺ کا انتقال ہوا تھا اٹھا دیا اور اسی جگہ پر قبر کھودی گئی۔ اس کے بعد گروہ گروہ پہلے مردوں نے ان کے بعد عورتوں نے ان کے بعد لڑکوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھی [illegible]۔ کوئی کسی کی امامت نہ کرتا تھا۔ پھر آپ نصف شب ہو کے دفن کئے گئے۔ حضرت عائشہ [illegible] بدھ کی شب ہو چکی تھی۔ آپ سے ہجرت کے دس سال دو ماہ گذرے تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا لیکن بعض پینسٹھ بعض ساٹھ بھی بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم

اختلافی مسائل (حرم گھر) [illegible] ہے [illegible] [illegible] بلکہ [illegible] [illegible] آنحضرت ﷺ نے [illegible] اور یاد فرمایا اغزو باسم اللہ و فی سبیل اللہ و قاتلوا من کفر باللہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ ﷺ کی [illegible]

---

! [illegible] حضرت علیؓ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

آپ ﷺ [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] اجازت [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

وفات نبوی ﷺ پر صحابہؓ کی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

**حضرت ابوبکرؓ** [illegible] حضرت ابوبکرؓ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible]

[illegible]

روایت ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ تین دن تک بے گور و کفن رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس طرح پر کہ آپ کا انتقال بروز دو شنبہ بوقت شب ہوا اور بدھ کی رات آدھی رات کے وقت دفن کئے گئے۔ میرے نزدیک ابن اسحاق کی روایت سے کچھ اختلاف نہیں ہوتے کیونکہ پیر کے دن گزر کر رات کے وقت انتقال ہوا جو منگل کی رات تھی پھر منگل کے دن کے وقت آپ دفن نہیں کئے گئے بلکہ رات کے وقت (جو کہ بدھ کی رات تھی) مدفون ہوئے۔ ان صاحب سے قریباً یہی روایت ہے کہ بعد آپ دفن کئے گئے۔ کسی نے کسی سے یہ امر نقل کی۔ اس کے ساتھ ان کو بھی شمار کر لیا جس دن درحقیقت یہ امر ہوا تھا۔ لیکن علیل حالت میں بھی تھے اور اس بدھ کی رات کے بعد جو دن تھا اس کو بھی شامل کر لیا۔ جس کی وجہ سے ان کو تین دن کا شبہ واقع ہوا تھا۔ چنانچہ اسی غلطی کو نباہ لیا۔ بعض نے کہا ہے کہ بدھ کی رات کہتے ہیں۔ اہل عرب رات دن کو ملا کے ان کی شمار کرتے ہیں۔ مثلاً لیلۃ الاربعا یعنی بدھ کی رات کو منگل کے دن کے بعد آنے والی رات ہی منسوب ہوتی ہیں مثلاً لیلۃ الاربعا (بدھ کی رات) ... درحقیقت لیلۃ الخمیس (جمعرات کی رات) ہے۔

تقرر امام کی ضرورت: مضمون کا قریب سے قرین قیاس ہے کہ تجہیز و تکفین کا کام دیر سے انجام پایا اور روایت چاہئے قوم کو نیا امام بنانے کی ضرورت تھی جو نہایت اہم ہے۔ جب کسی حاکم الوقت کا انتقال ہو جاتا ہے تو جب تک اس کا کوئی جانشین یا قائم مقام نہیں ہو جاتا اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ یہی حال امت کے سرے سے سیاست اور انتظام کا ہے ... سب کے سب ایک سیاسی وجود میں ہوتے ہیں۔ یہ حیرت کی حالت ان پر طاری ہو جاتی ہے ... قبل اس سے پہلے ایک امام کا تقرر ضروری ... مثلاً ... ضرورت ہے ... کوئی ... آگے بڑھ کر ... خدمت ... انجام دیتا ... ان کے ... سے کوئی ... نہیں ہے۔

- حضرت ابوبکرؓ کے راست اقدام: اگر حضرت ابوبکرؓ بھی تجہیز میں اس وقت مصروف ہو جاتے ... پیش قدمی نہ کرتے تو حضرت عمرؓ ... یہ کام ... حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ... انصار ... سقیفہ بنی ساعدہ ... اس وقت ... کے کاموں ... کئے ... حضرت ابوبکرؓ نے ... انجام دیا ... آنحضرت ﷺ نے ... امامت ... ان ... حضرت ابوبکرؓ ... حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے ... مصروف ہو جاتے ... جب آنحضور ﷺ کے خاندان والے جب تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے تھے۔ ... اس وقت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ... آنحضور ﷺ کی ... رفع ہوا آنحضرت ﷺ کے ... تھے۔ ... امامت ... نہایت ... ختم ... کسی طرف ... نہیں ہے۔

حلیہ مبارک: آنحضرت ﷺ نہ بہت طویل القامت تھے اور نہ بہت پستہ قد۔ سر بڑا، ... ڈاڑھی گھنی بال دار تھی، گوشت مرقی مائل ... رنگ گول ... بڑی بڑی ... آنکھیں سر کے بال ... پیشانی کشادہ تھی ... کا جاتا ... چلنے ... تھے ... آپ کی ڈاڑھی میں سات

[illegible]

**حضرت خدیجہؓ** [illegible]

**حضرت عائشہؓ بنت حضرت ابوبکرؓ** [illegible]

**حضرت سودہؓ بنت زمعہ** [illegible]

**حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ، حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ** [illegible]

**حضرت زینبؓ بنت خزیمہ** [illegible]

**حضرت جویریہؓ بنت الحارث** [illegible]

المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں۔ تقسیم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آ گئیں۔ انہوں نے اپنے کو مکاتب (ذاتی مال دے کر آزادی حاصل کرنا) کر لیا تو آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور مدد چاہی کہ مجھ کو ان سے چھڑا دیں۔ بات بتلاؤں۔ جویریہ نے عرض کی کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری بدل کتابت ادا کئے دیتا ہوں اور تم سے عقد کر لوں۔ جویریہ نے اس کو منظور کر لیا آپ نے اسی وقت روپیہ ادا کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ پہلے مسافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں۔

**حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان:** پھر ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب سے عقد کیا۔ ان کا نام رملہ تھا۔ ان کا عقد نکاح حبشہ میں نجاشی نے کیا۔ جس زمانہ میں یہ حبشہ میں تھیں نجاشی نے آپ کی طرف سے ان کو مہر چار سو دینار ادا کیا۔ یہ پہلے عبیداللہ بن جحش اسدی کی زوجیت میں تھیں ان کا انتقال زمانہ خلافت معاویہ میں ہوا۔

**حضرت زینبؓ بنت جحش:** پھر زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں داخل کی گئیں۔ یہ پہلے زید بن حارثہ آپ کے آزاد کردہ غلام کے نکاح میں تھیں۔ جب کہ طلاق دی تب آپ نے عقد کیا۔ خداوند عالم نے انہی کے حق میں فلما قضى زيد منها وطرا زوجناكها نازل فرمایا۔ ان کا انتقال زمانہ خلافت حضرت عمرؓ میں ہوا۔

**حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب:** پھر عام خیبر میں صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح کیا۔ یہ پہلے سلام بن مشکم کی زوجہ تھیں۔ پھر کنانہ بن الربیع ان کے شوہر ہوئے۔ جنگ خیبر میں یہ گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے ان کو منتخب فرمایا اور ان کی آزادی ہی کو مہر قرار دیا۔

**حضرت میمونہؓ بنت الحارث:** پھر میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے نکاح پڑھایا اور مہر ادا کیا۔ یہ اس سے پہلے ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کی زوجہ تھیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس و خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔

**حضرت اسماءؓ بنت نعمان اور حضرت عمرہؓ بنت یزید کلابیہ:** جن کو ملا کر بارہ امہات المومنین ہیں۔ جن سے آپ نے مفارقت (علیحدگی) کی۔ ان میں سے دو آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال فرما گئیں (یعنی خدیجہ و زینب بنت خزیمہ) باقی نو امہات المومنین کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ دو ایسی تھیں جن سے قربت نہیں آئی۔ ایک اسماء بنت نعمان کندیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ مگر سفید داغ کی وجہ سے آپ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔ دوسری عمرہ بنت یزید بن الجون ان کی قوم کا زمانہ قریب ہی مسلمان ہوئی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کی پناہ طلب کی آپ ﷺ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔

ان امہات المومنین میں سے چھ قریشیہ تھیں خدیجہ بنت خویلد بن اسد، عائشہ بنت ابی بکر الصدیق، حفصہ بنت عمر بن الخطاب، ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب، ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ، سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی قریشیہ تھیں اور باقی امہات سوائے صفیہ بنت حیی بن اخطب کے عربیہ تھیں۔ خدام

**موالی:** آنحضرت ﷺ کے موالی (آزاد غلام) بہت تھے منجملہ ان کے زید بن حارثہ اور ان کے لڑکے اسامہ بن

خزیمہ اور قریش (ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی) مراۃ کے رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہیں [illegible] میں ان کا انتقال ہوا۔ ثوبان (یہ [illegible] کے رہنے والے تھے زمانہ [illegible]) ابو رافع اسلم (یہ عباس ابن عبدالمطلب کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا اور آپ نے آزاد کیا) اور سلمان فارسی (ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی یہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ [illegible] میں سے ایک شخص ان کو گرفتار کر لے گیا اور ایک یہودی کے ہاتھ [illegible] میں فروخت کر دیا۔ ان کے مالک نے ان کو مکاتب (وہ غلام جو مالک کی اجازت سے کچھ قیمت [illegible] ادا کر کے آزاد ہو جائے) بنا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی مدد کی [illegible] ہو گئے) سفینہ (یہ ام سلمہ کے غلام تھے انہوں نے ان کو اس شرط سے آزاد کیا تھا کہ یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتے رہیں) اور ابو کبشہ (ان کا نام [illegible] تھا۔ آنحضرت ﷺ نے [illegible] آزاد کر دیا تھا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

نوٹ: علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب [illegible] آنحضرت ﷺ کے لکھنے والوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ [illegible] بن سعید [illegible] آنحضرت کی کتابت کرتے تھے۔ [illegible] آپ ﷺ [illegible] حاصل [illegible] معاویہ بن ابی سفیان [illegible] جاتے [illegible] [illegible] حروف [illegible]

**سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ:** آنحضرت ﷺ کے انتقال سے آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ قدرتی تھی اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا [illegible] فراق محبت کے سبب سے [illegible] اسی اثنا میں انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصار کو حاصل ہے کیونکہ انہوں نے [illegible] رسول اللہ ﷺ کو [illegible] کے ہاتھ [illegible] لیکن مہاجرین جو سقیفہ بنی ساعدہ [illegible] وقت پہنچ گئے تھے انہوں نے ان کی مخالفت کی۔ چنانچہ فریقین میں بحث و تکرار ہونے لگی [illegible] اس امر کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو دی [illegible] دونوں بزرگ [illegible] حضرت عاصم بن عدی اور حضرت عویم بن ساعدہ سے ملاقات ہوئی [illegible] ان کو روکنے کا قصد کیا لیکن یہ لوگ ان کے روکنے سے [illegible] سقیفہ کا [illegible] جہاں انصار جمع تھے جا پہنچے [illegible]

**مسئلہ خلافت پر بحث و تمحیص:** ابوبکرؓ: ہم لوگ سابقین اولین میں ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہ کر کفار کے ہاتھوں سے ایذائیں اٹھائیں۔ پھر انہیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ تم لوگ اس بارے میں ہم لوگوں سے جھگڑا نہ کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم لوگوں کو نصرت اور سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہاں البتہ ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

حباب بن المنذر بن الجموحؓ: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ پھر انصار کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے گروہ انصار! اگر مہاجرین اس سے انکار کریں تو تم اپنی تلواروں سے ان کو شہر سے نکال باہر کرو۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ ہم لوگ خلافت رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔ لیکن بحالت مجبوری ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک امیر ہو اور ایک ہم میں سے۔

عمر بن الخطابؓ: تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔ اگر تم مستحق امارت ہوتے تو آنحضرت ﷺ تم کو وصیت کرتے۔

عمر بن الخطاب اس قدر کہنے پائے تھے کہ حباب بن المنذر اٹھ کر بحث کرنے لگے اور دونوں میں سخت و درشت گفتگو ہونے لگی۔ حضرت ابو عبیدہ ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے اے گروہ انصار! اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ ہو کہ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی مدد کی۔ اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے اپنے حالات کو تبدیل و تغیر کر دیا ہو۔

بشیرؓ بن سعد ابن النعمان بن کعب بن الخزرج: بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے اور ہم لوگ اگرچہ انصار دین اور سابق الاسلام ہیں۔ لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اس کا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بات میں ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

حبابؓ بن المنذر: اے بشیرؓ تو نے واللہ بڑی بزدلی کی تو نے ساری کارستانی درہم برہم کر دی۔

بشیرؓ: نہیں بخدا میں نے بزدلی سے یہ بات نہیں ظاہر کی ہے۔ بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم سے نزاع کروں جس کا ان کو حق دے دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الائمة من قريش (۱) یعنی امام قریش سے ہوں گے۔

اس کلام کے تمام ہوتے ہی دو چار انصاریوں نے اس حدیث کی تصدیق کر دی جس سے حباب بن المنذر کا خیال بدل گیا اور غصہ و خشونت جو اس مجمع میں امارت کے لئے پیدا ہو گیا تھا بالکلیہ رفع ہو گیا سب کے سب ایک قسم کی خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ و ابو عبیدہؓ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کسی کو یہ بیعت لینے کا حق نہیں جب تک ابوبکرؓ موجود ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

**بیعت خلافت:** جب بشیر بن سعد نے اٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ و ابو عبیدہؓ نے پھر اوس نے کیونکہ یہ خزرج کی امارت سے کبیدہ خاطر تھے۔ انہی لوگوں میں اسید بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت

کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہوئی کہ کہیں پاؤں رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مر جائے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے۔ سعدؓ یہ سن کر اٹھ کر ان سے دست بگریباں ہوتے۔ عمرؓ کو بھی غصہ آ گیا لیکن حضرت ابوبکرؓ کے روکنے سے رک گئے۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعدؓ سے بیعت کرنے کے لئے کہا گیا سعدؓ نے بیعت سے انکار کیا۔ حضرت بشیرؓ نے کہا یہ تنہا آدمی ہیں ان سے درگزر کرو ان کو ان کی حالت پر رہنے دو۔ چنانچہ حضرت سعدؓ بن عبادہ اس واقعہ کے بعد نہ تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے اور نہ ان سے ملتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا علامہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دن حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سعدؓ بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ انتقال ہو گیا مشہور ہے کہ ان کو جن نے مارا ہے اس روایت کی تائید میں یہ شعر پڑھے جاتے ہیں:

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادة
فرمیناه بسهمین فلم نخط فؤاده

"یعنی ہم نے سعد بن عبادہ سردار خزرج کو قتل کر دیا۔ ہم نے ان کے دو تیر مارے اور ان کے دل سے خطا نہیں کی"۔

**حضرت علیؓ اور حضرت ابوسفیانؓ:** یہ بیعت باجماع انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) ہوئی۔ اگرچہ ابتداً انصار میں سے سعد بن عبادہؓ اور مہاجرین میں سے حضرت علیؓ و بنو ہاشم و زبیرؓ بیعت میں پیچھے رہے۔ لیکن واقعات و حالات قبل و بعد بیعت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا ابتداً بیعت سے تخلف (پیچھے رہنا) کرنا تقاضائے بشریت سے تھا نہ کہ کسی اور خیال و عداوت سے۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد ایک روز حضرت ابوسفیانؓ مدینہ میں حضرت علیؓ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ "مدینہ میں ایک عجیب شورش دیکھتا ہوں جس کو سوائے کشت و خون کے اور کوئی چیز نہیں روک سکتی اے آل عبد مناف ابوبکرؓ تمہارے ہوتے ہوئے سرداری کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے کہاں ہیں وہ دونوں ضعیف و ذلیل۔ حضرت علیؓ و عباسؓ۔ یہ عجیب بات ہے کہ حکومت و سلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی جائے" پھر حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا: ابسط یدک ابایعک فواللہ لئن شئت لاملأنها علیه خیلا و رجلا "ہاتھ بڑھاؤ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ بخدا اگر تم کہو میں ابوبکرؓ پر میدان جنگ کر دوں اور ایک جھپکے میں اسے سواروں اور پیادوں سے بھر دوں"۔ علیؓ نے یہ سن کر اس کا جواب نہایت سختی سے دیا اور کہا واللہ تمہاری اس بات میں سوائے فتنہ و فساد کے اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ بخدا تم نے اسلام میں آ کر بھی فتنہ روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ جاؤ مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں۔

**حضرت علیؓ کی بیعت:** ابوسفیان اس جواب سے اپنے کیے پر پشیمان ہو کر چلے گئے اور حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں''۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو ہٹا دیا۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا: ''آپ نے سقیفہ میں میری عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی؟ آپ نے مجھ سے مشورہ تک نہ کیا۔ آپ مجھ کو بلوا لیتے''۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: ''کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ انصار کہتے تھے کہ ہم میں سے امیر ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ ہم میں سے ہو۔ دونوں اس بات پر لڑنے پر تیار ہو رہے تھے میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ یقین فرمائیے کہ میں نے تم کو بلوایا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا۔ اس کا افسوس تم ترک کر کے معذور رکھیں۔ جب مجھ کو سقیفہ میں مصروف تھے تو میں تم کو کیسے طلب کرتا۔ اس کام کے لئے وہیں سے جانا ہوا اور اسی جلسے میں مشورہ ہو گیا۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر زبردست فساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا''۔ حضرت علیؓ یہ جواب سن کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہے۔ اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے پانچ روز بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی یہی صحیح ہے۔

**خطبہ خلافت:** حضرت ابوبکرؓ بیعت سقیفہ کے دوسرے دن مسجد میں آئے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت عامہ لی۔ اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر حمد و ثنا کے بعد مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

> ''ایہا الناس! قد ولیت علیکم ولست بخیرکم فان احسنت فاعینونی وان اسأت فقومونی الصدق امانۃ والکذب خیانۃ والضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذ لہ حقہ والقوی ضعیف عندی حتی اخذ منہ الحق ان شاء اللہ تعالیٰ۔ لا یدع منکم الجہاد فانہ لا یدعہ قوم الا ضربہم اللہ بالذل اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعۃ لی علیکم قوموا الی صلوتکم رحمکم اللہ''
>
> ''لوگو! میں تمہارا امیر بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک ٹھیک چلوں تو میری مدد کرو اور اگر کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اس کا حق اسے نہ دلا دوں اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں۔ جو قوم جہاد ترک کر دے گی اللہ تعالیٰ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت نہیں۔ اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے۔''

**من گھڑت اور غلط روایتیں:** اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کئے ہیں کوئی کہتا ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے جنہوں نے بیعت سے تخلف (توقف) کیا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی طلبی بغرض بیعت کرنے کو گئے تھے اور حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا (نعوذ باللہ من ذلک)۔ لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ بیعت کے پردے میں بھی لوگوں نے بدگمانی پیدا کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ (واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم)

# باب: ۱۱

# حضرت ابوبکر صدیقؓ

## ۱۱ھ تا ۱۳ھ

**ابتدائی مشکلات**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سقیفہ میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ سوائے معدودے چند کے مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بجز ہاشمی جماعت کسی نے بیعت سے تخلف نہ کیا۔ لیکن ان سے شورش نہ ہونے کی وجہ زیادہ چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی انکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔

**جیش اسامہ کی روانگی**: حضرت ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں سب سے پہلا کام جو کیا۔ وہ لشکر اسامہؓ کو روانہ کرنا تھا۔ اگرچہ اس وقت تقریباً کل عرب مرتد ہو گیا تھا۔ اکثر قبائل کے قبائل اسلام سے پھر گئے تھے۔ بچے کھچے بہت کم تھے جن میں بھی شاذ مرتد ہونے تھے۔ ہر طرف نفاق کی تاریکی چھائی ہوئی تھی دولت بدوؤں کے جھنڈے کھل رہے تھے ارتداد کی سیاہ گھٹائیں امنڈی چلی آ رہی تھیں۔ مسلمان غریب اسکی شب تاریک میں اپنی قلت جماعت اور کثرت اعداء سے حیران و پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن بایں ہمہ نہایت استقلال سے ابوبکرؓ نے لوگوں کو اسامہؓ کے ساتھ روانگی کا حکم دیا۔ اسامہؓ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اہم امر پیش آ جائے۔ حضرت عمرؓ کو ابوبکرؓ کے پاس واپس کیا۔ انصارؓ نے عمرؓ کی زبانی خلیفۃ المسلمین سے کہلا بھیجا کہ ایسی حالت میں لشکر کی روانگی مناسب نہیں بہتر ہو کہ یہ امر آئندہ کسی مناسب وقت پر موقوف رکھا جائے اور اگر روانگی لشکر ضروری سمجھی جائے تو اسامہؓ سے زیادہ کسی معمر اور آزمودہ کار کو سردار مقرر کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے جس وقت انصار کا یہ پیغام ابوبکرؓ کے گوش گزار کیا تو حضرت ابوبکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور کہنے لگے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں ٹال سکتا۔ اگر مجھے اس امر کا خوف ہو کہ مجھے مدینہ میں کوئی درندہ آ کر پھاڑ ڈالے گا یا کوئی مجھے لوٹ لے جائے گا تو بھی میں اسامہؓ کو روانہ کروں گا کس کے حوصلہ میں طاقت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کرے جس کو وہ مقرر کر جائیں اس کو موقوف کرے۔ میں جب تک اسامہؓ کو روانہ نہ کر لوں ہرگز ایک لحظہ قرار نہ پاؤں گا۔

**حضرت ابوبکرؓ کی حضرت اسامہؓ کو ہدایت**: یہ کہہ کر حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھے اور اسامہؓ کے

[illegible] سوار [illegible] پیدل [illegible] تھے۔ [illegible] اثنائے راہ میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

"میں تم کو ان چند باتوں کی ہدایت کرتا ہوں ان کو خوب یاد رکھو۔ یہ کہ خیانت نہ کرنا [illegible] بدعہدی نہ کرنا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور [illegible] درختوں کو [illegible] نہ کاٹنا، کسی [illegible] بکری [illegible] کو [illegible] ذبح نہ کرنا۔ تم [illegible] لوگوں کے پاس [illegible] ان کو [illegible] اسلام کی طرف [illegible] جب [illegible] لیکن جو شخص اسلام کی مخالفت کرے [illegible] ان کی [illegible] شروع کرو تو اللہ کا نام لے کر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اس میں کمی [illegible] اللہ کے نام پر [illegible] میں کفار سے لڑنا۔"

ابوبکرؓ [illegible] باتیں سمجھا کر جرف سے واپس آئے اور اسامہؓ نے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا [illegible] میں پہنچ کر [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible] مدینہ منورہ [illegible] واپس آئے۔ [illegible] مسلمانوں کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی [illegible] اسلامی طاقت [illegible]

**ارتداد کی وبا:** [illegible] جب اسامہؓ [illegible] تھے حضرت ابوبکرؓ [illegible] کی جماعت میں بیٹھے رہتے۔ ارد گرد [illegible] مرتد ہونے کی خبریں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] طلیحہ [illegible] کے [illegible] عرب [illegible] مرتد ہو گئے اور ادھر مسیلمہ کذاب [illegible] ایک [illegible] پیدا ہو گیا [illegible] کے پاس قبائل [illegible] اسود [illegible] مرتد ہو گئے [illegible] نے ان سے اتفاق کیا [illegible] [illegible] کے [illegible] اسلام سے [illegible] کی مرکزی [illegible] کا [illegible] ایک مقام [illegible] کے عام طور پر مرتد ہونے کی خبریں [illegible] حضرت ابوبکرؓ نہایت استقلال و ضبط سے [illegible] اسامہؓ [illegible] کی واپسی کے منتظر تھے۔

**منکرین زکوٰۃ کا وفد:** [illegible] مدینہ [illegible] ابرق اور مقام ذی القصہ میں آ کر [illegible] ان کے ساتھ [illegible] ان لوگوں نے [illegible] حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں [illegible] حضرت ابوبکرؓ نے [illegible] اگر ایک رسی (جس سے اونٹ کے پاؤں باندھتے ہیں) ادا نہ کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا [illegible] میں سے ایک رسی کی کمی بھی نہ کی جائے گی۔

**مدینہ پر حملہ:** مرتدین کے وفد [illegible] مسلمانوں کی قلت تعداد [illegible] جس وقت [illegible] ہی [illegible] اسی وقت [illegible] مدینہ پر حملہ [illegible] لیکن ان

کے حملہ کرنے سے پہلے ابوبکرؓ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ گشت پر علیؓ و زبیرؓ و طلحہؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا تھا اور جو لوگ مدینے میں موجود تھے۔ ان کو مسجد نبوی کے سامنے تیار رکھا تھا۔ جس وقت عبس و ذبیان نے اسلامی گشت پر حملہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس واقعہ سے مطلع ہوتے ہی مسلمانوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا۔ مرتدین کو شکست ہوئی اسلامی لشکر ذی حسب تک ان کے تعاقب میں گیا۔ اس کے بعد مرتدین نے دوسرے حصے سے ہوا بھری مشکیں لڑھکا کر زمین پر ڈال پیچھے طرح طرح کی حرکات و شور و غل کرتے ہوئے لوٹے۔ جس سے اسلامی لشکر کے اونٹ بھڑک کر بھاگے۔ مسلمانوں نے اونٹوں کو پھیر کر تھامنا چاہا لیکن اونٹوں نے مدینہ میں پہنچ کر دم لیا۔

**دفاع مدینہ:** ادھر مرتدین نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔ اہل ذی القصہ کو مدینہ پر حملے کے لیے کہلا بھیجا۔ ادھر ابوبکرؓ مقابلے کے قصد سے تیار ہو کر نکلے۔ میمنہ پر نعمان بن مقرنؓ کو اور میسرہ پر عبداللہ بن مقرنؓ اور ساقہ پر سوید بن مقرنؓ کو مقرر کر کے فجر کی نماز کے وقت پر مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ دوپہر ہونے نہ پائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ مرتدین میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ بنی عبس کا حبال مارا گیا۔ ظہر کے وقت حضرت نعمانؓ چند مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ مرتدین کے تعاقب میں ذی القصہ تک بڑھتے چلے گئے۔ اس اثناء میں عبس و ذبیان نے موقع پا کر نعمانؓ پر دفعتہً حملہ کر کے مال غنیمت لوٹ لیا اور جس قدر مسلمان ساتھ تھے ان سب کو شہید کر ڈالا۔ ابوبکرؓ جب تعاقب سے واپس آئے اور اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے قسم کھائی کہ جس قدر مرتدین و مشرکین نے مسلمانوں کو مار ڈالا ہے اتنے ہی آدمی ان میں سے مار ڈالوں گا اور جب تک دشمنان خدا سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا۔ آرام سے نہ بیٹھوں گا۔ غرض حضرت ابوبکرؓ کی اس لڑائی سے فتح کے بعد مدینہ میں اطراف و جوانب ملک سے صدقات آنے لگے اور اسامہؓ بھی مال غنیمت لیے ہوئے آ پہنچے۔

**عبس و ذبیان کی سرکوبی:** ابوبکرؓ نے اسی وقت اسامہؓ کو مدینہ میں اپنے بجائے مقرر کر کے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور چند آدمیوں کو لے کر ذی حسب و ذی القصہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ ابرق پہنچ کر عبس و ذبیان و بنو بکر (کنانہ) طلیحہ بن اسد اور ان کے ہمراہیوں سے مقابلہ ہوا۔ فریقین نے کشت و خون کا بازار گرم کیا۔ دیر تک لڑائی رہی۔ بالآخر مرتدین شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا اور ایک بڑی جماعت ان میں سے ماری گئی۔ اس واقعہ کے بعد ابرق میں حضرت ابوبکرؓ نے چند روز قیام کر کے عبس و ذبیان کو ان مقامات سے بالکل بے دخل کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا اور خود مدینہ واپس آ گئے۔

**یمن کے مرتدین:** بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ پر عتاب بن اسید اور طائف اور اس کے متعلقات پر عثمان بن ابی العاص اور دیگر علاقوں پر عکرمہ بن ابی جہل اور نجران مع اس کے متعلقات پر عمرو بن حزم نماز پڑھانے اور ابوسفیان بن حرب صدقات پر اور ما بین نجران و زمع و زبید پر خالد بن سعید بن العاص اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور صنعاء پر فیروز دیلمی اور جند پر یعلیٰ بن امیہ اور مارب پر ابو موسیٰ اشعری اور اشعریوں و عک پر طاہر بن ابی ہالہ اور حضرموت پر

زیاد بن لبید بیاضی، عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی اور کندہ پر مہاجر بن ابی امیہ (رضی اللہ عنہم) عامل تھے اور معاذ بن جبل کل ملک یمن میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ کرتے اور قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ چونکہ مہاجر بن ابی امیہ پر غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اگرچہ ام المومنین ام سلمہؓ کی سفارش سے وہ ناراضگی رفع ہو گئی تھی اور آپ نے ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا تھا لیکن آپ کی علالت و انتقال کی وجہ سے مہاجر بن ابی امیہ کندہ نہ جا سکے اور زیاد بن لبید ان کی قائم مقامی میں کام انجام دیتے رہے۔

**قیس بن عبد یغوث کا صنعاء پر قبضہ:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اہل یمن اسود عنسی کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے جس کی اصلاح آپ نے پہلے نامہ و پیام سے فرمائی آخر الامر اسی زمانہ میں اسود مارا گیا اور یمن میں پھر اسلام کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی خبر اہل یمن کو پہنچی تو وہ بھی مثل عربوں کی طرح پھر مرتد ہو گئے۔ چنانچہ عنسی کے لشکر میں جو اس سے پہلے عنسی کے مارے جانے کے بعد نجران و صنعاء کے مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کر رہا تھا۔ عمرو بن معدیکرب قیس بن عبد یغوث بن مکشوح وغیرہ کے مرتد ہو جانے سے یمن کی ہوا بالکل بگڑ گئی۔ قیس بن عبد یغوث نے ابناء فیروز و داذویہ و جشنس کو چننے سے اس غرض سے ان سب کو قتل کرنے کی کوشش کی کہ ان کے بعد صنعاء پر اس کا تسلط کلی حاصل ہو جائے گا۔ لیکن معاملہ کھلم کھلا بر سر میدان خود تو نہ آیا ذوالکلاع کو لکھ بھیجا کہ موقع مناسب ہے۔ عنسی کا لشکر لے کر ابناء فیروز پر حملہ کر کے صنعاء پر قبضہ حاصل کر لینا چاہیے۔ میں بھی تیری مدد کو تیار ہوں۔ جب فیروز کو قیس کی تیاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے قیس سے مدد چاہی۔ قیس نے اظہار محبت سے اس کو تسکین دی اور دھوکے سے قتل کرنے کی غرض سے اس کی دعوت کی۔ اتفاق سے داذویہ پر اس کو کامیابی حاصل ہو گئی اور فیروز و جشنس بخوف جان بھاگ نکلے۔ قیس نے ان کا تعاقب کیا۔ لیکن یہ بنی خولان کی اپنے ماموں کے پاس پناہ گزین ہو گئے۔ قیس نے لوٹ کر صنعاء پر قبضہ کر لیا اور باقی عنسی کا لشکر بھی اس سے آ کر مل گیا۔

**قیس بن عبد یغوث کی شکست و فرار:** فیروز و جشنس نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مطلع کیا۔ جناب موصوف نے فیروز کو بدستور حکومت صنعاء پر قائم رکھ کر طاہر بن ابی ہالہ و عکاشہ بن ثور و ذی الکلاع حمیری و ذی ظلیم و ذی حوشب و ذی بنان و شہر کو اس کی امداد کو لکھا اور اسلامی لشکر ظفر پیکر کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ فیروز کے پاس جب طاہر و عکاشہ وغیرہ کے آ جانے سے ایک معقول جمعیت ہو گئی۔ تو اس وقت وہ قیس کے مقابلہ پر نکلا۔ قیس نے یہ دیکھ کر پہلے یہ انتظام کیا کہ فیروز کے عیال و اطفال کے دو گروہ کر کے ایک کو عدن کی طرف بھیجا کہ دریا کے راستے سے جلا وطن کر دیے جائیں اور دوسرے گروہ کو خشکی کی طرف اس غرض سے روانہ کر دیا تھا کہ یہ لوگ صحرا میں آوارہ و پریشان ہو کر جس طرف چاہیں چلے جائیں۔ اس کے بعد عنسی کا لشکر اور قبائل مرتد ہو کر فیروز سے لڑنے کے لئے چلا۔ فیروز کے لکھنے پر بنی عقیل بن ربیعہ و عک نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ جو قیس کے آدمی تھے ان کو بھی قتل کر کے فیروز سے آ ملے اور اس کے ہمراہ ہو کر قیس سے لڑے۔ یہ لڑائی صنعاء کے باہر ایک کھلے میدان میں ہوئی۔ فریقین میں شبانہ روز لڑائی قائم رہنے کے بعد قیس کو شکست ہوئی۔ وہ بھاگ کر اسی مقام پر پہنچا

گئے جہاں یہ قافلے کے ساتھ تھا۔

**عمرو بن معدی کرب:** اس کے بعد قیس کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی آ کر مل گیا۔ یہ اسی زمانہ میں مرتد ہو گیا تھا جس وقت کہ اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ فروہ بن مسیک اور قیس اور یہ تقریباً ایک ہی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کو قبل اسلام عمرو بن معدی کرب صدقات مراد پر متعین فرما دیا تھا اور عمرو بن معدی کرب اپنی قوم سعد العشیرہ سے علیحدہ ہو کر زبید کے ساتھ حاضر خدمت اقدس ہو کر ایمان لایا تھا۔ جب اسود نے نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت اختیار کی اور مذحج نے اس کا اتباع کیا۔ تو عمرو بن معدی کرب بھی منجملہ انہیں لوگوں میں سے تھا لیکن فروہ مع اپنے ہمراہیوں کے اسلام پر ثابت قدم رہا اور اسی وقت اسود عنسی نے عمرو بن معدی کرب کو اپنا نائب بنا لیا تھا۔

**بنی عمرو بن معاویہ کا صدقات دینے سے انکار:** اسی زمانہ میں کندہ بھی مرتد ہو کر اسود عنسی کے تابع ہو گئے تھے ان کے مرتد ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ زیاد کندی (جو ان سے صدقات وصول کرنے پر متعین تھے۔ بنی عمرو بن معاویہ (کندہ) میں ایک روز صدقات وصول کرنے کو گئے۔ بنی عمرو بن معاویہ نے باوجود صدقات واجب ہونے کے ان کو دینے سے انکار کیا۔ زیاد نے ان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ اس وجہ سے کل بنی عمرو بن معاویہ اس واقعہ سے برہم ہو کر صدقہ دینے سے منکر ہو گئے اور مرتد ہو گئے۔ اگرچہ شرحبیل بن اسمط نے اپنی قوم بنی عمرو بن معاویہ کو صدقہ سے انکار اور مرتد ہونے سے بہت روکا۔ لیکن انہوں نے جب ان کی نہ سنی۔ تو شرحبیل مع اپنے لوگوں کے زیادؓ سے آ ملے اور یہ بیان کیا کہ "بنی عمرو بن معاویہ سے بعض ملک حضرموت ابضعہ و جمد و مشرح و مخوس اور ان کی بہن عمردہ نے سرکشی کی ہے۔ اگر تم نے ان کو ایک دن کی بھی مہلت دے دی۔ تو پھر ان پر کامیابی حاصل کرنی دشوار ہو جائے گی"۔ زیادؓ نے یہ سن کر اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد مرتدین کے گروہ کو منتشر کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اثنائے راہ میں اشعث بن قیس بنی حرث بن معاویہ سے ملاقات ہوئی۔ قیدیوں کی عورتوں نے اشعث و بنی حرث سے فریاد کی۔ جس سے اشعث و بنی حرث کی رگ حمیت جوش میں آ گئی اور انہوں نے غفلت کی حالت میں زیاد پر حملہ کر کے کل قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد کل بنی معاویہ اور ملک حضرموت جو ان کے مطیع ہوئے تھے سب کے سب متفق ہو کر ارتداد پر قائم رہے۔

**معرکہ اعلاب:** حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے تو اہل ارتداد سے نامہ و پیام سے کاروائی کرتے رہے مہاجر بن ابی امیہؓ کو ان کی سرکوبی کو نہ بھیجا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ مرتدین کی جمعیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور بغاوت میں اسود سے ان کو ایک گونہ اطمینان بھی حاصل ہو گیا۔ تب موصوف الصدر نے عتابؓ بن اسید کو مکہ اور عثمانؓ بن ابی العاص کو طائف میں لکھا کہ جس قدر لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں اور وہ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک مرتد نہیں ہوئے ان کو لے کر مرتدین پر حملہ کرو۔ چنانچہ تہامہ میں جو مرتدین بنی مدلج و خزاعہ کا گروہ جمع ہو رہا تھا۔ ان کو عتابؓ بن اسید نے قتل و غارت کر کے متفرق کر دیا۔ پھر جس قدر لوگ ازد و خثعم و بجیلہ کے شہر اعلاب میں موجود تھے۔ ان کو عثمانؓ[۲] بن

---

۱۔ بنی عمرو بن معاویہ کندہ کا ایک بڑا سا قبیلہ تھا اس قبیلہ میں اور ان کی قومی مجلس میں ابن عمر ارشیطان بن حجر ہے۔ زیادؓ نے اس کا اونٹ بار برداری کے لئے پکڑ لیا تھا جس پر معاویہ بن حجر نے بہت شور و غل مچا کر لوگوں کو زیادؓ کی مخالفت پر ابھارا اور سب کے سب مرتد ہو گئے۔

۲۔ عثمانؓ بن ابی العاص نے ازد و خثعم و بجیلہ کی جماعت مرتدہ کے منتشر کرنے اور ان کے زیر کرنے کو ایک سریہ روانہ کیا تھا جس کی افسری عثمانؓ کے بھائی کے قبضہ میں تھی اور مرتدین کے گروہ کا سردار حمیضہ ابن النعمان تھا۔

العاص نے ان کے قبائل مرتدہ کی دیکھا دیکھی ایک گروہ عک و اشعریین کا بھی مرتد ہو کر اعلاب (تا وساحل) میں جمع ہوا۔ طاہر بن ابی ہالہ مع مسروق عکی کے یمن کی ان کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ فریقین سے مقام اعلاب میں لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ طاہر کے ہاتھ رہا۔ عک و اشعریین کو شکست ہوئی۔ بے شمار ان کے آدمی مارے گئے۔ طاہر بن ابی ہالہ نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا اور ان کے حکم کے انتظار میں لشکر لئے ہوئے ٹھہرے رہے۔

**اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید:** اہل نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سن کر چالیس ہزار سواروں سے خروج کیا اور اپنے وفود (جمع ہے وفد کی بمعنی ڈیپوٹیشن) کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بغرض تجدید عہد روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جدید عہد نامہ لکھ کر ان کو دے دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عرب میں دو دین نہیں رہیں گے۔

**حضرت جریر بن عبداللہ کی یمن کو روانگی:** ان واقعات کے بعد جریرؓ بن عبداللہ و اقرعؓ و وبر بن یحنس واپس آئے۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کے خروج کے زمانہ میں روانہ کیا تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے جریرؓ کو اسی غرض سے یمن کی طرف واپس کیا کہ جو لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں۔ ان کو لے کر مرتدین سے لڑیں اور خثعم کو زیر کر کے جمعیت اسلام کی نگہداشت و حفاظت کی خاطر نجران میں ٹھہرے رہیں۔ جریرؓ یہ حکم پاتے ہی پھر یمن واپس آئے۔ خثعم کے چند آدمیوں نے مقابلہ کیا۔ ان کو قتل و قید کر کے نجران کی طرف چلے گئے۔ عثمان بن ابی العاص والی طائف نے بحکم حضرت ابوبکرؓ بیس آدمیوں کو اپنے بھائی کی سرکردگی میں اہل طائف پر اور عتابؓ بن اسید نے اہل مکہ پر اپنے بھائی خالدؓ کی سرکردگی میں پانچ سو آدمیوں کو مقرر کر کے حکم ثانی کے منتظر رہے۔ جب یمن کی ابتری عدوت کی حالت حد سے تجاوز ہو گئی اور کسی طرح اس کی بگڑی ہوئی کیفیت سلجھتی نظر نہ آئی۔ تب مہاجر بن ابی امیہ حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے یمن کی طرف بڑھے۔ مکہ و طائف میں عتابؓ و عثمانؓ سے ملتے ہوئے خالد بن اسید، عبدالرحمن بن ابی العاص کو مع ان کے ہمراہیوں کے لیتے ہوئے جریر بن عبداللہ و عکاشہ بن ثور کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر کے نجران میں داخل ہوئے فروہ بن مسیک نے ان لوگوں سے ملاقات کی مرتدین کے حالات سے ان کو مطلع کیا۔

**نجران کی مہم:** نجران میں پہنچنے کے دوسرے دن عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح نے ایک گروہ مرتدین کا لے کر مقابلہ کیا۔ لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک تھا چاروں طرف سے مرتدین گھیرے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو مسلمانوں نے میدان سے مار کر بھگا دیا۔ بے شمار مرتدین اس واقعہ میں کام آئے۔ عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح گرفتار کر کے مدینہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح نے ردت سے توبہ کی اور دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان دونوں آدمیوں کو پھر یمن کی طرف واپس کر دیا۔

**مرتدین کندہ کی سرکوبی:** مہاجر بن ابی امیہ نجران کی مہم سے فارغ ہو کر صنعاء واپس آئے اور قبائل مرتدہ کی سرکوبی اور سرگروہ مرتدین کی گوشمالی میں مصروف رہے۔ جن لوگوں نے توبہ کی ان کو پھر اسلام میں داخل کر لیا اور جنہوں نے ذرا بھی

---

[1] علانیہ جنگ سے مخالفت کی۔ اہل عرب تعرف اس مقام کو کہتے ہیں جہاں تبدیل آب و ہوا کے لئے اہل شہر جاتے ہیں۔

مرتد ہو گئی ان کی قوم نے زکوٰۃ ادا کر دی۔ الغرض حضرموت کی مہم مہاجر بن ابی امیہ نے مرتدین سے صاف کر کے حضرت ابوبکر صدیق کو اس سے آگاہ کیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق نے عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ کندہ پر حملہ کرنے کو کہا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ایک آزمودہ کار رکھتے تھے ان کے پاس انہیں دونوں اطراف کا ان سے ایک گروہ مہاجرہ ... اشعث بن قیس اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ یہ تمام لوگ مہاجر بن ابی امیہ سے آملے اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ مقام محجر ... حضرموت کے زیادہ ... کا خطرہ تھا انہوں نے کندہ پر نہایت تیزی سے حملہ کرنے کی تیاری کی تھی۔ مہاجر بن ابی امیہ نے قلعے کی طرف جانے کے بجائے لشکر کا رخ موڑ کر ... تو دیکھ کر اسلامی فوج کاٹ کر نہایت ذلت سے تیزی سے بھاگے اور ان کی ہمراہی میں کندہ کی ... اشعث بن قیس کر رہا تھا۔ مقام محجر الزبرقان میں صف آرائی ہوئی۔ مسلمانوں نے شدید حملہ کیا۔ مرتدین کندہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔

**قلعہ نجیر کا محاصرہ:** اشعث بن قیس کندہ کے ملک ... حضرموت کے ... قلعہ نجیر میں جا چھپا اور یہ پہاڑی پر تھا اور اس کے تمام طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں عکرمہ بھی پہنچ گئے۔ اسلامی لشکر نے آ کر محاصرہ کیا۔ انہوں نے ... کو بھی بند کر دیا جس کو اشعث نے محاصرہ کے لئے کھول رکھا تھا۔ چند دنوں کے محاصرہ کے بعد اشعث نے مجبور ہو کر اس شرط پر قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا اقرار کیا کہ اس کی قوم کے نو آدمیوں کو مع ان کے اہل و عیال وہاں کے پناہ دی جائے۔ مہاجر نے یہ شرط منظور کر لی۔ اشعث نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلامی لشکر نے گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ اسی کو قتل و قید کیا ... اس ... کے نام ... جائے ... ہے۔ ایک ہزار عورتیں قید ہوئی تھیں۔ جب مسلمانوں نے اس ... کی فہرست پیش کی تو اس وقت اشعث کا نام درج نہ تھا۔ جس میں اس نے دوسروں کے نام لکھے تھے اتفاق سے ... لکھتے وقت اپنا نام لکھنا بھول گیا۔ لہٰذا مسلمانوں نے فوراً اس کو بھی گرفتار کر لیا اور قیدیوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ کر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔

**اشعث کو امان:** ابوبکر صدیق نے اشعث سے کہا کہ تو مرتد ہو گیا۔ مسلمانوں سے لڑا۔ ان کی خونریزی کی۔ اس کی پاداش میں تجھ کو قتل کر دینا چاہیے۔ اشعث نے جواب دیا کہ میں نے تو اپنی قوم کی جان بخشی کرائی ہے۔ ابوبکر نے کہا بے شک صلح امان انہی کے لئے ہے جن کا نام صحیفہ میں مندرج ہے اور جس کا نام صحیفہ میں نہیں۔ اس کا قتل ضروری ... وہ قابل گردن زدنی ہے۔ اشعث یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے بعد ندامت سے اپنی آنکھیں نیچی کر کے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! میں توبہ کرتا ہوں۔ میرا اسلام آپ قبول کیجئے اور میری بیوی کو میرے حوالے کیجئے۔ حضرت ابوبکر نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کی بیوی بھی اس کے سپرد کر دی اور کہا کہ مجھ کو امید ہے کہ آئندہ تجھ سے نیکی کے سوا اور کوئی فعل سرزد نہ ہوگا اور مجھے تیری نیکی کی خبر ملتی رہے گی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور قیدیان کندہ سے فدیہ لے کر ان کو بھی آزاد کر دیا۔

**خود سر مرتد سرداروں کا استیصال:** اس سے پیشتر تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت اسامہؓ کو شام بھیج کر مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر کے ربذہ کی طرف بڑھے تھے اور بنی عبس و ذبیان و کنانہ وغیرہ قبائل کو شکست دے کر مدینے واپس آ گئے تھے۔ اس اثنا میں لشکر اسامہ کی سرحد شام والی مہم پوری ہو گئی اور وہ بھی دشمنان خدا کے مقابلہ پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق نے مرتدین اور منکرین اسلام کی سرکوبی کی غرض سے گیارہ لشکر تیار کر کے ہر ایک کے لئے ایک ایک نشان اور ایک ایک سردار مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہر قبیلے سے چند مسلمانوں کو ان کی اپنی حفاظت کے لئے چھوڑ دیں۔ باقی کو اپنے ہمراہ لے کر اہل ردت سے مقابلہ و مقاتلہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ پھر دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا کہ صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ جائے۔

**گیارہ جیشوں کی روانگی:** ان کے علاوہ ایک جھنڈا خالد بن ولیدؓ کے لئے تیار کیا اور ان کو حکم دیا کہ پہلے طلیحہ پر چڑھائی کرو۔ ان کے بعد مالک بن نویرہ پر بطاح میں حملہ آور ہو۔ اور ایک لواء عکرمہ بن ابی جہل کو دے کر مسیلمہ یمامہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ پھر ان کے بعد ہی ان دونوں کی طرف شرحبیل بن حسنہ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ یمامہ سے فراغت حاصل کر کے قضاعہ سے لڑنا۔ [illegible] حضرموت میں حملہ کرنا۔ اور ایک لواء خالد بن سعید بن العاص کو دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن سے [illegible] چھوڑ کر مدینے چلے آئے تھے۔ ان کو ابوبکر صدیق نے مشارف شام کی طرف بھیجا۔ اور ایک لواء عمرو بن العاص کو دے کر مرتدین قضاعہ سے لڑنے کے لئے فرمایا۔ ایک لواء حذیفہ بن محصن اور ایک عرفجہ بن ہرثمہ کو دے کر [illegible] دبا میں اور عرفجہ کو مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایک لواء طریفہ بن حاجز کو دے کر بنی سلیم اور ان کے ہمراہیوں ہوازن کی سرکوبی پر متعین کیا اور ایک لواء سوید بن مقرن کو دے کر تہامہ یمن کی طرف بھیجا اور ایک لواء علاء بن الحضرمی کو دے کر بحرین کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

**امیر لشکر کو خلیفہ اول کا فرمان:** الغرض ہر ایک لشکر پر ایک ایک امیر مقرر کر کے ایک ہی مضمون کا ہر ایک امیر کو ایک ایک فرمان لکھ کر دیا جس کی عبارت یہ تھی:

> بسم الله الرحمن الرحيم هذا عهد من ابي بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم لفلان حين بعثه فيمن بعثه لقتال من رجع عن الاسلام و عهد اليه ان يتقي الله ما استطاع في امره كله سره و جهره و امره بالجد في امر الله و مجاهدة من تولى عنه و رجع عن الاسلام الى اماني الشيطان بعد ان يعذر اليهم فيدعوهم بداعية الاسلام فان اجابوه امسك عنهم و ان لم يجيبوه شن غارته حتى يقروا له ثم ينبئهم بالذي عليهم والذي لهم فياخذ ما عليهم و يعطيهم الذي لهم لا ينظرهم و لا يرد المسلمين عن قتال عدوهم فمن اجاب الى امر الله عز و جل و اقر له قبل ذلك منه و اعانه عليه بالمعروف و انما يقاتل من كفر بالله على الاقرار بما جاء من عند الله فاذا اجاب الدعوة لم يكن عليه سبيل و كان الله حسيبه بعد فيما استسر به و من لم يجب الى داعية الله قتل و قوتل حيث كان و حيث بلغ مراغمه لا يقبل الله من احد شيئا مما

الا الاسلام فمن اجابه و اقر قبل منه و اعانه و من ابى قاتله فان اظهره الله عليه عزوجل قتلهم به كل قتلة بالسلاح و النيران ثم قسم ما افاء الله عليه الا الخمس فانه يبلغناه و يمنع اصحابه العجلة و الفساد و ان لا يدخل فيهم حشوا حتى يعرفهم و يعلم ما هم لئلا يكونوا عيونا و لئلا يؤتى المسلمون من قبلهم و ان يقتصد بالمسلمين و يرفق بهم في السير و المنزل و يتفقدهم و لا يعجل بعضهم عن بعض و يستوصي بالمسلمين في حسن الصحبة و لين القول))

یعنی شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں شخص سے عہد ہے جب کہ آپ نے اسے قبائل کا امیر بنا کر مرتد ہونے والوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ عہد ہے کہ مقدور بھر اپنے تمام کاموں میں خوف و خشیت الٰہی سے ڈرتا رہے اور اللہ کے کاموں میں کوشش کرتا رہے اور جو اسلام چھوڑ کر شیطانی آرزوؤں کی طرف دوڑ گئے ان سے جہاد کرے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دے اگر وہ مان لیں تو جہاد سے ان پر ہاتھ روک لے۔ جب تک اسلام کا اقرار نہ کر لیں پھر ان پر جو حقوق ہیں وہ ادا کرائے۔ جب بھی وہ ادا کریں ان کے حقوق بھی پورے دے اور ان کے حقوق ان سے طلب کرے اور ان کے حقوق انہیں دے اور ان کو کسی طرح مہلت نہ دے اور مسلمانوں کو ان کے جہاد سے نہ روکے۔ پھر جس نے اللہ کا حکم مانا اور دین کا اقرار کر لیا تو اس سے قبول کرے۔ اور نیک کاموں میں اس کی مدد کرے بلکہ اس سے لڑے جو اللہ کے پاس سے آئی ہوئی شریعت کا انکار کرے۔ اگر اسے مان لے تو پھر اس پر کوئی راہ نہیں ہے اور ان کے دل کے حالات سے اللہ واقف ہے اور وہی ان کا حساب لے گا اور جو اللہ کی دعوت نہ مانے تو اس سے جنگ کیا جائے اور جہاں بھی ہو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا کوئی چیز قبول نہیں فرماتا۔ پھر جس نے اسلام قبول کر لیا اس کا اسلام مان لیا جائے گا اور اس کو امن دیا جائے گا اور جس نے انکار کیا اس سے جنگ کیا جائے پھر اگر اللہ ان پر غالب کر دے تو ان کا اچھی طرح سے قتل عام کرے۔ پھر مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی مجاہدوں میں تقسیم کر دے اور پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیج دے اور اپنے ساتھیوں کو جلدی کرنے اور فساد مچانے سے روکے اور اپنے ہمراہ بھی غیروں کو داخل ہونے نہ دیا جائے۔ جب تک انہیں جان پہچان نہ لے کہ وہ کون لوگ ہیں اور ان سے مسلمانوں کو نقصان تو نہیں پہنچ جائے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرے راستوں اور پڑاؤ میں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ مسلمان کو ایک دوسرے سے جلدی نہ کرنے دے اور امیر ان کے ساتھ حسن صحبت اور نرم کلامی سے پیش آئے۔

**مرتدین کے لئے فرمان ہدایت:** یہ فرمان تو وہ تھا جو سرداران لشکر کو روانگی کے وقت دیا گیا تھا۔ جن ان لوگوں کے روانہ کئے۔ مرتدین کی طرف حضرت ابوبکر صدیق نے ان فوجی جمعیت کے علاوہ مرتدین کی طرف بھی ایک ایک خط روانہ کیا تھا۔ جن میں ان کی راہ راست پر آنے کے لئے ہدایت اسلام دی گئی تھی۔ یہ خطوط کل کے کل ایک ہی مضمون کے تھے۔ جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا تھا:

((هذا عهد من ابوبكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من بلغه كتابي هذا من عامة او خاصة اقام على الاسلام او رجع عنه سلام على من اتبع الهدى و لم يرجع الى الضلالة و الهوى فاني احمد اليكم الله الذي لا اله الا هو وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده

و رسوله و اقر بما جاء به فكفر من ابى و جاهده و اما بعد فهو قرر امر النبوة و وفاة رسول الله
صلى الله عليه وسلم و تعقب في السر عقله ثم قال و اني قد بعثت اليكم فلانا في جيش
المهاجرين و الانصار و التابعين باحسان و امرته الا يقاتل احداً و لا يقتله حتى يدعوه الى
داعية الله فمن استجاب له و اقر و كف و عمل صالحاً قبل منه و اعانه و من ابى امرته ان يقاتله
على ذلك ثم لا يبقى على احد منهم قدر عليه فمن اتبعه فهو خير له و من تركه فلن يعجز الله
و قد امرت رسولي ان يقرأ كتابي في كل مجمع لكم و الداعية الاذان فاذا اذن المسلمون
فاذنوا كفوا عنهم و ان لم يوذنوا فسئلوهم ما عليهم فان ابوا عاجلوهم و ان اقروا قبل منهم و
حملهم على ما ينبغي لهم))

’’یہ خط ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر اس شخص کے نام ہے جس کے پاس یہ خط پہنچے [illegible] اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی اور گمراہی [illegible] میں [illegible] اللہ تعالیٰ کی تعریف [illegible] جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور [illegible] کہ کوئی [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہیں اور [illegible] کو کافر سمجھتا ہوں اور اس سے [illegible] اس کے بعد [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات [illegible] طریقے سے [illegible] مہاجرین و انصار [illegible] کا لشکر [illegible] اسلام [illegible] انکار [illegible] اذان [illegible] قرآن [illegible] ہے یا نہیں۔‘‘

اس مضمون کے خطوط [illegible] لشکر اسلام [illegible] روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد [illegible] اپنا [illegible] سب سے پہلے خالد بن ولید نے طلیحہ و بنی اسد پر حملہ کیا۔

**طلیحہ اسدی:** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلیحہ مرتد ہو کر مدعی نبوت ہو گیا تھا۔ یہ [illegible] تھا اس نے دعوے نبوت کیا تھا اور بنی اسد و غطفان کے چند قبیلے اس کے مطیع ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی کو ضرار بن الازور کی سرکردگی میں چند مسلمانوں کو روانہ فرمایا تھا جو طلیحہ کی سرکوبی [illegible] پائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

[illegible] مشہور ہوگئی جس سے اس کے [illegible] غطفان [illegible] کے اس کے پیرو ہوگئے [illegible] اور ان سے [illegible] عیینہ [illegible] طلیحہ کی اطاعت میں [illegible] کے لئے [illegible] ابوبکر صدیق [illegible] کے مقابلہ کے لئے [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] خالد بن الولید ان کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھے [illegible] کی روانگی سے پہلے طے کی طرف عدی بن حاتم روانہ کئے گئے تھے [illegible] کی کوشش اور [illegible] عظمت شخصیت کی وجہ سے طے کی جماعت طلیحہ سے علیحدہ ہو کر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

**معرکہ بزاخہ** اسی اثناء میں خالد بن الولید بھی بزاخہ پہنچ گئے جہاں طلیحہ اور عیینہ بن حصن مرتدین کے گروہ کے [illegible] تھے [illegible] عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم [illegible] طلیحہ [illegible] ان کے [illegible] نے حالت غفلت میں [illegible] مسلمانوں [illegible] خالد بن ولید نے [illegible] طلیحہ سے مقابلہ [illegible] خطرہ نظر آ رہا تھا۔ عیینہ بن حصن [illegible] جنگ میں [illegible] طلیحہ [illegible] کے لئے ایک چادر اوڑھے [illegible] میں بیٹھا ہوا تھا [illegible] عیینہ [illegible] [illegible] وحی [illegible] عیینہ [illegible] [illegible] [illegible] عیینہ نے [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] طلیحہ کے پاس [illegible] [illegible] طلیحہ [illegible] [illegible] عیینہ نے [illegible] [illegible] عیینہ [illegible] [illegible] ایمان لے آئے۔

**طلیحہ کا فرار** طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ [illegible] شام [illegible] [illegible] ایمان [illegible] حضرت عمر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان [illegible] [illegible] مسلمان ہو گئے۔

**بنی عامر کے مرتدین** اسی زمانہ میں بنی عامر [illegible] اسلام [illegible] [illegible]

سے بنی تمیم، بنی اسد و غطفان کے اکابر کا خیمہ نصب تھا۔ قرۃ بن ہبیرہ کعب میں اور علقمہ بن علاثہ کلاب میں سرداری کرتے تھے۔ علقمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں طائف کی فتح کے بعد مرتد ہو کر شام چلا گیا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تب یہ اپنی قوم میں واپس آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خبر پا کر ایک سریہ بسرداری قعقاع بن عمرو (بنی تمیم) روانہ کیا۔ قعقاع نے [illegible] پر حملہ کیا اور ان کو [illegible] کے اہل و عیال و قوم کو ابوبکر صدیق کے پاس پکڑ لائے۔ ان لوگوں نے مدینہ پہنچ کر توبہ کی اور دوبارہ مشرف باسلام ہوئے۔

**بنو عامر و ہوازن کی اطاعت**: قرۃ بن ہبیرہ [illegible] بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی [illegible] سے الگ ہو گیا تھا۔ اتفاق سے حضرت عمرو بن العاص (جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کے وقت عمان پر [illegible] بھیجا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمان سے واپس ہوتے ہوئے قرۃ کی طرف سے ہو کر گزرے۔ قرۃ نے بڑی عزت سے ان کو ٹھہرایا، دعوت کی۔ جب سب لوگ [illegible] کر کے بیٹھ گئے تب قرۃ نے عمرو بن العاص سے کہا اگر تم زکوٰۃ معاف کر دو [illegible] تمہاری [illegible] [illegible] [illegible] سب سے [illegible] [illegible] [illegible] ناراض ہو کر [illegible] پہنچے تب ابوبکر صدیق کو قرۃ کے حالات سے آگاہ کیا۔ جب حضرت خالد بن ولید نے بنی اسد و غطفان پر حملہ کر کے ان کو زیر کیا اس وقت بنو سلیم و عامر و ہوازن قرۃ کے اتباع [illegible] کے منتظر تھے۔ خالد بن ولید کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ خالد بن ولید نے ان سب لوگوں کا اسلام قبول کر لیا سوائے ان چند اشخاص کے جنہوں نے زمانۂ ارتداد میں مسلمانوں کو [illegible] قتل کیا تھا۔ ان کو خالد بن ولید نے [illegible] گرفتار کر کے [illegible] [illegible]۔ جب ان [illegible] [illegible] [illegible] تب عیینہ بن حصن و قرۃ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عیینہ و قرۃ کو [illegible] توبہ کرنے اور دوبارہ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے قتل کا حکم نہ دیا۔

**سلمیٰ بنت مالک**: ان کے بعد قبائل غطفان و طے و [illegible] [illegible] سلمیٰ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر [illegible] کے پاس حواب میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قید ہو کر آئی تھی [illegible] ام قرفہ [illegible] حضرت عائشہ کے حصہ میں آئی تھی۔ حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر آزاد کرا دیا تھا۔ پھر جب یہ قوم میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غطفان و ہوازن و سلیم و طے [illegible] اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ جب ان کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

---

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

ہو گئے۔ یہ بھی ایک ناقہ پر سوار لوگوں کو لڑا رہی تھی۔ مسلمان اس کے ناقہ کے پاس پہنچ گئے جب اس کا ناقہ زخمی ہو کر گرا تو یہ بھی ماری گئی تو اس وقت مرتدین کا آخری سہارا بھی جنگ سے جاتا رہا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

**مرتدین بنی سلیم** بنی سلیم میں ایک شخص الفجاءۃ بن عبد یالیل حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں میری آپ مدد کیجیے مجھے لڑائی کا سامان دیجیے میں اہل ردت سے لڑوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کو ہتھیار دیے اور اہل ردت سے لڑنے کا حکم دیا۔ الفجاءۃ بن عبد یالیل ہتھیار لے کر مدینہ سے نکل کر جواء (ایک مقام) چلا گیا اور مرتد ہو کر نئی شورش برپا کی اور نجبہ بن ابی المیثاء کو بنی سلیم و ہوازن کے مسلمانوں پر شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے سنا تو طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ وہ نجبہ پر حملہ کرنے کے لیے جائیں اور ان کی امداد کے لیے عبداللہ بن قیس الجاسی کو روانہ کیا تو یہ دونوں ایک لشکر لے کر ان میں سخت لڑائی کی۔ نجبہ تو میدان جنگ میں مارا گیا اور فجاءۃ بھاگا تو اس کو طریفہ نے تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور مدینہ بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کو آگ میں جلانے کا حکم دیا اور وہ آگ میں جلا دیا گیا اور ابو شجرہ بن عبد العزیٰ اور بقیہ بنی سلیم کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا اور بنی سلیم کا ارتداد ختم ہوا۔

**بنی تمیم میں تفرقہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی تمیم میں سب سے اول اختلاف پیدا ہوا، یہ اختلاف بنی تمیم کے عاملوں کی وجہ سے تھا، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، وکیع بن مالک، صفوان بن صفوان، سبرہ بن عمرو اور مالک بن نویرہ یہ لوگ بنی تمیم کے مختلف قبیلوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل تھے۔ جب وفات کی خبر پہنچی تو صفوان صدقات کی رقم لے کر مدینہ چلے آئے اور زبرقان بن بدر بھی حضرت ابوبکر صدیق کے پاس صدقات لے کر پہنچ گئے۔ لیکن قیس بن عاصم، وکیع اور مالک بن نویرہ نے مخالفت کی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ ان دونوں گروہوں کے پیدا ہو جانے اور آپس کی مخالفت کی وجہ سے بنی تمیم میں تفرقہ پڑ گیا اور مسلمانوں اور مرتدوں میں آپس میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔

**سجاح بنت الحارث** اسی اثناء میں جب کہ بنی تمیم ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے، سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان تمیمیہ جو قبیلہ تغلب سے تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بنی تغلب وغیرہ میں سے ہذیل بن عمران اور عقہ بن ہلال نے اور زیاد بن ہلال نے اس کی اتباع کی اور یہ سب نصرانی تھے، ان لوگوں نے اپنے دین کو چھوڑ کر اس کا دین اختیار کر لیا۔ سجاح ان لوگوں کو لے کر بنی تمیم کی طرف چلی اور ارادہ تھا کہ مدینہ پر حملہ کرے اور ابوبکر صدیق سے لڑے۔ بنی تمیم میں پہنچی تو مالک بن نویرہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور وکیع بن مالک بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ بنی تمیم کے جو لوگ مسلمان تھے انہوں نے اس کی مخالفت کی، اس سے سجاح نے بنی تمیم کو چھوڑ کر یمامہ جانے کا ارادہ کیا اور وہاں جا کر مسیلمہ کذاب سے ملی۔ مسیلمہ نے اس کو ہدایا دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ سجاح تین دن مسیلمہ کے پاس رہ کر واپس آئی اور اس کے بعد وہ بنی تغلب میں جا کر رہنے لگی اور حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلمان ہو گئی۔

فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ سجاح کے ہمراہیوں میں سے ہذیل اور عقہ گرفتار کر لیے گئے۔ پھر فریقین میں اس شرط پر صلح ہوئی کہ اوس بن خزیمہ قیدیوں کو چھوڑ دے اور سجاح اوس کے شہروں میں کسی قسم کا تعرض نہ کرے۔

**سجاح اور مسیلمہ کذاب کا عقد و اتحاد** اس واقعہ کے بعد مالک بن نویرہ اور وکیع بن مالک اس سے علیحدہ ہو کر اپنی قوم میں چلے آئے۔ چنانچہ سجاح کے ہمراہی اپنی کمزوری کی وجہ سے ان لوگوں کی مدد نہ کر سکے۔ وہاں کی امداد و اعانت سے ناامید ہو کر بنی حنیفہ کی طرف بڑھے۔ مسیلمہ نے یہ خیال کر کے کہ اگر وہ سجاح سے متصادم ہوگا اور اس سے لڑائی میں مصروف ہو جائے گا تو ثمامہ بن اثال یمامہ میں غرور سے حملہ کر دے گا اور شرحبیل بن حسنہ اور اسلامی لشکر بھی شب خون و غارت گری پر آمادہ ہو جائیں گے۔ سجاح کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ پہلے عرب کے کل بلاد نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے لیکن چونکہ قریش نے بد عہدی کی ہے لہذا وہ نصف میں نے تم کو دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سجاح خود اس کے پاس آئی اور اس سے امان کی خواستگار ہوئی۔ بہر کیف مسیلمہ اس سے ملنے کو لشکر سے نکل کر اس کے خیمہ میں آیا۔ جو ملاقات کے لیے سجایا گیا اور معطر کیا گیا تھا۔ محافظین خیمہ سے باہر نکال دیے گئے۔ مسیلمہ و سجاح میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ جب مسیلمہ نے اپنے مرسع فقرے پڑھے تو سجاح نے اس کی نبوت کا اقرار کر لیا اور خود کو اس کی زوجیت میں دے دیا۔ تین روز تک وہ اس کے پاس خیمہ میں مقیم رہی۔ چوتھے روز جس وقت وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم میں آئی تو اس کی قوم بلا ادائے مہر نکاح کرنے پر اس کو لعنت ملامت کرنے لگی۔ مجبور ہو کر سجاح مسیلمہ کے پاس پھر لوٹ آئی اور اس سے مہر کا تقاضا کیا۔ مسیلمہ نے کہا جاؤ اپنے ہمراہیوں سے کہہ دو کہ مسیلمہ رسول اللہ نے دو نمازیں یعنی نماز فجر و عشاء کی معاف کر دیں جن کو محمد ﷺ نے تم پر فرض کیا تھا۔

**سجاح کا فرار** اس کے علاوہ مسیلمہ سے یمامہ کی نصف پیداوار کا اقرار و صلح کر کے جزیرہ کو واپس ہوئی اور چند لوگوں کو سال کی نصف پیداوار لینے کے لیے چھوڑ دی۔ اتفاق سے اثناء راہ میں خالد بن الولید کی سرکردگی میں اسلامی لشکر سے سامنا ہو گیا۔ جس سے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بنی تغلب کے جزیرہ میں جا کر مقیم رہی یہاں تک کہ معاویہ نے عام الجماعۃ (قحط سالی) میں اس کو مع بنی عقفان اس کے قبیلے کے لوگوں میں لا کر ٹھہرایا۔ اسی زمانہ میں سجاح ایمان لائی اور باقی زندگی زمانہ اسلام میں اچھی طرح بسر کی۔

**حضرت خالدؓ بن الولید کی بطاح کی جانب روانگی:** جس وقت سجاح جزیرہ کو واپس ہوئی اور بنی تمیم نے پھر اسلام قبول کر لیا اس وقت تک مالک بن نویرہ اسی کشمکش و پیچ میں رہا۔ بطاح میں قبیلہ تمیم بنی حنظلہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لیکن مالک بن نویرہ چونکہ خود اس سے متردد تھا اس نے بنی حنظلہ کا مال و اسباب محفوظ مقام پر رکھوا دیا اور ان کو لڑائی کرنے سے منع کر کے اپنے مکان پر لوٹ آیا۔ خالدؓ بن الولید یہ سن کر کہ مالک بن نویرہ کے پاس بطاح میں جمع ہو رہے ہیں لشکر اسلام لے کر ان کی سرکوبی کو بڑھے اگرچہ انصارؓ نے ابتداءً خالدؓ بن الولید کی مخالفت کی اور یہ کہا کہ جب تک خلیفہ کا کوئی حکم نہ آئے گا ہم آگے نہ بڑھیں گے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ بالفرض اگر یہ لوگ ناکام ہو گئے تو ہم پر ان کے نہ جانے کا الزام عائد ہو گا۔ حضرت خالدؓ کے ہمراہ ہو گئے۔ پس خالدؓ بن الولید نے بطاح پہنچ کر ایک سریہ روانہ کیا اور اس کو یہ ہدایت کر دی کہ

لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں جو شخص اس سے انکار کرے اس کو گرفتار کر لائیں تا کہ قتل کیا جائے۔

**مالک بن نویرہ:** چنانچہ مالک بن نویرہ کو مع چند تمیمی قبیلہ بنی یربوع کے گرفتار کر لائے۔ لوگوں نے حضرت خالد بن الولید کے پاس پہنچ کر شہادت میں اختلاف کیا۔ بعض نے تو یہ کہا کہ مالک بن نویرہ اور اس کے ہمراہیوں نے اذان دی اور نماز پڑھی تھی منجملہ ان کے ایک ابوقتادہ تھے اور بعضوں نے کہا کہ ان لوگوں نے نہ تو اذان دی اور نہ نماز پڑھی۔ خالد بن الولید اہل سریہ کی اس مختلف شہادت سے کوئی نتیجہ نہ نکال سکے۔ مجبور ہو کر ان لوگوں کو زیر نگرانی ضرار بن الازور قید کر دیا۔ رات میں ان کے منادی نے ادفئوا اسراکم کی ندا دی یہ کلام کنانہ میں قتل کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ یہی اس ندا کے سنتے ہی ضرار نے چونکہ کنانی تھے۔ سب کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ خالد بن الولید شور و غل کی آواز سن کر منع کرنے کی غرض سے باہر نکلے لیکن اس سے پیشتر ضرار ان کے قتل سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ ابوقتادہ و خالد میں اس بات پر تھوڑے جھگڑا ہوا کہ ابوقتادہ ناراض ہو کر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس چلے آئے۔ پھر جب خالد بن الولید حسب طلب حضرت ابوبکر صدیق مدینہ آئے تو حضرت عمر ابن الخطاب نے مالک بن نویرہ کے مقدمہ میں حضرت ابوبکر صدیق سے خالد بن الولید سے قصاص لینے اور ان کے معزول کرنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق نے حاشا اللہ کہہ کر فرما دیا کہ "میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کرنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے میان سے باہر کیا ہے" اس کے بعد مالک اور اس کے ہمراہیوں کا خون بہا بیت المال سے دے دیا اور خالد کو ان کے متعلقات بلاد کی طرف لوٹا دیا۔

**مسیلمہ کذاب:** جس وقت حضرت ابوبکر صدیق نے گیارہ لشکر مرتدین عرب کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے تھے۔ اس وقت عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے لڑنے کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا تھا پھر ان کے بعد شرحبیل کو انہیں کی امداد کی غرض سے روانہ کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے عجلت کر کے شرحبیل کے آنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی۔ جس میں خود عکرمہ کو شکست ہوئی اس شکست سے جب حضرت ابوبکر صدیق کو مطلع کیا گیا تو انہوں نے عکرمہ کو لکھ بھیجا کہ خوب تو تم استبدادی جانتے ہی نہیں لیکن شاکر ہونے میں عیب نکالتے ہو بغیر شرحبیل کے آئے ہوئے تم نے حملہ کیوں کر دیا خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا مدینہ کا رخ نہ کرو۔ حذیفہ اور عرفجہ کے پاس جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ و اہل عمان سے لڑو۔ جب ان کی جنگ سے فراغت حاصل ہو تو تم مع اپنے لشکر کے مہاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن و حضرموت میں چلے جاؤ۔ شرحبیل کو لکھا کہ تم خالد بن الولید کے [illegible] کی طرف چلے جاؤ۔ لیکن جب وہاں لڑائی سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو جاؤ تو قضاعہ کی طرف چلے جانا اور عمرو بن العاص کے ہمراہ ہو کر ان لوگوں سے (جو جو ان میں سے مرتد ہو گئے ہیں) لڑنا۔ اسی اثناء میں جب خالد بن الولید بطاح سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق کی طلبی پر ان کے پاس حاضر ہوئے۔ لیکن حضرت خالد بن الولید سے بعض واقعات سن کر راضی ہو گئے۔ تب انہوں نے خالد بن الولید کو مسیلمہ کی طرف روانہ کیا اور کافی تعداد آدمیوں کی ان کے ہمراہ کر دی۔ مہاجرین پر ابوحذیفہ اور زید تھے انصار پر ثابت بن قیس و براء بن عازب تھے۔

**مسیلمہ کذاب کی قوت میں اضافہ:** خالد بن الولید روانگی کا حکم پاتے ہی مدینہ سے نکل کر لشکر کے انتظار میں بطاح

میں آ کر ٹھہرے تھے۔ اسی وقت اطلاع [illegible] آ گیا اس وقت یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بنی حنیفہ اس وقت بڑے زور شور میں تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس ہزار جنگجو [illegible] یمامہ سے قریب [illegible] پہنچے ہوئے تھے۔ عکرمہ کی طرح شرحبیل نے بھی عجلت کی۔ لڑائی شروع کر دی جس میں ان کو بھی ناکام ہونا پڑا۔ اس کے بعد حضرت خالد پہنچے انہوں نے شرحبیل کو ملامت کی۔ ہر دو مرتبہ کی لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک دوسرا دستہ حضرت خالد کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ایک تو خود مسیلمہ کے پاس جمعیت کثیر تھی دوسرے سجاح کی باقی ماندہ فوج بھی آ کر اس سے مل گئی تھی۔

**مسیلمہ کذاب اور رجال۔** رجال (اس کا نام نہار تھا۔ یہ قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا) بن عنفوہ نے مسیلمہ کے نبوت کی شہادت دی اور یہ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ رجال کے اس کہنے کا اثر لوگوں پر اس سے بہت زیادہ ہوا کہ یہ ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے خدمت اقدس میں قیام کر کے قرآن پڑھا [illegible] تھی۔ جب مسیلمہ مرتد ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو وہاں کے لوگوں کی تعلیم اور مسیلمہ کے سمجھانے کے لئے بھیجا تھا لیکن اس نے یمامہ پہنچ کر مسیلمہ کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کی اس گواہی [illegible] رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس کی رسالت کا اقرار کر لیا۔ [illegible] مسیلمہ جھوٹ سے [illegible] لوگوں کو سناتا اور کہتا تھا کہ یہ قرآن ہے [illegible] خلاف انسانی [illegible] تھا۔ یہاں جب رجال اور بنی حنیفہ کو حضرت خالد بن ولید کے قریب پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی اور ان لوگوں نے جنگ کے قصد سے یمامہ سے باہر صف آرائی کی۔

**مجاعہ کی گرفتاری۔** مسیلمہ تک پہنچنے کا ایک روز کا سفر باقی تھا کہ حضرت خالد نے شرحبیل کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے خود آگے بڑھنا چاہا۔ حسن اتفاق سے شب کے وقت یمامہ سے مجاعہ [illegible] چالیس یا ساٹھ آدمیوں کا گروہ لے کر بلاد بنی عامر و بنی تمیم کی طرف شب خون مارنے گیا تھا شرحبیل نے مجاعہ پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ [illegible] ہمراہ [illegible] کے ساتھ ملا لیا۔

**جنگ یمامہ۔** اس واقعہ کے بعد حضرت خالد آگے بڑھے۔ مسیلمہ بنی حنیفہ نے بڑی شان و شوکت سے ان کا استقبال کیا۔ مسیلمہ کے ہمراہ اس وقت چالیس ہزار فوج تھی۔ اس کے مقدمہ پر رجال تھا۔ مسلمانوں کا لشکر تعداد میں بہت تھوڑا تھا۔ جس کی سرداری خالد بن الولید کر رہے تھے اور [illegible] بڑے بڑے بہادر [illegible] کام کر رہے تھے۔ فریقین [illegible] کی حالت بظاہر [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ یہ لڑائی فریقین کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی ہے۔ دونوں طرف سے [illegible] [illegible] حضرت خالد [illegible] میں ام تمیم [illegible] حضرت خالد کی بیوی تھیں [illegible] کے پاس سے [illegible] کے بعد [illegible] علامہ ابن اثیر [illegible]

**محکم بن طفیل کا خاتمہ۔** محکم بن طفیل نے (جو لشکر مسیلمہ کے میسرہ پر تھا) پکارا ادخلوا الحدیقة یا بنی حنیفة قاتلی [illegible]

---

۱ یمامہ کے [illegible]

دن ڈھلنے سے ہوا

انصار کہیں) "اے بنی حنیفہ حدیقہ میں چلے جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ یہ کہہ کر بنی حنیفہ حدیقہ چلے گئے اور محکم بن الطفیل ایک ساعت تک لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالرحمن بن ابی بکر نے اس کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے نہایت سختی سے باڑں پھاند کر حدیقہ جا کر لڑائی شروع کر دی۔ رایت اسلام ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا جب یہ بزرگ شہید ہو گئے تو حضرت زید بن الخطاب نے لیا پھر سالم مولیٰ ابو حذیفہ نے پھر براء بن مالک نے لے کر مقابلہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو شکست ہوئی۔

**مسیلمہ کذاب کا قتل:** مسلمانوں نے ان کو مارتے مارتے حدیقہ تک پہنچا دیا جہاں پر مسیلمہ مقیم تھا۔ تھوڑی دیر تک حدیقہ کے دروازے پر لڑائی ہوتی رہی انجام کار اسلامی لشکر حدیقہ کی دیواریں اور دروازہ توڑ کر اندر گھس گیا۔ لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ "وہ تیرا وعدہ کہاں ہے جو تیرا خدا تجھ سے کرتا تھا"۔ مسیلمہ نے جواب دیا کہ ہر شخص اپنے اہل و عیال کے لیے لڑے۔ یہ موقع ان باتوں کے دریافت کرنے کا نہیں ہے۔ مسیلمہ نے یہ کہہ کر جب اپنی نجات کی صورت نہیں دیکھی تو دوبارہ خود بھی گھوڑے سے پیدل ہو اور ایک گروہ کو ساتھ لے کر لڑتا ہوا باہر نکلا۔ باغ سے جوں ہی باہر آیا وحشی نے ایک ایسا تیر مارا کہ مسیلمہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا اور حضرت زید بن الخطاب نے بڑھ کر جان بحق [illegible] قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے مرتدین کے دل ٹوٹ گئے حوصلے ان کی جاتے رہے۔ سترہ ہزار جنگ آور بنو حنیفہ مارے گئے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ بن الولید مجاعہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے مرتدوں کے مقتولین کی طرف سے گزرے۔ حضرت خالد بن الولید نے محکم کی لاش دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ ہی (مسیلمہ) ہے؟ مجاعہ نے کہا واللہ مسیلمہ اس سے اچھا تھا۔ پھر حضرت خالدؓ بن ولید نے مسیلمہ [illegible] کو دکھا کر کہا کہ تیرے سردار یہی تھے اور یہی تم پر حکومت کرتے تھے۔ مجاعہ نے کہا "[illegible] ہے اور یہ اگر یہی ہے تو [illegible] ان لوگوں کے قتل کا [illegible] ان سے زیادہ دلاور اور جنگی قلعہ بند مسلح موجود ہیں۔ ان کے زیر کرنے کے لئے ایک مدت چاہیے۔ تم مجھ کو چھوڑ دو اور مجھ سے اور میری قوم سے مصالحت کر لو تو میں ان کو تم سے صلح کرنے پر آمادہ کر دوں گا۔

**اہل یمامہ سے مصالحت:** خالد بن الولید چونکہ کسی قدر مال غنیمت جمع کر چکے تھے اور لشکریوں کو کوچ دینے کا عزم کر چکے تھے۔ اسی وجہ سے مجاعہ سے کہا تھا تجھے قید سے رہا کئے دیتا ہوں تو اپنی قوم میں جا اور ان کو صلح کر لینے پر آمادہ کر میں سے فقط ان کے نفوس کی بابت صلح کروں گا۔ مجاعہ خالدؓ کے پاس سے اٹھ کر بنی حنیفہ کے پاس گیا اور عورتوں کو مسلح کر کے قلعہ کی فصیل پر کھڑا کر کے خالدؓ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ وہ لوگ محض اپنی جانوں پر مصالحت نہ کریں گے۔ خالد نے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی فصیلیں ہتھیاروں سے چمکتی نظر آئیں اور لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ انصارؓ میں تین سو آدمی اور اسی قدر مہاجرین اور اسی قدر تابعین میں سے شہید ہو چکے تھے۔ جو باقی تھے ان میں زخمیوں کی تعداد تھی۔ ان ت کے پیش نظر حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے نصف مال و اسباب و زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و باغات و قیدیوں کی بنیاد پر صلح کی تجویز پیش کی۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا۔ تو ربع (چوتھائی) مال و اسباب پر صلح کر لی۔ صلح نامہ لکھے

کے بعد قلعہ کھولا گیا تو سوائے عورتوں اور بچوں کے اور کوئی نظر نہ آیا۔ خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دغا کی اور فریب سے صلح نامہ لکھوا لیا۔ مجاعہ نے عرض کیا اے امیر میری قوم میں کسی قسم کی استطاعت باقی نہ رہ جاتی اگر میں یہ حیلہ نہ کرتا مجھے اب معاف فرما دیجئے میں نے ان کی رسوائی کے خیال سے یہ سب کچھ کیا۔ خالد بن الولیدؓ یہ سن کر خاموش ہو رہے اور اس صلح نامہ کو علیٰ حالہ قائم رکھا۔

**سلمہ بن عمیر کا انجام**۔ لیکن سلمہ بن عمیر نے کہا کہ ''ہم اس صلح کو قبول نہ کریں گے اور قلعوں کو محفوظ رکھیں گے اور اہل قریٰ کو لڑائی پر آمادہ کریں گے غلہ وافر مقدار میں ہے موسم سرما بھی آ گیا''۔ مجاعہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر میں جلد فریب نہ کرتا تو خالد بھی اس شرط پر صلح نہ کرتے میں نے نہایت چالاکی سے یہ صلح نامہ لکھوایا ہے۔ مجاعہ کے کہنے پر سب آدمی اس کی قوم سے نکلے اور خالدؓ سے انہوں نے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جس خیال پر وہ اس سے پیشتر تھے اس سے بیزاری ظاہر کر دی۔ سلمہ بن عمیر سے ایک بار خالدؓ کی جانب سے ایک غلطی ظاہر ہوئی اور اس نے ان کے ساتھ دغا بازی کا قصد کر لیا مگر اس کے ہمراہیوں نے خالدؓ کو اس ناشائستہ حرکت سے مطلع کر دیا جس کی پاداش میں خالد نے اس کو قید کر دیا لیکن یہ قید سے نکل بھاگا لیکن مسلمانوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

**اہل یمامہ کا وفد**۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سلمہ بن وقش کو ایک خط دے کر حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ ''اگر اللہ جل شانہٗ مدد دیتا ہے اور تم کو فتح نصیب کرے تو بنو حنیفہ سے جو بالغ ہو چکے ہوں وہ سب کے سب قتل کئے جائیں البتہ بچوں کو اور عورتوں کو قید کر لیا جائے''۔ لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے حضرت خالدؓ صلح کر چکے تھے۔ اسی وجہ سے اس خط پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔ لہٰذا ان میں سے ایک گروہ اپنے خط کے ساتھ وفد کی صورت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے خط میں مسیلمہ کے مارے جانے اور اہل یمامہ پر فتح پانے کا تذکرہ کرنے اور ان لوگوں کے اسلام لانے کا مفصل حال لکھا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اہل وفد سے بکمال عزت و احترام ملاقات کی اور ان لوگوں سے مسیلمہ کے بنائے ہوئے فقرات کو دریافت فرمایا۔ ان لوگوں نے جو کچھ انہیں یاد تھا پڑھ کر سنایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ''واللہ یہ کلام خدا نہیں ہے پاک ہے وہ اللہ جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ راہ راست پر لگا دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جاؤ اپنی قوم میں رہو اور اسلام پر ثابت قدمی دکھاؤ۔ جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو''۔

**اہل بحرین کا ارتداد**۔ خالد بن الولیدؓ نے یمامہ سے فارغ ہو کر اس کی وادیوں میں سے ایک وادی کی طرف رخ کیا۔ جہاں یہ عبدالقیس، بکر بن وائل وغیرہ قبیلوں میں مقیم اور بستے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اور اسی طرح منذر بن ساوی بھی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے تھوڑے دنوں بعد اسلام چھوڑ بیٹھا تھا۔ یہ جارود بن المعلیٰ وہی ہیں جو وفد کی صورت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں سے اسلام لا کر اپنی قوم میں آئے۔ ان کی تحریک پر وہ لوگ ایمان لائے تھے۔ پس جب عبدالقیس کو آنحضرت ﷺ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ''اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نہ مرتے''۔ جارود بن المعلیٰ نے کہا ''تمہاری عقلوں پر پتھر پڑ گئے کیا تم نے یہ نہیں سنا اور کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ اللہ

تعالیٰ نے نبی ﷺ سے پہلے اور انبیاء بھی بھیجے تھے اور وہ سب اپنی مدت حیات پوری کر کے مر گئے جیسا کہ حضور ﷺ بھی ایسے نبی تھے جب ان کا وقت آیا تو وہ بھی مر گئے۔ جارود نے پھر کلمہ شہادت پڑھا عبد القیس کے لوگ ان کلمات کو ادا کرتے [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] ثابت قدم ہے۔

## حطم بن ضبیعہ کا ارتداد

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے علاء بن الحضرمی کو بحرین کی طرف روانہ فرمایا۔ انہیں آنحضرت ﷺ نے بھی بحرین کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ لیکن جب آپ کا انتقال ہو گیا اور بحرین کے لوگ مرتد ہو گئے اور ان لوگوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو (جو غرور کے نام سے مشہور تھا) اپنا بادشاہ بنا لیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جیسا کہ [illegible] [illegible] آیا تھا اور جارود کی وجہ سے عبد القیس اسلام پر ثابت قدم رہے اور [illegible] حطم بن ضبیعہ [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف عبد القیس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے [illegible] [illegible] جارود کی جانب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے اس کا انکار کیا تو اس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جیسا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھا کہ حضرت علاء بن الحضرمی اپنی جماعت کے ساتھ [illegible] بحرین آ پہنچے [illegible] [illegible] عبد القیس [illegible] [illegible] اور اس کی قوم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان علاء کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خندق کھود کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

## حطم بن ضبیعہ کا خاتمہ

[illegible] ایک روز شب کے وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آوازیں آ رہی تھیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لیٹے ہوئے تھے۔ جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آ کر اطلاع دی [illegible] [illegible] شراب پی کر مست پڑے ہوئے ہیں۔ علاء بن الحضرمی نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حالت [illegible] [illegible] اپنے کو سنبھال سکے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سنبھال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیس بن عاصم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

## [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب

میدان مرتدین سے خالی ہو گیا تو علاء نے تین دن قیام کے بعد مفروروں کے قتل کا حکم دے کر اپنی فوج سے کوچ کر دیا۔ بحرین والوں کی [illegible] لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے تھے اور ضعف کی زندگی بسر کر رہے تھے اسی وقت [illegible] کے اکٹھا تھیں ایک خط کو پہنچنے سے پہلے اہل دارین میں پہنچ گئے۔ مسلمانان بحرین والی علاء کو جب ان سے فارغ ہو کر خود دارین کی طرف بڑھے تو علاء بن الحضرمی کی اس اطلاع پر اسلامی لشکر نے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے دارین کی طرف روانہ ہوئے دریا کے کنارے پہنچ کر [illegible] سے نکل سلام نے کیا۔ علاء بن الحضرمی نے گھوڑے سے اتر کر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے سب دعا کرنے لگے

(۱) یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احد یا صمد یا حی یا محیی الموتی یا حی یا قیوم لا اله

انت یا ربنا (۱)

دعا ختم کرنے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک اشارہ کیا اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی عنایت سے دریا پایاب ہو گیا اور اسلامی لشکر نے دریا کو عبور کر کے دشمنان خدا کے سر پر پہنچ کر غارت گری شروع کر دیا اور ایک شب و روز کی لڑائی کے بعد مرتدین کو شکست ہوئی چھ ہزار مقتول اور [illegible] جو ان کے ہاتھ سے بچ گئے باقی جس قدر تھے وہ سب گرفتار و قید کر لئے گئے۔

**علاء بن الحضرمی کا بحرین کی امارت پر تقرر** اس فتح و کامیابی کے بعد علاء بن الحضرمی بحرین واپس آئے اور دارین میں خبر اسلام کو شہرت دینے کا حکم دیا لیکن [illegible] ان سے [illegible] ابراہیم بن [illegible] حج [illegible] ان کو مسلمانوں سے لڑائی کے لئے [illegible] رہے تھے۔ [illegible] امداد کے لئے [illegible] جس وقت علاء ان [illegible] انگریزوں کے [illegible] اور ان کے [illegible] وغیرہ کے مقابل [illegible] اس وقت [illegible] کا [illegible] ہوا اور وہ وقت [illegible] آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو ایک خط لکھا جس میں اہل بحرین کی شکست اور علاء کے [illegible] کی کیفیت درج کی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور علاء کو بدستور بحرین پر مقرر کر دیا۔ ان کے [illegible] ایک [illegible] اتفاق سے قیس بن ثعلبہ بحرین والی کے [illegible] کیا [illegible] پاس [illegible] تھی۔ [illegible] نے [illegible] عفیف بن [illegible] نے [illegible] کہ میں نے [illegible] کو [illegible] ان کے [illegible] اور ان [illegible] کر کے مار ڈالا۔

**عمان و مہرہ کے مرتدین۔** [illegible] جاہلیت [illegible] حکومت [illegible] بن مالک [illegible] کے قبضہ میں تھی لیکن انقلاب زمانہ میں ان کے خاندان سے حکومت نکل کر [illegible] جلندی کے قبضہ میں آ گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد جس وقت [illegible] مرتد ہو چلے تھے اس وقت [illegible] بن مالک نے موقع مناسب دیکھ کر [illegible] دعویٰ کر کے عمان سے [illegible] کو نکال دیا اور خود عمان پر حکومت کرنے لگا۔ [illegible] نے حضرت ابوبکر صدیق کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان کی طرف اور عرفجہ بارقی کو مہرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

روانگی کے وقت حذیفہ کو حکم دیا کہ جب عمان سے فارغ ہو کر مہرہ میں عرفجہ کو مدد دینا اور دونوں آدمی عکرمہ کی رائے سے کام کرنا" اگرچہ اس سے پیشتر عکرمہ بن ابی جہل کو یمامہ کی طرف مسیلمہ سے لڑنے کو بھیجا تھا لیکن عکرمہ کو پہلے شکست ہو گئی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق نے ان کو لکھ بھیجا تھا کہ تم حذیفہ و عرفجہ کے ساتھ شریک ہو کر اہل عمان و مہرہ سے لڑنا اور جب تم عمان و مہرہ سے فارغ ہو جاؤ تو یمن چلے جانا (جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں) اسی وجہ سے عکرمہ بن ابی جہل، حذیفہ و عرفجہ کے پہنچنے سے پہلے عمان پہنچ گئے اس کے بعد جب حذیفہ و عرفجہ بھی آ گئے تو انہوں نے جیفر و عبید کو اپنے آنے سے مطلع کیا۔ جیفر و عبید فوراً اپنی سربند فوج لے کر اسلامی لشکر میں آ گئے اور صحرائے عمان میں خیمہ زن ہوئے۔

**عمان کی فتح** لقیط نے یہ خبر پا کر اپنے لشکر کو جمع کی اور کمال مردانگی سے شہر میں لا کر مقابلہ کی غرض سے ٹھہرایا۔ مقدمۃ الجیش میں عکرمہ تھے اور میمنہ پر حذیفہ اور میسرہ پر عرفجہ اور دوسرا سامان جو اسلام پر ثابت قدم تھے۔ مع جیفر و عبید کے قلب میں تھے ادھر لقیط اور اس کے ہمراہی ایک کثیر تعداد میں صف بصف مقابلہ کو کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ان کی عورتیں اور لڑکے تھے۔ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی فریقین نے جی توڑ کر لڑنا شروع کیا لڑائی کا نقشہ نہایت خطرناک نظر آ رہا تھا۔ مسلمانوں کا لشکر نشیب میں تھا اور مرتدین کی بلحاظ بلندی پر تھی۔ مگر باایں ہمہ مسلمان تنگی پوری کوشش کر رہے تھے آگے بڑھتے جاتے تھے۔ لقیط نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو للکار کر آگے بڑھایا اور خود ایک ہاتھ میں برچھا اور دوسرے میں تیغ لئے ہوئے گھوڑے کو مہمیز کر کے مسلمانوں کی طرف چلا۔ اسلامی لشکر میں ابتری اور کمزوری علامت سے ٹھہر کر پسپا ہو رہا تھا اور قریب تھا کہ لقیط کامیاب ہو جاتا لیکن اتفاق سے ایک گروہ جس میں خریت بن راشد اور کچھ لوگ عبد القیس کے شامل تھے (جن کا سردار سیحان بن صوحان تھا) ان کی مدد کو آ گیا۔ اسلامی لشکر کا دل اس غیر متوقع امداد سے بڑھ گیا اور انہوں نے پلٹ کر پھر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ دشمنان دین شکست اٹھا کر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگے۔ دس ہزار کے قریب ان میں سے مارے گئے قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد جو خمس (پانچواں حصہ) حضرت ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو قیدی تھے لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حذیفہ تو عمان میں ٹھہرے رہے اور عکرمہ مہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

**اہل مہرہ کی اطاعت:** مہرہ میں کچھ لوگ عمان اور ازد و عبد القیس و بنی سعید قضاعی کے پاس جا کر شریک ہو گئے اور یہ لوگ دو گروہ ہو کر حکومت و ریاست کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ عکرمہ نے مہرہ میں پہنچ کر دونوں گروہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ایک نے ان میں سے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے نے (جس کا سردار مصبح تھا) اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عکرمہ نے گروہ اول کے ساتھ ہو کر حملہ کیا اور دوسرے فریق کو شکست دے کر ان کے سردار کو مار ڈالا۔ بہت سے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے بہت مدد پہنچی اس کے بعد اس اطراف و جوانب کے کل رہنے والے نجد، روضہ، ساحل، جزائر، مر، لبان، جیرہ، ظہور الشحر، صبرات و ذات خیم وغیرہ بالاتفاق مسلمان ہو گئے۔ عکرمہ نے اس واقعہ کا ایک اطلاع نامہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس بھیج دیا اور خود حسب ہدایت حضرت ابوبکر صدیق یمن کی جانب مہاجر بن ابی امیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

# باب: ۱۲

# فتوحات عراق و شام

## ۱۲ھ تا ۱۳ھ

**اہل حیرہ کی اطاعت:** محرم ۱۲ھ (مطابق ۶۳۳ء) میں حضرت ابوبکر صدیق نے خالد بن الولید کو یمامہ کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کو لکھا (ایلہ منتہائے بحر فارس پر جانب شمالی بصرہ کے قریب واقع ہے) نیز یہ بھی لکھا کہ اہل فارس اور ان لوگوں کی تالیف قلوب کرنا جو ان کے ملک میں ہیں مگر غیر مذہب و ملت کے آباد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور یہاں سے ان کے حکم سے عراق کی طرف روانہ ہو کر بانقیا و باروسما پہنچے۔ ان کے حکمران جابان و صلوبا نے حاضر ہو کر دس ہزار دینار پر مصالحت کر لی۔ حضرت خالد بن الولید اس رقم کو وصول کر کے حیرہ پہنچے۔ امیر ایاس بن قبیصہ طائی[1] کے ہمراہ حیرہ کے شرفا جو لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر خالد بن ولید کے پاس آئے۔ حضرت خالدؓ نے ان لوگوں سے کہا ہم اللہ کی بندگی کی طرف سے آئے ہیں تم لوگ اسلام قبول کر لو یا مطیع اسلام ہو کر جزیہ دو تو ہم تمہاری جان اور مال کے ذمہ دار اور محافظ ہوں گے یا پھر میدان جنگ میں آؤ۔ ثمرہ: اہل حیرہ نے اسلام کی اطاعت قبول کر کے نوے ہزار درہم جزیہ[2] (خراج) پر صلح کر لی۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد کو اسفل عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا تھا اور عیاض بن غنم کو لکھا تھا کہ وہ اعلیٰ عراق سے داخل ہو کر مصیخ سے لڑائی شروع کر کے عراق میں خالد سے جا کر مل جائیں۔ اگرچہ اس سے پیشتر مثنیٰ بن حارثہ شیبانی حضرت ابوبکر صدیق سے اجازت حاصل کر کے عراق چلے گئے تھے اور حضرت خالد کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ لیکن جس وقت حضرت خالد بن ولید عراق پہنچے اسی وقت حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے مثنیٰ بن حارثہ، حرملہ و مذعور (یا معذور) و سلمیٰ ایلہ میں حضرت خالد کے لشکر سے آ کر مل گئے۔

---

[1] نعمان بن منذر کے بعد ایاس بن قبیصہ طائی امیر بنائے گئے تھے۔

[2] یہ پہلا جزیہ ہے کہ اسلام نے فارس سے لیا

**جنگِ ساحل:** حضرت خالدؓ کے ہمراہ دس ہزار فوج تھی اور مثنیٰ بن حارثہ کے ساتھ آٹھ ہزار۔ خالدؓ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں منقسم کر کے اگلے حصہ پر مثنیٰ کو اور درمیانی پر عدی بن حاتم کو مقرر کیا اور پچھلے پر خود رہے اور فوج کے تینوں حصوں کو مختلف راستوں سے اس طرح روانہ کیا کہ ہر حصہ دوسرے حصے سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ پہلے دونوں حصوں کو حفیر میں دشمن ملا۔ اس نے مقابلہ کی فوجیں جمع ہونے کا حکم دیا۔ شاہ فارس کی طرف سے اس علاقہ کا گورنر ہرمز ایک شخص نہایت دلیر اور بہادر تھا جو خشکی میں عرب سے اور بحر میں ہند سے لڑتا رہتا تھا۔ ہرمز خالدؓ کی آمد کی خبر پا کر اردشیر کسریٰ کے پاس ایک مطالبہ امداد کا عریضہ بھیج کر خود نہایت عجلت سے تیاری کرتے ایک عظیم فوج لیے ہوئے حفیر آ پہنچا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر قباذ و انوشجان (جو دونوں اردشیر کے رشتہ دار تھے) تھے۔ انہوں نے بھاگنے کے خوف سے اپنی فوج کو چاروں طرف سے زنجیروں سے جکڑ دیا۔ فریقین نے حفیر کے سامنے ایک میدان میں اپنی اپنی صفوں کو منظم کیا۔ اتفاق سے اسلامی لشکر جہاں مقابلہ پر تھا وہ ایسے مقام پر تھا جہاں پانی نہ تھا۔ حضرت خالدؓ کے ہمراہیوں نے کہا کہ ہم کیا کریں ہمارا لشکر بغیر پانی کے مر جائے گا۔ خالدؓ نے جواب دیا "عنقریب اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے" سب پانی پا لو گے۔ خاموشی کے ساتھ خیمے نصب کرتے ہوئے اسباب اتارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد بحکم خدا ایک ابر آیا جس نے ان کے ارد گرد کے گڑھے بھر دیے۔

**ہرمز کا قتل:** صفوں کے منظم ہونے کے بعد خالدؓ اسلامی لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں گئے اور للکار کر اپنے مقابلہ پر لڑنے والے کو طلب کیا۔ ہرمز ان کی آواز سن کر میدان میں نکل آیا۔ دونوں لڑنے والے گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہو گئے پہلے خالدؓ نے ہرمز پر وار کیا ہرمز نے بچتے ہوئے خالد پر حملہ کیا۔ خالدؓ نے اس کی تلوار چھین لی اور پکڑ کر اس کی کمر کو زمین پر پٹک دیا۔ جانبازان عجم کا دستہ پیادہ ہو کر حضرت خالدؓ کی طرف بڑھا لیکن حضرت قعقاعؓ کا دلیرانہ حملہ ان کو ہرمز کے قتل سے نہ روک سکا۔ وہ حضرت خالدؓ تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ قعقاع بن عمرو نے اس دستہ پر حملہ کر کے ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالا۔ اس کے بعد عجمی لشکر قارن کی سرکردگی میں میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ تھوڑی دور تک مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جس کو پایا اس کو قتل کیا۔ اس لڑائی کا نام واقعہ ذات السلاسل ہے۔ حضرت خالدؓ نے ہرمز کے قتل کے بعد اس کے ہتھیار اور اسباب لے لیے جن میں صرف ایک ٹوپی ایک لاکھ کی تھی۔

**حصن المراۃ کی فتح:** لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ نے مال غنیمت سے خمس اور فتح نامہ دے کر قاصد کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجا اور خود حفیر سے روانہ ہوئے۔ جسر اعظم (بصرہ کا پل) پر آ کر حضرت مثنیٰ بن حارثہ کو دشمن کے تعاقب کے پیچھے روانہ کیا۔ مثنیٰؓ نے حصن المراۃ کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ اس قلعہ کی مالکہ مسلمان ہو گئی۔ اس کو مثنیٰ نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ انہیں ایام میں حضرت خالدؓ بن ولید نے معقل بن مقرن کو ابلہ کی طرف بھیجا تھا لیکن اس کو بعض مؤرخوں نے حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں فتح کیا۔

**جنگِ مذار:** کسریٰ اردشیر نے ہرمز کی امداد کی درخواست (جس میں قباذ کے آنے کی اطلاع تھی) پا کر ہرمز کی مدد پر قارن بن قریانس کو فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہرمز مارا جا چکا تھا اور ایرانی فوج میدان جنگ

سے بھاگے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ مقام مذار میں قارن اور مجوسی ہرمز کے لشکریوں سے ملاقات ہوئی۔ قارن نے ان لوگوں کو دم دلاسہ دے کر دوبارہ لڑائی پر آمادہ کیا اور اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کی غرض سے مذار آ کر ٹھیرا۔ حضرت خالد بن ولید بھی لشکر اسلام کو مرتب کر کے ان کے مقابلے پر آئے۔ فریقین نے مردانگی سے لڑائی شروع کی اثنائے جنگ میں معقل بن الاعشیٰ بن النباش نے قارن کو اور عاصم نے انوشجان کو اور عدی نے قباذ کو ایک ہی حملہ میں مار ڈالا۔ جس کی وجہ سے لشکر فارس کو شکست ہوئی۔ اس معرکہ میں ان لوگوں کے علاوہ جو بوقت گریز نہر میں ڈوب گئے۔ تقریباً تیس ہزار فارس کے لشکری مارے گئے۔ جو باقی رہے ان سے جزیہ لے کر اپنی حفاظت میں لے لیا۔ مسلمانوں کو اہل فارس سے بے حد مال و اسباب ملا اور ان کے متوسلین کے لڑکوں اور عورتوں کو قید کر کے لونڈی غلام بنایا۔ قارن کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے فارس سے کوئی بڑی لڑائی نہیں لڑی اس لڑائی کا نام ثنی بھی مشہور ہے۔

**جنگ ولجہ:** اس شکست کے بعد اردشیر نے ہرمز کے بہت بڑے شہسوار اندرزغر کو روانہ کیا اور اس کے پیچھے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بہمن جاذویہ کو بھی بھیجا۔ اندرزغر نے اپنی امرائی فوج کے علاوہ اردشیر کے حکم کے بموجب حیرہ و کسکر کے درمیان سے عرب مقاتلہ اور دہقانوں کے ایک گروہ کثیر کو اپنے لشکر میں شامل کر کے ولجہ میں صف آرائی کی۔ حضرت خالد بن ولید بھی کوچ کر کے اس کے مقابلے پر گئے۔ لڑائی سے پہلے حضرت خالدؓ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا اور بقیہ لشکر کو دو حصوں میں منقسم کر کے مقابل ہوئے تھے۔ اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید کے اشارہ سے لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ جس وقت لشکر فارس کمین گاہ سے آگے بڑھا۔ اہل کمین گاہ نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر فارس پر پیچھے سے اور سامنے سے لڑنے والے اسلامی لشکر نے آگے سے اور حضرت خالد نے ایک کونے کا چکر کاٹ کر داہنے بازو سے حملہ کر دیا۔ لشکر فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا ایک گروہ کثیر ان کا مارا گیا اور اندرزغر لڑتے لڑتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ باقی لشکریوں کو حضرت خالدؓ نے امان دے کر اپنی حفاظت میں لے لیا۔

**جنگ الیس:** چونکہ اس لڑائی میں دو عیسائی بنی وائل کا جابر بن بجیر دوسرا عجل کا ابن عبدالاسود مسلمانوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اس وجہ سے بنی وائل کے نصرانی برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف مقام الیس میں جمع ہوئے۔ عبدالاسود عجلی کو اپنا سردار بنایا۔ اردشیر نے شکست کے بعد بہمن جاذویہ کو عرب کے نصرانیوں کے ساتھ مقام الیس میں پہنچ کر مدد دینے اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے کو لکھا اور تاکید کی کہ جب تک جابان مرزبان نہ پہنچ لے اس وقت لڑائی نہ چھیڑی جائے۔ بہمن جاذویہ عجل و بنی وائل کے نصرانیوں کے پاس اردشیر کا پیغام پہنچا کر اردشیر کے پاس مشورہ کی غرض سے واپس آ گیا۔ لیکن اردشیر کی علالت نے اس کو ملاقات کے ساتھ الیس کی طرف لوٹنے نہ دیا اس اثناء میں جابان نصرانیان عرب بنی عجل و تیم اللات و ضبیعہ و عرب ضاحیہ کے پاس الیس میں آ گیا۔ جب ان لوگوں کے اجتماع کی خبر حضرت خالد بن ولید کو پہنچی تو وہ بھی ان کی طرف اسلامی لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ ان کو جابان مرزبان کی شرکت کی اطلاع نہ تھی۔ انہوں نے الیس میں پہنچ کر جابان کی انتظار کے بغیر جنگ کر دی اور خود میدان جنگ میں بڑھ کر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ فریق مخالف کی فوج سے مالک بن قیس مقابلہ پر آیا جس

کو حضرت خالدؓ نے [illegible] کی اجازت دے دی۔ [illegible] جانے کے بعد [illegible] عرب کے [illegible] تھے [illegible] بادشاہ [illegible] معلوم [illegible] کے بعد جب [illegible] ناممکن [illegible] مسلمانوں [illegible] حضرت خالدؓ نے [illegible] قتل [illegible] کے کام [illegible] اس واقعہ میں مقتولین کی تعداد ستر ہزار بیان کی جاتی ہے۔ لیکن صحت کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہے۔

**امغیشیا کی فتح:** [illegible] کے مقابلے [illegible] امغیشیا [illegible] مقام پر پہنچے [illegible] مسلمانوں [illegible] مال غنیمت [illegible] ملا۔

**حیرہ کا محاصرہ:** [illegible] حضرت خالدؓ [illegible] حیرہ کی طرف [illegible] حضرت خالدؓ [illegible] بیٹے [illegible] حضرت خالدؓ نے [illegible] مسلمانوں نے حیرہ کا محاصرہ [illegible]

**اہل حیرہ کی اطاعت:** [illegible] محاصرہ [illegible] حیرہ [illegible] ایک [illegible] حضرت خالدؓ [illegible] زہر [illegible] خالدؓ نے [illegible] «بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شئی»

بڑھ کر ان لوگوں کی تھوڑی سی [illegible] نے [illegible] پڑھ دیں۔ اس کے بعد انھوں نے [illegible] کے ساتھ صلح کی بات چیت کرنے لگے۔ ابن بقیلہ شیخ نے یہ دیکھ کر کہا کہ "اے قوم [illegible] جاؤ [illegible] جب تک یہاں ایک شخص بھی زندہ ہے گا" اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت خالدؓ سے ایک لاکھ [illegible] پر صلح [illegible] اور کرامت بنت عبدالمسیح کو [illegible] سے [illegible] کرا لیا۔

**کرامت بنت عبدالمسیح** صلح کے بعد کرامت شویل کو دے دی گئی کیونکہ اس سے پیشتر ایک وقت میں جب آنحضرت ﷺ [illegible] کے [illegible] اپنی امت کے [illegible] کا اقرار [illegible] رہے تھے۔ اس وقت شویل نے کرامت بنت عبدالمسیح کو آنحضرت ﷺ سے مانگ لیا تھا اور آپ ﷺ نے [illegible] دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اب جب حیرہ فتح ہوا تو شویل نے آنحضرت ﷺ کا وعدہ [illegible] اور کرامت نے [illegible] ہزار درہم [illegible] اپنی آزادی [illegible] اسے [illegible] آپ کو [illegible] یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲ھ کا ہے۔

**حیرہ کے نواحی قبائل کی اطاعت** حیرہ کے گرد و نواح کے زمینداروں اور رئیسوں نے جب یہ دیکھا کہ حیرہ والے جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں تو [illegible] حضرت خالدؓ کے پاس آئے اور انہوں نے حیرہ سے [illegible] تک [illegible] دو [illegible] ہزار [illegible] ادا کرنے کا اقرار کیا۔ [illegible] حضرت خالدؓ نے ضرار بن ازور، ضرار بن الخطاب، قعقاع بن عمرو، مثنیٰ بن حارثہ، عتیبہ بن النہاس رضی اللہ عنہم [illegible] امراء لشکر کو سواد عراق کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا کہ [illegible] جو لوگ اسلام قبول نہ کریں [illegible] ان سے جزیہ [illegible] ان لوگوں نے [illegible] سے [illegible] تک [illegible] کرا لیا۔

**حضرت خالدؓ کا شاہ فارس کو پیغام** اسی [illegible] میں حضرت خالدؓ نے [illegible] کو [illegible] کے [illegible] یہ خط لکھا:

"اما بعد فالحمد لله الذي حل نظامكم ووهن كيدكم وفرق كلمتكم ولو لم يفعل ذلك كان شرا لكم فادخلوا في امرنا ندعكم وارضكم ونجوزكم الى غيركم والا كان ذلك وانتم كارهون على ايدي قوم يحبون الموت كما تحبون الحياة"

"حمد و صلوٰۃ کے بعد تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے تمہارے نظام کو درہم برہم کر دیا [illegible] تمہاری [illegible] کر دیا اور [illegible] (اگر [illegible]) تو [illegible] تمہارے لیے برا ہی ہوتا۔ پس تم ہماری اطاعت قبول کر لو ہم تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف چلے جائیں گے ورنہ [illegible] ایسے لوگوں کے ہاتھوں [illegible] جو موت کو ایسا ہی دوست رکھتے ہیں جیسا کہ تم زندگی کو دوست رکھتے ہو۔"

اور ایک خط فارس کے مرزبانوں کے پاس ایک شخص [illegible] کے ہاتھ بھیجا:

"اما بعد فالحمد لله الذي فض خدمتكم وفرق كلمتكم وفل حدكم وكسر شوكتكم

فاسلموا تسلموا والا فاعتقدوا منی الذمۃ وادوا الجزیۃ والا فقد جئتکم بقوم یحبون الموت
کما تحبون شرب الخمر ۔

یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے تمہاری تدبیروں کو توڑ دیا تمہاری جمعیت منتشر کر دی تمہاری قوت چھین لی اور
تمہاری سلطنت خاک میں ملا دی [illegible] اسلام لے آؤ سلامتی سے رہو گے ورنہ میری ذمہ داری میں آ جاؤ اور جزیہ دو
ورنہ یاد رکھو کہ میں تمہارے مقابلہ کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جن کو موت اسی طرح محبوب ہے
جیسے تمہیں شراب محبوب ہے۔

**ایرانیوں میں اختلاف:** چونکہ ان دنوں اہل فارس میں اردشیر کی موت کی وجہ سے آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن باوجود مخالفت آپس کے خالدؓ کے مقابلے کے لئے وہ سب متفق تھے۔ انہوں نے بہمن جاذویہ کو ایک لشکر پر افسر مقرر کر کے مسلمانوں کو [illegible] نکالنے کا حکم دیا تھا۔ [illegible] شام پر حملہ کرنے سے پہلے حیرہ میں مقیم تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے ملک کو بچا لیں۔ [illegible] ان تمام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب خالدؓ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کو اس امر سے مطلع کیا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو سکتے ہیں۔

**حضرت جریر بن عبداللہ کی روانگی:** حیرہ کی فتح کے بعد جریر بن عبداللہ بجلی خالدؓ کے پاس آ گئے۔ یہ پہلے خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ شام میں تھے۔ وہاں سے خالد بن سعید کی اجازت سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس غرض سے پہنچے تھے کہ وہ اپنی قوم کے متفرق لوگوں کو جمع کر کے سب کو ایک جگہ لے آئیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے [illegible] کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم دیکھتے ہو [illegible] باتیں کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ اس وقت فارس و روم کے مقابلہ میں ہم مصروف ہیں۔ تم یہاں سے خالدؓ کے پاس جاؤ۔ وہ اس وقت پہنچے جب کہ وہ حیرہ فتح کر چکے تھے اور اس سے پہلے عراق میں جو [illegible] لڑائیاں ہو چکی تھیں ان میں یہ شریک نہیں ہو سکے اور انہوں نے [illegible] کے بعد جنگ میں خالد کے ساتھ شرکت کی۔

**انبار کی فتح:** حیرہ پر قبضہ کر لینے کے بعد حضرت خالدؓ لشکر لے کر انبار کے قصد سے روانہ ہوئے اور مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس کو مقرر کیا۔ [illegible] شیرزاد ساباط [illegible] انبار کا حاکم تھا۔ اس نے لشکر اسلام کے مقابلے [illegible] خندق [illegible] اور فصیلوں اور خندقوں کو درست کر کے مسلمانوں کی نقل و حرکت [illegible] کرنے کی غرض سے [illegible] کیا۔ خالدؓ نے انبار پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تیر اندازوں کو فصیلوں کے مقابلے پر [illegible] کے [illegible] تیر باری شروع کر دی جس سے ایک ہزار آدمیوں کی آنکھیں پھوٹ گئیں۔ اس کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسی طرح [illegible] [illegible]

---

۱۔ [illegible] [illegible] کی وجہ [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ واللہ اعلم

عبور کر کے انبار کی فصیل تک پہنچ گیا۔ اس مقام پر مسلمانوں اور کفار کے درمیان ایک سخت خطرناک لڑائی ہوئی۔ اہل انبار نے ہر چند اسلامی لشکر کو پسپا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے گئے۔ ناچار ہو کر شہرزاد نے حضرت خالدؓ کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے شہرزاد سے اس شرط پر صلح کر لی کہ "شہرزاد بلا اسباب و ہتھیار جنگ صرف تین روز کا کھانا اور اپنے مخصوص لوگوں کا کھانا لے کر شہر چھوڑ دے"۔ شہرزاد بموجب صلح انبار چھوڑ کر بہمن جاذویہ کے پاس چلا گیا اور حضرت خالدؓ مظفر و منصور انبار میں داخل ہوئے۔

**معرکہ عین التمر** - اس کامیابی کے بعد حضرت خالدؓ نے زبرقان بن بدر کو انبار کا حاکم مقرر کر کے عین التمر پر حملہ کیا۔ عین التمر میں مہران بن بہرام چوبین عجمیوں کا ایک گروہ عظیم اور عقہ بن ابی عقہ عرب کے کثیر التعداد آدمیوں کو لئے ہوئے موجود تھا۔ ان کے علاوہ اس کے گرد و نواح میں ایک بہت بڑا گروہ نمر و تغلب و ایاد وغیرہ قبائل عرب کے مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے ہوئے تھے۔ عقہ نے ابن بہرام سے کہا کہ ہم کو اور خالدؓ کو لڑنے دو کیونکہ ہم اور وہ دونوں عرب ہیں اور عرب کی لڑائی عرب خوب سمجھتا ہے۔ ابن بہرام نے کہا "تم یہ بہت ٹھیک کہتے ہو بے شک لوہے کو لوہے سے نرم کرنا چاہئے"۔ ابن بہرام نے یہ جواب دے کر عقہ کو خالدؓ کے مقابلہ پر بھیجا۔ خالدؓ نے تنہا تنہا عقہ پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عقہ کا لشکر بغیر جنگ کئے ہوئے لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قید کر لیا۔ ابن بہرام پر اس واقعہ سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ میدان جنگ کا کیا ذکر ہے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور عقہ کے شکست خوردہ ہمراہیوں نے قلعہ میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر کے لشکر کو قیام کا حکم دے دیا۔ محصورین نے چار روز کے بعد فتح نصیب سپہ سالار خالدؓ سے امن کی درخواست کی۔ لیکن حضرت خالدؓ نے مطلقاً امن دینے سے انکار کیا اور بزور تیغ قلعہ سے باہر نکال کر عقہ کو مع اس کے لشکریوں کے قتل کر ڈالا۔ جو کچھ مال و اسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور چالیس نو عمر لڑکوں کو جو اس قلعہ کے کلیسہ میں انجیل سیکھتے اور سکھاتے تھے گرفتار کر کے باہم تقسیم کر لیا۔ جن میں سیرین ابو محمد و نصیر ابو موسیٰ و حمران مولیٰ عثمانؓ وغیرہ شامل تھے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں میں سے عمیر بن رباب سہمی مہاجرین حبشہ میں سے اور بشیر بن سعد انصاری و ابو النعمانؓ شہید ہوئے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خمس و نوید فتح دے کر ایک قاصد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس روانہ کیا گیا۔

**دومۃ الجندل**: فتح عین التمر کے بعد حضرت خالدؓ کے پاس عیاض بن غنم کا خط آیا جو نصرانیوں اور مشرکین عرب بہرا و کلب و غسان و تنوخ و ضجاعم سے دومۃ الجندل میں لڑ رہے تھے۔ عیاض نے نصرانیوں اور مشرکین عرب سے تنگ ہو کر حضرت خالدؓ سے اعانت کی درخواست کی تھی۔ حضرت خالدؓ کا لشکر اگرچہ شب و روز لڑائی کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ لیکن اس کی رگوں میں اسلامی خون کا جوش ویسا ہی موجود تھا جیسا کہ لڑائی سے پہلے تھا۔ حضرت خالدؓ نے خط پڑھتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ دومۃ الجندل میں دو رئیس تھے ایک اکیدر بن عبدالملک دوسرا جودی بن ربیعہ یہ دونوں مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے ہوئے تھے۔ اکیدر نے حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سن کر اپنے ہمراہیوں سے صلح کرنے کو کہا جب

ان لوگوں نے انکار کیا تو اکیدر ان کا ساتھ چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ حضرت خالدؓ نے یہ واقعہ سن کر چند آدمیوں کو اکیدر کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ ان شخصوں نے اس کے ہمراہ جو کچھ تھا، اکیدر کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

**جودی بن ربیعہ کا خاتمہ:** باقی رہا جودی! اس نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو عیاض کے مقابلہ پر جو دومۃ الجندل کے شمالی جانب تھے، بھیجا اور خود دوسرے حصہ کو لے کر حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر آیا۔ حضرت خالدؓ نے لشکر کی صف سے نکل کر جودی کو للکارا۔ جودی جس وقت میدان میں آیا حضرت خالدؓ نے بڑھ کر گرفتار کر لیا اور اسلامی فوج نے بڑھ کر حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو ادھر عیاض نے اپنے فریق مقابل کو شکست دے کر پسپا کر دیا۔ شکست خوردہ گروہ نے دونوں طرف سے شکست کھا کر قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے اہل قلعہ سے دروازہ کھول دینے کے لئے کہا لیکن وہ لوگ مقابلہ سے نہ ہٹے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے ان کے روبرو جودی کو قتل کرا دیا۔ اس کے بعد قلعہ پر حملہ آور ہو کر اس کا دروازہ توڑ ڈالا۔ قلعہ میں جتنے جوان اور لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا گیا۔ بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔

**معرکۂ حصید:** ایرانیوں نے حضرت خالدؓ کے دومۃ الجندل کی طرف چلے جانے کے بعد حیرہ کو واپس لینے کی ایک تدبیر سوچی۔ انہوں نے حیرہ کو خالدؓ سے خالی پا کر اس پر دوبارہ قبضہ لینا چاہا۔ بہمن جاذویہ نے اپنا لشکر عظیم دے کر روانہ کر دیا۔ حیرہ کے عربوں نے کسی قسم کی سرکشی سے قبل ہی بہم پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف ان کو ابھارا۔ چنانچہ روزبہ اور زرمہر دو سپہ سالار بنا کر حیرہ کی طرف کوچ کر کے حصید اور خنافس تک پہنچ گئے۔ قعقاع بن عمرو نے (جن کو حضرت خالدؓ نے اپنا نائب بنا کر حیرہ میں مقرر کیا تھا) یہ خبر سن کر دو فوجیں عرب فارس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ حصید میں دونوں کے درمیان مقابلہ جاری ہو گیا۔ اسی اثناء میں حضرت خالدؓ بھی دومۃ الجندل سے واپس آ رہے تھے۔ قعقاعؓ نے روزبہ اور ابو لیلیٰؓ نے حصید میں حضرت خالدؓ کے آنے سے پہلے اہل فارس سے لڑائی کی لیکن عظیم خونریز لڑائی کے بعد ان دونوں پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس معرکہ میں ایرانیوں کے لشکر کے دونوں سردار قتل ہو گئے۔ باقی ایک حصہ خنافس کی طرف بھاگا جہاں پر ان لوگوں کا ایک عظیم و مضبوط مورچہ تھا۔ وہاں ایک گروہ پہلے سے جمع ہو کر ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو لیلیٰؓ نے ان کا تعاقب کیا لیکن یہ لوگ وہاں اس شکست خوردہ گروہ کے ساتھ شامل ہو کر مصیخ کی طرف بھاگ گئے۔ مصیخ میں ہذیل بن عمران اور ربیعہ بن بجیر تغلب کا ایک گروہ لئے ہوئے اہل حصید کی امداد کی غرض سے آئے تھے۔

**مصیخ کی فتح:** خالدؓ نے یہ واقعات سن کر قعقاعؓ اور ابو لیلیٰؓ کو ایک معین وقت و یوم پر مصیخ کے قریب جمع ہونے کو لکھا۔ ٹھیک اسی وقت یہ لوگ یوم و وقت مقررہ پر مصیخ کے قریب آ گئے۔ اس وقت حضرت خالدؓ نے ہذیل اور ان لوگوں پر جو ان کے ہمراہ تھے تین طرف سے حملہ کر کے ان میں سے بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ ہذیل چند آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا۔ مصیخ میں ہذیل کے ساتھ عبدالعزیٰ بن ابی رہم (۱) بنی نمر سے اور لبید بن جریر تغلبی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ

(۱) [illegible]

نے ان کے اسلام کی بابت لکھ دیا تھا۔ لیکن اس معرکہ جنگ میں ہذیل کے ہمراہیوں کے ساتھ قتل ہو گئے تھے۔ پس حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کا خون بہا ادا کیا اور ان کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت خالدؓ سے حتہ کر دونوں اصحاب اور مالک بن نویرہ کے قتل سے کبیدہ خاطر تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "جو شخص اہل حرب کے ساتھ رہے گا اس کا یہی نتیجہ ہوگا"۔

تمی کی مہم: اس واقعہ کے بعد ہذیل تو عتاب بن اسید کے پاس بشر جا پہنچا۔ لیکن خالدؓ، قعقاعؓ اور ابو لیلیٰؓ کو مختلف راستوں سے ربیعہ بن بجیر تغلبی پر حملہ کرنے کو روانہ کر کے خود ایک جداگانہ راستے سے روانہ ہوئے اور ایک وقت و یوم مقررہ پر جمع ہونے کی ہدایت کر دی۔ ربیعہ بن بجیر تغلبی تمی میں (جو مصافہ کے مشرقی جانب ہے) اہل فارس کی کمک کے لیے آکر جمع ہوا تھا اس کے ہمراہ بھی مرتدین کا ایک بڑا گروہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے ہمراہیوں کو ربیعہ پر تین طرف سے حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ اس واقعہ میں دشمنان خدا اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے۔ سوائے عورتوں اور لڑکوں کے سب مارے گئے۔ ایک شخص بھی ان میں سے نہ بچا۔ عورتوں اور لڑکوں کو مسلمانوں نے قید کر لیا۔

عتاب بن اسید کا انجام: خالد بن ولید تمی کی مہم سے فارغ ہو کر تیزی و عجلت سے قبل اس کے کہ ربیعہ کا واقعہ ان کو معلوم ہو، بشر بن عتاب بن اسید کے سر پر جا پہنچے جہاں کہ ہذیل نے جا کر پناہ لی تھی۔ چاروں طرف سے ان کو گھیر کر ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ مصافی کی طرف بڑھے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہذیل اور عقبہ اور اس کے ہمراہی منتشر و متفرق ہو کر بھاگ گئے تھے۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

جنگ فراض: پھر مصافی سے رضاب و فراض کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ دونوں مقامات شام و عراق و جزیرہ کی سرحد پر واقع ہیں۔ یہاں پر فارس و عرب و جزیرہ کی امداد کو رومی لشکر اور قبائل تغلب و نمر و ایاد کی ایک بہت بڑی جمعیت موجود تھی۔ حضرت خالدؓ نے فراض پہنچ کر مسلسل جنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے رمضان کے روزے قضا کر دیے۔ رومی لشکر نے فرات کے قریب پہنچ کر حضرت خالدؓ کے پاس کہلا بھیجا کہ "یا تم فرات کو عبور کر کے آؤ یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دے دو"۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ "ہم فرات کو عبور کر کے آتے ہیں"۔ اس پر رومی لشکر نے پیغام بھیجا کہ "تم ہمارے راستے سے ذرا ہٹ جاؤ"۔ حضرت خالدؓ نے ان کا یہ مطالبہ رد کر دیا۔ رومی لشکر چار و ناچار فرات کو مشرق کی طرف سے عبور کر کے حضرت خالدؓ کے مقابلے پر آیا اور لڑائی شروع کر دی۔ اس لڑائی کا آغاز خطرناک تھا۔ رومی، ایرانی اور ان کے ہمراہی قبائل فیصلہ کن لڑائی لڑ رہے تھے۔ اسلامی لشکر اگرچہ شب و روز کی لڑائی سے تھک گیا تھا لیکن اللہ اکبر کی آواز پر ان کی رگوں میں اس طرح خون جوش کرنے لگتا تھا جیسا کہ لڑائی کرنے سے پہلے روز ہوتا تھا اور وہ لوگ ہٹ ہٹ کے جمعیت جمعیت کر کے حملہ آور ہوتے تھے کہ بڑے بڑے دلاور و بہادر ان کے سامنے جانے کی ہمت نہ کرتے تھے۔ بالآخر لڑائی کے بعد میدان جنگ سے لشکر روم بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بھاگتے ہی اور لوگ بھی بھاگ نکلے۔ اس معرکہ اور تعاقب کے دوران فریق ثانی کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔

**حضرت خالدؓ کی بغرض حج روانگی:** آخر ذوالقعدہ تک حضرت خالدؓ فراض میں مقیم رہے۔ لیکن اس ماہ کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کو حیرہ کی طرف واپس ہونے کا حکم دیا اور ساقہ کے ساتھ شجرہ بن الاعز روانہ کر کے خود فراض سے چند آدمیوں کو لے کر حج کو چلے گئے لیکن حج کر کے اس عجلت سے واپس آئے کہ حیرہ اسلامی لشکر کے ساتھ داخل ہو گئے کسی کو سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو پہلے سے معلوم تھا ان کے جانے آنے کا حال نہ معلوم ہوا۔ لیکن جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت خالدؓ سے ناراض ہو کر عراق سے شام کی طرف بھیج دیا حج سے واپسی کے بعد خالدؓ نے سوق بغداد و قطربل، عقرقوف، مسکن و بادرویا پر شبخون مار کر ان کے زن و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی حج کے لئے گئے اور اپنے بجائے مدینہ میں عثمان بن عفان کو مقرر کر گئے۔

**حضرت خالدؓ بن سعید کی شام کو روانگی:** اوائل ۱۳ھ (مطابق ۶۳۴ء) میں حج سے واپس ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن سعید بن العاص کو ایک لشکر اسلام کا سردار مقرر کر کے شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ موصوف کو حضرت خالدؓ کی عراق کی طرف روانگی کے وقت ساتھ ہی شام کی طرف روانہ کیا تھا لیکن خالدؓ بن سعید کی شام کی طرف روانگی سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ حکم واپس لے لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خالد بن سعید چند روز تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت سے پس و پیش کرتے رہے تھے اور علیؓ و عثمان بن عفانؓ دونوں سے بنی عبد مناف کے پاس گئے تھے۔ اگرچہ علیؓ نے ان کو بیعت سے پس و پیش کرنے سے منع فرمایا تھا اس کے بعد خالدؓ بن سعید نے حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کر لی اور جب ان کے بیعت کر لینے کی اطلاع شیخین کو ہوئی تو پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن سعید کو دوبارہ امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تا صدور حکم ثانی تیماء میں مقیم رہیں۔ مسلمانان عرب کو جہاد پر آمادہ و تیار کریں اور کسی سے سوائے ان کے جو ان سے لڑیں نہ لڑیں۔ چنانچہ خالد بن سعید کی تحریک سے عرب کا ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا۔

**جیش البدال:** قیصر روم نے یہ خبر پا کر شام میں عرب الضاحیہ بہرا، تنوخ و کلب، غسان، لخم و جذام کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر لڑائی پر تیار کر دیا۔ خالد بن سعید نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس سے مطلع کیا اور وہ حسب حکم ان کے عرب الضاحیہ کی طرف بڑھے۔ جس وقت خالد بن سعید ان کے لشکر گاہ کے قریب پہنچے وہ لوگ گھبرا کر متفرق ہو گئے۔ خالد بن سعید ان کے مورچوں پر قبضہ کر کے بحکم ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے۔ بطریق روم ماہان نامی ایک لشکر لے کر ان کے مقابلہ پر آیا۔ خالد بن سعید نے نہایت سخت لڑائی کے بعد بطریق ماہان کو شکست دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصہ کو قتل کر ڈالا۔ ایک خط میں اس معرکہ کا بھی حال لکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس روانہ کیا اور امداد کی درخواست کی۔ اتفاق سے یہ خط اور ذوالکلاع حمیری یمن سے اور عکرمہ بن ابی جہل مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تہامہ و عمان و بحرین سے آئے تھے ایک ساتھ مدینہ پہنچے ابوبکر صدیقؓ نے ان لوگوں کو خالد بن سعید کی طرف بھیج دیا۔ چونکہ اس وقت شام کی مہم کا اہتمام کرنے لگے۔ کل امراء صدقات کو تبدیل کر کے خالد بن سعید کی امداد کے لئے بھیج دیا اسی اعتبار سے اس لشکر کا نام جیش البدال رکھا گیا۔

**حضرت عمرو بن العاصؓ کی روانگی:** چنانچہ عمرو بن العاص کو شام کی مہم کے پیش آ جانے سے صدقات سعد ہذیم و عذرہ سے تبدیل کر کے جہاد روم میں خالد بن سعید کے ساتھ شریک ہونے کو لکھا اور فلسطین کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا جن کو آنحضرت ﷺ نے عمان کی طرف روانہ کیا تھا اور ان سے آپ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ عمان سے واپسی پر پھر دوبارہ

مضافات و اعمال کی طرف بھیج دیے جائیں گے لیکن جب یہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد عمان سے واپس آئے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی آنحضرت ﷺ کے اسی وعدہ کے خیال سے صدقات سعد ہذیم و بنی عذرہ کی طرف ان کو بھیجا[1] اور ولید بن عقبہ کو جو کہ صدقات قضاعہ کے متولی تھے اردن کی جانب بڑھنے کے لئے لکھا اور ایک حصہ لشکر پر یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کیا جس میں سہیل بن عمرو وغیرہ شامل تھے اور ایک جماعت پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو افسر مقرر کر کے حمص پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور ان میں سے ہر ایک کو ضروری ضروری ہدایتیں[2] کر دیں۔

**بطریق باہان سے جھڑپ:** جب خالد بن سعید کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی امداد کے لئے مدینہ سے اسلامی عساکر روانہ کیے گئے ہیں تو انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام لیا ان امداد لشکر اسلامی کے آنے سے پہلے رومیوں سے متصادم ہو گئے۔ بطریق باہان ایک کثیر التعداد فوج لے کر ان کے مقابلہ پر آیا اور ایک لڑائی[3] لڑ کر دمشق کی طرف چلا گیا۔

---

[1] ابوبکر صدیق نے جو خط عمرو بن العاص کو لکھا تھا اس کے آخری فقرے یہ تھے: انی کنت قد رددتک علی العمل الذی ولاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ و وعدک بہ اخری تحقیقا لموعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قد احببت ان افرغک لما ہو خیر لک فی الدنیا و الآخرۃ الا ان یکون الذی انت فیہ احب الیک [[ یعنی میں نے تم کو اس عہدہ پر واپس کرنے کی غرض سے تمہیں ۔۔۔ مقرر کیا ہے جسے تمہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک بار دیا تھا اور دوبارہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ مجھے یہ بات محبوب ہے کہ تمہاری توجہ اس طرف پھیر دوں جو دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے ہاں اگر موجودہ عہدہ ہی تمہارے لئے محبوب ہو تو پھر عمرو بن العاص نے اس کے جواب میں لکھا۔ (انی سہم من سہام الاسلام و انت بعد اللہ الرامی بہا و الجامع لہا فانظر اشدہا و اخشاہا و افضلہا فارم بہ) ”میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور آپ اللہ کے بعد ان کے پھینکنے والے اور جمع کرنے والے ہیں لہذا آپ ہی ملاحظہ فرمائیں سخت اور افضل جو تیر ہو اسے پھینک دیں۔“

[2] یہ ہدایتیں حضرت ابوبکر صدیق نے امراء اسلام کو روانگی کے وقت کی تھیں ان کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے:

”میں نے تم کو مسلمانوں کا افسر مقرر کیا ہے اس غرض سے کہ تمہارا امتحان لوں اور تم کو آزماؤں کہ تم مسلمانوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو اگر اچھا برتاؤ کرو گے تو تم سے عہدہ اور بڑا دوں گا اور اگر برا کیا تو تمہارے مقابلات سے علیحدہ کر دوں گا اور آخرت میں تم کو اس کا جواب دینا پڑے گا۔ خدا سے ڈرو اور اگر تم نے ظاہری باتوں میں تم کو معزول کر دوں گا۔ یہ بات مجھ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ تمہارے باطن کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح تمہارے ظاہر کو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہی شخص ہے جو باعتبار اعمال صالحہ کے اس سے قریب ہو۔ زمانہ جاہلیت کے عادات و اطوار ترک کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے کرنے والوں کو برا جانتا ہے۔ لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں ان کی آسائش کی رعایت کا خیال رکھنا اور جب ان کو کچھ نصیحت کرو تو مختصر کرو کیونکہ زیادہ باتیں نقصان پہنچاتی ہیں۔ اپنے نفس کو درست رکھو تا کہ لوگ تمہارے ساتھ درست رہیں۔ جب تمہارے پاس دشمنوں کے قاصد آئیں تو ان کی عزت کرنا اپنے لشکر کی چال ڈھال مخفی رکھنا۔ رات کو پہرہ مقرر کیا کرنا تاکہ حالات معلوم نہ ہونے پائیں۔ سچ بولنا تاکہ ٹھیک ٹھیک باتیں بتلائی جائیں۔ کام کو ملتوی نہ رکھنا اور جب تمہیں کسی سے اتفاق پڑے تو اس کو معزول کر دینا۔ تمہاری تقویٰ کی حفاظت سے زیادہ خبر نہ رکھنا۔ ان کے اخلاق و عادات کی نگرانی کرتے رہنا ان کی باتوں میں بے وقوفی نہ کرنا۔ جو تمہارے ساتھ ہو اس سے مشورہ کرنا۔ سچائی اور دیانتداری کو ملحوظ رکھنا۔ بیت المقدس اور جنگ میں ثابت قدم رہنا۔ اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف نہ دینا۔“

[3] اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ابو عبیدہ بن الجراح بلقاء کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں کے لوگوں نے ان سے صلح کر لی تھی۔ یہی صلح تھی جو شام میں ہوئی۔ بعد ازاں رومی عرب وغیرہ فلسطین میں جمع ہوئے جس کو سن کر ابو بکر صدیق نے ابو امامہ باہلی کو روانہ کیا۔ عرب میں مقدمہ یزید بن ابی سفیان سے لڑائی ہوئی رومیوں نے شکست کھائی ابو امامہ نے ان کو وہاں سے بھگا دیا ان کے بعد مرج صفر کا واقعہ پیش آیا جس میں سعید بن خالد شہید ہوئے۔

خالدؓ شام کو لوٹتے ہوئے مرج الصفر میں جا پہنچے۔ خالدؓ کے ساتھ اس واقعہ میں ذوالکلاع، عکرمہؓ، ولید بن عقبہ بھی تھے۔ جس وقت یہ لوگ دمشق کے قریب مرج الصفر میں داخل ہو گئے۔ باہان نے چاروں طرف سے ان کا راستہ بند کر کے محصور کر دیا۔ اتفاقیہ سعید بن خالد سامنے پڑ گئے جو ناگہاں سے اس کا مقابلہ ہو گیا اس نے ان کو شہید کر ڈالا۔ ان کے باپ خالدؓ نے یہ خبر سن کر اپنے چند ہمراہیوں کے شام سے بھاگ کر ذی المروہ (قریب مدینہ) پہنچ کر دم لیا۔ ان کے چلے آنے کے بعد عکرمہؓ بقیہ اسلامی لشکر لئے ہوئے شام کے قریب رومیوں کے مقابلہ پر صف آرا رہے۔ اسی اثناء میں شرحبیلؓ بن حسنہ عراق سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس حضرت خالدؓ بن ولید کے سفیر ہو کر آئے ہوئے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے چند آدمیوں کو جمع کر شرحبیلؓ بن حسنہ کے ہمراہ اردن کی طرف روانہ کر دیا اور شرحبیلؓ کی جگہ پر ولید بن عقبہ کو روانہ کیا۔

**حضرت شرحبیلؓ اور حضرت معاویہؓ کی روانگی:** شرحبیلؓ بن حسنہ خالدؓ بن سعید سے اثنائے راہ میں ملتے ہوئے اور ان کے ہمراہیوں میں سے کچھ لوگوں کو لیتے ہوئے اردن کی طرف روانہ ہوئے اس کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے ایک چھوٹا سا لشکر منظم کر کے معاویہؓ بن ابی سفیان کی ماتحتی میں یزید بن ابی سفیانؓ کی مدد کو روانہ کیا۔ معاویہؓ ذی المروہ سے چند آدمیوں کو لے کر یزید بن ابی سفیان کی جانب چلے۔ جب خالدؓ بن سعید ذی المروہ میں مجاز ہو گئے۔ تو ان کو مدینہ میں آنے کی اجازت دی گئی۔

**مجاہدین کا یرموک میں اجتماع:** غرض جب یہ امراء لشکر اپنا اپنا لشکر لئے ہوئے شام پہنچ گئے اور ہرقل کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے عربوں سے لڑنے کے لئے جمع کیا اور یہ رائے ظاہر کی کہ عرب جو چاہتے ہیں ان کو دے کر صلح کر لی جائے۔ لیکن اس کے امراء لشکر نے اس سے انکار کیا اور عربوں سے لڑنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ہرقل نے مجبور ہو کر اپنے امراء لشکر کو اسلامی سپہ سالاروں کے مقابلہ پر اس طرح تقسیم کیا کہ تذارق (اپنے حقیقی بھائی) کو نوے ہزار فوج کے ساتھ عمرو بن العاصؓ کے مقابلہ پر جانب طرف اور دراقص کو مقابلہ شرحبیلؓ بن حسنہ پچاس ہزار کے ساتھ اردن کی طرف اور فیقار بن نسطوس کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابو عبیدہؓ بن الجراح کے مقابلہ پر جابیہ کی طرف روانہ کیا۔ امراء اسلام میں یہ تیاری اور کثرت فوج سن کر سراسیمگی پیدا ہو گئی سب نے باتفاق رائے یہ قرار پایا کہ چونکہ اس قدر کثیر التعداد لشکر سے علیحدہ علیحدہ مقابلہ کرنا مسلمانوں کو معرض زوال میں ڈالنا ہے۔ لہٰذا کل اسلامی لشکر کو یکجا ہو کر لڑنا چاہئے۔ اسی اثنا میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اسی مضمون کا خط آ پہنچا۔ پھر کیا تھا سب کے سب یرموک میں جمع ہو گئے۔

**حضرت خالدؓ بن ولید کی شام کو روانگی:** مسلمانوں کی تعداد اس وقت اکیس ہزار تھی ہرقل نے بھی اپنے متفرق لشکر کو یرموک میں جمع ہونے کا حکم دیا اور مسلمانوں کے مقابلہ کرنے کا قصد کیا رومیوں کے لشکر کا افسر اعلیٰ تذارق تھا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر جرجہ، میمنہ پر باہان، میسرہ پر دراقص، ساقہ میں فیقار بن نسطوس تھا۔ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان میں وادی و خندق حائل تھی۔ جس سے نہ رومی لشکر مسلمانوں پر حملہ کر سکتا تھا اور نہ ہی مسلمان آگے بڑھ سکتے تھے۔ مسلمانوں نے طول قیام سے گھبرا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو لکھا اور ان سے امداد طلب کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو لشکر شام

پر امیر مقرر کر کے عراق سے روانہ کیا اور عراق میں ان کے بجائے مثنیٰ بن حارثہ کو امارت پر متعین فرمایا۔

**(مترجم) بنی تغلب کی شکست:** خالد بن ولید جب حسب الحکم حضرت ابوبکر صدیق عراق میں مثنیٰ بن حارثہ کی سرکردگی میں نصف لشکر عراق میں چھوڑ کر بقیہ نصف اپنے ہمراہ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جس وقت صندوداء میں پہنچے تو اہل صندوداء نے مقابلہ و لڑائی پر آمادہ ہوئے تو خالد بن ولید نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دیتے ہوئے مصیخ میں جا اترے۔ مصیخ میں بنی تغلب کا ایک گروہ اسلامی لشکر کے روکنے کے لئے جمع ہوا تھا خالد بن ولید نے ان سے بھی مقابلہ کیا۔ مصیخ سے ثنی پر حملہ آور ہوئے ربیعہ بن بجیر کے قریب بنی تغلب میدان سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کو قتل و قید کیا اور ان کے اسباب و خیموں پر قبضہ کر لیا۔ انہی قیدیوں میں صہباء بنت حبیب بن بجیر والدہ عمر بن حضرت علی بن ابی طالب بھی تھیں۔ اس کے بعد حضرت خالد نے دوسرے روز یہاں سے کوچ کر کے قراقر (پانی کا ایک مقام) میں پہنچ کر قیام فرمایا اور وہاں سے مع جملہ اہل لشکر شب خون مار کر نہایت تیزی سے سویٰ (آب بہراء) کی طرف روانگی کے لئے تیاری کی اور راستے میں رافع بن عمیرہ طائی کو رہبری کے لئے بلایا اور اس سے راستہ کی بابت دریافت کیا۔ رافع نے کہا "تم اس راستہ کو لشکر و اسباب کے ساتھ طے نہیں کر سکتے جس پر ایک تنہا سوار بھی اس راستہ سے گزرتے ہوئے اپنی جان کا خوف کرتا ہے بیچ میں پانچ دن تک تم کو راستہ میں کسی مقام پر پانی نہ ملے گا"۔

**سویٰ کا دشوار گزار راستہ:** خالد نے یہ سن کر جواب دیا کہ مجھ کو یہ راستہ طے کرنا ضروری ہے مجھ کو اس سے زیادہ کیا مجبور کر سکتی ہے۔ میں مسلمانوں کی مدد کے لئے جا رہا ہوں۔ میرا مقصود اس کہنے سے یہ ہے کہ میں اللہ کی مدد پر بھروسہ کر چکا ہوں میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ رافع یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور خالد نے اپنے ہمراہ لشکر کو طلب کر کے حکم دیا کہ "ہر ٹولی اپنی جماعت سے کہہ دے کہ ہر شخص اپنے لئے پانچ دن کے لئے پانی لے لے اور اونٹوں کو پانی پلا دے"۔ لشکریوں نے حسب الحکم تعمیل کی اونٹوں کے کھانے سے چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا، پانی بھر لیا اور ان کے ہونٹوں کو چھید کر باندھ دیا تاکہ جگالی کر کے پانی کو ضائع نہ کر دیں اور پانی پی کر ان کے معدے میں محفوظ رہے۔ الغرض جب لشکریوں نے اپنا انتظام کر لیا اسی وقت حضرت خالد بن ولید اپنے ہمراہیوں سے آگے بڑھے اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ چار شبانہ روز کی مسافت طے کر کے پانچویں روز علمین کے قریب پہنچے۔ رافع نے لوگوں سے کہا کہ "تم لوگ غور سے دیکھو کہیں اس گرد و نواح میں عوسج کا درخت کوئی دکھائی دیتا ہے"۔ لوگوں نے جواب دیا "ہم کو نظر نہیں آتا"۔ رافع نے یہ سن کر (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور کہا "افسوس تم بھی ہلاک ہوئے اور میں بھی ہلاک ہوا۔ میں پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ راستہ دشوار گزار ہے"۔

**سویٰ کا معرکہ:** تھوڑی دور چل کر پھر اس نے لوگوں کو عوسج کے ڈھونڈنے کے لئے کہا لوگوں نے دور سے عوسج کا ایک کٹا ہوا درخت دیکھا۔ رافع نے کہا اس کی جڑ کے پاس کھودو۔ لوگوں نے اس کے نیچے سے ایک گڑھا کھود کر چشمہ کا منہ کھول دیا۔ لشکریوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو پلا کر چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد سویٰ میں پہنچ گئے یہی سویٰ بہراء کے رہنے کا مقام تھا لوگ حالت غفلت میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اور ان کا مغنی (گویا) گا رہا تھا۔ مسلمانوں نے ان پر چھاپہ مارا اور ان کے گانے والے اور ان کے سردار حرقوص بن نعمان بہرانی کو مار کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

**اہل قرقیسیا سے جنگ:** پھر یہاں سے روانہ ہو کر ارک و تدمر سے کوچ کرتے ہوئے قرقیسیا پہنچے۔ قرقیسیا والوں نے اسلامی لشکر سے مزاحمت کی یا لڑائی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے ان کو شکست دے کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

**اہل حوارین کی اطاعت:** اس کے بعد اسلامی لشکر حوارین میں پہنچا یہاں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ پھر یہاں سے سحر کے وقت روانہ ہو کر دوسرے روز ظہر کے قریب قصم میں پہنچا۔ یہاں قبیلہ قضاعہ کے بنی مشجعہ رہتے تھے۔ ان لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر کے اپنی جان اور عزت بچالی۔

**بصرے کی فتح:** اس کے بعد خالدؓ اسلامی لشکر لئے ہوئے رافع کے ساتھ مرج راہط پہنچے اور اس کے اطراف پر حملہ کر کے بہتوں کو قتل و قید کیا اور اسی مقام سے ایک سریہ کنیسہ غوطہ کی طرف بھیجا جس نے مردوں کو مار کر ان کے لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ دوسرے روز مرج راہط سے نکل کر بصرے میں پہنچا اور اہل بصریٰ سے لڑ کر ان پر کامیابی حاصل کی۔ یہ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ اور اہل عراق کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ خالدؓ نے یہاں سے اور جو اس وقت تک دوسرے مقامات سے مال غنیمت حاصل ہوا تھا اس کو مسلمانوں پر تقسیم کر کے حسب دستور خمس (پانچواں حصہ) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس مع بلال روانہ کیا اور خود یہاں سے ماہ ربیع الثانی ۱۳ھ کے آخری دنوں میں روانہ ہو کر رفقائے اسلام کے پاس یرموک میں پہنچ گئے۔

**معرکۂ یرموک:** اتفاق سے جس روز خالد بن ولیدؓ یرموک میں اسلامی لشکر میں پہنچے اسی روز باہان بطریق بھی مع تمام قسیسوں اور رہبانوں کے رومی لشکر میں داخل ہوا۔ خالد بن ولیدؓ شام ہی سے اپنی فوج کی تنظیم میں مصروف ہو گئے۔ صبح ہوتے ہوئے لشکر کو منتظم کر کے ہر ایک امیر کو اس کی جماعت کا سردار کر کے حضرت خالدؓ نے اپنے مقابل پر اور امراء لشکر نے اپنے اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ فریقین جی توڑ کر لڑنے لگے اور اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کے لئے بڑھ بڑھ کر وار کرتے جاتے تھے۔ رومی لشکر اپنے مذہبی پیشواؤں کی تحریک و وعظ سے ایک قدم بڑھنے کا قصد کرتا تو اسلامی لشکر خالد بن ولیدؓ کے نعرہ اللہ اکبر سے رومیوں کو دس قدم پیچھے ہٹا دیتا تھا۔ آخر الامر خالد بن ولیدؓ نے سب سے پہلے باہان کو شکست دے کر میدان جنگ سے بھگا دیا۔ اس کے بعد دیگر رومی افسروں کے بھی یکے بعد دیگرے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میدان جنگ رومیوں سے خالی ہو گیا۔ دو لاکھ چالیس ہزار رومی لشکر میں سے اکثر مارے گئے اور بہت لوگ واقوصہ کے گڑھے میں ڈوب گئے اور ایک حصہ خندق میں گر کر مر گیا۔ ان کے نامی گرامی سپہ سالار اور مشاہیر ارکان سلطنت قتل کئے گئے۔ منجملہ ان کے تذارق برادر ہرقل بھی تھا۔

**حمص اور دمشق کی قلعہ بندی:** اس رومی لشکر کا نہایت چھوٹا حصہ شکست کھا کر مرتا گرتا ہرقل تک پہنچا۔ ہرقل ان دنوں لڑائی کا نتیجہ سننے اور اپنے لشکر کو مدد پہنچانے کی غرض سے حمص میں مقیم تھا۔ اپنے لشکر کی یہ غیر متوقع شکست سن کر اور ان کی بدحواسی دیکھ کر حمص میں نہ ٹھہر سکا۔ اسی وقت حمص سے نکل کر دوسرے شہر چلا گیا اور حمص و دمشق کی قلعہ بندی کا حکم دے دیا۔ اس واقعہ میں اسلامی لشکر کی تعداد چھیالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ ان میں ستائیس ہزار تو ان امراء کے ہمراہ تھے جن کو ابوبکر صدیقؓ نے شام پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ کیا تھا اور دس ہزار خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ عراق سے آئے تھے اور تین ہزار وہ لوگ تھے جو خالد بن سعید کے بھاگ جانے کے بعد باقی رہ گئے تھے اور چھ ہزار عکرمہ بن ابی جہل کے ہمراہ رہ گئے تھے۔ یہ لڑائی ماہ جمادی الاول میں ہوئی اس سے پیشتر سامان کی تیاری میں نہ انہوں نے کمی کی تھی اور نہ رومیوں نے۔ خالد بن سعید نے پہلے اپنے لشکر کے ایک ہزار آدمیوں کی جماعت علیحدہ کر کے اس پر ایک ایک امیر مقرر کر دیا اور اس کا نام کردوس رکھا تھا کیونکہ رومیوں

نے بھی اپنے لشکر کو اسی طریقہ پر تقسیم کیا تھا اس لڑائی میں [illegible] بہت زیادہ [illegible] سے [illegible] قتل کیے گئے۔

**جرجہ کا قبول اسلام:** اس باب میں مؤرخ نے لکھا ہے کہ اثنائے جنگ میں مدینے سے [illegible] ابوبکر صدیقؓ کے انتقال اور عمر فاروقؓ کی خلافت کی خبر لے کر [illegible]۔ [illegible] جرجہ نامی ایک سردار میدان میں آیا اور خالدؓ کو بلا کر اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ خالدؓ نے اس کو مذہب سمجھایا اور اچھی طرح سے اس کے ذہن نشین کر دیا کہ جس مذہب پر وہ ہے وہ باطل ہے اور اسلام ایک سچا پاک مذہب ہے۔ [illegible] اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] شہادت [illegible] مسلمانوں [illegible] رومیوں [illegible] شہید ہوا۔

**رومیوں کی شکست:** دوسرے روز [illegible] لشکر اسلام کی ایک جماعت سے [illegible] جس میں [illegible] تھے۔ [illegible] رومیوں [illegible] کی [illegible] تھی [illegible] سے [illegible] تھے۔ [illegible] ان [illegible] مسلمانوں نے [illegible] سے [illegible] رومیوں [illegible] میں [illegible] اور ان کے [illegible] [illegible] (رضی اللہ عنہم) [illegible] لشکر اسلام [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] باقی رہی۔

**بصرے کی فتح:** بعض نے لکھا ہے کہ [illegible]۔ [illegible] بصرے [illegible] اس وقت [illegible] بصرے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے [illegible] (قرآن [illegible]) [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] اور [illegible] میں [illegible] تھے [illegible] قریب [illegible] آیا۔ مسلمانوں نے [illegible] ان پر [illegible] [illegible] ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کی خبر اسی وقت پہنچی [illegible] پہنچے۔

(ترجمہ) **جنگ اجنادین** [illegible] لشکر [illegible] ہزار لشکر [illegible] مہاجرین و انصار [illegible] آنحضرت ﷺ کی صحبت [illegible] ایران [illegible] تھے [illegible] کے مقابلہ [illegible] ہزار [illegible] فوج کا افسر [illegible] [illegible]

ترغیب دیتے اور ان کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے تھے قلب لشکر میں بطریق اعظم [illegible] اپنے ہوئے تھے [illegible]
نشان کے نیچے کھڑا ہو [illegible] ان پر آمادہ [illegible] تھا۔

حضرت خالدؓ کی دعا [illegible] لشکر [illegible] پیچھا [illegible] لشکر اعظم کیا اور [illegible] موقع [illegible] لشکر کے [illegible] اور [illegible] اقبال پڑھنے [illegible] [illegible] اور [illegible] تم [illegible] سے علیحدہ [illegible] کی طرف [illegible] رسول اللہ ﷺ کا [illegible] ان کے [illegible] مسلمان [illegible] کے لئے [illegible] اپنے [illegible] اللہ [illegible] اپنے [illegible] رسول کی [illegible] اپنے [illegible] کے ہاتھ سے [illegible]۔

حضرت [illegible]ؓ کا خطبہ [illegible] بات [illegible] کے [illegible] خطبہ [illegible] تم [illegible] کے لئے [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] حضرت ﷺ نے فرمایا [illegible] جنت [illegible] اللہ [illegible] کے [illegible] صحابہ [illegible] اللہ [illegible] تم [illegible] قیامت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ [illegible] تم [illegible] اللہ [illegible] تم [illegible] رسول ﷺ [illegible] تم [illegible] اللہ [illegible] تم [illegible]۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کی خبر [illegible] ان کے [illegible] حضرت [illegible] اور [illegible] وقت [illegible]۔

اسی اثنا میں مدینہ سے [illegible] آئے اور انہوں نے خالد کو [illegible] پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتقال اور عمرؓ کی [illegible] کی خبر دی۔ خالدؓ نے مسلمانوں پر یہ ظاہر نہ کیا [illegible] کی طرح جاری رکھی۔

جرجہ کا قبولِ اسلام: [illegible] رومی لشکر کی صف سے [illegible] میدان میں آیا اور خالد بن ولیدؓ کو بلایا۔ فریقین ایک دوسرے کے [illegible] باہم گفتگو کرنے لگے۔

جرجہ: خالد مجھ کو [illegible] سچ سچ [illegible] مجھ سے بیان کریں گے۔

خالد: بے شک [illegible] اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔

جرجہ: کیا خدا نے تمہارے نبی ﷺ پر [illegible] آسمان سے تلوار اتاری تھی۔ [illegible] آپ ﷺ نے تم کو دی ہے اور جس قوم پر [illegible] کامیاب ہوتے ہو۔

خالد: نہیں۔

جرجہ: پھر تمہیں سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے اور [illegible]؟

خالد: اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا ایک نبی بھیجا [illegible] پہلے [illegible] بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی [illegible] تب [illegible] نے [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] فرمایا [illegible] سیف اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لیے بھیجا ہے [illegible] مظفر و منصور ہو گا۔

جرجہ: تم [illegible] لوگوں کو کس چیز کی طرف بلاتے ہو؟

خالد: [illegible] محمد ﷺ [illegible] اسلام [illegible] اقرار [illegible] قبول کرو۔

جرجہ: جو شخص تمہارے ساتھ [illegible] اس کا کیا درجہ ہوتا ہے؟

خالد: ہم سب [illegible] فضیلت [illegible] اسلام کی حیثیت سے [illegible] ہوتا ہے۔

جرجہ: کیا [illegible] کی طرح [illegible] اجر ملے گا؟

خالد: ہاں [illegible] بلکہ [illegible] تم [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

جرجہ [illegible] خالدؓ کے [illegible] مسلمان ہو گیا۔ خالدؓ نے [illegible] دو رکعت نماز پڑھائی [illegible] لڑائی [illegible] مسلمانوں [illegible] شہید ہو گیا۔

حضرت عکرمہؓ کی جانثاری: اسی طرح حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ [illegible] اور [illegible] سے کہا «من یبایع علی الموت» [illegible] موت پر بیعت کرتا ہے [illegible] چار سو [illegible] کے ساتھ بیعت کی اور [illegible] لشکر [illegible] شہید [illegible]

شہید ہوئے۔

رومیوں کو شکست: غرض دونوں جانب سے حملے ہوتے رہے لشکریوں نے ظہر و عصر اشارہ سے پڑھی مغرب کے قریب مسلمانوں نے رومی سواروں کو بھگا دیا اور [illegible] سے علیحدہ کر دیا جس سے سواروں کا [illegible] بھاگ گیا البتہ پیادوں نے [illegible] سب کے سب تہ تیغ کر دیئے گئے [illegible] جو جنگ میں کام آئے مارے گئے اور ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا [illegible] کی کامیابی کے بعد خالد تذارق کے خیمہ میں داخل ہوئے مگر [illegible] کے میدان جنگ [illegible] حالت میں اٹھا کر لائے گئے۔ حضرت خالد نے عکرمہ کا سر اپنی ران پر رکھ لیا [illegible] چند قطرے پانی کے ان کے حلق میں ڈالے مگر [illegible] ہو گئے اس معرکہ میں عکرمہ اور ان کے لڑکے کے علاوہ [illegible] شہید ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(مترجم) سیرت صدیق: ابوبکر صدیق کی وفات بروز دوشنبہ بوقت شب ہوئی جب کہ [illegible] جمادی الثانی [illegible] باقی رہ گئی تھیں [illegible] کل ترسٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کو یہودی نے چاول میں زہر دے دیا تھا اور بعض کہتے تھے کہ ایک روز سردی کے وقت آپ نہا کر غسل سے نکلے [illegible] بخار آ گیا پندرہ روز تک بخار میں مبتلا رہے تھے۔ آپ کے حکم سے حضرت عمر لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ آپ نے دو برس تین مہینے دس دن خلافت فرمائی اور بعض مورخین کے [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] ہے۔

تجہیز و تکفین: آپ کی وصیت کے بموجب اسماء بنت عمیس (آپ کی بیوی) اور عبدالرحمن بن ابی بکر نے نہلایا اور تین کپڑوں میں کفنایا ان میں سے دو پرانے تھے جو آپ کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خرید لیا تھا۔ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت عمر فاروق نے نماز پڑھائی اور عبدالرحمن بن ابی بکر، عثمان، طلحہ نے قبر میں اتارا اور ان کا سر آنحضرت ﷺ کے مونڈھوں کے برابر رکھا [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] آنحضرت ﷺ کی قبر کی طرح سطح کی گئی [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] (مستفاد از [illegible] المصطفیٰ والصاحب) ہے۔

حلیہ و نسب: ابوبکر کا رنگ سفید [illegible] دبلے پتلے [illegible] پیشانی ابھری ہوئی [illegible] مہندی اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔ نام عبداللہ تھا [illegible] ابوقحافہ عثمان بن عامر بن [illegible] کے لڑکے تھے [illegible] مرہ بن کعب [illegible] پشت میں [illegible] آپ کی والدہ ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم تھیں یہ بھی قدیم الاسلام تھیں اپنے شوہر ابوبکر کے بعد انتقال کیا۔

ازواج و اولاد: ابوبکر نے جاہلیت میں قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن [illegible] سے نکاح کیا تھا جس سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ اور دوسرا ام رومان بنت عامر [illegible] کے ساتھ جس سے عبدالرحمن و عائشہ زوجہ رسول (ﷺ) پیدا ہوئیں۔ [illegible] اسلام لانے کے بعد آپ نے اسماء بنت عمیس سے جو آپ سے پہلے جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں۔ ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے اور دوسرے حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے جن سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

عمال: حضرت ابوبکر صدیق کی طرف سے علی بن ابی طالب [illegible] عثمان بن عفان [illegible] تھے علاوہ ان کے [illegible]

[illegible] [illegible] میں حضرت [illegible] [illegible]
[illegible] کے حوالے تھے اور عمال جو اطراف و جوانب میں ان کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مکہ: عتاب بن اسید۔ ان کا انتقال اسی دن ہوا جس دن ابوبکر صدیق کی وفات ہوئی۔

طائف: عثمان بن ابی العاص

صنعاء: مہاجر بن ابی امیہ

حضرموت: زیاد بن لبید انصاری

خولان: یعلیٰ بن منیہ

زبید و رمع: ابو موسیٰ اشعری

جند: معاذ بن جبل

بحرین: علاء بن حضرمی

نجران: جریر بن عبداللہ

جرش: عبداللہ بن ثور

دومۃ الجندل: عیاض بن غنم

[illegible] ایک لشکر کے سردار تھے اور ان سب کے افسر اعلیٰ [illegible] [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سب سے پہلے حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اسلام باقی رہے گا۔

[illegible] [illegible] [illegible]

میں سب مسلمان برابر ہیں"۔

**مساکین و یتامیٰ کی سرپرستی:** ابوبکرؓ ہمیشہ اپنی کمائی سے غریب بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو دیتے تھے۔ خلافت سے پہلے ان کا مال و اسباب سنح میں رہتا تھا۔ صبح شام کی نماز پڑھ کر سنح چلے جاتے تھے اور صبح کو اکثر پیادہ اور کبھی سواری پر مسجد نبوی میں آجاتے تھے۔ لیکن بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد اپنا سب مال و اسباب مدینے لے آئے۔ ہر روز بازار جا کر مجبور عورتوں اور مردوں کو ضروریات کی اشیاء خرید کر لا دیتے تھے۔ اپنی بکریوں کو اکثر خود اور کبھی دوسرے لوگ چرانے لے جاتے تھے اور ان کا دودھ خود دوہ کر غرباء کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک روز خلافت کے بعد ایک عورت نے کہا "اب تو تم خلیفہ ہو گئے ہو اب ہمارے گھر میں دودھ کہاں سے آئے گا اور تم کیوں دوہو گے"۔ ابوبکرؓ نے یوں کر جواب دیا "بخدا میں تم لوگوں کے لئے دودھ کا میں اس خلافت سے اپنی عادت کو نہ بدلوں گا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک زندہ رہے بکریوں کا دودھ خود دوہ کر غرباء کو دے آتے تھے۔ خلافت کے بعد تجارت چھوڑ دی اور تمام رات دن مسلمانوں کی بہبودی میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انتقال کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ جو کچھ بیت المال سے ان کی ذات خاص پر صرف ہوا ہے، اس کے عوض ان کی فلاں زمین فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی جائے"۔

**خلیفہ اول:** مسلمانوں میں یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے صرف کے لئے رعیت نے تنخواہ مقرر کی تھی اور یہ پہلے خلیفہ تھے کہ جن کے باپ زندہ تھے اور یہ والی ہوئے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصحف قرآن کو مصحف کے نام سے موسوم کیا اور یہی سب سے پہلے خلیفہ کہلائے۔

**حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خطبہ:** عمر ابن الخطاب کو بوقت استخلاف نہایت عمدہ اور کارآمد نصیحتیں کیں۔ جملہ ان کے یہ بھی ہے "اے عمر میں نے تم کو اصحاب رسول اللہ ﷺ پر خلیفہ بنایا ہے۔ اے عمر اللہ سے ظاہر و باطن ڈرتا رہ۔ اے عمر بے شک اللہ کا ایک حق رات میں ہے جس کو وہ دن میں قبول نہیں کرتا اور اس کا ایک حق دن میں ہے جس کو وہ رات میں قبول نہیں کرتا اور بے شک اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں کرتا جب تک فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر کیا تم نہیں جانتے کہ جن کے اعمال قیامت میں بھاری ہوں گے وہی نجات پانے والے ہوں گے اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے وہ خراب ہوں گے اور یہ باتیں حق و باطل کے اتباع سے حاصل ہوں گی۔ اے عمر کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ نرم آیات کے ساتھ سختی کی آیات اور سختی کی آیات کے ساتھ نرم آیات نازل ہوئی ہیں تاکہ مومن اللہ سے ڈرتا رہے اور اپنی مغفرت کا امیدوار رہے۔ اے عمر جب اہل نار کا تو ذکر کرتا ہے تو کہہ کہ اے اللہ مجھے امید ہے کہ تو مجھے ان میں سے نہ کرے گا اور جب اہل جنت کا تذکرہ کرتا ہے اور ان کے اعمال صالحہ کا بیان ہوتا ہے تو اللہ سے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں شامل کر۔ اور جب تم میری ان وصیتوں پر عمل کرو گے تو مجھ کو اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسی طرح کی وصیتیں کر کے شام کے وقت انتقال فرمایا اور رات ہی کو دفن کئے گئے۔

**حضرت ابوبکرؓ کی وفات:** جس وقت ابوبکرؓ حالت احتضار میں مبتلا ہوئے اسی وقت طلحہ و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و علی بن ابی طالب وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے مشورہ کیا اور ان لوگوں سے حضرت عمرؓ کی خلافت کی بابت اپنی رائے

---

[۱] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مرض الموت میں سب سے پہلے عبدالرحمن ابن عوف کو بلا کر حضرت عمرؓ کی خلافت کی بابت دریافت کیا۔ عبدالرحمنؓ نے جواب دیا کہ ان کی رائے آپ کی رائے سے بہتر ہے مگر ان میں سختی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس لئے ہے جس

ظاہر فرمائی۔ جب ان لوگوں نے اتفاق رائے کر لیا تب حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر سے نکل کر باہر آئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "میں نے عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اس سے میں نے تمہاری بہتری کا قصد کیا ہے پس تم لوگ جو وہ کہیں گے اس کو سنو اور ان کی اطاعت کرو"۔ یہ کہہ کر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان سے یہ عہد نامہ لکھوایا۔

## حضرت عمرؓ کا تقرر:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا ما عهد به ابوبکرؓ خلیفة محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم عند آخر عهده بالدنیا و اول عهده بالآخرة فی الحال التی یؤمن فیها الکافر و یوقن الفاجر انی استعملت علیکم عمر بن الخطاب و لم آل لکم خیرا فان صبر و عدل فذالک علمی به و رأیی فیه و ان جار و بدل فلا علم لی بالغیب و الخیر اردت و لکل امرء ما اکتسب و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون))

"یہ وہ عہد نامہ ہے جسے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری زمانہ میں دنیا سے جاتے وقت اس حالت میں لکھوایا۔ جس میں کافر بھی ایمان لے آتا ہے اور فاجر کو بھی یقین آ جاتا ہے کہ میں نے تم پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی ہے پھر اگر عمرؓ صبر کریں اور انصاف سے کام لیں تو مجھے بھی یقین تھا اور ان کے بارے میں میری یہی رائے ہے اور اگر ظلم کریں اور عہد بدل دیں تو مجھے غیب کا علم نہیں میں نے تو بہتری ہی چاہی ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے ظالموں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پر پھیر دیے جائیں گے"۔

---

اور یہ کہ آپ وہ کچھ نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں مجھے نرم پا کر وہ سختی کرتے ہیں اگر خلافت ان کے سپرد کر دی جائے گی تو آپ ہی چھوڑ دیں گے کیونکہ جب وہ مجھے سختی پر دیکھتے ہیں تو نرمی برتتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو بلوایا اور ان سے حالت دریافت فرمائی حضرت عثمانؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں کوئی ان جیسا نہیں ہے حضرت ابوبکرؓ سے [illegible] طلحہ [illegible] تب آپ نے [illegible] پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا "میں نے حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا" حضرت طلحہ نے جواب دیا کہ "عنقریب آپ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا کہ تم نے رعیت کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" ابوبکرؓ نے جواب دیا "مجھ کو اٹھا کر بٹھاؤ" جب لوگوں نے ان کو اٹھا کر بٹھایا تو فرمایا کیا تم مجھ اپنے رب کے سامنے [illegible] ڈراتے ہو [illegible] تو میں کہوں گا کہ میں نے بہترین آدمی کو خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت طلحہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکرؓ پر غشی کی حالت طاری ہو گئی [illegible] تھے اور حضرت عثمانؓ لکھ رہے تھے [illegible] یہ عہد نامہ [illegible] "پھر اس کو لوگوں میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور خود باہر آ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "کیا تم لوگ اس شخص پر راضی ہو جس کو میں نے تمہارا خلیفہ بنایا ہے؟ بے شک میں نے اپنے کسی عزیز و قریب کو خلیفہ نہیں بنایا میں نے تم پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے پس ان کا کہنا سنو اور ان کی اطاعت کرو [illegible] لوگوں نے "سمعنا و اطعنا" یک زبان ہو کر کہا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو [illegible] نصیحتیں کیں جو آگے بیان کی جائیں گی۔

# باب : ۱۲

# حضرت عمر فاروقؓ ابن خطاب

## ۱۳ھ تا ۲۳ھ

**حضرت خالدؓ کی معزولی** ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو حضرت ابوبکر صدیق (خلیفہ رسول اللہ) کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ ابن خطاب تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ انہوں نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ شام کی مہم پر متعینہ جملہ لشکر اسلام کے امیر حضرت خالدؓ بن ولید کو امارت سے معزول کر کے ان کی بجائے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امیر لشکر مقرر کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فرمان جس وقت پہنچا جب مسلمان یرموک میں قیصر کی فوجوں کے خلاف مصروف جنگ تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے مصلحتاً اس فرمان کو جنگ کے ختم ہونے تک پوشیدہ رکھا۔ جب یرموک کی فتح ہو چکی اور دشمن کا خطرہ جاتا رہا تب یہ فرمان ظاہر کیا گیا اور اس وقت سے سپہ سالاری حضرت خالدؓ کے بجائے حضرت ابوعبیدہ کو حاصل ہوئی۔

**دمشق کا محاصرہ** حضرت ابوعبیدہ بن جراح یرموک سے بشیر بن کعب حمیری کو یرموک پر مقرر کر کے فحل (علاقہ اردن) کی طرف بڑھے۔ وہاں معلوم ہوا کہ شکست خوردہ رومی لشکر فحل میں جمع ہو رہا ہے اور یرموک کی لڑائی سے پہلے رومیوں کا جو لشکر دمشق میں پڑا ہوا تھا وہ بھی ان کی امداد کو پہنچنے والا ہے۔ ہرقل بادشاہ روم بھی حمص میں مقیم ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عمر فاروقؓ کی ہدایت کے بموجب اسلامی لشکر کا ایک دستہ فحل کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیج دیا۔ جو فوج کے چند دستے تھے ان میں سے ایک دستہ کو حمص و دمشق کے درمیان پڑاؤ کا حکم دیا۔ دوسرے دستے کو دمشق و فلسطین کے درمیان چوکیداری کا حکم دیا اور خود مع حضرت خالد بن ولید دمشق کی طرف بڑھے۔ دمشق پہنچ کر مشرق سے حضرت خالد بن ولید نے شرقی کی طرف سے، خود حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جابیہ کی طرف سے، یزید بن ابی سفیان نے دوسری طرف سے، عمرو بن العاص نے تیسری طرف سے محاصرہ کر لیا۔ دمشق میں ان دنوں رومیوں کا حاکم [illegible] تھا اور [illegible]

---

۱ [illegible] اسلامی لشکر کو یرموک کی فتح [illegible] حضرت فاروق اعظمؓ [illegible] خالد بن ولید [illegible] کے بجائے [illegible] مقرر [illegible] ان کی [illegible] نے [illegible] حضرت خالد [illegible] حضرت ابوعبیدہ [illegible] اسلامی لشکر [illegible] خالد [illegible] عمرو بن العاص [illegible] حضرت ابوعبیدہ [illegible] حضرت خالد بن ولید [illegible]

مذہبی پیشوا باہان بحیثیت ذمہ دار حاکم موجود تھا۔ لیکن اسلامی لشکر کمال ہوشیاری سے ستر راتوں تک اور بعض کے قول کے مطابق چھ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ کبھی جھڑپوں سے شہر پر حملہ کرتا تھا اور کبھی کامیابی حاصل کرنے کے جوش میں تیراندازی کرتا تھا۔ محاصرے کے دوران ہرقل نے اہل دمشق کی امداد کے لئے حمص سے کچھ امدادی فوج روانہ کی جس کو ذوالکلاع (جو دمشق اور حمص کے درمیان غالباً اسی غرض کی روک تھام کے لئے متعین تھے) دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ اہل دمشق ہرقل کی امداد سے ناامید ہو گئے۔ اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی سپہ سالاروں کا جری لشکر دمشق کو بعجلت فتح کرنے پر تیار ہو گیا۔

**فتح دمشق:** ایک روز شام کو خالد بن ولید دمشق کے محافظوں کو غافل پا کر کمند کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور وہ دربان قتل کئے جن کے ذمہ یہ حفاظت تھی۔ ابو عمرو اور یزید بن عدی بھی شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ ساتھ ہی شہر پناہ کے دروازے بھی کھول دیئے اور یہ تیز رفتار سپاہی محافظوں سے مقابلہ کرتے ہوئے نیچے اترے شہر میں فوج گھس گئی۔ چاروں طرف سے

---

ہوا ہے [illegible] (مذہبی پیشوا) [illegible] حضرت خالد [illegible] فتح کرنے کے بعد [illegible] حضرت خالد نے تحریر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما اعطی خالد بن الولید اھل دمشق اذا دخلھا اعطاھم امانا علی انفسھم و اموالھم و کنائسھم و سور مدینتھم لا یھدم و لا یسکن شیء من دورھم لھم بذلک عھد اللہ و ذمۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و الخلفاء و المومنین لا یعرض لھم الا بخیر اذا اعطوا الجزیۃ۔

یعنی: ’’اللہ الرحمن الرحیم کے نام سے۔ یہ وہ تحریر ہے جو خالد بن ولید نے بوقت فتح اہل دمشق کو عطا کی ہے۔ [illegible] ان کی جانوں، مالوں اور گرجاؤں [illegible] نہ ان کے مکانات منہدم کئے جائیں گے اور نہ ان میں اسلامی لشکر کا کوئی [illegible] ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] خلفاء اور مؤمنین [illegible] جب تک وہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔‘‘

[illegible] حضرت خالد [illegible] ایک روایت [illegible] دمشق [illegible] حضرت خالد [illegible] حضرت ابو عبیدہ [illegible] حضرت خالد [illegible] حضرت ابو عبیدہ [illegible] دمشق میں اس طرح داخل ہوئے [illegible] (فتوح البلدان)

لڑائی شروع ہو گئی۔ ہر کس و ناکس حضرت خالد اور ان کے دونوں ساتھیوں پر حملہ آور ہو رہا تھا اور یہ تینوں بزرگ اپنی مدافعت کرتے اور اپنے گروں کے وار سے بچاتے ہوئے رفتہ رفتہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت خالدؓ نے بڑھ کر ایک ہی بھرپور وار سے دو دربانوں کو قتل کر دیا اور قعقاع نے دائیں ہاتھ سے اپنے مقابل کو مار کر بائیں ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں نے بآواز بلند تکبیر کہی جس کی صدا سے کل میدان گونج اٹھا اور ان کے ماتحت فوجیوں نے کامیابی کے جوش مسرت میں تلواریں کھینچ کر حملہ کر دیا۔ اس دمشق سرداروں نے اس فوری حملے سے گھبرا کر اپنی طرف کے فریق ابو عبیدہ سے صلح کی درخواست کی ان لوگوں نے صلح کر لی۔ چنانچہ بمصالحت اپنی اپنی سمت سے شہر میں داخل ہوئے اس معرکہ میں چونکہ صرف خالد بن ولید ایسے سردار تھے۔ جو بزور تیغ داخل ہوئے تھے اور باقی دوسرے امرائے اسلام بمصالحت داخل ہوئے تھے۔ اس لیے حضرت خالدؓ بن ولید کو فتح بھی بذریعہ جنگ حاصل ہوئی۔

**جنگ فحل** سیف نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ فاروق کو اس فتح کی خبر پہنچی تو انہوں نے لشکر عراق کو عراق کی جانب واپس کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ ابن جراح نے لشکر عراق پر ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کیا اور دمشق میں یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر کے خود فحل کی طرف بڑھے۔ یزید بن ابی سفیان نے دحیہ کلبی کو تدمر کی طرف اور ابو الزہر قشیری کو حوران و بثنیہ کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے صلح و امان کے ساتھ ان مقامات پر قبضہ کر لیا یہی ان کے حاکم مقرر کئے گئے۔

فحل کی مہم میں حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالدؓ کو مقدمۃ الجیش پر، قلب لشکر پر شرحبیل بن حسنہ کو، میمنہ پر عمرو بن العاص کو، سواروں پر ضرار بن الازور کو اور پیادوں پر عیاض بن غنم کو مقرر کیا اور خود میسرہ پر رہے۔ رومیوں نے آدھی رات کے بعد اسلامی لشکر پر حملہ کیا۔ شرحبیل بن حسنہ مقابل ہوئے۔ لڑائی کا شور و غل سن کر دیگر سرداران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے میدان میں آ گئے۔ کئی روز تک خوب شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ رومیوں کا نامی سردار سقلار بن مخراق اور کئی نامی گرامی سپہ سالار مع اسی ہزار رومیوں کے مارے گئے۔ بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

**بیسان و طبریہ کی اطاعت** اس کے بعد اسلامی لشکر بیسان کی طرف بڑھا اور محاصرہ کے بعد لڑائی شروع کر دی۔ لیکن جب بیسان کے محافظ کامیابی کی امید میں بیسان پر اپنی ابتدائی قدرت کھو چکے تو اہل بیسان نے مجبور ہو کر صلح کر لی اور اہل طبریہ سے بھی جن کا ابو الاعور سلمی محاصرہ کئے ہوئے تھے صلح ہو گئی اسی طرح تمام اردن بھی پر امن طریقہ پر فتح ہو گیا اور مسلمانوں نے اردن کے شہروں اور قصبات میں انتظام کی غرض سے اپنا لشکر مقرر کر دیا اور اس فتح یابی سے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوئی، حضرت عمرؓ فاروق کو مطلع کیا۔

---

● یزید بن ابی سفیان نے اپنے زمانہ حکومت میں دمشق میں اس کے ساحلی مقامات صیدا، عرقہ، جبیل اور بیروت کو فتح کیا۔ ساحلی علاقوں کے اکثر حصے دشمنوں کو خالی کر دینا پڑا تھا۔ ان کے لشکر کے مقدمۃ الجیش حضرت امیر معاویہؓ تھے۔ انہوں نے عرقا پہلے فتح کیا تھا۔ (ابن اثیر)

واقدی کا بیان ہے کہ جنگ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی تھی ہرقل انطاکیہ سے بھاگ کر یرموک پہنچا تھا اور وہاں سے قسطنطنیہ گیا تھا۔ یرموک آخری لڑائی ہے اور ہم نے بروایت سیف لکھا ہے کہ واقعہ یرموک ۱۳ھ میں ہوا تھا اور ابوبکر صدیق کی وفات کی خبر لشکر اسلام تک اسی روز پہنچی تھی جس دن رومی لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ واقعہ یرموک کے بعد دمشق کی طرف بڑھا گیا تھا اور اس کو فتح کیا گیا تھا اس کے بعد فحل کا واقعہ اور دیگر لڑائیاں ہرقل کے بھاگنے سے پہلے ہوئی ہیں۔

**معرکہ بابلیا:** حج سے واپسی کے بعد خالد بن ولید کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس مضمون کا حکم نامہ ملا کہ "تم اپنے لشکر کا نصف و حصہ لے کر شام کی طرف چلے جاؤ اور بقیہ نصف کو عراق میں مثنیٰ بن حارثہ کے پاس چھوڑ جاؤ"۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید اس حکم کے مطابق شام کی طرف روانہ ہوئے اور مثنیٰ بن حارثہ حیرہ میں قیام کر کے انتظامی [illegible] کرنے لگے۔ ادھر اہل فارس نے اپنی [illegible] کو درست کیا۔ شہر براز بن اردشیر بن شہریار ساسانی کو ۱۳ھ میں عنان حکومت سپرد کی۔ اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی دس ہزار فوجیوں کو ہرمز جاذویہ کی سرکردگی میں مسلمانوں کے مقابلے کے لئے حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ نے حیرہ سے نکل کر بابل میں مورچہ قائم کیا اور فریقین سے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل فارس اپنے لشکر میں سب سے آگے ہاتھیوں کی ایک تعداد رکھے ہوئے تھے گویا یہ ان کا مقدمہ تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ مثنیٰ بن حارثہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو للکارا اور خود تلوار کھینچ کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھیوں کے سامنے سے ہٹ کر لشکر فارس کی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے اس طرح لشکر فارس پر چڑھائی کی کہ ان کو اپنے سنبھلنے اور بچنے تک کی مہلت نہ دی۔ اہل فارس اس اچانک حملے سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی لشکر ان کو قتل و قید کرتا ہوا ان کے تعاقب میں اطراف مدائن تک چلا گیا۔

**ارزمیدخت کی تخت نشینی:** اس لڑائی کے بعد مدائن کے حصے کو چھوڑ کر پورا ملک عراق مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اس کے بعد شہر براز کا انتقال ہو گیا۔ اہل فارس میں بادشاہت کے سوال پر اختلاف ہوا لیکن چند روز بعد ارزمیدخت بنت کسریٰ کو بادشاہ بنانے پر اتفاق ہو گیا لیکن وہ تخت نشینی کے بعد ہی تخت سے اتار دی گئی اور سابور بن شہر براز تخت نشین ہوا۔ فرخ زاد بن بندوان کو اس نے وزارت حوالے کی ارزمیدخت سے شادی کر لی۔ ارزمیدخت کو یہ بات ناگوار گزری تو اس نے سیاوخش کو لکھ بھیجا اہل فارس کا نامی گرامی سپہ سالار رے کا رہنے والا تھا۔ سیاوخش فوجی جمعیت کے ساتھ عین شب عروسی آ پہنچا اور فرخ زاد کو مع اس کے ساتھیوں کے قتل کر ڈالا اور ارزمیدخت کو دوبارہ تخت حکومت پر بٹھایا۔

---

[1] شہر براز نے مثنیٰ کو اس مضمون کا خط لکھا تھا "میں نے تمہارے مقابلہ پر [illegible] کا ایک لشکر بھیجا ہے۔ [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] تمہارے مقابلے میں [illegible]" مثنیٰ نے جواب میں لکھا کہ تو [illegible] اور [illegible] کے لئے نقصان دہ [illegible] جھوٹا ہے [illegible] لوگوں کے نزدیک [illegible] اللہ کا شکر ہے [illegible] تک [illegible] شہر براز [illegible] مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

**حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کی تعمیل** آپ مثنیٰ اسی طرح ان علاقوں میں مصروف اور جنگ پر برپا کر رہے تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا وصال ہو گیا اور جب حضرت مثنیٰؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ کی علالت معلوم ہوئی تو انہوں نے بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ کا قصد کیا تا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل فارس کے حالات سے آگاہ کر کے ان پر حملہ کرنے کی اجازت اور امداد حاصل کریں لیکن مدینہ میں حضرت مثنیٰؓ کے پہنچنے سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب خلافت حضرت عمرؓ کے سپرد کر دی تھی جب حضرت صدیق اکبرؓ کو ان کی آمد کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو وصیت فرمائی کہ "کل کے دن تم سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ لوگوں کو مثنیٰ کی سرکردگی میں عراق کی طرف روانہ کرنا اور خالد کے لشکر کو شام سے عراق کی طرف واپس جانے کا حکم دینا"۔ صدیق اکبرؓ یہ حکم دے کر اسی رات انتقال فرما گئے اور حضرت عمر فاروقؓ نے حسب وصیت تعمیل کے احکام نافذ کر دیئے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے "خدا ابوبکرؓ پر رحم کرے۔ مرحوم نے حضرت خالدؓ کی امارت کی [illegible] [illegible] لشکر کو عراق واپس بھیجنے کا حکم دے دیا اور ان کا [illegible] نہ کیا"۔

**حضرت عمرؓ کا خطبہ جہاد** حضرت عمر فاروقؓ نے بیعت خلافت لینے کے بعد لوگوں کو مثنیٰ کی سرکردگی میں عراق کے جہاد پر جانے کی ترغیب دلائی اور [illegible] خطبہ دیا کہ "لوگو! یہ وہی جماعت ہے جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور جس سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے [illegible] کی طرف قدم بڑھاؤ [illegible] وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وعدہ کیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ [illegible] غالب کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے دین کو [illegible] کرنے والوں کی مدد کرنے والا [illegible] وارث بنانے والا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا [illegible] ان کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ اسی طرح [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن پاک میں ان الفاظ سے خوشخبری دی ہے: إن الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا

---

[illegible]

کی بھو بیاں مرہون ہیں۔ "یقیناً بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ کی بنی ہوئی دیوار ہیں اور پھر اس کے ساتھ "واخریٰ تحبونها نصر من اللّٰہ وفتح قریب" بھی فرمایا ہے چلو چلو!! اللہ کے نیک بندو چلو!!"

**عراق کی مہم کے لئے مجاہدین کی روانگی:** تین روز تک مہاجرین و انصار کے اجتماع میں حضرت فاروق اعظمؓ اسی طرح سے جہاد عراق کی تلقین کرتے رہے لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ چوتھے روز ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی نے جہاد عراق کا عزم ظاہر کیا۔ ان کے بعد سعد بن عبید انصاری پھر سلیط بن قیس اور پھر اور بہت سے مجاہدین عراق کے جہاد پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس جلسے میں کہ ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی نے عراق کے جہاد کی مہم پر جانے کے لئے سب سے پہلے آمادگی ظاہر کی تھی مجاہدین عراق کا امیر مقرر کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مشوروں کو غور سے سننا اور ہر کام میں ان کو شریک رکھنا اور جلد بازی نہ کرنا کیونکہ یہ لڑائی ہے اور لڑائی کی صلاحیت اس شخص میں ہوتی ہے جو سوچ سمجھ کر کام کرتا ہو۔ مزاج میں ثبات ہو اور وقت اور موقع کو پہچانتا ہو۔ سلیط کی سرداری میں مجھ کو یہی وجہ مانع تھی کہ ان کے مزاج میں عجلت و تیزی ہے اور لڑائی میں عجلت کرنا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ ورنہ اگر ان کے مزاج میں ثبات ہوتا تو میں انہی کو امیر لشکر مقرر کرتا۔ یہ پہلا لشکر تھا جس کو حضرت فاروق اعظمؓ نے ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی کی سرکردگی میں جہاد کی غرض سے روانہ کیا۔

**اہل نجران کی جلاوطنی کا حکم:** ان کے بعد یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق اہل نجران کو جلاوطن کر دینے کا حکم دیا اور ان سے فرمایا اہل نجران سے کہہ دینا کہ "ہم تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے جلاوطن کرتے ہیں" اور وہ حکم یہ ہے کہ "سرزمین عرب میں دو دین جمع نہ رکھے جائیں گے اور ہم تم کو تمہارے رہنے کے لئے تمہارے ملک کی طرح دوسری جگہ پر بطور حفاظت دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔"

**جنگ نمارق:** الغرض ابو عبیدہ ثقفی مثنیٰ بن حارثہ، سعد بن عبید اور سلیط بن قیس کے ہمراہ عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ فارس میں فرخ زاد کے قتل کے بعد آرزمیدخت تخت نشین ہوئی۔ وہ عنان حکومت پر متمکن ہو کر حکمرانی کر رہی تھی۔ بوران نے والی خراسان رستم کو آرزمیدخت پر حملہ کرنے کو لکھا اور رستم کو آرزمیدخت کے خلاف ابھار دیا۔ رستم کثیر فوج کے ساتھ مدائن آ پہنچا اور چند روز کے محاصرے کے بعد مدائن فتح کر لیا۔ شاہ وقت کو قتل کر کے آرزمیدخت کی آنکھیں نکلوا لیں اور بجائے اس

---

۱ سلیط بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو [illegible] [illegible] حضرت فاروق اعظمؓ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

کے بوران کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ مرزبان فارس اس کی حکومت سے بہت خوش ہوئے اور نہایت خوشی سے اس کی اطاعت کو اپنے لئے فخر و عزت کا ذریعہ سمجھا۔ اگرچہ ابوعبیدہ کے فارس پہنچنے سے پہلے بوران کو مستحکم اور قابل اطمینان حکومت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد وہ پہلے تھی اور ایک وہ خود حضرت ابوعبیدہ اپنا جری لشکر لئے ہوئے حیرہ پہنچ گئے۔ رستم نے سواد کے دہقانوں کو مسلمانوں سے لڑنے کو لکھا اور ہر طرف ایک ایک کار آزمودہ سپہ سالار روانہ کیا۔ چنانچہ فرات کی ایک طرف جابان کو کسکر کی جانب نرسی کو اور کثیر التعداد فوج کو تھی۔ کے مقابلہ پر بھیجا اور ان سب کو ایک دن اور ایک معین وقت پر فرات میں جمع ہونے کا حکم دیا تھا۔ ابوعبیدہ نے حیرہ سے نکل کر خفان میں قیام کیا۔

ابوعبیدہ مثنیٰ کو سواروں کی فوج پر مقرر کر کے جابان سے لڑنے گئے جو ایک فوج کثیر لئے ہوئے نمارق میں فروکش تھا۔ اہل فارس کچھ عرصہ تک تو جم کر لڑتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے نامی سردار ابوعبیدہؓ نے اللہ اکبر کہہ کر قدم آگے بڑھایا اور مسلمانوں کا جری لشکر بھی اللہ اکبر کہتا ہوا لشکر فارس کی طرف بڑھا اس وقت اہل فارس کا لشکر جو ابھی تک جم کر لڑ رہا تھا بھاگ نکلا۔ ان کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد جابان کو مطر بن فضہ تیمی اور مردان شاہ کو (جو لشکر فارس کے میمنہ کا افسر تھا) اکتل بن شماخ عکلی نے گرفتار کر لیا۔ اکتل نے تو مردان شاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا۔ لیکن جابان نے مطر کو دھوکا دیا۔ امان حاصل کر کے نکل گیا۔ لیکن مسلمانوں میں سے پھر کسی شخص نے اسے گرفتار کر لیا اور حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس لے آیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مطر اس کو امان دے چکے ہیں تو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ کل مسلمان مثل ایک جسم کے ہیں جب ان میں سے کسی نے ایک بات منظور کر لی تو سب نے گویا اس کو اختیار کر لیا۔ جابان رہا ہونے کے بعد اپنے گروہ میں جا ملا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا یہاں تک کہ اس شکست خوردہ لشکر نے کسکر میں جا کر دم لیا جہاں پر نرسی مقیم تھا۔

**جنگ کسکر**: نرسی کسریٰ فارس کا خالہ زاد بھائی تھا اس کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی۔ میمنہ و میسرہ پر بندویہ اور تیرویہ پسران بسطام کسریٰ فارس کے ماموں زاد بھائی تھے۔ جس وقت بوران اور رستم کو جابان کی شکست کی خبر پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ شکست خوردہ گروہ کسکر میں نرسی کے پاس آ گیا ہے۔ اس وقت انہوں نے جالینوس کی سرکردگی میں ایک اور عظیم فوج نرسی کی مدد کو روانہ کی۔ لیکن اسلامی لشکر اور اس کے سردار نے جو نمارق سے جابانیوں کے لشکر کا تعاقب کر رہے تھے۔ لشکر کے پہنچنے کسکر مقام مقابلہ میں پہنچنے سے پہلے لڑائی شروع کر دی تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ قلب لشکر میں تھے سعد و سلیط میمنہ و میسرہ اور مقدمۃ الجیش میں مثنیٰ تھے نرسی نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور بندویہ و تیرویہ نے قلب و میمنہ پر حملہ کر دیا لیکن جری مثنیٰ نے لڑائی کو بڑھتا ہوا دیکھ کر سواروں کا چکر کاٹ کر نرسی پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ نرسی اس غیر متوقع حملہ کو دیکھ کر گھبرا گیا اور پیچھے مڑ کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مثنیٰ کے مقابلے کے لئے متعین کر دیا لیکن سعدؓ فوراً اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیزی سے مع ہمراہیوں کے سر پر جا

---

: جابان نے گرفتار ہونے کے بعد [illegible] کہا کہ تم مجھے چھوڑ دو میں تم کو دو غلام نہایت [illegible] دوں گا [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] نے اتفاق کیا

پہنچے یہاں تک کہ [illegible] بہت سے [illegible] سے نکل [illegible] حضرت ابوعبیدہ نے [illegible] ان کی تکبیر کی آواز سن کر پورا اسلامی لشکر بے ساختہ پرجوش ہو گیا [illegible] اللہ اکبر کہا [illegible] میدان جنگ [illegible] ایرانی [illegible] کے پاؤں اکھڑ گئے۔ [illegible] پہلے سے معلوم تھا کہ مسلمان [illegible] کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ [illegible] بھاگ کھڑا ہوا [illegible] اسلامی لشکر نے [illegible] ان کا تعاقب کیا اور [illegible] قتل اور قید [illegible] ان کے [illegible] سقاطیہ [illegible] قصبات اور شہروں [illegible] اسلام لانے یا [illegible] حضرت ابوعبیدہ نے فتح [illegible] حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں [illegible]

**معرکۂ باقسیاثا:** [illegible] ابوعبیدہ نے [illegible] اسلامی لشکر [illegible] کامیابی [illegible] ابوعبیدہ نے [illegible] حضرت [illegible] ابوعبیدہ [illegible]

**جنگ جسر:** [illegible] رستم کے پاس [illegible]

---

[illegible]

حاضر ہوئے تو طلب ہو کر پوچھا: "اہل عجم میں سے کون شخص ہے جو اہل عرب سے لڑ سکتا ہے؟" لوگوں نے جواب دیا: "بہمن جادویہ ذوالحاجب"۔ رستم نے جادویہ کو تیس ہزار فوج اور تین سو ہاتھی کے ساتھ حیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمک پر جالینوس کو مامور کیا اور حکم دیا کہ "اگر اس مرتبہ جالینوس میدان جنگ سے بھاگے تو تم فوراً اس کی گردن مار دینا"۔ اس لشکر میں درفش کاویانی[1] (کسریٰ کا علم) بھی تھا جس کا طول بارہ گز اور عرض آٹھ گز اور شیر کی کھال کا بنا ہوا تھا۔ بہمن جادویہ نے مدائن سے حیرہ تک اثنائے راہ میں جتنے قصبات اور شہر پڑے، وہاں سے بھی آدمیوں کو بھرتی کرتا ہوا قس ناطف میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ ابوعبیدہ بھی یہ خبر سن کر مروحہ میں آ گئے لیکن دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے فریقین اس وقت تک لڑ نہ سکے جب تک کہ فریقین کی باہم رضامندی سے فرات پر پل تیار نہ ہو گیا۔ یہ پل ابن صلوبا نے بنایا تھا۔

**واقعات جنگ:** پل بنے کے بعد بہمن جادویہ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے معلوم کرایا: "تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آئیں"۔ حضرت ابوعبیدہؓ کی رائے تھی کہ لشکر اسلام دریا عبور کر کے فریق مخالف سے جنگ آزما ہو۔ لیکن بعض سرداران لشکر اسلام جن میں سلیط بھی شامل تھے اس رائے کے مخالف تھے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہؓ نے ان لوگوں کی مخالفت کی اور دریائے فرات عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے جو مروحہ میں سرزمین قس ناطف میں پڑاؤ ڈالے اور لڑنے والوں سے بھی بھرتی کر لی، دیکھنے میں بہت تنگ جگہ تھی۔ فریقین کی صف آرائی کی ترتیب کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ اہل فارس نے اپنے لشکر کے آگے ہاتھیوں کو رکھا تھا۔ فارس کے تیر اندازوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ اسلامی سواروں نے حملہ کرنے کا قصد کیا تو ان کے گھوڑے سامنے کالی کالی پہاڑ جیسی شکل جو حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر بدک کر بھاگ جاتے تھے۔ کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسی شکل و صورت دیکھی ہی نہ تھی۔ علاوہ ازیں ان ہاتھیوں کے ساتھ دف، بانسری اور جھانجھ وغیرہ باجے بھی تھے جن کو وہ جنگ کے وقت بجاتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یہ رنگ دیکھ کر فوج کو پیدل لڑنے کا حکم دیا اور خود پیدل ہو کر تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ اہل فارس کے تیر اندازوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن ان کے جوش اسلام اور شوق شہادت نے انہیں نہایت تیزی کے ساتھ عجمی کی صفوں تک پہنچا دیا اور لشکر والوں سے دست بدست لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر تک لڑائی کا یہ رنگ قائم رہا لیکن چند ساعت کے بعد جب بہمن نے اپنا گروہ منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو بڑھانے کا حکم دیا۔ ہاتھیوں نے آگے بڑھتے ہی مسلمانوں کی صفیں توڑ ڈالیں، پریشان ہو کر ادھر ادھر ہٹ گئے۔

**حضرت ابوعبیدہؓ کی شہادت:** حضرت ابوعبیدہؓ نے پکار کر کہا: "اے اللہ کے بندو! تم لوگ ہاتھیوں پر حملہ کیوں نہیں کرتے؟ چلو بڑھو ان کے قطعہ (سونڈ) کو ایک وار سے کاٹ ڈالو۔ کیا تمہاری تلوار میں زنگ لگ گیا ہے؟ کیا تم دشمنان اسلام و ان ناپاک جانوروں کی وجہ سے پیچھے ہٹ رہے ہو؟ انہیں کیا ہو گیا وہ لوگ آدمی تھوڑا ہی ہیں جنہوں نے ان کو اپنے آگے کر

---

[1] درفش زبان [illegible] کاویانی [illegible]
[illegible]
ان کے نصیب و اقبال کا طرہ سمجھا جاتا تھا۔

[illegible]

**حضرت مثنیٰ کا استقلال** [illegible]

**مجاہدین کی مراجعت** [illegible]

---

[illegible]

**بہمن کی مدائن کو روانگی:** اس معرکہ کے ختم ہونے اور مثنیٰ کے دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد بہمن نے تعاقب کی غرض سے دریائے فرات کو عبور کرنے کا قصد کیا تاکہ دوبارہ جنگ کر کے مسلمانوں کے ضعف سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن یہ سن کر مدائن لوٹ گیا کہ اہل فارس کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے فیرزان کے ساتھ ہو کر رستم کے خلاف خروج کر دیا ہے یہ واقعہ پیچھے ہو چکا ہے۔

**جابان اور مردان شاہ کا قتل:** بہمن کی مراجعت کے بعد جابان و مردان شاہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ مثنیٰ نے یہ خبر پا کر بجائے اپنے عاصم بن عمرو کو مقرر کیا۔ عاصم چند سواروں کو لے کر جابان و مردان شاہ کے مقابل ہوئے۔ ان دونوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارے لشکر کے آدمی ہیں۔ ان کے پاس آ گئے انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل الیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر نہایت جوش کے ساتھ اپنے سرداروں کے چھڑانے کو نکلے۔ لیکن مثنیٰ کو مستعد پا کر ٹھنڈے ہوئے اور مثنیٰ سے صلح کر لی۔ مثنیٰ نے صلح سے پہلے ان کے قیدیوں کو مار ڈالا تھا۔

**جنگ بویب:** حضرت فاروق اعظم حضرت ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت اور مسلمانوں کی شکست سے باخبر ہو کر مسلمانوں کو مثنیٰ بن حارثہ کی امداد پر آمادہ کرنے لگے۔ سب سے پہلے بجیلہ نے عراق کی طرف جانے پر مستعدی ظاہر کی۔ حضرت فاروق اعظم نے قبیلہ بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مختلف قبائل کو متحد و مجتمع کیا تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرداری کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ایفا کا اتفاق نہیں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق بھی مرتدوں کی سرکوبی میں مصروف ہونے کی وجہ سے اپنے زمانہ اقتدار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہوئے اس وعدے کو انجام نہ دے سکے۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم مسند خلافت پر رونق افروز ہو گئے۔ اب حضرت عمر نے اس وعدے کو پورا کیا اور مثنیٰ کی مدد کو عراق کی طرف روانہ کیا۔ ان کے علاوہ عصمہ بن عبداللہ ضبی کو ان کے گروہ والوں کے ساتھ مثنیٰ کی کمک پر بھیجا۔ نیز اہل ردت کو بھی مثنیٰ کی مدد کرنے کی ہدایت کی اس طرح چند روز میں مثنیٰ کے پاس ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی۔ جس میں قبیلہ نمر کے عیسائی بھی شامل تھے انس بن ہلال ان کے امیر تھے۔ رستم و فیرزان نے یہ خبر پا کر مہران ہمدانی کو حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ مثنیٰ ان دنوں قادسیہ و خفان کے درمیان قیام پذیر تھے انہوں نے مہران کی آمد کی خبر سن کر جریر و عصمہ وغیرہ تمام سرداروں کو جو ان کی امداد کے لیے آئے تھے بویب میں پہنچ جانے کو لکھا اور خود وہاں سے کوچ کر کے فرات کے کنارے بوقت شب بویب میں آ کر ٹھہرے۔ اس کے بعد ہی تمام لشکر اسلام بھی آ گئے۔ مہران

---

[1] [illegible]

مہران ان کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر فرات کے دوسرے کنارے پر ان کے مقابلے کے لئے آن پہنچا اور مثنیٰ سے کہلا بھیجا "تم خود دریائے فرات عبور کر کے ہماری طرف آؤ یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو"۔ مثنیٰ نے کہا "تم خود عبور کر کے ہماری طرف آؤ"۔ چنانچہ مہران اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات عبور کر کے مثنیٰ کے مقابلے پر آیا۔ اس کے میمنہ و میسرہ پر مردان شاہ اور آزادبہ اور مرزبان حیرہ تھا۔ اس نے اپنے پورے لشکر کے تین حصے کئے تھے۔ ہر حصہ کے ساتھ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ تھا۔ سب سے آگے پیادوں کی فوج تھی ان کے بعد ہاتھیوں کا جھنڈ تھا جن پر بڑے بڑے ہوشیار تیر انداز سوار تھے اور دائیں بائیں سواروں کا رسالہ تھا۔

**حضرت مثنیٰ کا خطبہ جہاد** مثنیٰ نے بھی فریق مخالف کی مستعدی دیکھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ میمنہ پر بشیر بن الخصاصیہ کو میسرہ پر بشیر بن ابی رہم کو مقدمہ پر اپنے بھائی معنیٰ کو پیادوں پر اپنے دوسرے بھائی مسعود کو اور ساقہ پر مذعور کو مقرر کیا۔ صفوں کی ترتیب کے بعد لشکر اسلام کے پیچھے کھڑے ہو کر لشکر و سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا "مجھ کو امید ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن نہ آئے گا مجھ کو اس کی خوشی عید کے دن سے زیادہ ہے میرے دل میں اسلامی جوش اس قدر بھرا ہوا ہے کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو بھی دشمنان اسلام کے سامنے سے نہ ہٹتا۔ افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ عرب ہو کر عجمیوں سے ڈرتے ہو تمہارے انتظار میں رضوان نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں بڑھو اور بڑھ کر اپنی مرادیں حاصل کرو دیکھو آج کا دن ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انہیں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں صف بصف استقلال سے لڑتے ہیں"۔ مثنیٰ اس مختصری تقریر کے بعد چند ساعت خاموش کھڑے رہے عساکر اسلام کے جوش و مردانگی کو نظر فراست سے دیکھتے رہے بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "تین تین بار تکبیر ہو جائے جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا"۔

**واقعات جنگ** مثنیٰ کی زبان سے پہلی بار لفظ "اللہ اکبر" پورے طور سے نکلنے نہ پایا تھا کہ لشکر فارس نے پھر کر اس بے ترتیبی سے حملہ کر دیا کہ فریقین کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے مل گئے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ مثنیٰ نے لشکر فارس کے قلب پر حملہ کیا جس میں مہران تھا۔ مہران تاب مقاومت نہ کر سکا۔ دو ایک کے ساتھ پیچھے ہٹا اس کی مدد کو میمنہ بڑھا لیکن لشکر اسلام کے میسرہ نے مدافعت کر کے قلب کی مدد سے ان کو باز رکھا اور ان کو اپنے ساتھ لڑائی میں مصروف کر لیا۔ عساکر اسلام کا میمنہ اہل فارس کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا ہر حملے میں دلیران اسلام کے اللہ اکبر کی آواز سے میدان جنگ گونج اٹھتا تھا اور اہل فارس گھبرا گھبرا کر حملہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی قوت دفاعی نے ان کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ حواس باختہ ہو کر بے ساختہ کوشش کرنے لگے۔ مثنیٰ نے عساکر اسلام کو للکارا "تم پر اللہ کی رحمت ہو کیا تم لوگ آج پھر مسلمانوں کو رسوا کرو گے؟ جی توڑ کر لڑو دیکھو تمہارے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں (واللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد) اے معاشر عرب اپنے حملوں کو بلند کر دو اور اپنی تیز تلواروں کے نرغے میں دشمنوں کو لے لو (داڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اے بنی عجل! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو زیر کرنے میں جلدی کرو کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ تمہارے بھائی جانب دشمن پر سوار ہے ہیں"۔

**مجاہدین کی فتح:** مسلمانان اسلام کا دل اس آواز سے بھر آیا سب کے سب نے پوری قوت سے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ان کے سرداروں نے ان کے واپس لانے کی کوششیں کیں جو سب بے سود رہیں۔ عثمانؓ نے لشکر فارس کو زبردست شکست دے کر آگے بڑھ کر پیچھا کیا۔ بہت دور تک گیا اور فارس کے دوڑتے ہوئے سواروں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ [illegible] آدمی لشکر اسلامیہ کے شہید ہوئے لیکن تخمیناً ایک لاکھ آدمی اہل فارس کے مارے گئے۔ باقی جو کسی طرح بچ کر بھاگ نکلے تھے ان کی گرفتاری کے لئے عثمانؓ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا جو ان کا تعاقب کرتا ہوا [illegible] گیا۔ آخر اس لشکر نے بھاگے ہوؤں کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اس کے قریب [illegible] دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا یہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا اور [illegible] شب و روز لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے [illegible] کا کل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اہل فارس نے مجبوری [illegible] جان کے بچنے میں رہنے دیا۔

**جنگ [illegible]:** اس واقعے کے بعد عثمانؓ [illegible] کو چھوڑ کر [illegible] کی طرف بڑھے۔ لیکن [illegible] کے [illegible] اعتبار سے اس جنگ کو [illegible] کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس مقام پر [illegible] زیادہ قریب ہے [illegible] کے [illegible] آتے جاتے رہتے ہیں۔ [illegible] ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ [illegible] خاموش [illegible] بازار کے دن [illegible] وہاں کے کل مال و اسباب پر قبضہ کر کے [illegible] آ گئے۔ یہاں سے [illegible] کا سامان درست کر کے ایک راہبر کے ساتھ [illegible] کی طرف رات [illegible] ان کے

---

1 [illegible]

2 [illegible]

3 [illegible]

بازار میں پہنچ کر قتل و غارت کا بازار گرم کیا [illegible] خرید و فروخت کے لئے [illegible] سونا چاندی اور قیمتی سے قیمتی اسباب جس قدر لے سکتے تھے لے کر پھر انبار کی طرف لوٹ آئے اور یہاں سے [illegible] (یا کباث) کی طرف روانہ ہوئے جہاں بنی تغلب کی ایک جماعت رہتی تھی۔ مثنیٰ کے پہنچنے سے پہلے ہی بنو تغلب وہاں سے بھاگ گئے تھے یہ دیکھ کر مثنیٰ بھی ان کے پیچھے چل پڑے [illegible] ان میں سے [illegible] جب یہ لوگ انبار کی جانب لوٹے تو قریب ہی جہاں تغلبی اور [illegible] آباد تھے [illegible] شب خون مارنے کے لئے صفین کی طرف بڑھے اور پھر ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوئے لیکن صفین میں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بنی تغلب بھاگ گئے تھے۔ اس وجہ سے مثنیٰ فرات عبور کر کے جزیرہ کی طرف چلے گئے۔ جزیرہ پہنچ کر مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کو [illegible] اور زاد راہ کے ختم ہو جانے سے سخت تکلیف ہوئی۔ فاقوں کی نوبت پہنچی تو ان لوگوں نے [illegible] جانوروں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ اتفاق سے اس نواح کا ایک قافلہ ادھر آ نکلا [illegible] لوگوں نے حملہ کر کے [illegible] ان کے دو شخص [illegible] بنی تغلب کا مقام [illegible] اپنے ہمراہیوں کے ساتھ [illegible] بنی تغلب پر جا پہنچے [illegible] مردوں کو قتل کیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا [illegible] ان کے مال و اسباب [illegible] قیدیوں کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا۔

**معرکۂ تکریت اور صفین پر شب خون** جب مثنیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابلہ [illegible] جمع ہو رہے ہیں [illegible] تو مثنیٰ نے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ میمنہ پر نعمان بن عوف شیبانی کو میسرہ پر [illegible] مثنیٰ [illegible] صفین کی طرف گئے تھے انہوں نے بنو تغلب پر صفین میں شب خون مارا [illegible] فرات [illegible] قتل کر ڈالا [illegible] مسلمانوں کا رعب [illegible] ان کے [illegible] لئے۔

**یزدگرد کی تخت نشینی** جس وقت مثنیٰ اس طرح [illegible] اس وقت ایران میں [illegible] انتشار تھا [illegible] اتفاقی سے ہم لوگ ملامت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں تمہاری [illegible] ذلیل و خوار ہو رہے ہیں [illegible] اگر تم [illegible] ہم پہلے تم سے لڑیں گے بعد ازاں اپنے دشمنوں سے [illegible] عرب کی [illegible] یہ دیکھا [illegible] ان دونوں کے بعد [illegible] صرف [illegible] ایک [illegible]

---

[illegible]

ایک دن ان کے قبضہ میں ہو جائے گا۔ رستم و فیروزان نے متفق ہو کر کام کئے اور یہ دونوں سردار اہل فارس کے ساتھ تو ان کے پاس گئے اور ان سے خاندان کسریٰ کے کسی مرد کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی۔ چنانچہ خاندان کسریٰ کی عورتیں جمع کی گئیں اور ان سے دھمکی دے کر دریافت کیا جانے لگا۔ ان میں کسی نے بیان کیا "خاندان کسریٰ میں ایک لڑکے یزدگرد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔ یہ لڑکا شہریار بن کسریٰ کی اولاد سے ہے۔ اس کی ماں نے اپنے بھائی کے پاس اس کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ اسی زمانے سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ جس وقت کہ شیرویہ نے اپنے بھائیوں کو قتل کرایا تھا وہاں یہ تھا۔ رستم و فیروزان نے یزدگرد کو اس کی ماں سے دریافت کیا اور یزدگرد کو اس کے ماموں کے یہاں سے بلا لائے (اس وقت اس کی عمر اکیس برس کی تھی) اور اس کو مدائن کے تخت شاہی پر بٹھایا۔ یزدگرد نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے ملک کے کل مرزبانوں کو طلب کر کے سرزمین ملک اور عوام کی حفاظت کی توجہ دلائی۔ [illegible] [illegible] [illegible] امیر و انبار [illegible] خلافت کی طرف سے [illegible] جوانوں کے ساتھ روانہ کیا۔

**حضرت عمرؓ کا مثنیٰ کو فرمان:** مثنیٰ بن حارثہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی۔ [illegible] دار الخلافہ اسلام سے کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ اس درمیان [illegible] مثنیٰ بن حارثہ نے [illegible] سرحد کے قریب [illegible] میں قیام کیا اور کل عراق [illegible] حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس جس وقت مثنیٰ کی اطلاع [illegible] حالات اہل فارس پہنچی تو اسی وقت سے انہوں نے مثنیٰ کی امداد کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ مثنیٰ کو لکھا "تمہارے پاس جس قدر عرب کے مسلمان ہیں ان کو لے کر لشکر فارس پر حملہ آور ہو جاؤ اور جب جنگ آور [illegible] ربیعہ و مضر [illegible] کے ساتھ [illegible] عرب کے جوان [illegible] جب [illegible] تھے مثنیٰ [illegible] قیام پذیر ہونے [illegible] ذی قار [illegible] (جبل بصرہ) پر جا کر مقیم ہو گئے۔ حضرت عمرؓ [illegible] مثنیٰ کے پاس حکم بھیجنے کے بعد اپنے کل [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عراق کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت فاروق اعظمؓ [illegible]

**مشاورت صحابہ کرامؓ:** [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ نے مدینہ منورہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت فاروق اعظمؓ [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] کا عالم سب پر چھایا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے

---

[1] [illegible]

دریافت فرمایا کہ "کہاں کا قصد ہے؟" حضرت فاروق اعظمؓ نے یہ جواب دیا کہ مسلمانوں کو جمع کر کے عراق کی طرف جانے کی بابت مشورہ کیا سب کے سب نے بالاتفاق جانے کی رائے دی۔ اس مشورہ کے بعد اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی متوطنین خلیفہ وقت حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمن (رضی اللہ عنہم) کو مشورے کی غرض سے طلب کیا۔ ان بزرگوں نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ آپ خود مدینہ میں مقیم رہیں اور لشکر اسلام پر کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کریں۔ اگر اس لشکر کو ہزیمت حاصل ہوئی تو فوراً دوسرا لشکر کسی صحابی کو امیر لشکر روانہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے اور دشمنان دین کو ہلاک کرے اس میں دشمنوں پر زیادہ اثر پڑے گا۔

**حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روانگی:** حضرت فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو مستحسن سمجھا اور پسند فرمایا اور مشیروں کے بالاتفاق مشورے سے سعد بن ابی وقاصؓ کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان دنوں صدقات ہوازن پر متعین تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے طلبی کا خط روانہ کیا اور جنگ عراق کا سپہ سالار اعظم بنا کر روانگی کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت چند کلمات بطور نصیحت کے ارشاد فرمائے "اے سعد بن ابی وقاص تم کو یہ خیال کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور ان کے صحابی ہو خدا تعالیٰ سے بے پروا نہ کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں معاف کرتا بلکہ برائی کو نیکی سے معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی میں سوائے اطاعت و ریاضت کے نسبت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے اس کے نزدیک کل مخلوق برابر ہیں اور مذہب و دین کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا پالنے والا ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں۔ ان اعمال صالحہ سے ایک دوسرے پر فضیلت دی جاتی ہے اور اطاعت کے ذریعہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ بس انہیں امور کو پیش نظر رکھنا جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھے ہیں اور انہیں امور کو لازم سمجھنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا تم کو بھی وہی اختیار کرنا چاہئے۔" اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد سعد بن ابی وقاصؓ کو چار ہزار غازیان لشکر اسلام کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ بارقی بارق پر، عمرو بن معدی کرب و ابوسبرہ بن ابی رہم مذحج پر، یزید بن الحارث صدائی صداء، جنب و مسلیہ پر، بشر بن عبداللہ ہلالی قیس عیلان پر اور حصین بن نمیر و معاویہ بن حدیج سکون و کندہ پر افسر بنائے گئے۔ پھر حضرت سعد کی روانگی کے بعد دو ہزار یمنی و دو ہزار نجدی جنگ آور ان کے ہمراہ روانہ کیا۔

**حضرت مثنیٰؓ کی وفات:** جس وقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مقام زرود میں پہنچے اس وقت مثنیٰ بن حارثہ کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ مثنیٰ نے بوقت انتقال بشیر بن الخصاصیہ کو امیر مقرر کیا ہے ان کے ہمراہ آٹھ ہزار کی جمعیت تھی۔ پھر جب یہاں سے آگے بڑھے تو تین ہزار کی جمعیت سے بنی اسد خزاعہ و ربیعہ کے مابین حضرت سعد سے آ ملے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے لکھنے کے مطابق حضرت سعد کے انتظار میں اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر جب سعد اس مقام سے روانہ ہو کر سیراف پہنچے تو یہاں اشعث بن قیس اپنے قبیلے کے دو ہزار غازیوں کو لے کر حاضر ہوئے نیز مثنیٰ کے بھائی معنیٰ

بن حارث شیبانی ان سے آ کر ملے اور مثنیٰؓ کی ضروری ہدایتیں جو انہوں نے انتقال کے وقت کی تھیں حضرت سعد سے بیان فرمائیں۔ یہ سیرالب میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے لشکر کا جائزہ لینے اور لشکر کی صف بندی کا حکم بھیجا۔

**لشکر اسلام کی ترتیب:** حضرت سعد نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو غازیان اسلام کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی انہوں نے ہر دس دس آدمیوں پر ایک ایک کار آزمودہ شخص کو مقرر کیا۔ سرداری کا جھنڈا ان کو عطا کیا جو سابق الاسلام صحابی تھے ہر اول، ساقہ، میمنہ، میسرہ، پیادوں، سواروں پر جدا جدا سردار مقرر کئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

| عہدہ | نام افسر | مختصر کیفیت |
|---|---|---|
| مقدمہ یعنی ہراول | زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ | ایام جاہلیت میں یہ بحرین کے بادشاہ تھے اور اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوگئے۔ |
| میمنہ (لشکر کا دایاں حصہ)<br>میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ) | عبداللہ بن المعتصم<br>شرحبیل بن السمط الکندی | صحابی تھے۔<br>ایک دلیر نوجوان تھے اہل ردت کی لڑائی میں انہوں نے بہت نام پیدا کیا تھا۔ |
| ساقہ (لشکر کا پچھلا حصہ) | عاصم بن عمرو التمیمی | یہ قعقاع بن عمرو کے بھائی ہیں اور صحابی ہیں۔ |
| طلائع (ہراول) | سواد بن مالک تمیمی | اس جنگ میں یہ پہلے ایک سریہ کے سردار بنائے گئے تھے پھر طلائع پر مامور ہوئے۔ |
| مجردہ (بے قاعدہ فوج) | سلمان بن ربیعہ باہلی | یہ فتوح شام میں بھی شریک ہوئے ہیں ۲۹ھ سے پہلے انتقال ہوا۔ |
| پیدل | حمال بن مالک الاسدی | |
| شتر سوار | عبداللہ بن ذی السہمین | |
| قاضی و خزانچی | عبدالرحمن بن ربیعہ باہلی | مال غنیمت کو جمع کرنا اور تقسیم کرنا بھی ان کے سپرد تھا۔ |
| رائد (یعنی رسد وغیرہ کے بندوبست کرنے والے | سلمان فارسی | مشہور صحابی ہیں جو فارس کے رہنے والے تھے۔ |
| مترجم | ہلال ہجری | |
| کاتب (سیکرٹری) | زیاد بن ابی سفیان | |

**فاروق اعظمؓ کا دوسرا فرمان:** سعد نے لشکر کی ترتیب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مثنیٰ کے لئے دعائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

تو اہل ایران نے آسمان [illegible] جہاں [illegible] گھوڑا [illegible] ساتھیوں [illegible] کے [illegible] اور [illegible] اپنے اقبال [illegible] کے بعد [illegible] اپنے [illegible] تیار کر لئے تھے۔

**اسلامی سفارت** حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان [illegible] کی اطلاع دربار خلافت میں کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے جواب لکھا کہ [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ سے امداد کے [illegible] نعمان بن مقرن [illegible] قیس بن زرارہ [illegible] عاصم بن عمرو [illegible] مغیرہ بن شعبہ [illegible] مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ لوگ [illegible] گھوڑوں پر [illegible] تھے۔

**اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں** [illegible] نعمان [illegible] سعد بن ابی وقاص [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اسلام [illegible]

پڑے گا۔ لیکن اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے جنگ کریں گے"۔ یزدگرد یہ تقریر سن کر برافروختہ ہو گیا لیکن ضبط کر کے ترجمان کے ذریعے سے کہا: "میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی قوم تم سے زیادہ جنگلی، غیر مہذب، وحشی، تعداد میں کم، برائیوں میں زیادہ نہیں ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب تم لوگ شرارت و سرکشی پر آمادہ ہوتے تھے تو ہم تمہارے اطراف و جوانب کے قصبات و دیہات کے زمینداروں کو تم پر مامور کر دیتے تھے وہ تمہاری سرکوبی کر دیتے تھے۔ تم لوگ فارس کی طمع نہ کرو۔ البتہ اگر تم کو کچھ ضرورت ہو تو بیان کرو، ہم تم کو کھانے کو دیں گے، پہننے کو کپڑے دیں گے اور تم پر ایسے شخص کو حکمران بنا دیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی و احسان سے پیش آئے گا"۔ نعمان اس تقریر کا جواب دینے نہ پائے تھے کہ قیس بن زرارہ بول اٹھے: "یہ روسائے عرب اور شرفائے عرب ہیں۔ شرفاء عرب ایسی لغو باتوں کا جواب نہیں دیتے، حیا مانع ہوتی ہے۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں یہ لوگ اس کی تصدیق کرتے جائیں گے۔ تم نے عرب اور اہل عرب کی حالت بیان کی ہے یقیناً اس سے بھی بدتر تھا۔ اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل و احسان کیا اور ان کی ہدایت کے لئے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جس نے انہیں راہِ راست کی ہدایت کی اور مخالفین پر ہمیں کو غلبہ دیا اور کل روئے زمین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں تمہیں کہتا ہوں اگر ذلت و خواری قبول ہے تو جزیہ دینا منظور کر لو ورنہ تلوار ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان قطعی فیصلہ کرنے والی ہے یا پھر اسلام قبول کر کے خود کو بچا لو"۔

**نیک فال:** یزدگرد کو غصہ اس تقریر سے کچھ ایسا آیا کہ آنکھیں سرخ ہو گئیں، چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک غضب کی سکوت کی حالت میں بیٹھا رہا، پھر اپنے ہونٹوں کو چبا کر بولا: "اے عربی! قسم ہے، اگر مجھ سے پیشتر کسی نے سفیروں کو قتل کیا ہوتا تو میں اسی وقت تم لوگوں کو مروا ڈالتا"۔ پھر یزدگرد نے اپنے خادم سے ایک ٹوکری مٹی منگوا کر کہا: "اس کو ان کے سردار کے سر پر رکھ کر مدائن سے باہر نکال دو"۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا: "اس کو اپنے سردار کے پاس لے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ ہمارے ملک سے چلا جائے۔ میں بہت جلد رستم کو تمہاری سرکوبی کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا اس کے بعد وہ تمہارے ملک کو شاپور سے زیادہ پامال کرے گا"۔ عاصم یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر اٹھا کر بولے: "میں اس گروہ کا سردار ہوں"۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا: "چلو خود کسریٰ فارس نے اپنی زمین ہم کو دے دی"۔ عاصم اور ان کے ساتھی مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے سیدھے حضرت سعد کے پاس پہنچے اور واقعہ بیان کر کے کہا: "مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کی کنجی ہم کو مرحمت فرمائی ہے"۔

یزدگرد کے حاضرین دربار امراء کو عرب کے سفیروں کی گفتگو اور مٹی کی ٹوکری کا اٹھا کر لے جانا [illegible] نہایت شاق گزرا۔ اس عمل سے وہ لوگ فکر و رنج کے دریا میں ڈوب گئے۔ رستم ان کی باتوں اور بلند خیالی سے حیران ہو گیا۔ یزدگرد نے تھوڑی دیر کے بعد سکوت توڑ کر کہا: "میں نے عرب میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو احمق نہیں دیکھا۔ ان کے سردار کی

---

[1] عاصم [illegible] علامہ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ "جب یزدگرد نے مٹی کی ٹوکری منگوائی تو عاصم بن عمرو [illegible] اٹھا کر اپنی [illegible] کھڑے ہو گئے تھے"۔

عجیب خوش فہمی ہے کہ تم یہی کہاں رہنے کو زمین پر قبضہ پا جاؤ گے اور ہم پائیں گے یا ان کے سردار سے کسی کی نوکری اپنے کندھے پر رکھ لیں۔ رستم نے جواب دیا کہ خداوند پیغمبر ہے ہمارے خیال میں تو کچھ عقل میں ان لوگوں نے اس کی سے اپنا حسن قبول اور آپ کی بدفالی مراد لی ہے۔ [illegible] اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور رستم کو ان لوگوں کے جانے کے فوراً بعد ہی دل طرف بڑھنے کا حکم دے دیا۔

فراض پر شبخون: مغیرہ بن [illegible] واقدی نے بعد اشیم [illegible] فتح [illegible] ہوئی۔ [illegible] مالک جیسی فراض پر شب کے وقت چھاپہ مار کر تھی [illegible] جانور گرفتار کر [illegible] یہ تھی بھی خبر [illegible] ہم یاں گئے اور خلاف تھے صبح کے وقت صاحبن مالک ان مویشیوں کو لئے اسلامی لشکر کو پہنچ گئے۔ حضرت سعد نے ان کو مجاہدین میں تقسیم کیا لیکن مرے گوشت کی کمی دور سے [illegible] کر لیے آدمیوں اور مویشیوں کو پکڑ لاتے تھے۔ [illegible] اسلامی لشکر کو رسد کی کمی اور غلہ کی جنس ان کے پاس کافی تھی۔

رستم اور ایک عرب کی گفتگو: رستم ساباط [illegible] سے نقل مکانی کر کے [illegible] طرف روانہ ہوا۔ [illegible] فوج کے مقدمہ پر جالینوس تھا جس کے ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ ساقہ میں بیس ہزار فوج تھی۔ میمنہ پر ہرمزان میسرہ پر مہران بن بہرام تھا [illegible] تیس تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ تھے اور ان کے ہمراہ جنگی ہاتھی بھی تھے۔ ان میں سے ایک سو [illegible] تھے۔ ساباط سے روانہ ہو کر رستم نے کوثی پر قیام کیا۔ اتفاق سے ایک عرب رستم کے پاس پکڑ کر لایا گیا۔ رستم نے اس سے پوچھا اور دریافت کیا کہ تم لوگ یہاں کس غرض سے آئے ہو اور کیا ڈھونڈتے ہو؟

عرب: ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تمہارے ملک اور تمہارے فرزندوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ اگر تم ایمان نہ لائے۔

رستم: اگر تم اس جستجو میں قتل ہو گئے؟

عرب: جو شخص اس لڑائی میں مارا جائے گا جنت میں جائے گا اور جو بچ جائے گا اس سے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

رستم: پھر تم کو اس سے کیا حاصل ہو گا؟

عرب: ہم تو یہی ہمارے اور بھائی ہیں۔ اللہ کا وعدہ [illegible] ہم ان کو یقین محکم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

رستم: تم اس قلیل تعداد کے ساتھ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو؟

عرب: ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم [illegible] کریں گے اللہ تعالیٰ کرے گا تمہاری بداعمالیاں تم کو [illegible] کر دیں گی اور تم [illegible]

---

۱ [illegible] شبخون [illegible] حضرت سعد [illegible] کے [illegible] گرفتار کر لئے تھے۔ [illegible] فراض پر شبخون [illegible] سے [illegible] ہیں۔

آ جاؤ گے۔

رستم: تم ہمارے غضب سے نہیں ڈرتے ہمارے پاس اس وقت (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) اس قدر جنگ آور موجود ہیں۔

عرب: تم ان پر کیا ناز کرتے ہو یہ سب تمہارا وقت ہیں تم مجھے گھیر کے مار سکتے ہیں اور یہ مجھے جان بحق ہونے دیں گے۔

**رستم کی حیرہ کو روانگی** رستم اس تقریر سے برافروختہ ہو گیا جلاد کو بلا کر اس غریب عرب کی گردن مارنے کا حکم دیا بعد ازاں کوثا سے حیرہ کو روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں اس کے فوجیوں نے رعایا کو لوٹنا ان کی عورتوں کو بے عزت کرنا اور شراب پی کر بدمستی کرنا شروع کر دیا۔ جب اس کی اطلاع رستم کو ہوئی تو اس نے لشکریوں کو سخت تنبیہ کی بعض کو سزائے موت دی اور اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا "قسم ہے یزدگرد کی! اس عرب نے جو کہا تھا سچ کہا تھا اور بے شک جو وبال ہم پر آئے گا ہماری بداعمالیوں سے آئے گا"۔ رستم نے حیرہ میں پہنچ کر اہل حیرہ کو جمع کیا "سمجھایا، بجھایا، مسلمانوں کے خلاف ابھارا۔ ابن بقیلہ نے کہا "کیا خوب! تم خود سلطانوں کی مدافعت نہیں کر سکتے اور ہم کو مدافعت نہ کرنے پر ملامت کرتے ہو"۔ رستم یہ سخت جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

**سواد کی مہم** حضرت سعد نے سواد کی طرف ایک سریہ روانہ کیا۔ رستم نے اس سے باخبر ہو کر ان کی مدافعت کے لئے سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا جاسوسوں نے حضرت سعد تک یہ خبر پہنچائی۔ حضرت سعد نے عاصم بن عمرو کی سرکردگی میں چند سواروں کو اہل سریہ کی کمک کے لئے بھیج دیا۔ اتفاق سے عاصم عین مڈبھیڑ ہونے کے وقت اللہ اکبر کہہ کر پہنچ گئے۔ سواران فارس عاصم کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اہل سریہ اور عاصم مال غنیمت لئے ہوئے اپنے لشکرگاہ واپس چلے آئے۔ اس کے بعد حضرت سعد نے عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ اسدی کو اہل فارس کے رنگ ڈھنگ حالات دیکھنے کو بھیجا۔ تقریباً تین میل اپنے لشکر سے باہر گئے ہوں گے کہ اہل فارس کا ہراول دکھائی دیا۔

**حضرت طلیحہؓ کا کارنامہ** عمرو بن معدی کرب تو اسی مقام سے واپس آ گئے۔ لیکن طلیحہ رضی اللہ عنہ لباس تبدیل کر کے لشکر فارس میں داخل ہو گئے۔ جب رات کا زیادہ حصہ گزر گیا اور پورے فوجیوں پر غفلت کی نیند طاری ہو گئی۔ تب طلیحہ آہستہ آہستہ گھوڑوں کی طرف گئے نگہبانوں کو غافل پا کر خیمے کی رسیاں کاٹ دیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوسروں کو ہانکتے ہوئے لشکر فارس سے نکل گئے۔ خیموں کے گرنے اور گھوڑوں کے دوڑنے سے جو شور وغل اٹھا تو لوگ جاگ اٹھے۔ چند سواروں نے ان کا تعاقب کیا، جب قریب پہنچے تو طلیحہ رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر ایک پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ اسی مقام پر ٹھنڈا ہو گیا۔ جب دوسرا آگے بڑھا تو طلیحہؓ نے اس کو بھی ایک ہی وار سے ختم کر دیا۔ تیسرے نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا اور طلیحہؓ پر جھپٹا لیکن طلیحہ وار سے بچ گئے۔ تیسرے کی جھونک میں نکلا اور خود بھی زمین کی طرف جھکا طلیحہؓ نے فوراً تلوار کا وار اس صفائی سے کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑا۔ چوتھا اور قریب پہنچ کر طلیحہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچنا چاہتا تھا کہ طلیحہؓ نے اس کا ہاتھ اس زور سے پکڑ لیا کہ وہ لاچار طلیحہ کے ساتھ چلا گیا۔ سواران فارس یہ واقعات دیکھ کر تاب مقاومت نہ لا کر واپس چلے آئے۔ طلیحہ گھوڑوں اور اپنے حریف کو قید کئے ہوئے اسلامی لشکر میں داخل ہوئے اور سیدھے حضرت سعد رضی اللہ

حد کے پاس پہنچ کر رستے ہوئے کل واقعات بیان کئے۔ پھر ترجمان کو بلایا گیا اور اس کے ذریعہ اس قیدی سے باتیں ہوتی رہیں جو تھوڑی دیر بعد مسلمان ہو گیا اور معرکہ جنگ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اہل فارس کے حالات اور لڑائی کے طریقے بتانے اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بہت مدد ملی۔ طلیحہ کی مردانگی سے یہ اس درجہ متاثر اور ممنون ہوا کہ اس نے طلیحہ کا ساتھ پھر کبھی نہیں چھوڑا۔

**رستم کی حیرہ کو روانگی** اس واقعہ کے بعد رستم نے حیرہ سے کوچ کر کے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ جہاں پر اہل فارس اور مسلمانوں میں ایک قیامت خیز لڑائی ہونے والی تھی۔ اس کو مدائن سے روانہ ہوئے چھ مہینے گزر گئے تھے۔ اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف بے حد مستولی ہو گیا تھا۔ اسی لئے لڑائی سے پہلو تہی کرتا تھا لیکن یزدگرد کے حکم سے مجبور تھا۔ وہ بار بار اس کو تاکید مسلمانوں سے مقابلہ ہو جانے کو لکھتا تھا۔ مورخوں نے اس کے خائف ہونے کی یہ وجہ لکھی ہے "اس نے مدائن سے روانہ ہونے کے بعد ایک شب خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا ہے اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاروق اعظم ہیں۔ فرشتے نے اہل فارس کے جنگی ہتھیار چھین لئے اور ان کو مقفل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت فاروق اعظم کے حوالہ کر دیا۔ اہل فارس نے یہ دیکھ کر شکست سے اپنا سر نیچا کر لیا"۔[1]

**رستم و زہرہ کی گفت و شنید** رستم نے قادسیہ پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ پر عتیق میں اپنا خیمہ نصب کرایا دوسرے دن صبح ہی صبح عتیق سے سوار ہو کر نہر کی طرف جا کر پل سے ایک بلند مقام سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد زہرہ سے کہلا بھیجا کہ تم تھوڑی دیر کے لئے میرے مقابل آ کر کھڑے ہو جاؤ مجھ کو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ زہرہ تن تنہا اپنے خیمہ سے نکل کر رستم کے روبرو ایک مقام پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

رستم: تم ہمارے پڑوسی ہو اس لئے ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور تمہاری حفاظت بھی کرتے تھے۔

زہرہ: اس تقریر سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

رستم: تم کو یاد ہوگا کہ ہمارے یہاں سے تم لوگوں کے لئے وظائف مقرر تھے جب ہمارے یہاں آتے تھے تو ہم انعام و اکرام دیتے تھے اب بھی اگر تم کو اس کی ضرورت ہو تو ہم تم کو حسب خواہ انعام دیں گے۔

زہرہ: ہماری یہ غرض ہرگز نہیں ہے ہم تو آخرت بنانے آئے ہیں اور درحقیقت تم جیسا کہتے ہو ہم ویسے ہی تھے لیکن اللہ

---

[1] اس خواب کی صحت کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے ممکن ہے کہ رستم نے ایسا خواب دیکھا ہو لیکن سوال یہ ہے کہ رستم نے یہ خواب کس سے بیان کیا اور یہ روایت کس کے ذریعہ سے مورخوں تک پہنچی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ رستم نے مدائن سے کوچ کرنے کے بعد [illegible] مسلمانوں کے مقابلہ پر پہنچنے [illegible] واقعات لکھے تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] سے بچنا چاہتا ہے۔

جل شانہ نے ہم میں اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا اس نے ہم کو دین حق کی طرف بلایا۔ جسے ہم نے قبول کر لیا انھوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے جو شخص اس دین کو قبول نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو مسلط کر دے گا اور ہمارے ذریعہ سے وہ اس سرکشی اور بے دینی کا بدلہ لے گا اس لئے اللہ تعالیٰ ہم کو غلبہ و فتح دے گا۔

رستم: تم لوگ اب بھی اقلیت ہو ہماری اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ پر کیا آ سکو گے؟

زہرہ: یہ خیال غلط ہے ہم اپنے دین حق کی برکت سے تم پر یقیناً غالب ہو جائیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے تمہارے مقابلہ سے منہ نہ موڑے گا۔

رستم: وہ کون سا دین ہے جس کو تم حق کہتے ہو؟

زہرہ: شہادتین (یعنی اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله) کو زبان سے کہنا دل سے اس پر اعتقاد رکھنا۔ یہی دین ہے۔

رستم: یہ تو اچھا دین ہے اور کیا کہتا ہے؟

زہرہ: شرک اور بت پرستی کا عالم سے دور کرنا۔ لوگوں کو خلق کی عبادت سے بچا کر اللہ کی طرف بڑھانا۔ مخلوق ہونے کی حیثیت سے ہم تم سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ بشرطیکہ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہو ورنہ بھائی ہونے کے بجائے تمہارے جانی دشمن ہیں۔

رستم: اگر ہم تمہاری دعوت قبول کر لیں اور تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم بغیر جنگ و جدال لوٹ جاؤ گے؟

زہرہ: (خوشی کے لہجہ میں) واللہ ہم بلا جھگڑے واپس چلے جائیں گے!

**حضرت ربعی بن عامر کی سفارت:** رستم یہ سن کر اپنے خیمے میں آیا اور سرداران لشکر کو طلب کر کے زہرہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا۔ سرداران لشکر رستم کی تقریر سن کر اور اس کا رجحان مسلمانوں کی طرف دیکھ کر برافروختہ ہو گئے۔ ترش رو مجلس سے اٹھ کر چلے گئے مجلس درہم برہم ہو گئی اس کے بعد رستم نے حضرت سعدؓ کے پاس کہلا بھیجا "تم ہمارے یہاں کسی سفیر کو بھیجو جس سے ہم مصالحت کی گفتگو کریں" چنانچہ سعد نے رستم کے پاس ربعی بن عامر کو روانہ کیا اہل فارس نے ان کو قنطرہ میں ٹھہرا کر رستم کو ربعی کے آنے سے مطلع کیا۔ رستم نے اپنے لئے پرتکلف سونے کا تخت اور اس کے چاروں طرف دور دور تک دیبا و حریر کا فرش بچھوایا۔ فرش پر رومی قالینوں کو بچھوا کر تکیوں کو رکھوایا جن کے غلاف زربفت کے اور جھالر موتیوں کے تھے۔ دبدبہ اور رعب و امراء کو اپنے گرد و پیش حسب مراتب بٹھا کر ربعی کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ ربعی پرانی پھٹی ہوئی نیام میں بند تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے گھوڑے پر سوار اور ایک ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے فرش کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روندتے ہوئے قالینوں کے فرش تک پہنچے گھوڑے سے اتر کر ایک قالین میں نیزے سے سوراخ کر کے گھوڑے کو اس میں باندھ دیا اور نیزے کی نوک سے فرش کو پامال کرتے ہوئے چلے۔

**رستم اور ربعی کی گفتگو:** اہل فارس ان کی ان حرکات کو حقارت سے خاموشی کی حالت میں دیکھتے رہے جب رستم کے

قریب پہنچے تو لوگوں نے ربعی سے ہتھیار رکھ دینے کے لئے کہا۔ ربعی نے ترش رو ہو کر کہا کہ اگر میں بالطبع تمہارے پاس آتا تو ممکن تھا ایسا کرتا، تم نے مجھے بلایا ہے اگر مسلح آنے دیتے ہو تو آتا ہوں ورنہ واپس چلا جاتا ہوں۔ رستم نے ربعی کو مسلح آنے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت اپنی نیزہ کی انی سے فرش کو خراب کرتے چلے جاتے تھے، رستم کے تخت تک پہنچے اور رستم نے برابر تخت پر بیٹھنے کا اشارہ کیا لیکن انھوں نے انکار کیا، ربعی نے کہا میں تمہارے بلانے سے آیا ہوں جہاں کہیں جی چاہتا ہے بیٹھ جاؤں گا۔ [illegible] رستم نے پوچھا کہ کیا کوئی غرض تھی؟ تمہارے مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ ایک شخص خدا ہو کر بیٹھے اور باقی انسان بندے ہو کر اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ رستم نے دریافت کیا کہ تم کیوں آئے ہو؟ ربعی نے کہا ہم اس کے کسی شخص کی حرکت پر [illegible] رعب سے متاثر نہیں ہوتے اور ایک تکلیف دہ [illegible] سے بچا کر زمین پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہم تم سے اس تکلف و سامان کی پروا نہیں، ہمیں زمین کی طرف اشارہ کر کے کہا اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا یہ فرش بہتر ہے۔ تب رستم نے ترجمان کے ذریعے سے دریافت کیا کہ تم کس لیے یہاں آئے ہو؟

ربعی: خدائے تعالیٰ نے ہم کو دنیا میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ ہم اس کے بندوں کو دنیا کی تنگی سے وسعت اور آزادی کی طرف اور باطل مذہبوں کے ظلم سے بچا کر اسلام کی طرف لائیں۔ ہم اس کے دین کو خلق کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو شخص اس کو قبول کر لے گا اس کو ہم چھوڑ دیں گے اور وہ اس کے علاقہ پر قابض رہے گا لیکن جو شخص اس سے انکار کرے گا اس سے ہم جنگ کریں گے یہاں تک کہ ہم جنت میں نہ پہنچیں یا فتحمند ہو جائیں۔

رستم: کیا تم ہم کو مہلت دے سکتے ہو کہ ہم اس کام پر غور کریں، اپنے لوگوں سے مشورہ کر لیں اور تمہاری باتوں پر غور کر لیں۔

ربعی: ”ہاں! ایک دن یا دو دن“۔

رستم: نہیں اتنی مہلت کافی نہیں، ہم اپنے اہل ملک اور سرداروں سے اس معاملہ میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔

ربعی: لیکن ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم دشمنوں کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیا کریں ان تین دن میں غور کر لو یا تو اسلام قبول کر لو کہ ہم تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں گے پھر جزیہ کا منظور کر لو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور تم پر حملہ نہ کریں گے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہوگی ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے لیکن اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو قبول نہ کرو گے تو چوتھے روز ہم تم سے جنگ کریں گے اور ابتدا ہماری طرف سے نہ ہوگی، میں اپنی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے اس کی ضمانت کرتا ہوں۔

رستم: کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟

ربعی: نہیں لیکن سب مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں ہم میں سے ہر شخص برابر کا حق رکھتا ہے۔ ہم میں ادنیٰ اور اعلیٰ کا کوئی امتیاز نہیں، ادنیٰ اعلیٰ کی طرف سے بھی اجازت دے سکتا ہے۔ رستم اور اس کے درباری ربعی کی اس تقریر سے دنگ رہ گئے اور ایک غلط کی بات میں تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے بعد ازاں رستم نے ربعی کی تلوار دیکھی کہا اس کی نیام بہت بوسیدہ ہے فرمایا لیکن اس کی دھار تیز ہے۔ رستم نے تلوار کو [illegible] سے کھینچ کر دیکھا۔ تاہم اس نے [illegible] بے تکلفی سے [illegible]

سمجھایا ہے۔" پھر رستم نے ربعی کا تیر اٹھایا اور اس کا پھل دیکھ کر طنزاً بولا: "اس کا پھل بہت چھوٹا ہے بڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا۔" ربعی نے بے پروائی سے جواب دیا: "پھل اس کا چھوٹا ضرور ہے لیکن سیدھا دشمن کے سینے میں اترتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسی آگ کی ایک چھوٹی سی چنگاری ایک شہر کو جلانے کو کافی ہوتی ہے۔"

**حضرت ربعی بن عامر کی واپسی:** تھوڑی دیر تک ربعی اور رستم میں اسی قسم کی نوک جھونک ہوتی رہی۔ پھر ربعی اسی بے تکلفی سے اٹھ کر جیسے آئے تھے ویسے اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر میں پہنچ گئے۔ رستم نے ربعی کے واپس ہونے کے بعد ایک مجلس خاص میں ارکان سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے کہا: "تم لوگوں نے دیکھا کس بے رخی سے وہ عربی بدو شخص باتیں کر رہا تھا؟" کسی نے کہا: "وہ بہت بدتہذیب وحشی تھا۔ تیر جیسے ہاتھ میں پکڑ کے بکری یا اونٹ کا چمڑا پہنے ہوئے تھا اور قالینوں کو خراب کر رہا تھا۔" دوسرے نے جواب دیا: "اور صاحب اس نے ایک قالین کو برچھی سے پھاڑ کر گھوڑے کی باگ اس میں باندھ دی تھی۔" تیسرا بولا: "تیر ایسا کہ [illegible] دیکھتے نہیں تیر بس شکل صرف دو پھل کی ہے اس پر سے اس کے صرف ایک بانس کی پتلی لکڑی ہے۔" رستم کو ان لوگوں کی یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ کہنے لگا: "تم لوگ صورت شکل کی طرف دیکھتے ہو تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اس کی رائے اور گفتگو اور اس کے خیالات پر غور کرو کس قدر روشن اور سب کی سب باتیں کرتا تھا۔"

**حضرت حذیفہ بن محصن کی سفارت:** دوسرے دن رستم نے پھر کسی کو بلا بھیجا۔ حضرت سعدؓ نے ہوتے ان کے حذیفہ بن محصن کو روانہ کیا۔ چنانچہ حذیفہ بن محصن بھی اسی طرح سے رستم کے پاس گئے۔ جس طرح ربعی گئے تھے لیکن یہ اپنے گھوڑے سے نہ اترے۔ فرش روندتے ہوئے رستم کے قریب پہنچے اور وہیں گھوڑے سے تخت و طعام کیا جیسا ربعی نے کیا تھا۔ رستم نے دریافت کیا: "کیا سبب ہے کہ آج تم پہلے والے صاحب نہیں آئے؟" حذیفہ نے جواب دیا: "ہمارا امیر کرم و نرم آدمی ہے ہر کسی کو تکلیف دے کر عدل کرتا ہے کل ان کی باری تھی آج میری باری ہے۔" پھر رستم نے پوچھا: "ہم کو مہلت کتنے دنوں کی دے سکتے ہو؟" حذیفہ نے کہا: "آج سے تین دن کی۔" رستم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ حذیفہ نے اپنے گھوڑے کی باگ پھرائی اور سیدھے لشکرگاہ میں آ پہنچے۔

رستم کو حذیفہ کی تیزی اور حاضر جوابی نے تعجب میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر تک اسی غور و فکر میں رہا۔ آخر عرب سے لڑنے کی بابت یہ کہنا چاہتے "یہ دونوں کا کام جنگ کرنے جاتے اور یہ خوف کی خبر لے دیتے" وہ اپنی قوم میں گئے۔ جب اس کے دل و دماغ نے کچھ فیصلہ کیا تو اپنے ارکان لشکر سے مخاطب ہو کر کہا: "یہ اپنی نہایت خطرناک ہے ان میں سے ہر شخص جان دینے پر تیار ہے۔ بہتر ہے کہ ان کا دین قبول کر لیا جائے یا جزیہ دینا منظور کیا جائے۔" حاضرین بول اٹھے: "توبہ توبہ! ان عربوں کا دین اس قابل ہے کہ ہم قبول کر لیں؟ اب ان کی یہ شان ہے کہ ہم ان کو جزیہ دیں؟ جن کو ہم بدترین مخلوق سمجھتے ہیں۔ آپ مطمئن رہیں ہم ان کو ایسا کچل ڈالیں گے کہ ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کہاوت ہے کہ جب چیونٹی کی موت آتی ہے تو اس کے پر نکل آتے ہیں۔"

**حضرت مغیرہ بن شعبہ کی سفارت:** رستم ان کی جوابات کو سن کر خاموش ہو گیا، لیکن پھر سعد کے لشکر سے ایک آدمی بحث و گفتگو کرنے کے لئے بلایا۔ اس مرتبہ مغیرہ بن شعبہ گئے اور انہوں نے دلیری سے آراستہ تخت پر چڑھ کر اس کے برابر بیٹھ گئے۔ حاضرین نے ان کو تخت سے اتار دیا۔ مغیرہ نے کہا "واللہ تم سے زیادہ احمق قوم دنیا میں نہیں دیکھی ہم لوگ عرب میں ایک دوسرے کی بے عزتی نہیں کرتے، مجھ کو عجب اتفاق ہوا، لیکن میں سمجھا تھا کہ تم بھی برابر کے ہو [illegible] کہ تم لوگوں میں بعض بعض کے رب ہیں۔ میں تمہارے پاس خود نہیں آیا بلکہ تم نے مجھ کو بلایا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ تم نے مجھ کو تخت سے اتار دیا، اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تمہاری حکومت برباد و مغلوب ہو گی۔ واللہ کوئی بادشاہی اس طرح پر باقی نہیں رہ سکتی اور نہ ایسی قوم کبھی [illegible] ہو سکتی ہے، جو اپنے بادشاہ کو خدا بنائے۔" مغیرہ کی اس تقریر کو سن کر چھوٹی حیثیت اور [illegible] لوگوں نے آپس میں کہا کہ یہ عربی سچ کہتا ہے، لیکن امراء اور رؤسا نے تکلیف محسوس کی اور کہا کہ یہ ہمارے غلاموں سے ایسی باتیں کہتا ہے، ہمارے اسلاف [illegible] ان کلمات سے بے وقوف سمجھتے تھے۔

**دولت کی پیشکش:** اس کے بعد رستم نے فارس اور ایرانیوں کی عظمت و بڑائی، حکومت اور اہل عرب کی تنگ معیشت، افلاس اور بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو تمہاری حالت پر رحم آتا ہے۔ تم لوگ تنگ حالی میں مبتلا ہو کر یہاں آئے ہو، ہم سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ تم بھوک سے پریشان ہو کر آئے ہو اور تمہارے سپہ سالار کو زر و مال چاہئے تھا۔ اگر تم ہم سے مانگتے تو ہم تم کو اتنا دے دیتے کہ تمہاری تنگ دستی دور ہو جاتی، بعض لوگ [illegible] چاہتے تھے، اس سبب سے تمہاری تجارت اور معیشت تباہ ہو گئی، اب [illegible] تمہارا یہاں آنا بھی اسی سبب سے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ، ہم تم کو اور تمہارے سپہ سالار کو کپڑے اور روپیہ پیسا عطا کر دیں گے۔

**حضرت مغیرہ بن شعبہ کا خطبہ:** مغیرہ یہ سن کر کھڑے ہوئے اور پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی۔ پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "تم نے جو کچھ بیان کیا کہ ہماری معیشت تنگ تھی اور ہم حال بیان کیا، وہ سب سچ ہے، ہم سب سے زیادہ بدحال تھے، ہم ایک دوسرے کو قتل کرتے، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا کہ ہم میں ایک نبی بھیجا، ہم نے اس کا انکار کیا تو اس نے ہم کو ایسی تعلیم دی کہ ہم اس کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ ہم کو معلوم ہوا کہ جو کچھ اس نے ہم سے کہا وہ حق ہے اور اس کی اطاعت میں بھلائی ہے۔ ہم نے اس کا کہنا مانا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان لوگوں سے جہاد کریں جو خدا پر ایمان نہیں لائے اور انہیں توحید کی دعوت دیں۔ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ دینا منظور کرو یا پھر تلوار سے فیصلہ ہو گا، اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارا ملک تمہارے ہی پاس رہے گا، ورنہ ہم تم سے لڑیں گے، ہم کو اپنے نبی نے بتایا ہے کہ ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو زندہ رہے گا وہ فتح پائے گا۔ اب تم بتاؤ کہ [illegible] تم میں اور ہم میں سے کون [illegible] ہے۔" رستم نے جواب دیا [illegible] ہم تم کو [illegible] کرتے ہیں، تم کو [illegible] نہیں [illegible] اور جو لوگ اس وقت تمہارے ساتھ ہیں [illegible] یہ بات سن کر رستم کو بہت غصہ آیا اور قسم کھا کر کہا کہ [illegible] ہم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

لوگوں کی علمبرداری بند ہو گئی۔ حضرت سعد نے خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جن لوگوں نے [illegible] کی تھی ان کو اپنے قصر میں قید کر دیا ان میں سے ایک ابو محجن ثقفی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا گیا تھا اس کے بعد نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد پر ابھارا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور وعدوں کو یاد دلایا اور سب کو اس سے مطلع کیا کہ [illegible] قائم ہو جاتا ہے۔ پھر چند اہل الرائے اور جنگ آزمودہ اشخاص کو لشکر کی صفوں میں گھوم کر جوش جنگ پر ابھارنے کے لئے بھیجا۔ منجملہ ان کے عمرو بن معدیکرب، عاصم، طلیحہ، قیس، غالب، بشر شامل تھے اور شعراء میں شماخ، حطیئہ، عبدہ بن الطبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) شریک تھے۔ یہ لوگ مسلم افواج کی صفوں میں گشت کر کے مجاہدین اسلام کو جہاد پر ابھارنے لگے۔ قاریوں نے حضرت سعد کے حکم سے سورۂ انفال پڑھنی شروع کی۔ تمام لشکر میں ایک عالمگیر جوش پھیل گیا۔ سب کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ مسلمانوں کے دل میں سکون اور اس کے ساتھ ہی جنگ کا جوش پیدا ہو گیا۔

**حضرت سعد بن ابی وقاص کا خطبہ** حضرت سعد نے تمام لشکر سے خطاب کر کے فرمایا: "اے غازیان اسلام! اپنے مورچے پر جمے رہنا اور پہاڑ کی طرح ثابت رہنا اور جب حرکت ہو تو دریا کے تند سیلاب کی طرح حملہ کرنا۔ میں ظہر کے بعد پہلی تکبیر کہوں گا تو تم لوگ بھی تکبیر کہنا اور لشکر کی صفوں کو درست کر کے مستعد ہو جانا اور جب دوسری تکبیر ہو تو تم بھی تکبیر کہنا اور مستعد ہو کر اپنے ہتھیاروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں درست کرنے کے لئے ہاتھ میں لے لینا اور شمشیر بکف ہو جانا۔ پھر جب تیسری تکبیر کی آواز سنو تو سواروں کو آگے بڑھانا اپنے لشکر کو [illegible] سے [illegible] کرنے کی ترغیب دینا۔ چوتھی تکبیر سنتے ہی نعرۂ تکبیر کہتے ہوئے اعدائے دین کی صفوں میں گھس جانا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد رکھنا۔" پس جب سعد نے تیسری تکبیر کہی تو لشکر اسلام سے لڑنے کو بہادر نکلے اور ان کے مقابلے پر ایرانی بہادر آئے۔ پہلے [illegible] دو دو ہاتھ تلوار کے چلنے لگے۔ [illegible] عرب رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے دشمن پر حملہ کرتے تھے۔

**ہرمز کی گرفتاری** پہلا جو شخص ایرانیوں میں گرفتار کیا گیا ہے وہ مشہور ایرانی سردار ہرمز تھا جو ایک شاہزادہ تھا۔ اس کو غالب بن عبداللہ اسدی میدان جنگ سے قید کر کے سعد کے پاس لائے اور پھر لوٹ کر لڑنے چلے گئے۔ اسی اثناء میں ایک دوسرا مشہور لشکر فارس [illegible] میدان میں آیا۔ عمرو بن معدیکرب نے [illegible] لشکر سے نکل کر گھوڑے سے [illegible]

---

۱ [illegible] تیسری تکبیر [illegible] سب سے پہلے غالب بن عبداللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے [illegible] ہو گئی۔

پٹک دیا اور اس کے بعد سینہ پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا۔ تن و زرہ وغیرہ جو کچھ تھا لے لیا۔

**واقعات جنگ**: رستم نے لڑائی کا عنوان بدلا ہوا دیکھ کر جنگ مغلوبہ شروع کر دی دفعۃً ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف بڑھایا۔ بجیلہ نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا۔ سعد نے بنی اسد کو بجیلہ کی کمک کا حکم دیا۔ طلیحہ بن خویلد اور حمال بن مالک نے ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے حملے کے سیلاب کو روک دیا۔ پھر طلیحہ کی طرف ایک نامی سپہ سالار فارس حملہ کرتا ہوا بڑھا طلیحہ نے لپک کر ایک وار سے اسے صاف کر دیا۔ اشعث بن قیس نے بنو اسد کو لڑتے دیکھ کر کندہ سے مخاطب ہو کر کہا "اے گروہ کندہ کیا ساری سرداری اور مردانگی کا سہرہ بنی اسد کے سر پر باندھا جائے گا؟! اللہ تعالیٰ ان کا بھلا کرے کیا مردانگی دکھا رہے ہیں! دیکھو اس وقت عرب کی ہر قوم اپنے اپنے درجہ سے حرکت کر چکی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تم نے اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی" اشعث یہ کہہ کر آگے بڑھے ان کے بڑھنے کے ساتھ ہی کندہ نے بھی حرکت کی اور فارس کے انبوہ کثیر کو جو بجیلہ و بنی اسد کو گھیرے ہوئے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹا دیا۔ رستم نے اشارہ سے کل لشکر کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جس میں ذوالحاجب و جالینوس بھی تھا اس کے بعد سعدؓ نے چوتھی تکبیر کی جس آواز کے سنتے ہی کل افواج کا پرا اسلامیہ نے بھی تکبیر کہتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیئے۔ بنی اسد قدم جمائے ہوئے لڑ رہے تھے اور جنگ و جدال کی چکی چل رہی تھی۔ فریقین کی فوجیں ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئی تھیں۔

**معرکۂ یوم الارماث**: جنگی ہاتھیوں نے مسلمانوں کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا اسلامی سواروں کے گھوڑے ان کالے کالے پہاڑوں کو دیکھ کر بدک کر بھاگے تو عاصم بن عمرو نے سعدؓ کے حکم سے تیر اندازوں کو ہاتھیوں اور ان کے سواروں پر تیر اندازی کا حکم دیا۔ خود عاصم نے نیزہ لے کر ہاتھیوں پر حملہ کیا ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی ہاتھیوں کے سونڈوں پر حملہ کیا۔ تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ ان کے سواروں کو جواب دینے کا موقع نہ ملا۔ اکثر ان میں سے منہ کے بل اوندھے گر پڑے جو باقی رہے ان کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا شام تک یہ لڑائی اسی انداز میں جاری رہی۔ بالآخر رات نے اپنے سیاہ دامن میں دن کی روشنی کو چھپا لیا۔ فریقین نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو نیام میں کر کے میدان جنگ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی اس لڑائی کا نام یوم الارماث ہے محرم ۱۴ھ میں دوشنبہ کے دن یہ لڑائی ہوئی تھی۔

صبح کو بعد نماز فجر حضرت سعدؓ نے شہداء[1] کو دفن کرایا زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کر دیا وہ ان کی تیمارداری میں مصروف ہو گئیں اور حضرت سعدؓ نے ترتیب لشکر کی طرف توجہ کی اسی اثناء میں دور سے ایک گرد نمایاں ہوئی اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان گونجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جب گرد چھٹی تو لشکر عراق کا نشان دکھائی دیا جو شام میں لڑ رہا تھا اور فاروق اعظمؓ نے بعد فتح دمشق اس کی واپسی کا حکم دیا تھا۔ اس لشکر پر ابوعبیدہ نے ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر قعقاع بن عمرو تھے۔ ان کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی انہوں نے اس میں آدمیوں کی ایک ایک ٹکڑی قائم کی تھی اور ہر

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد پانچ سو تھی ان شہیدوں کو سعدؓ نے قادسیہ کے مشرقی جانب اور عین الشمس کے بیچ ایک وادی میں دفن کرایا تھا۔

[illegible]

**خاقان کا [illegible]** [illegible] خاقان نے [illegible]

**ذوالحاجب [illegible] اور [illegible] کا تعاقب** [illegible] خاقان نے [illegible]

[illegible]

**خاقان کی جنگی چال** خاقان نے [illegible] میں ایک چال [illegible]

[illegible]

**معرکہ یوم [illegible]** [illegible]

[illegible]

جوانیاں مجبوراً روکنی پڑیں۔ لڑائی ختم ہونے پر اپنے اپنے خیموں میں ٹھہرانے پڑے تھے تو ان میں وہ جوش باقی رہ گیا تھا جو اس سے پیشتر تھا اور ان کو اپنے مقتول سپاہیوں کے انتقال کا کچھ خیال تھا۔ برعکس ان کے اسلامی لشکر کا جوش کافی بڑھا ہوا تھا۔ ہر فرد بشر کے چہرے پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے عورتیں اور لڑکے خوشی سے اپنے زخمیوں کی تیمارداری کر رہے تھے اور جو تندرست تھے وہ شوق جنگ میں بے تاب ہوئے جاتے تھے اس دوسرے دن کی لڑائی کو یوم اغواث کہتے ہیں۔

**معرکۂ یوم عماس:** تیسرے معرکہ کا نام یوم عماس ہے قعقاع نے عساکر اسلامی سے رات ہی کو کہہ رکھا تھا کہ چند رسالے اندھیرے سے باہر شام کی طرف اسی وقت چلے جائیں اور صبح ہوتے ہی سو سو سوار غبار اڑاتے ہوئے میدان جنگ میں آئیں۔ اسی طرح پے در پے اس سواروں کی فوج آتی رہے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی پہلا رسالہ میدان جنگ میں آیا۔ مسلمانوں نے جوش مسرت سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور غل پڑ گیا کہ شام سے امدادی فوج آ گئی ان کے پہنچنے کے ساتھ ہی حملہ ہوا۔ حسن اتفاق سے کہ انہی رسالوں کے ساتھ ہاشم بن عتبہ سات سو سواروں کو لئے ہوئے آ پہنچے جن کو ابو عبیدہ نے شام سے امداد کی غرض سے بھیجا تھا انہوں نے [illegible] پھر ان [illegible] کو حصہ رسد تقسیم کرنے کے بعد وہ خود بھی میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا۔ صبح سے شام تک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد فوراً اہل اسلام کے رسالے کے رسالے میدان میں آتے رہتے اور ہر ایک کے آنے پر اللہ اکبر کے شور سے ہاشم [illegible] اہل فارس کی روح فنا ہوئی جاتی تھی۔ پھر عساکر اسلامی نے ان کے قلب پر اس زور سے حملہ کیا کہ صفوں کو چیرتے ہوئے [illegible] تک پہنچ گئے اور وہاں [illegible] کے [illegible] پر حملہ کیا۔ رستم نے

---

[illegible] ابو محجن [illegible] اس وقت [illegible] قید تھا [illegible] کی لڑائی [illegible] شراب پینے [illegible] ابو محجن کے [illegible] جاتے ہیں

كفى حزنا ان تردى الخيل بالقنا واترك مشدودا علی وثاقيا

اس سے بڑھ کر کیا رنج ہوگا کہ سوار نیزہ بازی کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں جکڑا پڑا ہوں۔

اذا قمت عنانی الحدید و اغلقت مصاریع من دونی تصم المنادیا

جب میں اٹھنا چاہتا ہوں تو زنجیر [illegible] دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ [illegible] پکارنے والے کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی۔ [illegible] ابو محجن سوار ہو کر میدان جنگ میں نکلا اور [illegible] جس طرف جاتا صفیں الٹ دیتا تھا۔ تمام لشکر [illegible] یہ کون ہے [illegible] جب رات ہوئی تو ابو محجن نے میدان جنگ سے واپس آ کر خود ہی بیڑیاں پہن لیں۔ سلمیٰ نے اس سے [illegible] ابو محجن نے جواب دیا [illegible] اب میں نے قسم کھائی ہے [illegible] شراب [illegible] نہیں پیوں گا [illegible] سعد نے [illegible] رہا کر دیا [illegible] ابو محجن نے کہا "واللہ میں آئندہ کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا" چنانچہ ابو محجن نے پھر شراب نہیں پی۔

لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر ہاتھیوں کو سب سے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور ان کے ذریعہ مسلمان سواروں کا رسالہ منتشر کیا۔

**مجاہدین کی یلغار:** اگرچہ اس حملہ میں سوارانِ اسلام کے گھوڑے بدک کر بے قابو ہو گئے لیکن ان مہیب سیاہ پہاڑوں نے حملہ کر کے اسلام کو غیر مرتب کر دیا۔ جس طرف یہ فیل جاتے تھے دل کا دل پھٹ جاتا تھا۔ سعد نے قعقاع اور عاصم کے پاس کہلا بھیجا کہ فیل سفید کو جو تمہارے مقابل ہے مار ڈالو، حمال و ربیل کو فیل اجرب کے ہلاک کرنے پر مقرر کیا۔ قعقاع اور عاصم نے فیل سفید کو ایک ہی وار سے ہلاک کر دیا۔ باقی رہا فیل اجرب جس کے مارنے پر حمال و ربیل متعین تھے وہ زخمی ہو کر بھاگا۔ اس کو بھاگتا دیکھ کر باقی ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دم کے دم میں وہ سیاہ دیو بالکل چھٹ گئے لشکر فارس کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ اسلامی سپاہی بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے اور ان کو زور آزمائی کا موقع مل گیا۔ عمرو بن معدی کرب[1] قیس بن مکشوح سے جو [illegible] تھے [illegible] دشمن کی صفوں میں بے خوف و خطر گھس جاتے اور نعرہ اللہ اکبر لگاتے تلوار مارتے کاٹتے واپس آتے سارا بدن گرد سے اٹا تھا یہ تمام دن خوف و خطر کے اعتبار سے فریقین کے لئے برابر رہا۔ اسلامی لشکر نے میدانِ جنگ میں انتہائی جوش سے لڑائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی۔ آفتاب غروب ہو چکا تو تھوڑی دیر کے لئے فریقین ایک دوسرے سے الگ ہو کر علیحدہ ہو کر ترتیب صفوں میں مصروف ہو گئے۔

**معرکہ لیلۃ الہریر:** فریقین صفوں کو مرتب کر کے پھر میدانِ جنگ میں پہنچے اور مغرب کے بعد سے تمام رات لڑتے رہے۔ اس لڑائی کا نام لیلۃ الہریر ہے۔ سعد نے لڑائی ہونے سے پہلے طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب کو قادسیہ (شہر) کی حفاظت پر متعین کیا تھا کہ رات سے ایرانی لشکر حملہ نہ کر سکے لیکن طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب اپنے سپہ سالار کے حکم پر عامل نہ ہوئے چنانچہ طلیحہ فارس کے لشکر کے پیچھے سے تکبیر کہہ کر پہنچ گئے اور دشمنوں کا بازار گرم کر دیا اور عمرو بن معدی کرب نے لشکر پر یلغار کر کے نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی۔ سب سے پہلے جس نے امیر لشکر (سعد) کی بلا اجازت لڑائی چھیڑی وہ قعقاع تھے اور ان کی قوم بھی ان کے ساتھ تھی۔ اسد، نخع، بجیلہ اور کندہ نے حملے کئے۔ سعد ہر قبیلے کے حملے کے وقت "اللھم اغفر لھم وانصرھم" "اے اللہ ان کی مغفرت کر اور ان کی مدد کر" کہتے جاتے تھے۔ سعد نے حکم دیا تھا کہ تیسری تکبیر پر حملہ کیا جائے لیکن لشکر قعقاع کی طرف سے پہلی ہی تکبیر پر تیر اندازی شروع ہو گئی۔ اس وجہ سے قعقاع اپنی قوم کو لے کر ٹوٹ پڑے پھر ان کی دیکھا دیکھی اور قبائل بھی ٹوٹ پڑے تمام رات قیامت خیز جنگ ہوا کی۔ یہاں تک کہ صبح ہو جانے

---

[1] عمرو بن معدی کرب [illegible]

[illegible] کے ہمراہ [illegible] تھا نہ میدان جنگ سے حضرت سعد کو کوئی خبر پہنچی تھی اور نہ ان کے پاس سے کوئی حکم آنے والوں کی کچھ ضرورت تھی۔ حضرت سعد جاگتے اور دعا کرتے رہے۔

**رستم کا خاتمہ:** نصف شب کو جنگ کی [illegible] قعقاع کی آواز سنائی دی وہ اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہے تھے کہ ہم سب کے سب مل کر قلب پر حملہ کرو [illegible] میدان جنگ تمہارا ہاتھ ہے۔ سب لوگ لڑتے لڑتے اگرچہ تھک گئے تھے۔ [illegible] مگر ان لوگوں نے قعقاع کی آواز سنی ان میں ایک تازہ روح جوش پیدا ہو گئی اور قعقاع کا ساتھ دینے کو دوڑ پڑے۔ قبائل کے سرداروں نے بھی اپنی اپنی قوموں کو للکارا۔ [illegible] رستم [illegible] آگے بڑھتے تو پائی گئی میدان جنگ میں [illegible] کی آگ [illegible] چاروں [illegible] اور [illegible] قعقاع اور ان کے رکاب کی فوج صف ایرانی کو چیرتی ہوئی رستم کے تخت تک پہنچ گئی۔ رستم اس وقت تخت [illegible] بیٹھا ہوا [illegible] تخت سے اتر کر [illegible] ہلال نے تعاقب کر کے قریب پہنچ کر [illegible] رستم [illegible] کود پڑے۔ ہلال نے ٹانگ پکڑ کر [illegible] کھینچ لیا اور تلوار [illegible] قتل کر دیا۔ پھر تخت پر چڑھ کر پکار اٹھے۔ قتلت رستم ورب الکعبۃ [illegible] ایرانیوں کے [illegible] اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا [illegible] کے [illegible] اتفاق سے سامنے ایک [illegible] رستم [illegible] تلوار سے [illegible] کے پاؤں میں [illegible] تخت پر چڑھ کر [illegible] تمام کر دیا۔

**آتش پرستوں کی شکست:** رستم کے قتل ہوتے ہی لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ جالینوس نے اس کے [illegible] ہوئی [illegible] باقی [illegible] میدان جنگ میں لڑ رہا تھا قبیلے [illegible] نے ان پر حملہ کیا [illegible] اپنے اپنے [illegible] پیچھے [illegible] پکارا [illegible] ایک [illegible] اس [illegible] کی [illegible] ہو گئی [illegible] سب کو [illegible] کی [illegible] جان بچائی۔

**جالینوس کا قتل:** زہرہ بن الحویہ نے ایرانیوں کا تعاقب کیا [illegible] جس کے نتیجہ میں انہوں نے [illegible] کر دیا۔ [illegible] حقیقت [illegible] کے علاوہ [illegible] کے [illegible] ہزار [illegible] اور [illegible] ہزار [illegible] سلطان [illegible] جنگ کے [illegible] کے بعد مال غنیمت اور آلات حرب [illegible] اس کے [illegible] رستم کا سامان [illegible] اور [illegible] تعاقب کے لیے روانہ کیا۔ ان سے پہلے زہرہ [illegible] ایک دستہ [illegible] لشکر [illegible] کے پیچھے [illegible] جالینوس [illegible]

کوچ کر رہا تھا۔ اس مقام میں زہرہ نے [illegible] جالینوس کے [illegible] کر ڈالا اور جالینوس کا اسباب لے آیا۔ یہ اسباب بہت قیمتی تھا اس لیے امیر لشکر سعدؓ نے زہرہ کو دینے میں تامل کیا۔ اور دربار خلافت سے استفسار کیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ [illegible] کا حاجت تھی [illegible] بہت بڑا کام کیا ہے اس کی دل شکنی نہ کی جائے [illegible] اسی وقت کے [illegible] دے دی جائیں۔

**ایرانیوں کی پسپائی:** [illegible] کے بعد مسلمانوں نے [illegible] اور عبدالرحمن بن ربیعہ [illegible] کے ایک دستہ فوج سے جا ملے۔ جس نے [illegible] میدان جنگ میں موجود تھا [illegible] کی۔ چنانچہ عبدالرحمن نے وہیں ان سب کو [illegible] کر دیا۔ [illegible] کے قتل کے [illegible] ایرانیوں نے [illegible] میدان جنگ میں [illegible] لڑے [illegible] ان کے مقابلے میں [illegible] لشکر سے [illegible] ان سب [illegible] معاف کر دیے۔ [illegible] ایران کے [illegible] قارن وغیرہ تھے۔ [illegible] جنگ میں [illegible] میدان جنگ [illegible]

**قادسیہ اور خلیفہ ثانی:** حضرت سعدؓ نے فاروق اعظمؓ کو فتح کی خوشخبری [illegible] فاروق [illegible] مدینہ سے باہر نکل جاتے تھے اور [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] مدینہ کے باہر [illegible] سعدؓ کا [illegible] ایک شتر سوار [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] سعدؓ [illegible] فاروق اعظمؓ نے مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری [illegible] جنگ میں [illegible] فتح [illegible] جنگ [illegible] اسلام

---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ تمام عرصہ بہ انتظار دربار خلافت قادسیہ میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ دربار خلافت سے وہیں قیام کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ جنگ قادسیہ ۱۴ھ میں بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۱۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

**بابل پر قبضہ:** اہل فارس نے قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں قیام کیا بابل ایک محفوظ اور مستحکم مقام تھا۔ یہاں پر ان کے نامور سرداروں میں سے فیرزان، مہران اہوازی، ہرمزان وغیرہ موجود تھے ان لوگوں نے دوبارہ سامان جنگ مہیا کر کے فیرزان کو لشکر کا سردار مقرر کیا۔ سعدؓ فتح کے بعد دو مہینے تک قادسیہ میں انتظام کی غرض سے ٹھہرے رہے۔ پھر حسب الحکم فاروق اعظمؓ اہل و عیال کو ایک کثیر التعداد فوج کی حفاظت میں مقام عتیق میں چھوڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ مقدمۃ الجیش میں زہرہ بن حیوۃ، شرحبیل بن السمط اور عبداللہ بن المعتم کو متعین کر کے روانہ کیا۔ مقام برس (برس) میں بصبہری سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بصبہری معرکہ جنگ میں زخم کھا کر بابل کی طرف بھاگ گیا۔ برس کے رئیس (بسطام) نے حاضر ہو کر زہرہ سے صلح کر لی۔ موقع بہ موقع جا بجا پل تیار کرا دیے جس سے اسلامی لشکر بآسانی بابل تک پہنچ گیا۔ فیرزان نے بابل سے نکل کر مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں مع ان لوگوں کے جو بابل میں تھے بھاگ نکلا۔ سعدؓ نے بابل پر قبضہ کر لیا۔

**مدائن کی قلعہ بندی:** فارسی فوجیں بابل سے ہٹنے کے بعد چند گروہوں میں منقسم ہو گئیں کچھ تو ہرمزان کے ساتھ اہواز میں جا پہنچیں۔ فوج کا ایک حصہ فیرزان کے ہمراہ نہاوند کی طرف چلا گیا جہاں پر کسریٰ کا خزانہ تھا اور ایک گروہ کو نخارجان و مہران لے کر مدائن کی طرف چلے گئے۔ اثنائے راہ میں جتنے پل تھے سب کو توڑ ڈالا اور شہر کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

**اہل ساباط کی اطاعت:** سعدؓ نے بابل سے کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش پر زہرہ کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ زہرہ، بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب سعدی راستہ صاف کرتے ہوئے کوثیٰ[1] پہنچے جہاں کہ شہریار ایرانیوں کا ایک مشہور رئیس زادہ موجود تھا۔ شہریار نے کوثیٰ سے نکل کر زہرہ کا مقابلہ کیا۔ اثنائے جنگ میں شہریار[2] مارا گیا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس اثناء میں سپہ سالار لشکر اسلام بھی آ گئے اور انہوں نے شہریار کے قاتل کو اس کا

---

[1] کوثیٰ ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہیں قید کیا تھا اس مقام پر پہنچ کر سعد نے [illegible] قید کیے گئے تھے اور یہ آیت پڑھی: وتلک الایام نداولہا بین الناس۔

[2] جس وقت [illegible] کوثیٰ [illegible] پہنچے [illegible] سے نکل کر میدان جنگ میں آ کر پکارا کہ [illegible] [illegible] سے مقابلہ [illegible] جواب دیا [illegible] مقابلے پر [illegible] [illegible] جائے گا [illegible] میدان میں پہنچ گیا [illegible] [illegible] شہریار [illegible] [illegible] [illegible] قسم [illegible] کر دیتی تھیں۔

نصیب ہوئے بابل کے بعد زہرہ بہرہ شیر کی طرف بڑھے۔ اہل ساباط نے زہرہ سے جزیہ دے کر مصالحت کر لی اور زہرہ نے رسالۂ کسریٰ کو شکست دی۔

بہرہ شیر کا محاصرہ: اسلامی فوجیں مدائن کے قریب بہرہ شیر تک بڑھ گئیں جب مسلمانوں نے ایوان شاہی کو دیکھا تو خوشی و مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ اکبر ابیض کسریٰ [illegible] یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ ذی الحجہ [illegible] اسلامی لشکر نے اس مقام پر پڑاؤ کیا اور دو مہینے کے محاصرہ کے بعد اس کو فتح کیا۔ دوران محاصرہ میں مسلمان سواروں نے اطراف و جوانب سے ہزاروں آدمیوں کو گرفتار کیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا تھا کہ [illegible] جزیہ یا قبول کرے یا اپنی جگہ [illegible] آئے [illegible] تو ان کو امان دے دو، اور جو شخص بھاگ جائے اور اس کو گرفتار کرو تو اس کی بابت تم کو اختیار ہے [illegible] قاعدہ کے [illegible] اور [illegible] آ گئے اور ان کی حکومت تسلیم کر لی باقی رہ گئے [illegible] منجنیقیں نصب کر کے سنگباری کرتے تھے کہ مختلف مقامات کو ایرانیوں نے مستحکم کیا تھا۔

زہرہ کی شہادت: ایک دن ایرانیوں میں سے ایک مرزبان [illegible] میدان میں آیا اور [illegible] کہنے لگا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو میرے مقابلے پر آئے [illegible] آ کر پہلے دونوں میں تیر و تلوار [illegible] پھر ایرانی مرزبان نے تیزی سے [illegible] تلوار [illegible] زہرہ [illegible] مرزبان [illegible] مرزبان [illegible] ہو گئے اور [illegible] مرزبان [illegible] مقام پر [illegible]

---

[illegible]

سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ عمرو کو شبیب خارجی نے بزمانہ حجاج بن یوسف میں شہید کیا ہے۔

**دجلہ عبور کرنے کا واقعہ:** الغرض جب اہل بہرہ شیر کو محاصرے کی شدت وطوالت سے غلہ اور سامان جنگ کی کمی محسوس ہوئی اور ان میں لڑائی اور مقابلے کی قوت باقی نہ رہی تو انہوں نے شہر چھوڑ دیا۔ اسلامی لشکر جب بڑھتا ہوا شہر کے قریب پہنچا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص سوار ہو کر شہر پناہ کے دروازے پر گیا۔ دور سے ایک آدمی دکھائی دیا جو اشارے سے کہہ رہا تھا کہ "شہر میں اب کوئی شخص باقی نہیں ہے۔ سب کے سب اس شہر کی طرف چلے گئے جہاں ایوان شاہی ہے"۔ سعدؓ تمام فوج اسلام بہرہ شیر میں داخل ہو گئے۔ بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دجلہ حائل تھا۔ سعدؓ نے بہرہ شیر سے آگے بڑھنے کا قصد کیا لیکن دجلہ کو حائل دیکھ کر رک گئے۔ ایرانیوں نے پہلے سے جہاں جہاں پل بندھے تھے انہیں توڑ کر بیکار کر ڈالا تھا۔ دجلہ کے کنارے دور دور تک دریا کے اس پار کسی کشتی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ کچھ وقت سعدؓ دریا عبور کرنے کی فکر میں دجلہ کے کنارے پڑاؤ ڈالے پڑے رہے۔ اسی عرصہ میں ایک جاسوس نے آ کر کہا کہ "تم دجلہ کے کنارے کیا پڑے ہو، آج کے تیسرے دن آنے دو کہ یزدگرد مدائن کا کل مال و اسباب اور خزانے لے کر کسی طرف چلا جائے گا"۔

سعدؓ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنا کے لوگوں سے مخاطب ہو کر دجلہ کو عبور کرنے کی ترغیب[1] دی اور پکار کر کہا "کون ایسا بہادر ہے جو عبور کے وقت لشکر کی حفاظت کرے"۔ عاصم بن عمرو نے جواب دیا "میں ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے"۔ یہ کہہ کر چھ سو تیراندازوں کو لے کر بلند مقام پر دجلہ کے کنارے جا بیٹھے اور سعدؓ نے (نستعین باللہ و نتوکل علیہ حسبنا و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) پڑھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی مردانگی سے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دریا اگرچہ نہایت زخار و مواج تھا لیکن ان کی ہمت و استقلال کا یہ حال تھا کہ موجیں گھوڑوں سے ٹکرا ٹکرا کر لوٹ جاتی تھیں اور سواران اسلام رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ اور کسی قسم کی صفوں میں اضطراب نہ تھا اور یمین و یسار کی ترتیب میں مطلق فرق نہ آیا۔ ایرانی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ کر متحیر تھے۔ جب عساکر اسلامی نصف دریا سے زیادہ عبور کر آیا تو ان کے سپہ سالار خرزاد نے تیراندازوں کو تیر برسانے کا حکم دیا۔ جس کا ترکی بہ ترکی جواب اس طرف سے عاصم نے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ایرانی تیر انداز مسلمانوں کے جوش سیلاب کو نہ روک سکے تو یکایک تیرانداز ساحل کے ناکے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

**مدائن کی فتح:** اسی اثناء میں سعدؓ مع اپنے ہمراہیوں کے دجلہ کے کنارے پر پہنچ گئے اور ایرانی تیراندازوں پر حملہ کر دیا۔

---

[1] سعدؓ نے اس وقت مؤثر تقریر کی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے "اے بہادرانِ اسلام! دشمن نے ہر طرف سے تنگ آ کر اب دریا کی آڑ لی ہے [illegible] جب تم اس کو عبور کر لو گے اسی وقت تم ان پر کامیابی حاصل کر لو گے۔ [illegible] [illegible] تمہارے [illegible] اللہ [illegible] دریا عبور [illegible] پہلے [illegible] کا قصد کیا ہے"۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر یک زبان ہو کر کہا "جزاک اللہ [illegible] تم کو کامیاب کرے گا"۔

ایرانی کمال بے سروسامانی سے مدائن چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگے۔ یزدگرد نے اپنی حرم اور خاندان شاہی کو اس سے پہلے ہی جس قدر مال واسباب اٹھا سکتا تھا اٹھا کر روانہ کر دیا تھا۔ جب اس نے یہ خبر سنی تو خود بھی مدائن چھوڑ کر نکل گیا۔ باایں ہمہ مدائن میں کپڑے، اسباب، قیمتی ظروف اور سامان آرائش اس قدر رہ گیا تھا کہ جس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ خزانہ شاہی میں تین ہزار گائے کی کھالیں دینار سرخ سے بھری ہوئی تھیں۔ جس کو رستم قادسیہ جاتے وقت چھوڑ گیا تھا اور اسی قدر مصارف فوج کے لئے اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔

**قصر ابیض:** اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہو گئیں۔ اہل شہر نے قصر ابیض میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لئے اور اس کے بعد جزیہ دے کر اپنے کو بچا لیا۔ سعدؓ جب قصر ابیض میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا۔ دل پر ایک عبرت سی چھا گئی بے اختیار یہ آیتیں زبان سے نکلیں:

﴿کم ترکوا من جنات وعیون ۝ وزروع ومقام کریم ۝ ونعمة کانوا فیها فاکهین ۝ کذلک واورثناها قوما آخرین﴾

پھر وہیں ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوٰۃ الفتح پڑھیں۔ بجائے تخت منبر نصب کرایا۔ نماز جمعہ اسی ایوان میں ادا کی (یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں پڑھا گیا) ایوان شاہی میں جس قدر تصویریں تھیں ان کو بحالہ قائم رکھا ایک کو بھی ان میں سے نہیں ہٹایا چونکہ قیام کا قصد ہو گیا تھا اس وجہ سے قصر نہیں کیا۔ زہرہ بن حیوۃ کو باغیوں کے تعاقب میں نہروان کی طرف روانہ کیا۔

**مال غنیمت:** مال غنیمت کے جمع کرنے پر عمرو بن عمرو بن مقرن اور تقسیم پر سلمان بن ربیعہ باہلی مامور کئے گئے۔ چنانچہ قصر ابیض اور ایوان شاہی میں جو کچھ تھا وہ اور جو مال واسباب اہل مدائن اپنے ساتھ لئے جاتے تھے سب کو یک جا جمع کیا۔ کسریٰ کا شاہی لباس، تاج زرنگار اور زرہ، جس کو کسریٰ تخت شاہی پر جلوس کے وقت پہنتا تھا۔ یہ سب بھگوڑوں سے چھینا گیا تھا۔ ایوان شاہی کے خزانے اور عجائب خانے میں خاقان چین، قیصر روم، داہر بادشاہ ہند، بہرام گور، سیاوش، نعمان بن منذر کے خود اور ان کی زرہیں اور تلواریں تھیں۔ کسریٰ ہرمز، قباد، فیروز کی تلواریں اور خنجر تھے۔ ان سب نوادرات اور یادگار شاہان فارس کو قعقاع نے لا کر سعدؓ کے حضور پیش کیا تھا۔ سعدؓ نے ان کو اجازت دی کہ تلواروں میں سے جس تلوار کو چاہیں لے لیں۔

---

[1] ابن خلدون نے لکھا ہے کہ ہر ایک پوست گاؤ میں [illegible] تھے۔ معلوم [illegible] کہ ایک [illegible] ارقیہ ہونے [illegible] بعض نے لکھا ہے کہ ایک [illegible] ہے۔

[2] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت اسلامی لشکر مدائن میں داخل ہوا تو ایک شخص بھاگا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں [illegible] اس کو لئے دوڑا جاتا تھا۔ اتفاق سے عصمت بن خالد ضبی کا ایک غیر معمولی راستے سے گزر ہوا، دیکھا کہ وہ شخص دو گدھوں پر [illegible] لئے ہوئے قدم بڑھائے چلے جا رہے تھے۔ عصمت نے ایک کو اپنی تلوار سے مار ڈالا [illegible] گدھوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عصمت بن خالد ان گدھوں کو عمرو بن مقرن کے پاس لائے جو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور تھے۔ اسباب اتارا گیا تو اس میں [illegible] ایک گھوڑا [illegible] جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا [illegible] موتی جڑے ہوئے تھے سوار چاندی کا تھا [illegible] جواہرات سے مرصع تھا اور چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی۔ [illegible] یاقوت [illegible] سوار بھی سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا۔

قعقاع نے قیصر روم ہرقل کی تلوار اٹھالی اور سعدؓ نے اپنی طرف سے بہرام گور کی زرہ ان کو مرحمت فرمائی۔

**مال غنیمت کی تقسیم**: مال غنیمت سے حسب دستور خمس نکال کر دربار خلافت بھیجا گیا۔ کسریٰ اور نعمان کی تلواریں نوشیرواں کا تاج، بادشاہوں کے پہننے کے زرنگار کپڑے، فرش اور قیمتی نوادر عرب لوگوں کے دیکھنے کو بجنسہ روانہ کر دیا۔ بعد ازاں باقی غنیمت ساٹھ ہزار لشکریوں میں تقسیم کیا گیا ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار ملے۔ یہ کل فوج سواروں کی تھی پیادہ ان میں کوئی نہ تھا ایوان شاہی کا سامان لوگوں میں تقسیم کر کے اہل و عیال کو عتیق سے بلوا کر اسی ایوان میں ٹھہرایا اور اس وقت تک ان کو مقیم رکھا جب تک جلولا، حلوان، تکریت اور موصل فتح نہ ہو لیا۔

**نادر اشیاء اور فرش نوبہار**: سعدؓ نے علاوہ خمس کے جو چیزیں دربار خلافت میں بھیجی تھیں ان میں ہزار ہا نادرات و عجائبات روزگار اسباب تھے۔ کسریٰ کا فرش جو نوبہار کے نام سے موسوم اور ستر گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا تھا۔ [illegible] بیل بوٹے پھول پتیاں، درخت، نہریں، تصویریں کھنچی ہوئی تھیں۔ سونے چاندی کے تار اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ شاہان فارس ایام سرما میں جب کہ بہار کا زمانہ منقضی ہو جاتا تھا اس فرش پر بیٹھ کر شراب نوشی کرتے تھے جب یہ چیزیں مدینہ میں پہنچیں اور صحابہ اجمعین کے سامنے لائی گئیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اسباب کو فاروق اعظمؓ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا فرش نوبہار کی بابت ان کا منشا تھا کہ تقسیم نہ کیا جائے اور چند لوگوں نے بھی حسب الاستصواب یہی رائے ظاہر کی لیکن حضرت علی مرتضیٰ کی رائے اس کی تقسیم کی ہوئی چنانچہ اس کو بھی کاٹ کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ علی مرتضیٰ کے حصہ میں اس کا جو ٹکڑا آیا تھا اس کو انہوں نے تیس ہزار میں فروخت کیا۔ حالانکہ وہ نفیس ٹکڑوں میں سے نہ تھا۔

**جنگ جلولاء**: اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو ان کے کل مفتوحہ علاقوں پر حاکم اور جنگ کا متولی مقرر کیا۔ حذیفہ بن الیمان ساحل فرات کے علاقہ پر اور عثمان بن حنیف کو دجلہ کے شہروں کے خراج وصول کرنے پر مامور کیے گئے۔ ایرانی مدائن سے بھاگ کر جلولا میں پناہ گزین ہوئے اور جنگ کی تیاریاں کرنے لگے اور آذربائیجان، باب اور حلوان سے مدد طلب کر کے ایک عظیم الشان فوج مرتب کی۔ مہران رازی کو اپنا سردار بنایا۔ شہر کے چاروں طرف خندق کھدوائی اور راستوں اور گزرگاہوں پر لوہے کے گوکھرو بچھوا دیئے۔ یزدگرد ان دنوں حلوان میں تھا۔ سعدؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فاروق اعظمؓ کو اس سے مطلع کیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا "بارہ ہزار کی جمعیت ہاشم بن عتبہ کو امیر بنا کر ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کرو۔ مقدمۃ الجیش پر قعقاعؓ کو اور سواد اور جبال کے درمیانی شہروں کی حکومت دو۔"

**جلولاء کا محاصرہ**: ہاشم اپنے لشکر جرار کو مدائن سے لے کر روانہ ہوئے چوتھے دن جلولا پہنچ کر محاصرہ کیا۔ اسی روز تک گھیرے رہے۔ اثناء محاصرہ میں وقتاً فوقتاً ایرانی نکل نکل کر مقابلہ کرتے رہے۔ آخری لڑائی سب لڑائیوں سے زیادہ خطرناک اور لیلۃ الہریر سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس روز اس زور و شور سے آندھی چلی کہ اندھیرا ہو گیا۔ فارس کا لشکر مجبور ہو کر پیچھے ہٹا لیکن گرد و غبار کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سوار خندق میں گر گر کر مر گئے۔ اہل فارس نے خندق کے مختلف مقامات کو پاٹ پاٹ کر راستہ بنا لیا اور اپنے بچاؤ کے لئے خود اپنے قلعہ کو خراب کر ڈالا۔ مسلمانوں کو خبر

[illegible]

**جلولا کی فتح** [illegible]

[illegible] ... ان کی تعداد ... [illegible]

**حلوان پر قبضہ** [illegible] ... حلوان پر قبضہ کر لیا۔

**مالِ غنیمت اور حضرت عمرؓ** [illegible] ... فاروق اعظمؓ ... [illegible]

[illegible] ... فاروق اعظمؓ ... [illegible]

**معرکۂ** [illegible] [illegible]

معاہدات اہل سواد ان کو واپس کر دیے اور یہی اصح ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ مدائن کا واقعہ نہاوند کے واقعہ کے بعد ہوا ہے۔

**والیٔ فرات کی گرفتاری**: فاروق اعظمؓ نے جس وقت عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی زمانہ میں قطبہ بن قتادہ سدوسی کو بصرے کی جانب بھیجا تھا۔ قطبہ نے فاروق اعظمؓ سے امداد طلب کی۔ دربار خلافت سے شریح بن عامر بنی سعد بن بکر کو لکھا جانے کا حکم ملا۔ چنانچہ شریح بن عامر قطبہ بن عامر کو بصرے میں چھوڑ کر اہواز کی طرف بڑھ گئے۔ اثنائے راہ میں ایرانیوں سے مقابلہ ہوا انہوں نے مار ڈالا۔ چونکہ میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی فاروق اعظمؓ نے ان اطراف پر عتبہ بن غزوان کو حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور انھیں ملک عرب اور بلاد عجم کے درمیان سرحدی مقام پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ علاء بن الحضرمی کو لکھا کہ عرفجہ بن ہرثمہ کو عتبہ بن غزوان کی مدد پر بھیج دو۔ جس وقت عتبہ جبال بصرہ میں پہنچے والیٔ فرات نے چار ہزار کی جمعیت سے مقابلے پر آیا کہ عتبہ کی رکاب میں صرف پانچ سو سوار تھے لیکن اہل اسلام نے اہل کفر کے چھکے چھڑا دیے ایک ایک کو چن چن کر قتل کیا۔ آخر میں والیٔ فرات کو قید کر لیا اور مقام خریبہ پر آئے جہاں اب بصرہ آباد ہے۔ شعبی کہتے ہیں۔ واقعہ جلولا کے بعد بصرہ آباد کیا گیا ہے اور سعد نے عتبہ کو فاروق اعظمؓ کے حکم سے بصرے کی طرف روانہ کیا تھا وہ یہاں ایک مہینہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔

**ابلہ پر قبضہ**: اب اہل ابلہ نے مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھی اہل ابلہ کے تقریباً کشتیوں پر تین ہزار سپاہ تھے۔ عتبہ نے پانچ سو سواروں سے مقابلہ کیا اور ان کو ختم کرنے پر اپنے لشکرگاہ میں واپس آئے۔ اتفاقاً اللہ نے اہل ابلہ کو ایسا مرعوب کر دیا کہ وہ مال و اسباب چھوڑ کر شہر خالی کر کے دریا عبور کر گئے۔ اگلے دن اسلامی لشکر شہر میں داخل ہوا جس قدر مال و اسباب پایا باہم تقسیم کر لیا اس کے بعد بصرہ کی بنیاد پڑی سب سے پہلے مسجد بنائی گئی مسجد کی چھت گھاس کے چھپر سے پاٹ دی گئی۔

**مرزبان کی گرفتاری**: عتبہ نے ابلہ سے فارغ ہو کر مذار پہنچے جہاں مرزبان نے ان لوگوں کی امداد کے لئے ایک

---

۱؎ ابن اثیر میں لکھا ہے کہ عتبہ نے تحریر بھیج کر فاروق اعظمؓ کو اپنے قیام سے مطلع کیا اور یہ درخواست کی [illegible] مناسب مقام پر [illegible] فاروق اعظمؓ نے [illegible] [illegible]

کر دیا۔ [illegible] رکھی تھی۔ عتبہ نے [illegible] کو [illegible] بھیجا۔ [illegible] زبانی [illegible] کیا کہ [illegible] ان کا حال [illegible] فاروق اعظمؓ کے پاس پہنچا۔ فاروق اعظمؓ نے [illegible] یہاں کی حالت دریافت کی تو اس نے بیان کیا کہ دریا وہاں بھی پہنچ جاتا ہے [illegible] داخل ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس خبر سے بصرے کی طرف رغبت ہوئی۔ اکثر لوگ یہاں سے بصرے میں آ رہے۔ پھر عتبہ نے مجاشع بن مسعودؓ کو اپنی طرف سے امیر مقرر کر کے فرات کی طرف بھیجا اور امامت پر مغیرہ بن شعبہ کو [illegible] مجاشع مقرر کر کے عتبہ فاروق اعظمؓ کے پاس چلے آئے۔

**مرغاب کا معرکہ:** [illegible] فتح کے بعد جب سرداران فارس نے اتفاق کیا اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کا خیال کیا تو مغیرہ بن شعبہ نے مقام مرغاب میں ان سے مقابلہ کیا۔ اثنائے جنگ میں لڑائی بہت زور شور سے جاری تھی اور فریقین برابر لڑ رہے تھے۔ مسلمان عورتوں نے اپنی اوڑھنیوں کے پرچم بنائے اور ان کو لشکر میں لے آئیں۔ ایرانیوں نے ان نشانوں کو دیکھ کر اندازہ لگایا اور سمجھے کہ مسلمانوں کی مدد آ پہنچی، میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کامیابی کے بعد مغیرہ نے بشارت فتح فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کی۔ فاروق اعظمؓ نے عتبہ کو پھر ان کے مفتوحات کی طرف واپس کیا مگر عتبہ راستے ہی میں وفات پا گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ [illegible] عتبہ کو بصرہ کی امارت دی گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ابو سبرہ [illegible] امیر بصرہ مقرر کیے گئے تھے اور انہوں نے چند روز حکومت کی۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا۔ وہ دو برس تک بصرہ پر حکومت کرتے رہے۔ پھر جب لوگوں نے ان پر الزامات لگائے تو معزول کیے گئے اور ان کی جگہ ابو موسیٰ مامور ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ کے بعد ابو سبرہ اور ان کے بعد مغیرہ مقرر کیے گئے تھے۔

# باب : ۱۴

## فتح شام

**معرکۂ ذوالکلاع:** فحل میں رومیوں کو شکست دینے کے بعد ابو عبیدہؓ اور خالد رضی اللہ عنہما نے بقصد حمص روانہ ہو کر ذوالکلاع میں پڑاؤ ڈالا۔ ہرقل شہنشاہ روم نے توذر بطریق کو ان کے مقابلہ پر بھیجا جس نے مرج روم میں پہنچ کر قیام کیا توذر بطریق نے خالد بن الولید کے مقابلہ پر اور شنس بطریق نے ابو عبیدہؓ کے مقابلے پر مورچہ قائم کیا۔ تمام رات فریقین خوف و رجا سے نہ سوئے کسی کو اشتیاق جنگ بے چین کئے تھا اور کوئی خوف جان سے کانپ رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی توذر نے دمشق کا رخ کیا خالدؓ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے دمشق سے نکل کر توذر کا رستہ روکا اور لڑائی شروع ہو گئی اسی اثناء میں خالد نے پہنچ کر رومیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دونوں حملوں نے رومیوں پر میدان جنگ تنگ کر دیا۔ [illegible] رومی فوج سے جو توذر کے ہمراہ تھی معدودے چند جاں بر ہوئے مال و اسباب جو کچھ ان کے ہمراہ تھا اس کو مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ یزید تو دمشق کو واپس چلے گئے اور خالد مرج روم کی طرف لوٹے۔

**فتح حمص:** ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کی روانگی کے بعد شنس بطریق سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ ابھی کوئی نتیجہ نہ ہونے پایا تھا کہ خالدؓ بھی رکاب کی فوج لئے آ پہنچے۔ اسلامی لشکر جوش مسرت سے اللہ اکبر پکار اٹھا جس سے سارا میدان جنگ گونج گیا۔ رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اسی دوران میں شنس بطریق ابو عبیدہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا رومیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر حمص میں پناہ لی۔ ہرقل اس ہزیمت کا حال سن کر بطریق حمص کو شہر سپرد کر کے الرہا چلا گیا۔ ابو عبیدہؓ نے حمص میں پہنچ کر شہر کو ہر طرف سے گھیر لیا اہل حمص نے امان طلب کی۔ ابو عبیدہؓ نے مصالحت کر لی۔ دوران محاصرہ میں ہرقل نے اہل حمص کی امداد کی غرض سے اہل جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ لیکن چونکہ سعد بن ابی وقاص نے عراق کے عساکر اسلامی سے ایک گروہ کو بہ سمت قرقیسیا بھیج دیا تھا اس وجہ سے اہل جزیرہ حمص کے محاصرہ کو چھڑانے کو نہ پہنچ سکے۔ مجبور ہو کر اپنے بلاد کو واپس آئے اور اہل حمص نے مدد سے ناامید ہو کر انہیں شرائط پر صلح کر لی جس پر اہل دمشق نے صلح کی تھی۔

**حضرت ابو عبیدہ اور خالد بن ولید کی فتوحات:** فتح حمص کے بعد ابو عبیدہؓ نے سمط بن الاسود کو بنو معاویہ قبیلہ کندہ پر اشعث بن قیس کو مکان مقداد و بلی پر اور وہاں سب پر عبادہ بن الصامت کو سردار مقرر کر کے حماۃ پر فوج کشی کی۔ اہل حماۃ

---

[1] حمص ایک قدیم اور [illegible] شہر ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں پر ہے [illegible] شام میں مشہور ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شام [illegible] [illegible] ہیں۔

[2] یہ [illegible] زیادہ اقرب ہے۔

نے جزیہ اور خراج دینے پر صلح کر لی۔ بعد ازاں اسلامی فوجیں شیزر کی طرف بڑھیں اور شیزر کو بآسانی فتح کر کے معرہ کا قصد کیا۔ معرہ کو معرۃ النعمان بھی کہتے ہیں اور نعمان بن بشیر انصاری کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں۔ اہل معرہ نے شہر سے نکل کر اہل حماۃ کی طرح صلح کر لی۔ وہ دوران اسلام لاذقیہ پہنچے اور اس کو بزور تیغ حاصل کر کے سلمیہ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ بعد ازاں ابو عبیدہؓ نے خالد بن الولیدؓ کو قنسرین کی طرف روانہ کیا۔ یہاں ان سے (جس کا رتبہ ہرقل کے بعد سب سے زیادہ تھا) مقابلہ کیا خالد نے اس کو شکست دے کر قنسرین کا محاصرہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد شہر فتح ہو گیا لیکن خالد بن الولید نے اس کو ویران کر دیا۔ باستقلال تمام اس طرف سے خالدؓ نے دوسری طرف سے عیاض بن غنم نے کوفہ سے عمر بن مالک نے اور قرقیسیا کی جانب سے عبداللہ بن المعتمر نے موصل کا قصد کیا۔ ہرقل یہ خبر پا کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ جب فاروق اعظمؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو بے ساختہ زبان سے نکلا (امر خالد نفسہ یرحم اللہ ابابکر ھو کان اعلم منی بالرجال) "میں خالدؓ کو اس کے عمل کا سردار مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ لوگوں کو پہچاننے والے تھے"۔ خالد اور مثنیٰ بن حارثہ کو فاروق اعظمؓ نے کسی اور وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ خیال تھا کہ کثرت فتوحات سے کہیں خالد اور مثنیٰ کو غرور نہ آ جائے۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ کے بعد مثنیٰ بن حارثہ کے تھوڑے دنوں بعد فاروق اعظمؓ نے مثنیٰ کو پھر افسر لشکر بنایا اور ایسا ہی بعد واقعہ قنسرین خالدؓ کو دوبارہ عہدہ امارت پر مامور کیا۔

**اہل قنسرین کی سرکشی و اطاعت** مہم قنسرین سے فارغ ہو کر ابو عبیدہؓ نے حلب کی طرف کوچ کیا اثناء راہ میں یا حلب کے قریب پہنچ کر یہ خبر آئی کہ "اہل قنسرین نے عہد شکنی کی اور بلوا کر دیا"۔ سمط کندی چند دستہ فوج کے سردار مقرر ہو کر اہل قنسرین کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ قنسرین پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا اور بزور تیغ فتح کیا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا اس عرصے میں ابو عبیدہؓ حلب کے قریب مقام حاضر (یا حاضر) میں جا اترے۔ یہاں پر عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جنہوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی اور چند دنوں کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

**فتح حلب:** اہل حلب ابو عبیدہؓ کی آمد کی خبر سن کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ عیاض بن غنم نے جو مقدمۃ الجیش کے افسر

---

۱۔ لاذقیہ کی فتح عجیب تدبیر سے ہوئی۔ یہ ایک مستحکم شہر تھا اور شہر پناہ کا دروازہ نہایت مضبوط تھا۔ [illegible] ابو عبیدہؓ نے شہر کی فتح کی یہ تدبیر کی کہ شہر کے قریب ایک میدان میں بہت سے غار کھدوائے [illegible] ایک روز فوج کو کوچ کا حکم دیا اور حمص کی طرف روانہ ہوئے لیکن رات کو واپس آ کر غاروں میں چھپ رہے۔ [illegible] ابو عبیدہؓ کی فوج کے کوچ [illegible] خیال کر کے [illegible] اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ [illegible] غاروں سے نکل کر [illegible] شہر میں [illegible] ان کو [illegible] دے دیے گئے۔

۲۔ [illegible]

تھے۔ شہر کا محاصرہ کر لیا بعد چندے امان دے کر اور معروف شہروں کی طرح ان شرائط پر صلح کر لی کہ عیسائی رعایا جزیہ ادا کریں اور مسلمان ان کے جان و مال اور گرجوں سے متعرض نہ ہوں۔ ابوعبیدہؓ نے اس صلح و امان کو جائز رکھا اور معاہدہ لکھ دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ گرجوں اور شاہی عمارت کی تقسیم پر صلح ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عیسائی حلب چھوڑ کر انطاکیہ چلے گئے تھے یہاں تک کہ انطاکیہ فتح ہو گیا۔ اس وقت عیسائی مصالحت کر کے حلب واپس آ گئے۔

**انطاکیہ کی فتح**: ابوعبیدہؓ حلب کو فتح کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھے۔ انطاکیہ میں قیصر کے شاہی محلات تھے۔ اکثر اوقات بغرض تبدیل آب و ہوا قیصر یہاں قیام کرتا تھا۔ یہاں پر مختلف مقامات سے عیسائی بھاگ بھاگ کر آتے تھے اور اس کو اپنا مامن و ملجا سمجھ کر مقیم تھے۔ مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر انطاکیہ کے باہر صف آرا ہوئے۔ ابوعبیدہؓ نے پہلے ہی حملہ میں ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ عیسائی فوجیں شکست اٹھا کر شہر میں جا چھپیں اور ابوعبیدہؓ نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چند روز کے بعد عیسائیوں نے مجبور ہو کر جلاوطنی یا جزیہ دینے پر صلح کر لی جو عیسائی جزیہ دینے سے انکاری تھا وہ انطاکیہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا گیا۔ اس کے بعد عیسائیوں نے پھر بدعہدی کی عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ نے پھر لڑ کر ان کو زیر کیا اور ان کی درخواست پر حسب شرائط صلح اولیٰ پھر مصالحت کر لی گئی۔ چونکہ عیسائیوں کا بار بار نقض عہد کرنا اور ان کی سرکوبی کا از سر نو انتظام کرنا ایک غیر معمولی واقعہ تھا اس وجہ سے ابوعبیدہؓ نے دربار خلافت کو اس سے مطلع کیا۔ فاروق اعظمؓ کے لکھنے پر شہر کی محافظت کے لئے فوجیں مامور کر کے ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں جو اوقات معینہ پر ان کو دی جاتی تھیں۔

**معرکہ معرہ مصرین**: اس کے بعد رومیوں کا ایک گروہ حلب کے قریب معرہ مصرین میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوا ابوعبیدہؓ نے میمنہ کے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور سرمیدان لڑ کر ان کے مجمع کو منتشر کیا۔ عوام الناس کا کوئی شمار نہیں عیسائیوں کے بہت سے مذہبی پیشوا بھی میدان جنگ میں مارے گئے اہل حلب کی طرح صلح کی درخواست کی۔ ابوعبیدہؓ نے منظور کر لی اور معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

**عیسائی امراء کی اطاعت**: ان واقعات سے عساکر اسلامی کی بہادری، رواداری، استقلال اور عزم کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بیٹھ گیا۔ جس طرف کوئی افسر تھوڑی سی فوج لے کر نکل جاتا تھا عیسائی امراء خود آ کر صلح کر لیتے تھے۔ ابوعبیدہؓ نے چاروں طرف اسلامی فوجیں پھیلا دیں۔ رفتہ رفتہ عساکر اسلامی نے قنسرین اور انطاکیہ کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر حلب کو دوبارہ فتح کر کے قورس کا قصد کیا۔ مقدمۃ الجیش پر عیاض بن غنم تھے۔ بلا کسی جدال و قتال کے شرائط صلح پر اہل قورس نے صلح کر لی۔ تل عزاز اور اس کے قریب قریب جتنے شہر تھے بہت آسانی سے اس طرح مفتوح ہو گئے کہ کہیں پر خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ منبج کو سلمان بن ربیعہ باہلی نے مصالحت سے فتح کیا۔ عیاض نے اہل دلوک و رعبان سے اہل منبج کے شرائط پر مصالحت کر لی۔ مگر یہ ایک شرط اضافہ کر دی کہ "بوقت ضرورت فوجی خدمت بھی انجام دینی ہوگی"۔

**بغراس پر قبضہ**: ابوعبیدہؓ حسب ہدایت فاروق اعظمؓ جن جن شہروں کو فتح کرتے جاتے تھے ان پر اپنی طرف سے ایک عامل مقرر کر کے اس کی حفاظت کو ایک لشکر چھوڑتے جاتے اور ان کے سرحدی مقامات پر حفاظت کی غرض سے فوجی گارڈ متعین کرتے

تھے۔ رقہ و رقہ شام میں جس قدر شہر فرات تک تھے ان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا بعد ازاں ابوعبیدہؓ نے قنسرین کی طرف مراجعت کی اور ایک لشکر بسر کردگی میسرہ بن مسروق عبسی بغراس روانہ کیا یہاں عرب کے بہت سے قبائل غسان تنوخ اور ایاد پہلے سے آباد تھے لیکن مسلمانوں کی آمد سن کر رومیوں کے ساتھ ہرقل کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ میسرہ بن مسروق نے پہنچ کر ان پر حملہ کیا۔ ہزاروں مارے گئے اس معرکہ میں فاتح رہے۔ اثنائے جنگ ابوعبیدہؓ نے مالک بن اشتر نخعی کو امداد کے لیے میسرہ کی کمک پر بھیج دیا۔ حریف گھبرا کر میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا۔ اسلامی لشکر پر قبضہ حاصل کر کے ابوعبیدہؓ کے پاس واپس آئے۔ خالدؓ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مرعش کی طرف بڑھے اور گھیر کر اس شہر پر اس کو محصور کیا۔ عیسائی شہر چھوڑ کر نکل بھاگے۔ حبیب بن مسلمہ نے حصن حرث کو اسی طرح پر فتح کیا۔

**قیساریہ کی فتح** انہیں واقعات کے اثناء میں یزید بن ابی سفیانؓ نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیانؓ کو بحکم فاروق اعظمؓ قیساریہ کی طرف فوج دے کر روانہ کیا۔ اس وقت عمرو بن عاصؓ مصر میں تھے۔ بطریق روم سے لڑ رہے تھے۔ معاویہ نے قیساریہ پہنچ کر محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ چند روز تک اہل قیساریہ نے مقابلہ کیا آخر کار جب کہ ان کے اسی ہزار آدمی معرکہ جنگ میں کام آ چکے تھے۔ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے اور معاویہ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

**جنگ اجنادین** جب مرج روم سے ابوعبیدہؓ و خالدؓ فارغ ہو کر جس وقت حمص میں آ گئے۔ عمرو بن عاص نے بیسان کے مقامات پر حملہ کر کے انہیں فتح کر لیا۔ اہل اردن نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ رومیوں کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ انہوں نے غزہ و بیسان کی اطراف سے ایک کثیر التعداد فوج جمع کر کے اجنادین میں قیام کیا۔ بطارقہ روم سے ارطبون نامی مشہور بطریق سردار تھا۔ عمرو بن عاص نے یہ خبر پا کر رملہ میں ابو الاعور اسلمی کو چھوڑا اور خود تہامت سے منتقل ہو کر بہت تیزی سے رومیوں کی طرف بڑھے۔ ارطبون بطریق نے اپنی فوج کے دو حصے علیحدہ کر کے ایک کو رملہ میں اور دوسرے کو بیت المقدس میں ٹھہرایا تھا اور باقی فوج لیے ہوئے خود اجنادین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ عمرو نے علقمہ بن حکیم فراسی و مسروق بن العکی کو بیت المقدس پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ ابو ایوب المالکی کو اہل رملہ سے جنگ کرنے کو بھیجا اور خود ارطبون کے مقابلہ کو اجنادین کی طرف بڑھے۔ اجنادین میں بہت سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں حریف جنگ یرموک کی طرح جی توڑ کر لڑے۔ آخر میں ارطبون پسپا ہو کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ مسلمانوں نے جو بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے راستہ دے دیا چنانچہ ارطبون بیت المقدس چلا گیا اور عمرو اجنادین میں جا اترے۔ اس سے پیشتر ہم اس واقعہ کو ان لوگوں کی روایت کے مطابق جنگ یرموک سے پہلے تحریر کر آئے ہیں جنہوں نے واقعہ اجنادین کو قبل یرموک کے بیان کیا ہے اور یہاں پر ان لوگوں کی روایت کے لحاظ سے اس واقعہ کو ہم نے تحریر کیا ہے جو جنگ اجنادین کو واقعہ یرموک کے بعد بیان کرتے ہیں۔

**فتح بیت المقدس** بیت المقدس میں ارطبون کے پہنچنے کے بعد عمرو نے غزہ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ غزہ خلافت صدیق اکبر میں مفتوح ہوا۔ بہرکیف اس کے بعد عمرو نے سبسطیہ کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا (یہاں پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی قبر

---

[1] [illegible] ترتیب سے لی گئی۔

ہے کہ یرموک میں [illegible] نہایت آسانی سے یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ صرف بیت المقدس باقی رہ گیا تھا [illegible] کے گرد و نواح کے کل شہروں پر [illegible] قبضہ [illegible] کے محاصرہ [illegible] تھے۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر [illegible] تھے۔ اسی وقت ابو عبیدہؓ شام کے آخری ضلع قنسرین [illegible] فتح کر چکے تھے اور بیت المقدس کا رخ کیا تو عیسائیوں نے ہمت ہار کر مصالحت کی درخواست پیش کی۔ [illegible] کے لئے یہ شرط [illegible] عمر بن الخطاب خود آ کر [illegible]۔ مسلمانوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ فاروق اعظمؓ [illegible] مدینہ میں علی ابن ابی طالب کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] قیام کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے۔

مترجم:

[illegible] بیت المقدس [illegible] مدینہ [illegible] بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیت المقدس کو روانگی [illegible] فاروق رضی اللہ عنہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] بیت المقدس کا قصد کیا [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] گیا۔

فتح نامہ بیت المقدس: [illegible] فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس [illegible] ذیل ہے۔

هذا ما أعطى عبد الله عمر امير المؤمنين اهل ايليا
من الأمان اعطاهم امانا لانفسهم و اموالهم و
لكنائسهم و صلبانهم سقيمها و بريئها و سائر ملتها
انه لا تسكن كنائسهم و لا ينتقص منها و لا من حيزها
و لا من صليبهم و لا من شيء من اموالهم و لا يكرهون
على دينهم و لا يضار احد منهم و لا يسكن بايلياء
معهم احد من اليهود و على اهل ايلياء ان يعطوا الجزية
كما يعطي اهل المدائن و عليهم ان يخرجوا منها
الروم و اللصوت فمن خرج منهم فانه آمن على
نفسه و ماله حتى يبلغوا مأمنهم و من اقام منهم فهو
آمن و عليه مثل ما على اهل ايلياء من الجزية و من احب من
اهل ايلياء ان يسير بنفسه و ماله مع الروم و يخلي
بيعهم و صلبهم فانهم آمنون على انفسهم و على
بيعهم و صلبهم حتى يبلغوا مأمنهم و على ما في هذا
الكتاب عهد الله و ذمة رسوله و ذمة الخلفاء و ذمة
المؤمنين اذا اعطوا الذي عليهم من الجزية شهد
على ذلك خالد بن الوليد و عمرو بن العاص و
عبد الرحمن بن عوف و معاوية بن ابي سفيان و
كتب و حضر سنة ۱۵ھ

یہ وہ معاہدہ ہے جو اللہ کے بندہ عمر نے اہل ایلیا کو دیا ہے ان کی جانوں، مالوں، گرجوں، صلیبوں، تندرست اور بیمار ان کے تمام مذہب والوں کو امان دی جاتی ہے کہ ان کے گرجوں میں سکونت اختیار نہ کی جائے گی اور نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کی صلیبوں اور ان کے اموال میں کچھ کمی کی جائے گی نہ مذہب کے بارے میں ان پر جبر کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا۔ ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے اور اہل ایلیا پر فرض ہے کہ اور شہر والوں کی طرح جزیہ دیں اور رومیوں اور چوروں کو نکال دیں۔ رومیوں میں جو شہر سے نکلے گا اس کے جان و مال کو امن ہے یہاں تک کہ وہ محفوظ مقام پر پہنچ جائے اور جو شہر میں رہنا اختیار کرے گا اس کو بھی امن ہے اور اس کو اہل ایلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا اور اہل ایلیا میں سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر رومیوں کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ جائیں اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہے اس پر اللہ، رسول اللہ، خلفاء اور مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا جزیہ مقررہ دیتے رہیں۔ اس دستاویز پر خالد بن ولید، عمرو بن العاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے دستخط کئے اور یہ تحریر ۱۵ھ میں لکھی گئی۔

اس معاہدے سے یہ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ اسلام نے اپنا مذہب بزور تلوار نہیں پھیلایا۔

(۲) یہ کہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں دوسرے مذہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔

(۳) یہ کہ جزیہ غیر قوموں سے جو لیا جاتا تھا بلکہ ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار تھا اور ان دونوں صورتوں میں ان کو امان دیا گیا تھا۔

**خلیفۂ ثانی کی حیثیت** عمر فاروق کی سادگی کی یہ کیفیت تھی کہ جو گھوڑا تھا اس کے سم راستہ کی خرابی سے گھس گئے تھے۔ اسی وجہ سے وہ رک رک کر قدم رکھتا تھا، لباس اور سامان بھی آپ کا ایک معمولی حیثیت کا تھا جس کو دیکھ کر خود مسلمانوں کو شرم آتی تھی۔ عمر فاروق اس کا خیال کر کے گھوڑے سے اتر پڑے۔ لوگوں نے ترکی نسل کا ایک عمدہ گھوڑا حاضر کیا اور ایک نہایت عمدہ اور نفیس پوشاک پیش کی۔ عمر فاروق نے جواب دیا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو عزت ہم کو دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور جو لے جاؤ مجھ کو اس کے پہننے کی ضرورت نہیں ہے"۔ ناچار گھوڑا آپ کے پاس لائے گئے تھے وہ اس سے بہت شوخی کرنے لگا۔ عمر فاروق نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور فرمایا "کمبخت یہ غرور کی چال تو نے کہاں سے سیکھی ہے؟"۔ بعد ازاں عمر فاروق بیت المقدس میں داخل ہوئے سب سے پہلے مسجد میں گئے محراب داؤد کے پاس پہنچ کر سجدہ

[illegible] پکڑ کر [illegible] کے قریب ہی آئے اور اس کو کھینچ رہے ہیں۔

(مترجم) دیوان کی ترتیب: دیوان کی ترتیب [illegible] سے دیوان مرتب کرنے سے فاروق اعظم کا مقصود تمام ملک کو فوجی بنانا تھا۔ [illegible] کہ ہر مسلمان [illegible] چاہتے تھے لیکن ابتدائے اسلام میں ایک تنظیم کی [illegible] اس وجہ سے پہلے پہل قریش [illegible] سے شروع کیا [illegible] اس وقت عرب [illegible] نہ تھا [illegible] حساب [illegible] کی خدمت [illegible] اس کا نام و نسب [illegible] کیا [illegible] خلافت [illegible] ترتیب قائم کی گئی تھی یعنی پہلے بنو ہاشم پھر ابوبکر صدیق کا خاندان پھر عمر فاروق کا قبیلہ لکھا گیا۔ عمر فاروق نے [illegible] فرمایا: "یوں نہیں! پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں ان کے [illegible] قبیلے لکھتے چلے جاؤ [illegible] کی نوبت آئے [illegible]"

حضرت عبداللہ بن عمر کا اعتراض: [illegible] عمر فاروق نے اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے عبداللہ سے زیادہ مقرر کی تو انہوں نے کہا: [illegible] کسی موقع پر مجھ سے آگے نہیں رہے۔" عمر فاروق نے جواب دیا: "ہاں لیکن اسامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ پیارا تھا اور [illegible] زیادہ دوست رکھتے تھے۔" عمر فاروق [illegible] الغرض [illegible] کے نقشے کے موافق تنخواہیں [illegible] مقرر ہوئے ان کی [illegible] تنخواہیں مقرر کی گئیں اور ان کے [illegible] جوان کے [illegible] گئے۔ عام [illegible] انصار کی [illegible]

| تقسیم مدارج | تعداد تنخواہ |
|---|---|
| عباس بن عبدالمطلب | ۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| علی ابن ابی طالب | ۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| ازواج مطہرات | ۱۰۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| عائشہ صدیقہ | ۱۲۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| اصحاب اہل بدر (جنگ بدر میں شریک تھے) | ۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| اصحاب بدر کے لڑکوں کو | ۲۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| غزوۂ بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کے اصحاب | ۴۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| انصار | ۴۰۰۰ ہزار درہم سالانہ |
| [illegible] | [illegible] |

| تعداد فوج | [illegible] |
|---|---|
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |

[illegible]

**حضرت عمر کا استقبال** [illegible]

**صوبہ فلسطین کی تقسیم**: [illegible] بیت المقدس [illegible]

دمشق میں [illegible] جو شخص اس ملک کا مخالف تھا وہ رومیوں کے ہمراہ چلا گیا۔ انہوں نے [illegible] فتح مصر میں [illegible] اقامت [illegible] بعض کہتے ہیں کہ [illegible] طاعون [illegible] میں [illegible] کہ مصر ہی میں [illegible] فوت ہوا۔

**فوجی نظام** اسی سنہ میں فاروق اعظمؓ نے فوجی نظام درست کیا اور [illegible] عرب کے بہادروں کی [illegible] تنخواہیں مقرر کیں [illegible] مرتب [illegible] اپنی [illegible] تنخواہیں جب [illegible] سے کم مقرر کی گئیں تو ان لوگوں نے [illegible] واللہ ہم اپنے سے کسی کو افضل نہیں [illegible] تنخواہیں اور لوگوں سے کم مقرر کی گئی [illegible] فاروق اعظمؓ نے جواب دیا [illegible] کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کی [illegible] فضیلت [illegible] کے خیال سے [illegible] انہوں نے [illegible] تسلیم کر کے [illegible] شام چلے گئے اور [illegible] جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ [illegible] شہید ہو گئے [illegible] فاروق اعظمؓ نے کہا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرابت [illegible] ترتیب [illegible] سب سے آخر میں پایا جاتا ہے۔

**تنخواہیں بلحاظ درجات** [illegible] فاروق اعظمؓ نے [illegible] پانچ پانچ ہزار [illegible] تنخواہیں مقرر [illegible] اور [illegible] ہزار [illegible] تنخواہیں [illegible] مقرر کی گئیں [illegible] بھی [illegible] کیا۔

**حضرت عمرؓ کے ذاتی مصارف** بعض نے بیت المال میں کی قدر [illegible] رکھنے کی درخواست کی تو فاروق اعظمؓ نے جواب دیا [illegible] بیت المال [illegible] مقرر [illegible] بیت المال سے [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] روایت [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] فاروق اعظمؓ نے جواب دیا [illegible] اللہ [illegible] ان [illegible] دونوں [illegible] کے بعد [illegible]

کے بعد قیصر کی باری آئی، پس اگر اس نے انہیں دونوں کا راستہ اختیار کیا اور اسی قسم کا ارادہ کیا جیسا کہ ان دونوں صاحبوں نے کیا تھا تو یہ بھی منزل مقصود پر ان سے جا ملے گا اور اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو ان سے ہرگز نہیں مل سکتا اور نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

**تکریت کا محاصرہ:** اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ کے آخر یا اوائل جمادی الثانی میں تکریت مفتوح ہوا۔ مرزبان تکریت نے فتح مدائن سے متنبہ ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اور سرزمین جزیرہ کو لشکر اسلام کی یلغار سے بچانے کی غرض سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ رومیوں کو بھی اپنی مدد کا شریک بنا لیا تھا۔ عرب کے چند قبائل ایاد، تغلب، نمر اور شہارجہ بھی شریک جنگ ہو گئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص کو اس کی خبر لگی، دربار خلافت میں اطلاعی عرضی داشت بھیجی، حکم صادر ہوا کہ ”عبداللہ بن المعتم کو سر لشکر، ربعی بن الافکل کو افسر مقدمۃ الجیش، عرفجہ بن ہرثمہ کو سواروں پر، حارث بن حسان کو میمنہ پر، فرات بن حیان کو میسرہ پر اور ہانی بن قیس کو ساقہ پر مامور کر کے پانچ ہزار کی جمعیت سے تکریت کی طرف لشکر روانہ کرو۔“ چنانچہ عبداللہ بن المعتم تکریت کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ چوبیس حملے کئے۔ اثنائے محاصرہ میں عبداللہ بن المعتم نے قبائل عرب کو ملا لیا جن سے روز مرہ مرزبان تکریت کے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ رومیوں نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر کشتیوں پر مال و اسباب بار کر کے براہ دجلہ بھاگ جانے کا قصد کیا۔

**فتح تکریت:** تکریت میں جو قبائل عرب تھے انہوں نے عبداللہ بن المعتم کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم ہم کو امان دو تو ہم عین معرکہ کے وقت ان سے علیحدہ ہو کر تم سے آ ملیں گے۔ عبداللہ بن المعتم نے پیام دیا کہ ”اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔“ ان سب نے اس پیام کے پہنچتے ہی اسلام قبول کر لیا اور باہم یہ طے ہو گیا کہ جب عساکر اسلام کی تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہہ کر دریا کا کنارہ روک رہنا۔ عبداللہ بن المعتم نے یہ خبر پاتے ہی بغیر توقف و تامل کے تکریت پر دھاوا کیا۔ عربوں نے عساکر اسلامی کی تکبیر سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور دریا کا کنارہ روک لیا، رومی اور مجوسی دریا کی طرف سے تکبیر کی آواز سن کر یہ سمجھے کہ عساکر اسلام نے دریا کی جانب بھی محاصرہ کر لیا، اس خیال سے اسی سمت بھاگے جس طرف مسلمانوں کی فوجیں تھیں۔ مسلمانوں نے بھی تو ان پر حملہ کیا۔ اہل تکریت پیچھے ہٹے تو تکریت کے عربوں نے مارنا شروع کیا۔ سب کے سب پامال ہو گئے۔ قبائل ربیعہ سے جو تغلب، نمر اور ایاد وغیرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور مال و اسباب کثرت سے ہاتھ لگا۔ جب مال غنیمت تقسیم کیا گیا سواروں کے حصے میں تین تین ہزار درہم اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔

**فتح موصل:** بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن المعتم نے عہد خلافت فاروقی میں ربعی بن الافکل کو ہمراہ لے کر قبائل تغلب، ایاد اور نمر موصل اور نینوا کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ربعی نے ان مقامات کو بصلح و امان فتح کیا۔ یہ دونوں قلعے دجلہ کے کنارے (ایک شرقی جانب دوسرا غربی سمت) پر نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے ۲۰ھ میں نینوا پر (جو دجلہ کے شرقی جانب ہے) بزور تیغ قبضہ حاصل کیا تھا اور اہل موصل نے (جو دجلہ کے غرب میں ہے) جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔ اسی زمانہ میں جبل اکراد و کل بلاد موصل مفتوح ہوئے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے فتح کے بعد جزیرہ عیاض بن غنم کو موصل کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

**بیعت اور قریش کی اطاعت** [illegible]

[illegible]

---

[illegible]

بھیجا گیا۔ مسر کے تیسرے دن عراق سے کھانا پہنچے۔ ابوعبیدہؓ نے فاروق اعظمؓ کو مژدہ فتح کے ساتھ کھانا آنے کی بھی اطلاع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے حکم دیا کہ "مال غنیمت میں کھانا کو بھی شامل کر لو"۔

**بنو ایاد کی روم کو روانگی:** عیاض بن غنم نے جزیرہ میں داخل ہو کر سہیل بن عدی کو رقہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل رقہ نے محاصرہ ہونے کے ساتھ ہی جزیہ دے کر صلح کر لی۔ پھر عیاض نے حران کا رخ کیا جزیرہ میں جس قدر قبائل عرب تھے سب نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ البتہ ایاد بن نزار رومیوں کے ساتھ روم چلے گئے۔ حران والوں نے بھی جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اس کے بعد سہیل اور عبداللہ کو الرہا کی طرف بھیجا۔ محاصرہ کی بھی نوبت نہ آئی تھی کہ اہل الرہا نے صلح کی درخواست کی جزیہ دینا منظور کیا۔ غرض نہایت کم مدت میں رفتہ رفتہ تمام جزیرہ اسی طرح سے بغیر کسی خفیف خونریزی کے مفتوح ہو گیا۔ ابوعبیدہؓ نے فاروق اعظمؓ کو جس وقت جابیہ سے واپس ہو رہے تھے فتح جزیرہ کے حالات لکھے اور یہ درخواست کی کہ "اگر منظور ہو تو آپ اپنے ہمراہ عیاض کے بجائے میرے پاس عیاض بن غنم کو بھیج دیجئے"۔ فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر لی اور حبیب بن مسلمہ کو عراق عجم اور اس کی لڑائی پر اور ولید بن عقبہ کو وہاں کے عرب پر مامور کیا۔

**بنو ایاد کی اطاعت:** فاروق اعظمؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ ایاد بادشاہ روم کے ملک میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو آپ نے ہرقل کو خط لکھ کر بھیجا "مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ قبائل عرب کا ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں جا آباد ہوا ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تم ان کو اپنے ملک سے نکال نہ دو گے تو ہم کل عیسائیوں کو جو ہمارے ملک میں آباد ہیں نکال کر تمہارے پاس بھیج دیں گے"۔ ہرقل نے قبیلہ ایاد کو اپنے ملک سے نکال دیا چنانچہ قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی شام اور جزیرہ میں آ کر آباد ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے اسلام لانے پر مجبور کیا۔ فاروق اعظمؓ کو اس امر کی اطلاع دی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ "ان لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ جزیہ دینا منظور کر لیں تو قبول کر لو یہ امر کہ اسلام کے سوا کوئی غیر مسلموں کی درخواست منظور نہ کی جائے گی جزیرۃ العرب (مابین مکہ، مدینہ اور یمن) کے لیے مخصوص ہے۔ ہاں اس شرط کے ساتھ ان کو پابند کر دو کہ وہ اپنے لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں اور کسی کو مسلمان ہونے سے نہ روکیں"۔ چنانچہ اس کے بعد بنو ایاد نے ایک وفد دارالخلافت کو روانہ

---

[1] جزیرہ کے ملک جن صوبوں پر مشتمل ہے [illegible] ان کے [illegible] حران [illegible] [illegible]

[2] علامہ شبلی نے یہاں لفظ (ایاد) کا [illegible] [illegible] على [illegible] لا ينصروا [illegible] [illegible] ان کی اولاد کو [illegible] اصطباغ [illegible] باپ مسلمان ہو چکے ہیں [illegible] ولا [illegible] [illegible] [illegible] روایت کرتے ہوئے [illegible] اعتراض پیدا ہوا کہ فاروق اعظمؓ [illegible] [illegible] تصانیف [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] عیسائیوں کی اولاد کو اصطباغ [illegible] [illegible] بنو تغلب [illegible] تھے۔

کیا اور حضرت عمرؓ سے یہ درخواست کی کہ "جزیہ کے نام سے ان سے کوئی رقم نہ وصول کی جائے" فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر لی اور اس رقم کو صدقہ کے نام سے موسوم کر کے دو چند وصول کرنے کا حکم بھیج دیا۔ چونکہ حالات ولید بن عقبہ سے باوجود چند روزہ کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس سبب سے ان کو معزول کر کے فرات بن حیان اور ہند بن عمرو الجملی کو مقرر کیا۔

**جزیرہ کی فتح:** ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۱۹ھ میں سعد نے عیاض بن غنم کو امیر لشکر مقرر کر کے جزیرہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر میں سعد کے لڑکے عمر بھی تھے۔ چنانچہ اسی مہینے جزیرہ مفتوح ہوا۔ اس کے بعد عمر نے عیاض کے ساتھ ارہا کو فتح کیا۔ اہل حران نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ ابو موسیٰ نے نصیبین مفتوح کیا۔ اسی زمانہ میں سعد نے عثمان بن ابی العاص کو آرمینیہ پر بھیجا۔ آرمینیہ والوں نے بھی جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد صوبہ قلقیلا سے قیساریہ مفتوح ہوا۔ اس روایت کے لحاظ سے جزیرہ فتوحات عراق میں داخل کیا جاتا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو عبیدہؓ نے عیاض بن غنم کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ چنانچہ ابو عبیدہ کے انتقال کے بعد فاروق اعظمؓ نے بھی عیاض بن غنم ہی کو جزیرہ کی حکومت پر مامور کیا۔

**عیاض بن غنم کی فتوحات:** اس کے بعد شعبان ۱۸ھ میں پانچ ہزار کی جمعیت سے عیاض بن غنم جزیرہ کے سر کرنے پر مامور ہوئے۔ میسرہ بن مسروق نے (جو ان کے ہراول کے افسر تھے) رقہ پہنچ کر چھ روز کے محاصرے کے بعد جزیہ پر مصالحت کر لی۔ رقہ کے اطراف و جوانب کے گاؤں والوں پر خراج مقرر کر کے حران کی طرف بڑھے اسی اثنا میں عیاض بھی آ پہنچے اور ایک فوج بسر کردگی صفوان بن معطل اور حبیب بن مسلمہ اس کے محاصرے پر چھوڑ کر ارہا کی طرف چلے گئے۔ اہل ارہا نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک بے جگری کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار اہل ارہا نے امان طلب کی عیاض جزیہ لے کر مصالحت کر کے حران کی طرف واپس آئے۔ اس وقت صفوان اور حبیب نے اہل حران سے صلح کر لی تھی اور حران کے گرد و نواح کے کل قلعات اور دیہات پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد سمیساط، سروج، راس کیفا فتح کرتے ہوئے قرقیسیا، نصیبین، ماردین، موصل کا ایک قلعہ دارا، راس عین تھا اور ارمینیہ سے بصلح یہ مقامات مفتوح ہوا۔ عیاض بن غنم فتح کے جھنڈے اڑاتے ہوئے رقہ واپس ہوئے۔ حمص میں پہنچ کر ۲۰ھ میں انتقال کر گئے۔

**راس العین کی فتح:** فاروق اعظمؓ نے عیاض کی جگہ عمیر بن سعد انصاری کو مامور کیا انہوں نے راس العین کو فتح کیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عیاض نے ان کو راس العین کے سر کرنے کو بھیجا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ عیاض کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو راس العین کی فتح پر مامور کیا تھا۔ بعض مؤرخوں کا یہ بھی بیان ہے کہ فتح جزیرہ میں خالد بن ولید عیاض کے ہمراہ تھے اور آمد کے حمام میں نہانے گئے تھے کسی تیل سے مالش کرائی تھی جس میں شراب بھی تھی لیکن بعض مورخوں کا یہ خیال ہے کہ ابو عبیدہ کے بعد خالد کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔

**ملطیہ کی فتح:** عیاض نے جزیرہ کے مفتوح ہونے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ حبیب نے ملطیہ فتح کیا اور وہاں پر ایک چھاؤنی قائم کر کے ایک شخص کو افسر بنایا۔ جس وقت عیاض بن غنم نے جزیرہ کے قلعے

---

۱ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے ملطیہ میں پہلی مرتبہ چھاؤنی نہیں قائم کی تھی بلکہ حضرت امیر معاویہ نے قائم کی۔

ملک ایران تک قدم بڑھایا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے ۱۷ھ میں مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی۔ ان دنوں شام میں حسب ذیل عامل تھے۔ حمص میں ابوعبیدہ اور ان کی [illegible] قنسرین پر خالد بن الولید، دمشق میں یزید بن ابی سفیان، اردن میں معاویہ، فلسطین پر علقمہ بن مجزز اور سواحل پر عبداللہ بن قیس (رضی اللہ عنہم)

**حضرت خالد بن ولید کی معزولی** فتح کے بعد جزیرہ کی یہ بات مشہور ہوئی کہ خالد بن ولید عیاض بن غنم کے ساتھ مہم جزیرہ پر گئے۔ یہ بھی سنا ہے کہ انہوں نے اپنی مدح کے صلہ میں اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دیے ہیں۔ فاروق اعظمؓ کو پرچہ نویسوں نے اس واقعہ کی نیز حمام میں شراب سے بدن ملنے کی اطلاع دی۔ فاروق اعظمؓ نے ابوعبیدہ کو لکھا "مجمع عام میں خالد کی ٹوپی سر سے اتار لی جائے اور ان کے عمامہ سے ان کی مشکیں باندھی جائیں اور یہ دریافت کیا جائے کہ اشعث کو تم نے انعام اپنی جیب خاص سے دیا ہے تو اسراف کیا ہے اور بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے۔ بہر کیف دونوں صورتوں میں معزولی [illegible]" [illegible] چنانچہ ابوعبیدہ نے خالد بن الولید کو مجمع عام میں بلایا۔ قاصد نے پوچھا "یہ انعام تم نے کہاں سے دیا"۔ خالد نے جواب نہ دیا خاموش رہے۔ بلال نے اٹھ کر فاروق اعظمؓ کے حکم کی تعمیل کی اور دوبارہ دریافت کیا۔ خالد نے جواب دیا "میں نے اپنی جیب سے انعام دیا ہے"۔ قاصد نے یہ سنتے ہی مشکیں کھول دیں، ٹوپی اور عمامہ واپس کر دیا۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے خالد کو قنسرین کی حکومت سے مدینہ بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو فاروق اعظمؓ نے پوچھا "تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر

---

[illegible]

۱ فاروق اعظمؓ نے [illegible] بیت المال [illegible]

۲ [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] خالد بن الولید [illegible] ابوبکر صدیقؓ [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] ابوعبیدہ [illegible] بیان ہے۔

انعام تم نے کہاں سے دیا؟" قائد نے جواب دیا "مال غنیمت سے اور اپنے ذاتی حصے سے اگر ساٹھ ہزار سے زیادہ نکلے تو وہ تمہارا ہے۔" جانچنے سے بیس ہزار زیادہ نکلے، بیت المال میں داخل کر دیئے گئے اس کے بعد دونوں میں صفائی ہو گئی۔

**مسجد حرام کی توسیع:** ۱۷ھ میں عمر فاروقؓ عمرہ کو تشریف لے گئے۔ صحن مسجد کو وسیع کیا جس سے ماقبل مکہ میں تعمیر ہو چکے حرم کے گرد و پیش کے مکانات خرید کر ڈھا دیئے اور ان کی زمین صحن حرم میں شامل کر دی۔ جس شخص نے خریداری کے بعد بھی قبضہ اٹھانے سے انکار کیا اس کا مکان جبراً ڈھا دیا گیا۔ یہ تعمیر رجب سنہ مذکور میں شروع ہوئی واقف کاری کی وجہ سے اس خدمت پر مخرمہ بن نوفل، ازہر بن عبد عوف، حویطب بن عبد العزیٰ اور سعید بن یربوع مامور کئے گئے۔ مسافروں کی آسائش کے لحاظ سے مابین مکہ و مدینہ جا بجا مکانات اور کنوئیں بنائے جانے کا حکم دیا گیا۔

**ایران پر فوج کشی:** زمانہ خلافت صدیقی میں علاء بن الحضرمی بحرین کے گورنر تھے۔ فاروق اعظمؓ نے ان کو معزول کر کے قدامہ بن مظعون کو مامور کیا۔ بعد چندے (۱۴ھ میں) پھر علاء بن الحضرمی کو بحرین کی گورنری پر بحال کیا۔ علاء بن الحضرمی بڑے ہمت اور حوصلے کے آدمی تھے۔ ہمیشہ ہر میدان میں سعد بن ابی وقاص سے بڑھ کر قدم مارنا چاہتے تھے۔ جب ان کو اہل ردت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور سعدؓ قادسیہ کی لڑائی میں فتح یاب ہوئے تو علاء کو سخت رشک پیدا ہوا فارس پر حملہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں تیار کیں۔ خلید بن منذر کو سر لشکر مقرر کر کے ان کی ماتحتی میں الگ الگ فوجوں پر جارود بن معلی اور سوار بن ہمام کو مامور کر کے بلا اجازت فاروق اعظمؓ براہ دریا فارس پر فوج کشی کر دی۔

**معرکہ اصطخر:** فاروق اعظمؓ اور ان سے پیشتر صدیق اکبرؓ بھی دریا کے سفر سے بے حد احتراز کرتے تھے۔ فاروق اعظمؓ بعد فتح مدائن اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "ہمارے اور فارس کے درمیان آتشیں پہاڑ حائل ہو جاتے تو اچھا ہوتا، نہ وہ ہم تک آ سکتے اور نہ ہم ان تک پہنچ سکتے۔" لیکن اتفاقی طور سے یہ لڑائی چھڑ گئی اسلامی فوجیں اصطخر میں پہنچ کر جہاز سے ساحل پر اتریں وہاں کا حاکم ہربذ نامی فوج کثیر لے کر مقابلے پر آیا۔ دریا کو دوسری طرف سے عبور کر کے جہاز اور عساکر اسلامی کے بیچ میں صف آرائی کی اگرچہ مسلمانوں کی فوجیں ہربذ کے لشکر سے کم تھیں اور گویا جہاز پر بھی مخالف کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن نہ سپاہیوں میں کچھ ہراس پیدا ہوا اور نہ سپہ سالار فوج (خلید) کی ثابت قدمی و استقلال میں کچھ فرق آیا۔ خلید نے بڑے جوش کے ساتھ بعد نماز ظہر جنگ قائم کیں اور فوج سے مخاطب ہو کر کہا "مسلمانو! بے دل نہ ہونا انہوں نے تم کو لڑائی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تم خود ان سے لڑنے کو آئے ہو۔ اگرچہ انہوں نے ہمارے جہازوں پر ایک گونہ قبضہ کر لیا ہے لیکن اللہ پر بھروسہ کر کے حملہ کر دو ان شاء اللہ تعالیٰ جہاز کے ساتھ ان کا ملک بھی ہمارے قبضے میں آ جائے گا۔"

**مجاہدین کی پسپائی:** خلید بذات خود بڑی مردانگی سے رجز پڑھتے ہوئے بڑھے دونوں لشکروں کا مقام طاؤس میں مقابلہ ہوا۔ جارود و سوار سینکڑوں کو تہ تیغ کر کے شہید ہو گئے۔ خلید نے اپنی فوج کو پیادہ ہو کر لڑنے کا حکم دیا۔ معرکہ نہایت سخت تھا ہزاروں ایرانیوں نے خاک و خون پر تڑپ کر جانیں دیں۔ عساکر اسلامی کا بھی زیادہ حصہ کام آ گیا جس کے سبب آگے نہ بڑھ سکے پیچھے ہٹنے کو جہاز دریا میں نہ پایا دشمنوں نے اسے پہلے ہی غرق کر دیا تھا۔ مجبور ہو کر براہ خشکی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

[illegible] طرف کی آمد [illegible] بند کر دی تھی ہر طرف سے [illegible] کر دیے گئے تھے۔ [illegible]
کی غرض سے ایرانی فوجیں [illegible] تھیں۔

مجاہدین کی کمک: فاروق اعظمؓ کو [illegible] اطلاع ہوئی [illegible] ایک بڑی فوج تیار کر کے مسلمانوں کے بچانے [illegible] روانہ [illegible] حکم دیا [illegible] پاس چلے آئیں [illegible] فوج [illegible] احنف بن قیس [illegible] ہر طرف سے [illegible] شروع کی [illegible] بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوئی [illegible] ایرانی لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا [illegible] ایرانی [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کا حکم [illegible]

حضرت مغیرہ [illegible] کی معزولی [illegible] فاروق اعظمؓ نے [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] فاروق اعظمؓ نے [illegible] ابو موسیٰ اشعریؓ [illegible] ایک فرمان [illegible] فرمایا۔ مضمون یہ تھا:

اما بعد فانه بلغني عنك نبأ عظيم فبعثت ابا موسى اميرا فسلم اليه ما في يدك و
العجل

"اما بعد، تمہارے بارے میں ایک بہت بڑی خبر پہنچی ہے [illegible] ابو موسیٰ کو امیر [illegible] جو کچھ تمہارے
قبضے میں ہے ان کے حوالے کر کے فوراً چلے آؤ۔"

جب مغیرہ اور ابوبکرہ [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] شہادت لینے کے
گواہوں نے شہادت میں اختلاف کیا [illegible] فاروق اعظمؓ نے [illegible]
[illegible] فاروق اعظمؓ نے [illegible] شہادت [illegible]

کوفہ کی چھاؤنی کی تعمیر: [illegible] فاروق اعظمؓ [illegible] عرب [illegible]
ان کے چہروں [illegible] مقام [illegible] ان کے [illegible]

جب دربار خلافت میں وفد نے عرض کی کہ "عرب کے چہروں کے رنگ اور جسموں کی آب و ہوا نے متغیر کر دیا ہے۔" بعض نے لکھا ہے کہ حذیفہ نے جو کہ سعد کے ہمراہ تھے فاروق اعظمؓ کو لکھا کہ "عرب کو اس سرزمین کی آب و ہوا موافق نہیں آتی اور ان کی صحت اچھی نہیں رہتی۔" فاروق اعظمؓ نے سعد سے دریافت کیا۔ سعد نے حذیفہ کے بیان کی تائید کی۔ فاروق اعظمؓ نے سعد کو لکھا کہ سلمان و حذیفہ کو اس کام پر مامور کرو کہ وہ جا کر اہل عرب کے مذاق کے موافق کوئی مقام تجویز کر لیں۔

چنانچہ دونوں صاحبوں نے اس موقع کو پسند کیا اور وہاں چھاؤنی قائم کرنے کی تجویز کی۔ یہ دونوں سعد کے پاس آئے اور ان کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا۔ سعد نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی اور قعقاع اور عبداللہ بن المعتم کو لکھا کہ اپنے لشکروں میں کسی شخص کو نائب مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔" چنانچہ جب یہ دونوں بزرگ سعد کے پاس آ گئے تو سعد مدائن سے روانہ ہو کر محرم ۱۷ھ میں جنگ قادسیہ کے دو برس دو مہینے بعد اور جب کہ تین برس اور تین مہینے فاروق اعظمؓ کی خلافت کے گزر چکے تھے۔ مقام کوفہ پہنچ کر اس سرزمین کو خوب دیکھا بھالا۔ فاروق اعظمؓ کو لکھا، مضمون اس کا یہ تھا:

> "میں نے چھاؤنی قائم کرنے کے لئے کوفہ کو منتخب کیا ہے یہ مقام حیرہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ اس جگہ خشکی اور تری دونوں موجود ہیں اور اہل عرب کے مذاق کے موافق ہے۔ میں نے یہاں تمام مسلمانوں کو لا کر ٹھہرایا ہے۔ اہل عرب کے لئے یہ مقام نہایت مناسب ہے اور جن لوگوں نے مدائن میں رہنا پسند کیا ہے میں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ان کو چھاؤنی بنا کر زمانہ جنگ میں ٹھہرا دیا جایا کرے گا اور بعد اختتام جنگ واپس آیا کرے گا۔"

کوفہ میں قیام کرنے کے بعد مسلمانوں پر اس کی خوبیاں ظاہر ہو گئیں اور ان کی قوت و توانائی کی حالت ویسی ہی پہلے کی سی عود کر آئی۔

**بصرہ کی چھاؤنی کی تعمیر:** اسی زمانہ میں اہل بصرہ بھی خیموں سے نکل کر اپنے اپنے مکانوں میں آ گئے تھے۔ ان دونوں مقامات کے مکانات باجازت فاروق اعظمؓ پہلے گھاس پھونس سے بنائے گئے تھے۔ [illegible] کے بعد کوفہ اور بصرہ میں

---

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

آتش زدگی ہوئی کل مکانات جل گئے۔ سعد نے فاروق اعظم سے اینٹ اور گارے کی عمارتیں بنانے کی اجازت طلب کی فاروق اعظم نے اجازت دی لیکن یہ شرط لگا دی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے اور مکانات زیادہ مرتفع اور طول و طویل نہ ہوں۔ (والزموا السنة تلزمکم الدولة) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پکڑے رہو دولت تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گی"۔ کوفہ کے بسانے پر ابو الہیاج بن مالک اور بصرہ کی تعمیر پر ابو الجرباء عاصم بن الدلف مامور تھے۔ کوفہ کے حدود اربعہ کے ایک جانب حلوان تھا جس کی حکومت قعقاع کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ دوسری طرف ماسبذان تھا جس پر ضرار بن الخطاب عامل تھے۔ تیسری جانب قرقیسیا تھا عمر بن مالک یہاں کے گورنر تھے چوتھی طرف موصل تھا جس کی ولایت پر عبداللہ بن معتم مامور تھے۔

**خوزستان کی فتح:** فارس کا نامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے بھاگ کر خوزستان چلا آیا تھا (جو اہواز کا دار الحکومت تھا) خوزستان اور اس کے اردگرد پر قابض ہو کر میسان، دشت میسان سے بصرہ تک اور نہر تیری کی حدود اہواز تک اپنے تصرف و قبضہ کو بڑھا لیا تھا۔ چونکہ خوزستان کی سرحد بصرہ سے ملی ہوئی تھی جو ان کے فتح کئے ہوئے تھے بصرے میں پورے طور سے امن قائم نہیں ہو سکتا تھا اس وجہ سے عتبہ بن غزوان نے سعد سے امداد طلب کی۔ چنانچہ نعیم بن مقرن اور نعیم بن مسعود عتبہ کی کمک پر مامور ہو کر اہواز کے حدود پر پہنچ گئے۔ عتبہ نے (بنو عدویہ بن حنظلہ سے) سلمیٰ بن القین اور حرملہ بن مریطہ کو بصرہ کی دوسری سرحد میسان کی طرف بھیج دیا۔ سلمیٰ اور حرملہ نے بنو العم بن مالک کو جو خوزستان میں رہتے تھے ملکی اور قومی جوش، غیرت دلا کر ابھارا۔ غالب وائلی اور کلیب بن وائل کلیبی سرداران بنو العم بن مالک اس تحریک سے متاثر ہو کر سلمیٰ کو آ ملے اور یہ وعدہ کر گئے کہ جس وقت تم لوگ مناذر اور نہر تیری پر حملہ کرو گے ہم بھی شہر کے اندر سے نکل آ دو ہو جائیں گے۔

**ہرمزان سے جزیہ پر مصالحت:** جس روز اور جس وقت حملہ کرنے کا اہتمام و عہد و پیمان ہوا تھا ٹھیک اسی روز اور اسی وقت ایک طرف سے سلمیٰ اور حرملہ نے حملہ کیا دوسری طرف سے نعیم بڑھے۔ سلمیٰ و حرملہ بصرہ کی جانب تھے اور نعیم افواج کوفہ کے سردار تھے۔ دونوں سپہ سالاروں نے دونوں طرف سے ہرمزان پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوئی شہر کے اندر سے غالب اور کلیب حسب قرارداد نکل آئے اور مناذر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا ہرمزان اس اتفاقی واقعہ سے گھبرا گیا اس کی فوج کی ترتیب جاتی رہی ابتر ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا مسلمانوں نے تعاقب کیا ہرمزان ایرانی اس دریا کے کنارے تک مارے گئے دریائے دجیل پر پہنچ کر اسلامی لشکر ٹھہر گیا اور ہرمزان سوق اہواز کے پل سے عبور کر کے نکل گیا لیکن اس نے اپنے کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کمزور پا کر دوسرے ہی دن صلح کا پیام بھیجا۔ مسلمانوں نے مناذر، نہر تیری اور اہواز کے ان مقامات کے علاوہ جن پر پیشتر سے ان کا قبضہ ہو گیا تھا باقی اہواز پر جزیہ لے کر صلح کر لی۔

**ہرمزان کی بد عہدی:** افواج اسلامی کا ایک ایک دستہ نہر تیری اور مناذر میں ٹھہرا دیا گیا غالب اور کلیب کو ان کی سرداری دی گئی۔ چند دنوں بعد غالب، کلیب اور ہرمزان میں سرحد قائم کرنے میں اختلاف ہوا۔ سلمیٰ اور حرملہ نے غالب اور کلیب کی رائے سے اتفاق کیا ہرمزان بگڑ گیا۔ بد عہدی پر کمربستہ ہو کر کردوں کو جمع کر کے مخالفت و جنگ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عتبہ بن غزوان نے حرقوص بن زہیر سعدی کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا تمام سوق اہواز میں معرکہ ہوا۔ ہرمزان کو شکست ہوئی بھاگ

کر رامہرمز چلا گیا۔ حرقوص نے سوق اہواز پر قبضہ کر کے جزء کو مقرر کیا اور اپنے دارالحکومت تستر تک بڑھ آیا۔ فاروق اعظمؓ کو فتح کا مژدہ لکھ بھیجا اور ہرمزان کے تعاقب میں جزء بن معاویہ کو روانہ کیا تو وہ سرق اور دورق تک بڑھتے چلے گئے۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست کی۔ فاروق اعظمؓ کی درخواست سے اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ ”جتنے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے ان پر وہ قابض رہیں باقی شہروں پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا رہے“۔ اس مصالحت کے بعد حرقوص نے جبل اہواز پر ڈیرے ڈال دیئے اور ویران شدہ شہروں کے آباد کرنے میں مصروف ہوئے۔

**مجاہدین کا رامہرمز پر قبضہ:** ان واقعات کے بعد شاہ کسریٰ یزدگرد والی فارس مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہا تھا اور اہل اہواز سے لشکر اسلام کے خلاف عہد و اقرار لے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک بہت بڑی عظیم فوج جمع ہوگئی۔ مسلمانوں نے کل حالات دربار خلافت میں لکھ بھیجے۔ فاروق اعظمؓ نے سعد کو لکھا کہ ”ایک عظیم فوج نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں ہرمزان کے مقابلہ پر روانہ کرو اور وہ بڑھتے رہیں“۔ ابو موسیٰ کو حکم دیا کہ سہل بن عدی کی سرداری کے ساتھ ایک فوج اہواز کی طرف بھیجو، جس کے میمنہ و میسرہ و مقدمہ پر براء بن مالک، مجزاۃ بن ثور، عرفجہ بن ہرثمہ (رضی اللہ عنہم) اور [illegible] سپہ سالار اعظم ابو سبرہ بن ابی رہم مقرر کئے جائیں۔ ہرمزان کو اس تیاری کی خبر لگی، فوج مرتب کر کے نعمان کا راستہ روکا۔ قریب رامہرمز دونوں فریق صف آرا ہوئے، لشکر پہنچتے ہی سخت معرکہ ہوا، ہرمزان شکست کھا کر بھاگا اور نعمان نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا۔

**تستر کا محاصرہ:** اسی زمانہ میں بصرہ کی اسلامی فوجیں آ پہنچیں اور یہ معلوم کر کے کہ رامہرمز پر نعمان کا قبضہ ہو گیا ہے اور ہرمزان تستر میں پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف فوجیں مرتب کر رہا ہے، تستر کی طرف سیلاب کی طرح بڑھیں۔ تستر میں اس وقت ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ جبال و اہواز کی ایرانی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ بھاگ کر یہیں آ کر جمع ہوئی تھیں۔ ہرمزان نے شہر کی مرمت کرا لی تھی، چاروں طرف سے خندق اور برجوں سے مستحکم کر لیا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ابو موسیٰ کو بصرہ سے مسلمانوں کی مدد پر روانہ کیا اور انہیں کو افواج اسلامیہ کا سپہ سالار مقرر کیا۔ مختصر مسلمانوں نے تستر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اٹھارہ مہینے تک گھیرے پڑے رہے۔ ایرانیوں نے متعدد حملے کئے، ہر ایک کے بعد بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری جنگ میں ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا لیکن ہرمزان نے شہر میں محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

**تستر پر قبضہ:** ایک دن ایک شخص نے شہر پناہ پر سے تیر میں ایک خط باندھ کر ابو موسیٰ کی طرف پھینکا جس کا مضمون یہ تھا

---

۱ ابو موسیٰ [illegible] ہرمزان [illegible] نے پیچھے ہٹ کر بھاگنا شروع کیا اور محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

۲ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ [illegible] ابو موسیٰ کے پاس [illegible] کہ اگر مجھے جان و مال کی امان دی جائے تو [illegible] تستر [illegible] ہرمزان [illegible]

کہ "مجھ کو اور میرے خاندان والوں کو آپ امان دیں تو میں ایک راستہ بتا دوں جس سے شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے گا"۔ ابو موسیٰ نے نہایت مسرت سے اس شرط کو منظور کیا۔ وہ شخص ابو موسیٰ کے پاس آیا اور چند مسلمانوں کو ہمراہ لے کر دجیل عبور کر کے سرنگ کی راہ شہر میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے شہر پناہ کے پھاٹک کے قریب پہنچ کر پہرہ والوں سے لڑائی شروع کر دی اور دروازے کاٹ کر پھاٹک تک پہنچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر پھاٹک کھول دیا۔ اسلامی فوجیں پہلے ہی سے مستعد و تیار تھیں۔ تکبیر کہتی ہوئی شہر میں گھس پڑیں۔ تمام شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور یہ شرط پیش کی: "میرا معاملہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ کے روبرو پیش کیا جائے وہ میری نسبت جو فیصلہ دیں گے مجھے منظور ہوگا تم لوگ مجھ سے تعرض نہ کرو مجھے مدینہ بھیج دو"۔ ابو موسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی۔ ہرمزان نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کیا گیا۔ سواروں کے حصے میں تین تین ہزار اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔ اسی آخری معرکے میں براء بن مالکؓ اور مجزاۃ بن ثورؓ ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ فتح تستر کے بعد ابو سبرہ، نعمان اور ابو موسیٰ کی فوج نے ایرانیوں کے تعاقب میں بڑھ کر سوس میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور زر بن عبداللہ فقیمیؓ نے جندیسابور کو جا گھیرا۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ "ابو موسیٰ اشعری بصرہ واپس آ جائیں، بجائے ان کے اسود بن ربیعہ جو ایک صحابی رسول ہیں مقرر کیے جائیں"۔

**ہرمزان دربار خلافت میں:** ابو موسیٰ نے ہرمزان کو ایک سفارت کے ساتھ جس میں انس بن مالکؓ اور احنف بن قیس بھی تھے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر ہرمزان نے مرصع تاج (جس میں یاقوت و ہیرے لگے ہوئے تھے) سر پر رکھا، دیبا کی قبا زیب بدن کی، ملوک عجم کے دستور کے مطابق قیمتی جواہرات پہنے اور کمر سے مرصع تلوار لٹکائی۔ غرض پوری آن بان و شوکت کی تصویر بن کر دارالخلافت میں داخل ہوا۔ تمام مدینہ اس کی زرق برق قیمتی پوشاک کا تماشائی بنا ہوا تھا۔ فاروق اعظمؓ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ ہرمزان اسی ٹھاٹھ سے حاضر ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسلام کے ذریعے ایسوں کو اس نے ذلیل کیا ہے۔

**حضرت عمرؓ اور ہرمزان کی گفتگو:** بعد ازاں ہرمزان سے مخاطب ہو کر فرمایا "تم نے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری حکم دیکھا"۔ ہرمزان نے جواب دیا "امیر المومنین! زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آزاد چھوڑ رکھا تھا۔ چونکہ ہم میں قوت زیادہ تھی ہم تم پر غالب آتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے رہا ہے لہٰذا تم ہم پر غالب آ گئے ہو"۔ فاروق اعظمؓ نے پوچھا "تم نے کئی بار بدعہدی کی ہے اس کی سزا میں تم کو کیا عذر ہے اور اب تمہارا کون سا حیلہ باقی ہے"۔ ہرمزان نے جواب دیا "مجھے خوف ہے کہ یہ بات بتانے سے پہلے تم مجھ کو قتل کر ڈالو گے"۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا "نہیں! تم خوف نہ

---

ﮯ ہرمزان کا محاصرہ اور بعض روایات میں [illegible] شہر کے [illegible] سرنگ کے راستے سے ابو موسیٰ کے پاس آ کر [illegible] عرض کیا [illegible] ابو موسیٰ نے [illegible] اسلامی لشکر کی طرف دیکھا [illegible] ساتھیوں نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ساتھیوں کے [illegible] پہنچ کر شہر پناہ کے پہرے داروں کو [illegible] پہلے ہی [illegible] کے منتظر [illegible] دروازے کے کھلتے ہی [illegible] اللہ اکبر کا نعرہ [illegible] دے۔

کرو"۔ پھر ہرمزان نے پانی مانگا جب پانی سامنے آیا تو ہاتھ میں پیالہ لے کر بولا "مجھے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت میں تم مجھے قتل نہ کر ڈالو"۔ فاروق اعظمؓ نے ارشاد کیا "تم مطلق خوف نہ کرو جب تک پانی نہ پی لو گے کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے"۔ ہرمزان نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا کہا "اب میں پانی نہیں پیوں گا اس شرط کے مطابق تم مجھے قتل بھی نہیں کر سکتے تم نے مجھے امان دی ہے"۔

**ہرمزان کا قبول اسلام:** فاروق اعظمؓ اس حیلے پر حیران ہو کر بولے "تو جھوٹ کہتا ہے"۔ ہرمزان کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ انسؓ بول اٹھے "امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے فرمایا ہے جب تک پانی نہ پی لو گے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پیو گے کسی خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے"۔ انسؓ کی اس تقریر کو سن کر دوسرے حاضرین جلسہ نے بھی ان کے قول کی تائید کی۔ فاروق اعظمؓ نے ہرمزان سے کہا "تو نے مجھے دھوکا دیا لیکن میں تجھے دھوکا نہ دوں گا مناسب ہے کہ مسلمان ہو جا"۔ ہرمزان نے مسکرا کر جواب دیا "مگر تو پہلے ہی سے اسلام لا چکا تھا"۔ یہ کہہ کر ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا۔ فاروق اعظمؓ بہت خوش ہوئے مدینہ میں رہنے کی اجازت دی ایک مکان دیا اور ساتھ ہی دو ہزار سالانہ تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ بعض معاملات میں اکثر اس سے مشورے لیتے تھے۔

**حضرت عمرؓ کی اہل فارس سے جواب طلبی:** اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے اہل سفارت کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا "شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہو اس وجہ سے یہ لوگ بیشتر نقض عہد کیا کرتے ہیں"۔ اہل سفارت نے عرض کیا "ہم لوگ ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کو نباہتے ہیں اور وعدے کا ایفا کرتے ہیں"۔ فاروق اعظمؓ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ احنف نے عرض کیا "امیر المومنین آپ نے ہم کو بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی ممانعت کر دی ہے لیکن جب تک ان کا بادشاہ (یزدگرد) زندہ رہے گا اس وقت تک قتل و خونریزی برابر جاری رہے گی۔ یہ لوگ جوش میں ہیں بدلہ کی نیت تک ترک نہیں کریں گے"۔ فاروق اعظمؓ احنف کی تقریر سے قائل ہو گئے اور بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔

**اہل سوس کی اطاعت:** ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابو سبرہ مع مقرب بن ربیعہ معاً اسلامی لشکر کو لیے ہوئے اس طرف گئے تو آپ بھی سوس تک پہنچ گئے۔ وہ سوس کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ سوس میں اس وقت شہریار ہرمزان کا بھائی حاکم تھا اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ کی طاقت نہیں تو مجبور ہو کر اہل سوس نے صلح کر لی۔

**ایک غلام کی امان:** ان واقعات کے اثناء میں نعمان بن مقرن فوج اسلامی لیے ہوئے جندی شاپور کی طرف بڑھے مقرب زر بن عبداللہ کے پاس پہنچے۔ جو جندی شاپور کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ ایک روز دفعتاً شہر والوں نے خود ہی شہر کا پھاٹک

---

[1] [illegible]

[illegible]

**سجاح کی اطاعت** [illegible]

**عام لشکر کشی کا حکم** [illegible]

---

[illegible]

دارابجرد کا ساریہ بن زنیم کنانی کو۔ کرمان کا سہیل بن عدی کو۔ سجستان کا عاصم بن عمرو کو اور مکران کا حکم بن عمیر تغلبی کو مرحمت کیا۔ لیکن ۱۷ھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ تک ان لوگوں کو روانہ نہیں کیا۔ اس کے بعد یہ سالاران لشکر اسلام حسب الحکم فاروق اعظمؓ ان شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ جن کے سر کرنے کی خدمت ان کو سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی کے ساتھ ان شہروں کو فتح کیا جیسا کہ ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

**قحط:** ۱۸ھ میں سرزمین عرب میں بہت بڑا قحط پڑا۔ درندے تک بھوک سے پریشان ہو کر آدمیوں کے پاس بے دھڑک چلے آتے تھے۔ غلہ کی گرانی سے عام پریشانی پھیل گئی ساتھ ہی اس کے عمواس میں طاعون شروع ہو گیا۔ زمانہ قحط میں فاروق اعظمؓ نے عجیب و غریب سرگرمی ظاہر کی۔ تا زمانہ قحط دودھ گھی نہ کھانے کی قسم کھائی۔ تمام ممالک اسلامیہ کے صوبہ جات کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ ہر جگہ سے اہل مدینہ کے لئے غلہ روانہ کریں۔ چنانچہ ابوعبیدہؓ نے چار ہزار اونٹ غلے کے بھیجے۔ عمرو بن العاص نے بر اور دریائے قلزم مصر سے بہت سا غلہ روانہ کیا۔[۱] خود فاروق اعظمؓ اہل مدینہ کو لے کر نماز استسقاء پڑھنے گئے نماز کے بعد ایک نہایت پر اثر خطبہ پڑھا۔ عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ان کے وسیلے سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اللہ جل شانہ نے پانی برسایا جس سے قحط کی شکایت جاتی رہی۔

**عمواس میں طاعون کی وبا:** اسی زمانہ میں جب کہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا عمواس میں طاعون پھوٹ نکلا۔ بڑے بڑے صحابی جلیل القدر عالی مرتبہ انتقال کر گئے۔ ابوعبیدہ، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، عتبہ بن سہیل اور عامر بن غیلان رضی اللہ عنہم اسی مرض میں مبتلا ہو کر راہی عالم آخرت ہوئے۔ فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے ابوعبیدہؓ کو لکھ بھیجا "عساکر اسلامی کو طاعونی مقام سے نکال کر کسی دوسرے مقام پر قیام کر لو"۔ ابوموسیٰ کو یہ حکم دیا کہ کوئی مقام جس کی آب و ہوا عمدہ ہو تلاش کرو اور خود بقصد شام روانہ ہوئے۔ مقام سرغ میں پہنچے افسران فوج نے آ کر ملاقات کی اور شدت وبا کی اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے فاروق اعظمؓ کو عمواس میں جانے سے روکا۔ ان میں حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی تھے انہوں نے عرض کیا کہ "وبا کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جہاں پر وباء ہو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس مقام پر وبا پھیل جائے تو جہاں پر تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو"۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس ہوئے۔ بجائے یزید بن ابی سفیان کے دمشق میں ان کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان اور اردن پر شرحبیل بن حسنہ کو مامور کیا۔

---

[۱] مؤرخوں نے لکھا ہے کہ بیس جہاز غلے سے بھرے ہوئے بحر قلزم کی راہ سے عمرو بن العاص نے روانہ کئے۔ ہر ایک میں تین تین ہزار اردب غلہ تھا۔ اردب مصری پیمانہ دو من یہاں سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے۔ جب یہ جہاز جار میں آنے کی خبر ملی فاروق اعظمؓ [illegible] تشریف لائے جار مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور بحر قلزم کے کنارے [illegible] مکان بنوائے [illegible] متصل [illegible] مقدار غلہ [illegible] کی بابت کا حکم دیا جب یہ [illegible] ہر شخص کو چک دی گئی جس پر عمر فاروقؓ کی مہر لگی تھی۔ اس چک کے مطابق سب کو غلہ ملتا تھا۔ ان کے علاوہ ہر روز بیس اونٹ ذبح کر کے [illegible] اجتماع سے فاقہ زدوں کو کھلاتے تھے

**حضرت عمرؓ کی شام کو روانگی:** اب اس طاعون میں کثرت سے لوگوں کا انتقال ہو گیا اور سرزمین شام میں بہت سے مال جو مسلمانوں [illegible] ہو گئے۔ فاروق اعظمؓ [illegible] آپ نے وہاں جانے کا بذات خود عزم کر لیا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] اور صحابہ [illegible] ارباب حل و عقد [illegible] شام کو روانہ ہوئے۔ [illegible] حمص [illegible] اسلامیہ کی سرحد [illegible] [illegible] اور کعب [illegible] [illegible] کہتے ہیں [illegible] [illegible] بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

# باب : ۱۵

## فتح مصر

**مصر پر فوج کشی کی اجازت:** جس وقت عمر فاروقؓ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں عمرو بن العاص نے آپ سے ملک مصر پر فوج کشی کی اجازت لے لی تھی۔ چنانچہ فاروق اعظمؓ نے مدینہ واپس آ کر زبیر بن العوامؓ کو عمرو بن العاص کی کمک پر روانہ کیا (مع بارہ ہزار) سنہ [illegible] میں عمرو مصر کی طرف روانہ ہوئے اور باب لیون پر قبضہ کر کے بلاد ریف مصری جانب بڑھے۔ ادھر ابو مریم جاثلیق اور اسقف جس کو مقوقس نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا تھا لشکر اسلام میں آیا۔ عمرو بن العاص نے حسب ہدایت عمر فاروقؓ تین شرطیں (۱) اسلام قبول کرنا (۲) جزیہ دینا (۳) یا لڑنا پیش کیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی اور غور و فکر کے لیے تین دن کی مہلت دی۔

**عین شمس کی فتح:** ابو مریم اور اسقف مقوقس کے پاس گیا اطربون امیر روم نے تینوں شرطوں میں سے کسی کو بھی قبول نہ کیا اور اپنے لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگا ہزاروں رومی اس معرکے میں کام آ گئے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر عین شمس کا محاصرہ کیا اور یہیں سے ابرہہ بن الصباح کو فرما کے حصار پر اور اسکندریہ کے محاصرے کے لیے عوف بن مالک کو روانہ کیا۔ فرما اور اسکندریہ والے عین شمس کے آخری نتیجے کے دیکھنے کی غرض سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک مدت کے محاصرے کے بعد عمرو بن العاص اور زبیر بن العوامؓ نے اہل عین شمس سے جزیہ لے کر صلح کر لی اور ان سے جن کو اثناء جنگ میں گرفتار کر لیا تھا ان کو مال غنیمت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل مصر نے شرائط صلح میں اس

---

[۱] جس طرح کہ مصر پر فوج کشی کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اس کے فتح ہونے کی بابت بھی ان میں اختلاف ہے [illegible] عمرو بن العاص نے مصر [illegible] میں اور بعض کہتے ہیں کہ [illegible] میں فتح کیا [illegible] عام الرمادہ [illegible] عمرو بن العاص نے مصر [illegible] میں [illegible]

[۲] فرما ایک شہر ہے بحر روم کے کنارے [illegible] مصر [illegible] ممتاز شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ مگر اب [illegible] تھی۔

امر کا اور اضافہ کرنا چاہا کہ کل قیدی ان کو واپس دے دیے جائیں۔ عمرو بن العاص اس کے خلاف تھے لیکن فاروق اعظمؓ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اہل مصر کی اس شرط کو بھی منظور فرما کر قیدیوں کی واپسی کا حکم دے دیا۔

**صلح نامہ:** عمرو بن العاص نے جو صلح نامہ لکھا تھا اس کی عبارت یہ تھی:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. ھذا ما اعطی عمرو بن العاص اھل مصر من الامان علی انفسھم و ملتھم و اموالھم و کنائسھم و صلبانھم و برھم و بحرھم لا یزید شیء فی ذلک و لا ینقص و لا یساکنھم النوب و علی اھل مصر ان یعطوا الجزیۃ اذا اجتمعوا علی ھذا الصلح و انتھت زیادۃ نھرھم خمسین الف الف و علیہ ممن جنی نصرتھم فان ابی احد منھم ان یجیب رفع عنھم من الجزاء بقدر ذلک و من دخل فی صلحھم من الروم و النوب فلہ ما لھم و علیہ ما علیھم و من ابی و اختار الذھاب فھو امن حتی یبلغ مامنہ و یخرج من سلطاننا و علیھم ما علیھم اثلاثاً فی کل ثلث جبایۃ ثلث ما علیھم علی ما فی ھذا الکتاب عھد اللّٰہ و ذمتہ و ذمۃ رسولہ و ذمۃ الخلیفۃ امیر المومنین و ذمۃ المومنین و علی النوبۃ الذین استجابوا ان یعینوا بکذا و کذا راسا و کذا و کذا فرسا ان لا یغزوا و لا یمنعوا من تجارۃ صادرۃ و لا واردۃ شھد الزبیر و عبداللّٰہ و محمد ابناہ و کتب وردان و حضر. ھذا نص الکتاب منقولا من الطبری))

اس صلح میں کل اہل مصر شامل تھے اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا تھا۔

**فتح اسکندریہ:** اس کے بعد عمرو بن العاص نے فسطاط[1] کا رخ کیا اور اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف بڑھے۔ فسطاط اور اسکندریہ کے درمیان میں رومیوں اور قبطیوں کی جو آبادیاں تھیں انہوں نے روکنا چاہا فریقین کا مقام کریون میں مقابلہ ہوا۔ بالآخر رومیوں اور قبطیوں کو شکست دے کر مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ مقوقس بادشاہ مصر جو یہیں موجود تھا اس نے میعادی عارضی صلح کی درخواست کی۔ عمرو بن العاص نے نامنظور کر کے محاصرہ جاری رکھا۔ تین مہینے کے شدید محاصرے کے بعد اسکندریہ بزور تیغ مفتوح ہوا۔ فدائیان اسلام نے مال و اسباب لوٹ لیا اور اہل اسکندریہ کو ذمیوں کے حقوق دے دیے۔

---

[1] فسطاط میں اس روز تک کوئی آبادی نہ تھی صرف وہاں زراعت ہوتی تھی یا چراگاہ تھی لیکن چونکہ یہ قطعہ زمین دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان میں واقع تھا۔ اسی وجہ سے یہاں پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا جس کو رومی سلطنت کے حکام جو مصر کے گورنر ہوا کرتے تھے، بنا گئے تھے۔ عمرو بن العاص نے اپنی طرف سے بالکل قلعہ کو [illegible] محاصرہ کر لیا سات مہینے تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن فتح کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تو ایک روز زبیر بن العوام مع چند بہادروں کے [illegible] قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے فصیل پر پہنچ کر [illegible] قتل کر کے تکبیر کے نعرے لگائے۔ اسلامی لشکر نے بھی مسرت کے ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کیے۔ مصریوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان قلعے میں آ پہنچے بدحواسی سے بھاگنا شروع کیا۔ زبیر نے فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ [illegible] اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ مقوقس نے صلح کی درخواست کی جو فوراً منظور کر لی گئی اور سب کو امان دے دی گئی۔

بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ مقوقس اس لڑائی میں شریک نہ تھا قلعہ فسطاط میں محصور تھا اور اسی کی درخواست پر صلح نامہ لکھا گیا تھا لیکن ہرقل کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے برہم ہو کر لکھا کہ قبطی عربوں کے مقابلے میں سستی کرتے ہیں ان سے لڑائی نہیں ہو سکتی [illegible] عربوں کی تعداد کو کم نہ سمجھو اور اسی وقت ایک جگہ ہزاروں فوج مرتب کر کے اسکندریہ کی طرف روانہ کی، یہاں پہنچ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کو بڑھے ۲ [illegible] سب [illegible]۔

بعض نے لکھا ہے کہ مقوقس نے عمرو بن العاصؓ سے بارہ ہزار دینار پر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ "جو شخص چاہے اسکندریہ چھوڑ کر چلا جائے اور جس کا جی چاہے ٹھہرا رہے"۔ فتح اسکندریہ کے بعد عمرو بن العاص نے اپنے کل لشکریوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا اور جب ان کو مصر و اسکندریہ کی فتح سے اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے لشکر کو مرتب کر کے نوبہ کا رخ کیا لیکن اس فوج کشی میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

__معرکۂ نہاوند:__ اہواز کے فتح ہونے کے بعد یزدگرد مرو میں جا کر مقیم ہوا۔ مرو کے قرب و جوار کے امراء نے مسلمانوں کی دست درازی کا حال لکھ کر یزدگرد سے مدد طلب کی یزدگرد نے ملوک باب، طبرستان، جرجان، سندھ، خراسان، اصفہان اور ہمدان کو خطوط لکھے، مسلمانوں کے خلاف مدد طلب کی۔ چاروں طرف سے دفعتاً قومی جوش پھیل گیا اور ڈیڑھ لاکھ کا ٹڈی دل لشکر بسر کردگی فیروزان نہاوند میں جمع ہو گیا۔

__حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کی جواب طلبی:__ اس واقعہ سے تھوڑے دنوں پیشتر لشکر اسلام کے چند سپاہی سعد بن ابی وقاصؓ سے کبیدہ خاطر ہو کر مدینہ چلے آئے تھے فاروق اعظمؓ سے ان کی شکایت کی تھی فاروق اعظمؓ نے تفتیش کی خدمت محمد بن مسلمہ کے سپرد کی اور در پردہ خود بھی مختلف موقعوں پر لوگوں سے سعد کے حالات دریافت کرتے رہے۔ دریافت اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ صرف بنو عبس شکایت کرتے ہیں اور کسی کو کوئی شکایت نہیں ہے۔ اسی اثنا میں سعد بہمراہی محمد بن مسلمہ دارالخلافت مدینہ آئے اور فاروق اعظمؓ نے سعد سے پوچھا "اے سعد تم کس طرح نماز پڑھتے ہو"۔ سعد نے عرض کی "پہلی دو رکعتوں میں طوال مفصل اور آخری دو میں قصار"۔ فاروق اعظمؓ نے کہا "میرا خیال بھی تمہاری بابت ایسا ہی تھا"۔ پھر پوچھا "کوفہ میں تمہارا کون نائب ہے"۔ سعد نے عرض کی "عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان"۔ فاروق اعظمؓ نے اسی قدر دریافت کرنے کے بعد ان کو ان کے عہدے پر بحال رکھا۔ اس کے بعد مجوسیوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔

__حضرت عمرؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت:__ فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو پسند کر کے نعمان بن مقرن کو سرلشکری کے لئے انتخاب کیا۔ جو معرکہ سوس سے واپسی کے بعد کسکر میں امیر مقرر کئے گئے تھے اور ان کو یہ حکم دیا کہ "کوفہ سے نکل کر کسی چشمہ پر با انتظار افواج اسلامیہ قیام کرو" عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو یہ فرمان بھیجا کہ لوگوں کو نعمان کے ہمراہ روانہ کر دو۔ چنانچہ عبداللہ نے حذیفہ بن الیمان اور نعیم بن مقرن کے ہمراہ ایک فوج مرتب کر کے روانہ کی۔ قریب پہنچ کر حملہ اور ان لوگوں کو جو

---

[1] ایران کے مغربی حصے کو عراق عرب اور مشرقی حصے کو عراق عجم کہتے ہیں۔ عراق عجم کے شمال میں طبرستان، جنوب میں خوزستان، مشرق میں قہستان مغرب میں آذربائیجان ہے۔ [illegible] اصفہان، ہمدان اور [illegible] شمار کئے جاتے تھے اور [illegible] کے قریب [illegible] سلطنت میں آ جاتا ہے۔

[2] یزدگرد جلولاء کے معرکہ سے بھاگ کر حلوان گیا، یہاں سے رے کی جانب چلا، وہاں سے اصفہان، کرمان ہوتا ہوا خراسان پہنچ کر مقیم تھا، مرو میں قیام کیا اور یہیں آتش کدہ تعمیر کرایا۔ اطمینان سے ساتھ رہنے لگا اور اس کو یہ خیال ہوا کہ عرب کی فتوحات کا سلسلہ سرحدی مقامات تک پہنچ کر رک جائے گا لیکن جب اس نے یہ خبر سنی کہ عراق کے ساتھ خوزستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور ہرمزان جو سلطنت کا دست و بازو تھا گرفتار ہو گیا تو جل بھن گیا اور پھر لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا۔

اکٹھا تھیں تھے اور جنھوں نے سوس اور جندیسابور کو فتح کیا تھا یہ فوج بھیج کر "اصفہان اور فارس" کی ناکہ بندی کروا کر ایرانی نہاوند کی طرف بڑھنے نہ پائیں اور ان کو مدد نہ پہنچا سکیں۔

**مجاہدین کا اسپیدہان میں قیام:** الغرض جب نعمان کے پاس فوجیں اکٹھی ہو گئیں تو انہوں نے طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب کو جاسوسی پر متعین کیا۔ عمرو بن معدی کرب اثناء راہ سے لوٹ آئے لیکن طلیحہ راستے کو دیکھتے بھالتے نہاوند تک چلے گئے اور وہاں سے واپس آ کر نعمان کو مطلع کیا کہ نہاوند تک راستہ صاف ہے۔ نعمان نے یہیں لشکر کو آراستہ و مرتب کیا اس لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل تھے۔ حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن عمر، جریر بجلی، مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ نعمان نے مقدمۃ الجیش پر نعیم بن مقرن کو مامور کیا۔ میمنہ پر حذیفہ بن الیمان کو میسرہ پر سوید بن مقرن کو سردار بنایا۔ پیادہ فوج کی افسری قعقاع کو دی اور ساقہ پر مجاشع بن مسعود کو مامور کر کے تیس ہزار کی جمعیت سے کوفہ سے روانہ ہوئے کہیں رکے بغیر قیام کرتے ہوئے نہاوند پہنچے۔ نہاوند سے نو میل کے فاصلہ پر مقام اسپیدہان میں پڑاؤ ڈالا۔

فیروزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ بڑی شان و شوکت، ساز و سامان اور درفش کاویانی تھا جس کو ایرانی فتح و ظفر کی نیک فال سمجھتے تھے۔ اس کے لشکر کے میمنہ پر زردق اور میسرہ پر بہمن جادویہ بجائے ذوالحاجب کے تھا اس معرکے میں ایرانیوں کے وہ سردار بھی شریک تھے جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ادھر ادھر جان بچاتے پھرتے تھے۔

**واقعات جنگ:** مسلمانوں نے ان کی یہ تیاریاں اور ساز و سامان دیکھ کر تکبیر کے نعرے بلند کیے۔ سرداران لشکر اسلام حذیفہ بن الیمان، مغیرہ بن شعبہ، قعقاع بن عمرو، جریر بن عبداللہ، حنظلہ کاتب، بکیر بن القعقاع، اشعث بن قیس، وائل بن حجر، سعید بن قیس ہمدانی اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) یہ سب نعمان بن مقرن کے خیمے میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ یہ طے پایا کہ چہار شنبہ کی صبح سے جنگ چھیڑ دی جائے۔ چنانچہ چہار شنبہ سے جنگ چھڑ گئی جمعہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن کسی کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوا۔ جمعہ کے دن لڑائی ختم ہوئی مسلمان کئی روز تک ایرانیوں کا ان کی خندقوں میں محاصرہ کیے رہے۔ ایرانیوں نے جنگ چھیڑنے سے پہلے میدان جنگ میں ہر طرف گوکھرو بچھا دیے تھے جس سے لشکر اسلام آگے بڑھ نہ سکتا تھا۔ نعمان نے سرداران لشکر اسلام کو اپنے خیمے میں مشورہ کرنے کے لئے بلایا۔ ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ رائے ظاہر کی۔ طلیحہ بن خالد کی رائے کے مطابق فوجیں مرتب و منتظم ہو کر شہر سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ٹھہرائی گئیں۔ قعقاع نے تھوڑی سی فوج دے کر شہر والوں پر حملہ کر دیا۔ ایرانی بڑے جوش و استقلال کے ساتھ مقابلہ کو نکلے اور اپنی بلند ہمتی و استقلال کے لئے کہ کوئی شخص پیچھے نہ ہٹے اور میدان جنگ سے بھاگ نہ سکے۔ اپنے لشکر کو چاروں طرف سے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا۔ جس قدر آگے بڑھتے تھے گوکھرو بچھاتے آتے تھے۔ قعقاع نے تھوڑی سی لڑائی لڑ کر اپنی رکاب کی فوج کو سمیٹے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا ایرانی کامیابی کے جوش میں بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی خندقوں سے نکل آئے۔ نعمان کی فوج نے ایرانیوں کو تیروں پر رکھ کر حملہ کرنا چاہا نعمان نے روک دیا۔ عصر تک اسلامی کمال صبر و تحمل سے

ایرانیوں کے تیروں کا نشانہ بنتے جاتے تھے مسلمان چونکہ زد پر تھے جس سے ان کی طاقت گھٹتی جا رہی تھی ایرانیوں کی ہمت و تعداد کی نسبت سے زیادہ انکی جرأت بڑھ رہی تھی۔

**حضرت نعمانؓ کی شہادت** اسی اثناء میں آفتاب سمت الراس سے ڈھل گیا اور دوپہر ڈھلی تو نعمانؓ نے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے سامنے ایک پر اثر تقریر کی۔ غازیان اسلام کو مشرکوں کی گردن زنی پر ابھارا۔ آپؓ نے شہادت کی دعا کی اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا ''میری پہلی تکبیر پر تم لوگ تیار ہو جاؤ، دوسری تکبیر پر تلواریں نیام سے نکال کے تیار ہو جاؤ اور جب میں تیسری تکبیر کا نعرہ بلند کروں تو تم لوگ بھی تکبیر کے نعرے بلند کر کے حملہ کر دینا''۔ چنانچہ اسی ہدایت کے موافق زوال کے بعد آپ نے دوپہر ڈھلنے پر اپنی تیسری تکبیر پر لشکر اسلام نے تکبیر کے نعرے بلند کر کے دشمن پر حملہ کر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ ایرانی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے سوائے آہ و زاری یا مجاہدین اسلام کی تلواروں کی جھنکار کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی یا پھر اس وقت کانوں میں اللہ اکبر کی صدا باقی تھی جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھا۔ اس میدان جنگ میں اس قدر خون بہا کہ گھوڑوں کے پاؤں پھسل رہے تھے نعمانؓ کا گھوڑا بھی پھسل کر گر پڑا جس سے آپ بھی زمین پر گر پڑے اور زخموں سے چور چور تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ انہیں تیر لگا کر گرے تھے۔

**فتح نہاوند** بہرکیف نعمانؓ کے گرتے ہی ان کے بھائی نعیم نے جھنڈے کو تھام لیا اور ان کو کپڑے سے ڈھانپ کر لڑنے لگے۔ اس تدبیر سے نعمان کے شہید ہونے کا حال عام طور پر معلوم نہ ہوا۔ لڑائی بدستور جاری رہی۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ جو ایرانی دن بھر سے جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے وہ اب اپنے گھبرا کر بھاگ نکلے اور راستہ بھول گئے۔ گھوڑوں سے گر کر ہزاروں مر گئے ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی اس لڑائی میں کام آئے۔ تیس ہزار اس معرکے میں مارے گئے۔ فیروزان ہمدان کی طرف بھاگا نعیم بن مقرن نے تعاقب کیا قریب جب وہ ثنیہ تک پہنچا فیروزان بھی پکڑا گیا لیکن چونکہ نعیم بن مقرن سے پہلے قعقاع عراقی لشکر کے ساتھ تعاقب میں روانہ ہو چکے تھے اور ثنیہ سے پہلے وہ پہنچ گئے تھے۔ ایک تنگ [illegible] [illegible] مسلمانوں کی آمد [illegible] جو لوگ بچے وہ ہمدان میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے جہاں کا قلعہ مستحکم تھا۔ اسلامی لشکر نے [illegible] نعیم و قعقاع نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔

---

[1] [illegible]

**مال غنیمت:** حذیفہ بن الیمان جو نعمان کے بعد سردار لشکر مقرر ہوئے تھے نہاوند کی فتح کے بعد مال غنیمت چاروں طرف سے سائب بن اقرع کے پاس جمع کیا جانے لگا۔ یہاں ایک مشہور و عظیم الشان آتش کدہ تھا۔ ہربذ (متولی آتش کدہ) نے حذیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "اگر مجھے امان دی جائے تو میں ایک متاع نفیس بہ حاضر کروں" چنانچہ اس کو امان دے دیا گیا اور اس نے دو صندوق جواہرات سے بھرے ہوئے جو کسریٰ نے [illegible] کے لئے رکھ چھوڑے تھے لا کر پیش کئے۔ مسلمانوں نے ان کو خمس کے ساتھ سائب کی معرفت فاروق اعظم کی خدمت میں روانہ کیا۔ فاروق اعظم کو نعمان کی شہادت کی خبر [illegible] سائب نے جا کر فتح کی خوشخبری سنائی۔ خمس اور جواہرات کے تھیلے پیش کئے۔ فاروق اعظم نہایت خوش ہوئے۔ جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اور سائب کو لشکر کی طرف واپس چلے جانے کو فرمایا۔

**خمس کی مجاہدین میں تقسیم:** سائب کہتے ہیں کہ میں کوفہ سے [illegible] فاروق اعظم کا قاصد آیا اور [illegible] فاروق اعظم نے مجھے دیکھ کر فرمایا [illegible] جواہرات [illegible] ہیں اور [illegible] بیت المال میں [illegible] مجاہدین کا حق ہے تم ان کو لے جاؤ اور فروخت کر کے [illegible] سائب ان کو کوفہ لے آئے اور عمرو بن حریث مخزومی نے [illegible] فروخت کیا [illegible] عمرو بن حریث نے [illegible] قیمت پر فروخت کیا۔

**اہل دینور کی اطاعت:** واقعہ نہاوند کے [illegible] بڑائی کے بعد [illegible] کسی قسم کی جرات نہیں ہوئی۔ [illegible] تمام [illegible] مستقل نہ ہو سکی۔ [illegible] فاروق اعظم کا [illegible] نہاوند [illegible] [illegible] واقعہ نہاوند [illegible] واپس ہو [illegible] محاصرہ کیا۔ پانچ روز کے محاصرہ کے بعد [illegible] صلح کر لی۔ پھر [illegible] کی طرف گئے [illegible] اہل دینور کی طرح مصالحت کر لی۔

**اہل ہمدان کی مصالحت:** سائب [illegible] گئے چنانچہ سائب نے مصالحت [illegible] کیا۔ [illegible] اہل ہمدان [illegible] کر [illegible] مصالحت [illegible] اہل ہمدان [illegible] اور [illegible] ہمدان کی [illegible] مصالحت کر لی۔

**امراء کی تبدیلیاں و تقرریاں:** اس کے بعد فاروق اعظم نے [illegible] عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو کوفہ سے تبدیل کر کے [illegible] طرف بھیج دیا۔ [illegible] احنف بن قیس کو [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] مقرر کئے گئے۔ [illegible] تعلیم دینے کی غرض سے [illegible] [illegible] اہل بصرہ کی امداد [illegible] عبداللہ بن [illegible] اصفہان [illegible]

کے بھیج دیا اور بصرے کی حکومت پر عمرو بن سراقہ کو متعین کیا۔

**اہل ہمدان کی سرکشی اور اطاعت:** اسی اثناء میں اہل ہمدان کی بغاوت کی خبر پہنچی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم بن مقرن کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ نعیم نے (بارہ ہزار کی جمعیت سے) ہمدان کا محاصرہ کیا۔ جب ہمدان کے فتح ہونے میں دیر لگی تو تمام اطراف میں اسلامی فوجیں پھیلا دیں۔ جنہوں نے بہت کم مدت میں باستثناء ہمدان باقی تمام مقامات فتح کر لئے۔ یہ حالت دیکھ کر ہمدان کے محصورین نے ہمت ہار دی اور طوعاً و کرہاً صلح کر لی۔

**اصفہان کی فتح:** نعیم بن مقرن ہمدان کے بعد خراسان کی طرف گئے۔ عتبہ بن فرقد اور بکیر بن عبداللہ کو آذربائیجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ ایک آدمی حلوان کی طرف سے اور دوسرا شخص موصل کی جانب سے داخل ہو جس وقت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اصفہان کی سرحد پر پہنچے (یہ بنی حبلی کے حلیف اور نامی گرامی انصار میں سے تھے)۔ فاروق اعظمؓ نے ابوموسیٰ کو ان کی مدد پر متعین کیا تھا۔ لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر عبداللہ بن ورقاء ریاحی اور عصمہ بن عبداللہ تھے۔ ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ استندار تھا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر شہربراز بن جاذویہ اصفہان کے نامی گرامی جنگ آزمودہ سواروں کو لئے ہوئے موجود تھا۔ اسلامی اور ایرانی فوجوں کا اصفہان کے باہر مقام رستاق میں مقابلہ ہوا۔ لڑائی کا عنوان بظاہر مسلمانوں کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا لیکن دوپہر کے بعد مسلمانوں کے حملوں نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ عبداللہ بن ورقاء نے گھوڑا بڑھا کر شہربراز پر حملہ کیا اور پہلے ہی وار میں اس کو قتل کر ڈالا۔

**مصالحت اور معاہدہ:** ایرانی لشکر اس واقعہ سے متاثر ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ استندار نے رستاق دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے شہر اصفہان کا محاصرہ کیا یہاں کے رئیس فاذوسفان نے صلح کا پیام بھیجا بایں شرائط اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ باشندوں میں سے جس کا جی چاہے اصفہان چھوڑ کر نکل جائے اور جو رہنا چاہے وہ جزیہ دے کر رہے۔ جو شخص اصفہان چھوڑ کر چلا جائے گا اس کی زمین کے مالک مسلمان ہوں گے۔ اس صلح و معاہدہ کے پیشتر ابوموسیٰ اہواز کی طرف سے عبداللہ بن عبداللہ کے پاس آ گئے تھے اور ان کے ہمراہ اصفہان میں مظفر و منصور داخل ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ کو اصفہان کے فتح کی بشارت لکھی۔ فاروق اعظمؓ نے عبداللہ کو لکھا کہ اصفہان میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے سہیل بن عدی کی کمک کو کرمان روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن عبداللہ نے اصفہان میں سائب بن اقرع کو اپنا نائب بنایا اور کوچ و قیام کرتے ہوئے سہیل کے پاس پہنچ گئے۔

**حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی:** بعض نے لکھا ہے کہ نعمان بن مقرنؓ اصفہان میں شریک ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ نے مدینہ سے ان کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ جنگ اصفہان میں شہید ہوئے لیکن صحیح یہ ہے کہ نعمان

---

؎ دیگر مؤرخین نے لکھا ہے کہ فاذوسفان نے [illegible] پیام بھیجا تھا۔ [illegible] جائے تو [illegible] بجز اس کے [illegible] نے ان کو نظر [illegible] کیا۔ دونوں [illegible] جب [illegible] میں آئے [illegible] عبداللہ نے [illegible] [illegible] کے بعد فاذوسفان نے صلح کا پیام دیا تھا۔

جنگ نہاوند میں شہید ہوئے تھے اور ابوموسیٰ نے قم و کاشان کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے ۲۲ھ میں مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اور عمار کو متعین کیا۔

**اہل ہمدان کی بغاوت و اطاعت** آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ہمدان کو نعیم بن مقرن نے فتح کیا اور نعیم سے صلح کر لی تھی اور اطاعت و فرمانبرداری کی ضمانت دی تھی لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ بدعہدی شروع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم کو ہمدان کی بغاوت فرو کرنے کو لکھ بھیجا۔ نعیم نے حذیفہ کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمدان کا رخ کیا اور جب ہمدان کے محاصرے میں دیر لگی تو تمام صوبہ میں اپنی فوجیں پھیلا دیں کل صوبہ فتح ہو گیا۔ مجبور ہو کر اہل ہمدان نے جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۲۴ھ میں ہوا تھا۔

**وادی رود کا معرکہ** ابھی اسی اثنا میں کہ نعیم ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب کے انتظام میں مصروف تھے یہ خبر پہنچی کہ دیلم اور ری کے سردار موتا اور رستم نے اہل آذربائیجان اور ری کو جمع کر کے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ نعیم نے ہمدان پر یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا نائب بنایا اور فوجیں مرتب کر کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ واج رود میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی بڑی تیزی اور شدت سے جاری رہی۔ یہ معرکہ واقعہ نہاوند کو بھلا گیا۔ بالآخر ایرانی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا۔ نعیم نے فتح کی بشارت دربار خلافت میں بھیجی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم کو لکھا کہ رے کی جانب اقدام اختیار کرو۔

**اہل قزوین کی اطاعت** بعض نے لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے جریر بن عبداللہ کو ہمدان کے سر کرنے کو بھیجا تھا۔ انہوں نے ہمدان کو بمصالحت فتح کیا اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ حاصل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مغیرہ خود اس مہم کے سر کرنے کو گئے تھے۔ جریر ان کے مقدمۃ الجیش پر تھے۔ غرض جریر نے جب ہمدان کو فتح کیا تو براء بن عازب کو قزوین کی طرف روانہ کیا۔ اہل قزوین نے دیلم سے سازش کر لی۔ دیلم نے ان کی امداد کا وعدہ کیا لیکن لڑائی کے وقت صرف اہل قزوین کو مسلمانوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ دیلم پہاڑ پر کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔ مجبوری اہل قزوین نے ان کی امداد سے ناامید ہو کر صلح کی درخواست کی۔ معاہدہ صلح لکھا گیا فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد براء نے دیلم اور جیلان پر جہادی فوجوں سے فوج کشی کی۔

**رے کی فتح** نعیم ہمدان کی مہم سے فارغ ہو کر حسب الحکم حضرت فاروق اعظمؓ رے کی طرف بڑھے۔ ابوالفرخان نے رے کی طرف سے صلح کی درخواست کی لیکن سیاوخش بن مہران بن بہرام چوبین بادشاہ رے نے اس سے مخالفت کی اور دنباوند، طبرستان، قومس اور جرجان والوں سے مدد طلب کی۔ جب فوج آ گئی تو نعیم نے [illegible] سے مقابلہ کیا۔ اتنے میں ابوالفرخان اور سیاوخش میں شکر رنجی ہو گئی۔ ابوالفرخان نے مسلمانوں سے سازش کر لی۔ ایک روز حضرت نعیم کو ہمراہ لئے ہوئے شب کے وقت شہر میں داخل ہو کے نعرۂ تکبیر و اللہ اکبر بلند کیا۔ شہر پر حملہ کیا گیا ساتھ ہی شہر فتح ہو گیا۔ بے حد اسباب و مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مدائن میں مسلمانوں کو عطا کیا تھا۔ کامیابی کے بعد نعیم نے ابوالفرخان سے پیمان مصالحت کر لی اور اس کی حکومت ان کو دی (چنانچہ رے کی ریاست ابوالفرخان کے خاندان میں قائم رہی)

زینبی سے شہر رے برباد کر کے جدید شہر آباد کرنے کا حکم دیا۔ فتح اور کامیابی کی خبر دربار خلافت میں بھیجی۔

**جرجان اور طبرستان کی فتح**: رے کی فتح کے بعد اہل قومس نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ نعیم نے عمر فاروقؓ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی سوید کو قومس پر بھیجا ان کے ہمراہ ہند بن عمرو الجملی بھی تھے۔ سوید نے قومس پر بغیر کسی جنگ کے قبضہ کر لیا یہ ایک وسیع صوبہ ہے یہاں سے جرجان و طبرستان بالکل قریب ہیں۔ سوید اور والی طبرستان سے نامہ و پیام ہونے کے بعد جزیہ دینے پر صلح ہو گئی۔ بعد ازاں سوید نے جرجان کا رخ کیا جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے۔ وہاں کے حاکم نے بھی جزیہ دے کر صلح کر لی۔

ان واقعات کے تحریر کے وقت ہم نے فتح طبرستان کو جرجان سے پہلے بیان کیا ہے لیکن واقعہ اصل یہ ہے کہ سوید نے پہلے جرجان کے حاکم سے نامہ و پیام کیا اور اس سے مصالحت کی۔ پھر یہ خبر سن کر طبرستان کے رئیس نے بھی جو سپہبد کہلاتا تھا پیغام بھیجا اور وہ بھی جزیہ دے کر صلح کر لی اور خود سوید سے ملنے کو آیا اور طبرستان کے سرحدی مقامات خود ان کے انتظام کو دکھلا دیئے۔

بعض کہتے ہیں کہ طبرستان ۳۰ھ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ میں فتح ہوا تھا۔ معاہدہ صلح میں جو حاکم جرجان کے مقابلہ میں لکھا گیا تھا یہ تصریح لکھی ہوا تھا کہ مسلمان جرجان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار ہیں اور یہاں کے باشندوں میں سے جو لوگ بیرونی حملوں کے روکنے میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے وہ جزیہ سے بری رہیں گے۔"

**آذربائیجان کی فتح**: جس وقت نعیم رے کو فتح کر چکے فاروق اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ "سماک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی مدد پر آذربائیجان روانہ کرو۔" آذربائیجان کا علم جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عتبہ بن فرقد اور بکیر کو مرحمت ہوا تھا اور ان کے جانے کی سمتیں بھی متعین کر دی گئی تھیں۔ بکیر آذربائیجان کی طرف بڑھے تو جرمیدان میں جبال کے قریب اسفندیار بن فرخ زاد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسفندیار وہی تھا جس کو واج روذ میں نعیم سے شکست ہوئی تھی۔ یہ بے سر و سامانی سے بھاگا ہوا آ رہا تھا۔ بکیر نے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اسفندیار نے بخوف جان بکیر سے کہا: "تم مجھے قتل نہ کرو اپنے پاس قید رکھو میں آسانی سے تمہیں کل ملک پر قبضہ دلا دوں گا"۔ بکیر نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا۔ دوسری طرف اسفندیار کا بھائی بہرام عتبہ کا سد راہ ہوا عتبہ نے اس کو نیچا دکھا کر کل شہر پر مستقل طور سے قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں سماک آ پہنچے انہوں نے آذربائیجان کے اطراف و جوانب میں پھر کر جو شہر و قصبات باقی رہ گئے تھے ان کو بھی فتح کر لیا۔ اسفندیار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور تمام آذربائیجان کے فتح ہونے کی خبر سن کر کہا "اب لڑائی کی مشتعل آگ بجھ گئی اور میں جزیہ پر صلح کرتا ہوں"۔ چونکہ آذربائیجان انہی دونوں سرداروں کے قبضہ میں تھا۔ بکیر اور عتبہ نے معاہدہ لکھ کر اس شرط پر اسفندیار کو رہا کر دیا کہ وہ آذربائیجان پر جزیہ ادا کرتے ہوئے حکومت کرے۔

**حضرت عتبہؓ کی آذربائیجان کی امارت پر تقرری**: آذربائیجان کے فتح ہونے کے بعد بکیر نے خمس اور فتح کی بشارت دربار خلافت میں بھیجی اور بہ اجازت فاروق اعظمؓ عتبہ کو مفتوحات آذربائیجان میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لئے ہوئے

باب کی طرف بڑھے۔ بکیر کی روانگی کے بعد عتبہ نے موجودہ علاقے کے گرد و نواح اور مضافات پر چڑھائی کی اور ان شہروں کو بزور شمشیر فتح کیا۔ ایک گروہ گرفتار ہو کر اس مقام کی جنگ میں مارا گیا اس کے بعد فاروق اعظمؓ کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا۔ انہوں نے ان کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور ہرثمہ بن عرفجہ کو موصل کی حکومت دی۔

**فتح باب:** بکیر بن عبداللہ، آذربائیجان کی فتح کے بعد باب کے قریب پہنچ رہے تھے کہ فاروق اعظمؓ نے ایک فوج تیار کر کے ہمراہی سراقہ بن عمرو کو بکیر کی مدد کو روانہ کیا اور فوج کے حصے پر جو امیر العسکر مقرر فرمایا۔ مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمن بن ربیعہ کو، میمنہ پر حذیفہ بن اسید غفاری کو اور میسرہ پر سراقہ بن عمرو کو رہنے کا حکم دیا۔ مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ متعین ہوئے اور ابو موسیٰ اشعری کو بجائے سراقہ کے بصرے کا حاکم بنایا۔ سراقہ کی روانگی کے بعد حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ سے ان کی کمک پر بھیجا اور بجائے ان کے زیاد بن حنظلہ کو مامور کیا۔

**شہر براز والی باب کی اطاعت:** باب کا بادشاہ جس کا نام شہر براز تھا، شہر براز ایرانی کی اولاد سے تھا جس نے بنی اسرائیل کو پامال کیا تھا اور ملک شام کو رومیوں کے قبضے سے نکال لیا تھا۔ سلطنت ایران کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر صلح کا پیام بھیجا۔ عبدالرحمن نے (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) لکھا "تم کو امان دی جاتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تم حاضر ہو کر ہم سے ملو"۔ چنانچہ شہر براز نے حاضر ہو کر درخواست کی "مجھ سے جزیہ نہ لیا جائے بلکہ فوجی خدمت لی جائے میں ہر وقت مسلمانوں کا مطیع رہوں گا"۔ عبدالرحمن نے اس کو سراقہ کے پاس بھیج دیا چونکہ یہ درحقیقت حفاظت کا معاوضہ تھا اس لئے سراقہ نے منظور کر لی اور اس کی اطلاع بذریعہ عرض داشت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں منظوری کی غرض سے روانہ کی۔ آپ نے بھی منظور فرمایا۔

**حضرت سراقہؓ کی وفات:** باب کی مہم سے فارغ ہو کر سراقہ نے امرائے لشکر کو آرمینیہ کے پہاڑی شہروں پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ بکیر بن عبداللہ کو موقان کی جانب، حبیب بن مسلمہ کو تفلیس کی طرف، حذیفہ بن اسید کو جبال اللان کی سمت اور سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری جانب روانہ کیا اور اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں بھیج دی۔ یہ مہم تمام نہ ہونے پائی تھی کہ سراقہ کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا۔ عبدالرحمن بن ربیعہ کو اپنا جانشین مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ فاروق اعظمؓ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے عبدالرحمن بن ربیعہ کو حکومت پر بحال رکھا اور خزروں پر حملہ کرنے کا فرمان بھیجا۔ ان امرا میں سے بکیر بن عبداللہ نے موقان کو جہاں سے ایران کی سرحد شروع ہوتی ہے فتح کر کے داخل حکومت اسلامیہ کر لیا۔ بقیہ امرائے لشکر نے فتح پائی یا نہیں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

**بلنجر کا معرکہ:** عبدالرحمن بن ربیعہ کو خزروں پر فوج کشی کا حکم پہنچا تو انہوں نے باب سے نکل کر بلنجر کا رخ کیا۔ بلنجر میں خزروں کا پایہ تخت تھا۔ شہر براز ان کے ہمراہ تھا اس نے تعجب سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ ہم لوگ یہی غنیمت سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ عبدالرحمن نے جواب دیا جب تک میرا بس چلے گا خزروں کے بیچ میں گھس جانے کا مجھے صبر نہ آئے گا۔ الغرض بلنجر کے قریب پہنچ کر خزروں سے معرکہ آرائی کی تو اہل شہر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمان کامیابی و ظفر مندی کے ساتھ مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے اور بزمانہ خلافت عثمانؓ تک اس پر فوج کشی کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے

مستحکم ہو گئے۔

**مجاہدین کی جرجان کو مراجعت:** ترکوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے ساتھ ملائکہ رہتے ہیں۔ اتفاق سے انہی لڑائیوں میں ایک مسلمان کو گرفتار کر لیا گیا جس کو ان لوگوں نے جا کر شہید کر ڈالا۔ نتیجہ یہ تھا ترکوں کی جرأت و دلیری بڑھ گئی۔ ان ہی لڑائیوں میں عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہو گئے۔ تو ان کے بھائی سلمان نے علم سنبھالا۔ انہوں نے امداد جو ہمراہ دی گئی تھی ان دونوں سے ترکوں نے نہایت مردانگی سے ترکوں کا مقابلہ کیا اور بہ ہزار دقت جیلان جرجان واپس ہو گئے۔

**خراسان کی فتح:** یزدگرد فتح جلولاء کے بعد رے چلا گیا تھا وہاں کے مرزبان آبان جادویہ نے بے وفائی کی، بادشاہ خاطر ہو کر رے سے اصفہان گیا۔ جب اسلامی فتوحات اسلامی نے اس کو وہاں سے بھی نکالا تو کرمان کی طرف آیا اور پھر یہاں سے بلخ ہو کر مرو پہنچا اور مرو میں خراسان کا مرکز قائم پذیر ہوا اور یہ خیال کر کے کہ عرب کی فتوحات کا سیلاب یہاں تک نہ پہنچ کر ختم ہو جائے گا، آتش کدہ بنوا کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگا طبیعت میں طاقت کی کمی نہ تھی لیکن حکومت اسلامی کو برہم کرنے کی فکر میں رہتا اور ایرانیوں کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ان سب نے مجمع کثیر اس کا فرمانبرداری کا ... ان کو بھیجا۔

**عام لشکر کشی کا حکم:** فاروق اعظم نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ملک فارس پر عام لشکر کشی کا حکم دیا اور اپنے ہاتھ سے متعدد علم تیار کر کے جن کی سرداری الگ الگ لوگوں کو مرحمت فرمائے۔ احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت ہوا تھا۔ احنف نے ۲۲ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ طبسین ہو کر ہرات پہنچے اور اس کو فتح کیا۔ صحار بن فلاں العبدی کو نائب بنا کر مرو شاہجہان کی طرف بھیجا۔ نیشاپور پر مطرف بن عبداللہ کو اور سرخس کی جانب حارث بن حسان کو روانہ کیا۔ یزدگرد جو مرو شاہجہان میں مقیم تھا مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر مرو روذ چلا گیا۔ احنف نے مرو شاہجہان کا رخ کیا اور کوفہ کی فوج کا مقدمۃ الجیش بھی ساتھ بغیر مقابلہ کے فتح ہو گیا۔ یہاں سے کچھ آگے بڑھ کر مرو روذ پر قبضہ کر لیا تو کوفی فوجیں آ گئیں۔ احنف نے مرو شاہجہان میں حارثہ بن نعمان باہلی کو چھوڑا اور مرو روذ پر جو یزدگرد نے ... پر حملہ کر دیا۔ یزدگرد شکست کھا کر دریا عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا۔ احنف نے میدان خالی پا کر ہر طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں خراسان کو بلخ تک فتح کر کے مرو روذ کو صدر مقام بنایا اور خود بلخ میں مقیم ہو کر فاروق اعظم کی خدمت میں نامہ بشارت فتح بھیجا۔ فاروق اعظم نے جواب میں لکھا "بس جہاں تک پہنچ چکے ہو اب اس پر اکتفا کرو دریا سے آگے نہ بڑھو۔"

**خاقان چین کی مراجعت:** یزدگرد خاقان چین کے پاس گیا تو اس نے بڑی عزت کی اور ترکوں کی فوج کثیر لے کر یزدگرد کے ہمراہ خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ احنف ان دنوں بلخ میں مقیم تھے خاقان کی آمد کی خبر سن کر مع اسلامی فوج کے ہوئے مرو روذ میں آ کر قیام کیا۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو روذ پہنچا اور یزدگرد الگ ہو کر مرو شاہجہان کی طرف بڑھا۔

احنف نے کھلے میدان جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ایک میدان میں جس کی پشت پر پہاڑ تھا صف آرائی کی۔ ترک اور ایرانی تیس ہزار فوجیں ان کے رکاب میں تھیں۔ مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق خندقیں بنائیں اور مورچے قائم کر لیے ایک مدت تک دونوں فوجیں بالمقابل مورچوں میں پڑی رہیں۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ کے ادھر سے ترکوں کے[1] مطابق ایک ترک طبل لیے نکلا۔ احنف نے اس پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر کے رد و بدل کے بعد احنف نے اس پر نیزے کا ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر گیا۔ اس کے بعد دو ترک اور میدان میں آئے تو احنف نے ان کو بھی اسی جگہ ڈھیر کر دیا۔ اب خود خاقان میدان میں آیا اور اپنے بہادروں کو مقتول دیکھا۔ اس کو بدشگون خیال کر کے اسی وقت اس نے فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔

**یزدگرد کا فرار:** یزدگرد بلخ سے چل کر مرو شاہجہان میں تھا جس وقت وہ حارثہ بن نعمان کو مرو شاہجہان میں محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ فتح سے ناامید ہو کر [illegible] خزانہ و جواہرات جمع کر کے خاقان کے پاس جانے کا قصد کیا۔ اہل دربار نے اس سے مخالفت کی اور مسلمانوں سے صلح کر لینے پر مصر ہوئے کیونکہ مسلمان وفادار ہیں۔ [illegible] سے وہ واقف تھے۔ یزدگرد نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو ان لوگوں نے حملہ کر دیا اور سب سامان و اسباب چھین لیا۔ یزدگرد بے سر و سامانی کے ساتھ نہر بلخ عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا اور فاروق اعظم کے آخر عہد خلافت تک ترکوں کے دار السلطنت فرغانہ میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں اہل خراسان نے بغاوت کی اور یہ اس وقت واپس چلا آیا۔

**یزدگرد کے امراء کی اطاعت:** یزدگرد کے چلے جانے کے بعد اس کے درباریوں نے احنف کی خدمت میں حاضر ہو کر کل جواہرات و اسباب و مال دے کر مصالحت کر لی۔ احنف نے یہ جواہرات وغیرہ دوسرے مال غنیمت کے ساتھ لشکر میں تقسیم کر دیے۔ مال غنیمت میں ہر سوار کو اس قدر حصہ ملا جس قدر قادسیہ میں ملا تھا۔ اس کے بعد احنف بلخ میں آ گئے اور [illegible] کی حد تک [illegible] کر کے خود مرو رود میں قیام اختیار کیا۔ فاروق اعظم کو فتح کا بشارت نامہ لکھا۔

**فاروق اعظم کا خطبہ:** فاروق اعظم نے اہل مدینہ کو جمع کر کے فرمان فتح سنایا اور ایک پر اثر تقریر کی جس سے سامعین کے دل ہل گئے۔ آخر میں آپ نے فرمایا:

> ((الا وان ملك المجوسية قد هلك فليسوا يملكون من بلادهم شبرا يضر بمسلم الا وان الله قد اورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وابناءهم لينظر كيف تعملون فلا تبدلوا فيستبدل الله بكم غيركم فاني لا اخاف على هذه الامة ان تؤتى الا من قبلكم))
>
> ”یعنی آگاہ رہو کہ آج مجوسیوں کی حکومت جاتی رہی۔ اب وہ اپنے ملک میں ایک بالشت زمین کے

---

[1] ترکوں کا عام دستور تھا کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے تین بہادر یکے بعد دیگرے طبل بجا کر میدان جنگ میں آتے تھے۔ ان کے بعد لشکر حرکت میں آتا تھا اور تمام لشکر ان کے پیچھے لڑائی شروع کرتا تھا۔

[illegible] مسلمانوں کو [illegible] اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کی زمینوں کے مالک
[illegible] ان کے [illegible] تمہارے [illegible] ہوا ہے۔ [illegible]
[illegible] حکومت [illegible]
[illegible] کا [illegible]

**مصر کی [illegible]:** [illegible] عمرو بن العاص [illegible] [illegible] مصر [illegible] قائم [illegible] گیا [illegible] اپنی [illegible] حضرت [illegible] کی طرف [illegible] کو [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] [illegible] ان کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خلافت [illegible]

**اصطخر کی فتح:** اصطخر [illegible] [illegible] مسلمانوں کی فتح [illegible] [illegible] [illegible] عثمان بن ابی العاص [illegible] [illegible] [illegible]

**اہل شہر [illegible] مرزبان کی اطاعت:** اس [illegible] [illegible] عثمان بن ابی العاص [illegible] [illegible] [illegible] خلافت عثمان [illegible] حکم بن ابی العاص [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

**شہرک مرزبان کی بغاوت:** بعض اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب [illegible] خلافت فاروق اعظم [illegible] اہل [illegible] شہرک مرزبان [illegible] نے بغاوت کی۔ [illegible] اسلامی قبضہ [illegible] [illegible] [illegible] بہت بڑی فوج [illegible]

نے نہایت مردانگی سے شکست دے کر توج پر قبضہ کر لیا اور ایرانی لشکر نے بھاگ کر ریشہر میں دم لیا۔ حکم نے تعاقب کر کے شہرک کو مار ڈالا جو باقی رہے ان کو سابور میں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ اہل سابور نے جزیہ دے کر صلح کی۔ حکم نے ہم سابور سے فراغت پا کر اصطخر کا رخ کیا۔ اہل سابور سے اطاعت کے خواہاں ہوئے اس اثناء میں فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے اور عثمان ابن عفانؓ خلیفہ سوم نے عبیداللہ بن معمر کو بجائے عثمان بن ابی العاص کے روانہ کیا انہوں نے اصطخر کا محاصرہ بدستور قائم رکھا۔ سابور کے حاکم نے بغاوت اور بدعہدی کا قصد کیا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ زمانہ محاصرے میں عبیداللہ پر منجنیق سے ایک پتھر آ لگا جس کے صدمے سے وہ شہید ہو گئے ان کے بعد شہر سابور فتح ہوا۔ ایک گروہ کثیر ایرانیوں کا اس واقعہ میں کام آیا۔

**فسا و دارابجرد کی فتح** ساریہ بن زنیم کنانی نے زمانہ ہائے لشکر کشی میں فسا و دارابجرد پر فوج کشی کی فسا و دارابجرد والوں نے اکراد وغیرہ کو جمع کر کے ایک لشکر مرتب کیا شہر سے نکل کر صف آرائی کی۔ میدان جنگ میں جس وقت یہ دونوں فوجیں دست بدست لڑ رہی تھیں۔ فاروق اعظمؓ مدینہ میں منبر پر کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے بے ساختہ بول اٹھے یا ساریۃ الجبل الجبل! "اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ! پہاڑ کی طرف جاؤ"۔ اس وقت ساریہ کا لشکر کرد پہاڑ کے قریب تھا کہ ایرانی لشکر کی سمت جا رہا تھا ساریہ نے یہ آواز سنی وہ پہاڑ پر چڑھ گئے پھر فوراً حملہ کیا ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں جواہرات کا ایک تھیلا تھا۔ ساریہ نے اہل لشکر کی اجازت سے خمس کے ساتھ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ بہت خوش ہوئے ایک ایک واقعہ دریافت کیا اور جواہرات کا تھیلا واپس کر دیا کہ اس کو بھی لشکریوں پر تقسیم کر دو۔ چنانچہ ساریہ نے اس کو فروخت کر کے تقسیم کر دیا۔

**کرمان کی فتح** کرمان کی فوج کشی کا علم سہیل بن عدی کو دیا گیا تھا چنانچہ ۲۳ھ میں ایک فوج لے کر جس کا ہراول نسیر بن عمرو عجلی کی امارت میں تھا کرمان پر حملہ آور ہوئے۔ پیچھے سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی کمک پر پہنچ گئے۔ کرمان والوں نے اقفص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی چھیڑ دی اثنائے کارزار میں کرمان کا مرزبان نسیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ فریق مخالف کی فوج میں ابتری پھیل گئی۔ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عبداللہ اور نسیر جیرفت اور دارابجرد تک غنیمت لیتے بڑھتے چلے گئے۔ بے شمار اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ورقاء خزاعی نے کرمان کو فتح کیا ہے اور فتح کرمان کے بعد اصفہان ہوتے ہوئے فاروق اعظمؓ کے پاس مدینہ آئے تھے۔

**زرنج اور سجستان کی فتح**: سجستان کو سیستان بھی کہتے ہیں۔ ملک عاصم بن عمرو کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن عمیر آ گئے تھے۔ یہاں کے رہنے والے سیستان سے باہر نکل کر ایک خفیف لڑائی لڑ کر بھاگے۔ عاصم برابر بڑھتے چلے گئے اور زرنج پہنچ کر محاصرہ کر لیا (جو سجستان کا دوسرا نام ہے) چند دنوں کے بعد محصورین نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ ان کی درخواست کے مطابق صلح کر لی گئی۔ یہ ملک خراسان سے بڑا تھا اس کے حدود دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس ملک پر قبضہ کرنے سے قندھار تک ترک اور دوسری قوموں کے ملک کی فتح کی کنجی ہاتھ آ گئی اور [illegible]

اس پر حملہ ہوتا رہا۔ عہد حکومت معاویہ بن ابی سفیان میں شاہ [illegible] اپنے بھائی زنبیل [illegible] شاہ ترک سے رنجیدہ ہو کر سجستان کے ایک شہر میں آ گیا تھا۔ سلم بن زیاد بن ابی سفیان والی سجستان سے عہد و پیمان کر کے اس نے معاویہ کی اطاعت کی۔ امیر معاویہ نے اس کو منظور کر لیا لیکن ساتھ ہی یہ لکھا کہ یہ لوگ بڑے غدار [illegible] ہیں ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے [illegible] جب موقع پائیں گے [illegible] قابض ہونے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا [illegible] کے بعد امیر معاویہ کے [illegible] کابل [illegible] پر قبضہ [illegible] زنبیل نے [illegible] کا محاصرہ کر لیا۔ اس زمانہ میں [illegible] سے مدد کی درخواست کی [illegible]

**مکران کی فتح:** امرائے اسلام کی لشکر کشی سے (۲۳ھ میں) حکم بن عمرو تغلبی نے مکران کا قصد کیا۔ اس کے بعد شہاب بن مخارق [illegible] اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی [illegible] سب نے [illegible] مکران (راسل) [illegible] کنارے [illegible] بادشاہ سندھ کی امداد [illegible] کے [illegible] ایک سخت لڑائی کے بعد راسل کو شکست دے کر مکران پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے [illegible] فتح نامہ اور مال غنیمت کا خمس دربار خلافت میں روانہ کیا۔

**مکران کے متعلق صحار عبدی کی رائے:** فاروق اعظمؓ نے مکران کا حال دریافت کیا۔ صحار عبدی نے عرض کی:

ارض سهلها جبل وماؤها وشل وثمرها دقل وعدوها بطل وخيرها قليل وشرها طويل والكثير بها قليل

فاروق اعظمؓ نے [illegible] حکم بھیجا [illegible] جہاں تک [illegible] پہنچ گئی ہیں وہیں [illegible] اس وقت تک [illegible] پیچھے [illegible] پر اکتفا کیا جائے۔

**بیروذ کا معرکہ:** فاروق اعظمؓ نے جس وقت امرائے اسلام کو [illegible] کا ایک ایک علم مرحمت فرما کر [illegible] کی طرف روانگی کا حکم دیا [illegible] ایران کی طرف بڑھے۔ [illegible] کی غرض سے [illegible] ابو موسیٰ اشعری [illegible] کو حکم دیا تھا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اسلامی فتوحات [illegible] مسلمانوں نے [illegible] مقابلہ کیا [illegible] ایک سخت لڑائی [illegible] کے بعد مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی۔ [illegible] نے بھاگ کر [illegible] پناہ لی [illegible] کے بعد ابو موسیٰ اپنے لشکر [illegible] کے [illegible] فتح کیا [illegible] فتح [illegible] اور خمس دربار خلافت میں روانہ کیا۔

**حضرت ابو موسیٰ سے جواب طلبی:** ضبہ بن محصن عنزی [illegible] کے ساتھ [illegible] کا قصد کیا [illegible] ابو موسیٰ [illegible]

کہا یہ قصیدہ ناش ہو کر فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوموسیٰ کی شکایت کی کہ دہقانوں کے ساٹھ لڑکوں کو اپنی ذات کے لئے منتخب کیا ہے، زیاد بن ابی سفیان کو بصرہ کا اپنی طرف سے والی کیا ہے حطیہ کو ایک ہزار انعام دیا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے ابوموسیٰ سے جواب طلب کیا اور ابوموسیٰ کے معقول جوابات کو قبول کیا۔

**سلمہ بن قیس کا کردوں سے مقابلہ:** انہیں ایام میں فاروق اعظمؓ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بغرض جہاد جمع ہو گیا۔ آپ نے ان پر سلمہ بن قیس اشجعی کو امیر مقرر کر کے حسب دستور کفار پر جہاد کرنے کو روانہ کیا اور قدیم دستور کے مطابق وصیتیں کیں۔ اتفاق سے ان لوگوں کا کردوں سے مقابلہ ہوا۔ سلمہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا جزیہ ادا کرنے کو کہا اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے تو تلوار نیام سے کھینچ کر بڑھ گئے۔ ظہر سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ مسلمانوں نے اشتداد سے بے خبر ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر بڑی قوت سے حملہ کیا۔ کردوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے۔ مجاہدوں نے ان کو قتل و غارت کیا اور جو کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا اس کو باہم تقسیم کر لیا۔ مال غنیمت میں یاقوت کا ایک نگ آیا سلمہ نے اس کو یہ سمجھ کر کہ اور مسلمانوں کے کسی کام کا نہیں فاروق اعظمؓ کے پاس بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ نے قاصد سے لوگوں کا حال اور ان کے حصوں کی تفصیل و کیفیت دریافت کی۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر اور لوگوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دیا گیا بہت ناراض ہوئے اور اس کو واپس لے جانے کا حکم دیا چنانچہ سلمہ نے اس کو فروخت کر کے مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔

# باب: ۱۶

## نظام حکومت

**فاروق اعظمؓ کی شہادت:** مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی رہتا تھا جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی اس نے بازار میں ایک دن فاروق اعظمؓ سے شکایت کی کہ میرا آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے بہت زیادہ محصول لیتا ہے آپ کم کرا دیجئے۔ فاروق اعظمؓ نے مقدار دریافت فرمائی، اس نے کہا روزانہ دو درہم (قریباً سات آنے ہوتے ہیں) پھر فاروق اعظمؓ نے دریافت فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا "آہنگری، نقاشی، نجاری"۔ فرمایا ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ پھر مخاطب ہوا کہ "میں نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بناتا ہے جو ہوا کے زور سے چلتی ہے، مدینہ میں آٹے کی تکلیف رہتی ہے تو مجھے اس قسم کی ایک چکی بنا دے۔" اس نے عرض کیا "بہت خوب! میں ایسی چکی بنا دوں گا جس کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچے گی"۔ ابولؤلؤ اس قدر بے تمیزی کر کے دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا اور فاروق اعظمؓ اس کے تیور تاڑ کے فرمایا "یہ مجھ کو قتل کی دھمکی دے جاتا ہے"۔

**حضرت عمر فاروقؓ پر حملہ:** دوسرے دن صبح کے وقت فاروق اعظمؓ نماز پڑھانے مسجد میں آئے، ابولؤلؤ بھی خنجر لے کر داخل ہوا۔ خنجر دو دھار تھا اور درمیان میں ایک قبضہ لگا ہوا تھا۔ نمازی صفوں کی شکل میں درست ہو گئے تو فاروق اعظمؓ نے نماز شروع کی۔ ابولؤلؤ نے درمیان صف سے نکل کر چھ زخم کئے ایک ان میں سے ناف کے نیچے پڑا۔ فاروق اعظمؓ نے فوراً عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا اور خود صدمہ زخم سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظمؓ زخمی سامنے پڑے تھے اور عبدالرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے۔ ابولؤلؤ نے مسجد سے نکل کر کئی آدمیوں کو زخمی کیا اور کلیب ابن ابی البکیر کو شہید کیا، آخر وہ گرفتار کیا گیا اور اس نے خودکشی کر لی۔

**انتخابی مجلس کا تقرر:** نماز ختم ہونے کے بعد فاروق اعظمؓ کو لوگ گھر اٹھا لائے۔ آپ نے عبدالرحمن کو طلب فرمایا "میں تم سے کچھ عہد لینا چاہتا ہوں"۔ عبدالرحمن نے کہا کیا آپ مجھ سے کچھ عہد کریں گے؟ فرمایا نہیں! بلکہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی جماعت مقرر کروں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی و خوش تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے علی، عثمان، زبیر اور عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "تمہیں دو شخص [illegible] علی کا انتخاب کرو [illegible]

آ جائیں تو بہتر ورنہ تم لوگ مشورہ کر کے کسی کو اپنے میں سے امیر بنا لینا"۔

**خلیفہ ثانی کی وصیت** یہ کہہ کر کچھ دیر تک آپ خاموش رہے پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ یہ تمہارے محسن ہیں ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنا اور ان کی لغزش و خطا سے درگزر کرنا اور مہاجرین کا بہت بہت پاس کرنا کیونکہ یہی لوگ مادۂ اسلام ہیں اور ذمیوں کا پورا پورا خیال کیا جائے۔ اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا یعنی ان سے جو اقرار کیا جائے وہ پورا کیا جائے"۔ اس کے بعد آپ نے پھر اٹھا کر کہا

"اللھم قد بلغت لقد ترکت الخلیفۃ من بعدی علی انقی من الراحۃ"

پھر ابو طلحہ انصاری اور مقداد بن اسود کو انتخاب کے لئے مقرر کیا کہ جب یہ لوگ تمہارے خلیفہ کے مشورے کے لئے کسی کمرے میں جمع ہوں تو تم دروازے پر کھڑے رہنا کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا جب تک وہ باہم مشورہ نہ کر لیں۔

**رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت** اس کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ کو باہر بھیجا معلوم کرو میرا قاتل کون ہے؟ عبداللہ بن عمر نے عرض کیا ابو لؤلؤ مغیرہ کا غلام، یہ سن کر فرمایا: الحمد للہ مجھ کو ایسے شخص نے نہیں مارا جس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو کیا ہو۔ پھر عبداللہ کو ام المومنین حضرت صدیقہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت صدیقہ نے اجازت دی۔ فاروق اعظم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور عبداللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اگر میرے بعد انتخاب خلیفہ میں اختلاف ہو تو تم کثرت رائے سے موافقت کرنا اور اگر فریقین برابر ہوں تو تم بھی دونوں میں سے اس سے اتفاق کرنا جس میں عبدالرحمن بن عوف ہوں۔"

مدینہ منورہ میں جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخمی ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے آپ کو دیکھنے کی اجازت چاہی۔ مہاجرین و انصار آپ کے دیکھنے کو آئے۔ علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ زخم کاری نہیں اچھا ہو جائے گا۔ طبیب آیا اس نے فاروق اعظم کو نبیذ پلائی جو زخم کی راہ سے نکل گئی۔ پھر دودھ پلایا وہ بھی اسی طرح نکل گیا۔ اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جانبر نہیں ہو سکتے۔ طبیب نے فاروق اعظم سے کہا "آپ کسی کو اپنا ولی عہد منتخب کر دیجئے" جواب دیا "میں کر چکا"۔ زخمی ہونے کے بعد تین روز زندہ رہے یہاں تک کہ شب چہارشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے دس برس چھ مہینے بعد جان بحق تسلیم ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) صہیب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عثمان، علی، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد اور عبداللہ بن عمر نے قبر میں اتارا۔

**عہد فاروقی میں وسعت سلطنت** (مترجم) فاروق اعظم کا کل زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن رہا۔ اس مدت میں جو جو ملک فتح ہوئے ان کی تفصیل تو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ حکومت فاروقی کی وسعت اور اس کے حدود اربعہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مرکز حکومت سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل، مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل، جنوب ۴۸۳ میل اور

مغرب کی جانب جدہ تھا۔ اس میں تمام مصر، مشرقی عرب، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی شامل تھا۔

**دو اہم معرکے:** ان تمام لڑائیوں میں جو دس برس اور کچھ اوپر زمانے میں ہوئیں فاروق اعظمؓ بنفس نفیس کسی میں شریک نہیں ہوئے تو بھی ہر جگہ کام ہو رہی تھیں اور سرداران لشکر ہر موقع پر ان کو اطلاع دیتے تھے لیکن ان کی لگام حکومت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تھی۔ ان سب لڑائیوں میں دو معرکے نہایت خطرناک تھے، حمص کا واقعہ جب اس پر قیصر روم نے دوبارہ اہل جزیرہ کی اعانت سے چڑھائی کی تھی۔ دوسرا نہاوند کا معرکہ جب کسریٰ فارس نے تمام ملک ایران میں عجیب جوش ہوا کر ایک قومی جوش پیدا کر دیا تھا۔ ان دونوں موقعوں پر فاروق اعظمؓ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے قابلیت کے ساتھ اٹھتے ہوئے سیلاب کو صرف روکا ہی نہیں بلکہ ان کو پاش پاش کر دیا۔

**نظام حکومت:** حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے نظام حکومت کو قائم رکھنے کی غرض سے اپنے مفتوحہ ملکوں کو مختلف صوبوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ اسلام میں جس نے سب سے پہلے اس کی ابتدا کی اور حسب اقتضائے مصلحت وقت اس کی حدود کا تعین کیا وہ فاروق اعظمؓ تھے۔ انہوں نے ملکی مقبوضات کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا۔ مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین کے جو مقامات قبل فتح ہونے کے صوبے یا ضلعے تھے ان کو بحالہ اسی طرح رہنے دیا۔ فلسطین کو سامرہ اس لئے جانے کے بعد دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک کا صدر مقام ایلیا اور دوسرے کا رملہ قرار دیا تھا۔ شاید اسی وجہ سے مورخوں نے ان صوبہ جات اور اضلاع کی تصریح نہیں کی۔

**مصر کا نظام حکومت:** مصر کو بھی آپ نے دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک مصر کا بالائی حصہ جس کو صعید کہتے ہیں۔ اس کے متعلق ۲۸ ضلع تھے اور دوسرا مصر کا نشیبی حصہ جس میں پندرہ ضلع تھے۔ فارس، خراسان اور آذربائیجان کے انتظامات اور تقسیم کو جیسا عہد سلاطین کیانیہ میں تھا بدستور قائم رکھا۔ فارس میں اصطخر، شیراز، دراب جرد، نوبندجان، کازرون، فسا، ارجان، جرہ، شاپور، اہواز، جندیشاپور، سوس، نہر تیری، مناذر، تستر اور رام ہرمز۔ خراسان میں نیشاپور، ہرات، مرو، مرو روذ، فاریاب، طالقان، بلخ، بخارا، بادغیس، باورد، قہستان، طوس، قومس اور جرجان۔ آذربائیجان میں طبرستان، رے، قزوین، زنجان، قم، اصفہان، ہمدان، نہاوند، دینور، حلوان، ماسبذان، مہرجان قذق، زور، ماسبذان وغیرہ وغیرہ اضلاع شامل تھے۔

**صوبہ کا نظم و نسق:** اکثر صوبوں میں یہ چھوٹے بڑے عہدے دار جو ملکی انتظام کے ذمہ دار تصور کئے جاتے تھے۔ والی (گورنر) جو کل صوبہ کا حاکم ہوتا تھا۔ کاتب (حاکم صوبہ کا میر منشی)، کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میر منشی)، صاحب الخراج (فنانس یا ریونیو آفیسر)، صاحب احداث (پولیس کا افسر اعلیٰ)، صاحب بیت المال (افسر خزانہ)، قاضی (جو فصل مقدمات کرتا تھا) جس کو صدر الصدور یا منصف یا جج سے تعبیر کیجئے۔ صوبوں کے علاوہ اضلاع میں بھی حسب ضرورت عامل (لفٹیننٹ گورنر)، افسر خزانہ، قاضی ہوتے تھے۔ لیکن یہ سب والی صوبہ کے ماتحت اور اسی کے زیر نگرانی کام کرتے تھے۔ جو لوگ صوبوں کے خدمات انتظامیہ پر مامور ہوتے تھے ان کو دربار خلافت سے تنخواہیں ملتی تھیں اور یہ کام بھی فاروق اعظمؓ کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ عرب میں اس سے پہلے دستور یہ تھا کہ لوگ ملکی خدمت کے معاوضے میں تنخواہ لینا پسند نہیں کرتے تھے لیکن فاروق اعظمؓ نے اس کے خلاف اصول تمدن و انتظام سمجھ کر بڑی کوشش سے اصلاح کی اور ان کی دیانت و امانت باقی قائم رکھنے کی غرض سے بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں۔ چنانچہ اس زمانہ کی معاشرت کے لحاظ سے صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ پانچ ہزار تک ہوتی تھیں اور مال غنیمت کی تقسیم سے جو حصہ ملتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

**عمال کے فرائض:** عمال سے تقرری کے وقت یہ عہد نامہ لیا جاتا تھا:

(۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا (۲) باریک کپڑے نہ پہننا (۳) چھنا ہوا آٹا نہ کھانا (۴) دروازے پر دربان نہ رکھنا (۵) اہل حاجت کے لئے ہمیشہ دروازے کو کھلا رکھنا۔ اس کے علاوہ ان کے اور فرائض اکثر بوقت تقرری گنوا دیئے جاتے تھے اور اس امر کی سختی سے انتظام کیا جاتا تھا کہ عمال اپنے فرائض سے بالتفصیل واقف ہوں۔ اکثر آپ ان کے فرائض اپنے خطبوں میں بیان فرما دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے عاملوں کو مخاطب کر کے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:

(الا انی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمۃ الھدی و یھتدی بکم فادوا علی المسلمین حقوقھم ولا تضربوھم فتذلوھم ولا تحمدوھم فتفتنوھم ولا تغلقوا الابواب دونھم فیاکل قویھم ضعیفھم ولا تستاثروا علیھم فتظلموھم)

"یعنی تم کو ہم نے امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تم سے ہدایت پائیں (تمہاری پیروی کریں) تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو، ان کو مار کر ذلیل نہ کرو، ان کی بے جا تعریف کر کے غلطی میں نہ ڈالو اور ان کے لئے اپنے دروازے بند نہ کرو کہ زبردست کمزوروں کو کھا جائیں اور نہ ان سے کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح دو کہ یہ ان پر ظلم کرنا ہے۔"

**عمال کی ایام حج میں حاضری:** تمام عمال کو حکم تھا کہ وہ سب کے سب ایام حج میں حاضر ہونے کا حکم تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں تمام اطراف کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ فاروق اعظمؓ اس وقت کھڑے ہو کر فرماتے تھے جس عامل سے کسی شخص کو کچھ شکایت ہو وہ پیش کرے میں نے ان کو تم پر اس لئے مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تم کو ستائیں یا تمہارا مال و اسباب چھین لیں بلکہ اس لئے میں بھیجتا ہوں کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سکھائیں۔ پس اگر کسی عامل نے اس کے خلاف کیا ہو تو مجھے بتاؤ میں اس کا انتقام لینے کو موجود ہوں۔

**عمال کی تقرری کا طریقہ کار:** عمال کی تقرری کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ جن لوگوں کی انتظامی خوبیاں پہلے ہی سے ثابت ہو چکی تھیں ان کے انتخاب کے وقت مہاجرین و انصار کا ایک جلسہ ہوتا تھا اس عام جلسہ میں جس شخص کا انتخاب کرتے تھے وہ اس خدمت پر مامور ہوتا تھا۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ صوبے یا ضلع کے باشندوں کو انتخاب کا حکم بھیج دیتے تھے جس کو وہ لوگ منتخب کرتے اس کو انتظامی و ملکی خدمت سپرد کی جاتی تھی۔ چنانچہ عثمان بن حنیف کی تقرری پہلے قاعدے کے موافق ہوئی اور عثمان بن فرقد و معن بن یزید کی دوسرے طریقہ پر۔

**عمال کی فہرست:** عہد خلافت فاروق اعظمؓ میں ممالک مفتوحہ کے نظم و نسق پر جو لوگ مامور اور ذمہ داری کے عہدے پر تھے ان کی اجمالی فہرست یہ ہے اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ فاروق اعظمؓ نے کس جماعت سے ملک کا انتظام چلایا تھا۔ اور ان کی حکومت کی کل کس پایہ کے لوگوں سے چلائی گئی تھی۔

| ضلع یا صوبہ | عہدہ | نام مع مختصر حالات |
|---|---|---|
| شام | والی | ابو عبیدہ مشہور صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ |
| شام | والی | یزید بن ابی سفیان امیر معاویہ کے بھائی ان سے بڑھ کر فضل میں مشہور تھا۔ |
| شام | والی | امیر معاویہ سیاست و تدبیر میں ان کو خاص ملکہ تھا۔ |

| | | |
|---|---|---|
| مصر | والی | عمرو بن العاص انہوں نے مصر کو فتح کیا تھا اخیر تک وہیں رہے تھے۔ ان کی ماتحتی میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے جس کو صعید کہتے ہیں اور نشیبی حصہ مصر میں ایک دوسرا افسر تھا لیکن وہ بھی عمرو بن العاص کے ماتحت تھا |
| کوفہ | والی | سعد بن ابی وقاص یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں تھے۔ جنگ قادسیہ کے فاتح ہیں۔ |
| بصرہ | والی | عتبہ بن غزوان نامی صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں بصرہ انہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ |
| بصرہ | والی | ابو موسیٰ اشعری نامی اور مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ |
| مکہ معظمہ | والی | نافع بن عبد الحارث۔ |
| مکہ معظمہ | والی | خالد بن العاص یہ ابو جہل کے بھتیجے اور معزز قریش تھے۔ |
| طائف | والی | عثمان بن ابی العاص یہ ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت سے یہیں کے والی تھے۔ |
| یمن | والی | یعلیٰ بن امیہ یہ عہد خلافت صدیقی میں خولان کے والی تھے علاء بن الحضرمی یہ عہد خلافت صدیقی میں بھی بحرین کے عامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بحرین پر مامور فرمایا تھا۔ |
| مدائن | صاحب الخراج | نعمان۔ |
| مدائن | والی | حذیفہ بن الیمان۔ |
| جزیرہ | والی | عیاض بن غنم یہ جزیرہ کے فاتح ہیں۔ |
| حمص | والی | عمیر بن سعید۔ |
| اصفہان | صاحب بیت المال | خالد بن حرث دؤلی۔ |
| سوق اہواز | | سمرہ بن جندب۔ |
| میسان | | نعمان بن عدی اصحاب میں سب سے پہلے انہیں نے وراثت کا مال پایا تھا۔ |
| ایلیا | والی | علقمہ بن حکیم۔ |
| رملہ | والی | علقمہ بن مجزز۔ |
| بحرین | صاحب الخراج | قدامہ بن مظعون یہ یہاں کے صاحب الاحداث (پولیس کے افسر اعلیٰ) بھی تھے۔ |

**عمال کے خلاف تحقیقات**۔ اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں محمد بن مسلمہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں یہ عمال کی تحقیقات پر مامور تھے۔ جب کبھی کسی عامل کی شکایت پہنچتی تو اس کی تحقیقات پر یہی مامور کئے جاتے تھے۔ آپ بھی نہایت جلیل القدر صحابی ہیں تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ ایک مرتبہ ۲۱ھ میں سعد بن وقاص کی شکایت گزری، جنہوں نے قادسیہ فتح کیا تھا اور کوفہ کے گورنر تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ایرانیوں نے بڑی تیاری سے پیش قدمی کی تھی اور نہاوند کے قریب آ پہنچے تھے۔ فاروق اعظمؓ نے باوجودیکہ وقت اور زمانہ نہایت نازک ہو رہا تھا۔ محمد بن مسلمہ کو تحقیق پر روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے کوفہ کی ایک ایک مسجد میں جا کر عام لوگوں کے بیانات لئے اور سعد بن وقاص کو ہمراہ لئے ہوئے مدینہ میں آئے۔ یہاں فاروق اعظمؓ نے خود بھی ان کا بیان لیا اور کچھ ایسا نہیں ہوتا کہ حضرت عمرؓ محمد بن مسلمہ کو تحقیقات پر مامور فرماتے تھے۔ بلکہ عامل صوبہ کو بلا واسطہ مدینہ میں طلب فرما لیتے تھے اور خود ہی ان کا بیان قلم بند

کرتے اور وہاں کے باشندوں سے بطور خفیہ ان کے حالات دریافت کرتے تھے یا کم از کم اس وقت ہوتا تھا کہ جب کہ صوبہ کا حاکم صاحب اثر ہوتا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہ کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ ہوا تھا۔ جو شام کے والی تھے اور ابو موسیٰ کی جس وقت شکایت گزری تھی تو فاروق اعظم نے مستغیث کا بیان خود سن کر ان سے قلم بند کیا تھا اور ابو موسیٰ کو مدینہ میں طلب کر کے ان کی تحقیقات کی گئی تھی۔ ہمیشہ عمال کی تحقیقات پر محمد بن مسلمہ بطور کمیشن کے مامور کرتے تھے۔ جو کتب تواریخ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں۔

**خراج:** سرزمین عرب میں اسلام سے پہلے خراج کا کوئی محکمہ قائم نہ تھا اور نہ اسلام میں عہد خلافت فاروقی سے پیشتر کوئی دستور مقرر کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جس وقت خیبر فتح ہوا تھا تو وہاں کے یہودیوں سے بٹائی پر معاملہ طے ہوا تھا یعنی زمین انہیں کے قبضے میں چھوڑ دی گئی تھی اور سالانہ پیداوار سے کچھ بطور خراج لے لیا جاتا تھا۔ ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں بھی کوئی جدید خراج کا محکمہ نہیں بنایا گیا تھا۔ عرب تمام کے کل باشندے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان سے عشر (دہ یک) جو پیداوار کی زکوٰۃ ہے لیا جاتا تھا اور غیر مذہب والوں سے جزیہ یا اب ہمارے ہاں مردم شماری کے طور سے کچھ رقم لے لی جاتی تھی۔

**مردم شماری اور زمین کی پیمائش:** فاروق اعظم کو جب ۱۶ھ میں مہمات جنگ سے ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی اور عراق عرب پورا پورا قبضہ میں آ گیا اور جنگ کی طرف سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے تو انہوں نے خراج قائم کرنے کی غرض سے عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ سعد بن ابی وقاص نے نہایت جانفشانی اور احتیاط سے مردم شماری کے کاغذات مرتب کئے۔ عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان جو اکابر صحابہ میں سے تھے پیمائش پر مامور ہوئے تھے۔ چنانچہ عثمان اور حذیفہ نے مدتوں کے بعد بڑے اہتمام سے کاغذات کی ترتیب دی۔ کل مزروعہ زمین تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب ٹھہری۔ فاروق اعظم نے ان قدیم زمینداروں کو مالکان ہی کے قبضہ میں رہنے دیا اور ان پر حسب ذیل لگان مقرر کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| جو | فی جریب | ایک یا دو درہم سالانہ ایک درہم قریباً ۴ ۔ کا ہوتا ہے۔ |
| چقندر | فی جریب | ۲ درہم سالانہ |
| روئی | فی جریب | ۵ درہم سالانہ |
| انگور | فی جریب | ۱۰ درہم سالانہ |
| نخلستان | فی جریب | ۱۰ درہم سالانہ |
| تل | فی جریب | ۸ درہم سالانہ |
| ترکاری | فی جریب | ۳ درہم سالانہ |
| گیہوں | فی جریب | ۴ درہم سالانہ |
| زمین افتادہ<br>قابل زراعت | دو جریب پر | ایک درہم سالانہ |

سال اول میں عراق کا کل خراج ۸ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم سالانہ ہوا تھا اور اس کے دوسرے سال لگان کی شرح کم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ آبادی و ترقی ہو گئی جس سے مقدار خراج ۱۰ کروڑ سے بڑھ کر دس کروڑ بیس لاکھ درہم تک پہنچ گئی۔

**خراج کی وصولی کا طریقہ:** عراق کے سوا مصر وغیرہ کا بھی بندوبست اور خراج وصول کرنے کا طریقہ تھا۔ ان کا یہ دستور جاری رکھا گیا تھا جہاں جو کچھ جبر و تعدی کا اثر تھا اس کو زائل کر دیا۔ چنانچہ رومیوں کے زمانے میں مصر سے علاوہ خراج کے کثیر مقدار میں غلہ طلب کیا جاتا تھا اور ہر جگہ کی فوج کے رسد کے لئے کسی سے غلہ دیا جاتا تھا جو خراج میں محسوب نہیں کیا جاتا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور ان کے علاوہ ہر شعبہ پر نگرانی کے حکام اعلیٰ مقرر فرمائے۔

**مرکزی بیت المال** مدینہ کے علاوہ صوبہ جات اور اضلاع کے حکام کو ہدایت تھی کہ وہاں کے ضروری مصارف کے لئے رقم نکال کر جس قدر روپیہ سال تمام ہونے پر بچے مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ عمرو بن العاص والی مصر کو ایک فرمان لکھا جس کے یہ الفاظ تھے:

((فاذا حصل الیک وجمعته اخرجت منه عطاء المسلمین وما یحتاج الیه مما لا بد منه ثم انظر فیما فضل بعد ذلک فاحمله الی))

''یعنی جب تمہارے پاس کل مال وصول ہو جائے اور تم اس کو جمع کر لو تو اس میں سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری مصارف نکال لو۔ اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ میرے پاس بھیج دو۔''

بیت المال میں جو کچھ آمدنی آتی تھی اس کا حساب و کتاب نہایت صحیح طور سے مرتب کیا جاتا تھا۔ اکثر اوقات خود فاروق اعظمؓ اونٹوں اور صدقے کے مویشیوں کو شمار کرتے اور ان کا رنگ، حلیہ وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ مورخین کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدقے کے اونٹ آئے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ بھی مع علی بن ابی طالب و عثمان بن عفان کے دیکھنے کو گئے۔ عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے تھے علی بن ابی طالبؓ عثمان بن عفان کے پاس کھڑے ہو کر جو کچھ فاروق اعظمؓ کہتے تھے حضرت عثمانؓ کو بتاتے اور لکھاتے جاتے تھے اور حضرت فاروق اعظمؓ دوپہر کے وقت دھوپ میں کھڑے ہوئے ایک سیاہ چادر پہنے اور دوسری چادر سر پر ڈالے ہوئے صدقے کے اونٹوں کو شمار کرتے اور رنگ و حلیہ بتاتے جاتے تھے۔

**سنہ ہجری** عرب اور ابتدائے اسلام میں فاروق اعظمؓ سے پہلے سنہ لکھنے کا دستور نہ تھا۔ عام واقعات کے یاد رکھنے کے لئے جاہلیت میں بعض مشہور واقعات سنہ کا سبب شمار کر لیتے تھے۔ مثلاً کعب بن لوی کے انتقال سے سال شمار ہوتا رہا۔ پھر عام الفیل جاری ہوا اس کی ابتداء اس سال سے ہوئی جب کہ ابرہہ حرم کعبہ کے ڈھانے کو ہاتھی لے کر آیا تھا اور اسی مناسبت سے اس کو عام الفیل سے تعبیر کیا۔ پھر عام الفجار کا رواج ہوا پھر اس کے بعد اور مختلف سنین۔ چنانچہ فاروق اعظمؓ نے جو سنہ چلایا وہ آج تک جاری ہے اور تا قیام قیامت اسلام کے ہر فرقہ میں یہی جاری رہے گا۔ ۲۱ھ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے سامنے وہ فرمان پیش کئے گئے جن پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا اور جو ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا کس سے اس کی رو سے مطابقت کی گئی۔ عامل۔ تو غرض کیا نہیں تو یہ۔ نے اس فرمان کی اجازت دی تھی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا ضروری ہے اور اسی وقت ارباب شوریٰ کو جمع کر کے ایک مجلس منعقد کی۔ مجلس القدر میں بحث ہونے کے بعد سنہ ہجری مقرر ہوا۔ کسی نے رائے دی کہ سنہ کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے لیا جائے۔ حضرت فاروقؓ نے کہا اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ان کا سنہ بھی پیدائش سے ہے۔ کسی نے کہا کہ سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے کوئی ہو۔ فاروق اعظمؓ نے ان دونوں رایوں سے اختلاف کر کے فرمایا بہتر ہوگا کہ سنہ کا شمار ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے کیونکہ اسلام میں یہ بہت بڑا واقعہ ہے اور اس کے بعد سے اسلامی فتوحات ہوئی ہیں۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ پھر بحث ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی۔ اس حساب سے شروع سال ربیع الاول سے ہونا چاہئے لیکن عرب کے قدیم دستور کے لحاظ سے محرم ہی رہے۔ چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے فاروق اعظمؓ نے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر محرم کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا۔

**امیر المومنین کا لقب** فاروق اعظمؓ کے پیشتر ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے پکارے جاتے

تھے۔ پھر جب فاروق اعظمؓ خلیفہ ہوئے تو ان کو لوگوں نے خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا شروع کیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا اس طور سے تو رفتہ رفتہ یہ نام طویل ہو جائے گا۔ کیونکہ جب تیسرا خلیفہ ہوگا تو اس کو خلیفۂ خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے مناسب یہ ہے کہ تم لوگ مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں تم لوگ مجھے آج سے امیر المومنین کہا کرو۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جانے لگے اور سب سے پہلے اس لقب کو انہوں نے ہی ایجاد کیا۔

بعض مؤرخین نے اس کی ابتداء یوں بیان کی ہے کہ ایک دفعہ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کوفہ سے مدینہ میں آئے اور فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ چونکہ کوفہ میں رہنے سے ان لوگوں کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ چڑھا ہوا تھا۔ طلب کرنے کے وقت یہ کہا کہ امیر المومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو۔ عمرو بن العاص نے انہی الفاظ سے اطلاع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے اس خطاب کی وجہ دریافت فرمائی عمرو بن العاص نے وہ قصہ بیان کر دیا۔ عمر فاروقؓ نے بھی اس لقب کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے مشہور و عام ہو گئی۔

**لنگر خانہ:** حضرت فاروق اعظمؓ کے حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو غرباء اور مساکین کا بہت زیادہ خیال تھا اور اس امر کا ان کو بہت زیادہ اہتمام تھا کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ غرباء اور مساکین کے لیے باقاعدہ بیت المال سے روزینے مقرر کر دیئے تھے ملک میں جس قدر اپاہج، ضعیف، اندھے اور لنگڑے ہوتے تھے سب کی تنخواہیں بیت المال سے مقرر تھیں۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرا دیئے تھے۔ جو مسافر آتا تھا اس کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اس کا اہتمام خود فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تھا۔

**لاوارث بچوں کی پرورش:** لاوارث بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال تھا۔ سنہ ۱۸ھ میں یہ حکم دیا گیا کہ جب کوئی لاوارث بچہ پایا جاتا اس کو کسی اہتمام سے کسی دودھ پلانے والی کے سپرد کرتے اور اس کی تربیت و پرورش کے مصارف بیت المال سے دیئے جاتے۔ یتیموں کی پرورش اور ان کی جائیداد کا انتظام نہایت سرگرمی سے کرتے تھے یتیموں کی املاک ضائع نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ حکم بن ابی العاص کو لکھا کہ میرے پاس یتیموں کا مال ہے جو زکوٰۃ نکلنے سے برابر کم ہوتا جاتا ہے تم اس کو تجارت میں لگاؤ۔ چنانچہ حکم نے اس کو تجارت میں لگا دیا چنانچہ وہ رقم بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ درہم تک پہنچ گئی۔

**قافلہ کی نگہبانی:** عمرو بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک روز فاروق اعظمؓ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے۔ عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا مدینہ کے باہر ایک قافلہ آیا ہے۔ آؤ ہم اور تم چل کر اس کی نگہبانی کریں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سو جائیں اور ان کو کچھ نقصان پہنچ جائے۔" عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ ہو لیے اور قافلہ کے قریب پہنچ کر رات بھر گشت کرتے رہے۔

**شیر خوار بچوں کا وظیفہ:** ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر اترا۔ اس دفعہ آپ اکیلے اس کی خبر گیری اور نگہبانی کے لئے تشریف لے گئے۔ پہرہ دے رہے تھے کہ ناگاہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ فاروق اعظمؓ اس طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود میں رو رہا ہے آپ نے اس کو بہلانے اور چپ کرانے کی تاکید کی۔ کچھ دیر کے بعد بچے کے رونے کی آواز سن کر پھر ان کے پاس گئے اور غصے سے فرمایا "تو بہت بے رحم ماں ہے اس کو کیوں چپ نہیں کراتی"۔ عورت نے کہا تم مجھے بار بار کیوں دق کرتے ہو۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ میں بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں کیونکہ جب تک بچے دودھ نہیں چھوڑتے عمرؓ ان کے لیے تنخواہ مقرر نہیں کرتے"۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر رو دیئے اور منادی کرانے کا حکم دیا کہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کیا جایا کرے۔

**حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری:** اسلم (فاروق اعظمؓ کے غلام) کا بیان ہے کہ ایک روز فاروق اعظمؓ رات کے وقت مدینہ سے حرہ کی طرف گشت کرنے کو نکلے۔ دفعتاً حضرتؓ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ آگ روشن ہے۔ مجھ سے فرمایا آؤ جس طرف آگ روشن ہے اس طرف چلیں۔ جب ہم لوگ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ پر ہانڈی چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں۔ فاروق اعظمؓ نے کہا السلام علیکم یا اصحاب الضوء۔ عورت نے جواب دیا وعلیکم السلام پھر فاروق اعظمؓ نے قریب آنے کی اجازت طلب کی۔ اس نے اجازت دی آپ قریب جا کر بیٹھ گئے۔ حال دریافت کیا۔ عورت نے کہا اندھیری رات ہے۔ سردی زور کی پڑ رہی ہے اور یہ بچے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسکین کو خالی ہانڈی آگ پر چڑھا دی ہے۔ یہ روتے روتے سو جائیں گے تو پھر انتظام کروں گی۔ فاروق اعظمؓ نے کہا کیا عمرؓ تمہاری خبر گیری نہیں کرتا؟ عورت نے کہا "وہ ہمارا امیر ہو کے بے خبر ہم سے غافل ہے"۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر اٹھے اور دوڑے پہنچ کر بیت المال کا قفل کھول کر آٹا، گوشت، گھی اور کھجوریں نکالیں اور اسلم سے کہا کہ میری پیٹھ پر لاد دے۔ اسلم نے بار بار کہا کہ لائیے میں اٹھا لوں فرمایا کیا قیامت میں بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟ غرض سب چیزیں آپ لاد کر لے گئے اور عورت کے سامنے رکھ دیں۔ عورت نے آٹا گوندھا ہانڈی چڑھائی۔ آپ چولہا پھونکتے جاتے تھے یہاں تک کہ کھانا تیار ہو گیا اور بچوں نے پیٹ بھر کر کھایا اچھلنے کودنے لگے۔ عورت نے کہا "خدا تمہیں جزائے خیر دے تم امیر المومنین ہونے کے سزاوار ہو نہ کہ عمرؓ"۔

**فرائض منصبی:** فاروق اعظمؓ جس طرح رفاہ عام اور ملک اسلام کے انتظام و انصرام میں سرگرم رہتے تھے اسی طرح اپنے فرائض منصبی اور عبادت و طاعت کو پوری مستعدی سے ادا کرتے تھے۔ احکام دین کی پابندی کی وجہ سے وہ ایسی باتوں پر ٹوک دیتے تھے۔ جہاں کہیں لوگوں کو کسی غلطی میں پاتے۔ ایک دفعہ حج کرتے ہوئے آپ نے طواف کیا۔ حجر اسود کو بوسہ دے کر سامنے کھڑے ہو کر کہتے تھے "میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے تجھے احترام (بوسہ) کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وجہ سے میں بھی کرتا ہوں"۔ محدثین نے اس خیال سے فاروق اعظمؓ کے اس قول کو روایت کیا ہے تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ جس بات نے شعار اسلامی کی اونٹ لی۔ جہاں فاروق اعظمؓ کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں اتنا فقرہ اور اضافہ کیا ہے کہ علی ابن ابی طالب نے ان کو اس کے کہنے سے روکا تھا اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ "حجر اسود نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے کیونکہ قیامت میں شہادت دے گا" لیکن ناقدین فن حدیث نے اس اضافہ کو غلط اور بے بنیاد ٹھہرایا ہے۔

**تبرک کا استیصال:** فتح مکہ سے پہلے جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی وہ مقام خلافت فاروق اعظمؓ میں لوگ تبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آنے لگے۔ فاروق اعظمؓ نے یہ دیکھ کر اس خیال سے کہ آئندہ اس کی پرستش نہ ہونے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے ذریعے سے اسلام میں شرک کا دخل نہ ہو جائے۔ اصل یہ ہے کہ اسلام ایسی تعلیمات کے مٹانے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سکھانے آیا ہے۔ [illegible] فاروق اعظمؓ نے انجام دیا۔ درخت کو کٹوا دیا۔

**برائیوں کا انسداد:** فاروق اعظمؓ نے عرب کے اخلاق و عادات کی اصلاح کی بھی پوری کوشش کی۔ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنے انساب پر فخر کرتے اور عام لوگوں کی حقارت کے ساتھ ہجو کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مساوات کا اس درجہ خیال رکھا کہ اسلام کی تمیز اٹھا دی۔ ہجو کو جرم قرار دے دیا۔ شعرا شاعری کے ذریعے سے کسی کی ہجو کرتے تھے اس کا بھی سد باب کیا اور یہ شعرا کو تشبیب (عورتوں کی نسبت عشقیہ شعر) لکھنے کی ممانعت کر دی۔ [illegible] تمام ملک میں شراب خوری کی سزا بڑھا دی۔ پہلے شراب خور چالیس درے مارے جاتے تھے انہوں نے اسی درے مارے جانے کا حکم دے دیا۔ الغرض فاروق اعظمؓ نے

اسلام کو اسی حیثیت سے چلایا جس پاک اور مقدس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ان سب باتوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ باوجود ثروت، دولت اور وسعت کے اس زمانے میں لوگوں نے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا۔

**اولیات فاروقیؓ:** اکثر مورخوں نے ان کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو یکجا کر کے لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت پڑے گی لیکن ہم ان میں سے بعض بعض کو بلا تکلف اختصار درج ذیل کرتے ہیں۔

(۱) بیت المال قائم کیا (۲) عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ و سنہ ایجاد کیا (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) مردم شماری کرائی (۶) نہریں کھدوائیں (۷) شہر آباد کئے (۸) ممالک مقبوضہ کو صوبوں پر تقسیم کیا (۹) عشور یعنی مال تجارت پر محصول درآمد کے مقرر کیا (۱۰) حربی تاجروں کو ممالک اسلامیہ میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی (۱۱) راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال دریافت کرنا معمول بنایا (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے (۱۳) مختلف شہروں میں مہمانوں کے لئے مہمان خانے تعمیر کرائے (۱۴) نماز تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا (۱۵) شراب کی سزا اسی درے مقرر کئے (۱۶) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا (۱۸) مساجد میں وعظ کا طریق قائم کیا (۱۹) اماموں اور مؤذنوں اور دیگر خدمت پر لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں (۲۰) ہجو کہنے پر تعزیر مقرر کی (۲۱) اشعار تشبیب لکھنے کی ممانعت کی (۲۲) امہات ولد کے بیچنے سے منع کیا۔

ان کے سوا فاروق اعظمؓ کی اور بہت سی اولیات ہیں جو طوالت کلام کے خیال سے قلم انداز کی جاتی ہیں۔

**نسب و نام و ولادت:** فاروق اعظمؓ نسباً قریشی عدوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی، دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور عدی کی اولاد سے فاروق اعظمؓ ہیں۔ نام ان کا عمر تھا، کنیت ابوحفص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ ہجرت نبوی سے قریباً چالیس برس اور یوم الفیل سے تیرہ برس پیچھے پیدا ہوئے۔ ان کی ماں کا نام حنتمہ تھا، ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ابوجہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔

ان کے لڑکپن کے حالات کتابوں میں تلاش کرنے سے بھی کم ملتے ہیں۔ لیکن جس قدر تفحص سے ملتے ہیں یہ پتا لگتا ہے کہ خطاب نے ان کو سن شعور پر پہنچنے کے بعد اونٹوں کے چرانے کی خدمت سپرد کی تھی جو عرب میں ایک قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے موافق نسب دانی، پہلوانی، شہسواری کی تعلیم پائی۔ بازار عکاظ میں جہاں سالانہ اہل فن کا میلہ لگتا تھا اکثر کشتی لڑتے تھے۔ شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور ایسا جم کر بیٹھتے تھے کہ بدن کو مطلق حرکت نہ ہوتی تھی۔ اس زمانے کی ضرورت کے موافق لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ بوقت بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں صرف سترہ آدمی لکھے پڑھے تھے ان میں سے ایک عمر بن الخطاب تھے۔

**ازواج:** حضرت عمرؓ کے قبل اسلام و بعد ہجرت اور ان کی خصوصیت کی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہیں جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں ان کا پہلا نکاح جاہلیت میں زینب بنت مظعون سے کیا جو حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح سے ہوا جس کے بطن سے عبداللہ

عبدالرحمٰن اکبر اور حضرت حفصہ پیدا ہوئیں۔ زینب مکہ میں ایمان لائیں اور مدینہ میں انتقال کیا۔ یہ عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ جو سابقین اسلام میں سے تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودہواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت جرول خزاعی سے کیا جس سے عبیداللہ پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ اسلام نہیں لائیں اس وجہ سے ۶ھ میں ان کو طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھیں جن سے جاہلیت میں نکاح کیا اور ۶ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دی۔ پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحارث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ان کی بابت اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ طلاق دے دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی۔ مدینہ میں آنے کے بعد ۷ھ میں جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح اوسی انصاریہ سے نکاح کیا جس سے عاصم پیدا ہوئے۔ لیکن ان کو کسی وجہ سے طلاق دے دی۔ ان کا نام پہلے عاصیہ تھا جب ایمان لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیلہ نام رکھا۔ پھر ان نکاحوں کے بعد آخر عمر میں ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالبؓ سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا۔ ان کے بطن سے رقیہ اور زید پیدا ہوئے۔

**حضرت عمرؓ کا ام کلثومؓ سے نکاح:** ام کلثوم بنت علی بن ابی طالبؓ کے واقعہ تزویج کو بڑے بڑے معتبر مورخین طبری، ابن حبان، ابن قتیبہ، ابن اثیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ سے نکاح کیا اور وہ ان کی بیوی تھیں۔ کتاب الثقات میں ابن حبان ۱۷ھ کے واقعات میں لکھتا ہے:

> ((ثم تزوج عمر ام كلثوم بنت علي ابن ابي طالب وهي من فاطمة و دخل بها في شهر ذي القعدة))
>
> ”یعنی عمرؓ نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے جو فاطمہ کے بطن سے تھیں، عقد کیا اور ماہ ذیقعدہ میں رخصتی کی“۔

ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے:

> ((ثم تزوج ام كلثوم بنت علي ابن ابي طالب و امها فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و اصدقها اربعين الفا))
>
> ”عمرؓ نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالبؓ سے عقد کیا، ام کلثوم کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں، چالیس ہزار مہر ادا کیا“۔

ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر اولاد عمرؓ میں لکھا ہے:

> ((و فاطمة و زيد و امهما ام كلثوم بنت علي ابن ابي طالب من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم))
>
> ”اور فاطمہ اور زید ان کی ماں ام کلثوم ہیں جو علی بن ابی طالبؓ کی لڑکی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں“۔

اسد الغابہ فی احوال الصحابہؓ میں ابن اثیر نے تفصیل کے ساتھ واقعہ تزویج کو نقل کیا ہے اور طبری نے جا بجا اس کی تصریح کی ہے۔ بخاری شریف باب الجہاد میں بھی ضمناً اس کا بیان آ گیا ہے کہ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے عورتوں کو چادریں تقسیم کیں۔ ایک بچ رہی اس کی نسبت تردد ہوا کہ کس کو دی جائے۔ حاضرین میں سے ایک نے فاروق اعظمؓ کو مخاطب کر کے کہا امیر المومنین ((اعط هذا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم التي عندك يريدون ام كلثوم)) یعنی ”اے امیر المومنین! اس چادر کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیجئے جو آپ کے عقد میں ہیں۔ ان لوگوں نے اشارۃً بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا“۔ اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو سکتی ہے۔ یہاں فاروق اعظمؓ کی ایک اور بیوی ام کلثوم نامی تھیں جن کی تصریح مورخوں

نے کردی ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ام کلثوم نے فاروق اعظمؓ کے ساتھ عقد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تب انہوں نے ام کلثوم بنت فاطمہؓ کے لیے علی ابن ابی طالب سے درخواست کی اور جناب امیر نے فاروق اعظمؓ سے ان کا عقد کر دیا۔

ملیکہ بنت جرول اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بھی فاروق اعظمؓ کی بیویاں تھیں۔ ملیکہ بنت جرول کی نسبت بعض کہتے ہیں کہ یہ ام ولد تھیں۔ لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ ان کے بطن سے عبدالرحمن اوسط پیدا ہوئے اور عاتکہ بنت زید ابن عمرو بن نفیل جمیلہ کی بہن تھیں ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن ابوبکر صدیق سے ہوا تھا۔ جب یہ غزوہ طائف میں شہید ہو گئے تو فاروق اعظمؓ نے ۱۲ھ میں ان سے نکاح کیا۔

**اولاد:** فاروق اعظمؓ کثیر الاولاد تھے۔ ام المومنین حفصہؓ انہی کی صاحبزادی تھیں جو ازواج مطہرات میں داخل ہیں اور اسی وجہ سے بہ نسبت اوروں کے زیادہ مشہور ہیں یہ پہلے خنیس بن حذافہ کے عقد میں تھیں جو مہاجرین کبار سے تھے جب غزوہ احد میں خنیس شہید ہو گئے تو ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کر لیا۔ اولاد ذکور میں سے عبداللہ زیادہ مشہور ہیں کیونکہ یہ صاحب علم ایمان اور فقہ و حدیث کے بڑے رکن تسلیم کئے جاتے ہیں۔ کتب احادیث میں ان کے مسائل اور روایتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ تقریباً کل غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ان کے علاوہ ان کے بیٹے عاصم، ابوشحمہ، عبدالرحمن، زید، مجیر بھی فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں۔ معارف ابن قتیبہ، اصحاب ابن الکان اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ان لوگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن ہم بنظر اختصار اس سے اعراض کرتے ہیں۔

**غذا و لباس:** ان کے دستر خوان پر معمولاً روٹی اور روغن زیتون کے سوا اور چیزیں کم ہوتی تھیں۔ آٹا کبھی چھنا ہوا اور کبھی جو کا بغیر چھنا ہوتا۔ اس کے سوا گاہے گاہے ترکاری سرکہ دودھ گوشت بھی ہوتا تھا لباس میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا بیشتر موٹے کپڑے پہنتے تھے اور اکثر کپڑوں میں پیوند ہوتے تھے۔ حسنؓ کہتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ ایک روز خطبہ پڑھ رہے تھے ان کی ازار (تہ بند) میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ان میں سے ایک چمڑے کا تھا۔ ابوعثمان کا بیان ہے کہ میں نے فاروق اعظمؓ کو جمرہ میں رمی کرتے ہوئے دیکھا تھا ان کی ازار (تہ بند) میں ایک پیوند چمڑے کا لگا ہوا تھا۔ حج بیت المقدس کے وقت جب آپ تشریف لے گئے تھے تو آپ کی قمیص میں چودہ پیوند تھے جن میں ایک چمڑے کا تھا۔

مزاج میں سادگی اور بے تکلفی بے حد تھی اور اسی سادگی اور بے تکلفی سے اکثر باہر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں پیدل نماز عید پڑھانے جا رہے تھے اور پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک دفعہ اتفاق سے گھر میں دیر تک رہے باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے۔ انہیں کپڑوں کو دھو کر سکھا رہے تھے۔

**معاش:** جاہلیت اور اسلام میں خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا جب خلیفہ ہوئے اور بار خلافت سے فرصت کم ملنے لگی تو صحابہؓ کو جمع کر کے ان کی خدمت میں روزینہ مقرر کئے جانے کی درخواست کی۔ علی ابن ابی طالب نے رائے دی کہ بیت المال سے اس قدر تنخواہ لے لیا کریں جو معمولی خوراک و لباس کے لیے کافی ہو۔ پھر جب ۱۵ھ میں تمام عرب کے وظائف مقرر کئے گئے تو اکابر صحابہ کے ساتھ ان کے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے۔

**حلیہ و عمر:** رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پر غالب تھی قد نہایت لمبا تھا پیادہ پا چلتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ سوار جا رہے تھے۔ رخسار کم گوشت، داڑھی گھنی، مونچھیں بڑی بال سر کے سامنے سے اڑ گئے تھے۔ عمر میں بعض باون برس کی بتاتے اور بعض ساٹھ بتاتے ہیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ترسٹھ برس اور چھ مہینے کی عمر ہوئی۔ واللہ اعلم

# باب: ۱۷

## حضرت عثمانؓ بن عفان

## ۲۴ھ تا ۳۵ھ

**خلیفہ کا انتخاب:** فاروق اعظم نے زخمی ہونے کے بعد ابو طلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو ہدایت کی کہ علی، عثمان، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن اور طلحہ کو ایک مکان میں جمع کرنا۔ کسی کو ان کے پاس آنے جانے نہ دینا۔ تین روز کے اندر باتفاق رائے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیں اور اگر اختلاف آراء ہو تو کثرت رائے سے عمل کیا جائے۔ بصورت مساوات عبداللہ بن عمر جو حکم بنا دیں، اس کو مانیں اور عبداللہ بن عمر اس فریق سے اتفاق رائے کریں جس میں عبدالرحمٰن بن عوف ہوں، اس زمانہ میں صہیب امامت کریں اور نماز پڑھاتے رہیں اور اگر ان تین دن کے اندر طلحہ آ جائیں تو وہ بھی شوریٰ میں شریک کر لئے جائیں۔ ورنہ ان کا انتظار نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق ابو طلحہ و مقداد نے مسور بن مخرمہ کے مکان میں، بعض کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے مکان میں ان لوگوں کو جمع کیا۔ اتنے میں عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ دروازے پر آ کر بیٹھ گئے۔ سعد آئے اور یہ کہہ کر ان کو اٹھا دیا کہ "تم لوگ اس دروازے پر اس ارادے سے آ کر بیٹھے ہو کہ کل کو کہو گے ہم بھی اہل شوریٰ میں سے تھے"۔ عمرو بن العاص اور مغیرہ چلے گئے۔ ارباب شوریٰ میں انتخاب خلیفہ کی بابت بحث و مباحثہ ہونے لگا۔

**حضرت عبدالرحمٰنؓ کی دست برداری:** عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا "تم میں ایسا کوئی شخص ہے جو اپنے کو ان لوگوں سے علیحدہ کر لے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں تا کہ وہ تم میں سے جو افضل اور لائق ہو اس کو خلیفہ بنا دے"۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا "میں اپنے کو اس جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں اور میں اس خدمت کو انجام دوں گا"۔ ارباب حل و عقد اس پر راضی ہو گئے۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے ہاں یا نہ کچھ جواب نہ دیا، خاموش بیٹھے رہے۔ عبدالرحمٰن نے ان سے مخاطب ہو کر کہا (ما تقول یا ابا الحسن) "اے ابو الحسن تم کیا کہتے ہو"۔ علی ابن ابی طالب بولے "میں بھی راضی ہوں بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ حق کو ترک کر کے اپنی خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو گے، نہ کسی رشتہ داری کا پاس و لحاظ کرو گے۔ حق کہنے میں کمی کی

ملامت اور نصیحت کا خیال نہ کرو گے"۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس شرط کو تسلیم کر کے کہا "اچھا آپ بھی اقرار کیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے جو ہماری رائے سے اختلاف کرے گا اس سے آپ بھی اختلاف کریں اور جس کو ہم خلافت کے لئے منتخب کریں گے اسے آپ بھی پسند کریں گے"۔

**حضرت عبدالرحمٰن کی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے گفتگو:** عبدالرحمٰن بن عوف علی ابن ابی طالب اور حاضرین جلسہ میں باہم عہد و پیمان ہو۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا "تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قرابت دار اور سابق الاسلام ہو تم نے دینی خدمت بے حد کی ہے اس وجہ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہو؟" جواب دیا ہاں۔ اور عثمان بن عفان کو خلوت میں لے جا کر ان سے بھی ایسا ہی کہا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف صحابہ کبار اور لوگوں سے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے اور خلافت کی بابت چوتھے روز صبح تک دریافت کرتے رہے۔ بعد اس کے مسور بن مخرمہ کے مکان پر آئے زبیر اور سعد کو بلا کر کہا "صحابہ کا اتفاق علی و عثمان کی خلافت پر ہوتا ہے تم لوگ کیا کہتے ہو؟" دونوں بزرگوں نے کہا "ہم بھی اس سے متفق ہیں"۔ سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا "بہتر ہوتا کہ تم ہم سے اپنی بیعت لے لیتے اور ہم کو ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے"۔ جواب دیا "یہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ میں نے اپنے کو ان سے مستثنیٰ کر لیا ہے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں محض اس لئے کہ ان میں سے کسی کو منتخب کروں"۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن علی اور عثمان کو بلا کر باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ نماز صبح کا وقت آ گیا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا باتیں ہوئیں اور ارباب شوریٰ میں کیا طے پایا!

**حضرت عمارؓ اور حضرت ابن ابی سرح کی تلخ کلامی:** نماز فجر کے بعد مہاجرین، انصار اور امراء لشکر طلب کئے گئے۔ تھوڑی دیر میں ساری مسجد پر ہو گئی اور تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ عبدالرحمٰن نے حاضرین سے کہا "جس کو تم لوگ خلافت کے لئے منتخب کیا چاہتے ہو اس کی طرف اشارہ کرو!" عمار نے علی کی طرف اشارہ کیا۔ ابن ابی سرح نے کہا "اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ ہو تو تم عثمان کی خلافت پر بیعت کر لو!" عبداللہ بن ربیعہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ عمار اور ابن ابی سرح میں گفتگو ہو کر سخت کلامی کی نوبت آ گئی۔ سعد نے اٹھ کر کہا "اے عبدالرحمٰن اس سے پیشتر کہ لوگوں میں فتنہ برپا ہو جائے تم جس کو چاہو خلیفہ منتخب کر لو"

**حضرت عثمانؓ کا انتخاب:** عبدالرحمٰن نے جواب دیا "میں نے اپنے دل میں خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور رائے قائم کر لی ہے۔ اے لوگو! ذرا دیر خاموش ہو جاؤ"۔ پھر علیؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہا "تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور عہد و میثاق ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب، سنت رسول اللہ اور دونوں خلفاء (ابوبکر و عمرؓ) کی سیرت کی تقلید کرو گے۔ اس شرط پر خلافت کی بیعت تمہارے ہاتھ پر کی جاتی ہے"۔ علیؓ نے جواب دیا "میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کوشش کروں گا اور اپنے مبلغ علم و طاقت کے موافق عمل پیرا ہوں گا"۔ یہ جواب پا کر عبدالرحمٰن نے عثمان سے مخاطب ہو کر یہی کلمات کہے۔ عثمانؓ نے کہا "ہاں میں ایسا ہی کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ"۔

**بیعت خلافت:** عبدالرحمٰن نے یہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اٹھایا اور اپنا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں دے کر یہ

پڑھنے لگے "اللھم انی اشھدك انی قد جعلت ما في عنقي من ذلك في عنق عثمان" "اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیعت خلافت کا بار جو میری گردن پر تھا اس کو میں نے عثمان کی گردن پر ڈال دیا"۔ اس کے بعد حاضرین بیعت کرنے لگے اور بیعت عام ہو گئی۔ بیعت عامہ کے دن طلحہ آئے۔ عثمان طلحہ کے پاس گئے عثمان نے کہا "تم کو اختیار ہے اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو میں فسخ خلافت کر دوں"۔ طلحہ بولے کیا سب نے بیعت کر لی؟ عثمان نے کہا ہاں! طلحہ نے کہا میں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا جس پر سب نے اتفاق کر لیا ہے میں تمہاری خلافت سے راضی ہوں۔

**پہلا مقدمہ:** حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے دوسرے دن عبدالرحمن بن ابی بکر نے عبیداللہ بن عمر سے کہا میں نے کل واقعہ شہادت ہرمزان اور ابولؤلؤ اور جفینہ عیسائی باشندہ حیرہ کو ایک جگہ مشورہ کرتے دیکھا ہے اور یہ خنجر جس سے فاروق اعظم شہید کئے گئے ہرمزان کے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھ کر یہ لوگ خاموش ہو گئے اور خنجر ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ عبیداللہ بن عمر کے دل میں ان لوگوں کی عداوت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ عبیداللہ نے ہرمزان کو مار ڈالا۔ سعد بن ابی وقاص نے دوڑ کر عبیداللہ کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن دربار خلافت میں مقدمہ پیش ہوا۔ علیؓ نے عبیداللہ کے قتل کی رائے دی۔ عمرو بن العاص نے مخالفت کی اور کہا "یہ مناسب نہیں ہے کل اس کا باپ مارا گیا ہے آج لڑکا مارا جائے"۔ عثمان ذی النورین نے کہا "میں عبیداللہ کا ولی ہوں اپنے پاس سے ہرمزان کا خون بہا ادا کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر اپنے مال سے خون بہا ادا کر دیا اور منبر پر چڑھ کر ایک پر اثر خطبہ دیا۔ کل حاضرین نے بیعت کی۔

**حضرت مغیرہ کی معزولی:** اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے۔ مغیرہ کو حسب وصیت فاروق اعظمؓ معزول کیا گیا۔ حضرت ذی النورین نے مغیرہ کو کسی خیانت یا جرم میں معزول نہیں کیا بلکہ فاروق اعظم کی وصیت سے یہ تقرری اور معزولی عمل میں آئی ہے۔

**اسکندریہ کی بغاوت:** بعض نے روایت کی ہے کہ جس وقت شام کو خیرباد کہہ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا۔ مسلمانوں نے اسکندریہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن رومیوں کو یہ امر شاق گزرا۔ وہ رومی اپنے کو ہرقل ہی کا ماتحت سمجھتے اور اس سے خط و کتابت کرتے رہے۔ ۲۵ھ میں ہرقل نے اہل اسکندریہ کے لکھنے پر ایک لشکر بسرداری منویل خصی اسکندریہ روانہ کیا۔ ساحل اسکندریہ پر ہرقل کا جنگی جہاز لنگر انداز ہوا۔ اسکندریہ کے رومی باشندے ہرقل کی فوج سے مل گئے تھے مگر مقوقس اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔ منویل خصی کو اسکندریہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس سبب سے رومی لشکر نے مصر کا رخ کیا۔ عمرو بن العاص کو اس کی خبر لگی۔ اسلامی لشکر لے کر مقابلہ پر آئے اور نہایت سختی سے شکست دے کر اسکندریہ تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ اسکندریہ میں پہنچ کر بہت بڑا معرکہ پیش آیا۔ لیکن میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بے شمار سپاہی معرکہ میں کام آئے ان کا سپہ سالار منویل خصی مارا گیا۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد اہل اسکندریہ نے درخواست پیش کی کہ منویل خصی نے مصر کی روانگی کے وقت ہم لوگوں کے مال و اسباب چھین لیے تھے اور ہم لوگ آپ کے عہد و ذمہ میں تھے۔ عمرو بن العاص نے ان لوگوں سے شہادتیں لیں جس

جس نے اپنے مال و اسباب کو بچایا اور شجاعت سے ذات کو ثابت کر دیا۔ عمرو بن العاص نے اس کو قتل کر دیا اور شہر پناہ منہدم کر کے مصر کو واپس آ گئے۔

**حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی:** خلیفہ عثمان ذوالنورین نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا۔ باعث یہ ہوا کہ سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن مسعود کے ذریعے بیت المال سے کچھ قرض لیا تھا۔ تقاضے کے وقت دونوں میں بحث ہوئی، عبداللہ بن مسعود نے تقاضا کیا سعد ادا نہ کر سکے۔ خلیفہ عثمان ذوالنورین کو یہ خبر پہنچی سعد کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مامور کیا۔ اس کے بعد عتبہ بن فرقد کو آذربائیجان کی حکومت سے معزول کیا ان کا معزول ہونا تھا کہ اہل آذربائیجان باغی ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے ان پر فوج کشی کی مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن شبل احمسی تھے۔

**آذربائیجان اور آرمینیہ کی مصالحت:** اسلامی لشکر نے تمام آذربائیجان کو تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت فتح کر کے لوٹنے والا تھا کہ اہل آذربائیجان نے پہلی شرائط پر صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ حذیفہ نے آٹھ سو ہزار درہم سالانہ خراج پر صلح کر لی۔ اسی وقت ولید نے ... کے بعد سلمان بن ربیعہ کو آرمینیہ کی طرف روانہ کیا۔ سلمان بن ربیعہ باہلی بارہ ہزار فوج لے کر آرمینیہ کی طرف بڑھے اور وہاں سے مظفر و منصور ولید کی طرف آئے اور ولید کوفہ کی طرف لوٹے۔

**قالیقلا کی فتح:** اسی اثنا میں جب ولید موصل پہنچے عثمان ذوالنورین کا فرمان ملا لکھا تھا "معاویہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ رومیوں نے ایک فوج کثیر سے مسلمانان شام پر حملہ کیا ہے لہٰذا تم جس وقت میرا یہ فرمان پڑھو اسی مقام سے دس ہزار فوج مسلمانوں کی مدد کو بھیج دو۔" ولید نے اس حکم کو لشکر کے روبرو پڑھ کر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانان شام کی کمک پر روانہ کیا۔ یہ قتل و غارت کرتے ہوئے شام کی طرف بڑھے اور حبیب بن مسلمہ کے ساتھ سرزمین روم میں داخل ہوئے۔ بعض مورخوں کا بیان ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے معاویہ والی شام سے امداد طلب کی تھی۔ معاویہ نے دربار خلافت میں اطلاع دی کہ "حبیب بن مسلمہ نے پہنچ کے قالیقلا کو محاصرے کے بعد فتح کر لیا ہے۔ اہل روم جزیہ دے کر ٹھہر گئے۔ بعض جلاوطن ہو کر چلے گئے۔ حبیب بن مسلمہ اس کامیابی کے بعد قالیقلا میں ٹھہرے تھے کہ بطریق آرمینیاقس مع اہل ... کے اسی ہزار فوج جمع کر کے بارادہ قتل و غارت حبیب پر چڑھ آیا ہے۔"

**حبیب بن مسلمہ کی فتوحات:** چنانچہ امیر المومنین عثمان نے سعید بن العاص کو حبیب کی امداد کا حکم بھیجا اور سعید بن العاص نے سلمان کو چھ ہزار فوج کی جمعیت سے حبیب کی امداد پر روانہ کیا۔ حبیب اور سلمان نے رومیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو شکست ہوئی، کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا کی طرف لوٹے، راستہ میں بطریق خلاط ایاس بن غنم کا امان نامہ لئے ہوئے ملا اور اس نے حبیب کو خراج ادا کر دیا۔ خلاط سے نکل کر حبیب ارجیش پہنچے۔ اس کے والی نے خراج دے کر صلح کر لی اور اس کے بعد دبیل کا محاصرہ کیا ایک مدت کے بعد اہل دبیل ... اہل جرجان نے مصالحت کر لی۔ اہل ... مقابلہ پر آئے کہ لڑائی ہوئی اسلامی لشکر نے ان کو شکست دی ... کے قلعے چھین لئے۔ بعد بطریق ... نے صلح

کی درخواست کی کہ جزیہ مقرر کر کے ان سے ان کی حفاظت کریں۔ تفلیس کا شہر بھی اور اس کے قریب و جوار کے متعدد قلعے اور شہر بھی صلح و اماں فتح ہوئے۔

**سلمان بن ربیعہ کی فتوحات** سلمان بن ربیعہ باہلی نے اران پر چڑھائی کی اور بیلقان، بردعہ اور اران کے کئی قصبے اور شہر تھوڑے سے مقابلے کے بعد فتح کئے۔ اکثر جگہوں پر مقابلہ ہوا مگر سلمان نے ان پر بھی فتح یابی حاصل کی۔ بعض نے جزیہ دے کر اطاعت قبول کی اور بعض جگہ لڑائی ہوئی۔ پھر شروان (جس کا نام بعد میں [illegible] ہوا) فتح کر کے قبیلہ خزر کی طرف گئے اور ان پر قبضہ حاصل کر کے لشکر کا رخ کیا۔ والی لشکر نے خود ہی اطاعت سے معذوری دیکھ کر جزیہ پر صلح کر لی۔ غرض مسلمان خزر، لان اور کوہ قاف کے علاقوں پر باب تک نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر کے واپس ہوئے۔

**حضرت معاویہؓ کی پیش قدمی** ان اقدامات کے بعد معاویہ نے روم پر فوج کشی کی اور مسلسل بڑھتے چلے گئے۔ رومی شہروں میں عموریہ تک بڑھ گئے اور طرطوس کے درمیانی قلعے خالی چھوڑ دیئے تاکہ [illegible] اپنے شہروں کو اپنی حفاظت میں [illegible] تاحکم رہیں اور ان میں سے بعض کو ویران اور مسمار کر دیا۔

**افریقہ پر فوج کشی کا حکم** ۲۵ھ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو مصر کے ایک حصہ کی حکومت سے [illegible] عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر کیا۔ بعد میں عبداللہ بن ابی سرح نے عمرو بن العاص کی شکایت کی۔ حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو معزول کیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کی پوری حکومت دے کر افریقہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔

**مصر پر رومیوں کی یورش** اس سے قبل ۲۵ھ میں عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ تک فتح کیا تھا اور وہاں کے رہنے والوں نے جزیہ دینا منظور کر کے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی۔ جب عمرو بن العاص نے طرابلس پر چڑھائی کی تو کئی مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کا شہر تین طرف سے سمندر سے گھرا ہوا تھا، صرف ایک جانب خشکی پر دیوار بنی ہوئی تھی۔ چند مسلمانوں نے یہ امر معلوم کر کے ایک دن سمندر کی طرف سے شہر میں داخل ہو گئے۔ رومیوں نے سمجھا کہ کشتیوں کے ذریعے بھی فوج آ گئی ہے [illegible] گئے ان میں سے بعد والے [illegible] روانہ ہوئے۔ [illegible] کشتیوں پر سوار ہو کر شہر صبرہ کی طرف بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے [illegible] فتح ہونے کے بعد صبرہ پر [illegible] اور طرابلس کی فتح کی تکمیل کر لی۔

**زناتہ و لخمیہ قبائل کی اطاعت** عمرو بن العاص کے عہد میں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بربر اپنے بادشاہوں کی اطاعت سے آزاد ہو کر [illegible] کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور بلاد مغرب میں [illegible] آباد ہو گئے تھے۔ جن میں زناتہ و لواتہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب بلاد جنوبی [illegible] میں حکومت [illegible] ہوئے تھے۔ یہ علاقہ زناتہ اور لواتہ [illegible] کے نام سے مشہور تھے۔ پھر یہ قوم مغرب کے بعد طرابلس و اطراف میں منتشر ہو کر [illegible] تک پہنچ گئے اور زناتہ [illegible] اور قصر [illegible] میں جا کر مقیم ہو گئے۔ [illegible] وہاں سے جلاوطن ہو کر [illegible] اپنے قبیلوں کے ماتحت ہو کر [illegible] رہے۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص نے ان پر چڑھائی کی۔ اہل مغرب نے جزیہ دینا منظور کر کے صلح کر لی۔

**حضرت عثمانؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت** ۲۷ھ میں حضرت عثمان ذو النورینؓ نے عبداللہ بن ابی سرح کو فتح افریقہ پر

اس شرط سے مامور کیا "اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح یابی عنایت فرمائے تو تم کو مال غنیمت کے خمس کا خمس (یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) حسن خدمت کے صلہ میں دیا جائے گا۔ لشکر کے ایک حصہ کا عقبہ بن نافع بن عبدالقیس کو دوسرے حصہ کا عبداللہ بن نافع بن حرث کو سردار مقرر کیا۔ ان بزرگوں کی جمعیت سے سرداران عساکر اسلامی نے افریقہ کا رخ کیا۔ سرحد افریقہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا باشندگان سرحد نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے افریقہ کے اندرونی حصہ میں داخل ہونے کی دربار خلافت سے اجازت طلب کی۔ عثمان ذوالنورین نے ارباب حل و عقد اور سربرآوردہ صحابہ سے مشورہ طلب کر کے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس میں عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عمرو بن العاص، ابن جعفر، حسن، حسین اور ابن الزبیر (رضی اللہ عنہم) تھے۔

**جرجیر کو دعوت اسلام:** ۲۷ھ میں یہ حضرات عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ افریقہ پہنچے۔ برقہ میں عقبہ بن نافع مع عساکر اسلامی آ ملے اور باتفاق طرابلس کی طرف بڑھے۔ رومیوں نے طرابلس سے نکل کر مقابلہ کیا۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومی طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ عساکر اسلامی نے قبضہ کر کے افریقہ کا رخ کیا اور متعدد فوجیں افریقہ کے شہروں کے سر کرنے کو روانہ کیں۔ افریقہ کا بادشاہ جرجیر تھا جو طرابلس اور طنجہ کے درمیانی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا۔ ہرقل کا ماتحت اور خراج گزار سمجھا جاتا تھا۔ پس جب اس کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر کے شہر سبیطلہ (جو افریقہ کا دارالسلطنت تھا) سے ایک روز کی مسافت پر پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے جرجیر کو دعوت اسلام دی۔ جرجیر نے انکار کیا۔ جزیہ دینے کو کہا اس کو بھی منظور نہ کیا۔ مسلمانوں نے صف آرائی کی اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی۔

**فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان:** اسی اثناء میں ایک مدت گزر گئی بعد مسافت کی وجہ سے کوئی خبر نہ معلوم ہوئی۔ عثمان ذوالنورین نے گھبرا کر عبدالرحمٰن بن زبیر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے ان کے پہنچنے پر فرط مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کیے جرجیر نے تکبیر کی آواز سن کر دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کو مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ جرجیر اس سے فکرمند ہو گیا۔ اگلے دن عبدالرحمٰن بن زبیر میدان جنگ میں گئے عبداللہ بن ابی سرح کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جرجیر نے منادی کرا دی ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر کاٹ لائے گا اس کو صلہ میں ایک لاکھ دینار دوں گا اور اپنی بیٹی کا عقد کر دوں گا۔ اس وجہ سے ابن ابی سرح میدان جنگ میں نہیں آتے۔ ابن زبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی سرح سے کہا تم بھی اپنے لشکر میں منادی کرا دو "جو شخص جرجیر کا سر لائے گا میں اس کو مال غنیمت سے ایک لاکھ دینار دوں گا اور جرجیر کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دوں گا اور اس کے بعد ملک کا حاکم بنا دوں گا"۔ جرجیر یہ خبر سن کر سب سے زیادہ گھبرایا لیکن چار و ناچار لڑتا تھا۔

**سبیطلہ کی فتح:** عبداللہ بن زبیر نے ابن ابی سرح کو یہ رائے دی کہ تازہ دم مسلمانوں میں سے ایک گروہ خیمے میں رہے اور باقی فوج لڑنے کو مقابلے پر بدستور رہے۔ جب زوال ہو جائے یہاں تک کہ دونوں تھک کر اپنے اپنے کیمپ کی طرف واپس ہوں اور اسلامی فوجیں بھی اپنی فرودگاہ کی جانب لوٹیں اس وقت وہ تازہ دم جو خیموں میں ہیں مستعد ہو کر

رومیوں پر ٹوٹ پڑیں شاید اللہ جل شانہ رومیوں پر فتح عنایت فرمائے ورنہ اس صورت سے جیسا کہ ہم لڑتے ہوئے ہیں لڑائی ختم ہوتی نظر نہیں آتی"۔ اکابر صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اگلے دن ایسا ہی انتظام کیا گیا۔ صبح سے زوال تک ایک گروہ لڑتا رہا فریقین تھک کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو ابن زبیر نے جو اسی وقت و موقع کے منتظر تھے اس دستہ فوج کو لے کر جو پیچھے سے خیموں میں ٹھہرا دیا گیا تھا حملہ کر دیا۔ رومیوں نے بھاگ کر اپنے خیموں میں پناہ لی لیکن خیموں نے بھی ان کو پناہ نہ دی مسلمانوں نے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ ابن زبیر نے بڑھ کر جرجیر کو تلوار کا ایک ایسا تلا ہاتھ مارا کہ وہ ڈھیر ہو گیا۔ لڑائی ختم ہونے پر جرجیر کی لڑکی گرفتار ہو گئی ابن زبیر نے حسب اعلان اس کو لے لیا۔ کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد فتح ہو گیا بے حد و بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سواروں کو تین تین ہزار اور پیادوں کو ہزار ہزار ملے۔

**مال غنیمت**: مسلمانوں نے فتح کرتے ہوئے قلعوں کی طرف پیش قدمی کی قلعہ اجم کا محاصرہ کیا جس کو اہل افریقہ نے فوج و آلات حرب سے مستحکم کر رکھا تھا اور اس کو ان سب کے ساتھ فتح کیا۔ بعدہ اہل افریقہ نے دس لاکھ پانچ سو دینار جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ ابن زبیر فتح کی بشارت اور خمس لے کر مدینہ منورہ آئے۔ جس کو مروان بن الحکم نے پانچ لاکھ دے کر خرید لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ افریقہ کا خمس اسی کو دیا گیا لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ ابن ابی سرح کو افریقہ کی پہلی لڑائی کا خمس خمس دیا گیا تھا۔

**قونیہ کا تاراج**: ایک برس تین مہینے کے بعد عبداللہ بن ابی سرح افریقہ سے مصر واپس آئے۔ ہرقل نے یہ سن کر کہ اہل افریقہ نے وہ خراج جو اس کو دیتے تھے مسلمانوں کو دے کر صلح کر لی ایک بطریق خراج مقررہ وصول کرنے کے لئے افریقہ روانہ کیا۔ بطریق نے قرطاجنہ میں پہنچ کر اہل افریقہ سے خراج موعودہ طلب کیا اہل افریقہ نے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ "تم نے ہماری اس وقت کچھ مدد نہیں کی جس وقت ہم پر اسلامی لشکر آ پڑا تھا لہٰذا ہم خراج نہ دیں گے"۔ بطریق نے ان کے عذر کو قبول نہ کیا۔ باہم لڑائی ہوئی بالآخر بطریق نے ان کو شکست دی۔ اہل افریقہ نے جرجیر کے بعد جس شخص کو اپنا بادشاہ بنایا تھا وہ بھاگ کر شام چلا آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ علی بن ابی طالب کے بعد لوگوں نے حضرت معاویہ امیر شام کی بیعت کر لی تھی۔ پس انہوں نے ایک لشکر بسرداری معاویہ بن حدیج سکونی افریقہ روانہ کیا۔ اسلامی لشکر اسکندریہ پہنچا تھا کہ وہی بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ معاویہ بن حدیج منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور قونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے تین ہزار فوج کو مقابلے پر بھیجا۔ معاویہ نے شکست دے کر قلعہ جلولا کا محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف منجنیق نصب کر کے سنگ باری کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور شمشیر بکف قلعہ میں گھس پڑا جس قدر مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور قرب و جوار کے قلعہ جات کو حدود سرحد تک فتح کر لیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی تو یہ لشکر مصر واپس ہوا۔

**قسطنطین کا اسکندریہ پر حملہ و پسپائی**: جس وقت ابن ابی سرح افریقہ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر کے مصر

واپس آئے۔ قسطنطین بن ہرقل چھ سو کشتیاں لے کر اسکندریہ پر چڑھ آیا۔ چنانچہ ایک طرف اسلامی فوج بحری بیڑا لے کر ابن ابی سرح کے ساتھ اور دوسری طرف سے معاویہ بن ابی سفیان بری لشکر کو لے کر مقابلے پر آئے۔ انہوں نے رات جزیرہ میں گزاری صبح ہوتے ہی مسلمانوں اور رومیوں نے صف بندی کی۔ قسطنطین نے فوج کو کشتیوں سے خشکی میں اتار کر پیچھے کی طرف سے آگے بڑھایا۔ صبح سے ظہر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر قسطنطین زخمی ہو کر معرکہ سے چند رومیوں کو لے کر شکست خوردہ صقلیہ چلا گیا اور ان لوگوں کو اپنی حالت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ نے اس کی شکست سے برہم ہو کر اس کو حمام میں قتل کر ڈالا۔ یہ لڑائی ۳۱ھ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ۳۴ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

**امیر معاویہ کی شام کی امارت پر تقرری:** ابوعبیدہ نے عالم نزع میں اپنے صوبہ کی حکومت پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ یہ ان کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ ابوعبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ جو کہ طاعون کے بعد ابوعبیدہ عیاض بن غنم نے سعد بن حذیم کو نائب بنایا گیا۔ جب یہ انتقال کر گئے تو امیر المومنین فاروق اعظم نے عمیر بن سعد انصاری کو اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان دمشق پر معاویہ بن ابی سفیان کو مامور کیا۔ بس معاویہ دمشق اور اردن کے حاکم رہے۔ یہاں تک کہ فاروق اعظم شہید ہو گئے اور یہ انتظام اسی طرح باقی رہا اور عمیر حمص اور قنسرین کے گورنر رہے۔ پھر زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں عمیر نے استعفا داخل کیا تو حمص اور قنسرین بھی معاویہ کے دائرہ حکومت میں شامل کر دیئے گئے اور بعد وفات عبدالرحمن بن ابی علقمہ عثمان ذوالنورین نے فلسطین بھی معاویہ کے سپرد کر دیا۔ غرض یہ کہ زمانہ خلافت عثمان بن عفان کے دوسرے برس تک معاویہ کل اضلاع شام کے حاکم ہو گئے۔

**قبرص کی فتح:** معاویہ نے عہد خلافت فاروقی میں حمص سے قبرص پر فوج کشی کی اجازت طلب کی تھی اور لکھا تھا کہ حمص سے قبرص اس قدر قریب ہے کہ اہل حمص قبرص کے کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بولنا سنتے ہیں۔ فاروق اعظم نے عمرو بن العاص سے قبرص کی کیفیت اور سفر دریا کی حالت دریافت فرمائی۔ عمرو بن العاص نے لکھا:

> رأيته و به خلقا كبيرا يركبه خلق صغير ليس الا السماء و الماء ان ركد خرق القلوب و ان تحرك ازاغ العقول يزداد فيه اليقين قلة و الشك كثرة هم فيه كدود على عود ان مال غرق و ان نجا برق

> ''میں نے دیکھا ہے کہ سمندر پر چند آدمی ایک بڑی چیز کو سوار کر کے لے جاتے ہیں سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اگر دریا روانی سے ٹھہر گیا تو پریشانی بڑھ گئی اور موج زن ہو گیا تو حواس جاتے رہے۔ کامیابی کی امید کم خطرہ کا اندیشہ زیادہ اس کا سوار ایسا ہے جیسے کیڑا ایک لکڑی پر بیٹھا ہوا کہ اگر جھکی گر پڑا اور اگر سلامت بچ گیا تو چمک اٹھا۔''

فاروق اعظم نے اس مضمون سے مطلع ہو کر معاویہ کو لکھا:

> والذي بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق لا احمل فيه مسلما ابدا و قد بلغني ان بحر الشام يشرف على اطول شيء من الارض يستأذن الله كل يوم و ليلة في ان يغرق الارض

لیکف احسن الجنود علی ھذا الکافر و باللہ المسلم واحد احب الی مما حوت الروم فایاک ان تعرض لی فی ذالک فقد علمت ما لقی العلاء منی)

> ''اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں لشکر اسلام کو ہرگز سمندر پار کی اجازت نہ دوں گا۔ میں نے سنا ہے کہ دریا شام زمین کے زیادہ حصہ کو پائے ہوئے ہے ہر روز اللہ تعالیٰ سے زمین کو ڈبو دینے کی اجازت طلب کرتا ہے ایسی حالت میں لشکر اسلام کو میں اس کافر کے سپرد کس طرح اجازت دوں، واللہ ایک مسلمان سارے ملک روم سے مجھے زیادہ محبوب ہے خبردار ایسی جرأت نہ کرنا تم کو معلوم ہے جو میں نے علاء کے ساتھ کیا تھا''

اس بناء پر قبرص کا جہاد ملتوی ہو گیا۔

**اہل قبرص سے مشروط مصالحت:** فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے اور عثمان ذوالنورین مسند خلافت پر متمکن ہوئے تب پھر معاویہ نے بحری جہاد کرنے کی اجازت چاہی۔ عثمان ذوالنورین نے اجازت دی لیکن اس شرط سے کہ جس کا جی چاہے وہ اس جہاد میں شریک ہو کوئی شخص مجبور نہ کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک گروہ جانے پر راضی ہوا۔ از انجملہ ابوذر، ابو الدرداء، شداد بن اوس، عبادہ بن الصامت اور ان کی بیوی ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہم تھے۔ عبداللہ بن قیس (حلیف بنو فزارہ) ان مجاہدوں کے سردار مقرر کیے گئے۔ چنانچہ لشکر اسلام ملک شام سے اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف روانہ ہوا۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرح بھی ان لوگوں سے آ ملے۔ اہل قبرص نے سات ہزار دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ لیکن اس کی اجازت لے لی کہ اہل قبرص اسی قدر رومی بادشاہ کو بھی دیا کریں گے۔ مسلمان ان سے معترض نہ ہوں اور مسلمان ان کے سوا جس کا قصد کریں گے اہل قبرص مانع نہ ہوں گے اور نیز اہل قبرص دشمنان اسلام (رومیوں) کی جاسوسی کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے ملک سے دشمنان اسلام کی طرف جانے کا راستہ دے دیں گے۔ یہ فتح کسی نے ۲۸ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۹ھ اور بروایت بعض ۳۳ھ میں ہوئی تھی ام حرام کا انتقال اسی واقعہ میں ہوا۔ جس وقت دریا سے خشکی پر ام حرام اتریں گھوڑا بدک کر بھاگا گر پڑیں گردن ٹوٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی۔

**مرقا کا معرکہ:** فتح قبرص کے بعد عبداللہ بن قیس نے پچاس لڑائیاں لڑیں۔ جس میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔ ایک روز ساحل مرقا (سرحد ملک روم) پر اتر پڑے۔ کفار ٹوٹ پڑے شہید کر ڈالا ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر میں آیا سفیان بن عوف ازدی نے جس کو عبداللہ بن قیس نے امیر البحر مقرر کیا تھا اہل مرقا پر فوج کشی کی لڑائی ہوئی ہزاروں سے زیادہ اہل مرقا اور ایک گروہ مسلمانوں کا بھی اس لڑائی میں کام آیا اسی لڑائی میں سفیان خود بھی شہید ہو گئے۔

**حضرت ابو موسیٰ کی معزولی:** مسند خلافت پر متمکن ہوئے امیر المؤمنین عثمانؓ کو تین برس ہو چکے تھے کہ اہل آمد اور کردوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ ابو موسیٰ یہ خبر پا کر بصرہ سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے نکلے اپنے اسباب کو چالیس خچروں پر بار کر کے تھے۔ ہر چند کہ اہل لشکر پیادہ پا جہاد کرنے پر آمادہ تھے اور سپہ سالار اسلامی نے اس کو طیب خاطر منظور کیا تھا لشکریوں نے خچروں کو دیکھ کر اعتراض کیا۔ ابو موسیٰ نے ترش روئی سے جواب دیا حتیٰ کہ سعید سے امیر

امیر المومنین عثمان کے پاس گئے۔ ابوموسیٰ کی شکایت کی (شکایت کرنے والوں اور جھگڑنے والوں کا سردار غیلان بن خرشہ تھا) چنانچہ امیر المومنین نے تحقیق حال کے بعد ابوموسیٰ کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو حکومت بصرہ پر مامور کیا۔

**عمال کی تقرری:** عبداللہ بن عامر امیر المومنین کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً پچیس برس کی ہوگی۔ ابوموسیٰ کے لشکر کی اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والی عمان و بحرین کے لشکر کی سرداری اس کو دی گئی اور اتفاقاً عبداللہ بن عمیر کو خراسان سے فارس کی گورنری پر تبدیل کیا۔ اور خراسان کی حکومت پر عمیر بن عثمان بن سعد کو متعین کیا۔ چنانچہ عمیر نے نہایت تیزی اور سختی سے فرغانہ تک دبا لیا، کوئی شہر و قریہ بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا۔ بعد ازاں دوسرے سال خلافت میں امین بن احمر اشکری خراسان کی گورنری پر، عبدالرحمن بن عبس کرمان کی حکومت پر مامور ہوا۔ آخر تیسرے سال خلافت میں سجستان کی گورنری عمران بن الفضیل برجمی کو اور کرمان کی حکومت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔

**فارس پر قبضہ:** اہل فارس اور جنود ایران کو یزدجرد کا دعویٰ جنبش دے رہا تھا، اجتماع کر کے بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے۔ لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آئے۔ عبیداللہ بن معمر نے اصطخر کے دروازے پر صف آرائی کی۔ اتفاق سے عبیداللہ بن معمر شہید ہو گئے اور ان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عامر یہ خبر پا کر لشکر بصرہ کو لے کر اہل فارس کی سرکوبی کو بڑھے۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن ابی العاص تھے اور میمنہ پر ابو برزہ اسلمی اور معقل بن یسار، سواروں پر عمران بن حصین تھے۔ اصطخر میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خونریز اور خوفناک لڑائی کے بعد اہل فارس شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ہزاروں ایرانی مارے گئے۔ مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر کے دارابجرد کا رخ کیا اور وہاں سے کامیاب ہو کر شہر جور (یعنی اردشیر) کی طرف بڑھے جس کا ہرم بن حیان محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عامر کے آنے سے شہر جور فتح ہو گیا لیکن اہل اصطخر میں پھر بغاوت پھوٹ پڑی۔ عبداللہ بن عامر مجبوراً اصطخر کی طرف لوٹے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد بزور تیغ اصطخر کو فتح کیا۔ ایران کے خاندانی امراء اور بہادر سرداران فارس کو قتل کروا ڈالا کیونکہ ان لوگوں نے اس کو اپنا ملجا بنا رکھا تھا اور ایرانیوں کی یہ امید پامال ہو گئی۔ اس کے بعد ان کو ملت کے مواجہے کی ہمت نہ ہوئی۔

**عمال کی تقرری:** امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو فتح کی بشارت بھیجی۔ دربار خلافت سے حکم صادر ہوا کہ فارس پر ہرم بن حیان

---

۱ ہرم کا محاصرہ [illegible] ایک مدت [illegible] لیکن فتح نہ [illegible] لشکر کے [illegible] سے [illegible] تھے۔ [illegible] ہرم [illegible] تھا [illegible] محاصرہ [illegible] کو [illegible] بعد جب [illegible] وہ [illegible] ہو جاتا تو [illegible] باقی [illegible] ہرم نے [illegible] اپنا [illegible] جو [illegible] کا [illegible] ہرم [illegible] تھا [illegible] کی طرف سے [illegible] جو [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کھولا گیا۔ مسلمانوں [illegible] شہر [illegible] فتح کر لیا۔

بحتری، ہرم بن حیان عبدی، خریت بن راشد اور ان کے بھائی منجاب بن راشد (از بنی سامہ) اور ترجمان ہجیمی کو مامور کرو۔ اطلاع دی خراسان میں احنف بن قیس مرو پر حبیب بن قرہ یربوعی بلخ پر خالد بن عبداللہ بن زہیر ہرات پر امیر بن احمر یشکری طوس پر قیس بن ہبیرہ سلمی نیشاپور پر متعین و مامور کئے جائیں پھر بعد چندے کل خراسان کا قیس بن ہبیرہ کو اور سجستان کا عمران بن احمر یشکری کو گورنر مقرر کیا اور قیس کے بعد عبدالرحمن بن سمرہ کو (یہ ابن عامر بن کریز کے عزیز تھے) مامور کیا۔ چنانچہ شہادت عثمان تک یہ اسی عہدے پر مامور رہے۔ کرمان کی گورنری پر عمران فارس کی گورنری پر عمیر بن عثمان بن سعد اور مکران کی حکومت پر ابن کریز قشیری مامور ہوئے۔ شہادت کے بعد امیر المومنین عثمان کے ابن سمرہ اور ان کے چچا عبداللہ بن خازم سے لڑائی چھڑ گئی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

**خراسان و کرمان کی بغاوت**: جب فارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ابن عامر کو خراسان کی طرف بڑھنے کی رائے دی اسی وجہ سے کہ ان اطراف میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی تھی۔ چنانچہ ابن عامر خراسان کی طرف گئے اور بعض کہتے ہیں بصرہ لوٹ آئے تھے۔ روانگی کے وقت فارس پر شریک بن الاعور حارثی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ انہوں نے مسجد بنوائی بالفرض بصرہ پہنچ کر احنف بن قیس، حبیب بن اوس نے خراسان پر فوج کشی کی۔ راستے ہی سے ابن عامر نے زیاد بن عامر کو اپنا نائب بنایا اور ایک فوج جرار لے کر کرمان کی طرف روانہ ہوئے۔ کرمان والوں نے بھی بغاوت کی تھی ان کی سرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی کو اور سجستان والوں کی سرکوبی کے لئے ربیع بن زیاد حارثی کو روانہ کیا اور خود نیشاپور کا رخ کیا۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس تھے انہوں نے طبسین کے دونوں قلعوں کو جو خراسان کے دروازے تھے۔ بصلح و امان فتح کر لیا۔ کوہستان پہنچ کر محاصرہ کر کے سنگ باری شروع کر دی اسی اثناء میں ابن عامر آ گئے چھ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی اور بعض کہتے ہیں کہ کوہستان کی مہم کے سردار امیر بن احمر یشکری تھے۔

**نیشاپور کی فتح**: اس کامیابی کے بعد ابن عامر نے صوبہ نیشاپور پر متعدد فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ رستاق زام، باخرز اور جوین وغیرہ کو بزور تیغ فتح کیا۔ اسود بن کلثوم (قبیلہ عدی رباب کے تھے) نے بیہق (صوبہ نیشاپور) پر حملہ کیا اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اسود اسی راستے سے ایک گروہ کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ دشمنان اسلام سد راہ ہو کر آ کھڑے ہو گئے خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی اسود شہید ہوئے لشکر اسلام کا علم ان کے بھائی ادہم بن کلثوم نے سنبھالا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر بیہق کو فتح کر کے نیشاپور کا رخ کیا۔ ایک مہینہ کامل محاصرہ کئے رہے۔ نیشاپور میں فارس کے چار مرزبان رہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے شب کو دروازہ کھول دینے کا اس شرط پر اقرار کیا کہ اس کو امان دی جائے ابن عامر نے یہ شرط منظور کر لی اسلامی فوجیں رات کے وقت شہر میں داخل ہو گئیں۔ مرزبان اکبر مع چند سپاہیوں کے قلعہ بند ہو گیا عساکر اسلامی نے قلعے پر دھاوا کیا مرزبان اکبر نے مجبور ہو کر دس لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی۔

**ابن عامر اور احنف کی فتوحات**: کامیابی کے بعد ابن عامر نے نیشاپور پر قیس بن ہیثم سلمی کو مامور کیا۔ ایک لشکر نسا اور ابیورد اور دوسرا سرخس پر بھیجا اہل نسا و ابیورد نے لشکر اسلام کے پہنچتے ہی جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ باقی رہا سرخس اس

کے مرزبان نے دو چار لڑائیوں کے بعد سو آدمیوں کو امان دینے کی شرط پر شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا۔ اتفاق یہ ہے کہ شمار کے وقت اپنے آپ کو شمار کرنا بھول گیا۔ سردار لشکر اسلام نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کا مرزبان آیا اور اس نے چھ لاکھ درہم ادا کر کے مصالحت کر لی۔ ہرات کی طرف عبداللہ بن حازم گئے ہوئے تھے۔ وہاں کے مرزبان نے دس لاکھ سالانہ پر اور مرو کے مرزبان نے دو کروڑ دو لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ پھر ابن عامر نے حاتم بن نعمان باہلی کے بعد احنف بن قیس کو طخارستان کی طرف روانہ کیا۔ اثنائے راہ میں حاکم دارالجرد نے تین کروڑ درہم پر صلح کی درخواست پیش کی۔ احنف نے یہ شرط لگائی کہ ابد سے زمانہ قیام تک دارالجرد میں کوئی مسلمان جا کر اذان دیتا رہے اور صلوٰۃ ادا کرتا رہے۔ دارالجرد کے حاکم نے اس کو منظور کر لیا۔ اس کے بعد احنف مرو الروذ پر پہنچے۔ اہل مرو الروذ مقابلے پر آئے۔ لڑائی ہوئی احنف نے ان کو شکست دے کر مرو الروذ کا محاصرہ کر لیا۔ مرزبان مرو الروذ والی چونکہ باذان کا عزیز تھا۔ اس نے احنف سے بتوسل باذان صلح کی درخواست کی۔ چھ لاکھ سالانہ پر مصالحت کر لی گئی۔ اس کے بعد اہل جوزجان، طالقان اور فاریاب نے جمع ہو کر احنف کا مقابلہ کیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی کے بعد وہ لوگ پسپا ہو کر بھاگے۔ احنف نے مرو الروذ پہنچ کر اقرع بن حابس کو ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ وہ لوگ میدان جنگ سے بھاگ کر جوزجان میں جا چھپے تھے۔ اقرع نے جوزجان کو بزور تیغ اور احنف نے طالقان اور فاریاب کو بصلح فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ فاریاب کو امیر بن احمر نے فتح کیا ہے۔

**بلخ پر فوج کشی:** اس کے بعد احنف نے بلخ پر فوج کشی کی۔ یہ طخارستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ اہل بلخ نے چار لاکھ اور بعض کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر مصالحت کر لی۔ احنف نے بلخ پر اسید بن المتشمس کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے۔ چونکہ اہل خوارزم نے دریائے جیحون کا پل توڑ ڈالا اور کشتیاں بہا دی تھیں۔ اس سبب سے احنف مجبور ہو کر بلخ واپس آ گئے۔ اسید نے صلح کے اقرار کے مطابق مال جمع کر لیا تھا۔ اس کی اطلاع خلیفہ وقت کی خدمت میں روانہ کر دی گئی۔

**کرمان پر قبضہ:** مجاشع بن مسعود اہل کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور ہوئے تھے۔ انہوں نے اثنائے راہ میں حمید کو بزور فتح کیا اور ایک قصر بنوایا جو انہیں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پھر سیرجان پر پہنچے اور وہاں کو بھی بہت مردانگی سے بزور فتح کیا۔ وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا اور جنہوں نے جزیہ دینا منظور کیا ان کو امان دے کر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد بزور تیغ جیرفت پر قبضہ حاصل کر کے اطراف و جوانب کرمان کو پامال کرتے ہوئے قفس پہنچے یہاں پر ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو اطراف و جوانب بلاد سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ عساکر اسلامی نے کمال دلیری سے حملہ کیا۔ ایرانیوں نے جہاں تک ان کی قوت نے یاری کی حملے کو روکا۔ بالآخر شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ اکثر ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر کرمان اور سجستان چلے گئے۔ پھر راتوں رات گھر چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے ان کے مکانات اور ضیاع پر قبضہ کر لیا۔

**سجستان کی فتح:** ربیع بن زیاد حارثی کو ابن عامر نے سجستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ پس انہوں نے نہایت تیزی سے قطع مسافت کر کے قلعہ زالق پر پہنچ کر حملہ کیا اور اس کے دہقان کو گرفتار کر لیا۔ اس نے فدیہ دے کر اپنے کو چھڑایا اور اہل فارس کی طرح مصالحت کر لی۔ پھر ربیع زوشت کو فتح کرتے ہوئے زرنج کی طرف بڑھے۔ ایرانیوں نے

مقابلہ کیا۔ ربیع نے ایک ہی لڑائی میں ان کو شکست دے کر ناشروذ کو فتح کر کے زرنج کو گھیر لیا۔ اہل زرنج نے بہت بڑے اہتمام سے مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اپنی امان حاصل کر کے حاضر ہوا۔ ربیع نے مقتولین میں سے ایک کی لاش پر بیٹھ کر دوسری لاش پر تکیہ لگایا اور اسی طرح ان کے اور ساتھیوں نے بھی۔ یہ مرزبان زرنج یہ رنگ دیکھ کر رعب میں آ گیا۔ ایک ہزار جام طلائی جن کو ایک ہزار لونڈیاں لئے ہوئے تھیں پیش کر کے مصالحت کر لی۔ اسلامی لشکر اگلے دن وادی سناروذ کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں [illegible] پار کیا جہاں رستم پہلوان اپنا گھوڑا باندھتا تھا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا تو آخر کار اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ پھر ربیع لوٹ کر زرنج میں آئے اور ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے جس کو اہل زرنج نے نکال دیا اور شہر کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ربیع ڈھائی برس تک عامل رہے اور انہوں نے اسی اثنا میں چالیس ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ حسن بصری ان کے کاتب تھے۔

**زرنج اور جبل زور کی تسخیر:** اس کے بعد ابن عامر نے عبدالرحمن بن سمرہ کو مقرر کر کے روانہ کیا۔ اہل زرنج نے طویل محاصرے کے بعد مجبور ہو کر مرزبان کو دو لاکھ درہم اور دو ہزار لونڈیاں دے کر مصالحت کر لی۔ عبدالرحمن نے آگے بڑھ کر زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیانی شہروں اور دو کش سے داور کے اطراف رخج تک پہنچ کر زور اور رخج پر بذریعہ صلح و امان قبضہ کر لیا۔ فوج اسلام داور میں پہنچ کر جبل زور میں کفار کا محاصرہ کیا۔ کفار نے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی عبدالرحمن نے مصالحت کر لی۔ زور کے بت خانہ میں داخل ہوئے زور ایک بت تھا جس کا جسم سونے اور آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ عبدالرحمن نے آنکھیں نکال لیں اور ہاتھ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہو کر بولے "مجھ کو تمہارے جواہرات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ یہ تو صرف میں نے یہ فعل محض اس لئے کیا ہے کہ تم پر یہ امر ظاہر ہو جائے کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع"۔

**کابل و زابلستان کی فتح:** اس مہم سے فارغ ہو کر عبدالرحمن نے بست و خواش پر چڑھائی کی۔ کابل اور زابلستان پر صلح و امان

---

[1] [illegible] اسلامی لشکر [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible] عبدالرحمن [illegible]

فتح ہو گئے۔ [illegible] یہاں تک کہ امیر المومنین عثمانؓ کی خلافت میں [illegible] پیدا ہوا۔ اسی دوران [illegible] زرنج [illegible] بن احمر کو اپنا نائب بنا کر [illegible] چلے گئے۔ [illegible] اہل زرنج نے [illegible] کو شہر سے نکال دیا۔

**ابن عامر کی حج کے لیے روانگی:** چونکہ ابن عامر کے ہاتھ پر [illegible] خراسان [illegible] فتح کی تکمیل ہو چکی تھی اس لیے [illegible] اور [illegible] فتح نصیب نہیں ہوئی۔ ابن عامر نے جواب دیا "بے شک اللہ کا شکر ہے [illegible] کے ہاتھ [illegible] اسی مقام سے [illegible] احرام باندھ کر [illegible] ہوں گا۔" چنانچہ [illegible] قیس بن الہیثم کو [illegible] امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور حج [illegible] قیس بن الہیثم [illegible] کے بعد [illegible] اس [illegible] مقابلہ کیا [illegible] شکست [illegible]

**ولید بن عقبہ کا مقدمہ:** امیر المومنین عثمانؓ نے اپنے [illegible] خلافت میں ولید بن عقبہ کو [illegible] سے تبدیل [illegible] ابو زبید [illegible] ولید کے ساتھ [illegible] آیا تھا [illegible] عیسائی مذہب کا پابند تھا [illegible] مسلمان ہونے کے [illegible] شراب خوری کی عادت [illegible] شراب [illegible] ایک شخص کو [illegible] قتل کر ڈالا۔ [illegible] ولید نے قاتلوں [illegible] سزائے موت دی۔ اس واقعہ سے [illegible] لوگوں کے [illegible] ولید کو شراب خوری سے [illegible] تھے۔ ایک روز ولید کے مخالفین [illegible] ابن مسعود کے پاس گئے اور ان سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ ابن مسعود نے کہا: "[illegible]" [illegible] ابن مسعود [illegible] ولید [illegible]

چند دنوں کے بعد [illegible] لوگوں میں سے ایک شخص نے [illegible] ولید [illegible] آئے تھے ابن مسعود سے استفتا کیا [illegible] ابن مسعود [illegible] ولید نے [illegible] واقعہ [illegible] ولید [illegible] امیر المومنین [illegible] شراب خوری [illegible] امیر المومنین عثمانؓ نے ولید [illegible] طلب کیا۔ [illegible] کہا "کیا تم نے ولید کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟" [illegible] نہیں۔ لیکن ہم نے [illegible] شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے [illegible] حکم [illegible]

بن ابی طالب موجود تھے فرمایا " چادر اتار کر درے لگاؤ" بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے اپنے لڑکے حسنؓ کو درے مارنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے عذر کیا تو عبداللہ بن جعفر نے درے لگائے جب چالیس درے پر پہنچے تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ بس اب نہ لگاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ نے چالیس درے مارنے کا حکم دیا تھا اور عمرؓ اسی درے تک اب عمرؓ مارتے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔

**ولید بن عقبہ کی معزولی:** اس واقعہ کے بعد امیرالمومنین عثمانؓ نے ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو مامور کیا۔ سعید کا والد عاص در حالت کفر بدر میں مرا ابو احیحہ اس کی کنیت تھی۔ اس کا بیٹا خالد (سعید کا چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صنعا کا والی مقرر کیا تھا۔ جنگ مرج الصفر میں شہید ہوا۔ سعید عاملی نے امیرالمومنین عثمانؓ کی گود میں پرورش پائی۔ جب شام فتح ہوا تو تعلیم کی غرض سے معاویہ کے ساتھ رہا۔

پھر امیرالمومنین عثمانؓ نے بلا کر مقرر رکھا۔ ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔ قریش کے عالی افراد میں سے تھا۔ ۳۰ھ میں امیرالمومنین عثمانؓ نے کوفہ کی گورنری پر مامور کیا۔

**عراق کی املاک کی فروختگی:** سعید کوفہ کو آئے تو اشتر، ابو زید، الغوری، جندب بن عبداللہ اور صعصعہ بن صوحان کی کوفے واپس آئے۔ یہ لوگ ولید کے موافق شہادت دے چکے تھے۔ لیکن بعد کو ان کے خلاف ہو گئے۔ الغرض سعید نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا۔ خطبہ دیا پھر یہاں کی حالات کو خراب دیکھ کر امیرالمومنین عثمانؓ کو اطلاع دی "اہل کوفہ کا انتظام بگڑ گیا ناقابل اطمینان ہے۔ شرفا اور قدیم الاسلام مغلوب ہو گئے ہیں۔ اہل روادف اور اعراب کا دور دورہ ہے۔" امیرالمومنین عثمانؓ نے جواب لکھا کہ اہل سابقہ اور قدیم الاسلام کو ترجیح دی جائے۔ اور جو لوگ ان کے بعد اسلام میں داخل ہوئے ہیں ان کا درجہ قائم کیا جائے اور ان کو ترقی دیا جائے۔ سعید نے اس خط کو ایک مجمع عام میں پڑھا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم لوگوں کی بہتری اسی میں ہے تم تابع رہو"۔ اہل کوفہ اس پر راضی نہ ہوئے اور وہ مجلس یوں ہی ناتمام برخاست ہو گئی۔ سعید نے اس واقعہ کو امیرالمومنین عثمانؓ کو مطلع کیا۔ امیرالمومنین عثمانؓ نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے کہا "اہل کوفہ سے ایسی باتوں کی امید نہ تھی۔ جن کی صلاحیت ان میں تھی ہے اگر ایسا کریں گے تو فساد برپا ہو جائے گا"۔ امیرالمومنین عثمانؓ نے کہا "اچھا میں یہ نہیں کہتا کہ تم تمہاری طرف چلا آؤ یا جو تم مناسب سمجھتا ہوں کہ تم کو جو حجاز میں ہو کر دوں اور تمہارے متعلق عراق کی طرف منتقل کر دوں"۔ صحابہ نے کہا "یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ امیرالمومنین عثمانؓ نے کہا "تم لوگ اپنی املاک کو جو عراق میں ہے عوض حجاز اور یمن کے کسی کے ہاتھ بیچ یا فروخت کر ڈالو"۔ صحابہ نے اس رائے کے مطابق عراق کی جائیدادیں فروخت کر کے خیبر، مکہ اور طائف میں جائیدادیں خرید لیں۔ طلحہ، مروان، اشعث بن قیس اور بہت سے قبائل کے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

**طبرستان کی فتح:** ۳۰ھ میں سعید بن العاص نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ اس سے پیشتر مسلمانوں میں سے کسی نے

کسی پر حملہ نہیں کیا تھا اور آپ پڑھ آئے ہیں کہ اصبہد نے سوید بن مقرن سے زمانہ خلافت فاروق اعظم میں کچھ مال دے کر صلح کر لی تھی۔ لیکن اس بیان کے مطابق سب کے پہلے سعید بن العاص نے طبرستان کا رخ کیا ان کے ہمراہ اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک گروہ تھا۔ از انجملہ حسن، حسین، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو بن العاص، زبیر، حذیفہ بن الیمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے۔

۳۰ھ میں مرزبان طوس نے سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر (جو ان دنوں بصرہ میں تھے) لکھا تھا کہ تم میں سے جو قدرت وغلبہ پہلے خراسان پر آ کر قبضہ کر لے گا۔ چنانچہ ابن عامر بصرہ سے اور سعید کوفہ سے روانہ ہوئے۔ لیکن ابن عامر سعید کے پہلے نیشاپور پہنچ گئے اس وجہ سے سعید نے طبرستان پر فوج کشی کی قومس پہنچے۔ اہل قومس سے حذیفہ نے فتح کے بعد نہاوند کے صلح کر لی تھی۔ سعید نے جرجان کا رخ کیا مرزبان جرجان نے دو لاکھ پر مصالحت کر لی تب سعید نے طمیسہ کی طرف فوج کو بڑھایا۔ طمیسہ دریا کے کنارے بہ سرحد جرجان پر طبرستان کا ایک شہر آباد تھا۔ اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا لڑائی کی نوبت آئی۔ سعید نے ایک طمیسی پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ کاٹ کر بغل کے نیچے ہو کر نکل گئی۔ اہل طمیسہ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ سعید نے محاصرہ کر لیا اور منجنیق نصب کر کے سنگ باری کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ طول محاصرہ کے بعد اہل طمیسہ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ سعید نے شہر پر قبضہ کر لیا اور سوائے ایک شخص کے سب کو قتل کرا دیا۔ طمیسہ سے فارغ ہو کر سعید نے نامیہ کو فتح کیا۔ نامیہ شہر تھا جو صحرا میں تھا اور یہیں ان کے ساتھ محمد بن حکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) کا انتقال ہوا۔

**جرجانیوں کی اطاعت:** اہل جرجان کبھی ایک لاکھ کبھی دو لاکھ کبھی تین لاکھ ادا کرتے تھے اور کبھی خراج بند بھی کر دیتے تھے۔ بعد ازاں خراج دینا بالکل موقوف کر کے خود سر ہو بیٹھے اس وجہ سے خراسان کا راستہ سوائے ایک طرف کے بند ہو گیا۔ قافلے قومس سے کرمان اور کرمان سے خراسان کو جاتے تھے۔ جیسا کہ قبل فتح قومس تھا۔ یہاں تک کہ قتیبہ بن مسلم خراسان کے والی ہوئے اور انہوں نے یزید بن مہلب کو قومس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ یزید نے قومس اور اہل جرجان نے حسب شرائط صلح سعید بن العاص پھر مصالحت کر لی اور انہوں نے بحیرہ اور دہستان کو فتح کر لیا۔

**قرآن مجید کی قرأت میں اختلاف:** اسی ۳۰ھ میں حذیفہ جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمن بن ربیعہ کی کمک کو گئے۔ سعید بن العاص آذربائیجان میں حذیفہ کی آمد کے انتظار میں مقیم رہے یہاں تک کہ عبدالرحمن کی وفات کے بعد حذیفہ واپس آئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں حذیفہ نے باب سے واپس ہو کر سعید بن العاص سے بیان کیا کہ میں نے سفر میں عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ اہل حمص کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بہ نسبت اور شہر والوں کے زیادہ صحیح و عمدہ طریقہ سے پڑھتے ہیں ہم نے قرآن کی تعلیم مقداد سے حاصل کی ہے۔ اہل دمشق کا بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے۔ اہل مصر کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ابن مسعود سے پائی ہے۔ ہماری قرأت زیادہ صحیح ہے۔ میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرأت واحد پر جمع کر دیا جائے ورنہ کہیں یہی حالت تو توریت کی [illegible]

اختلاف واقع ہو جائے گا۔ صحابہ اور تابعین نے جو اس وقت وہاں موجود تھے حذیفہ کی اس رائے سے اتفاق کیا لیکن ابن مسعود کے مقلدوں نے اختلاف کیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابن مسعود سختی سے پیش آئے۔ حذیفہ نے درشتی سے جواب دیا اور جلسہ درہم برہم ہو گیا۔

**عہد صدیقی میں قرآن مجید کی کتابی صورت:** حذیفہ اس مجلس سے نکل کر سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعہ عرض کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے حذیفہ کی رائے پسند کی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے وہ قرآن منگوا بھیجا جو زمانہ خلافت ابو بکر صدیقؓ میں جمع اور مرتب کیا گیا تھا۔ زمانہ خلافت میں جب کہ یمامہ کی لڑائی ہو رہی تھی اور اس جنگ میں ایک دن میں کئی حفاظ صحابہ شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت تک قرآن صرف صحابہ کے سینوں میں محفوظ تھا۔ فاروق اعظمؓ نے صدیق اکبرؓ کو رائے دی کہ قرآن کا کتابی صورت میں جمع کرانا ضروری ہے۔ حفاظ کے ختم ہو جانے سے قرآن مجید کا حرج ہے۔ صدیق اکبرؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ یہ فرمایا کہ "جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں کیسے کروں۔" لیکن جب اس امر پر غور کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کر کے فاروق اعظمؓ کی رائے سے متفق ہو گئے اور زید بن ثابت کو اس خدمت پر مامور کیا۔ چنانچہ زید بن ثابت نے کاغذ کے پرزوں، درخت کی چھالوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کر کے بصورت مجموعہ کتابی صورت میں مرتب کیا۔

**مصحف صدیقی کی اشاعت:** اس زمانہ سے یہ مصحف ابو بکر صدیقؓ کے پاس رہا۔ پھر فاروق اعظمؓ کے قبضے میں آیا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو ام المومنین حضرت حفصہؓ نے لے لیا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو جناب موصوف نے اس قرآن کو ام المومنین حضرت حفصہؓ سے منگوایا اور اس کی نقل پر زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کو مامور کیا اور یہ ارشاد کیا کہ "تم لوگوں میں اگر کسی لفظ میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کے محاورہ پر لکھنا کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے" جب ان لوگوں نے قرآن مجید کے مصاحف لکھ لئے تب امیر المومنین عثمانؓ نے کل نسخے تمام بلاد اسلامیہ میں بھیج دیئے اور حکم دیا کہ اسی کے موافق پڑھیں اور لکھیں جو اس کے علاوہ دوسرے نسخے تھے وہ جلا دیئے گئے۔ کوفے میں جب یہ قرآن پہنچا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بے حد خوش ہوئے لیکن عبداللہ بن مسعود نے اس قرآن کو لینے سے انکار کیا اور اپنے مقلدوں کو اپنی ہی قرأت پر رکھا۔

**یزدگرد کا فرار:** ابن عامر نے بصرہ سے نکل کر فارس کا قصد کیا اور اس کو فتح کر لیا۔ یزدگرد جور میں تھا وہاں سے بھاگ

---

[1] ایک روایت کے بموجب جب علی بن ابی طالب خلیفہ ہو کر کوفہ تشریف لائے تو آپ سے مصحف عثمان کا واقعہ بیان کیا گیا۔ ایک شخص نے مجمع عام میں کہا کہ امیر المومنین عثمانؓ نے قرآن کو [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] عثمانؓ نے جو کچھ کیا ہے اچھا کیا ہے اگر میں اس وقت ہوتا تو میں بھی عثمانؓ کی اتباع کرتا۔

کر دو شہر خیرہ پہنچا۔ ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہرم بن حیان یشکری یا عبسی کو روانہ کیا۔ وہ کرمان تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ یزدگرد گھبرا کر کرمان سے خراسان چلا گیا۔ اثناء راہ میں سیرجان سے کچھ سات کوس کے فاصلے پر برف باری ہوئی۔ مجاشع کے کل ہمراہی مارے گئے صرف مجاشع بچ کر لشکر اسلام میں آ سکے۔ یزدگرد نے جب اسلامی فتوحات کے سیلاب کو رکتے ہوئے نہ دیکھا تو خراسان سے مرو آیا اس کے ہمراہ فرخزاد (رستم کا بھائی) بھی تھا۔ ماہویہ مرزبان مرو کے مشورے سے فرخزاد عراق کی طرف لوٹ آیا۔

**یزدگرد کا قتل:** بعد اس کے یزدگرد نے ترکستان کا ارادہ کیا ماہویہ نے کہا کہ مال و اسباب یہیں چھوڑ جائیے۔ یزدگرد نے اس پر توجہ نہ کی تب ماہویہ نے بخوف غارتگری اسلامی ترکوں سے سازش کر لی اور ان کو خفیہ طور سے مرو میں بلا لیا۔ رات کو جب سب سو گئے تو ترکوں نے اٹھ کر یزدگرد کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ یزدگرد تنہا پیدل ہو کے مرغاب کی طرف بھاگا۔ شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ کر ایک پن چکی چلانے والے کے گھر میں چھپ رہا۔ دن بھر کا تھکا ماندہ تھا لیٹتے ہی سو گیا۔ پن چکی چلانے والے نے اس کی زرق برق پوشاک دیکھ کر قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ماہویہ نے ترکوں سے سازش نہیں کی تھی بلکہ جب اس کے ہمراہیوں اور اہل مرو سے ان بن ہو گئی اور باہم لڑائی شروع ہو گئی تو یزدگرد بھاگ کر ایک پن چکی چلانے والے کے مکان میں پناہ گزیں ہوا اور اس نے اس کو مار کر دریا میں ڈال دیا۔ اہل مرو کو اس کی خبر لگ گئی تلاش کرتے ہوئے پن چکی چلانے والے کے مکان پر آئے اور اس کو گرفتار کر کے تشدد کرنے لگے پن چکی چلانے والے نے یزدگرد کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ تب ان لوگوں نے اس کو اور اس کے اہل و عیال کو قتل کر ڈالا اور یزدگرد کی لاش کو دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر اصطخر بھیجا۔ خاندان فارس کی (روایت) کے مطابق جو وہاں پہ تھا دفن کر دیا۔

**یزدگرد کے قتل کی مختلف روایتیں:** بعض مورخوں نے یزدگرد کے واقعۂ قتل کو یوں بیان کیا ہے کہ معرکہ نہاوند کے بعد یزدگرد بھاگ کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ایک رئیس نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ یزدگرد کے دربان نے اس کو جھڑک دیا۔ رئیس نے اس کو پکڑ کر خوب زدوکوب کیا۔ دربان روتا ہوا یزدگرد کے پاس آیا۔ یزدگرد کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اصفہان سے رے چلا آیا والی طبرستان نے حاضر ہو کر گزارش کی کہ میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے تشریف لائیے اور جہاں بان بنئے۔ یزدگرد نے منظور نہ کیا بلکہ سیستان کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے ایک ہزار سواروں کے ہمراہ مرو آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ چار برس تک فارس میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے نکل کر کرمان آیا۔ دو برس تک وہاں ٹھہرا رہا۔ کرمان کے دہقان سے کچھ روپیہ طلب کیا جب اس نے دینے سے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس وہاں ٹھہرا رہا بعدہ خراسان آیا۔ خراسان سے اس قصد سے کہ لشکر جمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرے مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں فرخ زاد اور مملکت فارس کے دہقانوں کے لڑکے بھی یزدگرد کی رکاب میں تھے۔ یزدگرد نے طوس پہنچ کر فرغانہ، ترکستان اور کابل سے مدد طلب کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مرو کے قریب پہنچا۔ مرو کے مرزبان کے لڑکے نے یزدگرد کو مرو میں داخل ہونے سے

ڈال دیا۔

**یزدگرد کے سلسلے میں مزید روایات:** بعض مورخین کہتے ہیں کہ یزدگرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے چھین کر اپنے بیٹے فرخزاد کو دینے کا قصد کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ ماہویہ مرزبان مرو اس سے مطلع ہو گیا۔ نیزک طرخان کو ایک خط لکھا اور اسے یزدگرد کے قتل اور مسلمانوں سے مصالحت کرنے پر تحریض کیا۔ نیزک طرخان نے یزدگرد کو لکھا کہ تم سے عرب کی بابت کچھ باتیں کرنی ہیں تم مجھ سے تن تنہا لشکر و فرخزاد سے علیحدہ ہو کر ملئے۔ یزدگرد نے اپنے ہمراہیوں سے مشورہ کیا فرخزاد نے تن تنہا ملنے سے روکا۔ یزدگرد نے کچھ خیال نہ کیا نیزک کے پاس چلا گیا نیزک نے بکمال عزت سے استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے گیا۔ اثنائے کلام میں یزدگرد سے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دو تو میں تمہاری پوری مدد کروں۔ یزدگرد یہ سن کر برہم ہوا اور جھڑک کر گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدگرد کے سر پر ایک گرز مارا۔ یزدگرد وہاں سے بھاگا اور ایک چکی پیسنے والے کے گھر میں جا کر چھپ رہا۔ تین روز تک بے آب و دانہ پڑا رہا۔ بھوکا تھا چکی والے نے کھانا پیش کیا۔ یزدگرد نے کہا کسی مجوسی سے باج منگا دو تا کہ میں کھانا کھاؤں۔ وہ لا کر دیا جب اس نے باج پڑھا تو یزدگرد نے کہا: کیا باج پڑھنے والا کو خبر کر دی۔ نیزک نے چکی چلانے والے کے گھر پر چند آدمی کو بھیجا کہ اس کو مار کر دریا میں ڈال دیں۔ چکی چلانے والے سے دریافت کیا گیا تو چکی چلانے والے نے یزدگرد کا پتہ بتلایا۔ لوگ آ ڈھونڈ رہے ہی تھے۔ ہم تک کہ مشک کی خوشبو سے یزدگرد کو پہچان لیا۔ چنانچہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا اور اس کو گلا گھونٹ کر دریا میں ڈال دیا۔ اسقف مرو نے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر دفن کر دیا۔

بعض مورخ کہتے ہیں کہ یزدگرد عرب سے بچ کر۔ یہ پہلے کرمان سے مرو کی طرف روانہ ہوا تھا اور چار ہزار کی جمعیت سے تھی وہ خراسان کی طرف جا رہا تھا۔ مرو کے پہنچنے سے پیشتر دو سپہ سالار رفاقت کے لئے آ گئے ان میں ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ ایک نے یزدگرد سے دوسرے کی شکایت کی۔ یزدگرد اس سے برہم ہو گیا اور دوسرے کے قتل کی فکر میں ہوا۔ اتفاق سے یہ خبر اس کو پہنچ گئی۔ اس نے یزدگرد کی عداوت پر کمر باندھ لی۔ یزدگرد کو جب یہ معلوم ہوا تو خوف جان بچا کر مرو سے فرار ہو گیا۔ راستہ میں ایک چکی چلانے والے کے گھر پر جا چھپا۔ چکی چلانے والے نے اس سے چار درہم طلب کئے۔ یزدگرد نے کہا ’’میرے پاس روپیہ نہیں ہے لیکن یہ میری پیٹی لے لے‘‘ چکی چلانے والے نے کہا ’’مجھے روپیہ کی ضرورت ہے اور تم مجھے چار درہم دے دو‘‘۔ چکی چلانے والے نے اس کے کپڑے لینے کی غرض سے اسے جھگڑ کر مار ڈالا اور لاش کو پانی کے بہاؤ میں بہنے کو ڈال دیا۔ عیسائیان مرو نے پہچان کر ایک جلسہ کیا اور اس کے حقوق سوچے۔ [illegible] سے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر ناؤس (مقبرہ) میں دفن کر دیا۔

**ساسانی حکومت کا خاتمہ:** یزدگرد کی حکومت بیس برس رہی۔ ازاں جملہ سولہ برس عرب کی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ ملوک ساسانیہ کی حکومت کا سلسلہ اس کے مرنے سے منقطع ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قتیبہ نے فتح سغد کے وقت دو لڑکیاں گرفتار کی تھیں جو مخدج بن یزدگرد کی اولاد سے تھیں مخدج کی ماں سے یزدگرد نے زمانہ قیام مرو میں تعلق قائم کر لیا تھا۔ بعض

اس کے بطن سے بعد موت یزدگرد ناقص الخلق پیدا ہوا۔ چونکہ قتل کے بعد یزدگرد پیدا ہوا تھا اسی وجہ سے مخدج کے نام سے موسوم ہوا۔ پھر اس کی اولاد خراسان میں پیدا ہوئی۔ قتیبہ نے ان دونوں عورتوں کو جو اس کی نسل سے تھیں حجاج کے پاس بھیجا اور حجاج نے دونوں میں سے ایک کو ولید کے پاس بھیج دیا جس کے بطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا۔

**ترکوں کی یورش:** ترک اور خزر کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی شخص نہیں مار سکتا اور یہ اعتقاد اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اس سے پیشتر جن لڑائیوں میں مسلمانوں کا ان سے مقابلہ ہوا تھا ان میں مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی معرکۂ جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ ترکوں میں اس کی بابت مشورہ ہوا اور بہ خیال تجربہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھے اتفاق سے ادھر سے ان کی گزر ہوئی اور ایک مسلمان اس کمین گاہ سے مارے گئے۔ ترکوں کو اس سے ایک جوش پیدا ہو گیا یعنی قوت پھر لوٹ کر آ گئی۔ مسلمانوں کے مقابلے پر وہ جری ہو گئے ان دنوں عبدالرحمن بن ربیعہ دار صیغہ پر یا باب پر حکمران کر رہا تھا اس نے اپنی طرف سے بہ منظوری دربار خلافت سراقہ بن عمرو کو مقرر کیا تھا۔ بلنجر پر بار بار فوج کشی کرتے تھے چنانچہ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ ۳۲ھ میں بھی حسب دستور سابق بلنجر پر چڑھائی کی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو اس فوج کشی سے روکا لیکن وہ جوش مردانگی میں بڑھتے چلے گئے واپس نہ ہوئے۔ ترکوں میں تھوڑے دنوں سے کچھ دلیری پیدا ہو گئی تھی۔ نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ عبدالرحمن بن ربیعہ شہید ہو گئے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

**کوفیوں اور شامیوں میں تکرار:** شہادت کے بعد عبدالرحمن بن ربیعہ کے اسلامی لشکر دو گروہوں پر منقسم ہو گیا۔ ایک گروہ باب کی جانب گیا۔ اتفاق سے اس میں سلمان بن ربیعہ پر مدافعت ہوئی جس کی وجہ سے پہنچ گیا ان کو سعید بن العاص نے حسب الحکم امیر المومنین عثمانؓ کوفہ سے مسلمانوں کی امداد پر روانہ کیا تھا دوسرے گروہ نے جیلان و جرجان کا راستہ اختیار کیا اس گروہ میں سلمان فارسی اور ابو ہریرہ بھی تھے۔ اس کے بعد سعید بن العاص نے سلمان بن ربیعہ کو بجائے اس کے بھائی کے باب کا والی مقرر کیا اور ان کے ہمراہ ایک لشکر اہل کوفہ کا روانہ کیا۔ جس کے سردار حذیفہ بن الیمان تھے۔ ان کی کمک پر امیر المومنین عثمانؓ نے شام کا لشکر بسرکردگی حبیب بن مسلمہ روانہ فرمایا۔ سلمان بن ربیعہ کل عساکر اسلامیہ کے سردار مقرر کیے گئے جس وقت یہ دونوں لشکر یکجا ہوئے کوفیوں اور شامیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حبیب بن مسلمہ نے سلمان کی امارت سے انکار کیا۔ یہ پہلی مخالفت تھی جو لشکر کوفہ و شام میں واقع ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد حذیفہ تین لڑائیاں لڑے۔ آخری لڑائی زمانہ شہادت امیر المومنین عثمانؓ میں ہوئی۔

**قارن کا خروج:** ۳۲ھ کے آخر میں خراسان پر ترکوں نے پھر یورش کی۔ اہل بادغیس، ہرات اور قہستان نے ان کا ساتھ دیا۔ چالیس ہزار کی جمعیت سے قارن بادشاہ ترک خراسان کی طرف بڑھا۔ خراسان میں ان دنوں قیس بن الہیثم سلمی عہدہ گورنری پر تھے۔ ان کو ابن عامر نے اس زمانہ میں مقرر کیا تھا جب کہ وہ حج کو جا رہے تھے۔ ان کے ہمراہ قیس کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حازم بھی تھے۔ انہوں نے ابن عامر سے درخواست کی کہ "مجھے یہ لکھ دو کہ جب خراسان سے قیس علیحدہ ہوں تو میں اس کا گورنر ہوں"۔ ابن عامر نے اس کی درخواست کے مطابق یہ عہد نامہ لکھ دیا۔ پس جب ترکوں کی فوجیں اطراف

خراسان میں آ گئیں تو قیس نے عبداللہ بن خازم سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ جواب دیا "میرے نزدیک آپ خراسان سے سبک دوش ہو کر چلے جائیے کیونکہ میں اس کا امیر ہوں۔ ابن عامر نے اس کی امارت کی سند مجھے عطا کی ہے"۔ عبداللہ بن خازم نے یہ کہہ کر ابن عامر کا لکھا ہوا پروانہ دکھایا۔ قیس خاموش ہو کر ابن عامر کے پاس چلے گئے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن خازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں بہتر ہوگا کہ تم خود ابن عامر کے پاس بغرض استمداد چلے جاؤ۔ جب قیس روانہ ہوئے تو عبداللہ بن خازم نے اپنی سند نکالی۔ جس میں تحریر تھا کہ غیر موجودگی قیس عبداللہ بن خازم امیر خراسان سمجھے جائیں۔

**قارن کی شکست و خاتمہ:** عبداللہ بن خازم نے چار ہزار فوج لے کر ترکوں کا مقابلہ کیا۔ جب دونوں لشکروں کی ایک کھلے میدان میں مڈبھیڑ ہوئی تو عبداللہ بن خازم نے چھ سو چیدہ آدمیوں کا ایک مقدمہ مرتب کر کے ترکوں پر شب کے وقت حملہ کا ارادہ کیا اور پیچھے لشکر کو حکم دیا کہ نیزوں پر کپڑا لپیٹ کر تیل سے تر کر کے روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں روشن دیکھ کر ہمت ہار دی۔ ابن خازم نے ان پر ہر طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ قارن بادشاہ ترک مارا گیا۔ ترکی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا۔ سینکڑوں کو مارا اور بہت لوگوں کو قید کیا۔ فتح یابی کے بعد ابن خازم نے ابن عامر کے پاس مژدہ فتح بھیجا۔ ابن عامر خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر ابن خازم کو بحال رکھا یہاں تک کہ واقعہ جمل پیش آیا۔ اس زمانہ میں ابن خازم بصرہ چلے آئے اور بعد جنگ بصرہ ابن خازم کی لڑائی کے بعد پھر خراسان میں اپنے قبائل سے برابر جنگ و جدال کرتے رہے اور بنو امیہ کے طرفداروں کا ہی خواہ شمار کیے جاتے رہے۔

# باب : ۱۸

## فتنہ اور بغاوت

**سابقین اولین اور متاخرین مسلمان:** جس وقت فتنہ کا آغاز ہوا، مسلمانوں کو فاتح کی حیثیت فرمانروائی اور ملک اسلامیہ کے قبضہ میں کئی ممالک آ گئے۔ اس وقت اس عرصہ سے ان ملکوں میں جو جو لوگ کوفہ، بصرہ اور مصر میں رہتے تھے اور اسلام اختیار کر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے ممتاز اور ان کے پیرو تھے، سب معلم اور مقتدی تھے یہ لوگ مہاجرین انصار، قریش اور دوسرے قبائل کے تھے۔ یہی لوگ اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تھے۔ باقی عرب کے جو لوگ بعد میں داخل ہوئے جیسے ربیعہ، ازد، کندہ، تمیم اور قضاعہ وغیرہ اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی تھی اور اگر کو ان میں سے چند کو صحبت نصیب بھی ہوئی تھی تو نہایت مختصر، مگر فتوحات میں انھیں کا زیادہ حصہ تھا۔ اسی سبب سے وہ اپنے کو سابقین مہاجرین کرام سے افضل اور اپنے حقوق کو فائق سمجھتے تھے۔

**صحابہ کرام کی برتری کا احساس:** عام اشخاص گو ان سے کم نہ تھے لیکن انھیں اس کا برابر احساس تھا۔ لیکن فتوحات و کامیابیاں حاصل ہو چکنے کے بعد جب سلسلۂ فتوحات کو رکنا پڑا تو وہ اس امر کو محسوس کرنے لگے کہ میدان جنگ میں جو جگہ انصار، قریش اور ان کے علاوہ اور قبائل کے لوگ حکومت کر رہے ہیں دل ہی دل میں پیش پیش ہونے لگے۔ اسی اثنا میں امیر المومنین عثمانؓ کا آخری زمانۂ خلافت آ گیا۔ جب ایسے لوگوں نے ان پر طعن و تشنیع کی زبان ممالک اسلامیہ پر طویل کی۔ امیر المومنین عثمانؓ کے عمال انتظام میں سختی کرنے لگے اور ان کے تصرفات پر حرف گیری کرنے لگے۔ کبھی کسی گورنر کی تبدیلی کی درخواست کرتے اور کبھی کسی عامل کی معزولی کی التجا کرتے۔ غرض ہر طرح سے امیر المومنین عثمانؓ کے زمانے کی مخالفت پر آ گئے۔

**تحقیقاتی کمیشن:** ان سرگوشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المومنین کے متعلقین کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی۔ لوگ ان کے عمال پر بات بات پر ظلم اور بے جا کارروائیوں کے الزامات قائم کرنے لگے یہاں تک کہ نوبت تو یہاں تک پہنچی کہ مدینہ میں صحابہؓ کے کانوں تک بھی یہ خبریں پہنچ گئیں جس سے وہ لوگ بھی مشکوک و مشتبہ ہو گئے اور فکر میں پڑ گئے اور کسی کسی وقت امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے امراء کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے۔ صحابہ نے حضرت عثمانؓ کو اس امر پر مجبور کیا کہ مختلف ممالک کے امراء کے پاس آدمیوں کو بھیج کر ان کے صحیح حالات دریافت کرائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ کو کوفہ کی طرف، اسامہ بن زید کو بصرہ کی طرف

عبداللہ بن عمرؓ مدینہ کی طرف، عمار بن یاسرؓ مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ علاوہ ان کے اور لوگ بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ سب نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے تو کوئی کارروائی خلاف شریعت عمال کی نہیں دیکھی۔ ہاں البتہ عوام الناس میں کسی قسم کا چرچا سنا لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا اور تعصب [illegible] اپنا ہمنوا بنا لیا۔

**عبداللہ بن سبا کا ظہور:** صنعاء یمن کا رہنے والا ایک شخص عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء تھا۔ جو اس سے پیشتر یہودی مذہب رکھتا تھا۔ زمانہ خلافت امیر المومنین عثمانؓ میں مدینہ آ کر مسلمان ہو گیا۔ یہاں آ کر پروپیگنڈہ [illegible] اہل بیت کی محبت کی آڑ میں لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے خلاف اکسانا شروع کیا۔ ان حضرات کے خلاف بہتان تراشنا [illegible] اہل بصرہ اس کی شرارت سے مطلع ہوئے تو انہوں نے عبداللہ کو نکال باہر کیا۔ کوفہ پہنچا جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا۔ شام آیا اور شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہنچا۔ یہاں علی الاعلان حضرت عثمانؓ پر جرح و تنقیص کرتا اور [illegible] طور سے اہل بیت کی [illegible] دیتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس تشریف لائیں گے۔ جیسے کہ عیسیٰ ابن مریم واپس آنے والے ہیں اور علی ابن ابی طالب بھی وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ [illegible] ان سے پہلے ابوبکرؓ و عمرؓ نے جبراً و ظلماً [illegible] خلافت [illegible] اور [illegible] کوئی قسم کی تعلیم: [illegible] امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا رہا حتیٰ کہ بعض بعض شہروں میں اکثر عوام الناس ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور باہم اس کی بابت خط و کتابت ہونے لگی اس گروہ کے ساتھ خالد بن ملجم [illegible] اور کنانہ بن بشر [illegible] لوگوں نے [illegible]

**حضرت ابوذرؓ اور عبداللہ بن سبا:** منجملہ ان امور کے جن سے لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے کدورت پیدا ہوئی۔ ابوذر کا شام سے [illegible] مدینہ [illegible] زہد کی طرف رغبت رکھتے تھے۔ [illegible] سے زیادہ [illegible] لوگوں سے دنیاوی اور دنیوی امور میں سختی سے پیش آتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کھانا نہ ہونا چاہئے اور جو شخص اس سے زیادہ مال اپنے پاس رکھے گا وہ قیامت کے دن مستوجب عذاب ہوگا۔ قرآن مجید: والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم سے استدلال کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ابن سبا شام میں آ گیا اور ابوذرؓ کا یہ رنگ دیکھ کر ان سے [illegible] معاویہ [illegible] مال [illegible] اپنا مال کہتے ہیں اور [illegible] مال مسلمانوں کا ہے [illegible] اللہ کا مال [illegible] ہیں [illegible] مسلمانوں کا حق [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

شروع کر دیا تاکہ بے فکری کے ساتھ اس کو اپنے تصرف میں لا سکیں۔ ابوذرؓ یہ سن کر مشتعل ہو کر معاویہ کے پاس آئے اور یہ اعتراض پیش کیا۔ معاویہ نے کہا آئندہ میں مال المسلمین ہی کہوں گا لیکن پھر بھی ابوذرؓ ابن سبا کے فریب میں آ کر امیر معاویہ کے خلاف لب کشائی کرتے رہے۔ پھر ابن سبا ابو الدرداءؓ اور عبادہ بن الصامتؓ کے پاس گیا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی۔ ابو الدرداءؓ نے تو ڈانٹ کر اپنے پاس سے نکال دیا۔ عبادہ بن الصامتؓ اس کو پکڑ کر معاویہ کے پاس لائے اور کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے ابوذرؓ کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور ان کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔

**حضرت ابوذرؓ کی طلبی:** رفتہ رفتہ جب لوگوں نے ابوذرؓ کی شکایتیں کرنا شروع کیں تو معاویہ نے امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ابوذرؓ کو طلب کر کے اہل شام کی شکایت کی وجہ دریافت فرمائی۔ ابوذرؓ نے واقعات بتائے۔ فرمایا "اے ابوذرؓ یہ بالکل ناممکن ہے کہ تمام انسانوں کو زہد و ورع اور قناعت کے ساتھ مجبور کیا جائے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ شریعت حقہ کے مطابق جو کوئی کام کرے اس کو میں روکوں نہیں اور حتی الامکان راہِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتا رہوں گا"۔ ابوذرؓ نے کہا "ہم تو امراء اور دولت مندوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے مال و اسباب کو اپنے پڑوسیوں، اعزہ و اقارب اور دوستوں پر وقف نہ کر دیں"۔ کعب احبار بول اٹھے "جس نے اپنے فرائض ادا کر دیئے اس نے اپنی کل حقوق اللہ کے ادا کر دیئے"۔ ابوذرؓ نے یہ سن کر کعب کو مارا اور ڈانٹ کر مخاطب کر کے کہا "اے یہودی کے بچے تو اور اس مسئلہ میں تقریر کرتا ہے؟" امیر المومنین عثمانؓ کو ابوذرؓ کی بیہودگی سخت ناگوار گزری۔ لیکن حلم و حیا سے چپ ہو رہے کعب احبار نے امیر المومنین عثمانؓ کی خاطر سے ابوذرؓ کی حرکات سے درگزر کیا۔

**حضرت ابوذرؓ کو ربذہ جانے کی اجازت:** اس کے بعد ابوذرؓ نے امیر المومنین عثمانؓ سے مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس وقت مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا ہے جب بستی کی تعمیر مکانات سلع تک پہنچ جائے۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی ان کے ایک اونٹ اور دو خدمت گار مرحمت فرمائے اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ ابوذرؓ نے ربذہ میں پہنچ کر ایک مسجد بنائی اور وہیں رہنے لگے۔

**افریقہ کے خمس کا واقعہ:** امیر المومنین عثمانؓ کے مخالفوں نے ایک یہ الزام بھی عائد کیا تھا کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دے دیا تھا۔ یہ غلط ہے۔ مروان نے اس پانچویں حصہ کی قیمت ادا کر کے خرید لیا تھا اور امیر المومنین عثمانؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کرا دی تھی۔

**منیٰ میں زائد رکعت پڑھنے کا الزام:** منجملہ ان امور کے جن پر معترضین کو موقع نکتہ چینی ہاتھ آیا یہ بھی تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ نے ایک بار اپنے عہد میں زیادہ کر دی تھی اور منیٰ اور عرفہ میں پوری نماز پڑھی تھی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی

---

۱ یہ واقعہ [illegible] سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے [illegible] خلافت [illegible] کے مقام [illegible]۔

۲ یہ واقعہ [illegible] امیر المومنین حضرت عثمانؓ [illegible] مقام منیٰ میں خیمہ نصب [illegible] تھا [illegible] کیا گیا [illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible] پوری [illegible]۔

اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور عہد شیخین (رضی اللہ عنہما) کے دور خلافت میں نماز قصر کی جاتی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اعتراض کیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور شیخین کے طرز عمل کو بطور حجت پیش کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان نے جواب دیا یمن کے بعض حاجیوں کو میرے دو رکعت نماز پڑھنے سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مقیم کی نماز بھی یہاں پر دو ہی رکعتیں ہیں اس وجہ سے میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ علاوہ ازیں مکہ میں میرے اہل وعیال اور طائف میں میرا مال ہے میں مقیم کے حکم میں ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہ عذر قابل پذیرائی نہیں ہے تمہاری بیوی مکہ میں ہے وہ تمہارے قیام سے مقیم نہیں ہوئی اور اگر سفر کرے گی تو وہ سفر کرے گی اور جو تمہارا مال طائف میں ہے یہاں سے طائف تین شب کی مسافت پر ہے اور جس مسافت پر قصر لازم آتا ہے اس سے یہ زیادہ ہے۔ باقی رہی یمن کی حجت تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور آپ کے بعد شیخین کے دور خلافت میں یہاں پر قصر کیا ہے اور اسلام کی تکمیل اسی زمانہ میں ہو چکی ہے۔ امیر المومنین عثمان نے کہا میری یہی رائے ہے اور میرے نزدیک یہی مناسب ہے۔ بعض صحابہ کرام میں سے بعض بزرگوں نے امیر المومنین عثمانؓ کی اتباع کی اور بعض نے مخالفت کی۔

رسول اکرمؐ کی انگشتری: منجملہ ان امور کے جن سے لوگوں کے قلوب پر ناگوار [illegible] ہوئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انگشتری کا امیر المومنین عثمانؓ کے ہاتھ سے بئر اریس میں جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا گر جانا تھا بہت تلاش کیا گیا لیکن انگوٹھی نہ ملی۔

کوفہ میں حضرت عثمان کی مخالفت: وہ حوادث جو امیر المومنین عثمانؓ کے دور خلافت میں واقع ہوئے۔ ان میں سے ایک ولید بن عقبہ کا واقعہ تھا جس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ان کو بوجہ شراب خواری معزول کر کے بجائے ان کے سعید بن العاص کو مامور فرمایا۔ دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ سعید نے کوفہ میں [illegible] ہاشم اور اہل قادسیہ سے بے حد [illegible] ہو جاتے۔ سعید کے یہاں مالک بن کعب، اسود بن یزید، علقمہ بن قیس نخعی، ثابت بن قیس ہمدانی، جندب ابن زبیر غامدی، جندب بن

---

[1] عبدالرحمٰن بن عوف یہ جواب سن کر [illegible] امیر المومنین عثمان کے پاس سے باہر آئے [illegible] ابن مسعود سے ملے [illegible] عبدالرحمٰن نے [illegible] چار رکعتیں پڑھی ہیں [illegible] ہو گا۔

[2] جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انگوٹھی [illegible] محمد رسول اللہ [illegible] تین سطروں میں [illegible] آپ کے بعد [illegible] عثمان [illegible] ان کے ہاتھ میں [illegible] بئر اریس [illegible] گر گئی [illegible]

کعب ازدی، عروہ بن الجعد، عمرو بن الحمق خزاعی، صعصعہ و زید پسران صوحان، ابن الکواء، کمیل بن زیاد، عمیر بن ضابی اور طلیحہ بن خویلد وغیرہ کی آمد و شد شروع ہوئی۔ رات کو صحبت گرم ہوا کرتی ہنسی مذاق اور لطیفہ گوئی ہوتی۔ کبھی عرب کے انساب اور اسلام کی ترقی و عروج کے تذکرے ہوتے گاہ گاہ تو اتفاق مذاق میں نوبت طعن و تشنیع اور مخاصمت کی پہنچ جاتی تھی۔ ایک روز سعید نے کہا ہذا السواد بستان قریش۔ اشتر نے جواب دیا "جس سواد کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھوڑوں کے ذریعہ سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنا اور اپنی قوم کا بستان خیال کرتے ہو" اشتر کے اس جواب سے حاضرین برافروختہ ہو گئے۔ خود دخل بیجا عبدالرحمن اسدی (سعید بن العاص کا افسر پولیس) بھی ان لوگوں کو شور و غل مچانے اور نامناسب تقریر کرنے سے منع کیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کیا اور رات کی قصہ داستان کی صحبت برخاست کر دی۔

**مخالف گروہ کا کوفہ سے اخراج** لوگوں میں دربان مقرر کرنے اور قصہ گوئی کی صحبت برخاست کرنے کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہاں کہیں دو چار آدمی جمع ہو جاتے امیر المومنین عثمان اور سعید کی برائیاں اور عیب جوئی کرتے۔ رفتہ رفتہ عوام کا ایک گروہ ان کے پاس جمع ہو جایا کرتا۔ سعید نے اہل کوفہ کے اس گروہ کے طرز عمل (شورش) کی اطلاع امیر المومنین عثمان کو لکھا حکم آیا کہ ان لوگوں کو معاویہ کے پاس شام بھیج دو اور معاویہ کو لکھا "چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لئے پیدا ہوئے ہیں تمہارے پاس بھیجے جاتے ہیں تم ان کی نگرانی اور اصلاح کرو اگر وہ اصلاح پذیر ہو جائیں تو بہتر ہے ان کو اپنے پاس رکھو اور اگر وہ تم کو عاجز کر دیں تو ان کو میرے پاس بھیج دینا۔"

**امیر معاویہ اور صعصعہ میں تلخ کلامی** معاویہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا۔ جو وظائف اور تنخواہیں ان کو عراق میں ملتی تھیں وہی بدستور جاری رکھیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلاتے تھے۔ ایک روز تذکرۃً معاویہ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم لوگ شرفائے عرب ہو اور تمہاری دولت و عزت اسلام کی وجہ سے تم کو شرافت حاصل ہوئی ہے دوسرے لوگوں پر تم غالب آ گئے ان کے ملک پر قابض ہو گئے میں نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش پر الزام لگاتے ہو۔ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل و خوار رہتے۔ تمہارے ائمہ تمہارے لئے سپر ہیں لہٰذا تم اپنے سپر کو توڑنے کی فکر نہ کرو۔ بے شک تمہارے ائمہ تمہاری زیادتیوں کو برداشت اور تمہارے حقوق ادا کرتے ہیں واللہ اگر تم ان سے منحرف ہو جاؤ گے تو تم کو اللہ تعالیٰ ضرور کسی ایسے شخص کا محکوم کر دے گا جس کا ظلم تم برداشت نہ کر سکو گے تم حالت حیات اور بعد وفات میں بھی ان کے شریک و سہیم ہو گے"۔ صعصعہ نے جواب دیا "اے معاویہ! تم نے قریش کا جو ذکر کیا ہے تو وہ کسی زمانے میں بلحاظ مردم شماری کے تم سے زیادہ نہ تھے اور نہ جاہلیت میں ان کو کوئی قابل فخر مراتب و مناصب تھا کس لئے تم ہم کو ڈراتے ہو اور جو تم نے سپر کہا ہے تو وہ تمہارے سپر ہیں تو جب سپر ٹوٹ جائے گی تو ہم تمہارے پاس آ جائیں گے"۔ معاویہ نے کہا "اب میں نے تم کو پہچانا اور میں نے سمجھ لیا کہ تم کو بے عقلی نے اس امر پر مجبور کر دیا ہے"۔

دوسرے روز اسی تذکرہ کو کہ ناگوار ہوا ہے لیکن صعصعہ اس سے قبل جو کچھ کہہ چکے تھے معاویہ پھر بولے "تم ان کا خطاب وجواب میں تم میں بھی عقل کا ادنیٰ حصہ پاتا اور تم میں اسلام کی محبت دیکھتا ہوں تو مجھے اس کی ضرورت نہ تھی کہ تم کو سمجھانے بیٹھتا؟ یہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں جو کہتا ہوں کہ اسلام و جاہلیت میں دونوں زمانوں میں قریش کو عزت اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور

یہ عزت کثرت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہے۔ اللہ کی قسم [illegible] حرمت عنایت فرمائی [illegible] شعور پیدا کیا اور ان کو اپنے گھر کا مجاور اور اپنے حرم کا محافظ بنایا۔ [illegible] عرب قومیں [illegible] جس کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] حرمت [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] جس نے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس پاک [illegible] لئے اصحاب [illegible] (صلی اللہ علیہ وسلم) [illegible] منصب خلافت [illegible]

**مخالف گروہ کی دمشق سے روانگی:** معاویہ [illegible] صعصعہ اور [illegible] معاویہ نے [illegible] جہاں [illegible] چلے جاؤ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عثمان [illegible] عبدالرحمن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

**عبدالرحمن بن خالد کی سرزنش:** یہ گروہ دمشق سے [illegible] عبدالرحمن [illegible] عبدالرحمن بن خالد [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عبدالرحمن [illegible]

**بصرہ کے واقعات:** [illegible]

---

[illegible]

بانی اسود ہوا (جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور جس نے تمام مال و متاع چھوڑ چھاڑ کر اسلام قبول کیا تھا) بصرے میں پہنچ کر حکیم بن جبلہ عبدی کے مکان پر مقیم ہوا۔ اہل بیت کی محبت کے پردے میں امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کی تبلیغ شروع کی۔ جب حکیم بن جبلہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عبداللہ بن سبا کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ عبداللہ بن سبا بصرے سے نکل کر کوفہ آیا۔ اہل کوفہ نے بھی نکال دیا۔ مصر کا راستہ لیا۔ مصر میں پہنچ کر اپنے احباب سے جو بصرہ و کوفہ میں تھے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اس طرح پوشیدہ پوشیدہ امراء و عمال امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کو عام کرنے لگا۔

**حمران بن ابان کی مخالفت:** حمران بن ابان بھی امیر المومنین عثمانؓ پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتا تھا وجہ یہ تھی کہ حمران نے ایک عورت سے عدت میں نکاح کر لیا تھا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اس کے درے لگوائے اور بصرے کی طرف جلاوطن کر دیا۔ حمران نے بصرے میں پہنچ کر ابن عامر کی صحبت اختیار کی۔ ان دنوں بصرے میں عامر بن عبد قیس نامی ایک شخص زاہد و تارک الدنیا رہتے تھے۔ حمران نے ابن عامر سے عامر زاہد کی شکایت کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ بعد چندے امیر المومنین عثمانؓ نے حمران کو مدینے میں آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ یہ ایک گروہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدینے پہنچا اور دربار خلافت میں خواہ مخواہ عامر بن عبد قیس کی شکایت کرنے لگا کہ وہ نکاح کرنے کو ناجائز کہتا ہے۔ گوشت نہیں کھاتا۔ جمعہ میں نہیں آتا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے عامر زاہد کو معاویہ کے پاس شام بھیج دیا۔ معاویہ نے عامر کو اپنے پاس ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ انہیں ان کے صحیح خیالات اور عقائد معلوم ہو گئے اور دینداری ظاہر ہو گئی۔ معاویہ نے عامر کو بصرہ واپس جانے کی اجازت دے دی۔ عامر نے جانے سے انکار کر کے کہا (لا ارجع الی بلد استحل اھلہ منی ما استحلوا) اس کے بعد عامر نے سرزمین شام میں قیام اختیار کیا اور یہیں زہد و قناعت کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔

**عمال و امراء کی مدینے سے روانگی:** جب چاروں طرف سے لوگوں نے امراء و عمال اور نیز امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کی زبان دراز ہونے لگی۔ تو ۳۴ھ میں سعید بن العاص اپنے متعلقہ صوبے کا انتظام کر کے امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضری کے قصد سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے اشعث بن قیس کو آذربائیجان، سعید بن قیس کو رے کا، نسیر عجلی کو ہمدان کا، سائب بن اقرع کو اصفہان کا، مالک بن حبیب کو ماہ کا، حکیم بن سلامہ کو موصل کا، جریر بن عبداللہ کو قرقیسیا کا، سلمان بن ربیعہ کو باب کا اور عتیبہ بن نہاس کو حلوان کا والی مقرر کیا۔ میدان جنگ کے اختیارات قعقاع بن عمرو کو مرحمت کئے۔ اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے صوبوں کی طرف روانہ ہوئے اور سعید بن العاص نے کوفے میں عمرو بن حریث کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔

**یزید بن قیس کا خروج:** جب کوفہ ان بزرگوں سے خالی ہو گیا۔ مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کی زبان طعن اور دراز ہو گئی۔ امیر المومنین عثمان اور ان کے گورنروں کو علانیہ سخت و سست کلمات کہنے لگے۔ یزید بن قیس نے بقصد خلع خلافت امیر المومنین عثمان خروج کیا اس کے ہمراہ ایک گروہ انہی لوگوں کا تھا جو ابن سبا کا معتقد تھا اور چھپا چھپا اس سے خط و کتابت کرتا تھا۔ قعقاع نے جلد پہنچ کر اس اٹھتے ہوئے طوفان کو فرو کیا اور یزید کو گرفتار کر لیا۔ یزید نے معذرت کی "میں نے کسی اور قصد

نے خارج کر دیا ہے اور [illegible] امرائے کوفہ سے پھر مخالفت پیدا ہوئی تھی۔ آخر کار سعید نے ان کو چھوڑ دیا اس کے بعد سعید نے اس [illegible] کر کے بلا لیا۔ جو حمص میں امیر عبدالرحمن بن خالد کے پاس تھا۔

**اشتر کی فتنہ انگیزی** چونکہ اشتر ان دنوں حمص سے کوفہ روانہ ہوا کوفہ کے قریب پہنچ کر اپنے ہمراہیوں سے [illegible] یاروں سے پہلے کوفہ میں داخل ہوا۔ جمعہ کے دن [illegible] مسجد [illegible] جئتكم من عند امير المؤمنين عثمان وتركت سعيد يريده على نقصان نسائكم على مائة درهم ورد اولي البلاء منكم الى الفين درهم فيئكم بستان لقريش [illegible]

[illegible] کوفہ سے اور کوئی شخص [illegible]۔

**واقعہ جرعہ** [illegible] اپنے ہمراہیوں کے کوفہ سے روانہ ہو کر [illegible] امیر المؤمنین عثمان [illegible] خدمت میں [illegible]

ایک [illegible] تمام [illegible]

امیر المؤمنین عثمان نے اس وقت [illegible] ابو موسیٰ [illegible]

میں نے ان کو [illegible] امیر مقرر [illegible] اس کی امارت کو پسند [illegible] اس وجہ سے میں نے بجائے اس کے ابو موسیٰ اشعری کو والی بنایا ہے۔ واللہ میں اپنی [illegible] کو نہایت خوشی سے [illegible] برداشت کروں گا [illegible]۔

**حضرت ابو موسیٰ کا امارت کوفہ پر تقرر** [illegible]

[illegible]

[illegible] ابو موسیٰ اشعری [illegible]

[illegible] امیر المؤمنین عثمان [illegible]

چنانچہ عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اس نے مسجد نبوی میں پہنچ کر امیر المومنین عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہا "اے عثمان! لوگوں نے تمہارے افعال پر حرف گیری شروع کی ہے تم نے بڑے ناجائز کام کئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو"۔ امیر المومنین حضرت عثمان نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "تم لوگ اس کی خیرہ سری۔ تم سنتے ہو؟ لوگ اس کو مہذب اور متقی سمجھتے ہیں اور مجھ سے ایسی نامناسب باتیں کہہ رہا ہے"۔ "واللہ یہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا" عامر بولا "میں اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں پر قابو پانے والا ہے"۔

**حضرت عثمانؓ کی عمال سے مشاورت:** اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہؓ، عبداللہ بن ابی سرحؓ، سعید بن العاصؓ، عبداللہ بن عامرؓ اور عمرو بن العاصؓ کو مشورہ کی غرض سے دارالخلافہ میں طلب کیا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "تم لوگ میرے وزیر، میرے نائب اور میرے معتمد علیہ ہو، تم پر مجھ کو اطمینان ہے کہ تم لوگ نیک نیتی سے رائے دو گے۔ تم دیکھتے ہو لوگ طرح طرح کے الزامات مجھ پر قائم کرتے ہیں، میرے گورنروں کی معزولی چاہتے ہیں اور جس امر کو وہ درست سمجھتے ہیں مجھ کو اس کا پابند اور اس پر مجبور کرتے ہیں۔ غور کر کے تلافی کیا کیا جائے جس سے یہ شورش فرو ہو جائے"۔ ابن عامر نے کہا "میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے۔ کیونکہ یہ لوگ فارغ بیٹھے ہیں تو طرح طرح کے خیالات پیدا کر کے آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اٹھاتے رہیں گے"۔ سعید بولے "مناسب یہ ہے کہ ان کے سرداروں کی ہر موقع پر معقول گرفت کی جائے جب ان کے سردار متفرق ہو جائیں گے تو یہ لوگ بھی منتشر ہو جائیں گے"۔ امیر المومنین حضرت عثمان نے فرمایا "یہ رائے ضرور مناسب ہے لیکن مشکل ہے"۔ معاویہ بولے "امیر المومنین! اس کام کو تمام گورنروں کے سپرد کر دیجئے۔ شام کو ان لوگوں سے صاف کر دوں گا، آپ مدینہ کو سنبھالے اور امراء اپنے اپنے مقبوضہ صوبہ کو صاف کریں"۔ عبداللہ نے کہا "یہ لوگ طامع ہیں ان کو مال و زر دے کر راضی کر لیجئے اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہیں ہے"۔

**عمال کی واپسی:** امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے رائے لینے کے بعد سب کو واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ "لوگوں کو جہاد پر روانہ کر دو تا کہ اس کی مصروفیت ان کو فاسد خیالات سے روک دے"۔ غرض سعید کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ ان کی آمد روکنے کی غرض سے مقام جرعہ میں آ ٹھہرے۔ جب سعید اس مقام پر پہنچے تو اہل کوفہ نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف واپس کر دیا۔ چنانچہ یہ مدینہ لوٹ آئے۔ پس امیر المومنین عثمانؓ نے ابو موسیٰ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور حذیفہ کو باب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

**عبداللہ بن سبا کے متبعین:** اسی اثناء میں عبداللہ بن سبا کے متبعین کل ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے۔ چاروں طرف طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا۔ روزانہ اس کی خبریں مدینہ میں پہنچتی تھیں۔ مدینہ میں بھی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال پر زبان طعن و تشنیع دراز ہونے لگی۔ صحابہ کرام سے زید بن ثابت، ابو اسید ساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہم) لوگوں کو طعن و تشنیع سے روکتے تھے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

**حضرت علیؓ کی تقریر:** واقعہ جرعہ کے بعد حضرت علیؓ ابن ابی طالب حسب ایماء اہل مدینہ امیر المومنین عثمان کے

پاس گئے اور یہ تقریر کی:

((ان الناس ورائی و قد کلمونی فیک و اللہ ما ادری ما اقول لک و لا اعرف شیئا تجهله و لا ادلک علی امر لا تعرفه انک لتعلم ما نعلم ما سبقناک الی شیء فنخبرک عنه و لا خلونا بشیء فنبلغکه و ما خصصنا بامر دونک و قد رایت و صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و سمعت منه و نلت صهره و ما ابن قحافة باولی بعمل الحق منک و لا ابن الخطاب باولی بشیء من الخیر منک و انت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رحما و لقد نلت من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما لم ینالا و لا سبقاک الی شیء فاللہ اللہ فی نفسک فانک واللہ ما تبصر من عمی و لا تعلم من جهالة و ان الطریق لواضح بین و ان اعلام الدین لقائمة اعلم یا عثمان ان افضل عباد اللہ امام عادل هدی و هدی فاقام سنة معلومة و امات بدعة متروکة فواللہ ان کلا لبین و ان السنن لقائمة لها اعلام و ان شر الناس عند اللہ امام جائر ضل و اضل فامات سنة معلومة و احیا بدعة متروکة و انی احذرک اللہ و سطواته و نقماته فان عذابه شدید الیم و احذرک ان تکون امام هذه الامة الذی یقتل فیفتح علیها القتل و القتال الی یوم القیامة و یلبس امورها علیها و یترکها شیعا لا یبصرون الحق لعلو الباطل یموجون فیها موجا و یمرجون فیها مرجا))

”لوگ میرے پاس آئے اور تمہارے بارے میں انہوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔ واللہ میں نہیں سمجھتا کہ تم سے کیا کہوں میں کسی ایسے امر کو نہیں جانتا جس کو تم نہ جانتے ہو اور نہ میں کسی ایسے امر کی تم کو ہدایت کر سکتا ہوں جس کو تم نہ سمجھتے ہو بے شک تم بھی وہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ مجھ کو کسی امر میں تم سے سبقت حاصل نہیں ہوئی جس سے میں تم کو آگاہ کروں اور نہ کوئی چیز مجھ کو تنہا معلوم ہوئی ہے جس کو میں تم کو پہنچاؤں اور نہ کوئی بات مجھ کو خاص طور پر بتلائی گئی ہے جو تم کو نہ بتلائی گئی ہو۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور تم نے ان سے احادیث کی سماعت کی ہے اور تم کو ان کی دامادی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ابن قحافہ تم سے عمدہ اولیٰ نہ تھے اور نہ ابن الخطاب بھی تم سے نیکی میں بہتر تھے اور تم از روئے قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہو اور تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو رشتہ داری نصیب ہوئی ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی اور نہ وہ دونوں کسی امر میں تم سے سبقت لے گئے ہیں اللہ کے واسطے تم اس معاملہ میں غور کرو واللہ تم بے بصیرت نہیں ہو اور نہ نا سمجھ و نادان ہو اور بے شک راستہ صاف واضح ظاہر ہے اور بے شک دین کی نشانیاں قائم ہیں۔ اے عثمان سمجھو بے شک اللہ کے بندوں میں افضل امام عادل ہے جس نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت دی۔ جس نے سنت معلومہ کو قائم اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا۔ واللہ یہ دونوں امر کھلے ہوئے ہیں اور بے شک سنتیں قائم ہیں ان کے لئے نشانیاں ہیں اور سب سے بدتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں سے امام ظالم ہے گمراہ ہوا اور گمراہ کیا جس مردہ کیا اس نے سنت معلومہ کو اور زندہ کیا بدعت متروکہ کو اور میں تم کو اللہ تعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈراتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک ہے اور میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے امام مقتول ہو جس کے قتل سے اس پر قتل و

قتل کا دروازہ قیامت تک نہ کھل پائے گا اور ان پر ان کے اوقات ملتے جلتے ہو جائیں گے اور ایک گروہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ جو حق کو جو خواہش سے دیکھیں گے اور اس جماعت میں غلط و صلح سے عمدہ کا اضطراب و اختلاف اس میں پیدا ہوں گے۔

**حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی گفتگو:** امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا میں جانتا ہوں بے شک وہ لوگ بھی کہتے ہیں جو تم کہتے ہو واللہ اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو میں تم کو قرابت داروں کے پاس و لحاظ کرنے پر کچھ بھی نہ کہتا۔ تمہیں بالتفصیل بتاتا ہوں اے علی! تم جانتے ہو کہ مغیرہ کو عمر بن الخطاب نے والی کیا تھا۔ علی نے جواب دیا ہاں! امیر المومنین حضرت عثمانؓ بولے پھر تم مجھے ابن عامر کے والی کرنے پر کیوں ملامت کرتے ہو۔ علی ابن ابی طالب نے کہا بے شک تم کی جانب عمر بن الخطاب اپنے عمال کے منہ پر بہت سختی کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور فاروق اعظم ان پر سخت گوشمالی دیتے تھے اور تم نے اس قدر رحم پیدا کر لیا ہے تمہارے عمال پر تمہارا کچھ رعب نہیں رہا۔ تم اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ نرمی برتتے ہو۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے کہا وہ لوگ میرے ہی عزیز و اقارب نہیں ہیں تمہارے بھی عزیز ہیں۔ دیکھو معاویہ کو عمر بن الخطاب نے والی بنایا تھا اگر میں نے اس کو والی رکھا تو کیا جرم کیا؟ علی بن ابی طالب نے جواب دیا واللہ تم کو بھی معلوم ہے معاویہ عمر بن الخطاب سے اس قدر ڈرتا تھا کہ ان کا غلام یرفا بھی اس قدر نہ ڈرتا تھا اور تمہارے ساتھ جو معاویہ کا برتاؤ ہے تم پر خوب روشن ہے۔ امیر المومنین عثمان نے اس کو تسلیم کیا۔ پھر علی ابن ابی طالب بولے "معاویہ تمہاری بغیر اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کو تمہاری طرف منسوب کر دیتا ہے اور تم سن کر خاموش رہ جاتے ہو۔ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد امیر المومنین عثمان خاموش ہو گئے۔ علی ابن ابی طالب اٹھ کر چلے گئے۔ ان کے بعد ہی امیر المومنین عثمانؓ برآمد ہوئے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔

(مترجم) میرے نزدیک اوپر والی تقریر کے الفاظ جو علی ابن ابی طالب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کی زبان سے نہیں نکلے ہیں۔ بعض فقرات اس تقریر کے ایسے ہیں جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ علی ابن ابی طالب نے نعوذ باللہ یہ نہیں فرمایا ہوگا کہ ابن ابی قحافہ کو علی بن ابی طالب اور کل صحابہ کرام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے افضل سمجھتے تھے اور ابن الخطاب کی بھی عزت و توقیر سب لوگ کرتے تھے ان دونوں بزرگوں کو بوجہ عدم مصاہرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفضول نہیں ٹھہرایا اور یہ کہنا کہ دونوں تم سے کسی بات میں بہتر نہیں ہیں ایک ایسا مضمون ہے جس کو عقل سلیم علی ابن ابی طالب کی طرف ہرگز منسوب نہیں کر سکتی کیونکہ مسلمان علی و عثمان کی عزت یا فضیلت اس وجہ سے نہیں تسلیم کرتا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد میں حاضر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جنت دینے کی وجہ سے عزت کرتے ہیں میرے خیال میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے افضل کہنا ان کی بے قدری اور کسر شان کرنا ہے۔

**حضرت علیؓ کا مشورہ:** بلوائیوں کا ایک گروہ علی ابن ابی طالب کے پاس گیا۔ امیر المومنین عثمانؓ کی شکایتیں کیں۔ علی ابن ابی طالب ان لوگوں کی درخواست پر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے اور ان کے عمال کی شکایات اور اسباب کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فاروق اعظم کے طرز عمل و سیاست کو اور عمال کے ساتھ سخت گیری و ترشی کے برتاؤ کو بتلایا۔ اس شورش

سے نا بلد ہو اور آئندہ خطرات سے مطلع کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا: "مغیرہ بن شعبہ کو فاروق اعظمؓ نے والی بنایا تھا ہم نے بھی اس کو والی بنایا اور معاویہ کو بھی فاروق اعظمؓ نے مامور کیا تھا ہم نے بھی ان کو بحال رکھا رہا ابن عامر! اس کی عزیز داری و قرابت تم جانتے ہو۔" علی ابن ابی طالب نے کہا: "بے شک فاروق اعظمؓ نے ان لوگوں کو مامور کیا تھا لیکن فاروق اعظمؓ جس کو مقرر کرتے تھے اس کی تنبیہ و تادیب پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے اور ادنیٰ لغزش پر نہایت سختی کا برتاؤ کرتے تھے اور تم نرمی کا برتاؤ کرتے ہو۔ فاروق اعظمؓ کے عمال ان سے ان کے غلام یرفا سے زیادہ ڈرتے تھے اور معاویہ بلا تمہارے مشورے بلا اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ ان کاموں کو تمہاری طرف منسوب کرتا ہے اور تم اس کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو۔" تھوڑی دیر تک اسی قسم کی باتیں کر کے علی ابن ابی طالب اٹھ کر چلے آئے۔

**حضرت عثمانؓ کا خطبہ:** اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان بن عفان مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں نکتہ چینوں کے طعن و تشنیع کے جوابات دیئے اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ میری نرمی اور ملاطفت کی وجہ سے جری ہو گئے ہو ایسی جرأت تم کو ابن الخطاب کے زمانہ خلافت میں نہیں ہوئی تھی تم کو مناسب ہے کہ تم لوگ اپنے خیالات کو تبدیل کرو اور اپنی رائے سے رجوع کر لو اور اپنے کاموں کو اپنے سرداروں پر چھوڑ دو جن کو میں نے مامور کیا ہے۔

**تحقیقاتی کمیشن:** جس وقت اطراف و جوانب ملک میں امیر المومنین عثمان اور ان کے عمال پر طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوا اور اس سلسلے میں نکتہ چین باہم خط و کتابت کرنے لگے اور ان واقعات کی پیہم خبریں دار الخلافت میں پہنچیں اس وقت اہل مدینہ جمع ہو کر امیر المومنین عثمان کے پاس آئے اور ان کو واقعات سے مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا۔ امیر المومنین عثمان نے کہا: "تم لوگ مسلمانوں کے امین اور باہم مشورے ہو۔ تمہاری کیا رائے ہے؟" صحابہؓ نے کہا: "چند معتبر و معتمد آدمیوں کو ممالک محروسہ اسلامیہ کی خبر لانے کے لئے روانہ کرو۔" چنانچہ محمد بن مسلمہ کو کوفہ کی طرف، اسامہ بن زید کو بصرہ کی طرف، عبداللہ بن عمرؓ کو شام کی طرف اور علاوہ ان کے اور لوگ بھی مختلف صوبوں کی طرف روانہ کئے گئے ان لوگوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ عمال و والیان ملک کی کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام و خواص کو ان کی شکایت کرتے ہوئے پایا۔ عمار بن یاسر جو مصر کی جانب روانہ کئے گئے تھے دیر میں واپس ہوئے ان کو ابن سبا اور اس کے ہمراہیوں خالد بن ملجم، سودان بن حمران، کنانہ بن بشر نے وہم کر کے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم صفیر بنا لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

**اعلان عام:** اس کے بعد امیر المومنین عثمان نے ایک گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں روانہ کئے جو عام رعایا کے نام مصدر تھا: "مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچھ نقصان پہنچا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے حکم دیا ہے کہ میرے کل عمال موسم حج میں آئیں پس جس شخص کو میرے عمال سے کچھ نقصان پہنچا ہو یا کسی کا کچھ حق کسی عامل پر ہو اس کو چاہیے کہ اس موقع پر آ کر اپنے حق کو مجھ سے یا میرے عمال سے لے لے یا اس کو تصدق کر کے ثواب لے (فان اللہ یجزی المتصدقین)" اس خط کے پڑھتے ہی لوگ رو پڑے اور امیر المومنین عثمانؓ کے حق میں دعا کرنے لگے۔

**عمال کی طلبی:** دوسرا فرمان عمال کے نام تھا ان لوگوں کو موسم حج میں طلب کیا تھا چنانچہ آئندہ موسم میں عبداللہ بن عامر،

عبداللہ بن ابی سرح، معاویہ بن ابی سفیان، سعید بن العاص اور عمرو بن العاص شریک تھے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا "افسوس ہے کہ تم لوگوں کی شکایتیں اور فتنہ و فساد کی خبریں مجھ کو پہنچیں۔ واللہ مجھے اس امر کا خیال ہے کہ کہیں وہ لوگ سچے تو نہ ہوں" ان لوگوں نے عرض کی "کیا آپ نے لوگوں کو اس امر کے دریافت کرنے کو نہیں بھیجا تھا؟ کیا ان لوگوں نے آپ سے کچھ بیان نہیں کیا؟ کیا آپ کے مخبر صادقوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم نے عمال کی کوئی برائی نہیں دیکھی ہم لوگوں کی ان شکایتوں کی اطلاع ٹھیک نہیں ہے اور نہ اس کی کچھ اصلیت ہے اور نہ آپ کو اس کا کچھ خیال کرنا چاہئے"۔ حاضرین اس شر و فساد کے فرو کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا "فتنہ ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عنقریب کھلا چاہتا ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی الزام اس کھلنے کی بابت باقی رہ جائے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں نے سوائے خیر کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا"۔ حاضرین یہ سن کر خاموش ہو رہے کسی نے دوبارہ بھی کسی کی شکایت نہ پیش کی۔

**اجتماع اکابر کی مشاورت:** حج سے فارغ ہو کر مدینہ میں آئے تو علی، طلحہ و زبیر بلائے گئے۔ معاویہ اس وقت موجود تھے۔ معاویہ نے حمد و ثنا کے بعد کہا "تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ارباب حل و عقد ہو اور اس امت کے والی اور سرپرست ہو تم نے اپنے دوست (یعنی عثمانؓ) کو بلا مدد ہی اس کام کے لئے منتخب کیا اور اب وہ بڈھا ہو گیا اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں تم لوگوں نے اس کا اگر کچھ تصفیہ کر لیا ہے تو ظاہر کرو میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں باقی رہا یہ امر کہ اگر کوئی شخص خلافت و امارت کی طمع کرے تو اے تم لوگو سوائے پیٹھ پھیر کے بھاگنے کے اس سے اور کچھ نہ ملے گا"۔ اس پر علی بن ابی طالب نے معاویہ کو جھڑک دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ بولے "مجھ سے پیشتر جو دو بزرگ (یعنی ابوبکر و عمر) تھے ان لوگوں نے بہ نظر احتساب اپنے اعزہ و اقارب کو بے بہرہ رکھا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرابت داروں کا لحاظ فرماتے اور ان کو دیتے تھے میرے اعزہ و اقارب غریب اور کم مایہ ہیں میں نے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا ہے اگر اس میں تم لوگ میری غلطی دیکھتے ہو تو میں اس سے باز آؤں"۔ کسی نے کہا "تم نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس اور مروان کو پندرہ ہزار دے دیئے" امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا "میں ان دونوں سے یہ رقمیں واپس لئے لیتا ہوں"۔ لوگ یہ سن کر راضی ہو گئے اور خوشی خوشی اٹھ کر چلے آئے۔

**حضرت عثمانؓ کا شام جانے سے انکار:** اصحاب کبار کے چلے جانے کے بعد معاویہ نے عرض کی "امیر المومنین! اس سے پہلے کہ آپ پر حملہ ہو جس کا آپ تاب نہ لا سکیں مناسب ہوگا آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں۔ کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہیں"۔ امیر المومنین عثمان نے جواب دیا "کسی قیمت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوار نہیں چھوڑ سکتا"۔ پھر معاویہ نے گزارش کی "اچھا میں ایک لشکر جرار آپ کی حفاظت کو بھیجے دیتا ہوں جو آپ کے پاس ٹھہرا رہے"۔ جواب دیا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کو تنگ نہیں کروں گا"۔ معاویہ بولے "واللہ آپ دھوکا کھائیں گے یا آپ کی خلافت لے لی جائے گی"۔ امیر المومنین (حسبی اللہ نعم الوکیل) کہہ کر خاموش ہو گئے اور معاویہ آپ کی خدمت سے اٹھ کر علی طلحہ و زبیر کے پاس

گئے وہ ان لوگوں سے بوقت ضرورت امیر المومنین عثمانؓ کی اعانت و امداد کرنے کو کہا اور رخصت ہو کر شام کا راستہ لیا۔

**مفسدین کی ریشہ دوانیاں** مفسدین و بلوائیوں نے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین عثمانؓ کے سرداران لشکر اور گورنران صوبہ جات میں چلے جائیں اسی وقت امیر المومنین عثمانؓ پر دفعۃً حملہ کیا جائے۔ لیکن اتفاق سے جب امراء و عمال کی روانگی کے بعد امیر المومنین پر حملہ نہ کر سکے تو وہ مخالفین بیعت امیر المومنین عثمانؓ کی ریشہ دوانی کرنے لگے اور مراسلات کے ذریعے طے کیا کہ فلاں روز آ کر مدینہ منورہ میں آ جانا چاہئے۔ چنانچہ سب سے پہلے مصر کے بلوائیوں کا سردار عبدالرحمن بن عدیس بلوی مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ بلوائیان مصر کی تعداد ایک ہزار تھی۔ کنانہ بن بشر تجیبی، سودان بن حمران سکونی اور میسرہ یا قتیرہ بن فلاں سکونی کی امارت میں غافقی بن حرب عکی اس جماعت میں شریک تھا۔ بلوائیان کوفہ کی ایک ہزار کی جمعیت سے زید بن صوحان عبدی، اشتر نخعی، زیاد بن النضر حارثی اور عبداللہ بن الاصم عامری کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ بصرہ کے بلوائیوں کی تعداد بھی ایک ہزار تھی۔ حکیم بن جبلہ عبدی، ذریح بن عباد عبدی، بشر بن شریح قیسی، ابن المحرش نے بسر کردگی حرقوص بن زہیر سعدی خروج کیا تھا۔

**مفسدین کی مدینہ کو روانگی** یہ لوگ اپنے اپنے شہروں سے حج کا ارادہ ظاہر کر کے شوال میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ جب مدینہ تین منزل رہ گیا تو اہل بصرہ کے چند لوگ آگے بڑھ کر ذوخشب میں آ ٹھہرے۔ ان لوگوں کی خواہش طلحہ کی طرف مائل تھی اور کچھ بلوائیان کوفہ بھی آگے بڑھ کر اعوص میں آ کر مقیم ہوئے۔ ان لوگوں کا رجحان زبیر بن العوام کی جانب تھا۔ باقی گروہ کے ساتھ بلوائیان مصر کے بھی تھے اور یہ سب ذوالمروہ میں ٹھہرے رہے۔ مصریوں کی خواہش علی بن ابی طالب کی جانب مائل تھی۔ زیاد بن النضر اور عبداللہ بن الاصم نے بلوائیوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم لوگ جلدی نہ کرو جب تک ہم مدینہ میں داخل ہو کر خبر نہ لے آئیں۔ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر آراستہ کیا ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے"۔ بلوائی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان دونوں نے مدینہ کا راستہ لیا۔

**حضرت علیؓ کی بلوائیوں کو سرزنش** زیاد و عبداللہ مدینہ پہنچ کر علی، طلحہ، زبیر اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم) سے ملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ صرف ادائے حج کو آئے ہیں اور عثمانؓ کے عمال کی شکایات لائے ہیں۔ ان بزرگوں نے زیاد و عبداللہ کو اس ارادے سے روکا اور واپس جانے کی ہدایت کی۔ یہ دونوں واپس آئے اور سرداران بلوائیان کوفہ و بصرہ و مصر کو جمع کر کے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہر فریق جدا جدا طلحہ، زبیر اور علی ابن ابی طالب کے پاس جائے۔ وہ ان کو اپنی طرف ملانے کا اپنا کام نکالا جائے۔ چنانچہ چند مصری بلوائی علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علی اس وقت لشکر میں بمقام احجار الزیت رونق افروز تھے اور اپنے لڑکے حسن کو بلوائیوں کو منتشر کرنے کی غرض سے امیر المومنین عثمانؓ کے پاس بھیج دیا تھا۔ مصریوں نے علی بن ابی طالب سے کہا "ہم عثمان کی امارت سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لیجئے ہم لوگ اسی واسطے آئے ہیں۔" علی ابن ابی طالب نے ان کو ڈانٹ کر یہ کہا "بایں حکم لشکر ذوالمروہ و ذوخشب و اعوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے اور تمام صلحاء و مومنین جانتے ہیں کہ تم لوگ اسی قوم کی نظیر ہو

دوبدو بات کرتا بصریوں اور کوفیوں کی جماعتیں جو طلحہ و زبیر کے پاس آئی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے بھی طلحہ و زبیر سے یہی التماس کیا۔ طلحہ و زبیر نے بھی ایسی ہی سختی سے جواب دیا جب اس کوشش میں بھی ان کو کامیابی نہ ہوئی تو ان مقامات سے متفرق ہو کر اپنے اپنے لشکروں میں چلے آئے۔

**حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ:** اہل مدینہ بھی ان کی مراجعت سے اپنے اپنے گھروں میں لوٹ گئے۔ رات کے وقت کسی حادثہ کی اطلاع نہ ہوئی۔ لیکن تکبیر کی آواز اطراف مدینہ میں گونج رہی تھی۔ صبح ہوئی تو امیر المومنین عثمانؓ کا مکان محاصرہ میں تھا۔ بلوائیوں نے چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا تھا اور منادی کرا دی تھی کہ جو شخص مقابلہ پر نہ آئے گا اس کو امن دیا جائے گا چند روز امیر المومنین حضرت عثمانؓ امامت کرتے رہے۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانوں میں خاموش بیٹھے رہے بلوائیوں نے بھی امیر المومنین حضرت عثمان سے ملنے جلنے بات کرنے سے کسی کو نہیں روکا۔

محاصرہ کی صبح کو علی ابن ابی طالب نے بلوائیوں سے فرمایا تم کو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بلایا؟ بلوائیوں نے کہا ''ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتھ سے پایا جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ اسی طرح بصریوں نے طلحہ و زبیر سے کہا بلوائیوں میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کو آئے ہیں علی ابن ابی طالب نے کہا ''تم کو کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم ان سے کئی منزلوں کی مسافت پر تھے تم لوگ ٹھیک اسی وقت معین پر کیسے واپس ہوئے واللہ یہ امر روز روشن سے زیادہ واضح ہے کہ تمہاری نیتیں صاف نہیں ہیں''۔ بلوائیوں نے جواب دیا ''آپ جو چاہیں خیال کریں ہم کو اس شخص (یعنی عثمان) کو معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔

**عمال کے نام فرامین:** اس وقت تک بلوائی معزز اور محترم امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس جانے سے روک دیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کر دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ممالک اسلامیہ کے گورنروں کے پاس فرامین بھیجے اور ان کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو اور عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن خدیج کو روانہ کیا۔ کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوئے۔ کوفہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقبہ بن عامر، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، حنظلہ کاتب وحی اور تابعین سے مسروق، اسود، شریح، عبداللہ بن حکیم، بصرے میں صحابہ میں سے عمران بن حصین، انس بن مالک، ہشام بن عامر اور تابعین سے کعب بن سور، ہرم بن حیان۔ اسی طرح شام اور مصر میں بھی صحابہ و تابعین مسلمانوں کو اہل مدینہ کی اعانت پر ابھار رہے تھے۔

**حضرت عثمانؓ پر حملہ:** بلوائیوں کے آنے کے بعد جمعہ آیا اس میں امیر المومنین عثمانؓ نے نماز پڑھائی۔ خطبہ دینے کو منبر پر چڑھے اور فرمایا:

یا هؤلاء العدی اللہ اللہ فواللہ ان اهل المدینة لیعلمون انکم ملعونون علی لسان محمد فامحوا

---

[1] اے دشمنو! خدا سے ڈرو۔ اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے کہ تم لوگ بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہو۔ پس تم لوگ اپنی غلطی کی خرابی کو [illegible] مٹا دو۔

الخطا بالصواب))

محمد بن مسلمہ نے انکار کیا (ان اشهد بذلك) "میں اس کی گواہی دیتا ہوں" جہجاہ بن جبلہ نے اٹھ کر آپ کی چھڑی چھین لی جو بت تھے ان کو محمد بن ابی حذیفہ نے اٹھا لیا۔ اس کے بعد ہوا خواہوں نے بلند کر کے منبر کا قصد کیا۔ لوگوں نے مار کر مسجد سے نکال دیا۔ ہوا خواہان بنو امیہ مسجد سے امیر المومنین پر پتھر مارنے لگے۔ آپ چوٹ کھا کے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص حسین بن علی زید بن ثابت اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) بلوائیوں سے لڑنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ کو گھر اٹھا لے گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش ہوا تو بنی امیہ سے روکے رہے بھی بلا بھیجا۔ علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ عیادت کو آئے اس وقت چند بنی امیہ بیٹھے ہوئے تھے جن میں مروان بھی تھا ان لوگوں نے علی ابن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا "تم نے ہم کو ہلاک کر ڈالا اتحاد کی پرسش کا یہاں نہیں واللہ اگر تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے تو دنیا کو تلخ کر دو گے" علی ابن ابی طالب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا غصے میں اٹھ کر چلے آئے طلحہ اور زبیر بھی اپنے اپنے مکانوں چلے گئے۔

**زمانہ محاصرہ میں امامت** محاصرے کی حالت میں جن دنوں تک امیر المومنین عثمان نماز پڑھاتے رہے بعد ازاں بلوائیوں نے مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے روک دیا۔ غافقی بن حرب عکی بلوائیوں کا سردار نماز پڑھاتا تھا۔ الغرض خلفاء اپنے مکانات اور باغات میں مستقل عزلت گزین ہو گئے یہ محاصرہ چالیس روز تک قائم رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ زمانہ محاصرہ میں امیر المومنین عثمانؓ نے ابو ایوب انصاری کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ چند روز تک انہوں نے نماز پڑھائی پھر ان کے بعد علی ابن ابی طالب پڑھاتے رہے بعض کا بیان ہے کہ حالت محاصرہ میں علی ابن ابی طالب نے سہل بن حنیف کو نماز پڑھانے پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ عشرہ ذی الحجہ تک امامت کرتے رہے پھر عید کی نماز پڑھائی اور پنجگانہ نمازوں کی امامت کی یہاں تک کہ امیر المومنین شہید ہو گئے۔

**بلوائیوں کی روانگی کی اطلاع** بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ زمانہ محاصرہ امیر المومنین عثمانؓ میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے برخلاف ابھارتے تھے۔ پس جب ماہ رجب میں بلوائیان مصر نے بظاہر حج کا قصد کیا بباطن خلافت عثمانی کو برباد کرنے کو ان کا سردار عبدالرحمن بن عدیس قرار دیا گیا محمد بن ابی بکر بھی ان کے ہمراہ روانہ تھے ان کی روانگی کے بعد عبداللہ بن سعد نے ایک قاصد دربار خلافت کی طرف بلوائیوں کی روانگی کی خبر دینے کو روانہ کیا۔ باقی رہے محمد بن حذیفہ وہ مصر میں مقیم رہے۔ پس جب عبداللہ بن سعد بقصد مدینہ پہنچے تو یہ خبر ملی کہ مصریوں نے امیر المومنین عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا ہے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر پر مسلط ہو گئے ہیں اس خبر کے سنتے ہی عبداللہ بن ابی سرح مصر کی طرف لوٹے فلسطین میں پہنچ کر قیام کیا اسی اثنا میں امیر المومنین عثمانؓ شہید کر دیے گئے۔

**حضرت علیؓ اور مہاجرین و انصار کا وفد** یہ واقعات جملہ معترضہ تھے جس سے آپ کا ذہن منتشر ہو گیا ہوگا اب اصل واقعہ کی طرف ہم پھر رجوع کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ بلوائیان مصر نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ذوخشب میں قیام کیا تھا طے یہ ہوا تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ خلافت کو چھوڑ دیں یا اپنے گورنروں کو ایک قلم موقوف کر دیں اور ان دونوں باتوں سے ایک

کہ تم یا مصلحت کی وجہ سے قتل کروانے جا رہے ہو امیر المومنین عثمان کو اس سے آگاہی ہوئی آپ علی ابن ابی طالب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اپنی قرابت و حق قرابت کا اظہار کر کے کہا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں کسی طرح سمجھا بجھا کر واپس کر دو علی ابن ابی طالب نے جواب دیا: میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا لیکن تم نے میرا کہنا نہ مانا اپنے ہم نشین (مروان، معاویہ، عبداللہ بن ابی سرح اور سعید) کے کہنے پر عمل کرتے رہے اب میں کس طرح ان کو سمجھاؤں ان لوگوں کو اس کا [illegible] امیر المومنین عثمان بولے: آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی کروں گا آئندہ ان لوگوں کے کہنے پر عمل نہیں کروں گا۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب مہاجرین و انصار کو ہمراہ لے کر ان لوگوں کے پاس گئے اس وفد میں سعید بن زید، ابو الجہم عدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، مروان بن الحکم، سعید بن العاص، عبدالرحمن بن عتاب، ابو اسید ساعدی، ابو حمید، زید بن ثابت، حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور [illegible] بھی شامل تھے

مصریوں کی واپسی: علی ابن ابی طالب اور دیگر حضرات نے جا کر مصریوں کو سمجھایا بجھایا تو ان مصریوں [illegible] طرف سے [illegible] بولے [illegible] ہم کو کچھ [illegible] جواب دیا [illegible] [illegible] پہنچ [illegible] واپس [illegible] چلا گیا اور اہل مدینہ واپس آ گئے علی ابن ابی طالب نے امیر المومنین عثمان کے پاس جا کر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع دی۔

__حضرت عثمان اور مروان__: اس واقعہ کے دوسرے روز مروان نے حاضر ہو کر عرض کی: "امیر المومنین! ان سے پہلے [illegible] سے مسلمانوں کو [illegible] اس واقعہ کے [illegible] آپ [illegible] آپ مسلمانوں کو جمع کر کے خطبہ دیں اس میں یہ بیان فرمائیں کہ [illegible] جو خبریں تھیں سب بے اصل تھیں" امیر المومنین عثمان مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کو منبر پر کھڑے ہوئے ابھی چند الفاظ منہ سے نکلے تھے کہ چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں "اتق الله یا عثمان وتب الی الله" (اے عثمان! اللہ سے ڈرو اور توبہ کرو) سب سے پہلے اس تقریر کے [illegible] امیر المومنین عثمان نے ہاتھ اٹھا کر کہا: "اللهم انی اول تائب" [illegible] اس کے بعد [illegible] چلے گئے اور آپ گھر میں مقیم رہے اس کے چند روز بعد امیر المومنین عثمان کے محاصرہ و شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت عثمان کا خطبہ: [illegible] امیر المومنین عثمان نے [illegible] لوگوں کو اپنے خیالات سے [illegible] ان لوگوں [illegible] دوسرے شہروں سے [illegible] امیر المومنین عثمان [illegible] خطبہ [illegible] ارشاد کیا۔

انا اول من اتعظ استغفر الله مما فعلت و اتوب اليه فليأت اشرافكم يروني رأيهم والله و ان
ردني الحق عبدا لاستن بسنة العبد لاذلن ذل العبد و ما عن الله مذهب الا اليه

مطلبکم الرضی و لا احتجب عنکم۔

''میں دوبارہ کہتا ہوں میں نے نصیحت قبول کی میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں اس سے جو مجھ سے ہوا ہے
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں [illegible] مناسب ہے [illegible] منبر سے اتروں [illegible] معززین میرے پاس آئیں [illegible]
غلام بھی حق کی [illegible] اختیار کروں گا [illegible]
اور اللہ سے [illegible] ہوں گا''

یہ کہہ کر امیر المومنین عثمان غنیؓ رو دیئے اور حاضرین بھی رو پڑے۔

**مروان کی [illegible]** خطبہ سے فارغ ہو کر [illegible] اس وقت [illegible] خطبہ دیئے
پر نصیحت کر رہے تھے۔ آپ کی بیوی [illegible]
[illegible] امیر المومنین عثمان [illegible]
المومنین عثمانؓ نے مروان سے [illegible] لوگوں سے [illegible] کلام [illegible]
[illegible]
[illegible] واللہ
[illegible] مروان کے [illegible]

**حضرت علیؓ کی ناراضگی** [illegible] آپ [illegible] ناراض ہوئے [illegible]
[illegible] فرمایا: ''کیا تم نے [illegible] مروان کا کام [illegible]
[illegible]
مروان کے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی صحبت سے مشرف [illegible] علی ابن ابی
طالب [illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible] نصیحت کی اور
[illegible]
[illegible] علی ابن ابی طالب [illegible] مروان کی واقفیت
[illegible] علی ابن ابی طالب [illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible]
[illegible] علی ابن ابی طالب [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible]
[illegible] واللہ [illegible]

دوں گا لیکن جب میں تم کو سمجھاتا ہوں تو اس پر عامل ہوتے ہو لیکن جب مروان آ جاتا ہے تو اور وہ مخالفت کرتا ہے تو تم اس کے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہو اور میری رائے کو مہمل جانتے ہو"۔

**حضرت علیؓ سے امداد طلبی:** بعض نے لکھا ہے کہ علی ابن ابی طالب بوقت محاصرہ امیر المومنین عثمان خیبر میں تھے۔ مدینہ منورہ آئے تو لوگوں کو طلحہ کے پاس جمع پایا۔ امیر المومنین عثمان علی ابن ابی طالب کے مکان پر گئے اور کہا "اے علی! میرے حقوق تم پر بہت ہیں بھائی ہونے کا حق ہے قرابت داری کا حق ہے ہم زلف ہونے کا حق ہے بالفرض تم یہ اگر جاہلیت کا ہی زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کے لئے یہ امر باعث ننگ تھا کہ بنو تیم ان سے حکومت چھین لیں"

علی ابن ابی طالبؓ یہ سن کر طلحہ کے پاس گئے دریافت کیا (ما هذا) "یہ کیا معاملہ ہے"۔ جواب دیا (بعد ما مس الحزام الطبيين يا ابا حسن) علی ابن ابی طالب لوٹ کر بیت المال آئے اور لوگوں کو دینا شروع کیا تو لوگ طلحہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے صرف طلحہ رہ گئے امیر المومنین عثمان کو اس سے مسرت ہوئی اس کے بعد طلحہ امیر المومنین عثمان کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا "تم نہیں آئے ہو بلکہ مغلوب ہو کر آئے ہو اسے اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے گا"۔

**مروان کا جعلی خط:** بعض کا بیان ہے کہ جس وقت بلوائیان مصر دوبارہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹے محمد بن مسلمہ وغیرہ کو سبب دریافت کرنے کو آئے تو انہوں نے خط دکھلا کر کہا "یہ خط عثمان کے غلام سے لیا ہے مقام بویب میں یہ صدقہ کے اونٹ پر سوار جا رہا تھا اس خط میں عبدالرحمٰن بن عدیس، عمرو بن الحمق، عروہ بن النباع کے مارنے اور قید کرنے اور سر و داڑھی منڈوانے اور بعض کو سولی دینے کو لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خط ابو الاعور السلمی کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ غرض بلوائی خط کے ملتے ہی بلوائیان مصر لوٹے اس کے ساتھ ہی کوفہ اور بصرہ کے بلوائی بھی واپس ہوئے۔

**مصریوں کی واپسی:** محمد بن مسلمہ نے ان لوگوں سے واپسی کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا "ہم لوگوں نے علی ابن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص اور سعید ابن زید سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے مدد کا وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کو باحسن وجوہ سمجھا دیں گے۔ چنانچہ علی ہمارے ساتھ عثمان کے پاس چلیں" اس قدر گفتگو کرنے کے بعد بلوائیان مصر سے چند لوگ اٹھے اور علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ کو ہمراہ لئے ہوئے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان پر گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بلوائیوں کی شکایت پیش کی۔ امیر المومنین عثمان نے قسم کھا کر کہا مجھے اس خط سے آگاہی نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے۔ محمد بن مسلمہ بولے "بے شک یہ سچ ہے یہ کام مروان کا ہے" اس عرصہ میں مصر کے بلوائیوں کا ایک گروہ آ گیا ان لوگوں نے ابن ابی سرح کی شکایت شروع کی عثمان نے جو ان کو جواب دیا اس سے ان کی تسلی نہ ہو سکی اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی ابن ابی سرح پر کوئی

---

۱ یہ ایک عربی مثل ہے جب کوئی کام حد سے تجاوز کر جاتا ہے یا پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو اس وقت اہل عرب اس مثل کو بطور محاورہ کے استعمال کرتے ہیں۔ حزام تنگ کو کہتے ہیں اور طبیین اونٹنی یا گھوڑی کے تھنوں کو کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جب تنگ کھینچا جاتا ہے [illegible] زین یا ہودج [illegible] تو یہ موقع ہے۔

اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ نے ایسا ہی لکھا ہے ہم لوگ درحقیقت تم کو قتل کرنے کے قصد سے آئے تھے۔ علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے سمجھا بجھا کر واپس کیا اور ہم سے وعدہ کیا کہ ان شکایتوں کو ہم رفع کرا دیں گے اتفاق سے تمہارا ایک خط ہمارے ہاتھ لگ گیا جس میں تم نے ابن ابی سرح کو لکھا ہے کہ "ہم لوگوں کو درے لگائے ہماری تشہیر کرے ایک زمانہ دراز تک قید میں رکھے یہ خط تمہارے غلام کے ہاتھ سے ملا ہے اس پر تمہاری مہر ہے امیر المومنین عثمان نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع ہے۔ علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے اس کی تصدیق کی۔

**خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ:** بلوائی بولے "تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جائیں اور تمہارا غلام لے کر جائے اور تم کو اس کی اطلاع نہ ہو لیکن تم جھوٹے ہو یا سچے۔ بہر تقدیر تم کو معزول کرنا مناسب ہے کیونکہ جھوٹے کو مسلمان کا والی بنانا جائز نہیں ہے اور اگر سچے ہو تو تم اس قدر کمزور اور ضعیف ہو گئے ہو کہ بلا اجازت و اطلاع جس کا جو جی چاہتا ہے کرتا ہے لہٰذا بہتری یہی ہے کہ تم خود خلافت چھوڑ دو" امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا میں اس لباس کو نہیں اتارنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے یعنی میں خود منصب خلافت ترک نہیں کروں گا۔ ہاں یہ ہوگا کہ اگر مجھ سے غلطی ہو گئی تو میں توبہ کروں گا" اور اپنی غلط رائے سے رجوع کروں گا ابن عدیس بولے "ہم بارہا دیکھ چکے ہیں کہ تم توبہ کرتے ہو اور پھر وہی کام کرتے ہو اب ہم پر فرض ہے کہ ہم تم سے خلافت چھین لیں یا تم کو قتل کر ڈالیں اور اگر تمہارے دوستوں میں سے کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بھی لڑیں جب تک ہم زندہ ہیں لڑتے رہیں گے کامیاب ہوں گے یا مر جائیں گے۔ امیر المومنین عثمان نے ارشاد کیا "تم مطمئن رہو کہ کوئی شخص تم سے مزاحم نہ ہوگا اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو میں ممالک اسلامیہ سے مسلمانوں کو طلب کر کے ایک لشکر مرتب کر لیتا" اس فقرے کے تمام ہوتے ہی چاروں طرف سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں جس کے جو جی میں آتا تھا کہہ رہا تھا علی ابن ابی طالب اٹھے اور بلوائیوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس سے نکال کر اپنے مکان پر چلے آئے۔ علی ابن ابی طالب کے واپس ہوتے ہی مصریوں نے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

**دوبارہ محاصرہ:** دوبارہ محاصرہ کرنے کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہ اور ابن عامر کو امداد کے لئے لکھا۔ یزید بن اسد قسری اہل شام کا ایک گروہ لے کر روانہ ہوئے۔ وادی القریٰ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین عثمان شہید ہو گئے یہ سنتے ہی یزید بن اسد شام لوٹ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ شام سے حبیب بن مسلمہ اور بصرہ سے مجاشع بن مسعود روانہ ہوئے تھے اور مقام ربذہ میں پہنچ کر شہادت کا حال سن کر واپس آ گئے تھے۔

**اقرار نامہ حضرت عثمانؓ:** دوبارہ محاصرہ ہونے پر امیر المومنین عثمانؓ کے مشیروں نے رائے دی کہ علی ابن ابی طالب کو بلا کر بلوائیوں کی روک تھام کے لئے بھیجو کہ وہ ان کو سمجھا بجھا کر واپس کریں کہ ان کی مرضی کے موافق گورنروں کی بحالی اور معزولی کی جائے گی۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب بلوائیوں کے پاس گئے اور سمجھایا ان کی درخواستوں کے موافق عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا۔ بلوائیوں نے کہا آپ ایک میعاد مقرر کیجئے" علی ابن ابی طالب لوٹ کر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور امیر المومنین عثمانؓ نے تین دن کی مدت مقرر فرمائی۔ علی ابن ابی طالب نے ایک اقرار نامہ لکھ کر بلوائیوں کو دیا۔ جس میں تین دن کے اندر ان کی مرضی کے موافق

عمال کی تقرری و معزولی اور ان کی شکایات رفع کرنے کو لکھا تھا۔ بلوائی اس اقرار نامہ کے مطابق تین یوم تک جنگ و جدال سے رکے رہے۔ امیر المومنین عثمان نے ان کی خواہش کے مطابق کوئی اصلاح نہ کی۔

**حضرت عثمان کا خطبہ:** بعد انقضاء میعاد بلوائیان معزولی کی طلب سے مدینہ میں اپنا وعدہ وفائی غرض سے آئے امیر المومنین عثمان نے اپنے وعدہ سے انکار کیا۔ بلوائیوں نے برہم ہو کر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے بعد امیر المومنین عثمان نے علی زبیر اور طلحہ کو بلوا بھیجا جب یہ لوگ اور ان کے ہمراہ اہل مدینہ بھی آ گئے دروازہ پر ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ عثمان نے گھر سے نکل کر کہا بیٹھ جاؤ بلوائی اور غیر بلوائی سب بیٹھ گئے آپ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہا اے اہل مدینہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی اچھے کو خلیفہ بنائے۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سر اٹھا کر بولے:

> ((وانشدکم بالله سبحانه هل تعلمون انکم دعوتم الله عند مصاب عمر ان یختار لکم و یجمعکم علی خیرکم تقولون ان الله لم یبال من ولی هذا الدین ام تقولون ان الامة ولوہ مکابرۃ عن غیر مشورۃ وکلهم الی امرهم او لم یعلم عاقبة امری ثم انشدکم الله هل تعلمون لی من السوابق ما یجب حقه فمهلا فلا یحل الا قتل ثلاثة زان بعد احصان و کافر بعد ایمان و قاتل بغیر حق ثم اذا قتلتمونی وضعتم السیف علی رقابکم ثم لا یرفع الله عنکم الاختلاف))
>
> ''میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمر کے زخمی ہونے کے وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری امارت کے لئے کسی کو منتخب کر دے اور کسی بہترین شخص کو تمہارا امیر بنائے کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول نہیں کی یا یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس دین کا والی بنایا اس کو آزمائش میں ڈالا یا یہ کہ امت نے جابرانہ بغیر مشورے کے والی مقرر کیا اور اس نے اپنے کام کو بغیر انجام سوچے ہی اس کے سپرد کیا ہے۔ پھر میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں تم لوگ میرے سابق الاسلام ہونے کو جانتے ہو نیز تم لوگ کیا کر رہے ہو تین صورتوں کے سوا کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک تو زانی محصن کا دوسرے مرتد کا تیسرے قاتل بغیر حق کا۔ پھر جب مجھے تم قتل کر ڈالو گے تو تلوار تم اپنی گردنوں پر رکھ دو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف کو نہ اٹھائے گا''۔

**مفسدوں کی دریدہ دہنی:** بلوائیوں نے جواب دیا کہ تم نے جو فاروق اعظم کے بعد خلافت کی نسبت کہا ہے تو اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک فتنہ بنایا ہے جس کے ذریعہ اس نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے تم جو سابق الاسلام ہمارے ہیں اور تم ضرور اس کے مستحق تھے لیکن تم نے بہت سی بدعتیں ایسی کی ہیں جس سے تم کو ہم حق قائم کرنے کیلئے بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس خیال سے کہ مبادا سال آئندہ بھی فتنہ و فساد برپا رہے باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تین آدمیوں کو قتل کرنا جائز ہے اس کی نسبت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سوائے ان تین کے اور لوگوں کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہیں۔ ازانجملہ ان آدمیوں کا قتل کرنا ہے جو دنیا میں باعث فساد ہوں یا باغی ہوں یا حق و راستی کے کرنے کے مانع اور مخالف ہوں بالفعل تم نے امارت کا ذریعہ ظلم پر رکھا اور بے شک جو لوگ ہم سے لڑے اور لڑنے کو آئے تھے وہ تمہاری

امارت کی امید سے لڑ رہے ہیں۔ لہٰذا اگر تم خلافت چھوڑ دو تو وہ لوگ بر سر مقابلہ نہ آئیں گے۔ امیر المؤمنین عثمانؓ یہ سن کر خاموش ہو کر اندر چلے گئے پھر اس کے بعد گھر سے نہ نکلے۔ اہل مدینہ اور اصحاب کبار کو واپس جانے کی قسم دے کر روانہ کیا سوائے حسن بن علی، محمد بن طلحہ، عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

**ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے ناروا سلوک:** بلوائیان مصر، کوفہ اور بصرہ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے اٹھارویں روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں ممالک اسلامیہ سے آ رہی ہیں۔ بلوائیوں نے محاصرے میں سختی شروع کی لوگوں کو امیر المؤمنین عثمانؓ کے پاس جانے سے روک دیا۔ پانی کھانا بند کر دیا۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے علیؓ، طلحہ، زبیر اور امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہم) کے پاس کہلا بھیجا کہ بلوائیوں نے میرا پانی بند کر دیا ہے، اگر تم لوگ مجھ کو پانی دے سکتے ہو تو پانی بھیج دو۔ علی ابن ابی طالب یہ خبر سنتے ہی علی الصبح سوار ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو! تمہارا یہ عمل نہ مسلمانوں سے مشابہ ہے اور نہ کافروں سے۔ تم لوگ اس شخص (یعنی عثمان) کا کھانا پانی بند نہ کرو۔ چاہے روم اور فارس والے بھی اپنے قیدیوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بلوائیوں نے جواب دیا "نہیں واللہ ایسا کبھی نہ ہو گا"۔ علی ابن ابی طالب یہ سن کر لوٹ گئے اس کے بعد ام المؤمنین ام حبیبہؓ کھانے کی چیزیں لے کر اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں۔ بلوائیوں نے روکا۔ آپ نے ارشاد کیا کہ اس شخص (یعنی عثمان) کے پاس جاتی ہوں اس غرض سے کہ بنی امیہ کی امانتیں ان کے پاس ہیں ایسا نہ ہو کہ یتیموں اور بیواؤں کا مال ضائع ہو جائے"۔ بلوائی بولے "تم کو ان کے پاس ہرگز نہ جانے دیں گے"۔ ام حبیبہؓ گرتے گرتے بچیں اہل مدینہ نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ آپ کو آپ کے گھر واپس لائے۔

**حضرت ابن عباسؓ کی بحیثیت امیر حج مکہ معظمہ کو روانگی:** اس کے بعد امیر المؤمنین عثمانؓ نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اپنے حقوق اور سابق الاسلام ہونے کا اظہار کیا۔ بعض نے کہا "جانے دو اب عثمانؓ سے درگزر کرو"۔ اس مجمع میں اشتر نخعی بھی تھا لوگوں کو ہٹ کر کے ورغلایا اور وہ بدستور مخالفت پر جمے رہے۔ اس کے بعد ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے حج کا قصد کیا اور اپنے بھائی محمد کو اپنے ہمراہ لے چلنے کی غرض سے بلایا۔ محمد بلوائیوں کے ہم نوا اور ہم خیال ہو رہے تھے ساتھ

---

۱ [illegible]

جانے سے انکار کیا۔ حنظلہ نے کہا کہ تم کو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہیں۔ تم ان کے ساتھ نہیں جاتے ہو اور آبرو باختہ اوباشوں کی اتباع کرتے ہو جو تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ بغرض محاصرہ کی طوالت کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان غنیؓ مغلوب ہو گئے تو تم پر جو شرف و حقوق ہیں مفقود ہو جائیں گے۔ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا حنظلہ کوفہ چلے گئے۔ مدینہ کے اور تمام مکین بھی ڈر کے مارے بلوائیوں کی زیادتیوں کی داستانیں سن سن کر اپنے دروازے بند کر کے گھروں [illegible] کسی سے ملتے تھے اور نہ باہر آتے جاتے تھے۔ آل [illegible] امام حسنؓ [illegible] امیر المومنین عثمانؓ کے گھر میں پانی پہنچاتے رہے۔ ابن عباس دروازہ پر بلوائیوں کی مدافعت کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو امیر حج مقرر کر کے مکہ معظمہ جانے کا حکم دیا۔ ابن عباس کہتے تھے ان بلوائیوں سے جہاد کرنا حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ لیکن امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو مکہ جانے پر مجبور کیا چنانچہ ابن عباس امیر حج ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

**بلوائیوں کی پیش قدمی:** بلوائیوں نے جب یہ سنا کہ امیر المومنین عثمانؓ کی طرف [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] ہوئے امیر کے ساتھ جنگ کو جاتے ہیں اطراف و جوانب سے لوگ آتے ہیں [illegible] آ رہے ہیں تو سب کے سب امیر المومنین کے گھر پر ٹوٹ پڑے اور ان کی حمایت [illegible] غلاموں کا [illegible] سب نے [illegible] کر کے دروازہ کو بند کیا۔ حسن بن علی، ابن زبیر، محمد بن طلحہ، مروان، سعید بن العاص اور چند صحابہ کبار کے لڑکے ان کے ہمراہ تھے۔ بلوائیوں کو دروازہ کھولنے سے روکا۔ بلوائیوں نے ان کو پیچھے ہٹایا امیر المومنین عثمانؓ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی لوگوں کو لڑنے سے منع فرمایا اور قسم دی کہ جدال و قتال سے رک کر اندر چلے آنے کا حکم دیا۔ بلوائیوں نے دروازے میں آگ لگا دی۔ دروازہ جل گیا تو اندر گھس آئے۔ امیر المومنین عثمان غنیؓ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور سورۂ طٰہٰ شروع کی تھی چونکہ حاضرین مکان [illegible] نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ چلے گئے اور امیر المومنین عثمانؓ قرآن پڑھتے تھے جس وقت یہ آیت

﴿الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل﴾

پر پہنچے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اقرار لیا تھا اور میں اس پر قائم ہوں یہ کہہ کر فرمایا کہ امام کے فرزندان کو لڑنے سے روکا۔ حسن بن علی سے کہا تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ مگر حسن بن علی بلوائیوں سے لڑتے رہے مغیرہ بن الاخنس ابن شریق نے چند لوگوں کو لے کر بلوائیوں کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مغیرہ شہید ہو گئے۔ پھر ابوہریرہ یہ کہتے ہوئے آئے

(ویا قوم ما لی ادعوکم الی النجاۃ و تدعوننی الی النار)

"اے قوم مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور لڑنے لگے"

# باب: ۱۹

# حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت

**شہادت:** امیر المومنین عثمانؓ نے [illegible] لڑائی سے روکا ہوا تھا [illegible] کے بعد [illegible] نے قریب سے [illegible] جانب [illegible] گرا [illegible] مکانات [illegible] کی [illegible] ان کو ان کی اطلاع ملی تو [illegible] خلافت کی غرض سے [illegible] ہو چکے تھے۔ ایک [illegible] امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گیا اور [illegible] خلافت کی بیعت [illegible] کر لو۔ آپ نے [illegible] عمرؓ [illegible] آیا پھر [illegible] ایک [illegible] محمد بن ابی بکرؓ [illegible] عبداللہ بن سلام آئے انہوں نے [illegible] سمجھانا شروع کیا [illegible] اس کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے اور [illegible] تک [illegible] جس کے ذکر کی حاجت نہیں ہے۔ پھر چلے آئے۔ بعد ازاں [illegible] کا ایک گروہ پہنچا ان میں سے ایک نے آپ پر تلوار ماری۔ نائلہ بنت الفرافصہ (آپ کی بیوی) نے ہاتھ سے روکا۔ انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسرے نے [illegible] آپ شہید ہو گئے۔

**حضرت عثمانؓ کی نعش کی بے حرمتی:** امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ کے غلاموں نے ان سے مقابلہ کیا اور چند غلام کام آئے۔ باغیوں نے گھر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ عورتوں کے کپڑے [illegible] بیت المال کی طرف گئے وہاں کا [illegible] کیا۔ باغیوں میں سے ایک نے امیر المومنین کا [illegible] کا قصد کیا۔ عورتوں

---

[1] [illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible] امیر المومنین عثمانؓ [illegible]

[2] [illegible] فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم [illegible]

نے شہر پہنچایا ابن عدیس نے کہا جانے دو اس کے سر سے ہم لوگوں کو سروکار نہیں ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جس نے امیر المومنین عثمان کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا وہ کنانہ بن بشر تجیبی تھا۔ اسی نے تلوار چلائی تھی۔ عمرو بن حمق نے نیزہ کے چند زخم پہنچائے تھے۔ عمیر بن ضابی نے ٹھوکریں ماری تھیں۔ جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ٹھوکریں لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا کہ کیوں تم ہی نے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بے چارہ قید ہی کی حالت میں مر گیا۔

**تجہیز و تکفین:** امیر المومنین حضرت عثمان کی شہادت اٹھارہویں ذی الحجہ ۳۵ھ یوم جمعہ کو ہوئی تین دن تک بے گور و کفن پڑے رہے۔ حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم علی ابن ابی طالب کے پاس گئے۔ آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی۔ شب کے وقت مابین مغرب و عشاء جنازہ لے کر نکلے چند آدمی ساتھ تھے زبیر، حسن، ابوجہم بن حذیفہ، مروان تھے۔ جنت البقیع کے باہر حش کوکب میں دفن کیا۔ جبیر بن مطعم نے نماز پڑھائی لیکن بعض مورخوں کا بیان ہے کہ مروان نے اور بعض کہتے ہیں کہ حکیم نے پڑھائی تھی۔ یہ روایت کی جاتی ہے کہ بلوائیوں میں سے چند لوگوں نے روک ٹوک کی تھی اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی تعرض کیا تھا۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے ان کو جھڑکا اور سختی سے روکا۔ بعض کا خیال ہے کہ علی، طلحہ، زید بن ثابت، کعب بن مالک بھی شریک جنازہ تھے اور بغیر غسل کے انہی کپڑوں میں دفن کیا جو پہنے ہوئے تھے۔

**عہد عثمانیؓ کے عمال:** بوقت شہادت ممالک اسلامیہ میں عمال اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عبداللہ بن الحضرمی، طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی، صنعاء میں یعلیٰ بن منیہ، جند میں عبداللہ بن ربیعہ، بصرہ میں عبداللہ بن عامر، شام میں معاویہ بن ابی سفیان، حمص میں عبدالرحمن بن خالد، قنسرین میں حبیب بن مسلمہ، اردن میں ابوالاعور سلمی اور بحرین میں عبداللہ بن قیس فزاری عامل تھے۔ فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اس کی حکومت پر معاویہ کی جانب سے علقمہ بن حکیم کندی مامور تھا۔ عہدہ قضا پر ابو الدرداء تھے۔ کوفہ میں امامت ابو موسیٰ اشعری کرتے تھے۔ میدان جنگ کی افسری قعقاع بن عمرو کے قبضہ میں تھی۔ سواد کے حصہ مال پر جابر مزنی اور سماک انصاری مامور تھے۔ قرقیسیا میں جریر بن عبداللہ، آذربائیجان میں اشعث بن قیس، حلوان میں عتیبہ بن نہاس، اصفہان میں سائب بن اقرع اور ماسبذان میں حبیش گورنر تھے۔ مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر

---

۔ محمد بن علی بحر کے الفاظ یہ ہیں کہ جب قتیرہ و سودان بن حمران و مقاتل امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے تو غافقی نے لوہے سے مارا اور قرآن شریف کو پیر مارا تب بائیں آپ پہلو کے بل گر گیا۔ پھر سودان نے تلوار چلائی۔ نائلہ نے ہاتھ سے روکا انگلیاں کٹ گئیں ان کے بعد کنانہ نے آپ پر وار کیا تب آپ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد امیر المومنین عثمانؓ کے غلام آئے انہوں نے سودان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ قتیرہ نے اس غلام کو مار ڈالا۔ پھر دوسرا غلام آیا اس نے قتیرہ کو قتل کر ڈالا۔ پھر بلوائیوں کا مجمع گھر میں اسباب لوٹنے لگے۔ کلثوم تجیبی نے کہا امیر المومنین کی تلوار چلائی ہے۔ اس نے عثمانؓ کے غلام کو ایک وار مارا تب وہ شہید ہو گیا اور بلوائیوں نے سب اسباب لے لیے۔ عمرو بن حمق نے حضرت عثمان کے سینہ پر نو زخم مارے کہا ان میں سے تین میں نے تو اللہ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے ہیں کہ میرے دل میں ان کی طرف سے غبار تھا۔ پھر بلوائیوں نے سر کاٹنے کا قصد کیا نائلہ اور ام البنین چلا کر ان پر گر پڑیں ابن عدیس نے کہا جانے دو اس کے سر سے ہم لوگوں کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

عقبہ بن عمرو اور قضاعہ پر یزید بن حارث تھے۔

(۱) عہد عثمانی کی فتوحات کا اجمالی جائزہ (مترجم) امیر المومنین عثمان بن عفان کا دور خلافت [illegible] بارہ برس تک۔ بعض کہتے ہیں کہ بارہ دن کم بارہ برس رہا۔ اس زمانہ میں جس قدر فتوحات حاصل ہوئیں ان میں اہم ایک یہ ہے کہ شہادت کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بعض شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ ذوالنورین نے اس کو فرو کیا اور دوبارہ ان کو مفتوحات اسلامیہ میں داخل کرنے کی کوشش کی جیسے کہ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر کے دور خلافت میں مرتدین کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی تھی۔

ہمدان نے جو عہد فاروقی میں بدست مغیرہ بن شعبہ فتح ہو چکا تھا بغاوت پر کمر باندھی ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب نے اس کو دوبارہ فتح کیا۔ رے والوں نے علم بغاوت بلند کیا جس کو [illegible] ابو موسیٰ اشعری کی کوشش نے سرکوب کیا۔ آذربائیجان کو ولید بن عقبہ نے [illegible] دوبارہ فتح کرنے پر مجبور کیا [illegible] تھا۔ [illegible] آذربائیجان کے قریب [illegible] کے [illegible] فتح ہوئے۔ [illegible] اور [illegible] آئے۔ عثمان بن ابی العاص نے [illegible] پر حملہ کر کے [illegible] کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے [illegible] کو فتح کیا اور [illegible] مقام سے [illegible] فتح ہو گیا۔ [illegible] فتوحات جو امیر المومنین عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں حاصل ہوئیں ان سے [illegible] اسلامی حکومت کے دائرہ میں داخل ہوئے [illegible] افریقہ ہے جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اس مہم پر عبداللہ بن سعد کو [illegible] مقرر کیا تھا اور ان کی [illegible] روانہ فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم جرجیر [illegible] تھا جس کی حکومت طرابلس سے طنجہ تک پھیلی ہوئی تھی [illegible] کے بعد عبداللہ نے [illegible] افریقہ کی فتح کے بعد عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ [illegible] مسلمانوں کی فتح ہوئی [illegible] اندلس [illegible] الحصین [illegible] اسی وقت سے [illegible] میں مغرب میں اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ [illegible] انہیں کے عہد خلافت میں [illegible] کے بعد [illegible] سفیان [illegible] سے فتح ہوا۔ فارس [illegible] انہیں کے زمانہ میں [illegible] انہیں کے دور خلافت میں ہوا۔ کابل، سجستان [illegible] طبرستان کے [illegible] انہیں کے زمانہ خلافت میں اسلامی علم لہرایا گیا۔

ان کے عہد دور خلافت میں یہ خطرناک واقعات پیش آئے جن سے ان کی [illegible] کا کافی ثبوت [illegible] کے ساتھ [illegible] ایک ایسا واقعہ ہے کہ [illegible] اسلامی [illegible] کے مقام [illegible] میں [illegible] عبداللہ بن عامر [illegible] تھا۔ [illegible] امیر المومنین عثمان نے عبداللہ [illegible] کو [illegible] روانہ کیا [illegible] ان کی [illegible] مسلمانوں نے افریقہ کو فتح کیا تو قسطنطین قیصر روم کی غیرت و حمیت جوش پر آئی۔ لشکر عظیم مرتب کر کے [illegible] مقابلہ پر اسلام کو [illegible] کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہ کو شام سے اور عبداللہ بن سعد کو مصر سے مقابلے پر روانہ کیا [illegible] سخت خونریز لڑائیوں کے بعد قسطنطین کو شکست ہوئی۔ رومی لشکر کا بڑا حصہ لڑائی میں کام آیا [illegible] کے بعد [illegible] نزاع پیدا ہو گئی۔ قسطنطین مارا گیا۔ [illegible] ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ [illegible] پورا ہوا۔

**تذکرہ عثمانؓ:** امیر المومنین عثمان ذی النورین قریش میں اعلیٰ درجہ کا نسب رکھتے تھے۔ ماں باپ دونوں قریشی تھے۔ ان کے باپ کا نام عفان تھا۔ عفان ابو العاص کا ابو العاص امیہ کا امیہ عبد شمس کا عبد شمس عبد مناف بن قصی کا عبد مناف بن قصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کا دادا تھا۔ ان کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھا۔ نانی کا بیضا ام حکیم بنت عبد المطلب تھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی) گویا باپ کی طرف سے پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں اور برادر زادہ بھتیجے ہوتے ہیں اور ماں کی طرف سے دوسری پشت میں ملتے ہیں اور پھوپھی زاد بھانجے ہوتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ جب اللہ جل شانہ نے ان کو شرف با اسلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی رقیہ سے عقد کر دیا اور ان کے بطن سے عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔ تب انہوں نے اپنی کنیت ابو عبداللہ کر دی۔ اسلام لانے کے بعد اکثر لوگ ان کو ابو عبداللہ کہہ کر پکارتے تھے اور ایسے بہت کم لوگ تھے جو ان کو ابو عمرو کی کنیت سے یاد کرتے رہے ہوں۔

قد نہ بہت طویل تھا اور نہ بہت چھوٹا میانہ قد تھا خوش رو چہرے پر کسی قدر چیچک کے داغ تھے جوڑ بڑے بازو چوڑے پنڈلیاں گوشت سے بھری ہوئی داڑھی بڑی تھی۔ بال زیادہ رنگ گندمی تھا۔ دانتوں کو سونے سے کسوا لیے تھے۔

**حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات:** چونکہ ان کے تمام حالات میں مورخوں نے اختلاف کیا ہے۔ صحیح تر روایت یہ ہے کہ عام الفیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر اس زمانے کی ضرورت کے مطابق لکھنا پڑھنا سیکھا۔ جوانی تک نوبت پہنچی تو تجارت کی خدمت بھی انجام دی۔ آپ کا قوم میں شمار کیا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان لائے تھے سابقین اسلام سے ہیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمن بن عوف سے ایک روز پہلے اور علی ابن ابی طالب و صدیق اکبر و ام المومنین خدیجہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے سے پیشتر اسلام لائے۔ آپ خود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں میری ذات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی چوتھی عدد پوری فرمائی۔

**حضرت عثمانؓ کی ہجرت میں فضیلت:** حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کیں ایک بجانب حبشہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے بعد یہی پہلے شخص تھے جنہوں نے مع اپنے اہل کے ہجرت فی سبیل اللہ کی روایت انسؓ میں لکھا ہے

> (وكان اول من هاجر الى الارض الحبشة عثمان و خرج معه ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فابطأ على رسول الله صلى الله عليه وسلم خبرهما فجعل يتوكف الخبر فقدمت امرأة من قريش من ارض الحبشة فسألها فقالت رأيتهما فقال على اى حال رأيتهما قالت رأيتها وقد حملها على حمار من هذه الدواب وهو يسوقها فقال النبي صلى الله عليه وسلم صحبهما الله ان كان عثمان لاول من هاجر الى الله عز وجل بعد لوط)

"حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ سب سے پہلے جس نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ عثمان ہیں اور ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی بھی تھیں۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر کچھ مدت تک معلوم نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار فرما رہے تھے کہ قریش کی ایک عورت حبشہ سے آئی آپ نے اس سے ان کو دریافت کیا عورت نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ فرمایا کس حالت میں تو نے ان کو

[illegible] جواب دیا [illegible] حضرت عثمان [illegible] اور [illegible] کو [illegible] ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کا ساتھی ہو [illegible] عثمان پہلا شخص ہے جس نے لوط کے بعد [illegible] کے ساتھ ہجرت کی۔

حاکم نے روایت کیا [illegible] حضرت [illegible] سے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] انهما لاول من هاجر بعد لوط و ابراهیم [illegible] مدینہ [illegible] کے بعد ہجرت کی [illegible] جانب [illegible] ﷺ ہجرت [illegible] مدینہ منورہ [illegible] کی [illegible] ہجرت [illegible]۔

**ذوالنورین کا لقب** [illegible] حضرت عثمان [illegible] ذوالنورین [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رقیہ و ام کلثوم [illegible] نکاح [illegible]۔

[illegible] ذا النورین [illegible] لانه [illegible] احد [illegible] النبی [illegible] علی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] امر اللہ عزوجل [illegible] ام کلثوم علی [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

"[illegible] حضرت عثمان [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ نے [illegible] اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جبرئیل [illegible] ام کلثوم [illegible]"

پھر جب [illegible] تو آپ نے فرمایا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] ازالۃ الخفاء [illegible] ذوالنورین [illegible]۔

**حضرت عثمان کی سیرت و کردار** [illegible] آپ [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

"استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ بے شک زمانہ جاہلیت میں انہوں نے اور عثمان نے شراب حرام کر لی تھی۔ ہمیں: (فی الریاض عن عثمان: ما زنیت فی الجاهلیة والاسلام ولا سرقت)" اور ریاض میں ان سے روایت کی گئی ہے کہ بے شک انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی ہے۔ یہ امر ثانی روایت سے بھی ثابت ہو گیا ہے جو کتب زمانہ محاصرے میں امیر المؤمنین عثمانؓ نے ایک تقریر کی تھی جس کا آخری فقرہ یہ تھا (ولا زنیت فی الجاهلیة والاسلام قط)۔ "اور میں نے نہ جاہلیت اور نہ اسلام میں کبھی زنا کیا ہے" اور علاوہ انہوں میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

**سخاوت:** زمانہ جاہلیت میں اسلام اور امیر المؤمنین عثمانؓ کی ثروت قریش میں ایک تھی جس سے بلا امتیاز ہر صغیر، کبیر، غنی و فقیر مستفیض ہوا۔ زمانہ جاہلیت کی ان فیاضیوں یا صدقات و خیرات کا گو تفصیل ہے اور حسنات سے ہر وقت ان کا پیٹ بھرا لیکن اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جو فیاضی اور ہمدردی کی وہ ان کی سخاوت، ثروت دوستی اور یاری کی ایک بے مثل تصویر ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ عثمانؓ [illegible] ہر سال حج کو جاتے تھے۔ اور مقام منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کرتے جب تک لوگ کھانا کھلاتے لوٹ کر [illegible] خیمہ میں [illegible] بیت المال سے ان کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اپنی جیب خاص سے خرچ کرتے تھے۔

**اسلامی خدمات:** جیش العسرۃ تبوک (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے) امیر المؤمنین عثمانؓ نے بڑی اولوالعزمی اور ہمدردی سے کام لیا تھا تقریباً کل لشکر کے لیے سروسامان مہیا کیا تھا۔ اس کو خود ذی النورین نے محاصرے کے زمانہ میں اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا جس کو حاضرین نے تسلیم کیا تھا۔

> (ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نظر في وجوه القوم فقال من يجهز هؤلاء غفر الله له يعني جيش العسرة فجهزتهم حتى لم يفقدوا عقالا ولا خطاما قالوا نعم)
>
> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو سروسامان مہیا کرے گا خدا اس کی مغفرت کرے گا (یعنی جیش العسرۃ کو) پس میں نے کل سامان مہیا کر دیا یہاں تک کہ ایک مہار اور رسی کی بھی ضرورت نہ رہی۔ علاوہ انہوں نے کہا ہاں۔"

عبدالرحمن بن خباب نے (جو اس غزوہ میں تھے) اس قدر سامان بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے اترتے ہوئے دیکھا ہے فرماتے تھے (ما على عثمان ما عمل بعد هذه ما على عثمان ما عمل بعد هذه) "اس کے بعد عثمان جو کریں گے وہ سب معاف ہے" ترمذی نے اسی کی روایت کی ہے اور عبدالرحمن بن سمرہ نے اسی واقعہ میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (ما ضر عثمان ما عمل بعد اليوم مرتين) "آج کے بعد عثمانؓ کو کوئی عمل کچھ نقصان نہ پہنچائے گا" دو مرتبہ فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گئے تھے ذی النورین نے اپنی عالی ہمتی اور بے مثل فیاضی سے اس کو رفع کیا۔ سالم بن ابی الجعد نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تھے جو تنگی اور پانی و کھانے کی تکلیف اس میں ہوئی اس سے پیشتر اور کسی غزوہ میں نہیں ہوئی تھی۔ ذی النورین کو جب یہ معلوم ہوا تو اسی قدر کھانا، روٹیاں اور گھی خورد و نوش کی چیزیں [illegible] پر بار کر کے بھیجا جو مجاہدین غزوہ تبوک کو کافی ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا (قد جاءكم بخير) [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دو رکعات ادا فرمائیں اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی ((اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ)) (ثلاث مرات) "اے اللہ میں عثمان سے خوش ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا" تین مرتبہ فرمایا۔ پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ((ایھا الناس ادعوا لعثمان فدعا لہ الناس جمیعا مجتھدین و نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم))

**اہل بیت کی خدمت:** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے [illegible] یہ معمول تھا کہ جب کبھی اہل بیت رسالت کو کسی قسم کی ضرورت پیش آتی [illegible] ایک مرتبہ چار دن تک اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ سے دریافت فرمایا [illegible] ام المومنین عائشہ نے عرض کی "کہاں سے ملتا اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں بھیجتا ہے" [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] حضرت عثمان [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عثمان بن عفان نے [illegible] ام المومنین [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] عثمان بن عفان نے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا ((اللھم فانی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ)) "اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا" [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ((اللھم انی رضیت عن عثمان فارض عنہ)) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تھا:

((غفر اللہ لک یا عثمان ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت و ما اعلنت و ما اخفیت و ما ابدیت و ما ھو کائن الی یوم القیامۃ اخرجہ البغوی فی معجمہ))

''اے عثمان اللہ نے تیرے اگلے پچھلے اور جو تم نے چھپ کر کئے تھے اور جو تم علانیہ کرو گے اور جو تم نے چھپا کر کئے اور جو تم نے ظاہر کیا اور جو تم نے چھپایا اور جو تم سے ظاہر ہوا اور جو گناہ قیامت تک ہونے والا ہے سب معاف کر دیا۔ یہ ترمذی نے اپنی کتاب میں اسی طرح روایت کی ہے۔''

مسجد نبوی کی توسیع: مسجدوں کے بڑھانے اور ان کے مسقف کرانے کا خیال سب سے پہلے ذی النورین ہی نے کیا۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی سی مسجد بنائی گئی تھی۔ جو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی کثرت سے ادائے نماز کے لئے ناکافی ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے بیان فرمایا'' کہ جو شخص فلاں فلاں اشخاص کے مکانات خرید کر کے ہماری مسجد میں شامل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا'' ذی النورین نے اجازت حاصل کر کے ان مکانات کو بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

مسجد نبوی کی مرمت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی اور معمولی انتظام تھا اور جس وقت مدینہ میں پانی برستا تھا تو بارش ہوتی تھی۔ بعد بارش مسجد نبوی میں دو ایک دن تک چھت سے پانی ٹپکتا رہتا تھا۔ نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی عہد خلافت فاروقی میں ذی النورین نے فاروق اعظمؓ سے مسقف و پختہ مسجد کو پختہ کرنے کی تحریک کی۔ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا بیت المال مجاہدین اور غازیان اسلام کے خرچ کے لئے ہے نہ کہ مسجد کو مسقف کرنے اور پختہ بنانے کے لئے اسی حالت میں مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد ابوبکرؓ کے زمانہ میں بھی اسی حالت میں رہی۔ اگر تم کو نمازیوں کی تکلیف کا اتنا خیال ہے تو اپنے صرف سے بنا دو۔ ذی النورین پاس ادب سے خاموش ہو رہے جب ان کا دور خلافت آیا تو اپنے خاص صرف سے مسجد نبوی کی چھت اور کچی اور دیواروں کو پختہ کرایا۔

بئر رومہ کا وقف: رسول اللہ کے عہد میں جب کہ مدینہ منورہ میں مسلمین کی جانب سے میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بئر رومہ کہتے تھے۔ ایک یہودی اس کا مالک تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوتی تھی جو مستطیع تھے وہ میٹھا پانی استعمال کرتے تھے۔ جو نادار صحابہ تھے ان کو کڑوا اور کھاری پانی پینا پڑتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا ذی النورین نے پینتیس ہزار میں خرید کر وقف کر دیا۔

(( قال عثمان فی خطبته یوم الدار: اذکرکم باللہ تعالیٰ هل تعلمون ان رومة لم یکن یشرب منها احد الا بثمن فابتعتها فجعلتها للغنی و الفقیر و ابن السبیل قالوا اللهم نعم و روی ذلک عنه الاحنف بن قیس و ابو سلمة و ابو عبدالرحمن و غیرهم))

''عثمان نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) اپنے خطبہ میں بیان کیا تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا میں نے اس کو خرید کر کے غنی فقیر اور مسافروں کے لئے وقف کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اور روایت کی ہے اس کی ان سے احنف بن قیس اور ابو سلمہ و ابو عبدالرحمن وغیرہ نے۔''

صدقات: ان فیاضیوں اور ان چندوں کے علاوہ جن کو ہم اوپر مختصر طور سے تحریر کر آئے ہیں صدقات میں بھی ذی

[illegible] دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
[illegible]

عن ابن عباس قال قحط الناس في زمان ابي بكر فقال ابو بكر لا تمسون حتى يفرج الله عنكم فلما اصبحنا اتى الخبر ان جاء البشير انه قال قد قدمت لعثمان الف راحلة برا وطعاما قال فغدا التجار على عثمان فقرعوا الباب فخرج اليهم وعليه ملاءة قد خالف بين طرفيها على عاتقه فقال لهم ما تريدون قالوا قد بلغنا انه قد قدم لك الف راحلة برا وطعاما بعنا حتى نوسع به على فقراء المدينة فقال لهم عثمان ادخلوا فدخلوا فاذا الف وقر قد صب في دار عثمان فقال لهم كم تربحوني على شرائي من الشام فقالوا العشرة اثنى عشر قال زادوني قالوا العشرة اربعة عشر قال زادوني قالوا العشرة خمسة عشر قال زادوني قالوا من زادك ونحن تجار المدينة قال زادوني بكل درهم عشرة عندكم زيادة قالوا لا قال فاشهدكم معشر التجار انها صدقة على فقراء المدينة .

ابن عباس بیان کرتے ہیں [illegible] حضرت ابو بکر [illegible]

[illegible]

[illegible]

تھا اور اگر اتفاق سے کسی جمعہ کو غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آتی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تھے۔

(( في الرياض عن عثمان قال ما أتت جمعة إلا ولنا عتق رقبة منذ أسلمت إلا أني لا أجد تلك الجمعة فأجمعها في الجمعة الثانية ))

"ریاض" میں روایت عثمان سے ہے انہوں نے کہا ہے جب سے میں مسلمان ہوا ایسا جمعہ نہیں آیا کہ میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا ہو اور اگر کسی جمعہ کو غلام آزاد نہ کر سکا تو دوسرے جمعہ میں دو غلام آزاد کرتا تھا۔ زمانہ کا ستم دیکھئے کہ ذی النورین نے بہت سے غلام آزاد کئے تھے جو غلام [illegible] ہوئے تھے۔

**سادگی و تواضع**: ذی النورین زمانہ خلافت میں باوجود ثروت و دولت کے سادگی کی تصویر تھے۔ شرحبیل بن مسلم کا بیان ہے کہ ذی النورین اپنے مہمانوں کو لذیذ کھانا کھلایا کرتے تھے اور خود سرکہ اور زیتون کا تیل کھا کر گزر کرتے تھے۔ [illegible] [illegible] (تاریخ [illegible] ج ۲ ص [illegible])۔

ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا [illegible] [illegible] فرمایا [illegible]۔ حسن بصری کا بیان ہے کہ میں نے امیر المؤمنین عثمان کو مسجد نبوی میں [illegible] سوتے ہوئے دیکھا [illegible] جب وہ اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے [illegible] جب کوئی آ جاتا تو اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے [illegible] روایت ہے کہ امیر المؤمنین عثمان اپنے زمانہ خلافت میں [illegible] ایک غلام [illegible] ذی النورین کے کہنے کے مطابق [illegible] کہا: اشدد يا غلام قصاص في الدنيا لا قصاص في الآخرة "[illegible] دنیا کا قصاص اچھا ہے آخرت کے قصاص سے"۔

**مصحف صدیقی کی اشاعت**: ذی النورین کا [illegible] جامع القرآن [illegible] انہوں نے قرآن شریف کی نقلیں کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن [illegible] فاروق اعظم نے اپنے عہد خلافت میں [illegible] ممالک اسلامیہ میں بھجوایا [illegible] عثمان ذی النورین نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ [illegible] من حديث [illegible] والله جمعت القرآن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] ممالک اسلامیہ میں [illegible] مصاحف [illegible] لوگوں کے [illegible] قرآن [illegible] ذی النورین [illegible]

جمع کیا تو انھوں نے کمال سعی و اہتمام سے قرآن کو نقل کر کے ترتیب دیا اور اس کو ام المومنین حفصہؓ کے قرآن مجید سے مقابلہ کرا کے تمام بلاد اسلامیہ میں بھجوایا تاکہ اسی مصحف و متفق علیہ قرآن پر مسلمانوں کا عمل در آمد ہو اور اس طریقہ سے امت مرحومہ کا تفرقہ جو گمراہ ہونے اور نقصان کا موجب تھا زائل کر دیا۔ اگر ذوالنورینؓ قرآن کے جمع کرنے کا ایسا اہتمام بلیغ نہ کرتے تو امم سابقہ کی طرح مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا جو قیامت تک زائل نہ ہو سکتا۔ مسلمانوں اور اسلامیوں پر ذوالنورینؓ کا یہ بہت بڑا احسان ہے جس کا اعتراف نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناسپاسی کرنا ہے۔

«اخرج البخاري عن انس بن مالك ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان و كان يغازي اهل الشام في فتح ارمينية و اذربيجان مع اهل العراق فافزع حذيفة اختلافهم في القراءة فقال حذيفة لعثمان يا امير المومنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود و النصارى فارسل عثمان رضي الله عنه حذيفة الى حفصة ان ارسلي الينا بالمصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة الى عثمان فامر زيد بن ثابت و عبدالله بن الزبير و سعيد بن العاص و عبدالرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف و قال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة اذا اختلفتم انتم و زيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا المصحف في المصاحف رد عثمان المصحف الى حفصة و ارسل الى كل افق مما نسخوا و امر بسواه من القرآن في كل صحيفة او مصحف ان يحرق»

”بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حذیفہ بن الیمان عثمانؓ کے پاس آئے اور یہ اہل شام کے ساتھ فتح ارمینیہ اور آذربائیجان میں اہل عراق کے ہمراہ جہاد کر رہے تھے۔ حذیفہ نے اختلاف قرأت سے پریشان ہو کر عثمانؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! اس امت کی خبر لیجئے۔ قبل اس کے کہ یہ مسلمان کتاب اللہ میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو ام المومنین حفصہؓ کے پاس بھیجا کہ تم مصحف ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کی نقل کرا کے پھر تمہارے پاس واپس کر دیں گے۔ پس حفصہؓ نے اپنا مصحف عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔ عثمانؓ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کو نقل کرنے پر متعین کیا۔ ان لوگوں نے اس کی نقل کی اور عثمانؓ نے تینوں قریشیوں سے کہا تھا کہ جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف کرو تو اس کو لغت قریش کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن انہی کے محاورے میں اترا ہے۔ پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ قرآن کے متعدد نسخے لکھے اور نقل کیے گئے۔ عثمانؓ نے اس مصحف کو حفصہؓ کے پاس واپس کر دیا اور مصحف منقول کو تمام ممالک اسلامیہ میں بھیج دیا اور سوائے اس نسخے کے اور صحیفہ اور مصحف کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔“

**حضرت عثمانؓ کی قرأت:** اس کے علاوہ خود ذوالنورین لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ قراء تابعین کا ایک گروہ آپ سے فیضیاب ہوا جن کا سلسلہ قرأت اس وقت تک باقی ہے نماز میں بڑی بڑی سورتیں اکثر اس سے پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں کو قرآن کی قرأت کا صحیح انداز معلوم ہو جائے۔ مالک روایت کرتے ہیں کہ فرافصہ بن عمیر الحنفی کہتے ہیں کہ سورۂ یوسف کی قرأت میں نے عثمان بن عفانؓ سے سیکھی ہے جس کو وہ اکثر صبح کی نماز میں پڑھتے تھے۔ عثمان ذوالنورینؓ ان لوگوں میں تھے جو نزول قرآن کے وقت اس کی کتابت پر مامور تھے اس کے بعد جو شخص ہوا اس نے ان پر ختم کر دیا۔ سورۃ اور آیت قرآنی

کے نزول اور ان کی تفسیر سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

**امور سیاسی میں مہارت:** کتب سیر کے دیکھنے اور ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین امور سیاسی میں بھی ملکہ کامل رکھتے تھے چونکہ زمانہ انقلاب میں مخالفوں کی نکتہ چینی اور زبان درازی شائع ہو رہی تھی اور ہر شخص بلا لحاظ مراتب اعتراض کرنے کو مستعد تھا اس وجہ سے ان کے انتظامات اور امور سیاسی مستور و مخفی رہ گئے۔

**وظائف کی تقسیم:** انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں روزینہ، کپڑے، گھی و شہد کی تقسیم کرنے کے دن مقرر کر دیے تھے۔ حسن بن علی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کے منادی کو دیکھا وہ پکار رہا تھا "اے لوگو! صبح کو اپنے اپنے وظائف لینے آؤ" لوگ جوق در جوق آتے۔ اور وظائف لے جاتے۔ پھر ان کا منادی تمام کرتے ہوئے با آواز بلند کہتا تھا کہ صبح کو گھی لے جاؤ لوگ آ کر لے جاتے اور پورے طور سے روزینے لاتے تھے پھر بے شک میں نے آپ کے منادی کو سنا ہے وہ کہہ رہا تھا صبح کو کپڑے لینے کو آنا چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لے جاتے تھے اسی طرح شہد اور گھی بھی دوسری صبح کو دیا کرتے تھے"۔

**حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کا خون بہا:** پہلا مقدمہ جو ان کے دور خلافت میں پیش آیا یہ تھا کہ عبیداللہ بن عمر نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہ کو اس شبہ میں قتل کر ڈالا کہ یہ لوگ فاروق اعظمؓ کی شہادت میں شریک تھے۔ ذی النورین کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی تو آپ نے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص سے فاروق اعظم کے ورثاء کی طرف سے بطور خون بہا ہرمزان کے ورثاء کو عطا کیا اور اس خصومت و قضیہ کو مسلمانوں سے رفع دفع کیا۔ عقل سلیم اس سے زیادہ بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

جب ذی النورین نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو بمصالح امور سیاسی عمرو بن عاص کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا والی مقرر کیا۔ مال غنیمت کا خمس دینے کا وعدہ کر کے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ لوگوں نے اس عزل و نصب کو محل بحث قرار دے کر نکتہ چینی کی ہے لیکن میرے نزدیک جب اس عزل و نصب سے افریقہ و اندلس فتح ہو گیا تو آپ کے تدبر میں شبہ کرنا اور ذی النورین کی اصابت رائے پر حرف گیری کرنا اپنی حماقت و نادانی کو ظاہر کرنا ہے۔

**اذان ثانی کی وجہ:** منجملہ ذی النورین کے امور سیاسی و ملکی سے یہ تھا کہ روز جمعہ تکبیر و اذان ثانی مقرر کی۔ بخاری نے صائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمرؓ میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جس وقت امام منبر پر جا بیٹھتا تھا۔ لیکن جب حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو عثمانؓ نے اس سے پہلے زوراء پر ایک اور اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسی وقت تک یہ اذان دی جاتی ہے۔

علامات حرم کی تجدید انہوں نے ہی کی۔ [illegible] میں مؤذن مقرر کیا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کیا۔ مسجد نبوی کی بہت توسیع کی۔ الغرض ذی النورین نے سیاست ملکی و ملی میں ایسے ایسے امور اختراع کئے جن کی نظیر مشکل سے بھی بدقت ملے گی۔ ان کی آبادی اور انتظام جو ان کے زمانہ خلافت میں صادر ہوئے تھے ان کا تفصیلاً کیا معنی اجمالاً بھی لکھنا باعث طوالت کا مستلزم معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں۔

**ازواج و اولاد:** ذی النورین رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیبیاں کیں ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیاں تھیں۔ ایک رقیہ دوسری ام کلثوم تیسری بیوی کا نام فاختہ بنت غزوان (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے جنہوں نے کمسنی ہی میں وفات پائی) چوتھی بی بی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمہ ازدیہ تھیں (ان کے بطن سے چار لڑکے عمرو، خالد، ابان، عمر اور مریم پیدا ہوئیں) فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ پانچویں بی بی کا نام تھا (جس سے ولید اور سعید پیدا ہوئے تھے

چھٹی بیوی ام البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ تھیں۔ (ان سے عبدالمطلب پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا) ساتواں عقد [illegible] بنت شیبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین لڑکیاں [illegible] ام عمرو پیدا ہوئیں) فاطمہ بنت [illegible] آٹھویں بیوی تھیں۔ بعض کا خیال ہے کہ [illegible] بنت [illegible] ان کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ [illegible] ان سے [illegible] [illegible] اور [illegible] تھیں [illegible] [illegible] سے [illegible] کی [illegible]

[illegible]

* * *

# باب: ۲۰

# حضرت علیؓ بن ابی طالب

## ۳۵ھ تا ۴۰ھ

**بیعتِ خلافت:** بعد شہادت حضرت عثمان بن عفانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور سعدؓ اور مہاجرین و انصار ایک ہی وقت میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس بیعت کرنے کو آئے تو علیؓ نے کہا: "اگر تم مجھ کو چھوڑ دو اور کسی اور کو امیر بنا لو تو بہتر ہے، میں امیر ہونے سے تمہارا وزیر ہونا بہتر سمجھتا ہوں۔ تم جس کو منتخب کرو گے میں بھی اسی کو منتخب کروں گا۔" ان لوگوں نے کہا: "حضرت! ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا مستحق نہیں پاتے اور نہ تمہارے سوا کسی کو منتخب کر سکتے ہیں۔"

**حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی مشروط بیعت:** علی ابن ابی طالب ان لوگوں کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام کے سامنے طلحہ و زبیر سے کہا: "میں تمہیں اختیار دیتا ہوں اگر تم چاہو تو تم دونوں میں سے کسی سے میں بیعت کر لوں اور تم راضی ہو تو میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔" انھوں نے کہا: "نہیں ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔" یہ کہہ کر طلحہ اور زبیر نے بیعت کی۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ بیعت کے بعد طلحہ اور زبیر نے کہا تھا کہ ہم نے خوفِ جان سے یہ خیال کر کے کہ علی ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے، بیعت کی ہے۔ وہ چار مہینے کے بعد مکہ چلے گئے تھے۔

**صحابہ کی ایک جماعت کا بیعت کرنے سے انکار:** طلحہ و زبیر کے بعد حاضرین جلسہ نے بیعت کی۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص آئے اور بیعت کرنے کو کہا گیا۔ سعد نے جواب دیا: "اور لوگوں کو بیعت کر لینے دو تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔" علی نے کہا: "انھیں چھوڑ دو۔" [illegible] عبداللہ بن عمر نے بھی ایسا ہی کہا۔ لوگوں نے کہا کوئی ضامن دو۔ ابن عمر نے کہا میں ضامن نہیں دے سکتا۔ اشتر نے کہا: "مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔" علی ابن ابی طالب نے فرمایا: "چھوڑ دو میں اس کا ضامن ہوں۔" اس کے بعد عام لوگوں نے بیعت کی مگر چند لوگوں نے بیعت سے تخلف کیا: انصار سے حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ اور [illegible] عبداللہ بن سلام، صہیب بن سنان، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ۔

نے بیعت نہیں کی۔ نعمان بن بشیر نائلہ زوجہ عثمان کی انگلیاں اور حضرت عثمان کی قمیص خون آلود لے کر شام چلے گئے۔

**انتخاب خلیفہ کا مسئلہ:** [illegible] شہادت عثمان ذی الحجہ کے پانچ دن تک غافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا۔ چنانچہ اہل مصر کے بلوائی حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس آئے، کوفہ والے زبیر کے پاس، بصرہ والے طلحہ کے پاس گئے اور متفق ہو کر ہر گروہ نے اپنے ممدوح کو خلافت پر متمکن کرنا چاہا انہوں نے بھی انکار کیا۔ بلوائیوں کو [illegible] کوئی شخص امارت و خلافت قبول نہ کرتا تھا۔

**مفسدین کی اہل مدینہ کو دھمکی:** پھر ان میں باہم اختلاف و تفریق ہو گئے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کر کے ان عوام کا اتفاق کسی پر نصب امام و خلیفہ پر نہ ہو پاتا تو فساد برپا کریں گے، اہل مدینہ کو اکٹھا کیا اور یہ کہا "تم لوگ اہل شوریٰ ہو تمہارا حکم [illegible] جائز و نافذ ہے۔ امام مقرر کرو ہم تمہارے تابع ہیں اور اس کام کو [illegible] دو دن کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر مدت گزر گئی اور تم نے امام منتخب نہ کیا تو ہم طلحہ، زبیر [illegible] فلاں فلاں اشخاص کو مار ڈالیں گے۔" اہل مدینہ یہ سن کر علی ابن ابی طالب کے پاس گئے انہوں نے خلافت سے انکار کیا۔ ان لوگوں نے کہا "آپ خلافت قبول فرمائیے [illegible]" [illegible] طلحہ و زبیر بھی آ پہنچے۔ تمام اہل مدینہ و مصریوں نے [illegible] ان لوگوں نے علی ابن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

**خطبہ خلافت:** علی ابن ابی طالب مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا: "اے لوگو! مجھ پر تم لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم لوگوں نے امارت کے لئے منتخب کیا ہے۔ کل تم لوگ میرے پاس [illegible] ہو کر آئے تھے اور میں خلافت و امارت سے انکار کر رہا تھا لیکن تم لوگ اس پر مصر ہوئے کہ میں تمہارا امیر بنوں اور تمہاری خدمت کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہو۔" حاضرین نے کہا: "ہاں ہم لوگ اب تک اپنے اسی خیال پر قائم ہیں۔" علی ابن ابی طالب نے کہا "اللھم اشھد" [illegible] اس کے بعد وہ لوگ آئے جنہوں نے بیعت سے تخلف کیا تھا لیکن انہوں نے بھی [illegible] بیعت کی۔ پھر [illegible] کے بیعت کرنے کے بعد علی ابن ابی طالب نے خطبہ دیا۔ یہ واقعہ یوم جمعہ کا ہے جب کہ پانچ راتیں ذی الحجہ ۳۵ھ کی باقی رہ گئی تھیں۔

**قصاص کا مطالبہ:** علی ابن ابی طالب خلیفہ ہونے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔ طلحہ و زبیر آئے اور کہنے لگے "ہم نے بیعت اس شرط پر کی ہے کہ [illegible] حدود کو جاری کریں گے [illegible] (عثمان) کے قاتلوں کا [illegible]" علی ابن ابی طالب نے جواب دیا "جس قدر تم لوگ [illegible] واقف ہو [illegible] منتظم [illegible] اس وقت تک [illegible] تمہاری رائے پر [illegible] نہیں

---

۱ ابن اثیر نے [illegible]

۲ [illegible]

کہ شاید مجھ میں کسی قدرت نہیں ہے [illegible] مجھ کو تو [illegible] یہ حقوق اور تقدیر کی فکر ہے۔ [illegible] چلا آئے تو عثمان نے قسم کی بات۔ [illegible]

**حضرت علیؓ کا قتل عثمانؓ سے براءت کا اظہار** علی ابن ابی طالب نے اس کا ذکر کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" عہد خلافت کی ذمہ داریوں اور [illegible] اور قتل عثمانؓ سے اپنی براءت کا اظہار کیا" اس کے بعد مروان اور [illegible] بنی امیہ تمام روانہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالب [illegible] تھے۔ [illegible] کا حکم دیا ان [illegible] نکال دیے۔ [illegible] ان کے قریب سے [illegible] ہو گئی۔

**حضرت مغیرہ کا مشورہ** ان ایام میں طلحہ اور زبیر آئے [illegible] عمرہ کی اجازت حضرت علیؓ سے طلب کی۔ ابن ابی طالب نے کسی مصلحت سے [illegible] دی۔ ان کے بعد مغیرہ آئے [illegible] سب سے [illegible] خلافت کا استقلال [illegible] وقت تمہاری [illegible] کے [illegible] بعد [illegible] گیا [illegible] تم کو [illegible] دیا۔ علی ابن ابی طالب بولے تم کیا کہتے ہو؟

ابن عباسؓ کہتے ہیں [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] کے وقت تم [illegible] لیکن اب [illegible] معاویہ [illegible] خلافت کا [illegible] ہو گے۔

**حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی گفتگو** علی ابن ابی طالب: واللہ لا اعطیہ الا السیف [illegible] معاویہ کو سوائے تلوار کے اور کچھ نہ دوں گا۔

ابن عباس: تم شجاع ہو لیکن لڑائی میں صاحب رائے نہیں ہو۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (الحرب خدعۃ)

علی ابن ابی طالب: ہاں سچ ہے۔

ابن عباس: [illegible]

[illegible]

علی: [illegible]

ابن عباس: [illegible]

عثمان کا انتقام لیا جائے گا۔

مغیرہ: تم ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال کر دو۔

ابن عباس: [illegible] مغیرہ کی یہ صاحب رائے [illegible] حق میں بہتر ہے۔

علی: [illegible] کو [illegible] معاویہ کو مقرر کیا [illegible] مقرر [illegible] تم [illegible]

ابن عباس: یہ بات مناسب نہیں تھی۔ یہ معاویہ عثمان کا ایک [illegible] اور ان کا قائل ہے اور مجھے تمہارے ساتھ تعلق قرابت ہے وہ [illegible] کے ہر شخص نے عثمان کو قتل کیا ہے اس کو قید کرے گا۔ بہتر یہ ہے کہ معاویہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور ان سے بھی اسی طرح بیعت لے لو۔ علی بن ابی طالب نے نفی میں جواب دیا۔ عبداللہ بن عباس ناراض ہو گئے۔ مغیرہ بن شعبہ [illegible] کے پاس گئے تھے اور علی کے معزولی اور [illegible] کی بابت [illegible] اللہ [illegible] نے [illegible] ہے تھے۔

**عمال کا تقرر:** امیرالمومنین علی نے اپنی خلافت کے پہلے سال (۳۶ھ) [illegible] بصرے پر عثمان بن حنیف کو، کوفے پر عمارہ بن شہاب کو، یمن پر عبیداللہ بن عباس کو، مصر پر قیس بن سعد کو، شام پر سہل بن حنیف کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ عثمان بن حنیف بصرہ پہنچے [illegible] ان کی اطاعت قبول کر لی [illegible] ہم [illegible] کریں گے۔ دوسری طرف عمارہ بن شہاب روانہ کئے گئے تھے۔ مقام زبالہ میں پہنچے تھے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی۔ صاحب سلامت ہوئی [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] کوفہ [illegible] طلیحہ نے کہا: "بہتر یہ ہے کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ اہل کوفہ اپنے امیر ابو موسیٰ اشعری کو تبدیل کرنا نہیں چاہتے اور اگر تم ضد کرو گے تو تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔" یہ سن کر عمارہ واپس [illegible] عبیداللہ بن عباس [illegible] یعلی بن امیہ [illegible] کر کے مکہ روانہ ہو گیا تھا اس کے بعد عبیداللہ بن عباس بلا مزاحمت یمن میں داخل ہو گئے۔

**قیس بن سعد کی مصر کو روانگی:** قیس بن سعد مصر جا رہے تھے کہ ایلہ میں سواروں کے ایک دستے سے ملاقات ہوئی جو مصر سے آ رہا تھا۔ ان لوگوں نے پوچھا: "تم کون ہو؟" جواب دیا: "میں قیس بن سعد ہوں عثمان کا [illegible]" [illegible] کے زمانے میں ان کے ساتھ [illegible] قیس [illegible] مصر پہنچے۔ امیرالمومنین علی کا [illegible] مصریوں کے [illegible] قیس [illegible] اور [illegible] نے یہ کہا [illegible] ہمارے بھائیوں [illegible] کی اطاعت [illegible]۔

**سہل بن حنیف کی واپسی:** سہل بن حنیف شام کی طرف جا رہے تھے تبوک پہنچے۔ چند سواروں سے ملاقات ہوئی سواروں نے دریافت کیا "تم کون ہو؟" سہل نے جواب دیا "میں امیر شام ہوں۔" سواروں نے کہا "اگر تم کو عثمان نے [illegible]

نے میرے [illegible] ان کے قتل کے بعد ہی اور ان کی [illegible] کی خبر ہو گئی تھی۔ امیر المومنین علی نے [illegible] افسوس ہمیں اس امر سے تم دونوں کا اتفاق [illegible] نے [illegible] سے چلے جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر المومنین علی نے ایک [illegible] کی طرف [illegible] طرف روانہ ہوئے۔ [illegible] نے جواب لکھا [illegible] آپ کی بات [illegible] کے ہاتھ [illegible] کیا۔ معاویہ نے شہادت عثمان کے بعد [illegible] بعد ازاں [illegible] ایک [illegible] معاویہ اپنی غلطی [illegible] رضی اللہ [illegible] اور [illegible] کیا تھا۔

**امیر معاویہ کا قاصد:** [illegible] امیر المومنین علی [illegible] قاصد نے عرض کی [illegible] آپ [illegible] عثمان کی قمیص خون آلود [illegible] امیر المومنین علی نے [illegible] [illegible]

**حضرت علی کی شام پر فوج کشی اور امیر معاویہ سے جنگ کا فیصلہ:** [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ نے [illegible] المومنین [illegible]

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ یضرس بانیاب و یوطا بمنسم

امیر المومنین علی نے جواب دیا:

متی یجمع القلب الذکی و صارما و انفا حمیا تجتنبک المظالم

زیاد کو پتہ لگ گیا کہ امیر المومنین کی غرض دینے والے نہیں ہیں، معاویہ سے ضرور معرکہ آرائی کریں گے۔ اتنا کہہ کر اہل مدینہ کے پاس آیا اور جناب موصوف کی رائے سے مطلع کیا۔

**جنگ کی تیاریاں** اس کے بعد طلحہ اور زبیر عمرہ کی اجازت لے کر مکہ روانہ ہو گئے اور امیر المومنین علیؓ نے شام پر فوج کشی کا قصد کر کے اہل مدینہ کو جنگ شام کی ترغیب دی۔ سامان حرب و جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن حنفیہ کو علم لشکر مقرر کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن عباس، میسرہ پر عمرو بن ابی سلمہ کو (بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو) اور ابولیلیٰ بن عمرو بن الجراح برادر زادہ ابو عبیدہ کو مقدمۃ الجیش پر متعین کیا۔ اس لشکر میں کسی ایسے شخص کو ان لوگوں میں سے مقرر نہ کیا جنہوں نے عثمان بن عفان پر خروج کیا تھا۔ مدینہ پر قثم بن عباس کو مقرر فرمایا۔ قیس بن سعد کو مصر میں، عثمان بن حنیف کو بصرہ میں، ابو موسیٰ کو کوفہ میں لشکر کے فراہم کرنے اور شام کی طرف بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ غرض شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اہل مکہ کی مخالفت کی خبر پہنچی۔ امیر المومنین علیؓ نے شام کی مہم بالکل ترک کر دی۔

**اہل مکہ کی مخالفت** جس وقت اہل مکہ کی خبر امیر المومنین کو پہنچی لوگوں کو جمع کر کے بیان کیا "بے شک طلحہ، زبیر اور عائشہ ناراض ہو کر لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتے ہیں لیکن در پردہ میری خلافت کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمہاری جماعت پر مجھے کسی امر کا اندیشہ نہ ہو گا۔ میں رکا رہوں گا اور وہ رکے رہیں"۔ بعد ازاں امیر المومنین حضرت علیؓ نے ان پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اہل مدینہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو یہ امر شاق گزرا۔ پھر آپ نے کمیل نخعی کے ذریعہ عبداللہ بن عمرؓ کو بلا بھیجا اور چلنے کو کہا۔ عبداللہ بن عمر نے جواب دیا "ہم اہل مدینہ ہیں جو اہل مدینہ کریں گے وہی ہم کریں گے۔ اس امر میں پیش قدمی کر کے ہم ایسا نمونہ بننا نہیں چاہتے"۔

**حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روانگی** اس کے بعد ام کلثوم بنت امیر المومنین علی زوجہ فاروق اعظمؓ نے حاضر ہو کر اہل مدینہ کی جو خبریں اڑتی تھیں درست نہ تھیں۔ اس کے بعد دوسرے دن یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن عمرؓ مکہ روانہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالب نے تاکید کی کہ ملک شام کے راستوں پر آدمیوں کو بھیج دیا۔ ام کلثوم یہ سن کر حاضر ہوئیں اس وقت جناب موصوف بازار مدینہ میں کھڑے لوگوں کو ابن عمرؓ کی گرفتاری پر روانہ کر رہے تھے۔ ام کلثوم نے کہا: اے امیر المومنین! ابن عمرؓ عمرہ کی غرض سے مکہ چلے گئے ہیں اور کسی امر کی مخالفت کا ارادہ نہیں رکھتے۔ علی ابن ابی طالب کو یقین ہو گیا، خیالات تبدیل ہو گئے۔ پھر اہل مدینہ کو مخاطب کر کے اہل مکہ کی طرف جنگی تیاریوں کا ارادہ کیا۔ اہل مدینہ بھی آمادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے جس نے مستعدی ظاہر کی وہ ابو الہیثم بن التیہان بدری اور خزیمہ بن ثابت تھے۔ زیاد بن حنظلہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ اہل مدینہ علی ابن ابی طالب کے ہمراہ خیمہ روانہ ہو رہے ہیں تو آپ بھی آمادگی ظاہر کی اور سب صاحب عام نے با آواز بلند علی ابن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا کہ جو شخص تمہارے ساتھ چلنے سے گریز کرے گا میں اس سے سمجھ لوں گا اور تمہارے مخالفوں سے لڑوں گا۔

**حضرت عائشہؓ کا قصد، قاتلان عثمانؓ کا مطالبہ** ام المومنین عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ عثمان بن عفانؓ میں قصد حج مکہ گئی ہوئی تھیں اور بعد ادائے مناسک حج مدینہ کو واپس آ رہی تھیں۔ اثنائے راہ میں مقام سرف میں بنی لیث کے ایک شخص عبداللہ بن

ابی سلمہ سے ملاقات ہوئی دریافت کیا مدینہ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا عثمانؓ شہید کیے گئے لوگوں نے علیؓ کی خلافت کی بیعت کر لی۔ ام المومنین عائشہؓ نے ارشاد کیا ’’واللہ عثمانؓ مظلوم مارے گئے میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی‘‘ عبید نے کہا ’’آپ ہی تو کہتی تھیں اور اس سے پیشتر آپ کیا کہتی تھیں‘‘ جواب دیا ’’جب ان لوگوں نے پہلے توبہ کرائی پھر ان کو شہید کیا‘‘ غرض ام المومنین یہ خبر سن کر اسی مقام سے واپس مکہ میں آئیں لوگوں کا ایک مجمع ہو گیا آپ نے فرمایا ’’افسوس ہے اطراف و جوانب کے شہروں اور شکوں اور مدینہ کے غلاموں نے جمع ہو کر فساد برپا کیا اور اس شخص مقتول (عثمانؓ) سے ناخوشی کی اس وجہ سے کہ اس نے نو عمروں کو عامل مقرر کیا تھا۔ پس جب ان لوگوں نے اپنے دعویٰ پر دلیل و حجت قائم نہ کی تو اس کی عداوت پر کمر بستہ ہو گئے۔ چنانچہ جو ناحق خون کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس کو بہایا جس شہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت گاہ بنایا تھا وہاں پر خون ریزی کی حرمت مہینہ میں خون ریزی کر کے اس کی حرمت ضائع کر دی۔ جس مال کا لینا جائز نہ تھا اس کو لوٹ لیا۔ واللہ عثمانؓ کی ایک انگلی بھی ان جیسے تمام عالم سے افضل ہے اور یہ شکلیں جس سبب سے عثمانؓ سے عداوت رکھتے تھے اس سے عثمانؓ پاک و صاف ہو گیا تھا جیسا کہ سونا میل سے یا کپڑا دھونے سے صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ عثمانؓ کی طرف سے بدلہ لینے کی داعی ہوئیں۔ سب سے پہلے عبداللہ بن عامر حضرمی نے جو مکہ میں عثمانؓ کے عامل تھے لبیک کہا بنی امیہ کرام کے تمام ہمراہیوں نے جو عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ سے بھاگ کر مکہ آ گئے تھے آپ کا ساتھ دیا ان میں سعید بن العاص اور اعیان بنی امیہ ولید بن عقبہ وغیرہ تھے

**حضرت عائشہؓ کا بصرہ جانے کا فیصلہ** اس عرصہ میں عبداللہ بن عامر بصرہ سے یعلیٰ بن منیہ یمن سے مع سامان اور چھ لاکھ درہم لے کر مکہ آئے۔ طلحہؓ و زبیرؓ بھی مدینہ سے مکہ آ گئے۔ ام المومنین عائشہؓ نے دریافت کیا ’’تم لوگ کیسے آئے‘‘؟ جواب دیا ’’ہم اعرابیوں کے خوف سے چلے آئے، جو لوگ کہ مدینہ پر مسلط ہو گئے ہیں۔ تو ہم ان سے علیحدگی کر کے آئے‘‘ ام المومنین عائشہؓ نے کہا ’’(انہضوا بنا الیہم) ہم لوگوں کو ان کی طرف لے چلو‘‘ بعض نے شام جانے کی رائے دی ابن عامر بولے شام میں معاویہؓ ہیں وہ آپ لوگوں کے بدلے قصاص کو کافی ہیں بصرہ کی طرف چلو میری وہاں بڑی جماعت ہے اور لوگوں کا رجحان طلحہؓ کی جانب ہے بصرہ چلنا ہی مناسب ہے کیونکہ جس قدر ہمارے ہمراہی ہیں وہ ان لوگوں کے مقابلہ پر کافی نہیں ہیں۔ چنانچہ بصرہ کا ارادہ کیا اور کہا کہ جب ہم بصرہ پہنچیں گے تو اہل بصرہ کو بھی قصاص عثمانؓ پر آمادہ کر لیں گے جیسا کہ اہل مکہ کو آمادہ و مستعد کر لیا ہے۔ اسی وقت جو سامان و سامان حرب تھا لشکر کے ہمراہ کیا۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ کو بلایا اور طلحہ و زبیر نے ساتھ چلنے کو کہا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے انکار کیا اور کہا کہ میں مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو وہ کریں گے وہی میں کروں گا۔ امہات المومنین جو ام المومنین عائشہؓ کے ہمراہ مکہ میں تھیں مدینہ جانے والی تھیں بصرہ کو قصد نہیں کیا تھیں ام المومنین حفصہؓ نے ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کے کہنے سے رک گئیں۔

**حضرت عائشہؓ کی بصرہ کو روانگی** غرض ابن عامر اور یعلیٰ بن منیہ نے اپنے مال و اسباب سے قافلہ کی روانگی کا ساز و سامان درست کیا اور یہ منادی کرائی کہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہم) بصرہ جا رہے ہیں جس شخص کو اسلام

سے ہمدردی اور خون عثمان کا بدلہ لینا منظور ہو اور ان کے پاس سواری نہ ہو تو آئے اس کو سواری دی جائے گی۔ چنانچہ چھ سو آدمی جو چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ و مدینہ کے ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوئے۔ آگے چل کر اطراف و جوانب کے لوگ آ آ کر ملتے گئے۔ یہاں تک کہ تین ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ام الفضل بنت الحارث مادر عبداللہ بن عباس نے قبیلہ جہینہ کے ظفر نامی ایک شخص کو اجرت دے کر ایک خط امیر المومنین علیؓ کے پاس مدینہ منورہ بھیجا۔ کہتے ہیں کہ نماز کا وقت آ گیا مروان نے اذان دی اور طلحہ و زبیر کے پاس جا کر کہا "تم دونوں میں سے کون شخص امامت کرے گا؟" ابن زبیر نے کہا "میرا باپ" ابن طلحہ نے کہا "میرا باپ" ام المومنین عائشہؓ کے کانوں تک یہ آواز پہنچی مروان کے پاس کہلا بھیجا۔ کیا تم ہمارے کام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہو، امامت میرا بھانجا (بھانجا) عبداللہ بن زبیر کرے گا۔

**سعید بن العاص کا مطالبہ** لشکر و صحابات المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ ذات عرق تک آئیں اور اس مقام سے رخصت ہوئیں۔ اس کے بعد سعید بن العاص، مروان بن حکم اور ان کے ہمراہی ام المومنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیر کے پاس گئے۔ خون عثمان کا بدلہ لینے کو کہا ان لوگوں نے جواب دیا "ہم نے اسی غرض سے خروج کیا ہے کہ قاتلین عثمان سے ہم قصاص لیں"۔ پھر طلحہ و زبیر سے مخاطب ہو کر کہا ((اصدقانی لمن الامر ان ظفرتما)) "اگر تم فتح مند ہو گئے تو خلیفہ کس کو بناؤ گے"۔ جواب دیا ہم دونوں میں سے جس کو منتخب کر لیں گے۔ سعید نے کہا نہیں! عثمان کے لڑکے کو خلافت دینا کیونکہ تم لوگ تو ان (عثمان) کا معاوضہ لینے کو نکلے ہو"۔ جواب دیا "یہ کیا ممکن ہے کہ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر ان کے لڑکوں کو حاکم بنا دیں"۔ سعید بولے "میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں تم کو کوشش نہ کرنا چاہیے جب کہ تم بنی عبد مناف کو خلافت سے ہٹانے کی کوشش کر رہے"۔ طلحہ و زبیر نے کچھ جواب نہ دیا سعید واپس چلے گئے۔

**چشمہ حواب کا واقعہ** ان کے لوٹتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید، مغیرہ بن شعبہ اور جو لوگ ان کے ہمراہ بنو ثقیف کے تھے واپس ہو گئے طلحہ و زبیر باقی ماندہ لوگوں کو لے کر آگے بڑھے ان کے ہمراہ ابان اور ولید پسران عثمان بھی تھے۔ یعلیٰ بن منبہ نے ام المومنین عائشہؓ کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا اور جس کو انہوں نے سو دینار اور بعض کہتے ہیں کہ اسی دینار میں خریدا تھا۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ اونٹ قبیلہ عرینہ کے ایک شخص کا تھا جو دو سو درہم اور ایک اونٹ دے کر اس کو خریدا گیا تھا اور اسی شخص کو رہبری پر مقرر کیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ چشمہ حواب پر پہنچے اور کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ چشمہ حواب ہے۔ ام المومنین عائشہؓ نے چیخ کر ارشاد کیا "مجھ کو واپس لوٹاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس وقت آپ کے پاس آپ کی بیبیاں بیٹھی ہوئی تھیں کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے کس کو حواب کے کتے بھونکیں گے"۔ یہ کہہ کر آپ نے اونٹ کی گردن پر ہاتھ پھیر کر بٹھا دیا اونٹ سے اتر پڑیں ایک دن رات قیام رہا اہل قافلہ کے تمام لوگ یہ چلا رہے تھے یہی الفاظ ((النجاء النجاء قد ادرککم علی)) "جلدی کرو جلدی کرو بے شک علی آ پہنچے"۔ بس قافلے نے نہایت تیزی سے سفر کو طے کیا اور نواح بصرہ میں پہنچا۔

**اہل بصرہ سے مراسلت** بجیر بن عبداللہ تیمی نے کہا اے ام المومنین! میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ہرگز

ایسی قوم میں نہ جائیے جس سے آپ نے کوئی مراسلت نہ کی ہو۔ حالات دریافت کرنے کی غرض سے عبداللہ بن عامر کو بصرہ بھیجئے ان کے وہاں قدیمی تعلقات ہیں۔ ام المومنین عائشہؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور عبداللہ بن عامر کو روانہ کیا ساتھ ہی اس کے روانہ ہونے بصرہ والوں اور احنف بن قیس اور صبرہ بن شیمان وغیرہ جیسے لوگوں کو خطوط بھیجے۔ پس لشکر روانہ کئے۔ خود جواب کے انتظار میں مقام حفیر میں ٹھہری رہیں۔ بصرہ سے عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو جو ایک معمولی آدمی تھا اور ابوالاسود دؤلی کو جو معزز اور ممتاز شخص تھا ام المومنین عائشہؓ کے پاس ان کے آنے کا سبب دریافت کرنے کو بھیجا۔

ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا "بلوائیوں اور شہر کے اوباش قبائل نے ایسا کیا ہے جس میں مسلمانوں کا ... لہٰذا میں اس غرض سے نکلی ہوں کہ مسلمانوں کو ان کی حرکتوں اور واقعات سے مطلع کروں اور ان کی اصلاح کروں اس خروج سے میرا مقصد مسلمانوں کی اصلاح کرنا ہے"۔ یہ کہہ کر آپ نے قرآنی آیت ﴿لا خیر فی کثیر من نجواھم﴾ تا آخر تلاوت کی۔ پھر دونوں آدمی طلحہ کے پاس آئے تو آنے کا سبب دریافت کیا۔ جواب دیا بغرض مطالبہ خون عثمان۔ پھر انہوں نے کہا "کیا تم نے علی ابن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟" جواب دیا "ہاں لیکن اس شرط اور اس حالت سے کہ قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے اور تلوار ہمارے سر پر تھی (یعنی مجبوری) اگر ہم نے بیعت کی (لیکن علیؓ نے قاتلین عثمان کا کچھ فیصلہ نہ کیا)۔

**عثمان بن حنیف کی مخالفت:** ابوالاسود اور عمران زبیر کے پاس گئے انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ دونوں لوٹ کر عثمان بن حنیف کے پاس آئے عثمان نے فرمایا: ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ پڑھ کر کہا رب کعبہ کی قسم اسلام کی چکی چلی۔ دیکھئے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمران بولے "خاموشی اختیار کرو"۔ عثمان نے کہا نہیں! میں ان کو امیر المومنین علیؓ کے آنے تک روکوں گا۔ عمران یہ سن کر اٹھے اور اپنے مکان پر چلے آئے۔ اتنے میں ہشام بن عامر آ گئے اور یہ رائے دی کہ نرمی اور ملاطفت سے اس وقت تک کام لیجئے جب تک امیر المومنین علیؓ کا حکم نہ آئے۔ عثمان نے اس سے انکار کیا اور لوگوں کو جمع ہونے اور لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے عثمان نے ایک شخص کو جو کوفہ کا رہنے والا قیس نامی تھا تقریر کرنے کو کھڑا کیا۔ اس شخص نے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا "اے لوگو! اگر طلحہ اور زبیر اور ان کے ہمراہی مکہ سے جان کے خوف سے آئے ہیں تو یہ بات خلاف قیاس ہے کیونکہ ایسا مقام ہے کہ جہاں پر چڑیوں تک کو امن ہے کوئی ذرہ بھر کسی کو نہیں ستا سکتا اور خون عثمان کا بدلہ لینے کو آئے ہیں تو ہم لوگ عثمان کے قاتل نہیں ہیں۔ بہتر ہے تم لوگ میری بات سنو ہے کہ نکل کر ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں فوراً اسی طرف لوٹا دو"۔ اسود بن سریع سعدی نے جواب دیا "تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ لوگ ہم کو قاتلین عثمان کہہ کر آئے ہیں؟ نہیں ان کا ایسا خیال نہیں ہے بلکہ ہم سے اور ہمارے سوا اور لوگوں سے قاتلین عثمان کے مقابلہ پر امداد لینے کو آئے ہیں۔" لوگوں نے قیس کو کنکریوں سے مارا جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ عثمان کو اس خیال سے کہ طلحہ و زبیر کے معاون اور ہمدرد بصرہ میں موجود ہیں سخت صدمہ ہوا۔

**حضرت عائشہؓ کا خطبہ:** اس کے بعد ام المومنین عائشہؓ مع ہمراہیوں کے مربد پہنچیں۔ عثمان نے بصرہ سے نکل کر صف آرائی کی اہل بصرہ جو ام المومنین عائشہؓ کا ساتھ دینا چاہتے تھے وہ بھی شہر سے نکل کر اس مقام پر آ کر جمع ہو گئے طلحہ میمنہ پر

تھے جو ان میں سے نکل کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر عثمان بن عفان کے فضائل و مناقب بیان کئے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی۔ [illegible] تقریر ختم کر چکے [illegible] بن حنیف [illegible]

[illegible]

**حکیم بن جبلہ کا قتل** ام المومنین [illegible] عثمان بن حنیف [illegible]

[illegible]

[illegible]

تعرض کیا حکیم نے اس کو مار ڈالا۔ پھر اور ایک عورت کو اسی الزام میں قتل کیا۔ بعد ازاں لڑائی شروع ہو گئی۔ دن ڈھلے تک بڑے زور و شور سے لڑائی جاری رہی۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں بہت آدمی کام آئے۔ فریقین بکثرت زخمی ہوئے جب لڑائی نے دونوں حریفوں کو تھکا دیا تو مجبور ہو کر صلح کی طرف مائل ہوئے یہ طے پایا کہ ایک معتبر شخص جس پر فریقین کو اعتماد ہو مدینہ جائے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ طلحہ و زبیر نے بکراہت بیعت کی ہے یا برضا؟ اگر بکراہت بیعت کی ہے تو عثمان بن حنیف بصرہ کو خالی کر دے۔ ورنہ طلحہ اور زبیر بصرہ سے لوٹ جائیں"۔

**حضرت اسامہ بن زید پر حملہ:** اقرار نامہ لکھے جانے کے بعد کعب بن سور قاضی بصرہ مدینہ کو روانہ ہوئے جمعہ کے دن پہنچے۔ لوگوں کو جمع کر کے دریافت کیا" کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اسامہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا"۔ بے شک طلحہ اور زبیر نے بکراہت بیعت کی ہے"۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی لوگ اسامہ بن زید پر ٹوٹ پڑے اور ان کو مارنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ مار ڈالے جاتے صہیب ابو ایوب اور محمد بن مسلمہ نے ان کی جان بچائی۔ [illegible] ناکام ہو کے کعب بصرہ واپس ہوئے۔ اس واقعہ کی خبر امیر المؤمنین علیؓ تک پہنچی آپ نے عثمان بن حنیف کو احتیاطاً لکھا کہ واقعہ وہ دونوں (طلحہ اور زبیر) اگر ہم کو خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لیے کسی حیلہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور بات پر مجتمع ہوں تو ہم ان سے اور وہ ہم سے نپٹ لیں گے۔

**عثمان بن حنیف کی گرفتاری:** کعب کی واپسی پر طلحہ اور زبیر نے عثمان بن حنیف کو مصالحت کی گفتگو کرنے کو بلایا اور اقرار نامہ کی شرط کے مطابق بصرہ خالی کر دینے کا پیام دیا۔ عثمان بن حنیف نے امیر المؤمنین کا فرمان پا کر آنے اور بصرہ خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ طلحہ اور زبیر نے لوگوں کو جمع کیا اور نماز عشاء کے بعد مسجد کی طرف بڑھے۔ عبدالرحمن بن عتاب نے بڑھ کر حملہ کیا۔ تلواروں کی جھنکار مسجد میں آ پہنچی تقریباً چالیس آدمی اس وقت مسجد میں موجود تھے لڑائی ہوئی مارے گئے عثمان بن حنیف گھر میں گھس کر گرفتار کر لائے گئے طلحہ اور زبیر کے روبرو پیش کیا۔ لوگوں نے عثمان کے چہرے کے تمام بال نوچ ڈالے تھے۔ طلحہ اور زبیر نے ام المؤمنین کو اس سے مطلع کیا آپ نے چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنے اور مارنے کا حکم دیا تھا۔ بہرکیف جو کچھ ہوا عثمان بن حنیف کو شہر بدر کر دیا اور مار نہیں پڑی۔ مورخ واقدی و ہشام بن مسعودی تمیمی نے لکھا ہے کہ فریقین میں اقرار نامہ نہیں ہوا تھا لڑائی سے تھک کر دونوں فریقین نے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کو لکھا تھا عثمان بن حنیف نماز پڑھاتے تھے۔ فریق مخالف نے ناگاہ حملہ کیا اور پکڑ لائے پھر ان کو انکار کرنے کی وجہ سے مار پیٹ کر قید کر دیا۔

**حضرت طلحہ اور زبیر کا اہل بصرہ سے خطاب:** بصرہ میں داخل ہو کر طلحہ و زبیر نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ دیا: "اے اہل بصرہ! توبہ گناہ گار کی مہر ہے ہم چاہتے تھے کہ امیر المؤمنین عثمانؓ کے بلوائیوں کے مطالبات پر غور کرنے سے راضی کر لیں اس اثناء میں کمینوں بلوائیوں نے غلبہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا"۔ حاضرین طلحہ کو مخاطب ہو کر بولے "ہمارے پاس تو تمہارے خطوط اس کے خلاف آتے تھے"۔ زبیر نے جواب دیا ہم نے ہرگز ایسے خطوط نہیں لکھے۔ زبیر نے اس فقرے کو ختم کر

نے مجلس میں [illegible] دنیا کی [illegible] بیان کیا اور امیر المومنین علیؓ پر ان کی شہادت کا الزام لگانے لگے۔ قبیلہ عبد القیس سے ایک شخص نے اعتراض کیا: "اے [illegible] تم وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کی اور اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوئی۔ [illegible] تمہاری [illegible] کرتے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی۔ تم نے [illegible] ان دو شخصوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی خلافت پر ہم سب راضی ہو گئے۔ [illegible] مال [illegible] تم نے اپنے مشورے سے تیسرے شخص کو امیر بنایا [illegible] ان پر [illegible] نے قتل کر دیا۔ [illegible] تم نے [illegible] بیعت کی [illegible] اب [illegible] صاف [illegible] تم [illegible] انتقام لینے پر آمادہ [illegible] ہم [illegible] عثمان بن حنیف پر تم لوگوں نے حملہ [illegible] قریب تھا کہ [illegible] ڈالا۔"

**حکیم بن جبلہ کا حملہ اور ناکامی** [illegible] عثمان بن حنیف [illegible] حکیم بن جبلہ [illegible] عبد القیس اور [illegible] کے [illegible] ان [illegible] سے [illegible] عثمان بن حنیف [illegible] حکیم بن جبلہ [illegible] کی [illegible] ان لوگوں نے [illegible] قتل [illegible] حکیم بن جبلہ نے [illegible] جنگ [illegible] حضرت زبیر اور [illegible] عبد الرحمن بن [illegible] کے مقابلے [illegible] اور [illegible] عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام نے مقابلہ [illegible] نہایت [illegible] جان [illegible] ان کے [illegible]

**حرقوص بن زہیر کا فرار** [illegible] قبیلہ سعد [illegible] عبد الرحمن بن [illegible] قبیلہ عبد القیس اور [illegible] بیت المال [illegible] قبیلہ عبد القیس اور [illegible] بیت المال کا [illegible] امیر المومنین علیؓ [illegible] عثمانؓ [illegible]

**حضرت علیؓ کی بصرہ کو روانگی** [illegible] امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ [illegible] ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہم) [illegible] معلوم [illegible] بصرہ [illegible] امیر المومنین [illegible] کے خلاف [illegible]

---

[illegible]

خروج بصرہ کی بابت اور ابو قتادہ نے آمادگی ظاہر کی تو بعض اہل مدینہ بھی تیار و مستعد ہو گئے۔ ام المومنین ام سلمہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ بھیجا۔ لیکن یہ قبل روانگی لشکر طلحہ اور زبیر کو واپس لانے کی غرض سے بصرہ روانہ ہو گئے تھے آخر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ میں امیر المومنین علیؓ مدینہ پر تمام بن عباس کو اور بعض کہتے ہیں کہ سہل بن حنیف کو اور مکہ پر قثم بن عباس کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ روانہ ہوئے کوفہ اور مصر کے نو سو آدمیوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔

**حضرت علیؓ اور عبداللہ بن سلامؓ:** اثنائے راہ میں عبداللہ بن سلام مل گئے گھوڑے کی عنان پکڑ کر بولے "امیر المومنین! آپ مدینہ سے تشریف نہ لے جائیے۔ واللہ اگر آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر یہاں پھر لوٹ کر نہ آئے گا"۔ لوگ عبداللہ بن سلام کی طرف گالیاں دیتے ہوئے دوڑ پڑے تو آپ نے فرمایا "اس سے درگزر کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے اچھا آدمی ہے" اور آگے بڑھے۔ ربذہ پہنچے اس مقام پر یہ خبر لگی کہ طلحہ اور زبیر بصرہ پر قابض ہو گئے ہیں آپ نے اسی مقام پر قیام کیا۔ مشورہ اور مختلف احکام صادر فرمائے۔

**امام حسنؓ کے حضرت علیؓ پر اعتراضات:** اسی اثناء میں آپ کے لڑکے حسنؓ آ گئے۔ مدینہ سے بصرہ جانے اور ان کا مشورہ نہ ماننے کی بابت عرض و معروض کرنے لگے۔ امیر المومنین علیؓ نے جواب دیا تم نے کس امر کی بابت مجھے مشورہ دیا جو میں نے نہیں مانا۔ حسنؓ بولے "میں نے آپ کو زمانہ محاصرہ عثمانؓ میں یہ رائے دی تھی کہ مدینہ سے چلے جائیے عثمانؓ کے قتل کے وقت مدینہ میں نہ رہیے اور قتل کے بعد میں نے گزارش کی کہ جب تک عرب کے وفود نہ آ لیں اور امصار ان بلاد اسلامیہ آپ کی خلافت کی بیعت نہ کر لیں اس وقت اہل مدینہ سے بیعت نہ لیجیے۔ پھر میں نے اس گروہ کے خروج کے وقت کہا تھا کہ آپ گھر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہیے یہاں تک کہ فتنہ و فساد فرو ہو جائے۔ آپ نے ان میں سے ایک کو بھی قبول نہ فرمایا۔

**حضرت علیؓ کا امام حسنؓ کو جواب:** امیر المومنین علیؓ نے جواب دیا "اے صاحبزادے! تم نے مدینہ سے خروج کی بابت جو کہا تو سوائے خروج کے مجھے کوئی چارہ نہیں تھا اور بے شک ان لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا جیسا کہ عثمانؓ کو گھیر لیا تھا اور بیعت کا یہ جواب ہے کہ میں نے یہ خیال کر کے اگر میں بیعت نہیں لیتا ہوں تو اس سے خلافت اور اسلام کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور ارباب حل و عقد اہل مدینہ ہی تھے نہ کہ تمام عرب اور بلاد اسلامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ارباب حل و عقد نے ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ میں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر جب ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف انتقال کیا تو لوگوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا میں نے ان کی اتباع کی بعد ازاں عمرؓ بھی رحمت الٰہی سے جا ملے میں بھی ارباب شوریٰ سے تھا۔ لوگوں کے مشورے سے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی میں نے بھی بیعت کی بعد ازاں عوام نے بلوہ کر کے عثمانؓ کو شہید کر ڈالا اور بخوشی و رغبت میری بیعت کی۔ پس میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو میری مخالفت کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ صادر کرے ((وھو خیر الحاکمین)) اور تمہارا یہ کہنا کہ طلحہ و زبیر کی نسبت میں سکوت اختیار کر لوں بیٹھ رہوں خروج نہ کروں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض ادا نہ کروں گا تو کون شخص اس کو ادا کرے گا۔ حسنؓ یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ امیر المومنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو لوگوں کے جمع کرنے کو کوفہ روانہ کیا۔ خود ربذہ میں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔

بعد چند [illegible] سے [illegible] اور [illegible] منگوائے۔ آپ نے [illegible] ان لوگوں کی بابت ہم آپ کے [illegible] گئے۔ آپ نے جواب دیا "میں ان کی اصلاح کروں گا [illegible] ان کی بہت [illegible] کروں گا اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو میں ان سے جنگ کروں گا۔"

**قبائل ازد سے [illegible] پیش کش:** ربذہ سے [illegible] روانہ ہوئے تو [illegible] کی ایک جماعت [illegible] کی آئی۔ [illegible] آپ نے ان کی تعریف کی اور ساتھ لیا۔ ربذہ سے روانہ ہوئے تو حضرت اشترؓ [illegible] بن [illegible] تھے۔ [illegible] سوار [illegible] کر کتاب [illegible] کی درخواست کی آپ نے فرمایا "اپنے اقرار پر قائم [illegible]" اسی مقام پر ایک شخص شیبانی [illegible] آپ نے اس سے ابو موسیٰ کا حال دریافت فرمایا تو اس نے [illegible] اصلاح [illegible] صاحب [illegible] اتفاق [illegible] "اگر تم صلح کا قصد رکھتے ہو تو وہ تمہارا ساتھی ہے اور اگر قصد جنگ ہے تو وہ تمہارا حریف نہیں ہے" آپ نے فرمایا "واللہ [illegible] کوئی قصد نہیں [illegible]" [illegible] قلیلہ واپس [illegible]

**عثمان بن حنیف کی حضرت علیؓ سے ملاقات:** عثمان بن حنیف [illegible] جب [illegible] ملاقات کو آئے تو [illegible] کہنے لگے [illegible] "اے امیر المومنین! آپ نے مجھے داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا اور اب میں بے داڑھی کے آیا ہوں" آپ نے فرمایا "تم نے اجر [illegible] پایا [illegible]" [illegible] لوگوں نے [illegible] انہوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا [illegible] بہت لوگوں نے [illegible] اور ان کے ساتھ [illegible] تم کو معلوم ہے [illegible] بیعت کی [illegible] والا [illegible] انہوں نے [illegible] کی اور [illegible] کی مخالفت [illegible] وہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں ان سے جدا [illegible] آپ [illegible] کرتے [illegible] تھا [illegible] "ہم [illegible]" آپ نے [illegible] جواب دیا [illegible] جواب دیا تھا۔ [illegible] آئی [illegible] آپ نے ان کی تعریف [illegible]

**حضرت ابو موسیٰ کا طرز عمل:** محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر [illegible] ہوئے تھے انہوں نے [illegible] امیر المومنین علی [illegible] ابو موسیٰ سے امیر المومنین علی [illegible] بابت مشورہ [illegible] ابو موسیٰ [illegible] اور [illegible] آخرت [illegible] محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر [illegible] آیا۔ ابو موسیٰ [illegible] ابو موسیٰ نے کہا [illegible] کی [illegible] ضروری ہے [illegible] دونوں [illegible] امیر المومنین علیؓ کے پاس آئے۔ امیر المومنین علیؓ نے [illegible] کی طرف متوجہ ہو کر کہا "تم ابو موسیٰ کے معاملے میں [illegible] عبداللہ بن عباس [illegible] اور [illegible] کی اصلاح

[illegible]

**عمار بن یاسر کی حضرت ابوموسیٰ سے تلخ کلامی** [illegible]

**حضرت ابوموسیٰ کا خطبہ** [illegible]

---

[illegible]

**حضرت علی کو اہل کوفہ کی امداد:** محمد بن جعفر نے بھی اسی قسم کی تقریر کی اور ابو موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہا "تم ہوتے ہو کیا تم نے امیر المومنین علیؓ کی بیعت نہیں کی؟" جواب دیا ہاں! مگر وہ وقت کیا گیا تھا جس سے انکار یہ کام کیا ہے جس سے ان کی بیعت توڑ دی جائے؟ ابو موسیٰ بولے "میں اس معاملے کو نہیں جانتا"۔ محمد نے تحت ... کہا "اگر تم یہ نہیں جانتے ہو تو ہم تم سے جھگڑا کرتے ہیں یہاں تک کہ تم جان جاؤ گے۔ امیر المومنین نے بلایا ہے تاکہ جو معاملات ان میں اور ان کے دونوں رفیقوں (طلحہ و زبیر) میں پیش آگئے ان کو سلجھا دیں امیر المومنین علیؓ بہترین امت ہیں جو شخص ان کی مدد کو جائے گا ان کے ہمراہ چلے گا۔" عمار بولے "علیؓ نے تم لوگوں کو حق کے دیکھنے کو بلایا ہے ان کے ہمراہ چلو۔" حسن بن علیؓ نے کہا "اے لوگو! ہماری دعوت قبول کرو اور ہماری اطاعت کرو اور جس مصیبت میں تم اور ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر ہم مظلوم ہیں تو ہماری مدد کرو اور اگر ہم ظالم ہیں تو ہمارا ساتھ دو اور ہم سے حق لو۔ طلحہ و زبیر نے سب سے پہلے بیعت کی اور سب سے پہلے انہوں نے بدعہدی کی۔" لوگوں کے دلوں پر اس تقریر کا ایک قوی اثر پیدا ہوا سب نے آمادگی ظاہر کی۔ عدی بن حاتم اور حجر بن عدی نے اپنی اپنی قوم کو جنگ پر ابھارا چنانچہ حسن بن علیؓ کوفہ سے نو ہزار کی جمعیت لے کر روانہ ہوئے جو ذی قار تک خشکی کے راستے سے چلے اور ... پانی کے راستے سے روانہ ہوا۔

**حضرت ابو موسیٰ کا کوفہ سے اخراج:** حسن و عمار روانہ ہو گئے تو بعد امیر المومنین حضرت علیؓ نے اشتر کو بھی روانہ کیا تھا جب اشتر کوفہ پہنچا اس وقت حسن اور عمار ابو موسیٰ سے مسجد میں ایک مجمع عام میں امیر المومنین کے ساتھ دینے پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ پر سے گزرتا تھا ان کو قصر کی طرف بلاتا جاتا تھا۔ ایک گروہ کثیر ساتھ ہو کے قصر امارت تک پہنچا۔ ابو موسیٰ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے لوگوں کو خاموشی کی ہدایت کر رہے تھے یہ کہتے جاتے تھے "... فتنہ ... " اشتر نے قصر کو ... ابو موسیٰ کے غلاموں کو نکالنے کا حکم دیا جس وقت ابو موسیٰ آئے اشتر نے چلا کر کہا "اخرج لا ام لک اخرج اللّٰہ نفسک" (تیری ماں مر جائے خدا تجھ کو یہاں سے نکالے) ابو موسیٰ نے شام تک نکل جانے کی مہلت طلب کی۔ لوگ ابو موسیٰ کے اسباب لوٹنے لگے اشتر نے ان کو اس سے منع کر دیا۔

**اہل کوفہ کی حضرت علیؓ سے ذی قار میں ملاقات:** حسن بن علیؓ نے کوفیوں کو مرتب کیا اور کنانہ، اسد، تمیم، رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار ریاحی کو، قیس پر سعد بن مسعود ثقفی کو، بجیلہ اور انمار پر ... کو، کندہ ... حضرموت ... قضاعہ اور مہرہ پر حجر بن عدی کو ... ہمدان ... پر ... کو مقرر کیا ... جنگ کی ترغیب دینے والے زید بن صوحان، اشتر، عدی بن حاتم، مسیب بن نجبہ اور یزید بن قیس جیسے لوگ تھے۔ الغرض اہل کوفہ امیر المومنین حضرت علیؓ کی خدمت میں ذی قار میں حاضر ہوئے آپ نے استقبال کیا مرحبا کہا اور یہ ارشاد فرمایا "اے اہل کوفہ! تم کو اس غرض سے بلایا ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر اپنے بھائیوں (اہل بصرہ) سے مقابلہ ہو اگر وہ لوگ اپنے ارادے سے رجوع کر لیں تو بہتر ہے اور اگر اپنے خیال پر اصرار

کریں تو ان کا علاج ہم نرمی کے ساتھ کریں گے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتداء نہ ہو اور ہم کسی کام کو جس میں ذرہ برابر فساد ہو گا بغیر اصلاح کے نہ چھوڑیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ" اہل کوفہ نے امیر المومنین کے پاس ذی قار میں قیام کیا۔ قبیلہ عبدالقیس جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی بصرہ اور امیر المومنین کے درمیانی میدان میں ٹھہرے اور اس کے دوسرے دن امیر المومنین علیؓ نے قعقاعؓ بن عمرو کو طلحہ اور زبیر کے پاس سمجھانے کو بصرہ روانہ کیا۔

**فریقین کی مصالحانہ کوشش:** قعقاعؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت نصیب ہوئی تھی روانگی کے وقت آپ نے ان سے دریافت فرمایا" تم ایسی حالت میں کیا کرو گے جب وہ کوئی ایسا امر پیش کریں جس کی نسبت تم کو کوئی ہدایت نہیں کی گئی؟ عرض کی اگر وہ ایسی قسم کی ہیں جن کی آپ نے ہدایت کی ہے تو ہم ان کا وہی جواب دیں گے اور اگر اس کے سوا کوئی نئی بات پیش کریں گے تو ہم اپنی رائے سے اور اپنے اجتہاد سے جواب دیں گے جیسا کہ مجھے مناسب ہو۔ امیر المومنین علیؓ نے فرمایا بے شک تم اس کے سزاوار ہو۔ غرض قعقاعؓ بصرہ پہنچ کر ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے ام المومنین آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ فرمایا لوگوں کا اختلاف اور ان کی اصلاح۔ قعقاعؓ نے کہا طلحہ اور زبیر کو بلوایئے آپ کے روبرو ان سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ ام المومنین عائشہؓ نے طلحہ اور زبیر کو بلوا بھیجا۔ دونوں آئے اور باتیں ہونے لگیں۔

قعقاعؓ: میں نے ام المومنین عائشہؓ سے دریافت کیا تھا کہ آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ ام المومنینؓ نے اس کے جواب میں فرمایا اختلاف امت اور ان کی اصلاح! تم لوگ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے بھی یہی جواب دیا

قعقاعؓ: اس اصلاح کی وجہ کیا ہے اور تم کو اس کا کیا حق حاصل ہے۔

طلحہ و زبیر: قاتلین عثمان سے قصاص لینا اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جائیں گے تو گویا قرآن ترک ہو جائے گا۔

قعقاعؓ: تم نے قاتلین عثمان کے شبہ میں اہل بصرہ کے چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس سے چھ ہزار آدمیوں کو برافروختگی ہوئی تم نے حرقوص بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن ان چھ ہزار نے اس کو بچا لیا۔ پس اگر تم ان لوگوں سے لڑو گے تو بہت بڑا فساد برپا ہوگا کل مضر اور ربیعہ تمہارے خلاف لڑائی پر متفق ہو جائیں گے ایسی صورت میں اصلاح کہاں رہ گئی۔

ام المومنین عائشہؓ (قعقاعؓ سے مخاطب ہو کر) آخر تمہاری کیا رائے ہے؟

قعقاعؓ: اس امر کا علاج بالفعل تسکین فرو کرنا ہے اور مصالحت سے کام نکلے پھر اس کے بعد قصاص لینا تاکہ مسلمانوں کو عافیت حاصل ہو آپ لوگ خیر و برکت کی کلید ہیں ہم کو بلا میں نہ ڈالیں ورنہ آپ بھی آزمائش میں پڑ جائیں گے اس سے ہم کو اور آپ کو بھی نقصان پہنچے گا" اس تقریر کا ام المومنین اور طلحہ و زبیر کے دل پر بڑا اثر پڑا اور ان لوگوں نے متفق ہو کر کہا "بے شک تمہاری رائے صائب ہے تم علیؓ کے پاس جاؤ وہ تمہاری رائے سے اتفاق کریں تو ابھی صلح ہوئی جاتی ہے قعقاعؓ لوٹ کر امیر المومنین کے پاس آئے اور کل حالات عرض کئے امیر المومنین علیؓ کو اس سے تعجب اور خوشی ہوئی۔

**فریقین کی مصالحت پر آمادگی:** اس واقعہ کے قبل اہل بصرہ کے وفود امیر المومنین کی خدمت میں اہل کوفہ کی رائے

مقرر کرنے کو آئے ہوئے تھے۔ ان سب نے بھی صلح پر اتفاق ہونے کا اظہار کیا تھا۔ لیکن انہی لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کو مصالحت ناگوار گزر رہی تھی۔ القصہ امیر المومنین نے لشکر بصرہ کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اگلے دن کوچ کرنے کا حکم سنا دیا اور فرمایا اور ان لوگوں کی نسبت جو محاصرہ عثمان میں شریک تھے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے گروہ سے الگ ہو جائیں ہمارے ساتھ نہ چلیں۔

**سبائیوں کی فتنہ انگیزی:** اس مصالحت کا حال سن کر ابن سوداء عبداللہ بن سبا مع ان لوگوں کے جنہوں نے عثمان بن عفان کی مخالفت پر بیڑا اٹھایا تھا اور بغاوت کی تھی ایک مقام پر جمع ہوئے۔ علباء بن الہیثم، عدی بن حاتم، سالم بن ثعلبہ اور شریح بن اوفی وغیرہ جو سردار ان بلوائیوں کے تھے شریک جلسہ تھے آپس میں مشورہ کرنے لگے اس وقت تک طلحہ اور زبیر کی رائے قصاص لینے کی تھی لیکن اب تو امیر المومنین کی رائے بھی قصاص لینے کی ہو گئی اور وہ کتاب اللہ سے خوب واقف ہیں۔ امیر المومنین نے جو فرمایا ہے وہ تم نے سن ہی لیا۔ کل اگر یہ لوگ اکٹھے ہو گئے تو ہم کو قتل کر لیں گے اور اگر ہم تنہا رہ جائیں گے تو ہمارے ساتھ کیا کچھ نہ کریں گے۔ اشتر نے کہا "واللہ ان سب کی رائے ہمارے بارے ایک ہی ہے اگر یہ مصالحت کریں گے تو ہمارے خون پر مصالحت کریں گے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم علی اور طلحہ پر حملہ کر کے انہیں بھی عثمان کے پاس پہنچا دیں۔ اس کے بعد خود بخود سکون ہو جائے گا"۔ ابن السوداء نے جواب دیا تم نے ٹھیک کہا لیکن تم ڈھائی ہزار کی جمعیت رکھتے ہو اور طلحہ کے ہمراہی بھی پانچ ہزار کے قریب ہیں تم صرف ڈھائی ہزار کی جمعیت سے ہو تم اپنا نقصان ہی کرا بیٹھو گے۔

**فریقین پر حملہ کا منصوبہ:** علباء بولا "بہتر یہ ہے کہ فریقین کو چھوڑ دو یہاں تک کہ کوئی ان میں سے تمہارا حاکم بنے"۔ ابن السوداء نے کہا یہ رائے صحیح نہیں ہے اگر تم ان دونوں فریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم کو یہ ایک ایک کر کے قتل کریں گے۔ عدی نے جواب دیا "ہم نہ اس بات سے راضی ہیں اور نہ اس سے کہ یہ معاملہ کر لیں اتفاق جو واقع ہونے والا ہے وہ واقع ہو لیا اور لوگ اس سے باز آ چکے (صلح و آرام ہو گی) ہمارے پاس سواری بھی (آلات حرب) بھی ہیں اگر ہماری طرف بڑھیں گے تو ہم بھی بڑھیں گے وہ ہم پر حملہ کریں گے تو ہم بھی حملہ کریں گے۔ سالم اور شریح نے رائے دی کہ یہاں سے نکل جانا چاہیے" ابن السوداء نے کہا "اے بھائیو تمہاری عزت اس میں ہے کہ لوگوں میں مل جل کر انہیں لڑا دو میرے نزدیک بہتر ہو گا کل جب فریقین جمع ہوں تو جس طرح ممکن ہو کسی طرف سے لڑائی چھیڑ دو۔ لڑائی شروع ہو جانے پر تم سے وہ لوگ غافل ہو جائیں گے اور تم لوگ جن کو برا جانتے ہو اس سے محفوظ رہو گے۔ الغرض حاضرین نے ابن السوداء کی رائے پسند کی اور اسی اتفاق پر علیحدہ ہوئے۔

**حضرت علیؓ کی مراجعت:** صبح ہوتے ہی امیر المومنین نے کوچ کیا اور قبیلہ عبدالقیس کے گروہ میں پہنچے وہ بھی ساتھ ہو گئے پھر یہاں سے روانہ ہو کر زاویہ میں قیام پذیر ہوئے پھر زاویہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہؓ نے بھی فرضہ سے کوچ کیا۔ نصف جمادی الثانی ۳۶ھ کو مقام قصر عبیداللہ بن زیاد میں فریقین ملے۔ بکر بن وائل اور عبدالقیس نے مقابلت کر کے امیر المومنین حضرت علیؓ کے لشکر میں آ گئے۔ تین روز تک بلا جدال و قتال ٹھہرے رہے۔ زبیرؓ کے بعض

مگر انہوں نے لڑائی چھیڑنے کی رائے دی، لیکن تمہیں اب معلوم ہے کہ فتنہ کی صورت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے۔ ہم سے لڑائی نہ ہوگی۔ اسی قسم کا امیر المومنین سے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کل لڑائی ہو گئی تو فریقین کے مقتولین کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا[1]: "میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا اور ان کا کوئی شخص قتل نہ کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے دلوں کو صاف کر دیا ہے اور اگر کوئی مقتول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔" بعد ازاں آپ نے ساتھیوں کو لڑائی سے منع کر دیا اور حکیم بن سلام، مالک بن حبیب کو طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اگر تم لوگ اس اقرار پر قائم ہو جس کی قعقاعؓ نے خبر دی ہے تو لڑائی سے رکے رہو یہاں تک کہ کوئی امر طے پا جائے۔

**احنف بن قیس کی کنارہ کشی:** اس کے بعد احنف بن قیس امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ یہ اس گروہ سے علیحدہ ہو کر الگ ہو گئے تھے۔ شہادت کے بعد امیر المومنین عثمانؓ کے حج سے واپس ہو کر امیر المومنین علیؓ کی بیعت کی تھی۔ احنف کہتے ہیں کہ جس زمانے میں امیر المومنین عثمانؓ محاصرہ میں تھے میں حج کو جا رہا تھا، میں نے طلحہ و زبیر و ام المومنین عائشہؓ سے کہا تھا کہ عثمانؓ ضرور شہید کئے جائیں گے تو ان کے بعد کس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی؟ تو ان لوگوں نے کہا علیؓ کے ہاتھ پر۔ جب میں حج کر کے واپس ہوا تو عثمان بن عفانؓ شہید ہو چکے تھے۔ میں نے علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اہل و عیال میں چلا آیا۔ اس کے بعد طلحہ و زبیر و ام المومنین بصرہ پہنچے اور مجھے امیر المومنین علیؓ کی مخالفت کی غرض سے طلب کیا۔ مجھے سخت تشویش ہوئی۔ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ، دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بھائی اور داماد۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر میں نے ان لوگوں سے کہا: "کیا تم لوگوں نے مجھے بیعت کرنے کی اجازت نہ دی تھی؟" جواب دیا: "دی تھی! لیکن علی نے شرط بیعت پوری نہ کی۔" میں نے کہا: "واللہ! تو میں تمہارے ساتھ نہ لڑوں گا اور نہ امیر المومنین سے لڑوں گا بلکہ سب سے علیحدہ ہو کر کسی گوشے میں جا بیٹھوں گا۔" اس گفتگو کے بعد احنف چھ ہزار آدمیوں کو لے کر بصرے سے نکل کر جلحاء کے مقام پر جا کر مقیم ہو گئے۔ پھر جب امیر المومنین علیؓ آئے تو احنف آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: تم کو اختیار ہے چاہو تو ہمارے ساتھ ہو کر لڑو اور چاہو تو سکوت اختیار کرو۔ احنف نے سکوت پسند کیا۔ چنانچہ احنف قبیلہ تمیم اور بنو سعد کو لے کر دونوں فریق سے علیحدہ ہو گئے۔ پھر جب امیر المومنین علیؓ کامیاب ہوئے تو احنف حاضر خدمت ہوئے اور

---

[1] یہ الفاظ علامہ ابن خلدون نے بیان کئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب [illegible] آپ نے ایک روز خطبہ دیا، اثناء خطبہ میں [illegible] [illegible] [illegible] ابو سلامہ دالانی نے دریافت کیا [illegible] آپ نے جواب دیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں سے مقتول جنت میں داخل ہوں گے۔

پوری پوری احتیاط کی۔

**حضرت زبیر کی علیحدگی:** جس وقت دونوں فریق مقابل ہوئے طلحہ اور زبیر صف لشکر سے نکلے امیر المومنین علی بھی اپنے لشکر سے باہر آئے دونوں فریق اس قدر قریب ہو گئے کہ ان لوگوں کی سواریوں کی گردنیں مل گئیں (یعنی ایک دوسرے سے مل گئے) امیر المومنین نے کہا: "تم لوگوں نے آلات حرب سواروں پیادوں کو جمع کر کے میرے ساتھ عداوت کی کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عداوت کی کوئی وجہ ہے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں؟ تم پر میرا خون اور تمہارا خون مجھ پر حرام نہیں ہے؟ کیا کوئی ایسا امر ہوا ہے کہ جس سے میرا خون تم کو مباح ہو؟" طلحہ نے جواب دیا "کیا تم نے عثمان کے قتل میں سازش نہیں کی؟" بولے "اللہ تعالیٰ سچے دین کو پورا کرے گا اور قاتلین عثمان پر لعنت بھیجے گا اے طلحہ کیا تم نے میری بیعت نہیں کی؟" جواب دیا "تلوار میری گردن پر رکھی تھی" (یعنی مجبوری بیعت کی تھی) اس کے بعد امیر المومنین نے زبیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا تم کو وہ دن یاد ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ بے شک تم ایک ایسے شخص سے لڑو گے جس پر تم ہی ظلم کرنے والے ہو گے؟" جواب دیا "ہاں مجھے یاد آ گیا۔ اگر تم میری روانگی سے پیشتر مجھے اس بات کو یاد دلا دیتے تو میں ہرگز خروج نہ کرتا اور اب واللہ میں تم سے ہرگز نہ لڑوں گا۔" اس قدر گفتگو کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ امیر المومنین علی نے اپنے لشکر میں واپس ہو کر ہمراہیوں سے فرمایا "زبیر تو اب ہم سے نہ لڑیں گے"۔

زبیر ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی جب سے میں نے ہوش سنبھالا سوائے آج کے اس موقع کے ہمیشہ انجام کار جانتا تھا ام المومنین نے کہا "تمہارا کیا قصد ہے تم کیا چاہتے ہو؟" جواب دیا "میرا یہ قصد ہے کہ میں ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں"۔ ام المومنین جواب نہ دینے پائی تھیں کہ عبداللہ بن زبیر بول اٹھے "ہاں جب دونوں کو صف آرا کر لیا اور ایک گروہ دوسرے کی عداوت پر ابھار دیا تو اب چلے جانے کا قصد کرتے ہیں اصل یہ ہے کہ آپ ابن ابی طالب کے پھریرے سے ڈر گئے اور آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس کے اٹھانے والے جوان مرد شجاع ہیں اور اس کے نیچے چمکتی ہوئی تلواریں ہیں اس سے آپ میں بزدلی آ گئی ہے۔" زبیر نے کہا "میں نے قسم کھائی ہے" جواب دیا "اپنی قسم کا کفارہ دیں اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دیں"۔ بعض کا بیان ہے کہ زبیر نے اسی وقت واپسی کا قصد کیا تھا جب کہ عمار بن یاسر کو علی ابن ابی طالب کے ہمراہ دیکھا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا"۔

**اہل بصرہ کے تین گروہ:** اہل بصرہ کے تین گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ طلحہ و زبیر کے ہمراہ تھا اور کچھ لوگ امیر المومنین علی کے ساتھ رہنے پر تلے ہوئے تھے اور تیسرا گروہ وہ تھا جو شریک جنگ نہ تھا نہ ان کے ہمراہ تھا اور نہ ان کا ساتھ دیتا تھا احنف بن قیس اور عمران بن حصین وغیرہ اسی گروہ میں تھے۔

**فریقین میں مصالحت:** امیر المومنین نے تین روز میں قیام فرمایا ان دونوں کا سردار صبرہ بن شیمان تھا کعب بن سور نے سکوت کرنے کو کہا تھا انہوں نے اس سے انکار کیا۔ ان کے ہمراہ قبائل مضر و ارباب بصرہ کی ایک جماعت تھی جانب ابن راشد نے عمرو بن تمیم ہمدردی

[illegible] ان سب کی مجموعی تعداد ڈھائی ہزار کے قریب تھی۔ [illegible] ایک دوسرے کے مقابل اترے ہوئے تھے [illegible]

**مخالفین صلح کا اچانک حملہ** [illegible]

[illegible]

**جنگ جمل** [illegible]

[illegible]

تھا تھوڑی دیر تک لڑائی جاری رہنے سے اصحاب جمل کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔

**حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کی شہادت:** طلحہ کے پاؤں میں ایک تیر لگا جس کے صدمۂ زخم سے مجبور ہو کر بصرہ چلے گئے۔ خون کسی طرح نہ رکا اور اسی حالت میں وفات پا گئے۔ زبیرؓ وادی السباع کی جانب چلے گئے کیونکہ امیر المؤمنین علیؓ نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی تھی۔ راستہ میں احنف کا لشکر تھا عمرو بن الجرموز نے لشکر سے نکل کر تعاقب کیا قریب پہنچ کر مسئلہ پوچھنے لگا جب نماز کا وقت آیا اور زبیر نماز پڑھنے لگے تو عمرو بن الجرموز نے ان کو شہید کر ڈالا اور گھوڑا ہتھیار انگوٹھی لے کر احنف کے پاس آیا احنف نے کہا "واللہ میں نہیں جانتا کہ تو نے یہ کام اچھا کیا یا برا؟" ابن جرموز یہ سن کر امیر المؤمنین علیؓ کے خیمہ کی طرف آیا اور دربان سے کہا "امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ قاتل زبیر حاضری کی اجازت طلب کرتا ہے" آپ نے فرمایا اجازت دے دو اور جہنم میں جانے کی بشارت دے دو۔

**حضرت کعب کی شہادت:** اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی منہزم گروہ بصرہ کے قریب پہنچ گیا تھا چونکہ امیر المؤمنین کے لشکر کے سواروں نے ام المؤمنین کے اونٹ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اس سے اصحاب جمل ام المؤمنین کے بچانے کو جوش میں آ کر پھر لوٹ پڑے اور لڑائی اسی زور و شور سے پھر شروع ہو گئی جیسا کہ اس سے پیشتر تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی ام المؤمنین نے لڑائی روکنے کی غرض سے کعب بن سور سے فرمایا "تم ناقہ کو چھوڑ دو اور قرآن لے کر صف لشکر سے نکل کر میدان میں جاؤ اور ان کے مقابلہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ" چنانچہ کعب قرآن شریف لے کر صف لشکر سے نکلے امیر المؤمنین علیؓ کے لشکر کے بڑھاؤ فرقہ سبائیہ نے جو سب سے آگے تھا کعب پر تیر برسائے کعب شہید ہو گئے۔

**حضرت عائشہ کی عماری پر تیروں کی بوچھاڑ:** ان لوگوں نے ام المؤمنین کے عماری پر تیر برسانے شروع کئے۔ ام المؤمنین نے بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو امداد کے لئے بلایا۔ پھر قاتلین عثمان کے حق میں بددعا کرنے لگیں اہل لشکر بھی آپ کے ہمراہ بددعا کر رہے تھے ایک طرف لڑائی کا شور برپا تھا۔ تیر و تلوار کی آواز سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے دوسری طرف سے بددعا کی آواز آ رہی تھی جس سے میدان جنگ گونج رہا تھا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اس شور کو سن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ام المؤمنین عائشہ قاتلین عثمان کو بددعا دے رہی ہیں آپ نے فرمایا: اللھم العن قتلۃ عثمان "اے خدا قاتلین عثمان پر لعنت بھیج"۔

---

۱ طلحہ کے پاؤں میں جو تیر لگا تھا وہ مروان بن حکم نے چلایا تھا [illegible] سے مقصد کے حاصل کرنے سے معذور ہو کر میدان جنگ سے مجروح ہو کر ایک مکان میں قیام کرنا [illegible] بصرہ چلے گئے [illegible] خون اس کثرت سے جاری تھا [illegible] ان کے غلام نے [illegible] آواز دی [illegible] تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

۲ زبیرؓ کو علیؓ [illegible] میدان جنگ سے نکل کر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث [illegible] یاد دلائی [illegible] زبیر لڑائی [illegible] عمرو بن جرموز نے تعاقب کیا اور وادی السباع میں پہنچ کر نماز میں شہید کیا۔ آپ کے قاتل [illegible]

**ناقۂ ام المومنین پر یورش:** جب یہ حالت ہو [illegible] ام المومنین کے سرداروں میں [illegible] عبد الرحمن بن [illegible] عتاب اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام ان کے پاس جمع تھا [illegible]

[illegible]

**ناقہ پر حملہ:** [illegible] بھائی عبد اللہ [illegible] ام المومنین کے [illegible] عبد الرحمن [illegible]

[illegible]

میں تھا پس پانچ آدمیوں کے جوان کے خاندان سے تھے اور تین آدمی بنی مخزوم کے اور زبیرؓ کے کام آ چکے تھے کہ کامیابی نصیب ہوا۔

**اختتام جنگ:** بعض نے ناقے کے مارے جانے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ قعقاع نے اشتر سے واپسی کی درخواست کی جب کہ وہ ناقے کے پاس سے لوٹ کر آیا تھا اس نے کچھ جواب نہ دیا قعقاع نے دوبارہ کہا۔ اس وقت ناقہ کی مہار زفر بن الحارث کے ہاتھ میں تھی چند بوڑھے بنی عامر کے مارے گئے قعقاع نے بجیر بن دلجہ (بنی ضبہ) سے کہا (یہ امیر المومنین علیؓ کے ہمراہیوں میں سے تھا) تم اپنی قوم سے مل کر آگے بڑھو اور ناقہ کو مار گراؤ قبل اس کے کہ امیر المومنین یا ام المومنین کو کوئی صدمہ پہنچے"۔ چنانچہ بجیر اپنی قوم سے الگ ہو کر ناقے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پر ایک تلوار ماری اور اس دوسرے پاؤں پر تلوار کو پڑا قعقاع نے جو شخص ان کے نزدیک کھڑا تھا اسے لے کر زفر کے ساتھ عماری کی رسیاں کاٹ دیں اور عماری اتار لی۔ اصحاب جمل ناقے کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے آتش جنگ فرو ہوئی امیر المومنین علیؓ نے منادی کرا دی کہ کوئی شخص کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے کسی زخمی کا کام تمام نہ کیا جائے اور نہ کوئی گھر میں گھسے۔ محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ مقتولین کے درمیان سے عماری علیحدہ کر دو اور پردہ کی وجہ سے اس پر قبہ بنا دیا اس کے بعد امیر المومنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کے ذریعہ سے ام المومنین عائشہؓ کی خیریت دریافت کر لی۔

**حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات:** بعض نے لکھا ہے کہ جس وقت یہ ذکر آیا تھا محمد بن ابی بکرؓ مع عمار بن یاسر ناقے کے پاس گئے اور عماری کو اٹھا کر ایک ایسے مقام پر رکھا جہاں پر کوئی شخص نہ تھا امیر المومنین علیؓ عماری کے قریب تشریف لے گئے دریافت کیا (کیف انت یا اماہ) "اے ماں تم کیسی ہو"۔ جواب دیا الحمد للہ خیریت سے ہوں۔ امیر المومنین نے کہا ((یغفر اللہ لک)) "اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے"۔ ارشاد کیا (ولک ایضاً) "اور تم سے بھی خدا تعالیٰ درگزر کرے"۔ اس کے بعد سرداران لشکر اور روساء شہر ام المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے از انجملہ قعقاع بھی تھے قعقاع نے سلام کیا۔ ام المومنین نے جواب دینے کے بعد فرمایا مجھے یہ شوق محبوب تھا کہ میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی"۔ قعقاع نے واپس ہو کر امیر المومنین علیؓ سے یہ قول کو بیان کیا امیر المومنین علیؓ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

**صحابہ کبار کی شہادت:** جس وقت رات نے اپنے سیاہ دامن سے آفتاب کے رخ روشن کو چھپا لیا تو ام المومنین کے بھائی محمد بن ابی بکر نے ام المومنین کو بصرہ میں لے جا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں صفیہ بنت الحارث بن ابی طلحہ (عبدالداری) مادر طلحہ الطلحات بن عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیحدہ کر کے شہر میں لانے لگے مقتولوں کے ملاحظہ کو خود امیر المومنین میدان جنگ میں تشریف لے گئے کعب بن سور، عبدالرحمن بن عتاب اور طلحہ بن عبیداللہ کی لاشوں کو دیکھ کر فرمایا افسوس لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر فقط عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ ان میں سے ایسے لوگ بھی موجود تھے"۔ پھر آپ نے دونوں فریق کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز جنازہ پڑھی۔ قریش کو علیحدہ اور باقیوں کو یکجا کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا جمع کر کے جامع مسجد میں لائے اور یہ

منادی کرا دی کہ جو شخص چاہے اپنے مال و اسباب کی شناخت کر کے لے جائے البتہ جو آلات حرب بیت المال میں رکھے جا چکے تھے ان پر نشان حکومت ہوتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں دونوں فریقوں کے دس ہزار آدمی کام آئے۔ ان میں ایک ہزار صرف بنو ضبہ کے تھے۔

**احنف بن قیس کا اظہار اطاعت**: اختتام جنگ کے بعد احنف بن قیس بنی سعد کو لے کر حاضر ہوئے تو امیر المومنین علیؓ نے فرمایا "تم انتظار کرتے تھے" عرض کیا "میں نے اس میں بھلائی سمجھی تھی۔ آپ ہی کے حکم سے جو کچھ ہوا ہوا نرمی اختیار کیجئے آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بعید ہے اور آپ کو بہ نسبت کل کے آج میری زیادہ ضرورت ہے آپ مجھ سے ایسی گفتگو نہ کیجئے میں ہمیشہ آپ کا مخلص و خیر خواہ رہوں گا"۔ دوشنبہ کے دن امیر المومنین شہر بصرہ میں داخل ہوئے لوگوں نے اپنے اپنے علموں کے نیچے بیعت کی یہاں تک کہ زخمیوں اور امان یافتہ لوگوں نے بھی بیعت کی۔ جس وقت بیعت لے چکے عبدالرحمن بن ابی بکرہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بیعت کی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا "تمہارے چچا زیاد کا کیا حال ہے اس کا تو ہم انتظار کرتے رہے" جواب دیا "وہ علیل ہیں" امیر المومنین علیؓ عبدالرحمن کو لے کر زیاد کے پاس گئے۔ زیاد نے معذرت کی آپ نے ان کی معذرت قبول کی اور امارت بصرہ قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کر کے عرض کیا "آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو مقرر فرمائیے میں مشورہ دینے میں شریک رہوں گا"۔

**حضرت ابن عباسؓ کا بصرہ کی امارت پر تقرر**: چنانچہ امیر المومنین نے ابن عباسؓ کو بصرہ کی امارت پر مامور کیا اور زیاد کو خراج اور بیت المال پر مامور کیا اور ابن عباسؓ کو تاکید کر دی کہ ہر کام میں مشورہ لیتے رہنا اور ان کی اتفاق رائے سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ پھر امیر المومنین علیؓ ام المومنین کے پاس تشریف لے گئے جو عبداللہ بن خلف کے مکان میں تھیں۔ عبداللہ بن خلف کی ماں اور چند عورتوں نے امیر المومنین علیؓ کو دیکھ کر سخت سست کہا۔ آپ نے کچھ توجہ نہ کی۔ بعض ہمراہیوں نے آپ کو ابھارنا چاہا آپ نے فرمایا "چپ رہو۔ عورتیں ضعیف البیان ہوتی ہیں تا وقتیکہ اسلام نہیں لاتی تھیں ہم کو مشرک عورتوں سے تعرض کرنے کو منع کرتے تھے چہ جائیکہ مسلمان عورتوں سے تعرض کیا جائے"۔ امیر المومنین علیؓ ام المومنینؓ کے پاس سے باہر آئے تو معلوم ہوا کہ بعض لوگ دروازہ پر ام المومنین کی شان میں ناملائم الفاظ سے یاد کر رہے تھے آپ نے ان میں سے بعض لوگوں کو گرفتار کر کے درے لگوائے۔

**حضرت عائشہؓ کی مکہ معظمہ کو روانگی**: قریب روانگی امیر المومنین علیؓ نے سامان سفر درست کر کے ام المومنین عائشہؓ کو مع چالیس معزز عورتوں کے جو بصرہ کی رہنے والی تھیں اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصرہ سے روانہ کیا۔ یکم رجب شنبہ کا دن تھا۔ امیر المومنین آئے اور آپ کے ہمراہ کئی میل تک گئے اور اپنے بیٹوں کو ایک دن کی مسافت تک پہنچانے کو بھیجا۔ ام المومنین مکہ معظمہ تشریف لے گئیں حج ادا کیا اور پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ جو امیہ کا خاندان اس معرکہ جنگ سے بچ کر نکل گیا تھا عتبہ بن ابی سفیان عبدالرحمن و یحییٰ پسران حکم اور مروان نے عصمہ بن ابیر تمیمی کے پاس پناہ لی جب یہ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا تو عصمہ بن ابیر تمیمی نے ان کو شام پہنچا دیا۔ عبداللہ بن عامر بنی حرقوص کے مکان میں تھا اور مروان بن الحکم مالک بن مسمع کے گھر میں تھا۔ بعض نے لکھا

ہے کہ اس عامر نام امیر المومنین [illegible] کتاب [illegible] جب آپ مدینہ سے روانہ ہوئے تو اس عامر سے علیحدہ ہو کر شام چلا گیا۔ ابن زبیر ایک شخص [illegible] کے مکان میں [illegible] امیر المومنین [illegible] اعلان [illegible] آپ نے اپنے [illegible] کو بلوایا۔

امیر المومنین [illegible] کی روانگی کے بعد امیر المومنین علی نے بیت المال کو کھلوایا [illegible] آپ نے حکم دیا [illegible] ہر شخص کو پانچ پانچ سو ملے۔ [illegible] آپ نے حاضرین سے خطاب [illegible] اگر تم لوگ [illegible] ہو گئے تو [illegible] کے علاوہ [illegible] آپ [illegible] زبان کھولی [illegible] آپ نے [illegible] سے منع فرمایا تھا [illegible] کے ساتھ [illegible] امیر المومنین علی [illegible] کے [illegible] کسی امر کا قصد رکھتے ہوں تو [illegible] قیام کر جائے۔

واقعہ جمل کی دوسری روایت۔ بعض نے واقعہ جمل کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المومنین علی نے [illegible] کے پاس [illegible] سے روانہ [illegible] کوفہ [illegible] لائیں [illegible] امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہو کر [illegible] آپ نے [illegible] کی معرفت [illegible] کہ تم نے [illegible] امیر المومنین [illegible] کے پاس روانہ کیا۔ امیر المومنین نے اپنے [illegible] عمار بن یاسر [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] اور [illegible] کر کے [illegible] لوگوں کو جنگ [illegible] روانہ کیا [illegible] کے ساتھ [illegible] تم [illegible] کر [illegible] امیر المومنین نے کہا کہ قرآن [illegible] جنگ [illegible] کے [illegible] کی طرف [illegible] قرآن [illegible] اس کے [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ نے [illegible] امیر المومنین [illegible] کی [illegible] جس [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ [illegible] امیر المومنین نے کہا [illegible] امیر المومنین نے جواب دیا [illegible] میرے ساتھ میری قوم نے [illegible] اس [illegible] اور [illegible] امیر المومنین [illegible] العمل مشخصی من کتاب

ابی جعفر الطبری اعتمدناہ للوثوق بہ و السلامۃ من الاھواء الموجودۃ فی کتب ابن قتیبۃ وغیرہ من المورخین)

"یہ واقعات جنگ جمل کے ہیں جن کو ہم نے کتاب ابو جعفر طبری سے خلاصہ کر کے لکھا ہے ہم کو اس کتاب کے صحیح ہونے پر وثوق ہے اور یہ کتاب ان اغراض سے مبرا ہے جو اور موجودہ کتب تواریخ ابن قتیبہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔"

**شہدائے جنگ جمل:** واقعہ جمل میں منجملہ ہمراہیان ام المومنین کے عبدالرحمٰن برادر طلحہ (صحابی تھے) محرز بن حارثہ العبشمی (ان کو فاروق اعظم نے امیر مکہ مقرر کیا تھا) مجاشع اور مجالد پسران مسعود اور امیر المومنین علی کے ہمراہیوں سے عبداللہ بن حکیم بن حزام ہمدانی بالا (یہ امیر المومنین سے مقابلہ کو نکلے تھے) کام آ گئے۔

**جبلہ و عمران کا خروج:** اس جنگ سے فراغت پائے ہوئے دو مہینے نہ گزرے تھے کہ جبلہ بن عتاب حنظلی اور عمران بن الفضیل البرجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کر کے سجستان کا قصد کیا۔ امیر المومنین علی نے عبدالرحمٰن بن جرو الطائی کو ایک قوم کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ لیکن ان لوگوں نے ان کو قتل کر ڈالا تب امیر المومنین علی نے عبداللہ بن عباس کو لکھ بھیجا کہ کسی کو سجستان کا والی مقرر کر کے روانہ کرو۔ چنانچہ ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا گیا ان کے ہمراہ حصین بن ابی الحر بھی تھے۔ پس جبلہ میدان معرکہ میں ان کے ہاتھ سے مارا گیا اور ہمراہی بھاگ گئے ربعی نے سجستان پر قبضہ کر لیا۔

* * *

# باب: ۲۱

# جنگِ صفین

**محمد بن ابی حذیفہ:** جنگ یمامہ میں ابو حذیفہ کی شہادت کے بعد ان کا لڑکا محمد امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے سایہ عاطفت میں پرورش ہونے لگا۔ یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچ گیا۔ اتفاق سے ایک دن اس نے شراب پی امیر المومنین عثمانؓ نے دُرّے لگوائے اس نے توبہ کی۔ دین تقویٰ اور عبادت کی طرف مائل ہوا اور امیر المومنین عثمانؓ سے کسی شہر کی حکومت کی درخواست کی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے نااہل سمجھ کر امارت نہ دی اس وقت اس نے بحری جہاد کرنے کی غرض سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے سامان سفر درست کر کے روانہ کیا عوام الناس اس کی عبادت و تقویٰ دیکھ کر بہ تعظیم پیش آنے لگے۔ پھر اس نے بہمراہی ابن ابی سرح غزوہ صواری میں جہاد کیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

**محمد بن ابی حذیفہ کی مخالفت:** بوجہ بات مذکورہ محمد بن ابی حذیفہ ابن ابی سرح اور امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کیا کرتا اور محمد بن ابی بکر اس معاملے میں اس کا ساتھ دیتے تھے۔ ابن ابی سرح نے امیر المومنین عثمانؓ کو ان کی شکایت لکھی امیر المومنین نے لکھا کہ محمد بن ابی بکر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا بھائی ہے اور محمد بن ابی حذیفہ کی میں نے پرورش کی ہے تم ان دونوں کی حرکات سے چشم پوشی کرو۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تالیف قلوب کے خیال سے تیس ہزار درہم اور ایک گراں بہا خلعت روانہ کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ نے اس عطیہ کو مسجد میں رکھ کر کہا "اے گروہ مسلمانان! تم لوگ دیکھتے ہو عثمان مجھے حیلہ و فریب سے پھنسانا چاہتے ہیں مجھے رشوت دیتے ہیں"۔ اس سے مصریوں کا میلانِ خاطر اس کی طرف اور بڑھ گیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر حضرت عثمانؓ پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابی حذیفہ کو لکھا جس میں اپنے حقوق و احسانات تحریر کئے۔

**محمد بن ابی حذیفہ کا مصر پر قبضہ:** محمد بن ابی حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ کے خلاف ابھارتا رہا۔ یہاں تک کہ مصریوں نے امیر المومنین عثمانؓ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور علم بغاوت بلند کیا اور محاصرے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے (محمد بن ابی حذیفہ) مصر میں ٹھہرا رہا۔ جب مصریوں کی روانگی کے بعد ابن ابی سرح بھی امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ امیر المومنین

عثمانؓ شہید ہو گئے اور امیر المومنین علیؓ کی بیعت کی گئی۔

**محمد بن ابی حذیفہ کا قتل:** عمرو بن العاص معاویہ کی امارت کی بیعت لینے قیس بن سعد کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچا۔ محمد بن ابی حذیفہ نے مزاحمت کی عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو شکست دی مصر سے نکل بھاگا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار آدمیوں کو لے کر نکلا عمرو بن العاص نے قید کیا اور محمد کو حضرت علیؓ سے ملانا کر کے قتل کر ڈالا۔ میرے نزدیک یہ روایت صحت کا درجہ نہیں رکھتی بات یہ ہے کہ عمرو بن العاص نے مصر پر حضرت علیؓ کے قتل کے بعد قبضہ حاصل کیا تھا اور امیر المومنین علیؓ نے قیس کو بیعت خلافت لیتے ہی مصر [illegible] کے قتل کے بعد مصر بھیجا تھا۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المومنین عثمانؓ کو مدینہ منورہ میں مصریوں نے محاصرہ کیا تو محمد بن ابی حذیفہ نے ابن ابی سرح کو مصر سے نکال دیا اور مصر پر قبضہ کر لیا اور ابن ابی سرح فلسطین چلا گیا یہاں تک کہ امیر المومنین عثمانؓ کی شہادت ہوئی اور امیر المومنین علیؓ کی بیعت کی گئی قیس بن سعد والی مصر ہوئے تو [illegible] ابن ابی سرح نے [illegible] قیام کیا [illegible] عمرو بن العاص نے [illegible] کے بعد مصر پر چڑھائی کی تھی اور ابن ابی حذیفہ [illegible] عمرو بن العاص نے بلا بھیجا امیر المومنین علیؓ کی بیعت کرنے پر تیار ہو گیا معاویہ سے بعض [illegible] ابن ابی حذیفہ [illegible] اور اس کو مقرر کیا عمرو بن العاص [illegible] ابن ابی حذیفہ کو [illegible] کے بعد اس کا پتہ چلا [illegible] عمرو بن العاص نے [illegible] طرف سے گھیر لیا عمرو بن العاص نے [illegible] معاویہ کے پاس بھیج دیا معاویہ نے قید کر دیا [illegible] محمد بن ابی حذیفہ کو وقت قتل [illegible] عمرو بن العاص نے [illegible] کو معاویہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ معاویہ نے [illegible] قید کر دیا۔

**قیس بن سعد کا مصر کی امارت پر تقرر:** بیعت خلافت کے لیتے ہی امیر المومنین علیؓ نے قیس بن سعد کو امیر مصر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور لشکر کو ہمراہ لے جانے کی اجازت دی تھی فرمایا تھا [illegible] لشکر مرتب کرنے سے پہلے [illegible] قیس نے [illegible] مصر میں داخل [illegible] چنانچہ قیس سات آدمیوں کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لے کر مصر میں داخل ہوئے اور مصریوں کو امیر المومنین علیؓ کا فرمان پڑھ کر سنایا ان کی بیعت لی اور جب [illegible] ان کے [illegible] کے بعد [illegible] کی بیعت کی [illegible] قتل [illegible] بیعت [illegible] نے اس [illegible]

کے تمام ہو گئے تو بیعت کر لی اور اس صورت سے پورے مصر پر قیس کا قبضہ ہو گیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے تمام نواح میں اپنے عمال روانہ کئے صرف ان مقامات کو چھوڑ دیا جہاں وہ گروہ تھا جو خون عثمان کا بدلہ طلب کر رہا تھا۔ مثلاً یزید بن الحرث' مسلمہ بن مخلد وغیرہ۔ ان لوگوں سے ایک عارضی مصالحت کر لی گئی۔ کسی نے کسی سے کچھ تعرض نہ کیا۔ یہاں تک کہ جنگ جمل ختم ہو گئی اور وہ مصر ہی میں تھے۔

**امیر معاویہ کی قیس بن سعد کو پیش کش:** قیس کی گورنری مصر اور واقعہ جمل میں امیر المومنین علیؓ کی کامیابی سے معاویہ کو یہ خطرہ دامن گیر ہوا کہ مبادا ایک طرف سے علیؓ اہل عراق کو لے کر اور دوسری طرف سے قیس اہل مصر کے ساتھ شام پر حملہ کر دیں۔ معاویہ کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی تھا۔ پس معاویہ نے بہ نظر حفظ ماتقدم قیس کو ایک خط لکھا' جس میں امیر المومنین عثمانؓ کی شہادت کی اہمیت اور امیر المومنین حضرت علیؓ کی شرکت کا اظہار کر کے اپنی متابعت کی ترغیب دی تھی اور یہ لالچ دیا تھا کہ فتح یابی کی صورت میں تم کو عراقین کی حکومت دی جائے گی اور تمہارے خاندان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اس کو حجاز کی امارت سپرد کی جائے گی علاوہ اس کے مزید جو چاہو گے وہ دیا جائے گا قیس نے اپنے خاندان والوں سے معاویہ کی موافقت اور مخالفت کی بابت مشورہ کر کے جواب دیا۔ حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ جو تم نے عثمانؓ کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے اس سے مجھے آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے مجھ کو تعلق نہ تھا اور نہ مجھ کو اپنے دوست علیؓ کی شرکت اس میں محسوس ہوئی ہے تمہاری متابعت اور موافقت کی بابت غور کر رہا ہوں یہ کام عجلت کا نہیں ہے حالانکہ میں تمہارے لئے کافی ہوں تاہم میری طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ بلا سمجھے بوجھے ایسا کوئی امر واقع نہ ہو گا جو تمہیں ناگوار و شاق گزرے"۔

**قیس بن سعد کا انکار:** معاویہ نے جواب میں لکھا میں نے تمہارا خط پڑھا اس میں کوئی امر صاف اور واضح نہیں ہے میں تم کو صلح و مصالحت کے لئے بلاتا ہوں تم اس سے دور بھاگتے ہو میں لڑائی سے تمہیں بچاتا ہوں میرا ایسا شخص فریب و مکر میں نہیں آ سکتا اور نہ کسی حیلے میں گرفتار ہو سکتا ہے اس وقت میرے پاس پیادوں اور سواروں کی ایک تعداد کثیر موجود ہے۔ والسلام۔

قیس نے اس سے سمجھا کہ اب حیلہ و حوالے سے کام نہ چلے گا اور نہ یہ مدافعت کچھ کام دے گی اس وجہ سے جو ان کے دل میں تھا اس کو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا اور کمال کجی' طعن و تشنیع سے لبریز خط معاویہ کے خط کے جواب میں لکھا جس میں بالتصریح امیر المومنین علیؓ کی افضلیت پر اصرار کیا اور معاویہ کو لڑائی کی دھمکی دی تھی۔

جواب کا خلاصہ ہم ترجمہ کر کے آپ پڑھ آئے ہیں لیکن بہ نظر دلچسپی اس موقع پر ہم اصل جواب کو تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے:

> اما بعد فالعجب من اغترارک بی و طمعک فی و استسقاطک ایای تسومنی الخروج عن طاعة اولی الناس بالامارة و اقولهم بالحق و اهداهم سبیلا و اقربهم من رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم وسیلة و تامرنی بالدخول فی طاعتک طاعة ابعد الناس من هذا الامر و اقولهم بالزور و اضلهم سبیلا و ابعدهم من رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم وسیلة ولد ضالین مضلین

طاغوت من طواغيت ابليس [illegible] واما قولك اني مالئ عليك مصر خيلا ورجالا فوالله ان لم

اشغلك بنفسك حتى تكون نفسك اهم اليك انك لذو جد والسلام [1]

''مجھے تعجب ہے کہ تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو اور تم مجھ سے یہ امید رکھتے ہو کہ میں تم سے ڈر کر [illegible]
جاؤں گا اور تم مجھے اپنی باتوں سے فریب دے سکو گے کیا تم مجھ سے امید رکھتے ہو کہ میں اس شخص کی
اطاعت سے نکل جاؤں جو امامت کے لئے سب سے زیادہ مستحق ہے [illegible] حق گو ہے [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور تم مجھ کو [illegible] اطاعت
میں داخل ہونے کا حکم دیتے ہو [illegible] لوگوں سے [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اللہ سے قرابت و تعلق کے لحاظ سے [illegible]
والے [illegible] اولاد ہے شیطانوں میں سے ایک شیطان ہے اور تم نے یہ جو لکھا ہے کہ میں مصر کو پیادوں اور
سواروں سے بھر دوں گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں نے تم کو ایسا مصروف نہ کر دیا کہ تمہیں جان کے لالے پڑ
جائیں تو پھر تمہاری بڑی خوش نصیبی ہے۔ والسلام۔''

**امیر معاویہ کی حکمت عملی** معاویہ اس خط سے مایوس ہو گئے اور [illegible] قیس کو امیر المومنین علی علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] اور ان کی [illegible] عزت سے رکھتے ہیں۔

**قیس بن سعد کی معزولی** محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عبداللہ بن جعفر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیس بن سعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] محمد بن ابی بکر [illegible] عبداللہ بن جعفر [illegible] [illegible] امیر المومنین علی نے محمد بن ابی بکر کو [illegible] مصر [illegible] [illegible]

نخعی کو امیر مصر مقرر کر کے بھیجا تھا۔ جب اثناء راہ اشتر نخعی مر گیا تو محمد بن ابی بکر کو روانہ کیا۔

**قیس بن سعد کی کوفہ کو روانگی:** محمد نے مصر میں پہنچ کر امیر المومنین علیؓ کا فرمان قیس بن سعد کو دکھایا۔ قیس بن سعد ملول خاطر ہو کر مصر سے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں مروان بن الحکم تھا اس نے قیس کو دھمکایا اور سہل بن حنیف مدینہ سے امیر المومنین علیؓ کی خدمت میں کوفہ چلے آئے۔ مروان بن الحکم کو معاویہ نے عتاب آمیز خط لکھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا: لو امددت علیا بمائة الف مقاتل لکان ایسر علی من قیس بن سعد "یعنی اگر تو علی کی مدد ایک لاکھ جنگ آوروں سے کرتا تو مجھے گوارا تھا اس سے کہ قیس بن سعد علی کے پاس چلے گئے"۔ الغرض قیس نے امیر المومنین علی کے پاس پہنچ کر کل واقعات بیان کیے امیر المومنین نے ان کے عذرات اور دلائل غور سے سنے اور آئندہ ہر کام میں ان سے مشورہ لینے لگے۔

**محمد بن ابی بکر کا مصر کی امارت پر تقرر:** محمد بن ابی بکر نے امیر المومنین علیؓ کا خط مصریوں کو پڑھ کر سنایا۔ روسا شہر کو جمع کر کے خطبہ دیا بعد ازاں اس گروہ سے کہلا بھیجا (جو بیعت کی بابت سکوت اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کو قیس نے مہلت دے رکھی تھی) کہ تم لوگ ہماری اطاعت قبول کر لو اور امیر المومنین علیؓ کی بیعت میں داخل ہو یا ہمارا ملک چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ "ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں عجلت نہ کرو بالفعل ہم کو چند دنوں کی مہلت دو ہم انجام کار پر غور کر کے تمہاری اطاعت قبول کر لیں"۔ محمد بن ابی بکر نے ان کو مہلت نہ دی ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا انتظام معقول کر لیا۔ پس جب واقعہ صفین ختم ہو گیا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیے گئے تو ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا اور محمد بن ابی بکر کی طرف بڑھے۔ محمد بن ابی بکر نے ایک لشکر بسرداری حرث بن جمہان ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یزید بن حرث کنانی نے (فریق ثانی کا سردار تھا) حرث کو شکست دی اور تھوڑی دیر میں حرث مارا گیا۔ محمد بن ابی بکر نے دوسرا لشکر بسرداری ابن مضاہم کلبی روانہ کیا ان لوگوں نے ابن مضاہم کو بھی قتل کر ڈالا اور لشکر مصر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

**امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ:** چونکہ عمرو بن العاص کو طلب ایالت مصر کی ناکامیابی اور امیر المومنین عثمانؓ کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اس وجہ سے مع اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور محمد کے مدینہ سے فلسطین چلے گئے تھے جب امیر المومنین عثمان شہید ہو گئے۔ بے حال و پریشان روتے عورتوں کی طرح بین کرتے دمشق پہنچے۔ امیر المومنین علیؓ کی بیعت کا حال سنا اور زیادہ رنجیدہ ہوئے تھوڑے دنوں تک اس انتظار میں رہے کہ دیکھو عام الناس کیا کرتے ہیں پھر ام المومنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہم) کی روانگی سے مطلع ہوئے اس سے ایک گونہ طبیعت کو تسکین پیدا ہوئی اس کے بعد ہی واقعہ جمل کی خبر سنائی دی اس سے ان کے حالات میں تذبذب پیدا ہوا۔ سننے میں یہ آیا کہ معاویہ مع اہل شام امیر المومنین علیؓ کی بیعت کے مخالف ہیں اور ان کو امیر المومنین عثمانؓ کا شہید ہونا شاق گزرا ہے۔ عمرو بن العاص یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ لڑکوں سے معاویہ کے پاس جانے کا مشورہ کیا عبداللہ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کے بعد شیخین نے جہان سے کوچ کیا اور یہ سب تم سے راضی و خوش گئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنا دامن بچائے ہوئے گھر میں بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا کسی ایک شخص پر اتفاق و اجماع ہو۔ محمد بولا "تم عرب کے ممتاز اور نامداروں میں سے ہو پھر کیسے متفق علیہ ہو سکتا ہے جب تک تمہاری

میں داخل ہو گئے۔ عمرو بن العاص نے اپنے دونوں لڑکوں کی تقریریں سن کر کہا اے عبداللہ تم نے مجھے ایسے امر کی ہدایت کی ہے جس سے میرے دین کی بھلائی ہے اور اے محمد تم نے وہ رائے دی ہے جس سے دنیا کی بہتری اور آخرت کی برائی ہے یہ کہہ کر مع اپنے دونوں لڑکوں کے معاویہ کے پاس چلے گئے اہل شام اور معاویہ خون کا بدلہ لینے پر تلے ہوئے تھے۔ عمرو بن العاص دل ہی دل میں خوش ہوئے اور معاویہ کو مخاطب کر کے بولے تم لوگ حق پر ہو خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ معاویہ نے مصلحتاً چند روز تک عمرو بن العاص سے ربط ضبط بڑھایا بعد غور و فکر کر کے ان سے مل گئے اور اپنی حکومت کا ایک رکن بنا لیا۔

**جریر کی سفارت:** امیر المومنین حضرت علی جنگ جمل سے فارغ ہو کر بصرہ سے کوفہ واپس آئے۔ جریر بن عبداللہ البجلی کو ہمدان اور اشعث بن قیس کو آذربائیجان کو (یہ دونوں امیر المومنین عثمان کے مقرر کئے ہوئے تھے) لکھا تم مسلمانوں سے خلافت کی بیعت لے کر ہمارے پاس چلے آؤ۔ چنانچہ جریر اور اشعث حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے جریر کو ایک خط دے کر معاویہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی خلافت اور طلحہ و زبیر کی عہد شکنی کا حال لکھا تھا اور معاویہ کو بیعت خلافت کرنے کا حکم دیا تھا۔ جریر یہ خط لے کر معاویہ کے پاس پہنچے۔ معاویہ نے جواب دینے میں تاخیر کی ایک مدت تک کچھ جواب نہ دیا مقصود یہ تھا کہ جریر بچشم خود اہل شام کی مستعدی خون عثمان کے معاوضہ لینے کو دیکھ لیں اور اپنے کانوں سے خون عثمان کا اتہام علی پر اہل شام کی زبان سے سن لیں۔

**حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ:** اہل شام کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت نعمان بن بشیر امیر المومنین عثمان کا خون آلودہ قمیص اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں لے کر ملک شام پہنچا اور معاویہ نے لوگوں کو ابھارنے کی غرض سے قمیص کو منبر پر رکھا اور اس کے اوپر انگلیاں رکھیں۔ مسلمانان شام یہ دیکھ کر رو پڑے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ جب تک خون عثمان کا معاوضہ نہ لیں گے اس وقت تک نہ پانی پئیں گے سوائے غسل جنابت کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں گے نرم بچھونے پر نہ سوئیں گے اور جو شخص اس معاوضہ لینے میں سد راہ ہو گا اس کو قتل کریں گے۔

**جریر کی واپسی:** جریر یہ حالات دیکھ کر واپس ہوئے امیر المومنین علی سے کل حالات بیان کئے اشتر نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو جریر کے بھیجنے پر ملامت کی اور یہ کہا کہ جریر نے زیادہ دنوں تک شام میں اسی غرض سے قیام کیا کہ اہل شام اپنا انتظام کر لیں جریر اس تقریر سے کشیدہ خاطر ہو کر قرقیسیا اور معاویہ کی طرف شام کو چلے گئے بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ شرحبیل بن السمط الکندی کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو طلب کیا تھا عہد خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان دونوں میں اتحاد کے مراسم تھے۔

---

1 اشتر نے جریر کی روانگی کے وقت [illegible] امیر المومنین حضرت علی نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

**امیر معاویہ کا قصاص عثمان پر اصرار:** عہد خلافت فاروقی میں شرحبیل عراق میں سعد کے پاس بھیجے گئے۔ سعد نے ان کی خاطر و مدارت کی اور اپنا ہم نشین و مقرب بنالیا۔ اشعث بن قیس کو شرحبیل کا رسوخ نا گوار گزرا کشیدگی پیدا ہوئی جب جریر عراق سے مدینہ آنے لگے تو اشعث نے جریر سے شرحبیل کی شکایت کرنے کی ہدایت کی لیکن انہوں نے بجائے برائی کے الٹا شرحبیل کی حمایت کی لیکن جب جریر امیر المومنین علی کا پیغام لے کر معاویہ کے پاس گئے تو شرحبیل کی رائے سے معاویہ نے جواب تحریر کرنے میں تاخیر کی اور خون عثمان کے معاوضہ لینے کا انتظام کرنے لگے۔ بعد چندے جب جریر مدینہ سے جریر کے قریب آنے کی خبر معلوم ہوئی تو شرحبیل کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو اپنے پاس بلالیا۔

**جنگ صفین کی تیاریاں** امیر المومنین علیؓ کوفہ میں ابو مسعود انصاری کو بجائے اپنے مقرر کر کے نخیلہ تشریف لے گئے اور ترتیب لشکر میں مصروف ہوئے عبداللہ بن عباس اہل بصرہ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ معاویہ کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی آراستگی لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کو لکھا کہ اہل عراق میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے ان کی اجتماعی صورت باقی نہیں ہے چونکہ واقعہ جمل میں اہل بصرہ کے نامور سردار مارے گئے ہیں اس وجہ سے حضرت علیؓ کی مخالفت پر تل گئے ہیں علیؓ تو ایک قتل کر کے نکلے ہیں"۔ معاویہ نے ایک علم عمرو بن العاص کے لئے اور ایک ایک ان کے لڑکوں عبداللہ اور محمد اور ان کے تمام وزراء کے لئے بنوایا اور سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوئے۔

**حضرت علیؓ کی بغرض جنگ روانگی** امیر المومنین حضرت علیؓ نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو بطور مقدمۃ الجیش معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد چار ہزار کی جمعیت سے شریح بن ہانی کو بھیجا اور خود نخیلہ سے کوچ کر کے مدائن آئے یہاں سعد بن مسعود ثقفی (عم مختار) کو اپنا نائب مقرر کیا اور معقل بن قیس کو بہ سرداری تین ہزار لشکر آگے بڑھنے کا حکم دے کر یہ ہدایت کی کہ موصل ہوتے ہوئے رقہ میں مجھ سے مل جانا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد امیر المومنین علیؓ مدائن سے روانہ ہو کر رقہ پہنچے اہل رقہ نے پل بنا دیا آپ مع لشکر عبور فرما گئے فرات پر پہنچے تو زیاد اور شریح سے ملے ان کے پیچھے رہ جانے کا سبب پوچھا کہا ہم نے معاویہ کی خبر سن کر ایسا خیال کیا کہ معاویہ سے ایسی حالت میں مقابلہ نہ ہو سکے گا معاویہ اور علیؓ میں دریا حائل ہو، ہیت کی طرف لوٹ گئے اور وہاں سے دریائے فرات عبور کر کے امیر المومنین تک آ کر ملے امیر المومنین حضرت علیؓ نے ان کو پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا جب یہ لوگ سور الروم میں پہنچے ابو الاعور سلمی امیر لشکر ملا اور شریح نے امیر المومنین علیؓ کو مطلع کیا۔ آپ نے اشتر کو روانگی کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جس وقت تم زیاد اور شریح کے پاس پہنچ جاؤ تو زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور تم خود بیچ کے لشکر کی افسری کرنا خبردار جنگ کرنے میں تم پہل نہ کرنا تاوقتیکہ جب تک فریق مقابل حملہ نہ کرے ہرگز نہ لڑنا۔ اشتر کے پہنچنے پر زیاد و شریح اشتر کے حکم سے میمنہ و میسرہ کے سردار ہوئے۔

**واقعات جنگ۔** دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل جمے رہے دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی شام کے وقت ابو الاعور نے حملہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی اشتر کی جانب سے ہاشم بن عتبہ المرقال اور لشکر شام سے ابو الاعور میدان میں آئے تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب فریقین واپس ہو رہے تھے کہ اشتر نے پھر حملہ کیا

پر ابوالاعور نے بھی مزاحمت کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ اشتر نے سنان بن مالک نخعی کو ابوالاعور کے پاس بھیجا کہ اگر تم کو لڑائی منظور ہو تو قلب لشکر سے نکل کر میدان میں ہمارے مقابلے پر آؤ۔ ابوالاعور نے جواب دیا کہ لڑائی جس صورت سے جاری ہوئی تھی اسی کیفیت سے برابر جاری رہی۔ رات ہوگئی دونوں حریف کشت و خون سے رک گئے۔ اگلے دن امیر المومنین حضرت علیؓ بھی آ گئے اور اشتر کو پانی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر معاویہ پہنچ گئے اور قبضہ کر لیا تھا۔

امیر المومنین علیؓ کے لشکریوں نے پانی کی شکایت کی، آپ نے صعصعہ بن صوحان کی معرفت معاویہ سے کہلا بھیجا کہ "ہم تم سے اس وقت تک نہ لڑتے جب تک تم پر اپنے عذرات تمام نہ کر لیتے مگر تمہارے لشکریوں نے پیچھے سے لڑائی چھیڑ دی ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تم کو دعوت حق کی دعوت دیں۔ جب تک قطع حجت نہ کر لیں ہرگز لڑائی شروع نہ کریں تم نے فرات پر قبضہ کر کے پانی روک دیا ہے۔ لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے۔ تم اپنے ہمراہیوں کو حکم دے دو کہ جب تک ہم اور تم اس قضیہ کا تصفیہ نہ کر لیں اس وقت تک پانی لینے سے ہم کو نہ روکیں اور اگر تمہارا یہ مطلب ہو کہ جس غرض سے ہم آئے ہیں اس کو چھوڑ کر پانی ہی پر لڑیں اور جو شخص غالب ہو وہ پانی اپنے صرف میں لائے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں"۔ معاویہ نے اپنے رفقاء سے اس مطلب کی مشورت کی، عمرو بن العاص نے پانی سے قبضہ اٹھا لینے کی رائے دی اور عبداللہ بن ابی سرح اور ولید بن عقبہ نے پانی سے قبضہ نہ اٹھایا جائے اور ان کو پانی نہ دیا جائے جس طرح ان لوگوں نے امیر المومنین عثمانؓ کو پانی نہیں دیا اور حالت تشنگی میں شہید کیا ہے۔ دو دن تک ان لوگوں کو پیاسا مارنا ہے۔ صعصعہ اور ولید و ابن ابی سرح میں باہم گفتگو ہوئی رد و قدح سب و شتم کی نوبت آ گئی۔ بالآخر صعصعہ نے واپس ہو کر اشتر سے کل ماجرا بیان کیا اور امیر المومنین علیؓ کو اس سے مطلع کیا۔ ادھر معاویہ نے ابوالاعور سلمی کو حکم دیا کہ امیر المومنین علیؓ کی فوج پانی نہ لینے پائے۔

**حضرت علیؓ کا فرات پر قبضہ**۔ اشعث بن قیس چند سواروں کو لے کر پانی لینے گئے تیراندازی ہونے لگی۔ معاویہ نے ابوالاعور کی مدد پر یزید بن اسد قسری (جد خالد بن عبداللہ) کو روانہ کیا۔ ان کے بعد عمرو بن عاص کو روانہ کیا۔ امیر المومنین علیؓ نے اشعث کی کمک پر شبث بن ربعی کو بعدہ اشتر کو بھیجا، فریقین میں جنگ ہونے لگی۔ تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے تیراندازی ہوتی رہی۔ جب ترکش تیر سے خالی ہو گئے تو جنگ آوروں نے لپٹ جھپٹ کر نیزے کے وار شروع کئے جب نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو فریقین ایک دوسرے سے گتھ گئے تلواریں چلنے لگیں ہمراہیان امیر المومنین نے اس تیزی سے حملے شروع کئے کہ لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے دریائے فرات سے ان کا قبضہ اٹھ گیا اشتر اور ان کے ہمراہی پانی پر قابض ہو گئے ان لوگوں کا بھی قصد ہوا کہ ہمراہیان معاویہ کو پانی نہ لینے دیں لیکن امیر المومنین علیؓ نے اس فعل سے باز رکھا۔

**امیر معاویہ کو بیعت کی دعوت**: دو دن تک بلا جدال و قتال فریقین ایک دوسرے کے مقابلے پر پڑے رہے تیسرے روز (یکم ذی الحجہ ۳۶ھ) کو امیر المومنین حضرت علیؓ نے ابو عمرہ بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی تمیمی کو معاویہ کے پاس بیعت و اطاعت کا پیام دے کر بھیجا۔ بشیر بن عمرو نے بعد حمد و ثنا کے نصیحتیں کیں اور اللہ کی قسم دلا کر کہا کہ تفریق جماعت اور کشت و خون ریزی سے باز آؤ۔ معاویہ نے قطع کلام کر کے کہا کیا تم نے اپنے دوست (امیر المومنین

علی کو کیا اس کی حاجت نہیں ہے؟

بشیر: وہ تمہاری طرح نہیں ہے۔ وہ پہلے سابق الاسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے سے امارت کا حق دار ہے۔

معاویہ: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

بشیر: جس راہ حق کی طرف تم کو وہ بلاتے ہیں اس کو قبول کرو۔

معاویہ: اور کیا ہم خون عثمان کو نظر انداز کر دیں، واللہ ایسا ہرگز نہ ہو گا۔

شبث: اے معاویہ! تم خون عثمان کو چند بیوقوف اور جاہل آدمیوں کے ذریعہ سے طلب کرتے ہو جو تمہارے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں۔ ہم کو معلوم ہے کہ تم نے عثمان کی امداد میں اس امر کے حاصل کرنے کے خیال سے تاخیر کی تھی۔ اللہ کا خوف کرو اور دنیا کی طرف سے منہ موڑو اور اس شخص سے جو امارت کا مستحق ہے جھگڑا نہ کرو۔

معاویہ: اے اعرابی! تیری شرافت کا حال معلوم ہو گیا، جب تک تم بیٹھے ہو میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ، ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار ہے۔

شبث: کیا تو ہم کو تلوار سے ڈراتا ہے؟ واللہ ہم بہت جلد تمہارے پاس تلوار لے کر آئیں گے اور تم کو تلوار سے ماریں گے۔

**دوبارہ آغاز جنگ** معاویہ کا یہ جواب سن کر یہ تینوں حضرات اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے آئے اور امیر المومنین علیؓ کو ان حالات سے آگاہ کیا۔ [illegible] ذی الحجہ کا مہینہ لڑائیوں میں صرف ہو گیا، ایک ایک دستہ فوج کا دونوں طرف سے نکل کر لڑتا تھا [illegible] جنگ مغلوبہ [illegible] اس خیال سے [illegible] محرم کا مہینہ [illegible] کے لئے [illegible] ہوئی۔

**مصالحت کی کوشش** امیر المومنین علیؓ نے دوبارہ عدی بن حاتم، یزید بن قیس الارحبی، شبث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ عدی نے بعد حمد و ثنا کے کہا کہ اے معاویہ! امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری بدولت مسلمانوں میں اتفاق پیدا کر دے اور اس نفاق و فساد سے [illegible] ۔ معاویہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم صلح کے لئے نہیں آئے بلکہ دھمکانے آئے ہو۔ تمہارے علاوہ [illegible] ایک مرتبہ [illegible] ۔ معاویہ نے یزید بن قیس سے کہا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس کے بعد [illegible] علیؓ [illegible] سب مسلمان [illegible] ۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو [illegible] اس کے بعد [illegible] کی طرف سے [illegible] اللہ تعالیٰ تجھے بھی قتل کرے گا۔

[illegible] کہ تم مجھ کو بلاتے ہو [illegible] عثمان [illegible] ہم کو [illegible] علیؓ [illegible] تم کہتے ہو [illegible] ۔

ضرور اس کی تلقین کریں گے کہ تفریق جماعت نہ ہونے پائے آپس میں ربط و اتحاد رہے (اس قدر کہہ کر) امیر المومنین علی کی فضیلت، تقویٰ اور نیکی کی وجہ سے خلافت کا مستحق ہونا بیان کیا۔

معاویہ: (حمد وثنا کے بعد) جماعت کی بابت تم یہ کہتے ہو اور تم ہم کو اس کی طرف کیوں بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کر لیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کو اس کا مستحق نہیں سمجھتے کیونکہ انہوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اس کے قاتلوں کو پناہ دی، جو اس کے تم ہم کو ان کی اطاعت اور جماعت کی طرف بلاتے ہو مناسب اس وقت زیادہ یہ ہے کہ عثمانؓ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔"

شبث بن ربعی: معاویہ! اللہ تجھے ہدایت دے کیا تو عمار کو قتل کرے گا۔

معاویہ: مجھ کو کون چیز اس کے قتل سے منع کرے گی۔ واللہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عثمانؓ کے غلاموں کے بدلے اس کو مار ڈالوں گا۔

شبث: قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو اس امر پر اس وقت تک قادر نہیں ہو سکتا جب تک زمین تجھ پر تنگ نہ ہو گی۔

معاویہ: اگر ایسا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مدد کرے گا۔ شبث اور اس کے ہمراہی اس خشونت آمیز تقریر سے برانگیختہ ہو کر اٹھ کر چلے آئے۔

امیر معاویہ کی زیاد بن خصفہ کو پیشکش: اس کے بعد معاویہ نے زیاد بن خصفہ کو تنہائی میں لے جا کر امیر المومنین علی کی شکایت کی اور ان کے قبیلے سے مدد طلب کی اور یہ کہا کہ تو کوفہ اور بصرہ دونوں میں جس کو پسند کرے گا اس کا تجھ کو والی مقرر کر دوں گا۔ زیاد نے کہا: "میں تو بینہ من اللہ ہوں میں تمہارا مددگار نہیں ہو سکتا اور مجھے حکومت کی پروا ہے" اور اٹھ کر چلے آئے معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا: "میں حضرت علیؓ کے ہمراہیوں میں کسی سے کوئی بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہے گویا ان سب کا دل ایک ہی ہے۔"

امیر معاویہ کی سفارت: پھر معاویہ نے حبیب بن مسلمہ، شرحبیل بن السمط اور معن بن یزید بن الاخنس کو امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔ حبیب نے حمد وثنا کے بعد بیان کیا کہ عثمانؓ خلیفہ برحق تھے کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور اس کے مطابق حکم دیتے تھے ان کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور ان کی موت کو تم نے جلد بلا لیا یعنی تم نے ان کو قتل کر ڈالا اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم نے ان کو قتل نہیں کیا، پس ان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو اور مسلمانوں کی امارت چھوڑ دو وہ جس کو چاہیں گے متفق ہو کر امیر بنا لیں گے۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے برہم ہو کر جواب دیا: "تو کون ہے؟ اور تجھ کو امارت کی بابت ایسے کلام کرنے کا کیا حق ہے؟ خاموش ہو جا تو ایسی تقریر کرنے کا حق نہیں رکھتا۔" جواب دیا: "واللہ تم مجھے عنقریب ایسی حالت میں دیکھو گے جو تم کو ناگوار گزرے گی۔" امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا: "اللہ تیرا برا کرے اللہ تجھے اس دن کے لیے زندہ نہ رکھے جا جو تیرے امکان میں ہو کر لو۔"

**حضرت علی کا خطبہ:** امیر المومنین حضرت علیؓ نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے اور خلافت شیخین اور ان کے فضائل پسندیدہ کو بیان کرتے فرمایا چونکہ ہم نے ان دونوں (شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ) کو خلافت کے فرائض نہایت عمدگی سے ادا کرتے ہوئے دیکھا اگرچہ ہم ان کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر تھے لیکن ہم نے ان کی امارت میں کچھ دست اندازی نہیں کی۔ پھر لوگوں نے ان دونوں کے بعد عثمانؓ کو خلیفہ کیا جو امور ان سے لوگوں کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے بلوہ کر کے قتل کر ڈالا۔ ان کے بعد لوگوں نے بخیال تفرقہ میرے ہاتھ پر بیعت کی درخواست کی میں نے قبول کر لیا۔ بیعت کے بعد دو شخصوں (زبیرؓ و طلحہؓ) نے عہد شکنی کی اور تمہارے رفیق (معاویہؓ) نے میری مخالفت کی۔ حالانکہ اس کو میری طرح اسلام میں سبقت نصیب نہیں ہوئی مجھے تعجب ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس کے کیسے مطیع ہو گئے تم کو یہ لازم تھا میں تم کو کتاب و سنت اور ارکان دین اور باطل کو دبانے اور حق کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔ معاویہ کے سفیروں نے کہا "کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ عثمانؓ مظلوم مارے گئے" امیر المومنین حضرت علیؓ نے جواب دیا "میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم"۔ اس پر وہ لوگ یہ کہہ کر "جو شخص عثمانؓ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں" اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے لشکر کی طرف واپس آئے امیر المومنین حضرت علیؓ نے ان کے واپس ہونے پر یہ آیت پڑھی انک لا تسمع الموتی فھم مسلمون تک پڑھ کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا لوگ گمراہی میں اسی قدر بڑھ کر کوشش کرتے رہیں گے۔ جس قدر تم لوگ حسب حق اور اطاعت رب جلیل کرو گے۔

**عدی بن حاتم کی طے اور بنو حجر کی سرداری:** عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن قیس حجری بنو حجر کے ہمراہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے ہمراہ صفین میں تھے عدی اور عامر میں سرداری کی بابت جھگڑا ہوا کیونکہ بنو حجر تعداد قبیلہ طے سے زیادہ تھے عبداللہ بن خلیفہ نے کہا "حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص نہ عدی سے افضل ہے اور نہ اس کے باپ حاتم سے عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کے ساتھ آیا تھا۔ قبیلہ طے کا سید ہے علاوہ ازیں وہ نجد اور قطر میں اس طے کا سردار تھا"۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے یہ کل کیفیت دریافت کی۔ لوگوں نے عدی کے قول کی تصدیق کی جب جناب موصوف نے طے اور حجر کی سرداری عدی بن حاتم کو مرحمت فرمائی۔

**حضرت علیؓ کی ہدایات:** ماہ محرم ختم ہونے کے قریب ہونے پر امیر المومنین حضرت علیؓ نے اعلان جنگ کیا اور اپنے ساتھیوں کو یہ حکم دیا عام طور سے ہدایت کی کہ جب تک دشمن تم سے نہ لڑے تم لوگ ہرگز حملہ نہ کرنا اور جب ان کو شکست ہو تو بھاگنے والوں کا تعاقب اور زخمیوں کو قتل نہ کرنا۔ زخمیوں کا اسباب نہ چھیننا کسی کا ستر نہ کھولنا اور نہ مثلہ کرنا اور کسی کے مال و اسباب کو لوٹنا اور نہ کسی عورت پر دست درازی کرنا اگرچہ وہ تم کو گالیاں دیں کیونکہ وہ ضعیف النفس اور ناقص العقل ہیں اس کے بعد لشکریوں کو جنگ کی ترتیب دی ان کے حق میں بھلائی کی دعا کی اشتر کو سواران کوفہ پر سہل بن حنیف کو سواران بصرہ پر قیس بن سعد کو پیادہ اہل بصرہ پر عمار بن یاسر کو قراء کوفہ پر متعین فرمایا ہاشم بن عتبہ کو پورے لشکر کا علم دیا اور مسعر بن فدکی کو قاریوں پر مامور کیا۔ معاویہ نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو میسرہ پر حبیب بن مسلمہ کو مقدمہ پر ابو الاعور کو سواران دمشق پر

عمرو بن العاص کو پیدل فوج پر مسلم بن عقبہ المری کو مقرر کیا۔ پورے لشکر کی افسری ضحاک بن قیس کو دی۔ لشکر شام کے سپاہیوں نے مرنے اور ڈٹے رہنے پر بیعت کی تھی اور اپنے آپ کو عماموں سے باندھ کر جنگ کرنے کو نکلے ان کی پانچ صفیں تھیں۔

**واقعات جنگ:** یکم صفر ۳۷ھ سے لڑائی شروع ہوئی اس لڑائی میں لشکر کوفہ کی سرداری کا علم اشتر کے ہاتھ میں تھا اور اہل شام حبیب بن مسلمہ کے علم کے نیچے تھے تمام دن لڑائی ہوتی رہی کوئی نتیجہ نہ نکلا دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیدلوں کو لے کر نکلے اہل شام کی طرف سے ابوالاعور السلمی نے حسب قاعدہ صف آرا ہو کر مقابلہ کیا دن ختم ہونے تک جنگ کا بازار گرم رہا۔ عصر کے قریب دونوں فریق میدان سے واپس ہوئے۔ تیسرے روز عمار بن یاسر کا عمرو بن العاص سے مقابلہ ہوا یہ لڑائی بہ نسبت جنگ ہائے سابقہ بہت سخت اور خونریز تھی آخر میں عمار نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ چوتھی لڑائی میں محمد بن الحنفیہ اور عبیداللہ بن عمر فاروق اعظمؓ کا سامنا ہوا۔ دونوں خوب جی توڑ کر لڑے دن بھر شام ہونے کے قریب عبیداللہ بن عمر نے صف لشکر سے نکل کر محمد بن الحنفیہ کو دعوت دی کہ آؤ میرا تمہارا مقابلہ ہو جائے۔ محمد بن الحنفیہ جوش میں آ کر نکلنا ہی چاہتے تھے کہ امیر المومنین حضرت علیؓ نے گھوڑا بڑھا کر ان کو روک لیا اور خود نکلنا چاہا ان کے بڑھتے ہی عبیداللہ بن عمر بھی لشکر شام کی طرف لوٹ گئے۔

**علوی لشکر کی شب بیداری:** پانچویں روز عبداللہ بن عباس اور ولید بن عتبہ سے لڑائی ہوئی تمام دن کشت و خون جاری رہی آفتاب غروب ہونے کے قریب فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ کو واپس ہوئے۔ چھٹے روز اشتر اور حبیب اپنے اپنے رکاب کی فوج لے کر میدان جنگ میں آئے تمام دن لڑتے رہے آخر کار رات نے دونوں فریقوں کو جنگ سے روک کر ایک کو ان کے لشکرگاہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس شب امیر المومنین حضرت علیؓ نے تمام لشکر کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں صبح ہوتے ہی پوری قوت سے حملہ کرنے اور تمام رات اللہ جل شانہ کی عبادت اور دعا کرنے اور قرآن شریف پڑھنے کی ہدایت کی تمام رات لشکر میں تلاوت و عبادت و عبودیت ہوتی رہی فجر کی نماز پڑھ کر لشکری اپنے ہتھیار سنبھالے اور جس کے پاس جو سامان حرب تھا لیا امیر المومنین حضرت علیؓ نے خود ترتیب لشکر پر توجہ کی اور حکم دیا کہ ہر ایک قبیلہ لشکر شام کے اسی دستہ فوج پر حملہ کرے جو اس کے قبیلے والے ہیں اور اگر اتفاق سے اس قبیلے والے لشکر شام میں نہ ہوں تو دوسرے قبیلوں پر جو ان کے مقابل ہوں حملہ کریں ہر ایک قبیلہ کو قبیلہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

**امیر معاویہؓ کا حملہ:** جب دونوں فوجیں تیار ہو گئیں تو امیر معاویہؓ نے لشکر شام سے حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام ہونے کے بعد فریقین اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ آٹھویں روز علی الصبح نماز فجر پڑھ کر امیر المومنین علیؓ نے لشکر مرتب کر کے لشکر شام پر حملہ کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن بدیل تھے اور قاریوں کی جماعت پر عبداللہ بن عباس تھے قاریوں کا گروہ قیس بن سعد اور عبداللہ بن بدیل کے ہمراہ تھا۔ ہر قبیلہ کا جھنڈا اپنے اپنے سرداروں کے پاس مستعدی کے ساتھ موجود تھا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ قلب لشکر میں تھے سرداران کوفہ و بصرہ اور مدینہ کے زیادہ تر انصار اور بنو خزاعہ و کنانہ کے بھی تھے۔

معاویہ نے ایک پر تکلف خیمہ استادہ کرایا تھا اور اس میں بیٹھ کر لوگوں سے مر جانے کی بیعت لے رہے تھے امیر المومنین حضرت علیؓ کی طرف سے عبداللہ بن بدیل نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھا کر حبیب بن مسلمہ پر جو لشکر شام کے میمنہ کے افسر تھے حملہ کیا دوپہر تک نہایت سرگرمی سے لڑتے رہے بعد ظہر عبداللہ بن بدیل نے اپنے ہمراہیوں کو جنگ پر ابھار کر مجموعی قوت سے حملہ کیا حبیب بن مسلمہ کے قدم اکھڑ گئے۔ بڑھ کر معاویہ کے خیمہ کی طرف پہنچ کر لڑنے لگے۔ معاویہ نے ان لوگوں کو حبیب بن مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی۔ پس اس گروہ نے حبیب کے ساتھ ہو کر اس شدت کا حملہ کیا کہ میمنہ اہل عراق و ہمراہیان عبداللہ بن بدیل کی ترتیب باقی نہ رہی۔ عبداللہ بن بدیل کے رکاب میں صرف دو سو یا تین سو قاری باقی رہ گئے۔ باقی شکست کھا کر امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس جا پہنچے آپ نے سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کا سردار مقرر کر کے عبداللہ بن بدیل کی مدد کو بھیجا۔ اہل شام کے لشکر سے ایک جم غفیر نے عقب لشکر سے نکل کر سہل بن حنیف کا راستہ روکا۔ یہ ایک عجیب حالت تھی: جنگ و جدال کا نمونہ قیامت صغریٰ کے لئے ٹھہرا ایک نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا امیر المومنین کے لشکر کے میمنہ میں بھی شکست ہوئی۔

**اشتر و کیسان کا مقابلہ:** ربیعہ نہایت استقلال سے لڑتے رہے حسنؓ حسینؓ اور محمد امیر امیر المومنین حضرت علیؓ اپنے بزرگ باپ کے ہمراہ تھے آپ نے میسرہ کی کمک کے خیال سے قدم بڑھایا احمر (خادم ابو سفیان) آپ کو آتا ہوئے دیکھ کر تیزی سے جھپٹا۔ لیکن کیسان نے (امیر المومنین حضرت علیؓ کا خادم) بڑھ کر اس پر وار کیا دونوں میں تلواریں چلنے لگیں احمر نے کیسان کا کام تمام کر دیا امیر المومنین حضرت علیؓ نے ایک کر احمر کی زرہ پکڑ لی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہاتھ اور بازو بیکار ہو گئے لشکر شام نے امیر المومنین حضرت علیؓ کو مصروف جنگ دیکھ کر تیزی سے حرکت کی لیکن قبیلہ ربیعہ نے بڑھ کر روک لیا اس دار و گیر میں میدان جنگ سے اس قدر غبار اٹھا کہ کسی کا علم دکھائی نہیں پڑتا تھا امیر المومنین حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا کہ کون جھنڈا لہرا رہا ہے وہ کس کا علم ہے؟ کسی نے جواب دیا ربیعہ کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا علم ہے جن کو آج اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے" پھر آپ نے لشکریوں کو مخاطب کر کے استقلال و جوانمردی سے لڑنے کی ہدایت کی سردار قبیلہ ربیعہ نے للکار کر کہا "دیکھنا شرم کی بات اور زیادہ ہے اگر امیر المومنین علیؓ کو کوئی صدمہ پہنچا اور تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب میں کوئی بے غیرت نہ ہوگا۔ ٹوٹ پڑو آگے بڑھو قدم پیچھے نہ ہٹے"۔ اتنے میں اشتر اہل میمنہ کی شکست سے پریشان خاطر ہو کر آہستہ آہستہ دکھائی دیے۔

**اشتر کا حملہ:** امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "جاؤ منہزم گروہ سے میرا یہ پیام کہو کہ تم لوگ اس موت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم حیات سے کبھی بھی مجبور ہو کر عاجز نہ کر سکو گے اور یہ حیات تمہاری ہمیشہ باقی نہ رہے گی" اشتر نے یہ پیام با آواز بلند دہرایا اور جوش میں آ کر چلا اٹھا: انا الاشتر انا الاشتر فاطلبوا الی "میں اشتر ہوں میں اشتر ہوں میرے پاس آ جاؤ" چنانچہ بعض سپاہی اشتر کے پاس لوٹ آئے پھر اشتر نے مذحج کو جنگ کے لئے پکارا مذحج نے بڑھ کر لشکر شام کے سب سے بڑے گروہ پر حملہ کیا ہمدان کے نوجوان جو میمنہ میں تھے اور جن کے ایک سو آٹھ آدمی اور گیارہ داعی

نامی سردار معرکہ میں کام آ گئے تھے یمنیوں کی شکست سے بد دل ہو کر جب لوگ جنگ سے بے ترتیب ہوئے واپس جا رہے تھے " کاش عرب میں ہمارا کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو موت پر بیعت کرتا اور ہرگز پیچھا نہ کرتا میدان جنگ سے واپس ہونے کا حلف لیتا " اشتر نے جواب دیا ہم لوگ برداشت کا حلف اٹھاتے ہیں کہ جب تک فتح نہ ہو یا قتل نہ ہو جائیں گے میدان جنگ سے نہ ٹلیں گے " الغرض ہمدان اشتر کے ہمراہ ہو لئے اشتر نے میمنہ اہل شام پر حملہ کیا اشتر نے حملہ کرتے ہی ادھر لوگوں نے بھی پیچھے ہٹنا شروع کر دیئے لڑائی تازہ ہو گئی چند لمحے نہ گزرے تھے کہ سر پر آ گیا تھا اور پیچھے سے نہ ہٹ کر گرم ہو گیا یہاں تک عرب لشکر شام غیر مرتب ہو کر میدان سے ہٹنے لگا اشتر نے شکست خوردوں کو مار مار کر ہٹاتے معاویہ کے خیمے تک پہنچا دیا اور قریب تھا کہ یہ لڑتے ہوئے بالکل پیچھے ہٹ جاتے کہ اہل شام کے قدم دوبارہ جم گئے۔

**شامیوں کی پسپائی** جس وقت لشکر شام سے مقدمہ حملہ کیا ہمدان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا تو فوراً سرعت سے تکبیر کہہ کر بڑھے امیر المومنین حضرت علیؓ نے دریافت کیا۔ جواب دیا گیا کہ اس وقت ہمدان جنگ کر رہے ہیں بنی ہمدان نے آگے بڑھنے کا قصد کیا اشتر نے مخالفت کی لیکن اس پر بھی اشتر کی مخالفت کو نظر انداز کر کے اپنے ہمراہیوں کو لے کر لڑتے بھڑتے معاویہ کی طرف بڑھے لشکر شام راستہ روکنے کو بڑھا لیکن ہمدان ان کی صفوں کو پچھاڑتے معاویہ کے قریب پہنچ گئے شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہمدان کے ہمراہیوں میں سے کثرت سے لوگ مارے گئے باقی کسی ہمدان نے اہل شام سے اس قدر لڑا اشتر نے ان کو بچا لیا اور بچے ہوئے امیر المومنین حضرت علیؓ کے لشکر میں لانے کی غرض سے حارث بن ہمدان کو بھیجا۔ چنانچہ یہ لوگ بلا دقت حضرت علیؓ کے لشکر میں آ گئے اس کے بعد اشتر نے قبیلہ ہمدان اور دوسرے قبائل سے منتخب جانبازوں کو لے کر فوج شام پر اس شدت کا حملہ کیا کہ اہل شام مجبور ہو کر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ ان کی اس جماعت سے مل گئے جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی اور شامیوں سے معاویہ کے گرد اپنے کو باندھ رکھا تھا اشتر نے دوبارہ حملہ کر کے اس کی چار صفیں کاٹ ڈالیں۔

معاویہ نے گھبرا کر اپنا گھوڑا منگوایا اور سوار ہوئے عبداللہ بن ابی الحصین الازدی (جو عراقی سرداروں کے ہمراہیوں میں سے تھے) صف لشکر سے نکل کر رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے عقبہ بن حدید نمیری نے اپنے بھائیوں سے آگے بڑھ کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی دونوں مارے گئے تو شمر بن ذی الجوشن تیر کی طرح دوڑتا ہوا میدان جنگ میں آیا۔ ادھر سے بڑھا لیکن شمر بن ذی الجوشن نے وار خالی دے کر ایسا وار کیا کہ وہ اس سے جا گرا۔ لوگ گھوڑے سے گرا کے ہاتھ میں نیزہ کا علم تھا جب لڑتے لڑتے گر پڑے تو ابو اعقد نے ان کا علم اٹھایا اور لڑتے لڑتے وہ بھی مارے گئے۔ تب عتیبہ بن ابا ن نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور اختتام جنگ تک علم انہی کے ہاتھ میں رہا۔

امیر المومنین علیؓ نے یہ دیکھ کر کہ اہل میمنہ لڑتے لڑتے تھک کر اپنے مورچوں پر آ گئے اور اپنے مقابلے سے دشمنوں کو پسپا کر دیا ان کی طرف توجہ کی۔ ان لوگوں کو مخاطب کر کے پیچھے بھاگنے پر ملامت و نصیحت کی اور پھر ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے پر تعریف و توصیف فرمائی اور دوبارہ ہمت باندھ کر جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ لڑائی تازہ ہو گئی ہر طرف سے نعرہ

ہو گئی تھی اور میدان کارزار میں چاروں طرف خونریزی کا ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ پھر گرم ہو گیا تلواروں اور نیزوں کی آوازوں اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤں سے میدان جنگ گونج اٹھا۔ فریقین سے دلاوران نبرد آزما شوق جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے تھے۔

**حضرت عبیداللہ بن عمر کی شہادت** قبیلے ہمدان اور نخع امیر المومنین حضرت علیؓ کے لشکر سے نکل کے شامیوں کی طرف بڑھے۔ اہل شام کے میمنہ سے حمیر نے جن کا سردار ذوالکلاع تھا اور جس میں عبیداللہ بن عمر بن خطاب بھی تھے۔ ربیعہ پر جو میسرہ اہل عراق میں زیر کردگی ابن عباسؓ تھے حملہ کیا۔ ربیعہ نے ایسی مردانگی سے مقابلہ کیا کہ لشکر شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ عبیداللہ بن عمر نے للکارا: ”اے اہل شام! انہی لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ خدارا اللہ کا خیال کر کے اس مردانگی پر امیر المومنین حضرت عثمانؓ کا بدلہ لیجئے۔“ یہ سنتے ہی لشکر شام کے دائیں بازو نے پر جوش انتقام دل سے بھر آیا اور ربیعہ پر نئی قوت سے حملہ کیا۔ خالد بن معمر چند لوگوں کے بھاگ نکلے لیکن ربیعہ کا علم بردار اور حفاظ نہایت استقلال سے لڑتے رہے پھر حیزوں اور ربیعہ کے کچھ لوگ۔ تو پلٹا اور جنگ کی ترغیب دے کر میدان کی طرف واپس لایا اسی عرصہ میں قبیلہ عبدالقیس نے پہنچ کر قبیلہ ربیعہ کی گئی ہوئی قوت کو سنبھالا دیا۔ عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ان کے حق میں نقصان رساں محسوس ہو رہا تھا موافق ہو گیا۔ قبیلہ حمیر کو موت کے لالے پڑ گئے۔ ذوالکلاع اور عبیداللہ بن عمر اسی معرکہ میں محرز بن الصحصح کے ہاتھوں مارے گئے۔ محرز نے ذوالکلاع کی تلوار ذوالوشاح لے لی تھی جو فاروق اعظمؓ کی دی ہوئی تھی پھر جب معاویہ کو عراق کی حکومت بھی مسلم ہو گئی تو اس تلوار کو محرز سے لے لیا۔

**حضرت عمار بن یاسر کی جاں نثاری** اس جنگ کے بعد عمارؓ بن یاسر صف لشکر سے یہ کہتے ہوئے نکلے: ”اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اس میں ہے کہ میں اپنے کو دریا میں پھینک دوں تو بے شک ایسا ہی کر گزرتا۔ اے اللہ! تجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ تلوار کی دھار پر اپنا پیٹ رکھ دوں اور اس کو اس زور سے دباؤں کہ پشت سے نکل آئے تو میں بلاشبہ ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! آج میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ تو ان فاسقوں کی جنگ...... سے زیادہ اس سے راضی ہوگا“ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر آواز بلند کر کے کہا: ”کوئی شخص ایسا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو اور جو شخص اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے اس کو چاہیے کہ وہ مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی امید نہ رکھے“ عمار کی زبان سے یہ فقرے تمام ہونے نہ پائے تھے کہ ایک گروہ نے مستعد ہو کر کہا: اقصد بنا ہؤلاء الذین یطلبون بدم عثمان یخدعون بذلک عما فی نفوسہم من الباطل ”ہمارے ساتھ ہو کر ان لوگوں پر حملہ کرو جو خون عثمان کے طالب ہیں اور اس ذریعہ سے اپنے دلی خواہشات باطلہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں“۔ چنانچہ عمار اس گروہ کو لے کر لشکر شام کی طرف چلے۔ صفین کی وادیوں میں سے جس وادی پر گزرتے جاتے تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہوتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ ہاشم بن عتبہ تک پہنچے (جن کے ہاتھ میں امیر المومنین علیؓ کے لشکر کا علم تھا) ان کو بھی ترغیب جنگ دی وہ مستعد ہو گئے اور عمار کے ہمراہ ہو کر حملہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص تک پہنچ گئے۔

**حضرت عمار کی شہادت:** عمار نے پکار کر کہا "اے عمرو! تف ہو تجھ پر تو نے اپنے دین کو مصر کے عوض فروخت کر ڈالا" عمرو بن العاص نے جواب دیا "نہیں! بلکہ میں خون عثمان کا معاوضہ طلب کرتا ہوں"۔ عمار بولے "میں علم و یقین سے شہادت دیتا ہوں کہ تو اپنے ان فعلوں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں چاہتا ہے مرنے کے بعد تجھ کو اس کا حال ظاہر ہوگا تو نے آج اس لشکر کے علم بردار سے تیری آزمائی جنگ کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس علم بردار سے لڑ چکا ہے اور آج یہ چوتھا واقعہ ہے کیا تجھے یہ یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "عمار کو باغی گروہ مارے گا" عمرو بن العاص نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے امیر المومنین علیؓ اور ان کے ساتھ قبائل ربیعہ، مضر اور ہمدان نے متفق ہو کر حملہ کیا۔ جس سے لشکر شام کی صف کی صف الٹ گئی کشتوں کے پشتے لگ گئے امیر المومنین حضرت علیؓ لشکر شام کو قتل کرتے اور ان کی جماعت کو منتشر کرتے معاویہ کے قریب پہنچ گئے اور جوش میں آ کر للکارا "اے معاویہ! ناحق لوگوں کی خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آؤ ہم تم نپٹ لیں جو اپنے مقابل کو مار لے وہی صاحب الامر ہو"۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے خطاب کر کے کہا یہ فیصلہ تو اچھا ہے معاویہ نے جواب دیا "تم کیوں اس فیصلہ کو میرے لئے پسند کرتے ہو کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؓ کے مقابلہ پر جو جاتا ہے وہ جانبر نہیں ہوتا"۔ دوران جنگ میں امیر المومنینؓ کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا معاویہ نے ان کو رہا کر دیا۔ ایسا ہی امیر المومنین حضرت علیؓ نے معاویہ کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کیا۔

**حضرت عبداللہ بن کعب کی شہادت:** امیر المومنین علیؓ لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالے کی طرف گزرے دیکھا کہ وہ نہایت مردانگی اور جرات و بہادری سے لڑ رہا ہے آپ نے بلند آواز سے ارشاد کیا "کہاں ہیں مردان خدا جو آخرت کی خوشی میں اپنی جانوں کا خیال نہیں کرتے"۔ مسلمانوں کا ایک گروہ لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا۔ آپ نے اپنے لڑکے محمد بن الحنفیہ کو ان پر افسر مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن الحنفیہ نے اس رسالہ کو پیچھے ہٹا دیا اور مورچے پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ میں بہت سے بہادر فریقین کے کام آ گئے از انجملہ عبداللہ بن کعب مرادی تھے۔ اتفاق سے اسود بن قیس ان کی طرف ہو کر گزرا دیکھا کہ عبداللہ بن کعب خاک و خون پر لوٹ رہے ہیں گھوڑے سے اتر کر پاس آیا۔ عبداللہ نے آنکھیں کھولیں صاحب سلامت ہوئی دریافت کیا "امیر المومنین علیؓ کہاں ہیں؟" اسود نے جواب دیا "لڑ رہے ہیں"۔ عبداللہ نے کہا "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ ہو کر لڑنے کی وصیت کرتا ہوں" یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بولے "امیر المومنین علیؓ کو میرا سلام پہنچانا اور میری طرف سے کہنا۔ قاتل علی المعرکۃ حتی تجعلها خلف ظہرک فانہ من اصبح غدا والمعرکۃ خلف ظہرہ کان العالی "یعنی" میدان جنگ میں اس قدر لڑو کہ میدان جنگ پس پشت ہو جائے۔ بلاشبہ جس شخص کی صبح اس حال سے ہوگی کہ میدان جنگ اس کے پس پشت پڑا ہو تو وہی فتح مند ہو گا" عبداللہ یہ کہہ کر انتقال کر گئے۔

**لیلۃ الہریر کا معرکہ:** اسود نے یہ پیام امیر المومنین علیؓ تک پہنچایا۔ آپ نے سن کر ارشاد کیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے زندگی میں ہمارے دشمن سے لڑتا رہا اور مرنے کے بعد نصیحت کر گیا۔ غرض تمام رات لڑائی ہوتی رہی۔ یہ رات جمعہ کی تھی

اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ تمام شب امیر المومنین علیؓ صفوف لشکر میں پھر لگاتے اور سواروں پیادوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور لڑائی جس عنوان سے جاری ہوئی تھی اسی طرح جاری رہی۔ اشتر بدستور میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے اور پورا لشکر چاروں طرف سے سمٹ کر پوری قوت سے جنگ کر رہا تھا اور یہ دن جمعہ کا تھا۔ دوپہر دن ڈھلے اشتر نے علم حیان بن ہوذہ نخعی کو سپرد کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سواروں کی طرف گیا۔ اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ایک گروہ سر بکف جان دینے اور مرنے پر مستعد ہو گیا۔ چنانچہ اشتر ان کو لئے ہوئے اپنے مورچے پر آیا اور نعرۂ تکبیر مار کر ایک قوی حملہ کیا جس سے لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اشتر مع اپنی رکاب کی فوج کے لڑتا ہوا شامیوں کی لشکرگاہ تک پہنچ گیا۔ ان کے علم برداروں کو مار ڈالا۔ امیر المومنین علیؓ نے اشتر کو فتح یاب ہوتے ہوئے دیکھ کر کمک بھیجنا شروع کیا۔

**عمرو بن العاصؓ کی حکمت عملی:** عمرو بن العاصؓ اشتر کے حملے سے مضطرب ہوا اور اپنے ہمراہیوں کے کشت و خون سے ڈر کر معاویہ سے کہا "یہ دیکھئے ہوئے تمہارے ہاتھ سے میدان جنگ نکلا جاتا ہے لوگوں کو حکم دو کہ قرآن شریف کو نیزوں پر اٹھا لیں اور بلند آواز سے کہیں: هذا كتاب الله بيننا و بينكم "ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہ قرآن شریف ہے"۔ اگر اس کو وہ لوگ منظور کر لیں گے تو یہ دست لڑائی بند ہو جائے گی۔ کشت و خون سے نجات مل جائے گی اور اگر انہوں نے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے بھی ہم کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ مصاحف نیزوں پر اٹھائے گئے۔ امیر المومنین کے ہمراہی بولے ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہیں۔

**حضرت علیؓ کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار:** امیر المومنین علیؓ نے کہا "اے اللہ کے بندو! اپنے حق کو حاصل کرنے کو جاؤ اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں تامل نہ کرو کیونکہ معاویہ، ابن ابی معیط، حبیب، ابن ابی سرح اور ضحاک نہ دین دار ہیں اور نہ عامل بالقرآن اور نہ صاحب ایمان۔ ہم ان کی حالت سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم اور یہ لوگ بچپنے سے بڑے ہونے کے بعد تک ایک ہی صحبت میں رہے ہیں۔ لڑکپن میں یہ لوگ نہایت شریر لڑکوں سے تھے اور سن شعور پر پہنچ کر بھی بے حد شریر آدمی ثابت ہوئے۔ افسوس ہے لوگ اس کو کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ قرآن شریف کو بطور مکر و فریب درمیان میں لاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا "یہ ناممکن ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائیں اور اس کو منظور نہ کریں"۔ امیر المومنین علیؓ نے ارشاد کیا "ہم ان لوگوں سے اسی لئے لڑتے ہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں کیونکہ انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے"۔

**علوی فوج میں اختلاف:** مسعر بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی مع ان لوگوں کے جو بعد کو فرقہ خارجی میں داخل ہو گیا تھا بولا "اے علیؓ! کتاب اللہ کو قبول و منظور کرو ورنہ ہم تم کو مجبور کر دیں گے اور تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ ہم نے کیا تھا"۔ امیر المومنین علیؓ نے فرمایا "اگر تم میرے مطیع ہو تو لڑو اور اگر نافرمانی کرنا چاہتے ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو"۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا "آپ اشتر کو بلا لیجئے اور اس کو لڑائی سے روک دیجئے"۔ امیر المومنین علیؓ نے یزید بن ہانی کو اشتر کے بلانے کو بھیجا۔ اشتر نے کہلا بھیجا "یہ وقت میری جگہ چھوڑنے کا نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں موقع جنگ سے ہٹایا جاؤں مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عنایت فرمائے گا"۔ یزید نے یہیں آ کر پیام

پہنچایا مسعر کے ہمراہیوں نے شور و غل مچانا شروع کیا اور کہنے لگے "بے شک تم ہی نے اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے بہتر ہے کہ اس کو جلدی بلاؤ ورنہ ہم تم کو معزول کر دیں گے"۔

**اشتر کی میدان جنگ سے واپسی:** امیر المومنین حضرت علیؓ نے یزید کو حکم دیا "جا اشتر سے کہہ دے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو میرے پاس آ جائے کیونکہ فساد کا دروازہ کھلا چاہتا ہے"۔ اشتر نے دریافت کیا "کیا قرآن شریف کے اٹھانے سے"؟ یزید نے جواب دیا ہاں۔ اشتر بولا "مجھے اس کا خیال پہلے ہی ہوا تھا کہ لوگوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور اتفاق و اتحاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں کس طرح جنگ چھوڑ کر واپس چلوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے فتح حاصل ہوا چاہتی ہے"۔ یزید نے کہا کیا تم یہ دوست رکھتے ہو کہ فتح نصیب ہو اور امیر المومنین دشمنوں کے حوالے ہو جائیں یا شہید کر ڈالے جائیں۔ اشتر یہ سنتے ہی مسعر وغیرہ کی پاس چلے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل عراق! بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں پر غالب کر دیا اس وقت تم لوگ اہل شام کے فریب میں آ گئے تم ذرا مجھے دو چار گھڑیوں کی مہلت دو مجھے فتح کامیابی کا یقین کامل ہے۔ ان لوگوں نے مہلت نہ دی"۔ اشتر نے دوبارہ مہلت طلب کی اس پر ان لوگوں نے جھلا کر کہا "اے اشتر! کیا تو اپنے ساتھ ہم کو جنگ کرنے کو لیے جاتا ہے؟" اشتر نے جواب دیا "افسوس تم کو ان لوگوں نے فریب دیا ہے اور تم ان کے دام کرشمہ میں آ گئے"۔ اس تقریر سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہو گئی ایک دوسرے کو سخت و سست کلمات کہنے لگے۔ زد و کوب تک نوبت آ گئی عجب نہ تھا کہ باہم جنگ چھڑ جاتی لیکن امیر المومنین کے آ جانے سے شور و غل فرو ہو گیا۔

**تحکیم کی تجویز:** اب اس وقت لڑائی بند ہو گئی تھی چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا سوائے آمد و رفت کے یا تو ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی، ورنہ للکارنے اور جھڑکنے کی صدا کانوں تک پہنچتی تھی۔ اتنے میں اشعث بن قیس نے بڑھ کر عرض کی "امیر المومنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے جس کی طرف بلائے گئے یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا اگر آپ اجازت دیجئے تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور ان سے ان کے منشاء دلی کو دریافت کروں"۔ آپ نے اجازت دی۔ اشعث معاویہ کے پاس پہنچے۔ دریافت کیا تم نے کس غرض سے قرآن شریف کو اٹھایا؟ معاویہؓ نے جواب دیا "تاکہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم راضی ہو جائیں"۔ اشعث معاویہ کے پاس سے اٹھے۔

**حکم کے انتخاب میں خارجیوں کا انتخاب:** امیر المومنین علیؓ کی خدمت میں آئے اور معاویہ کا پیام پہنچایا۔ حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور اس فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔ اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو منتخب کیا۔ اشعث اور ان لوگوں نے جو بعد کو خارجی ہو گئے تھے، ابو موسیٰ اشعری کا انتخاب کیا۔ امیر المومنین علیؓ نے ارشاد کیا "میں اس انتخاب سے راضی نہیں ہوں"۔ اشعث، یزید بن الحصین، مسعر بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے "ہم تو انہیں کو انتخاب کرتے ہیں دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائیں گے"۔ امیر المومنین علیؓ نے جواب دیا میں اس کو ثقہ نہیں سمجھتا اس نے

میری مخالفت ترک کر دی لوگوں کو میرے ساتھ اقتدار میں جانے سے روکا مجھ سے فتنہ ہوگا۔ پھر بھی میں نے ایک دن بعلاوہ اس کے ان کو حکم بنانے کا ارادہ ابن عباس کو میں اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں۔ اشعث اور اس کے عراقی کہنے لگے ابن عباس آپ ہی کے ہیں ہم ان کو حکم نہ مانیں گے ہم ایسے شخص کو حکم مقرر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق نہ آپ سے ہو اور معاویہ سے ساتھ یکساں ہو۔ امیر المومنین بولے اچھا تو اشتر میرا عزیز نہیں ہے اشعث نے کہا کیا اشتر کے سوا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہیں ملتا۔ امیر المومنین نے جواب دیا پھر کیا سوائے ابوموسیٰ کے اور کسی کو حکم بناؤ گے۔ اشعث اور اس کے ہمراہی کہنے لگے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور اشتر اس سے محروم ہے۔

**حکم کا انتخاب:** امیر المومنین علیؑ ان مباحث سے تنگ ہو گئے۔ مجبور ہو کر ارشاد فرمایا: جیسا چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو القصہ حاضرین نے ابوموسیٰ کو بلایا، ابوموسیٰ نے اس وقت لڑائی سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ ابوموسیٰ بولے الحمد للہ پھر کہا کہ حکم کون مقرر ہوئے۔ اس پر ابوموسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اشتر کی طرف آئے۔ احنف بن قیس نے امیر المومنین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بھی ابوموسیٰ کے ساتھ حکم بنا دیجئے۔ لیکن لوگوں نے اس کی اجازت نہ دی۔

**تحکیم کا عہد نامہ:** امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے لشکر میں یہ تصفیہ ہو گیا تو عمرو بن العاص امیر المومنین حضرت علیؑ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے۔ کاتب نے بسم اللہ کے بعد لکھا۔ هذا ما تقاضى عليه امير المؤمنين عمرو بن العاص نے فوراً قلم روک لیا کہنے لگے یہ نام لکھو یہ تمہارے امیر ہوں تو ہوں۔

احنف: اس لفظ کو نہ مٹائیے اس کے مٹا دینے سے بدفالی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

اشعث: امیر المومنین کا لفظ مٹا دو۔

امیر المومنین: اللہ اکبر صلح حدیبیہ کے وقت بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ رسول اللہ نہیں لکھنے دیا تھا۔ کیوں عمرو بن العاص اس واقعہ میں تم بھی ایسا چاہتے ہو۔

عمرو بن العاص: سبحان اللہ آپ کفار سے ہماری تشبیہ کیوں دیتے ہیں حالانکہ ہم لوگ مومن ہیں۔

امیر المومنین: اے عاص کے بیٹے! تو کب فاسقوں کا دوست اور مومنوں کا دشمن نہ تھا۔

عمرو بن العاص: خدا کی قسم آج کے بعد ہماری آپ کی صورت دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔

امیر المومنین: میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مجلس مجھ سے اور تمہارے جیسے لوگوں سے پاک رکھے۔ عمرو بن العاص یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کاتب نے لکھنا شروع کیا:

> هذا ما تقاضى عليه علي بن ابي طالب ومعاوية بن ابي سفيان قاضي علي على اهل الكوفة ومن معهم ومعاوية على اهل الشام ومن معهم انا ننزل عند حكم الله وكتابه وان لا يجمع بيننا غيره وان كتاب الله بيننا من فاتحته الى خاتمته نحيي ما احيا ونميت ما امات فما وجد الحكمان في

كتاب الله و شهادة أبو موسى عبدالله بن قيس و عمرو بن العاص عملا به و ما لم يجداه في كتاب الله فالسنة العادلة الجامعة غير المفرقة

"یہ وہ تحریر ہے جس کو علی ابن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ علی نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں حکم مقرر کیا ہے اور معاویہ نے اہل شام اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں حکم مقرر کیا ہے بےشک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو حکم قرار دیتے ہیں اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ سوائے اس کے دوسرے کو کوئی دخل نہ ہوگا اور قرآن کو شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان حکم ہے ہم زندہ کریں گے اس کو جس کو اس نے زندہ کیا ہے اور مٹا دیں گے اس کو جس کو اس نے مٹایا ہے پس جو کچھ حکمین کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور دونوں حکم ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں تو سنت عادلہ جامعہ غیر مختلف فیہ پر عمل کریں"۔

معاہدہ پر دستخط ہو جانے کے بعد تحریر یا اقرار نامہ میں امیرالمومنین علیؓ اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے لشکریوں سے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو ان کی جانوں اور ان کے اہل و عیال کو امن دیا جائے اور امت محمدیہ پر یہ فرض ہے کہ جو فیصلہ کریں اس کے نافذ کیا جائے اور حکمین پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کریں اور امت محمدیہ کو لڑائی اور تفرقہ میں نہ ڈالیں اور یہ میعاد فیصلہ کی رمضان تک ہے حکمین کو اختیار ہے کہ اس کے بعد جب چاہیں فیصلہ کریں اور مقام فیصلہ ایسا ہو جو کہ اہل کوفہ و اہل شام کے نصف پر واقع ہو۔

اس اقرار نامہ کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سرداروں اور لوگوں نے دستخط کیے۔ مگر اشتر نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اشعث بن قیس نے اشتر سے سخت جواب دینا شروع کیا دونوں میں سخت کلامی ہونے لگی۔ بالآخر [illegible] کیا اور یہ طے قرار پائی کہ امیرالمومنین علیؓ [illegible] حکمین کے وقت فیصلہ ماہ رمضان تک [illegible] ہیں۔

**حضرت علیؓ کی مراجعت** اس اقرار نامہ کی تحریر کے بعد چند لوگ امیرالمومنین علیؓ کے پاس آئے اور ان کو جنگ کرنے کی رائے دی۔ آپ نے فرمایا صلح کے بعد جنگ کرنا اور اقرار کرنے کے بعد پھر جانا مناسب نہیں ہے۔ لوگ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے اور فریقین صفین سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے۔ امیرالمومنین علیؓ صفین سے مع اپنے لشکر کے کوفہ روانہ ہوئے۔ [illegible] راستہ سے اختلاف کیا [illegible] اور امیرالمومنین علیؓ سے علیحدہ ہو کر دوسری راہ کو اختیار کیا [illegible] امیرالمومنین علیؓ [illegible] آپ نے دریافت فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا خباب بن الارت کی قبر ہے ان کا آپ کی روانگی کے بعد انتقال ہوا۔ امیرالمومنین یہ سن کر قبر [illegible] اور ان کے

---

[illegible]

حق میں دعا کی۔ بعد ازاں روانہ ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے۔ ایک مکان سے رونے کی آواز سنائی دی۔ استفسار سے معلوم ہوا کہ مقتولین صفین کے وارث رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ جو لوگ میرے ساتھ گئے صفین میں کام آئے شہید ہوئے۔ غرض لوگوں کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے قصر خلافت میں داخل ہوئے۔

**خوارج کی علیحدگی:** خوارج آپ سے علیحدہ ہو کر حروراء کی طرف آئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور وہیں بارہ ہزار کی جمعیت سے قیام کیا۔ امیر جنگ شبث بن ربعی اور عبداللہ بن الکواء الیشکری کو امام نماز مقرر کیا گیا۔ پھر منادی نے ندا کی کہ بیعت اللہ عزوجل کی ہے نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ فتح کے بعد شوریٰ سے کل کام انجام دیئے جائیں گے۔ شیعان امیر المومنین علیؓ نے کہا کہ ہماری گردنوں پر امیر المومنین حضرت علیؓ کی بیعت ہے جس کے وہ دوست ہوں گے ہم بھی اس کے دوست ہیں جس کے وہ مخالف ہوں گے ہم بھی اس کی مخالفت کریں گے۔ خوارج بولے "کیا خوب! تم دونوں نے علیؓ کی بیعت کی جس سے تم پر فرض یہ ہو گیا کہ جس کے وہ دوست ہوں تم بھی اس کے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہوں تم بھی اس کی دشمنی کرو؟ اور اہل شام نے جس کو دوست رکھا اس کی بیعت کی اور علیؓ کی بیعت توڑ دی۔ پس ہمارے نزدیک تم دونوں حق سے منزلوں دور ہو۔ زیاد بن النضر نے جواب دیا واللہ ہم نے علیؓ کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کی ہے۔ لیکن جب تم لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو شیعان امیر المومنین علیؓ نے کہنا شروع کیا۔ جس کے وہ دوست ہیں ہم بھی اس کے دوست ہیں اور جس کے وہ مخالف ہیں ہم بھی اس کے مخالف ہیں اور درحقیقت ہمارا اعتقاد یہی ہے اور یہی حق و راست ہے اور جو اس کا مخالف ہے وہ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

**خوارج کو اتحاد کی دعوت:** اس کے بعد امیر المومنین علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو خوارج کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک اعتراضات کے جوابات دینے میں جلدی نہ کرنا۔ لیکن عبداللہ بن عباسؓ اس وقت خوارج کے پاس پہنچے اور خوارج نے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کئے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے صبر نہ ہو سکا بول پڑے تم لوگ تقرر حکم پر کیوں حرف گیری کرتے ہو اللہ جل شانہ نے جب کہ تقرر حکم زوجین (میاں اور بیوی) میں بحالت منازعت حکم دیا ہے تو امت مرحومہ کے تنازعات میں حکم مقرر کرنا بہت زیادہ مناسب ہے۔ خوارج نے جواب دیا جس چیز میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کو چون و چرا کرنے کا مطلق اختیار نہیں دیا ہے اس میں قیاس و رائے کو کچھ دخل نہیں ہے۔ مثلاً حدود شریعت میں رائے و قیاس کو کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے جیسا کہ زانی اور چور کی سزائیں مقرر کر دی ہیں ان میں کسی کو کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے۔ ابن عباسؓ بولے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم (تم میں سے جو صاحب عدل ہوں وہ حکم بنائے جائیں) خوارج نے جواباً کہا کیا خوب! یہ حکم تو صید و ذبیحہ کا ہے مسلمانوں کا خون اس میں داخل نہیں ہے جس کے قتل کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاص سے ہم لوگ لڑ رہے تھے۔ پس اگر وہ عادل ہے تو اس سے لڑائی کیوں کی گئی اور اگر عادل نہیں ہے تو اس کو حکم بنانا کیا معنی اور اس کا فیصلہ کیسے حق بجانب ہو سکتا ہے تم نے معاویہ اور ان کے ہمراہیوں کی بابت آدمیوں کو حکم مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت حکم صادر فرمایا ہے کہ ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع

کر کے تحکیم نے ان سے عہد و پیمان کر لیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس فیصلہ کی بھی کوئی وقعت نہ تھی اور اللہ جل شانہ نے مسلمانوں اور اہل حرب کے عہد و پیمان کو سورہ براءت اس صحیفہ میں منقطع کر دیا ہے۔ یہ باتیں ہنوز تمام نہ ہوئی تھیں کہ امیر المومنین علیؓ نے یہ معلوم کر کے کہ خوارج پر یزید بن قیس کا زیادہ اثر ہے یزید کے خیمے میں آئے دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں یزید بن قیس کو اصفہان اور رے کی حکومت پر روانہ کر کے اس حصہ کی طرف تشریف لائے جہاں پر خوارج اور ابن عباس سے بحث و مناظرہ ہو رہا تھا۔

**خوارج کی اطاعت:** آپ نے خوارج سے خطاب کر کے ارشاد کیا: تمہارا پیشوا اور سردار کون ہے؟ خوارج نے جواب دیا ابن الکواء۔ آپ نے فرمایا بیعت کرنے کے بعد اس سے خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج نے کہا جنگ صفین میں تمہاری بے باکی کی وجہ سے۔ آپ نے کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری رائے نہ تھی بلکہ تمہاری رائے تھی۔ باوجود میں نے حکمین سے یہ عہد کر لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کریں گے پس اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر مخالفت کی تو ہم اس کے پابند نہ ہوں گے اور ہم ان کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں۔ خوارج بولے کیا یہ مناسب ہے مسلمانوں کی خونریزی میں حکم مقرر کرنے کے بجائے آدمیوں میں حکم مقرر کرنا عدل ہے۔ امیر المومنین نے جواب دیا ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے مگر یہ کہ وہ بولتا نہیں ہے بولنے والے آدمی ہی ہیں اس پر خوارج نے مدت مقرر کرنے کا اعتراض پیش کیا۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا اس مدت سے کہ شاید اللہ تعالیٰ زمانہ صلح میں امت مرحومہ کا اختلاف باہمی دفع کر دے۔ خوارج کے دلوں پر اس تقریر سے ایک گونہ تسکین ہوئی اور انہوں نے امیر المومنین علی کی رائے درست پسند کر لی۔ آپ نے پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو شہر میں قیام کرو چھ مہینے تک ٹھہرے رہو یہاں تک کہ جب مال و اسباب جمع ہو جائے گا تو ہم اپنے دشمنوں کی طرف خروج کریں گے۔ چنانچہ سب کے سب امیر المومنین علیؓ کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

**حضرت علیؓ کا حضرت عمرو بن العاص کو پیغام:** جس وقت میعاد مقررہ کا وقت قریب آیا اور حکمین کے جمع ہونے کا وقت آیا۔ تو امیر المومنین علیؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو چار سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ شریح بن ہانی کو ان کی سرداری پر اور عبداللہ بن عباس کو امامت پر مامور فرمایا۔ روانگی کے وقت شریح بن ہانی سے ارشاد کیا کہ عمرو بن العاص سے میری طرف سے کہہ دینا کہ حق اختیار کرو کیونکہ دین قائم رہنے والا ہے اور دنیا کا معاملہ گزر جانے والا ہے۔ چنانچہ جب شریح نے عمرو بن العاص کو امیر المومنین کا پیغام پہنچایا تو عمرو بن العاص غصہ سے سرخ ہو کر بولے تم کو مجھے مشورہ دینے کا کیا حق ہے۔ شریح نے جواب دیا تجھ کو کون امر سید المسلمین امیر المومنین کی نصیحت قبول کرنے سے روک رہا ہے۔ عمرو بن العاص نے اس کا جواب درشتی سے دیا اور ان کی نصیحت اپنے نفس پر شاق سمجھی۔ ابو موسیٰ کو گلا کیا۔ معاویہ نے چار سو شامیوں کی جمعیت سے عمرو بن العاص کو روانہ کیا تھا۔

**حکمین کا اجتماع:** حکمین نے مع اپنے ہمراہیوں کے مقام اذرح (مضافات دومۃ الجندل) میں قیام اختیار کیا۔ عمرو بن العاص کے ہمراہی ان کی جانب سے تعظیم و اطاعت اور فرمانبردار تھے۔ جب کبھی معاویہ کا کوئی خط آتا تھا تو عمرو بن العاص سے اس کے مضامین کو دریافت نہ کرتے تھے۔ لیکن اہل عراق ابن عباس سے امیر المومنین علیؓ کے خطوط کے مضامین کو

دیکھتے اور باہم ان کو اقرار نامے کے مضامین کے ساتھ تحریر کیا کرتے تھے۔ حکمین کے اس مجلس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن الحارث، ہشام بن عبدالرحمٰن، عبد یغوث زہری، ابو جہم بن حذیفہ عدوی، مغیرہ بن شعبہ، سعد بن ابی وقاص موجود تھے۔

**حکمین کی گفتگو** عمرو بن العاص نے کہا: ”اے ابوموسیٰ! تم جانتے ہو کہ عثمانؓ ظلماً شہید کئے گئے ہیں اور معاویہؓ ان کے ولی اور وارث ہیں۔“ ابوموسیٰ نے کہا: ہاں! پھر عمرو بن العاص بولے: ”پس کون سا امر تم کو ان کی خلافت سے روکتا ہے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہیں جیسا کہ تم جانتے ہو اگرچہ سابق الاسلام نہیں ہیں۔ لیکن ان میں سیاست اور ملک داری کا مادہ بہت زیادہ ہے اور وہ ام المؤمنین ام حبیبہؓ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اس سے زیادہ قریب قرابت اور کیا ہو سکتی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے ہیں اور شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے ہیں۔ سلسلہ گفتگو میں کہا اگر تم میری رائے سے موافقت کرو گے اور معاویہؓ کو امارت کی کرسی پر متمکن کرو گے تو جس شہر کی حکومت تم پسند کرو گے تم کو دی جائے گی۔“

ابوموسیٰ: اے عمرو! اللہ سے ڈرو اور یہ بات یاد رکھو کہ امارت اور خلافت میراث و شرف و مال کی وجہ سے نہیں دی جاتی۔ اگر ایسا ہوتا تو آل ابرہہ بن الصباح زیادہ اس کے مستحق تھے بلکہ دین داری، تقویٰ اور ملک داری کے لحاظ سے امیر و خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اگر شرف قریش کو پیش کیا جائے تو بھی علی ابن ابی طالب اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ چونکہ معاویہؓ خون عثمانؓ کے طالب ہیں اس وجہ سے ان کو امارت دی جائے تو میں اس کو بھی ناپسند کرتا ہوں کہ مہاجرین سابقین اولین کو چھوڑ کر امارت معاویہؓ کو دی جائے اور تمہارا یہ کہنا کہ اگر معاویہؓ امیر ہو گئے تو تم کو حکومت دی جائے گی تو اس کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ واللہ اگر معاویہؓ مجھ کو اپنی کل حکومت و سلطنت دے دیں تب بھی میں ہرگز ان کو امیر و خلیفہ نہ بناؤں گا اور میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں رشوت نہیں لیتا۔ بہتر ہوگا کہ عبداللہ بن عمرؓ کو امیر بنا دو۔

عمرو بن العاص: تم کو میرے لڑکے کے متعلق غور کرنے میں کیا عذر ہے؟ تم اس کی صلاحیت و قابلیت سے بخوبی واقف ہو۔

ابوموسیٰ: تمہارا لڑکا نیک اور سچا تھا لیکن تم نے اس کو بھی فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔

عمرو بن العاص: یہ کام ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہئے کہ جس کے داڑھ ہوں جس سے وہ کھاتا پیتا ہو۔

ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ عبداللہ بن عمرؓ بھی موجود تھے۔ کہ عالم میں آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابن الزبیر نے یہ گفتگو سن کے عبداللہ بن عمرؓ کو متوجہ کیا۔ ابن عمرؓ نے کہا واللہ میں اس معاملے میں رشوت ہرگز نہ دوں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا: ”اے ابن العاص! عرب نے بعد جدال و قتال اپنی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کو پھر فتنے میں نہ ڈالو۔“ عمرو بن العاص: ”تم پہلے اپنی رائے ظاہر کرو کہ تمہارا کیا مقصد ہے؟“

**فیصلہ کا اعلان** ابوموسیٰ: میری رائے تو یہ ہے کہ ان دونوں شخصوں کو ہم لوگ معزول کر دیں اور اس کام کو عام

---

[1] ابو مخنف نے بعض [illegible] اختلاف ہے [illegible] ہے۔

مسلمانوں کے سپرد کر دیں جس کو وہ چاہیں مشورہ کر کے امیر مقرر کر لیں۔

**حضرت عمرو بن العاصؓ کی چال:** عمرو بن العاص یہ سن کر اچھل پڑے، بہت خوشی سے اس رائے کو پسند کیا۔ دونوں آدمی ایک ساتھ باہر آئے ایک مجمع عظیم فیصلہ سننے کو موجود تھا۔ عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ سے کہا چونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب اولیٰ ہے اور مجھ سے آپ سن رسیدہ بھی، مناسب ہوگا کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر اس امر کو بیان فرما دیجئے جس پر ہم نے اور آپ نے اتفاق کیا ہے"۔ ابو موسیٰ بیچارے دنیا کے داؤ پیچ سے واقف نہ تھے۔ سادگی کے ساتھ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "ہم لوگ ایک امر پر متفق ہوئے ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے امت مرحومہ میں صلح کرا دے"۔ ابو موسیٰ اس قدر کہنے پائے تھے کہ ابن عباس نے قطع کلام کر کے کہا "واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ تمہیں دھوکا دیا جائے گا اگر فی الواقع تم دونوں نے کسی امر پر اتفاق کر لیا ہے تو اس کو (یعنی عمرو بن العاص کو) پہلے تقریر کرنے دو"۔ ابو موسیٰ نے کچھ توجہ نہ کی، ابن عباس خاموش ہو گئے۔ پھر ابو موسیٰ بولے "اے لوگو! ہم لوگوں نے بہت کچھ غور و خوض کیا لیکن سوائے اس کے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ہم اور عمرو بن العاص دونوں علیؓ اور معاویہ کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ جس کو وہ چاہیں متفق ہو کر خلیفہ بنا لیں۔ چنانچہ میں نے علیؓ اور معاویہ کو معزول کر دیا، تم جس کو لائق سمجھو اس کو خلیفہ بناؤ"۔ اس تقریر کے ختم ہوتے ہی عمرو بن العاص نے کھڑے ہو کر کہا "حاضرین جلسہ تم لوگ گواہ رہنا (ابو موسیٰ کی طرف اشارہ کر کے) کہ اس شخص نے اپنے رفیق (علیؓ) کو معزول کر دیا ہے اور بے شک میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں جیسا کہ اس نے معزول کیا ہے اور معاویہ کو معزول نہیں کرتا اور اسی کو امیر المسلمین تسلیم کرتا ہوں کیونکہ وہ عثمان ابن عفان مظلوم کا ولی ہے اور وہ اس کا قائم مقام ہونے کا مستحق ہے۔

**حکمین میں تلخ کلامی:** ابن عباس اور سعد ابو موسیٰ کو ملامت کرنے لگے۔ ابو موسیٰ نے معذرت پیش کی کیا کروں مجھے عمرو بن العاص نے دھوکا دیا۔ اقرار کر کے مکر گیا"۔ پھر عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا "اللہ تجھے ہدایت دے تو نے مجھ سے اقرار کر کے بدعہدی کی۔ تیری مثال بعینہ اس کتے کی ہے جو ایک بار کسی چیز کو پکڑ لیتا ہے پھر دبا یا وہ اس کو چھوڑ دیتا ہے"۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا "تیری مثال گدھے کے ہے جو بار برداری کرتا ہے"۔ شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص پر تلوار چلائی عمرو بن العاص نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ لوگ درمیان میں پڑ گئے قصہ طول نہ کھینچنے پایا رفع دفع ہو گیا۔

**سب و شتم کا آغاز:** ابو موسیٰ مجلس حکم سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عمرو بن العاص مع اہل شام شام کی طرف واپس ہوئے اور معاویہ سے کل ماجرا بیان کیا۔ امیر المومنین نماز میں قنوت پڑھنے اور بددعا کرنے لگے۔ اللھم العن معاویۃ و عمرواً و حبیبا و عبدالرحمن بن مخلد و الضحاک بن قیس و الولید و ابا الاعور۔ معاویہ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ بھی حضرت علیؓ و ابن عباس و حسن و حسین اور اشتر پر لعن کرنے لگے۔

---

[1] ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کو تھوڑی سی تبدیلی سے بیان کیا ہے [illegible] ہم نے مؤرخ کے الفاظ کا ترجمہ کیا ہے [illegible] حقیقت میں یہ امر خلاف شان ہے جناب امیر معاویہ اور عمرو [illegible] کی طرف سے پہنچے ہوئے [illegible] میرے خیال میں جہاں تک [illegible] امیر المومنین علیؓ سے [illegible] جناب مصنف [illegible] ہے۔ واللہ اعلم

# باب: ۲۲

## خوارج اور جنگ نہروان

**خوارج کا گستاخانہ رویہ:** امیر المومنین علیؓ جس وقت ابو موسیٰ کو حکم بنا کر روانہ کرنے لگے زرعہ ابن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی خوارج کی طرف سے آپ کی خدمت میں آئے اور کہا "اے علیؓ! تم اپنے گناہ سے توبہ کرو اور اپنے قول و اقرار سے جو تم نے معاویہ کے ساتھ کیا ہے پھر جاؤ اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں کی طرف لڑنے کو چلو جب تک ہماری جان باقی ہے ہم ان سے جنگ کریں گے۔

امیر المومنین: میرا بھی قصد تھا لیکن تم نے اس کی مخالفت کی اور اب تو ہم اقرار نامہ لکھ چکے ہیں اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔

حرقوص: یہی تو گناہ ہے جس کی بابت ہم توبہ کرنے کو کہتے ہیں۔

امیر المومنین: یہ گناہ نہیں ہے بلکہ رائے کی لغزش ہے۔

زرعہ: اے علیؓ! اگر تم آدمیوں کے حکم کو نہ چھوڑو گے اور توبہ نہ کرو گے تو ہم تم سے محض اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو لڑیں گے۔

امیر المومنین: تف ہے تجھ پر۔ کیا تو نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے کہ ہوا جس قدر چاہے گی اڑا لے گی۔ جا مجھے اپنے قول سے نہیں پھیر سکتا اگر چاہے کوئی ہو" اور زرعہ چلے اور: لاحکم الا للہ لاحکم الا للہ. چلاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس واقعہ کے بعد ایک روز امیر المومنین علیؓ مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ خوارج نے مسجد کے ایک گوشہ سے چلا کر کہا: لاحکم الا للہ۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر کلمہ حق سے اظہار باطل کا کرتے ہیں پھر دوبارہ خطبہ دینے لگے تو خوارج نے پھر ایسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا امر تم پر ہے تم ہمارے ساتھ یہی برتاؤ کرتے رہو نہ ہم تم کو مساجد میں آنے سے روکتے ہیں کہ وہاں آ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور نہ ہم نے تم کو مال غنیمت سے روکا جب تک ہمارے ساتھ تمہارے ہاتھ رہے اور نہ اب تم سے اس وقت تک ہم لڑیں گے جب تک تم ہم سے مخالفت نہ کرو گے اور تمہارا معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں گے کہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

**خوارج کی سرکشی:** امیر المومنین علیؓ یہ کہہ کر قصر امارت میں چلے آئے اور خوارج مسجد سے نکل کر عبداللہ بن وہب راسبی کے

نہ میں گئے اس نے ان کو سمجھایا بجھایا اور بعض پہاڑیوں کی طرف نکل جانے کی رائے دی اس سبب سے کہ امیر المومنین علیؓ ان شہروں کے حاکم تھے۔ حرقوص بن زہیر نے اس سے اتفاق کیا۔ حمزہ بن سنان اسدی نے کہا۔ تمہاری جو رائے ہے وہ نہایت معقول ہے لیکن یہ ضروری امر ہے کہ تم کو اپنا امیر بنا لو اور اس کے ہاتھ میں علم دو۔ خوارج نے زید بن حصین طائی کو پھر حرقوص بن زہیر اور شریح بن اوفی عبسی کو یکے بعد دیگرے امارت کے لئے نامزد کیا۔ لیکن ان لوگوں نے انکار کیا تب عبداللہ بن وہب سے کہا گیا اس نے قبول کر لیا۔ چنانچہ ۱۰ شوال ۳۷ھ کو خوارج نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد ازاں شریح کے پاس مشورے کی غرض سے جمع ہوئے۔ عبداللہ بن وہب نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ ایسے شہر چلو جہاں پر ہم اللہ کے حکم کو جاری کر سکیں کیونکہ تم لوگ اہل حق ہو۔ شریح نے کہا مدائن چلو ہم اس پر آسانی سے قبضہ کر لیں گے وہاں کے رہنے والوں کو ہم شہر سے نکال دیں گے اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط و کتابت کر کے بلا لیں گے جو بصرہ میں ہیں۔ زید بن حصین نے رائے دی کہ اگر تم لوگ جمع ہو کر نکلو گے تو ضرور تعاقب کیا جائے گا مناسب ہے کہ متفرق طور پر نکلو اور مدائن نہ جاؤ بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعے سے بلاؤ۔ عبداللہ بن وہب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر عمل درآمد ہوا۔

**خوارج کی روانگی:** اس کارروائی کے بعد خوارج نے روانگی کا عزم کیا شب جمعہ اور جمعہ کو پورے دن عبادت میں مصروف رہے۔ شنبہ کے روز ایک ایک دو دو پانچ پانچ دس دس بیس بیس روانہ ہوئے۔ انہیں لوگوں کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بھی روانہ ہوا۔ اس کا باپ عدی بن حاتم مدائن تک پیچھا کرتا گیا۔ لیکن واپس نہ لا سکا واپسی کے وقت عبداللہ بن وہب مقام ساباط میں بیس سواروں کی جمعیت سے ملا اور عدی غریب کے قتل کا قصد کیا۔ قبیلہ طے کے بعض آدمیوں نے جو عبداللہ کے ہمراہ تھے اس قتل سے باز رکھا۔

**کرخ کی لڑائی:** خوارج کی روانگی کے بعد امیر المومنین علیؓ نے سعد بن مسعود گورنر مدائن کو ان کی روک تھام کو لکھا چنانچہ سعد بن مسعود نے اپنے برادر زادہ مختار کو اپنا نائب مقرر کر کے پانچ سو سواروں سے خوارج کا راستہ روکا۔ خوارج نے اس راستہ کو چھوڑ کر بغداد کا رخ کیا۔ سعد بن مسعود بھی برابر ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شام کے وقت مقام کرخ میں خوارج کو جا لیا اتنے میں عبداللہ بن وہب تیس سواروں کی جمعیت سے پہنچ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سعد بن مسعود کے ہمراہیوں نے کہا جب تک امیر المومنینؓ کا کوئی حکم جنگ کی بابت نہ آئے جنگ نہ کرو۔ سعد نے اس پر توجہ نہ کی برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی فریقین نے مجبوراً لڑائی بند کر دی۔ عبداللہ بن وہب دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے رفیقوں سے جا ملا اور ان کے ہمراہ نہروان کی طرف روانہ ہوا۔

**خوارج کا بصرہ سے خروج:** خوارج بصرہ نے پانچ سو کی جمعیت سے سرکردگی مسعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے خروج کیا۔ ابن عباس کے حکم سے ابوالاسود دؤلی نے تعاقب کیا دجلہ کے پل پر مقابلہ ہوا عصر کے بعد سے شام کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب رات کی تاریکی نے تمام آدمیوں کی نظر سے ایک دوسرے کو چھپا دیا تو لڑائی خود بخود بند ہو گئی اور مسعر بن فدکی

مع اپنے ہمراہیوں کے دریا عبور کر کے نہروان میں عبداللہ بن وہب سے جا ملا۔

**حضرت علیؓ کا شام پر فوج کشی کا فیصلہ:** امیر المومنین حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے لشکریوں سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت لی۔ پھر حکمین کے فیصلے کا خیال آ گیا جو شاق اور ناگوار گزر رہا تھا۔ آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں بعد حمد و درود اور نصائح و پند کے بیان فرمایا "اے لوگو! آگاہ ہو کہ حکمین نے قرآن کے حکم کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی اتباع کی اور دونوں نے فیصلہ کرنے میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے علیحدہ رہے۔ پس اس حکم و فیصلے سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحاء امت بری ہیں لہٰذا تم لوگ شام پر حملہ کرنے کی تیاری کرو"۔

**خوارج کو دعوت اتحاد:** خطبہ دینے کے بعد خوارج کے پاس نہروان میں ایک فرمان بھیجا جس میں اس خطبہ کا مضمون تھا اور ان کو اہل شام پر حملہ کرنے کو ابھارا تھا اور صاف لفظوں میں یہ لکھ دیا تھا۔ نحن على الامر الاول الذي كنا عليه. "ہم اسی پہلی رائے پر ہیں جس پر اس سے پیشتر تھے" یعنی اہل شام سے جنگ کریں گے خوارج نے جواب لکھا تم نے بوقت تحکیم اللہ تعالیٰ کا پاس نہ کیا اور اب اپنے نفس کی اتباع سے لڑنے کو کہتے ہیں۔ پس اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کر لو اور توبہ کر لو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تم سے لڑنے کو تیار ہیں۔

**شام پر حملہ کی تیاری:** امیر المومنین علیؓ کو اس خط کے پڑھنے سے ناامیدی ہو گئی لیکن ان کو زیادہ خطرناک تصور نہ کر کے شام پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ لوگوں کو برابر جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔ ابن عباسؓ کو لشکر کا بصرہ سے فوج مرتب مہیا کرنے کو لکھا۔ انہوں نے ایک ہزار پانچ سو جنگ آور بسر کردگی احنف بن قیس جمع و مرتب کیے پھر دوبارہ ابن عباسؓ نے لوگوں کو جمع کر کے امیر المومنین علیؓ کا فرمان پڑھا اور یہ بیان کیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ ساٹھ ہزار ہو جس میں سے صرف ایک ہزار پانچ سو آدمیوں نے جنگ پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اس قلیل تعداد کو میں کیا بھیجوں"۔ اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ایک ہزار چھ سو آدمیوں نے مستعد ہو کر کہا ہم جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔ ابن عباسؓ نے ان کو جاریہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ احنف و جاریہ تین ہزار ایک سو کی جمعیت سے امیر المومنین علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین علیؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اہل بصرہ کی امداد کا حال بیان کیا بعد ازاں نہایت نرم الفاظ میں چند نصیحت کر کے ارشاد کیا "تم لوگ میرے معاون و مددگار ہو مناسب ہے کہ ہر سردار اپنے گروہ اور قبیلے کی ایک فہرست تیار کر کے پیش کرے کہ ان میں کس قدر جنگ آور ہیں"۔ سعد بن قیس ہمدانی، معقل بن قیس، عدی بن حاتم، زیاد بن خصفہ، حجر بن عدی اور بڑے بڑے سرداروں رئیسوں نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور کسی شخص کو جو قابل جنگ تھا باقی نہ چھوڑا فہرست تیار ہونے سے معلوم ہوا کہ چالیس ہزار نبرد آزما تجربہ کار، سترہ ہزار نوعمر آٹھ ہزار غلام میدان جنگ میں جا سکتے ہیں۔ علاوہ ان کے تین ہزار ایک سو سپاہی بصرہ کے تھے۔

**حضرت عبداللہ بن خبابؓ کی شہادت:** اس کے بعد امیر المومنین علیؓ نے یہ خبر پا کر کہ لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجھتے ہیں ارشاد کیا "اہل شام پر فوج کشی زیادہ ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تم سے مقابلہ کیا اور لڑتے رہے اور ان کا مقصود یہ ہے

کر دو اور جو بادشاہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں"۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور متفق ہو کر بولے ہم آپ کے ہمراہ ہیں جہاں اور جس طرف مناسب سمجھئے رخ کیجئے۔ ہنوز امیر المومنین علیؓ اہل شام کی طرف روانہ نہ ہوئے تھے کہ یہ خبر پہنچی کہ خوارج بصرہ اور عبداللہ بن خباب صحابی سے نہروان کے قریب اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ صاحب سلامت کے بعد جب خوارج کو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ عبداللہ بن خباب ہیں تو انہوں نے ابوبکر و عمرؓ کی نسبت سوال کیا "کیسے تھے؟" عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے پھر اول اور آخر زمانہ خلافت عثمان بن عفان کی بابت دریافت کیا۔ جواب دیا: اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔ علیؓ کی بابت تحکیم مقرر کرنے کے قبل اور بعد دریافت کیا جواب دیا وہ تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم کو سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہیں' خوارج بھڑک اٹھے "تم شخصیت کی پرستش کرتے ہو اور ان کے کاموں کی وجہ سے ان کو اچھا کہتے ہو"۔ یہ کہہ کر ان کو ذبح کر ڈالا۔ ان کی بیوی اور تین عورتوں کا جو قبیلہ طے کی تھیں پیٹ پھاڑ ڈالا۔ امیر المومنین علیؓ کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے اسی وقت بغرض تحقیق حال حارث بن مرۃ العبدی کو روانہ کیا خوارج نے ان کو بھی مار ڈالا۔ تب لشکریوں نے متفق ہو کر گزارش کی 'ہم کیسے ان خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کی طرف بڑھیں اور ان کے مکر و فریب سے اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال سے کیسے بے خوف و بے فکر ہو جائیں ان کی لڑائی ہم اہل شام کی لڑائی پر مقدم کرتے ہیں'۔ اشعث بن قیس نے اس قول کی تائید کی۔

**خوارج سے اتمام حجت:** پس امیر المومنین حضرت علیؓ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور جنگ شام ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔ خوارج کے لشکر کے قریب پہنچ کر کہلا بھیجا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم قصاص لے کر اور تم کو چھوڑ کر اہل مغرب (شام) پر حملہ آور ہوں گے اور تم سے اس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک ہم شام کی جنگ سے واپس نہ آ جائیں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس اثناء میں تم کو راہ راست کی ہدایت کر دے"۔ خوارج نے جواب دیا "ہم سب نے مل کر ان کو مارا ہے اور ہم سب تمہارے خون اور ان کے خون کو مباح سمجھتے ہیں"۔ اس کے بعد قیس بن سعد بن عبادۃ اور ابو ایوب انصاریؓ نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں کو وعظ و پند کیا۔ پھر خود امیر المومنین علیؓ نے خشونت آمیز الفاظ میں ان لوگوں کو سمجھایا ان کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور حکمین کی نسبت فرمایا کہ چونکہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حکم دیا ہے اس وجہ سے ہم نے ان کے فیصلے کو منظور نہیں کیا اور ہم اپنے اسی خیال پر ہیں جو اس سے پیشتر تھا علاوہ بریں حکم کے مقرر کرنے پر تو تم ہی لوگوں نے زیادہ زور دیا تھا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو اور دشمنوں سے لڑو"۔ خوارج نے کہا "بے شک ہم لوگوں نے حکم کے مقرر کرنے میں غلطی کی اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ کافر ہوئے لیکن توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے۔ پس اگر تم بھی توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر اس سے انکار کرو گے تو ہم تمہاری مخالفت کریں گے۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا "میں کیسے اپنے کو کافر کہوں حالانکہ میں مومن ہوں ہجرت کی خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خوارج نے جب اس کا کچھ جواب نہ دیا تو امیر المومنین حضرت علیؓ واپس آئے۔

**جنگ نہروان:** بعض کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علیؓ نے خوارج کو خشونت آمیز لہجے میں سمجھایا ان کو ان غریبوں کے قتل

کرنے پر ملامت کی تو خوارج نے چپ کر اپنی جماعت سے کہا: ان (علی) سے باتیں نہ کرو لڑنے کو تیار ہو جاؤ (یعنی جنگ کرو) امیر المومنین علیؓ یہ سن کر واپس آئے۔ پھر خوارج نے پل عبور کرنے کا قصد کیا، امیر المومنین حضرت علیؓ آ پہنچے۔ میمنہ پر حجر بن عدی، میسرہ پر شبث بن ربعی، سواروں پر معقل بن قیس، پیادوں پر ابو ایوب اور اہل مدینہ پر ابو قتادہ تھے۔ جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی، قیس بن سعد بن عبادہ بھی اسی جماعت میں تھے۔ خوارج کے لشکر پر اس تفصیل سے سردار تھے۔ میمنہ پر زید بن حصین الطائی، میسرہ پر شریح بن اوفیٰ العبسی، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی، پیادوں پر حرقوص بن زہیر۔ امیر المومنین علیؓ نے امان کا علم ابو ایوب کو مرحمت فرمایا۔ ابو ایوب نے آپ کے ارشاد کے مطابق پکار کر کہا جو شخص اس جھنڈے کے پاس آ جائے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص معترض نہ ہو گا اس کو بھی امان دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مدائن کی طرف لوٹ جائے گا وہ بھی مامون ہو گا۔ فروہ بن نوفل اشجعی یہ سنتے ہی پانچ سو سواروں کو لے کر خوارج سے علیحدہ ہو گیا۔ دسکرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور بعض لوگ کوفہ چلے گئے اور کچھ لوگ امیر المومنین علیؓ کے لشکر میں آ گئے۔ ان سب کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی۔ ان لوگوں کے علیحدہ ہونے سے خوارج کے گروہ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔

**خوارج کی شکست:** امیر المومنین علیؓ نے ان پر حملہ کیا ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ میمنہ اور میسرہ کی ترتیب باقی نہ رہی پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ تیر اندازوں نے تیر بازی شروع کر دی۔ سواروں نے دونوں بازوؤں میمنہ و میسرہ سے گھیر کر بھاگنے نہ دیا۔ پیادوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ایک ساعت میں سب کو ڈھیر کر دیا اس طرح پر کہ گویا ان سے کہہ دیا گیا تم لوگ مر جاؤ اور وہ لوگ مر گئے۔ عبداللہ بن وہب، زید بن حصین، حرقوص بن زہیر، عبداللہ بن شجرہ، شریح بن اوفیٰ جیسے نامی سردار مارے گئے، مال و اسباب، سامان جنگ اور مویشیاں لوٹ لئے گئے اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ البتہ خوارج کے غلاموں اور عورتوں کو واپس کر دیا۔ عدی بن حاتم نے اپنے لڑکے طرفہ اور چند آدمیوں کو دفن کرنے کا قصد کیا۔ امیر المومنین علیؓ نے منع فرمایا اور کامیابی کے بعد اس مقام سے کوچ کر گئے۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے صرف سات آدمی کام آئے۔

**حضرت علیؓ کی کوفہ کو مراجعت:** جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین علیؓ نے جنگ شام کی تیاری شروع کی اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر گزارش کی "فوج تھک جانے اور زخموں کی وجہ سے لڑنے میں سست پڑ گئی ہے درخواست کرتی ہے کہ تھوڑے دنوں آرام کر کے مردانگی و مستعدی سے دشمنوں پر حملہ کریں اور شاید اس اثنا میں ہماری تعداد بھی بڑھ جائے۔ امیر المومنین علیؓ نے یہ درخواست منظور کی لیکن شام کی طرف بھی روانہ نہ ہوئے بلکہ کوفہ کی طرف مراجعت کی مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کیا اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مکان پر نہ جائے جب تک دشمنوں کی طرف خروج کر کے فتح یاب نہ ہو جائے اس حکم کی تعمیل پورے طور سے نہ کی گئی۔ بہتیرے لشکر گاہ چھوڑ کر اپنے مکانوں پر چلے گئے۔ امیر المومنین علیؓ ان لوگوں کے پاس کوفہ آئے دوبارہ لڑائی کی ترغیب دی۔ معدودے چند آدمیوں نے مستعدی ظاہر کی پھر چند روز ٹھہر کر ان کے سرداروں اور رئیسوں کو طلب کر کے ان کی رائے دریافت کی اور تاخیر کرنے کی وجہ استفسار کی۔ ان لوگوں میں سے نہایت کم

آخر انہوں نے شام پر فوج کشی پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ امیر المومنین علیؓ ناچار اس سے رنجیدہ ہو گئے۔ طول طویل خطبہ دیا اور تقریر کی۔ ان کے فرائض سے ان کو مطلع کیا۔ نصیحت و فہمائش بہت کچھ کی لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بت کی طرح خاموش بیٹھے رہے۔

**مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ اور اشتر کی وفات:** اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ اطراف مصر میں ہوا خواہان امیر المومنین عثمان بن عفان معاویہ بن خدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ محمد بن ابی بکر گورنر مصر نے مقابلہ سے ایک لشکر بسر کردگی ابن مضاہم کلبی مرتب کر کے روانہ کیا۔ معاویہ بن خدیج نے شکست دی اور اس کے سردار ابن مضاہم کو مار ڈالا۔ ان کی چھیڑ چھاڑ سے مصر میں شورش پیدا ہو گئی۔ لوگ چاروں طرف سے محمد بن ابی بکر پر ٹوٹ پڑے۔ امیر المومنین علیؓ کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ آپ نے صفین کے واقعہ کے بعد اشتر کو لکھ بھیجا تھا کہ جزیرہ میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر فوراً چلے جاؤ۔ تمہارے سوا کوئی شخص مصر کی امارت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ معاویہ کو اس کی خبر ہوئی۔ مصر کے قبضہ کی ناامیدی ہو گئی کیونکہ اشتر کی بہادری سے معاویہ کو واقفیت تھی۔ اتفاق یہ کہ اشتر روانہ ہوا اور قیام کرتا ہوا قلزم کے اطراف کے پاس پہنچا۔ اشتر کا انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ معاویہ کی سازش سے حاکم خراج قلزم نے اشتر کو زہر دے دیا تھا۔ محض اس لالچ کی وجہ سے کہ خراج معاف کر دیا جائے گا لیکن یہ دور از قیاس اور خلاف واقعہ روایت ہے۔

**محمد بن ابی بکر کا اظہار اطاعت:** محمد بن ابی بکر کو بھی اشتر کا حاکم مصر ہونا ناگوار گزرا تھا اور اسی وجہ سے وہ رنجیدہ ہو گئے تھے جب اشتر کے انتقال کی خبر امیر المومنین علیؓ کو پہنچی تو آپ نے انا للہ پڑھ کر اس کی مغفرت کی دعا کی اور محمد بن ابی بکر کو بطور معذرت کے لکھا کہ میں نے اشتر کو حاکم مصر اس وجہ سے نہیں مقرر کیا تھا کہ تمہاری طرف سے مجھے بدگمانی تھی بلکہ اس کی سیاست دانی اور بہادری کی وجہ سے میں نے مصر کی گورنری دی تھی لیکن اتفاق سے اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔ ہم اس سے بے حد خوش تھے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو اور اس کو ثواب دو چند عطا کرے۔ تم پر لازم ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلہ پر صبر و تحمل سے کام لو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت و نصیحت سے بلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور اسی سے مدد کے خواہاں رہو۔ وہ تمہارے تمام امور میں مدد کرے گا اور جس کام سے تم گھبرا رہے ہو اسی کا متکفل ہو گا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب لکھا کہ میں آپ کے حکم کا مطیع اور آپ کی رائے کا پابند ہوں اور جو شخص آپ کا مخالف ہو گا اس سے جنگ کرنے کو تیار ہوں۔

**مصر فتح کرنے کا منصوبہ:** بعد تحکیم جب حکمین نے فیصلہ کر دیا اہل عراق امیر المومنین حضرت علیؓ کے مخالف ہو گئے اور اہل شام نے خلافت معاویہ کی بیعت کر لی تو معاویہ نے مصر کو اس کی زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے اپنے ممالک محروسہ میں داخل کرنے کا قصد کیا۔ مشورہ کی غرض سے ابو الاعور سلمی، حبیب بن مسلمہ، بسر بن ارطاۃ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمن بن خالد بن الولید اور شرحبیل بن السمط کو بلایا۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ کسی کا کیا ڈر وہ شخص جو مصر پر فوج کشی کا حکم دے رہا ہے۔ معاویہ بولے "مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہم ہوا خواہان عثمان بن عفان سے خط و کتابت کر کے اپنا ہمدرد بنا لیں اور دشمنوں سے صلح

[illegible] کیا۔ [illegible] آ گئی [illegible] طلب کر [illegible] بن العاص نے [illegible] ہوتا ہے [illegible] حاصل ہو جاوے۔

**عمرو بن العاص کی روانگی:** [illegible] معاویہ [illegible] امیر المومنین [illegible] عمرو بن العاص [illegible] کی ہدایت کی۔

**جنگ کا آغاز:** عمرو بن العاص [illegible] محمد بن ابی بکر [illegible] امیر المومنین [illegible] تمام ہو گئی۔

**کنانہ اور محمد بن ابی بکر کا انجام:** [illegible] محمد بن ابی بکر [illegible] عمرو بن العاص [illegible] معاویہ [illegible] محمد بن ابی بکر [illegible]

**مالک بن کعب کی شام کو روانگی اور واپسی:** [illegible] امیر المومنین علی نے محمد بن ابی بکر [illegible] چنانچہ [illegible] چنانچہ آپ [illegible] واپس آئے۔

کرنے کو جمع کر کے نصیحت و فہمائش کی۔ معاویہ کی لڑائی پر دوبارہ ابھارا۔ مالک بن کعب ارحبی نے دو ہزار آدمیوں کو تیار کر کے کہا "ہم آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں"۔ امیر المومنین علی نے فرمایا "اچھا جاؤ۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ تم محمد کی ان کی مدد پر پہنچ سکو گے۔ مالک بن کعب نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن غزیہ انصاری سے ملاقات ہوئی (یہ مصر سے آ رہے تھے) انہوں نے محمد کے مارے جانے کا واقعہ بتلایا۔ اس کے بعد عبدالرحمن ابن مسیب فزاری جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ شام کی جاسوسی کی خدمت پر مامور تھے انہوں نے محمد کے قتل اور عمرو بن العاص کے مصر پر قبضہ کرنے کے مفصل واقعات بتلائے۔ امیر المومنین علی کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے اسی وقت مالک بن کعب کو مع لشکر جو مصر کو جا رہا تھا واپس بلا لیا۔ بعد ازاں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا مصر کی سرگزشت بیان کی اور ان کی سستی و غفلت پر ملامت کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ "یہ تمہاری غفلت و کاہلی کا نتیجہ تھا کہ مصر ہاتھ سے جاتا رہا (یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے)۔"

ابن حضرمی کی بصرہ میں آمد: فتح مصر کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ ازد کی تائید طلب کرنا اور ربیعہ سے بچتے رہنا اس لیے کہ وہ علی بن ابی طالب کے طرف دار ہیں۔ چونکہ اہل بصرہ جنگ جمل میں امیر المومنین علی سے کبیدہ خاطر تھے اور بعض معاویہ کی طرح خون عثمان کے معاوضہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ابن حضرمی معاویہ سے رخصت ہو کر بصرہ پہنچے اور قبیلہ تمیم میں فروکش ہوئے ان دنوں ابن عباس بصرہ کی گورنری پر تھے۔ لیکن زیاد کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے امیر المومنین علی کے پاس چلے گئے تھے۔ ابن حضرمی کے آنے کی خبر سن کر کل ہوا خواہان عثمان بن عفان آ کر جمع ہو گئے۔ ابن حضرمی نے بعد حمد و نعت کے لوگوں کو خون عثمان کا معاوضہ طلب کرنے پر ابھارنے لگے۔ ضحاک بن قیس ہلالی نے قطع کلام کر کے کہا "اللہ تجھے سمجھے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے کیا تو ہم کو اتفاق کے بعد تفرقہ اور جماعت سے علیحدگی کی طرف بلاتا ہے کہ معاویہ امیر ہو"۔ عبداللہ بن حازم اسلمی نے ترش روئی سے کہا "آپ کیا چپ ہو جائیے آپ اس کے کہنے کے لائق نہیں ہے۔ پھر ابن الحضرمی سے مخاطب ہو کر کہا "ہم تمہارے معین و مددگار ہیں تمہارا قول قابل قبول و لائق ہے ہم بے توقف بامر معاویہ تیار ہیں"۔ اس پر ابن الحضرمی نے معاویہ کا خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ جس میں عثمان بن عفان کے فضائل اور ان کے احسانات کی خوبیاں لکھی تھیں اور اہل بصرہ کو خون عثمان کے معاوضہ طلب کرنے پر ابھارا تھا اور ان کو وفا کی پابندی کی تاکید کی تھی"۔ ابن الحضرمی جب خط پڑھ چکے تو احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا "میں اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا ہوں" اور وہیں مرحوم چلا آیا۔ لوگ جماعت سے علیحدہ ہو کر امیر المومنین علی کی بیعت ملتزم رہیں۔ ابن عباس بن مجزاۃ نے ابن الحضرمی کی تائید کی۔ مثنی بن مخرمہ نے ابن الحضرمی کو مخاطب کر کے کہا "تم اپنی جگہ پلٹ جاؤ۔ بہتر یہی ہے جہاں سے آئے ہو وہیں جاؤ"۔ ابن الحضرمی نے صبرہ بن شیمان ازدی سے خطاب کر کے کہا "کیا تم میری مدد کرو گے" جواب دیا "اگر تم میرے یہاں ٹھہرنے کو آ جاؤ گے تو میں ضرور مدد کروں گا"۔

ابن حضرمی کا انجام: زیاد نے (جو ابن عباس کی نیابت میں امیر بصرہ تھا) یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر فتنہ ہونے سے ڈر کر حضین بن المنذر، مالک بن مسمع اور سرداران بکر بن وائل کو بلا کر ابن الحضرمی کے آنے اور طلب مدد کا حال بیان کیا اور

بن حضرمی کو بصرہ روانہ کیا امیر المومنین علیؓ [illegible] یاد [illegible] تھا۔ [illegible] نے [illegible] باللہ [illegible] نے جلد [illegible] سے جا ملا۔ [illegible] اس کا [illegible] اعین بن ضبیعہ کے پاس بلا بھیجا کہ تم [illegible] ابن الحضرمی [illegible] اور [illegible] اور اپنی قوم کی جمعیت [illegible] اس کا حال امیر المومنین علیؓ کو پہنچا تو آپ نے جاریہ بن قدامہ کو ہدایت کر کے روانہ کیا [illegible] بنو تمیم اور ابن الحضرمی میں [illegible] جو شخص ان کی مخالفت کرے اس سے [illegible] اعین بن ضبیعہ کے بعد [illegible] تمیم کو ابن الحضرمی سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ابن الحضرمی کے [illegible] ابن الحضرمی کو شکست ہوئی [illegible] ایک مکان میں [illegible] ابن الحضرمی [illegible]

خریت [illegible] کا قتل [illegible] ابن الحضرمی [illegible] امیر المومنین [illegible] الحضرمی [illegible] معقل بن قیس [illegible] امیر المومنین علیؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا [illegible] امیر المومنین [illegible] کے ساتھ [illegible] ایک لشکر [illegible] اور [illegible] مقابلہ کیا [illegible] اطاعت قبول [illegible] کا قصد کیا [illegible] اور [illegible] ہو گئے [illegible] کو [illegible] ہوا۔

**حضرت علیؓ سے حضرت ابن عباسؓ کی علیحدگی:** اسی سال [illegible] امیر المومنین علیؓ سے ناراض ہو کر مکہ چلے گئے۔ اس کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز عبداللہ بن عباسؓ ابو الاسود کی طرف سے [illegible] اور [illegible] ابو الاسود نے امیر المومنین علیؓ کو [illegible] عبداللہ بن عباسؓ نے [illegible] مال [illegible] امیر المومنین علیؓ نے [illegible] لکھا [illegible] بیت المال [illegible] ابن عباسؓ نے جواب [illegible] امیر المومنین علیؓ نے [illegible] ابن عباسؓ نے [illegible] مال [illegible] ابن عباسؓ نے جواب لکھا [illegible] بصرہ [illegible] ابن عباسؓ [illegible]

بنی قیس نے اپنی قوم سے کہا کہ تمھیں ہمارے بھائی بنی ناجیہ کی پرواہ نہیں، مال کے بیچنے سے بچا ہے۔ آخر یہ لوگ اسیر ہو کر بیچے گئے اور وہ شخص ان کے واسطے ہوئے تین لاکھ درہم اس سے بھی ادا نہیں ہوئے۔ قوم کے چند لوگوں نے قرض لے کر دو دو چار چار ہزار جمع کیے لیکن حضرت نے درمیان میں پڑ کر وہ رقم معاف کر دی اور ان لوگوں کو آزاد کر دیا۔

**حضرت علیؓ کی شہادت:** نتیجہ یہ ہوا کہ ماہ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ امیرالمومنین علیؓ شہید کر دیے گئے۔ روایت ان کی شہادت کی اس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضرت علیؓ کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ تین خارجی ان کے بقیہ سیف خوارج عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی (اس کو حجاج بھی کہتے تھے) اور عمرو بن بکر تمیمی، مکہ کی ایک مقام پر اکٹھے ہو کر بیٹھے اور امراء اسلام کے حالات بیان کرنے لگے نہروان کے مقتولوں پر افسوس ظاہر کیا۔ بہت دیر تک ان کی باتیں ہوتی رہیں آخر ان میں سے ایک نے کہا "کاش ہم لوگ اپنی جانوں کو بیچ کر آئمہ ضلالت (گمراہ سرداروں) کو قتل کر کے بندگان خدا کو ان کے ظلم سے نجات دلا دیتے"۔ ابن ملجم (جو مصر کا رہنے والا تھا) نے کہا "میں علیؓ کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں" برک نے کہا "میں معاویہ کو قتل کروں گا" عمرو بن بکر نے کہا "عمرو بن العاص کو میں قتل کروں گا"۔ اس کے بعد سب نے یہ عہد و پیمان کیا کہ جب تک ہر شخص اپنے مقابل کو قتل نہ کر لے یا خود نہ مارا جائے پیچھے نہ ہٹے گا اور یہ کام ۱۷ رمضان المبارک کو نماز فجر کے وقت انجام دیا جائے۔

**ابن ملجم اور شبیب بن شجرہ:** چنانچہ اس قرارداد کے موافق ابن ملجم کوفہ آیا اپنے دوستوں سے ملا مگر کسی سے بھی ذکر نہ کیا۔ ایک روز شبیب بن شجرہ اشجعی کے پاس گیا اور اس سے اپنے ارادے کا اظہار کیا اور مدد چاہی۔ شبیب نے کہا "تیری ماں مر جائے! تو نے ایسی بات کا ارادہ کیا ہے جس کا پورا ہونا دشوار ہے"۔ ابن ملجم نے جواب دیا "نہیں میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جس وقت وہ امیرالمومنین علیؓ نماز صبح کے لیے آئیں گے میں ان پر حملہ کر دوں گا، اگر قتل کر ڈالا تو ہمارا اور تمہارا سب کا بدلہ ہو جائے گا اور اگر مارا گیا تو جنت ملے گی"۔ شبیب نے کہا "افسوس تجھ پر! اگر کوئی اور شخص ہوتا تو آسان تھا، علیؓ کی اسلام میں سبقت اور ان کے فضائل سے تو واقف ہے"۔ ابن ملجم نے جواب دیا کہ "کیا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے نہروان میں نیک لوگوں کو قتل کیا"۔ شبیب نے کہا "ہاں" ابن ملجم نے کہا "ہم ان کو ان لوگوں کے عوض میں قتل کریں گے"۔ شبیب ان باتوں سے راضی ہو گیا اور ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابن ملجم کی نظر ایک حسین عورت قطام پر پڑی۔ قطام کا باپ اور بھائی دونوں نہروان میں خارجیوں کی طرف سے مارے گئے تھے۔ ابن ملجم اس پر فریفتہ ہو گیا اور نکاح کا پیغام دیا۔ عورت نے اس شرط سے منظور کیا کہ ایک غلام اور ایک لونڈی مہر میں دو اور امیرالمومنین علیؓ کو قتل کر ڈالو۔ ابن ملجم نے کہا "علیؓ کا قتل تو میں خود کرنا چاہتا ہوں، میں تو اسی غرض سے آیا ہوں۔ اگر علیؓ کو قتل کر کے بچ گیا تو تجھ سے ملوں گا"۔ عورت نے کہا "اچھا تم جاؤ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری مراد پوری ہو گی اور میں تمہارے ساتھ ایک شخص کو کر دیتی ہوں جو تمہاری مدد کرے گا"۔ چنانچہ اس نے اپنے قبیلے کے ایک شخص وردان نامی کو ابن ملجم کے ہمراہ کر دیا۔ جب وہ شب آئی جس میں ابن ملجم نے

ہمراہیوں سے امیر المومنین علیؓ کے شہید کرنے کا اقرار کیا تھا اور یہ رات جمعہ کی تھی تو ابن ملجم مع شبیب اور وردان مسجد میں آ کر دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جس طرف سے امیر المومنین علیؓ مسجد میں آتے تھے۔

**حضرت علیؓ پر حملہ** تھوڑی دیر کے بعد امیر المومنین علیؓ تشریف لائے بلند آواز سے فرمایا: ایہا الناس الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ شبیب نے لپک کر تلوار چلائی آپ آگے بڑھ گئے تھے دروازے پر پڑی۔ ابن ملجم نے بڑھ کر پیشانی پر تلوار کا وار کیا اور چلا کر کہا: الحکم للہ لا لک یا علی ولا لاصحابک وردان بھاگ کر اپنے مکان میں آیا اور اپنے بعض احباب سے اس واقعہ کو بیان کیا انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ شبیب اسی تاریکی میں بھاگا ہوا چلا جاتا تھا لوگوں نے دوڑ کر پکڑو پکڑو چلانا شروع کیا ایک حضرمی شخص نے پہنچ کر شبیب کی تلوار چھین لی اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اس خوف سے کہ کوئی قاتل نہ سمجھ لے چھوڑ دیا۔ شبیب موقع پا کر بھاگ گیا اور لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا۔

**حضرت علیؓ کی وصیت** امیر المومنین علیؓ نے زخمی ہونے کے بعد جعدہ بن ہبیرہ (اپنی ہمشیرہ ام ہانی کے لڑکے) کو نماز پڑھانے پر مامور کیا جعدہ نے نماز پڑھائی۔ آپؓ کو گھر اٹھا کر لائے اب اس وقت آفتاب نکل آیا تھا ابن ملجم مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد کیا "اے اللہ کے دشمن! تجھ کو کس چیز نے میرے قتل پر آمادہ کیا؟" ابن ملجم نے عرض کی میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو بدترین خلق ہے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تو بھی اسی سے مارا جائے گا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو مار ڈالنا جیسا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اے بنی عبد المطلب! مسلمانوں کی خونریزی کی ترغیب لوگوں کو نہ دینا اور یہ حیلہ نہ کرنا کہ امیر المومنین مارے گئے ہیں خبردار سوائے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا۔ اے حسنؓ اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اسی کی تلوار سے ایسا ہی ایک ہی وار مارنا، مثلہ ہرگز نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ایاکم والمثلۃ۔ ام کلثوم بنت امیر المومنین حضرت علیؓ نے ابن ملجم سے خطاب کر کے کہا "اے عدو اللہ! میرے باپ کو تو نے شہید کیا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہے اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں رسوا کرے گا۔ ابن ملجم نے جواب دیا" پھر کیوں روتی ہو واللہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار میں خریدی تھی اور چالیس روز تک اس پر سان رکھتا رہا ہوں اگر کل شہر پر یہ وار پڑ جاتا تو ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔

**حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا مسئلہ** اسی اثناء میں جندب بن عبد اللہ آ گئے اور انہوں نے امیر المومنین علیؓ سے دریافت کیا "اگر آپ ہم سے جدا ہو جائیں تو کیا ہم حسنؓ کی بیعت کر لیں گے؟" ارشاد کیا نہ میں یہ حکم دیتا ہوں اور نہ اس کو منع کرتا ہوں تم خود بہتر سمجھ سکتے ہو پھر حسنؓ و حسینؓ کو طلب کر کے فرمایا "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہونا گو وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے اور دنیا کی کسی چیز کے حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا، ہمیشہ حق کہنا، یتیم پر رحم کرنا بیکسوں کی مدد کرنا، ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے معین و مددگار، کتاب اللہ پر عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا"۔ پھر محمد بن الحنفیہ سے مخاطب ہوئے "میں تم کو بھی انہیں باتوں کی وصیت کرتا ہوں

اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنے کی وصیت کرتا ہوں ان کا حق تم پر زیادہ ہے کوئی امر ان کے خلاف مرضی نہ کرنا۔" اس کے بعد حسنؓ و حسینؓ اور ابن الحنفیہ سے بہتر حسن سلوک کرنے کی وصیت کی پھر حسنؓ کو خصوصی ہدایتیں دیتے رہے۔ جب وقت وفات قریب آیا تو ایک جامع وصیت تحریر کی اور پھر سوائے لا الہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان سے نہ نکالا یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

**ابن ملجم کا قتل:** امیر المومنین حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ابن ملجم حسنؓ ابن علی کے روبرو پیش ہوا تو عرض کی آپ کا کوئی حرج نہ ہو اگر مجھے تھوڑے دنوں کے لئے زندہ رہنے دیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ معاویہؓ اور علیؓ دونوں کا خاتمہ کروں گا میں نے علیؓ کا کام تمام کر دیا۔ اب معاویہ باقی رہ گیا ہے تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنا عہد پورا کر دوں۔ اگر میں نے اس کو مار ڈالا اور زندہ بچ گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ حسنؓ نے کہا نہیں واللہ تو اب دوزخ کی سیر کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے آگے بڑھ کر ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔

**امیر معاویہؓ پر حملہ:** ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبد اللہ تھا جو معاویہؓ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر شام گیا تھا۔ اس نے ٹھیک شب کو فجر کے وقت معاویہؓ پر حملہ کیا۔ لیکن اتفاق سے زخم کاری نہ پڑا۔ سرین پر معمولی سا زخم آیا۔ برک گرفتار کر لیا۔ برک نے خوفزدہ ہو کر کہا میں تم کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں اگر تم اس کے عوض مجھ کو چھوڑ دو تو بتا دوں۔ مطلب یہ تھا کہ رہا کر دو گے۔ میرے ایک بھائی نے آج کی شب کو علیؓ کو مار ڈالا۔ امیر معاویہؓ نے کہا تعجب ہے کہ تم اس امر پر قادر نہ ہوگا۔ برک نے جواب دیا غیر ممکن ہے علیؓ کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا۔

**برک بن عبد اللہ کا انجام:** اس سلسلہ کلام کے تمام ہوتے ہی معاویہؓ کے حکم سے برک قتل کر دیا گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ معاویہؓ نے برک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور یہ زیاد کے زمانے تک زندہ رہا تھا۔ زیاد نے اس کو بصرے میں قتل کیا۔ جو شخص معاویہؓ کے علاج کے لئے طبیب حاضر ہوا۔ اس نے زخم کی صورت دیکھ کر کہا "اس کا علاج دو ہی صورت سے ہو سکتا ہے یا تو داغ دیا جائے یا دوا پلائی جائے۔ مگر آپ کی اس سے نسل و اولاد منقطع ہو جائے گی۔" معاویہؓ نے کہا "میری تو نسل یزید اور عبد اللہ ہی کو دیکھ کر تسلی ہو جائے گی۔ لیکن آگ کا داغ برداشت نہ ہوگا تم مجھے دوا دو۔" اس واقعہ کے بعد معاویہؓ نے دربان رکھے پاس کی محافظ مقرر کئے پولیس کا پہرہ نماز کی حالت میں رہتا تھا۔ یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سائل شخص نے کسی وجہ سے مروان بن الحکم کو خنجر مارا تھا۔ اس وجہ سے سب سے پہلے مروان نے مسجد میں دربان اور پہرہ داری کا دستور مقرر کیا تھا۔

**عمرو بن بکر کا قتل:** تیسرا رفیق ابن ملجم کا عمرو بن بکر تھا اسی شب میں یہ بھی عمرو بن العاص کے قتل کرنے کو چھپ کر بیٹھا اتفاق سے اسی رات کو علالت کی وجہ سے عمرو بن العاص نماز پڑھنے نہیں گئے تھے۔ اپنے ایک پولیس افسر خارجہ بن ابی حبیب بن لوی کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ عمرو بن بکر نے اسی فریب پر کہ یہ عمرو بن العاص ہے خارجہ پر تلوار چلائی اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ لوگ اس کو عمرو بن العاص کے پاس گرفتار کر کے لائے دریافت کیا کون مارا گیا؟ لوگوں نے کہا "خارجہ!"

اس پر عمرو بن بکر چونک کر بولا "افسوس میں نے تمہارے شبہ میں اس کو مارا" عمرو بن العاص نے کہا "تو نے عمرو کے مارنے کا قصد کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کے قتل کا" پھر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

**عمال:** امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے وقت آپ کے عمال اس تفصیل سے تھے بصرے میں عبداللہ بن عباس (ان کی علیحدگی کے بعد دوسرے کی تقرری کی نوبت نہیں آئی تھی) اور یہاں کے عہدہ قضا پر ابوالاسود الدولی، فارس میں زیاد بن سمیہ، یمن میں عبیداللہ بن عباس (جب تک بسر بن ارطاۃ کا واقعہ پیش نہیں آیا) طائف میں قثم بن عباس، مدینہ میں ابوایوب انصاری یا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم۔

**تذکرہ حضرت علیؓ:** حلیہ و نسب: گندمی رنگ، بھاری قد، آنکھیں بڑی بڑی، شکل خوبصورت تھے، سینہ پر بکثرت بال تھے، داڑھی بڑی، بازو اور پنڈلیاں پر گوشت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی مرتضیٰ نسبتاً قرابت تھے اور ان سے زیادہ خلفائے راشدین میں سے کوئی قریب نہیں تھا دوسری ہی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ یہ بیٹے ہیں ابوطالب کے جن کا نام عبد مناف تھا اور عبد مناف، عبدالمطلب بن ہاشم کے بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ باپ کی جانب سے ہاشمی تھے ویسے ہی ماں کی طرف سے بھی، ان کا نام فاطمہ تھا۔ یہ بیٹی تھیں اسد بن ہاشم کی۔ یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔ آپ سابق الاسلام سے ہیں، جیسا کہ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے، عورتوں میں ام المومنین خدیجہؓ ویسا ہی نو عمروں میں آپ۔ شب ہجرت میں آپ ہی خواب گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے تھے، مشرکین مکہ کو سورۂ برأت کے سنانے پر آپ ہی مامور ہوئے تھے، زہد و علم سے آراستہ تھے اور لباس تقویٰ سے بھی آراستہ، سخاوت و شجاعت کا مادہ گھٹی میں پڑا ہوا تھا، اگر اندرونی خصومات نہ پیش آ جاتے تو آپ ایک عالم کو علی منہاج النبوۃ چلاتے۔

**عہد خلافت:** مورخوں کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیؓ کا زمانہ خلافت تین مہینے کم پانچ برس رہا اور یہ کل زمانہ خانہ جنگیوں اور اندرونی نزاعات اور فسادات کے رفع دفع کرنے میں صرف ہو گیا۔ ترسٹھ برس کی عمر پائی، بعض کا قول ہے کہ آپ نے پینسٹھ مراحل عمر کے طے فرمائے، کوئی کہتا ہے کہ اٹھاون برس کی عمر میں آپ شہید کئے گئے۔ علاوہ اس کے لوگوں نے مختلف روایتیں کی ہیں، لیکن روایت اول صحیح ہے۔ شہید ہونے کے بعد حسنؓ، حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) نے نہلایا۔ تین کپڑوں میں کفنایا اور آپ کے نعش پر امام حسنؓ نے نماز پڑھائی۔ مسجد کے قریب دفن کئے گئے اور بعض کا بیان ہے کہ قصر میں دفن کئے گئے۔

**ازواج و اولاد:** سب سے پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا وہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں، ان کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں، دو لڑکے حسنؓ و حسینؓ اور دو لڑکیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم۔ فاطمہؓ کی وفات کے بعد ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا جس سے چار لڑکے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے جو معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ تھیں، دو لڑکے عبیداللہ اور ابوبکر ان کے بطن سے پیدا

[1] تاریخ کامل ابن اثیر ص ۱۶۰ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔

ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شربت شہادت نوش کیا۔ چھٹی شادی آپ نے اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے کی جس سے محمد الاصغر اور یحییٰ وجود میں آئے اور معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض نے کہا کہ انہی کے بطن سے آپ کے لڑکے عون بھی پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔ ساتواں عقد امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس سے کیا۔ ان کی ماں زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں ان سے محمد الاوسط پیدا ہوئے اور محمد الاکبر جن کو ابن الحنفیہ کہتے ہیں ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ سے تھیں اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے حضرت علیؓ کے فرزند عمر اور دختر رقیہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی آٹھویں بیوی کا نام ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ ہے جن سے ام الحسن رملہ الکبریٰ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ نواں عقد آپ کا محیاۃ بنت امرؤ القیس بن عدی کلبیہ سے ہوا ان کے بطن سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ سوا ان لڑکیوں کے اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔ غرض آپ کے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن نسل سلسلہ صرف حسنؓ، حسینؓ، محمد بن الحنفیہ، عباس بن کلابیہ اور عمر بن تغلبیہ سے چلا۔ باقی کے اعقاب باقی نہ رہے یعنی ان سے سلسلۂ نسل نہیں چلا۔

# خلافت حسن ابن علیؓ (رضی اللہ عنہ)

امام حسنؓ کی بیعت[1]: امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے بعد آپ کے ہوا خواہوں نے بالاتفاق حضرت حسن ابن علی کے ہاتھ پر بیعت کی سب سے پہلے قیس ابن سعد نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا: ابسط یدک علی کتاب اللہ و سنۃ رسولہ و قتال المحلین حسنؓ ابن علی نے جواب دیا: علی کتاب اللہ و سنۃ رسولہ و یاتیان علی کل شرط[2] اس کے بعد اور لوگ بیعت کرنے لگے۔ آپ فرماتے جاتے تھے تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا اور میری اطاعت کرنا جس سے میں صلح کروں اس سے تم بھی صلح کرنا اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے لڑنا ان فقروں سے لوگوں کو شبہ پیدا ہو گیا وہ سرگوشیاں کرنے اور کہنے لگے یہ تمہارا سردار نہیں ہے اور نہ یہ جنگ کا قصد رکھتا ہے۔

امیر المومنین علیؓ کی شہادت کا حال امیر معاویہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی خلافت کی بیعت اہل شام سے لی اور اسی روز امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا۔ صحیح یہ ہے کہ معاویہؓ نے بعد فیصلہ حکمین اپنی خلافت کی بیعت لی تھی شہادت کے چالیسویں روز اشعث بن قیس الکندی نے جو امیر المومنین علیؓ کے رفیق تھے انتقال کر گئے اور ان کے بعد ہمراہیان معاویہؓ سے شرحبیل بن السمط الکندی نے بھی وفات پائی۔

عراقی فوج کی غداری: شہادت سے چند روز پیشتر امیر المومنین علیؓ نے بقصد شام ایک لشکر مسلح تیار کر کے مرتب کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں سے جنگ موت کی بیعت لی تھی۔ لیکن اتفاق وقت سے لشکر کشی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہید ہو گئے تھے جب لوگوں نے حسن بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی تو امیر معاویہ اہل شام کو لے کر کوفہ کی طرف بڑھے ادھر امام حسنؓ بھی بقصد

---

[1] امام حسن سے مراد [illegible]

[2] [illegible]

حملہ آور ہوئے تھے لیکن ان کے قدم اکھڑ گئے [illegible] بیعت سے قیس بن سعد [illegible] عبیداللہ بن عباس تھے اور قیس بن سعد ان کے پیچھے [illegible] کر رہے تھے۔ [illegible] قیس بن سعد [illegible] اس خبر کو [illegible] لشکر میں [illegible] پیدا ہو گئی۔ ایک دوسرے سے الجھ پڑے [illegible] امام حسنؓ کے خیمے کی طرف [illegible] لوٹ لیا اور [illegible] آپ کی ران میں [illegible] آپ [illegible] قصر ابیض میں [illegible]۔

**خلافت سے** دستبرداری [illegible] امام حسنؓ نے [illegible] امیر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں خلافت و حکومت سے دستکش ہوتا ہوں [illegible] بیت المال [illegible] (مصالحات قرن) [illegible] امیر معاویہ [illegible]۔

**امیر معاویہ کی بیعت خلافت** [illegible] آپ نے [illegible] بیان فرمایا: یا اهل العراق سخی نفسی عنکم ثلاث قتل ابی و طعنی و انتهاب متاعی [illegible] الا و قد اصبحتم بین قتیلین قتیل بصفین تبکون له و قتیل بالنهروان [illegible] فاما الباکی فخاذل و اما [illegible] فثائر و ان معاویة [illegible] الحیوة قبلنا و اخذنا لکم الرضی۔ لوگوں نے ہر طرف سے [illegible]

---

[illegible]

بھیجے امیر معاویہؓ کی بیعت کی اس کے بعد امیر معاویہ کوفہ آئے اور لوگ بھی شریک بیعت ہوئے۔ امام حسنؓ نے قیس بن سعد کو (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) امیر معاویہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان کی بیعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ قیس نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا اور یہ جلسہ مشورہ ان کو مخاطب کر کے کہا "تم لوگوں کو بغیر امام کے لڑنا مناسب ہے یا کہ امام گمراہ کی اطاعت کرنا"۔ جواب ملا "امام گمراہ کی اطاعت"۔ قیس بن سعد یہ سن کر واپس آئے اور بیعت کے بعد عمرو بن العاص کے کہنے سے امیر معاویہ نے امام حسنؓ کو خطبہ دینے کے لئے کھڑا کیا تاکہ لوگوں پر اپنی معذوری ظاہر کریں۔

**امام حسنؓ کا خطبہ**۔ امام حسنؓ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و درود کے بعد کہا: ایھا الناس ان اللہ ھدی کم باولنا و حقن دماء کم بآخرنا و ان لھذا الامر مدۃ و الدنیا دول و اللہ عزوجل یقول لنبیہ وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین۔ جب اس فقرے پر پہنچے تو امیر معاویہ نے آپ کو بٹھا لیا کیونکہ انہوں نے ان کے خلاف اظہار خیال فرمایا تھا۔

**امام حسنؓ کی مدینہ کو روانگی**۔ اس واقعہ کے بعد امام حسنؓ معہ اپنے اہل بیت اور جملہ متعلقین کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوئے پہنچانے آئے۔ جناب موصوف تا حیات مدینہ ہی میں مقیم رہے حتیٰ کہ ۴۹ھ میں اور بروایت ابو الفرج اصفہانی ۵۰ھ میں انتقال فرما گئے اور جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے بہ سازش امیر معاویہ زہر دے دیا تھا یہ شیعوں کی روایت ہے جس کی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی۔ امیر معاویہ ان افتراؤں سے بالکل بری ہیں۔

**قیس بن سعد کی مشروط بیعت**۔ قیس بن سعد چند دنوں تک امیر معاویہ کی بیعت سے رکے رہے اور عبیداللہ بن عباس بھی اس رائے سے متفق تھے۔ لیکن جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو بمعہ ایک لشکر جرار عبیداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا تو عبیداللہ بن عباس نے خط و کتابت کر کے امان حاصل کر لی۔ شب کے وقت تن تنہا اپنے لشکر سے نکل کر عبداللہ بن عامر کے خیمے میں آئے اور ان کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس چلے گئے۔ عبیداللہ بن عباسؓ کی روانگی کے بعد قیس بن سعد امیر لشکر ہوئے۔ قیس بن سعد نے کل لشکر کو جمع کر کے کہا کہ جب تک امیر معاویہ امیر المومنین علیؓ کے گروہ کو ان کے جان و مال کا امن نہ دیں اور جنگ ہائے گزشتہ میں جو خون ان سے سرزد ہوا ہے اس سے درگذر نہ کریں اس وقت تک تم لوگ میرے ہمراہ ہو کر معاویہ کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو۔ لشکریوں نے بسر و چشم اس شرط کو قبول کیا اور جنگ معاویہ پر مستعد ہو کر بیعت کی۔ رفتہ رفتہ امیر معاویہ کو یہ خبر پہنچی عمرو بن العاص نے جنگ کرنے کی رائے دی امیر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں ہے جنگ کرنے میں نہیں دونوں کے برابر اہل شام بھی مارے جائیں گے پھر ایک سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیج کر جو شرائط تم کو منظور ہوں لکھ دو۔ قیس نے اپنے اور اپنے کل ہمراہیوں کے لئے امان طلب کی۔ مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ نے ان کو امان دی چنانچہ قیس نے مع اپنے کل ہمراہیوں کے بیعت کر لی۔

**سنۃ عام الجماعت**۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص آئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔ غرض اس صورت سے امیر معاویہ کی حکومت کامل و مستقل ہو گئی اور کل مسلمین نے ان کی خلافت پر بیعت کی یہ واقعہ نصف ربیع الاول کا ہے اس وجہ سے یہ سنہ عام

وفیات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد خوارج نے چاروں طرف سے خروج کیا امیر معاویہ نے ان سے صف آرائی کی اور ان کو زیر کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کریں گے۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے۔

خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو فتوحات اور لڑائیاں ہوئی ہیں اور جو اختلاف واقع ہوا اس کا یہ تذکرہ کیا ہے ہم نے جو کلی و جزئی حالات لکھے ہیں وہ اکثر و بیشتر تالیف محمد بن جریر طبری کا خلاصہ ہے کیونکہ فن تاریخ میں جس قدر کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان سے زیادہ قابل اعتماد پایا ہے اور کبار و اخیار امت عدول صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے طعن سے بہت دور ہے اکثر مورخوں کے کلام میں ایسے واقعات دیکھے جاتے ہیں جو طعن آمیز ہیں خصوصاً ان بزرگوں کی شان میں جن سے بدظنی پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایت نقل کی جائیں۔ میں نے جزئی حالات کو طبری کے علاوہ اور لوگوں کی کتابوں سے بھی تحقیق کر کے اخذ کیا ہے اور جب کسی نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اسی کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

**امیر معاویہ کی خلافت:** مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہ کے حالات بھی خلفاء سابقین کے حالات کے ساتھ بیان کر دیئے جاتے کیونکہ فضیلت، عدالت اور صحبت میں یہ ان کے تابع تھے اور حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ کی طرف توجہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کی صحت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی اور حق یہ ہے کہ معاویہ کا شمار خلفاء میں ہے اور مورخین نے اپنی تالیفات میں دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے۔ اول یہ کہ خلافت ان کے زمانہ میں بذریعہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اس زمانہ میں پیدا ہو گئی تھی اور اس کے پیشتر انتخاب و اجتماع سے خلافت قائم کی جاتی تھی پس مورخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کیا۔

معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جو بذریعہ غلبہ اور عصبیت مسند خلافت پر متمکن ہوئے جن کو اہل ہوا بادشاہ کے لقب سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے تشبیہ دیتے ہیں حاشا للہ معاویہ اپنے بعد کے خلفاء سے تشبیہ نہیں دیئے جا سکتے۔ یہ خلفائے راشدین سے ہیں اور ان کو خلفاء مروانیہ سے تشبیہ دینا جو ان کے بعد ہوئے اور ان سے مرتبہ اور دین میں کم ہیں نہایت غلطی ہے اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس جو ان کے بعد ہوئے ہیں ان سے تشبیہ دینا غیر مناسب ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بادشاہت رتبہ خلافت سے کم ہے جس سے خلیفہ بادشاہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بادشاہت جو خلاف بلکہ منافی خلافت کی ہے وہ جبروت ہے جو کسرویہ سے تعبیر کی جاتی ہے جس سے عمر فاروق نے معاویہ کا ظاہری حال دیکھ کر نفرت دلائی تھی باقی رہی وہ بادشاہت جو غلبہ عصبیت اور شوکت سے حاصل ہوتی ہے وہ خلافت اور نبوت کے منافی نہیں ہے سلیمان اور داؤد علیہما السلام بنی اسرائیل کے نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور نبوت و سیادت کے دونوں میں نبوت اور طاعت الٰہی کے پابند تھے معاویہ نے طمع دنیا و دولت کی وجہ سے حکومت کی خواہش نہیں کی بلکہ ان کو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے آمادہ کیا تھا۔ جب مسلمانوں نے کل ملکوں پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور یہ ان کے خلیفہ تھے جس طرح انہوں نے ان کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ بادشاہ اپنی قوم کو بذریعہ عصبیت

اپنی جانب منتقل کر لیتا ہے اور ایسا ہی حال ان خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں کہ جس وقت استقلال حکومت اور تنفیذ احکام کی ضرورت واقع ہوئی اس وقت انہوں نے گروہ بندی کے لحاظ سے بزور جبر حکومت قائم کر لی اور قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ و جبروتیہ کے ثبات کا یہ ہے کہ ان کے افعال کو صحیح طور سے دیکھو اور بہت خرافات کے پیچھے نہ پڑو۔ پس جن کے افعال مطابق کتاب و سنت کے ہوں تو وہ خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جن کے افعال اس معیار سے خارج ہوں وہ ملوک دنیا ہیں اور خلیفہ ان کو مجازاً کہا جائے گا۔

دوسرا سبب معاویہؓ کے خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہ ہے کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے ان میں سے معاویہؓ عظیم الشان تھے لہٰذا اپنے خاندان والوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور خلفاء اربعہ مختلف خاندانوں کے تھے ان کو ایک ساتھ بیان کیا۔ عثمان بن عفان باوجودیکہ اموی تھے ان کے ساتھ اسی وجہ سے ملحق کر دیے گئے کہ فضیلت و دین میں ان سے قریب تھے۔

واللہ یحشرنا فی زمرتھم و یرحمنا باقتدائھم.

* * *

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

# تاریخ ابن خلدون

حصہ دوم

## خلافت معاویہؓ و آل مروان

سنہ ۴۱ھ میں حضرت حسنؓ کی صلح اور حضرت معاویہؓ کی خلافت عامہ سے لے کر ۱۳۲ھ تک کے مکمل حالات
[illegible] کے سب سے بڑے [illegible]

تصنیف، رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ (۷۳۲-۸۰۸)

● ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی ● ترتیب و تبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک الستر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

**چوہدری طارق اقبال گاھندری**
مالک نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ——— تاریخ ابن خلدون
مصنف: ——— رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: --- نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ——— جدید کمپیوٹرائیڈ ایڈیشن جنوری ۲۰۰۲ء
ایڈیشن: آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

# تاریخ ابن خلدون (جلد دوم)

# خلافت معاویہ

از : چوہدری محمد رفیق مسلم کاسروی

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ہم آپ کی خدمت میں علامہ ابن خلدون کی مشہور و معروف تاریخ کی کتاب کے اس حصہ کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جو مسلمانوں کی تاریخ کا سب سے بہترین دور کہا جاتا ہے۔

ہز ہائی نس سر آغا خان سوم نے جو اپنی روشن خیالی اور وسعت مطالعہ کے لئے اپنے وقت میں مشہور تھے بقول حضرت اور وسیع علمی امور کے لئے ایک بار اپنی تقریر میں انہوں نے کہا تھا اور بالکل صحیح کہا تھا کہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ درخشاں دور بنو امیہ کی حکومت کا دور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا دو سالہ دور داخلی فتنوں کے دبانے اور وحدت اسلامی کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے میں صرف ہوا۔ حیرت کی بات ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اتنی تھوڑی سی مدت میں پورے عرب میں ایک ساتھ اٹھنے والے فتنوں کو دبا دینے میں کیسے کامیابی حاصل کر لی۔ اسے تائید غیبی کہئے یا حضرت صدیق اکبرؓ کی بے مثال کرامت کہ صرف دو سال میں صدیق اکبرؓ نے تمام داخلی فتنوں پر قابو پا لیا اور مسلمان فوجیں دنیا کی بڑی عظیم سلطنتوں روم اور فارس کی سرحدوں پر پہنچ گئیں۔ خدا جانے کیا ہوتا اگر دنیا قدرت کی نظر سے اور کیا عظمتیں اور حیرانیاں قصہ صدیقی آگے ہوتا تھا کہ صرف دو ڈھائی سال میں یہ سب ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ اسلامی تاریخ میں فاتحانہ یلغاروں، وسعت اور چہل پہل کا زمانہ ہے نئے تمدن کے پیدا ہونے کا وقت اب آنے والا تھا، حضرت علیؓ کا چار سالہ دور خلافت کچھ دوسرے ہی کام آیا تھا۔ خود حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس چار سال میں ایک بار بھی اتنی فرصت اور موقعہ نہ مل سکا کہ حج کے موقع پر مکہ میں پہنچ کر ارکان اسلام کی قیادت کرتے۔

اس کے بعد حضرت معاویہ کا دور آتا ہے۔ صحابہ میں سے یہ آخری شخص ہیں جن کے ہاتھوں میں اقتدار رہا۔ ان کے بعد پھر کوئی صحابی حکمران نہیں ہوئے۔

یہ حصہ تاریخ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت عامہ (۴۱ھ) سے شروع ہو کر ابو العباس سفاح کے ہاتھ پر بیعت (۱۳۲ھ) کے حالات پر مشتمل ہے۔ لیکن اس فرق کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر جب بیعت عامہ ہوئی تھی تو مسلمانوں کی پانچ سالہ خانہ جنگی اس سے ختم ہوئی تھی اور خوشی منائی گئی تھی کہ اب دنیا کا ہر مسلمان ایک خدا ایک رسول ایک قرآن ایک کعبہ اور ایک خلیفہ سے وابستہ ہے۔ مگر ۱۳۲ھ میں جب ابو العباس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو انتشار در انتشار پھیلتا رہا اور ایک دن کے لئے بھی پھر سارا عالم اسلامی ایک جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہو سکا۔

حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی تو سوڈان سے کرمان تک سب جگہ لوگ خوش ہوئے تھے کہ اب امن ہی امن رہے گا۔ قتل و غارت نہ ہو گی نہ ظلم و تعدی اور جب ابو العباس پہلے عباسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو خود اس نے اتنی خون ریزی کی کہ اس کا لقب ہی "سفاح" (بڑا خون ریز) ہو گیا۔

تاریخ ابن خلدون کی دوسری جلد جو آپ کے سامنے پیش ہے اس کو ابتداء سے انتہا تک پڑھئے تو ۹۱ سال کی تاریخ اہم ترین اور بے مثال اثرات والے دور کی تاریخ ہے۔

نفیس اکیڈمی نے جیسا کہ آپ نے حصہ اول پر میرے نوٹ میں پڑھ لیا ہے، یہ عزم کیا ہے کہ تاریخ ابن خلدون کو مکمل سات حصوں میں اردو میں شائع کر دیا جائے۔ یہ دوسرا حصہ پیش خدمت ہے۔ پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے اور باقی زیر طبع ہے۔

دعا ہے کہ اللہ اسے مفید بنائے اور ہمیں نیک توفیق عطا کرے۔ و علیہ التکلان

---

مقدمہ تاریخ ابن خلدون عربی سے اردو میں مکمل دو جلدوں میں شائع ہو گئی ہے۔ (ناشر)

# پیش لفظ

از

علامہ سید عبداللہ ہاشمی

حامداً للہ سبحانہ و تعالیٰ مصلیاً علی انبیائہ الکرام

یہ کتاب جو "خلافت معاویہ و آل مروان" کے نام سے شائع ہو رہی ہے دراصل رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون الحضرمی المغربی المتوفی ۸۰۸ھ کی مشہور و معروف ضخیم اسلامی تاریخ "کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوی السلطان الاکبر" کے اس حصہ کا اردو ترجمہ ہے جس میں ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک کے حالات، حوادث، واقعات اور ان کے اسباب و نتائج پر بحث کی گئی ہے۔

تاریخ اسلام کا یہ حصہ تاریخ عرب کا بہت ہی اہم حصہ ہے اس حصے کو مؤرخین اسلام نے فرمانرواؤں کے عہد کی نسبت سے تعبیر کیا ہے چنانچہ ایک زمانہ تک اس کی تقسیم یوں تھی۔

سنہ ۱۱ھ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۵ھ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک خلافت راشدہ۔

۳۵ھ سے ۴۱ھ تک خلافت ہاشمیین (حضرت علی و حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی خلافت)

۴۱ھ سے ۶۴ھ تک خلافت سفیانیین (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ کی خلافت)

۶۴ھ سے ۱۳۲ھ تک خلافت مروانیین (مروان اول سے مروان ثانی تک)

۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک خلافت عباسیہ بغداد

۶۵۹ھ سے ۹۲۳ھ تک خلافت عباسیہ مصر

۹۲۳ھ سے ۱۳۴۲ھ تک خلافت عثمانیہ

لیکن بعض لوگوں نے شاید حضرت علی کی خلافت کو خلافت راشدہ میں ضم کر کے خلافت سفیانیین اور خلافت مروانیین کو ملا کر ان کا نام خلافت بنی امیہ رکھ دیا۔ حالانکہ اگر بنی امیہ سے مراد امیہ بن عبد شمس کی طرف نسبت ہے کہ ان کا نام بنی امیہ رکھا جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تو اسی امیہ کے پوتے تھے ان کو کیوں خارج کر دیا جاتا ہے؟ اور اگر عبدالملک کی طرف نسبت کی جاتی ہے تو لہٰذا سنہ ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک سب کو خلافت بنی امیہ کا نام کیوں دیا جائے۔

یہ عام بات نظر پڑتی ہے کہ جب ایک بات کی وجہ سے چل پڑتی ہے تو اس کے خلاف ہر بات اجنبی اور عجیب سا معلوم ہوتی ہے چاہے وہ کتنی ہی سچی اور ثابت شدہ ہو۔ یہی حال تاریخ کا بھی ہے۔

جب ایک حکومت ختم ہوتی ہے تو دوسری قائم ہوتی ہے تو عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ اقتدار حاصل ہونے کے بعد مٹنے والی حکومت اور اس کے ارکان کی چن چن کر برائیاں نکالی جاتی ہیں اور آنے والی حکومت اپنی برتری کی بنیاد ہی مٹنے والی حکومت کے عیوب و قبائح پر قائم کرتی ہے۔ اپنے زمانے میں بھی آپ اس کی مثالیں دیکھ سکتے ہیں۔ ہماری تاریخ کے اوراق میں بھی برصغیر پاک و ہند پر مسلمانوں نے چھ سو سال سے بھی زیادہ حکومت کی ان میں سب ہی طرح کے آئے اس کے بعد یہاں انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی۔ تب اس کے بعد جو تاریخیں لکھی اور تصانیف کی گئیں تو انہیں پڑھ کر یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ کسی طرح کوئی قوم یا مسلمان بادشاہوں میں کوئی نیکی نہیں تھی بلکہ سب عیب ہی عیب کے پتلے تھے۔ اس طرح کی تاریخیں [illegible] ہر حکومت کو ہر زمانے میں لکھی جاتی رہی ہیں جو ختم شدہ حکومتوں کی طرف ان کے عیوب بتاتے ہیں اور جو بعد کو قائم شدہ حکومت ہے اس کی خوبیاں ہی خوبیاں دکھاتے ہیں۔

تاریخ اسلام کی ابتدائی کتابیں جب عباسی دور میں لکھی گئیں تو بنو عباس نے اپنی خلافت کی بنیاد آل امیہ کی اہانت پر رکھی تھی۔ اس کامیابی کے بعد جو تاریخیں لکھی گئیں وہ دربار عباسی میں لکھی گئیں وہ تقریباً اسی انداز میں لکھی گئیں جیسی کہ [illegible] عبدالقادر [illegible] ہے۔ مشہور کتاب فتوح البلدان مصنف علامہ بلاذری کو دیکھئے جہاں ذکر خلافت عباسیہ کا آتا ہے [illegible] لکھتا ہے [illegible] ایک لفظ بھی [illegible] ان کے عیوب ضرور [illegible] ہے۔

یہ سب [illegible] کی وجہ سے ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک ۹۱ سال کا زمانہ پوری طرح ابھر کر اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ سامنے نہیں آتا۔ ورنہ بلا مبالغہ یہ حقیقت ہے کہ یہ زمانہ ہماری تاریخ کا اہم ترین اور نہایت ہی درخشاں دور ہے یہ زمانہ خوشحالی اور تمدن و ترقی کے اعتبار سے بہترین زمانہ ہے۔ خصوصاً ۴۱ھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر خلیفہ ولید بن عبدالملک کی ۹۶ھ میں وفات تک اس وقت سرحدیں وسیع ہو رہی تھیں سندھ، ملتان اور بلوچستان کی آخری حد تک اور [illegible] سے [illegible] تک اور وہاں سے [illegible] افریقہ [illegible] تک سارا علاقہ ایک مرکزی حکومت کے ماتحت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ انصاف، امانت، دیانت کی ترویج علم و فن کے اعتبار سے یہ زمانہ صدر اول تاریخ اسلام کا درخشاں ترین زمانہ ہے بلکہ دنیا کی [illegible] تاریخ آج تک معلوم ہوتی ہے اس میں کوئی مثال اس وسعت حکمرانی اور اس بیدار مغزی و مساوات کی نہیں ملتی۔ دنیا میں کسی ایک مرکزی حکومت کے تحت اتنے علاقے کبھی نہیں آیا۔ آج اس علاقے میں ۳۰ سے زیادہ آزاد و خود مختار ممالک واقع ہیں۔

اسی دور [illegible] کا جو نظم ہوا [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کے لئے [illegible] بجائے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] قائم [illegible] کا نظام [illegible] میں [illegible] ترقی کے لئے [illegible]

کئی دوسری زبانوں سے عربی میں کتابوں کے ترجمے شائع ہوئے۔ بحری بیڑہ فوج قائم ہوا۔ فتوحات کے اعتبار سے دیکھئے تو اندلس فتح ہوا، سندھ اور ملتان فتح ہوئے۔ کاشغر، ختن اور وادی اولی تک سارے علاقے فتح ہو گئے اور بقول مرحوم اقبال ؎

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اتنی بڑی حکومت کا فرمانروائے اعظم اس شان سے دمشق میں زندگی بسر کرتا ہے کہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نماز پڑھاتا ہے۔ مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر لوگوں سے باتیں کرتا ہے۔ روزانہ سڑک پر پیدل چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ بلکہ ہر وقت ہر خاص و عام سے ملنے کو آمادہ رہتا ہے۔ سب کے دکھ درد کی فکر کرتا ہے۔ عراقی حکام کہا کرتے ہیں آپ کو اسی طرح پابند رکھتے ہیں جیسا کہ ایک معمولی دہقان۔ نہ شاہانہ تزک و احتشام نہ جاہ و تعظیم اور جلوہ گاہ سے فرش سلام تک اہتمام، نہ رومی کا دعویٰ کرتا ہے اور نہ امامت و پیشوائی کا روپ بھرتا ہے۔ ایک عام مسلمان جیسا ہے کہ امیر المومنین ہے اور ایک بوڑھا مجاہد ہے کہ جس کی یادگاری ترقی میں سے گراں بہا عدل و مساوات کی تحقیق ہوتی ہے۔

کتاب کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دانشمندی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وسعت صدر نے امت مسلمہ کو پانچ سال کی خانہ جنگی اور تفرقہ کے بعد پھر سے مجتمع کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت حسنؓ نے بیعت کر لی اور حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے جو کچھ طلب کیا سب کچھ انہیں دے دیا۔ سارے مسلمان ایک خلیفہ اور ایک مرکز کے تحت پھر مجتمع ہو گئے اسی لئے اس سال کو عام طور پر عام الجماعۃ (یعنی جماعت و اتفاق باہمی کا سال) کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں عام طور پر اس کی بڑی خوشی منائی گئی۔ ان سبائیوں اور تفرقہ پردازوں کی امیدوں پر اوس پڑ گئی جو چاہتے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نام کا خلیفہ بنا کر اقتدار و دولت اپنے ہاتھوں میں رکھیں اور اس طرح مسلمانوں میں اتحاد کبھی نہ پیدا ہونے دیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا۔ بڑا کارنامہ سرانجام دیا لیکن حق یہ ہے کہ مصر سے بھی بڑا کارنامہ ان بزرگ نے میدان صفین میں قرآن مجید نیزے پر اٹھا کر اور جنگ بند کر کے انجام دیا۔ یہ ان کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ جس کی افادیت کا پورا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ جزاہ اللہ عنہ و عن سائر المسلمین

ذرا سوچئے کہ صفین میں مسلمانوں کی آبادی ہی کیا تھی ان میں سے بہترین سپاہی اور اعلیٰ ترین نوجوان دس ہزار جنگ جمل میں مر چکے تھے اور نوے ہزار صفین کے میدان میں کھیت رہے اور ابھی گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ ادھر اسلامی سرحد پر رومی فوجیں مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے تیار کھڑی تھیں اور صفین کے چند دن پہلے ان راہبوں نے مصر کی طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی تھی۔ اب اگر خدانخواستہ حضرت عمرو بن العاص کی عظیمانہ کوششیں بار آور نہ ہوتیں اور جنگ جاری رہتی تو چند گھنٹوں کے بعد مسلمانوں میں اتنی قوت باقی نہ رہ جاتی کہ وہ رومیوں کی انتقامی کارروائی کو روک سکتے۔ حضرت

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید نیزے پر بلند کرتے ہوئے جو آواز دی تھی وہ یہی تو تھی

ہم ایک دوسرے کو کاٹ کر ختم کیے دیتے ہیں تو بتاؤ سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا اور مدینے کی گلیاں رومیوں کے گھوڑوں سے روندی جائیں گی۔

صفین میں فتح کس کی ہوئی اور کون شکست کھا جاتا اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے امت کے لئے شامیوں کی فتح میں بھی تباہی تھی اور عراقیوں کی فتح میں بھی بربادی ہی مقدر تھی۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں میں باقاعدہ میدان داری نہیں ہوئی۔ ۴۰ھ کے رمضان میں خارجیوں نے حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ تینوں کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنا کر ایک ہی تاریخ میں صبح کی نماز کے وقت تینوں پر قاتلانہ حملے کر دیئے۔ عمرو بن العاصؓ بیمار تھے ان کی جگہ پر ایک دوسرے شخص شہید ہو گئے۔ معاویہؓ ایسے زخمی ہوئے کہ بے ہوش ہو گئے کئی ماہ تک علاج معالجے کے بعد چونکہ حیات باقی تھی تندرست ہو گئے۔ حضرت علیؓ ایسے زخمی ہوئے کہ تین دن کے بعد ہی ان زخموں سے مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

فتنہ پردازوں نے حضرت حسنؓ کو خلیفہ بنا کر پھر وہی معرکہ بپا کرنے کی سوچی اور فوجیں روانہ ہو گئیں۔ مگر حضرت حسنؓ کو اپنے ساتھیوں پر اعتماد نہ تھا اور حق یہ ہے کہ یہ لوگ اعتماد کے قابل نہ تھے۔ جلد ہی حضرت حسنؓ پر ان کی سازش اور ان کے اصلی مقاصد کھل گئے اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو صلح کے لئے لکھ دیا۔ حضرت معاویہؓ پہلے ایک خط میں صلح کی دعوت دے چکے تھے۔ صلح ہو گئی اور حضرت معاویہؓ باتفاق امت خلیفہ ہو گئے۔ اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس وقت حضرت معاویہؓ کا عمل یقیناً قابل ستائش ہے مگر حضرت حسنؓ کا کارنامہ لائق صد آفرین ہے۔ اگر وہ ذرا سی خود پسندی اور جاہ پرستی کو راہ دیتے تو مسلمان آپس ہی میں لڑتے لڑتے کٹ پٹ کر ختم ہو جاتے انہوں نے بہت ہی صحیح بات سوچی کہ خلیفہ ہاشمی ہو یا اموی عربی ہو یا عجمی گورا ہو یا کالا۔ اس کو کوئی اہمیت حاصل نہیں اصل مقصود دین کا قیام اور دعوت نبوی کو عام کرنا ہے۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ ہر زمانہ میں حکومت کسی خاص قبیلے کا خاص خاندان کا ہو ایسی بات تو ایک لیڈر ہی کہہ سکتا ہے۔ اسلام ساری دنیا کے لئے آیا ہے۔ ساری دنیا کا مذہب ہے تو اس میں خلافت کا عہدہ کسی ایک گھرانے یا ایک ملک کے ساتھ کیسے مخصوص ہو سکتا ہے؟

۴۱ھ میں تمام خلافت اپنے ہاتھوں میں لینے کے بعد سے رجب ۶۰ھ تک حضرت معاویہؓ حکمران رہے۔ انہوں نے کس شان کی حکمرانی کی یہ کتاب میں دیکھئے۔ حضرت معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی معتمد علیہ سیکرٹری اور وحی الٰہی کے کاتبوں میں سے تھے۔ یہ حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ کے حقیقی بھائی ہیں۔ یہ میدان جنگ میں بہترین فوجی میدان سیاست میں شہسوار دانش و تدبیر انتظام حکومت میں بے مثال منتظم اور سب سے بڑھ کر وہ ایک بہترین مسلمان ہیں۔ وہ آخری صحابی حکمران ہیں وہ ضرب المثل حلیم شخص تھے۔ ان کا دماغ تمدن ساز ان کا ذہن جدت آفرین اور ان کا دل خشیت الٰہی سے بھرا ہوا ایک مسلمان کا دردمند دل تھا وہ خدمت سے کبھی نہیں تھکتے تھے۔ وہ مصائب سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ انہوں نے اپنی زبان سے زندگی بھر میں کسی کو بھی برا نہیں کہا ان کی قوت برداشت آج تک عربی زبان میں احلم من معاویۃ کی

مثل سے ظاہر ہے۔

وہ اس وقت حکمران ہوئے جب زور کشور کشائی دوسرے مرحلے میں داخل ہو رہا تھا۔ اسلامی تمدن حضرت معاویہؓ کے اقوال و افکار کے مجموعہ کا نام ہے ان کے کارناموں اور اوصاف پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں مابعد آنے والے مورخوں نے لکھی ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ لکھی جائیں گی۔

یہ چند سطور صرف اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ آپ علامہ ابن خلدون کی تاریخ کا جو حصہ مطالعہ کریں گے اس عہد کی بعض خصوصیات کا معلومات پہلے ہی ذہن نشین ہو جائیں تو اچھا ہے۔

والسلام!

عبدالقدوس ہاشمی

# فہرست

## ﴿ حصہ دوم ﴾

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|---|---|---|---|
| | | | باب : |
| ۴۷۳ | امیر معاویہ بن ہشام [illegible] | ۴۸۳ | زید [illegible] قتل |
| | ۱۱۸ھ | | [illegible] کی معزولی |
| | [illegible] | ۴۸۴ | [illegible] |
| ۴۷۴ | [illegible] | | [illegible] |
| ۴۷۵ | امام [illegible] کی [illegible] | ۴۸۵ | [illegible] |
| | [illegible] | | [illegible] |
| | حالات زندگی [illegible] | ۴۸۶ | [illegible] |
| ۴۷۶ | [illegible] | ۴۸۷ | [illegible] |
| | [illegible] | | [illegible] |
| ۴۷۷ | [illegible] عامر | ۴۸۸ | [illegible] |
| | [illegible] | | [illegible] |
| ۴۷۸ | [illegible] | ۴۸۹ | [illegible] |
| ۴۷۹ | [illegible] | ۴۹۰ | [illegible] |
| | [illegible] | | [illegible] |
| | [illegible] | ۴۹۱ | [illegible] |
| | [illegible] | | [illegible] |
| ۴۸۰ | [illegible] | ۴۹۲ | [illegible] |
| ۴۸۱ | حضرت علی [illegible] | ۴۹۳ | عبداللہ [illegible] |
| ۴۸۲ | [illegible] | | [illegible] |
| | [illegible] | | [illegible] |
| | امارت بصرہ [illegible] | ۴۹۴ | [illegible] |
| | | | [illegible] |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| عبداللہ بن عمرؓ کا انکار | ۴۹۵ | کوفیوں کا پیغام | ۵۱۱ |
| اہل مدینہ کا ردعمل | | امام حسینؓ کی آمادگی | |
| [illegible] | ۴۹۶ | اہل کوفہ کی امام حسینؓ کو دعوت | ۵۱۲ |
| احنف بن قیس کا مشورہ | | کوفیوں کے خطوط و شکایات | ۵۱۳ |
| امیر معاویہؓ کی مدینہ میں آمد | ۴۹۷ | مروان کا مشورہ | |
| امیر معاویہؓ کی مکہ روانگی | | ابن زیاد کی کوفہ روانگی | ۵۱۴ |
| ابن زبیرؓ کی شرائط | | ابن زیاد کا خطبہ | |
| اہل مکہ و مدینہ کی بیعت | ۴۹۸ | مسلم بن عقیل کا کوفیوں کی امان | |
| سعید بن العاص کی معزولی | | ابن زیاد کا پیغام | ۵۱۵ |
| مروان بن حکم کی تقرری و معزولی | ۴۹۹ | ابن زیاد کے قتل کا مشورہ | |
| عبدالرحمن بن زیاد کی برطرفی | | [illegible] | ۵۱۶ |
| عبیداللہ بن زیاد کی معزولی و بحالی | ۵۰۰ | ہانی بن عروہ کی گرفتاری | ۵۱۷ |
| بیرونی حالات | | قصر امارت کا محاصرہ | |
| امیر معاویہؓ کی وصیت | ۵۰۱ | ابن زیاد کی حکمت عملی | |
| امیر معاویہؓ کا انتقال | | اہل کوفہ کی بے وفائی | |
| [illegible] | ۵۰۲ | مسلم بن عقیل کی گرفتاری | ۵۱۸ |
| امیر معاویہؓ کا نسب، حلیہ، ازواج اور اولاد | ۵۰۳ | مسلم بن عقیل کی وصیت | ۵۱۹ |
| [illegible] اسلام | ۵۰۳ | مسلم بن عقیل اور ابن زیاد | ۵۲۰ |
| **باب : ۲** | | مسلم بن عقیل کی شہادت | |
| یزید اول بن معاویہ ۶۰ھ تا ۶۴ھ | ۵۰۸ | حضرت امام حسینؓ کو ابن عباسؓ کا مشورہ | ۵۲۱ |
| بیعت خلافت | | عبداللہ بن زبیرؓ | |
| امام حسینؓ اور ابن زبیرؓ کی طلبی | | [illegible] کی نصیحت | |
| ابن زبیرؓ کا فرار | ۵۰۹ | حضرت امام حسینؓ کا عزم مصمم | |
| امام حسینؓ کی مکہ روانگی | ۵۱۰ | حضرت امام حسینؓ کا سفر | ۵۲۲ |
| عبداللہ بن عمرؓ | | فرزدق شاعر | |
| ولید بن عتبہ کی معزولی | | عبداللہ بن جعفر کا خط | |
| [illegible] | | قیس بن مسہر کی شہادت | |
| | | عبداللہ بن مطیع اور زہیر بن القین | ۵۲۳ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| شہادت مسلم کی اطلاع | | ابن حوزہ کا انجام | |
| عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر | ۵۲۲ | بریر بن حضیر کی شہادت | |
| حضرت امام حسین نے لشکر کو عراقیوں کی غداری بتائی | | عمرو بن قرظہ کی شہادت | ۵۳۷ |
| واقعات کربلا | | شامی لشکر کی پسپائی | |
| حر بن یزید تمیمی کی آمد | | مسلم بن عوسجہ کی شہادت | ۵۳۸ |
| حضرت امام حسین اور حر بن یزید | | حسینی لشکر پر تیروں کی بارش | |
| حضرت امام حسین کا خطبہ | ۵۲۵ | خیموں پر ناکام حملہ | |
| نافع بن ہلال کی آمد | ۵۲۶ | حبیب بن مظاہر کی شہادت | ۵۳۹ |
| عمر بن سعد کی آمد | ۵۲۷ | حر بن یزید کی شہادت | |
| [illegible] | | نافع بن ہلال کی شہادت | ۵۴۰ |
| عمر بن سعد کی حسین سے ملاقات | ۵۲۸ | عبدالرحمن بن عروہ غفاری کی شہادت | |
| ابن زیاد کا پانی بند کرنے کا حکم | | سیف و مالک کی شہادت، حنظلہ بن اسعد کی شہادت | |
| امام حسین کی مصالحت کی شرائط | | عابس و شوذب کی شہادت | |
| شمر بن ذی الجوشن کا اختلاف | | اعوان و انصار کی شہادت | ۵۴۱ |
| ابن زیاد کا جواب اور تجویز | ۵۲۹ | علی اکبر کی شہادت | |
| ابن زیاد کی امان قبول کرنے سے انکار | | عون و محمد، عبدالرحمن اور جعفر کی شہادت | ۵۴۲ |
| ایک رات کی مہلت | | قاسم بن الحسن کی شہادت | |
| حضرت امام حسین کا ہمراہیوں سے خطاب | ۵۳۰ | عبداللہ بن حسین کی شہادت | |
| ہمراہیوں کی وفاداری | | ابوبکر بن حسن کی شہادت | |
| حضرت زینب کا اضطراب | ۵۳۱ | حضرت امام حسین پر یلغار | ۵۴۳ |
| حسینی لشکر کی ترتیب | | امام حسین کا انجام | |
| [illegible] | ۵۳۲ | شہادت حسین | |
| کوفیوں سے اتمام حجت | ۵۳۳ | شہدائے کربلا کی تجہیز و تکفین | ۵۴۴ |
| زہیر بن قین کا قول | | حضرت امام حسین کا سر مبارک | |
| حر بن یزید کی علیحدگی | ۵۳۴ | اسیران کربلا | ۵۴۵ |
| کوفی لشکر سے خطاب | ۵۳۵ | [illegible] | |
| آغاز جنگ | | عبداللہ بن عفیف کا قتل | |
| اصحاب کا جذبہ جاں نثاری | ۵۳۶ | اسیران کربلا کی شام کو روانگی | ۵۴۶ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| زبیر بن قیس | ۵۴۶ | ضحاک کا خاتمہ | ۵۵۵ |
| اہل بیت اور یزید | | مروان کا شام و مصر پر قبضہ | |
| اہل بیت کی مدینہ کو روانگی | ۵۴۷ | اہل خراسان کی بیعت | |
| حضرت امام زین العابدین کی گواہی | | عبداللہ بن حازم | ۵۵۶ |
| واقعہ حرہ | | مختار بن ابی عبید | |
| عبداللہ بن حنظلہ | ۵۴۸ | مختار اور اہل کوفہ | ۵۵۷ |
| شامیوں کا مدینہ سے اخراج | | سلیمان بن صرد خزاعی | ۵۵۸ |
| مدینے کی ناکہ بندی | ۵۴۹ | سلیمان بن صرد کا خروج | |
| لڑائی کا آغاز | | معرکہ عین الوردہ | ۵۵۹ |
| اہل مدینہ کی پسپائی | | لڑائی کا آغاز | |
| مدینہ میں قتل عام | | سلیمان بن صرد کا انجام | |
| حضرت زین العابدین اور مسلم بن عقبہ | ۵۵۰ | رفاعہ بن شداد کی پسپائی | |
| مکہ کا محاصرہ | | عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی | ۵۶۰ |
| یزید کا انتقال | ۵۵۱ | عبدالملک بن مروان | |
| عبداللہ بن زبیر اور حصین بن نمیر | | بیعت عبدالملک | |
| حصین بن نمیر کی مدینے کو روانگی | ۵۵۲ | خوارج کی بغاوت | |
| بنو امیہ اور شامی لشکر کی روانگی | | مہلب بن ابی صفرہ | ۵۶۱ |
| معاویہ ثانی کی بیعت | | مہلب و خوارج کی جنگ | |
| باب : ۳ | | خوارج کی پسپائی | ۵۶۲ |
| عبداللہ بن زبیر ۶۴ھ تا ۷۳ھ | ۵۵۳ | نجدہ بن عامر | |
| عبدالملک بن مروان | | نجدہ کا خاتمہ | ۵۶۳ |
| بیعت خلافت | | تعمیر کعبہ | |
| مروان کے حالات | ۵۵۴ | مختار کی کامیابی | |
| اہل دمشق کی مخالفت | | ابراہیم بن اشتر اور مختار | ۵۶۴ |
| مروان کی بیعت | | مختار کا خروج | |
| معرکہ مرج راہط | | کوفہ پر مختار کا قبضہ | ۵۶۵ |
| | | مختار کا عبداللہ بن مطیع سے حسن سلوک | ۵۶۶ |
| | | قاتلین حسینؓ کی سرکوبی | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| مختار اور ابن زیاد | |
| حصین بن نمیر کی ہلاکت | ۵۶۷ |
| فریقین کی تیاری | |
| قاتلین حسین کا انجام | ۵۶۸ |
| عمر بن سعد کا قتل | |
| حکیم بن طفیل طائی | |
| مختار کا محمد بن حنفیہ و عبداللہ بن زبیر سے رابطہ | ۵۶۹ |
| مختار کی عبداللہ بن زبیر سے علیحدگی | ۵۷۰ |
| شریح کی وفات | |
| ابن زبیر اور محمد بن حنفیہ | |
| محمد بن حنفیہ کی رہائی | ۵۷۱ |
| عبدالملک اور عمرو بن سعید | |
| ابراہیم بن اشتر | ۵۷۲ |
| مختار کا انجام | |
| ابن اشتر کی کامیابیاں | ۵۷۳ |
| مصعب بن زبیر | |
| مصعب و مختار کی جنگ | |
| مصعب کی کوفہ روانگی | ۵۷۴ |
| مختار کا قتل | |
| مصعب کا کوفہ پر قبضہ | ۵۷۵ |
| ابن اشتر کی بیعت | |
| حمزہ کی معزولی | ۵۷۶ |
| مہلب کی معزولی | |
| عمرو بن سعید کی مخالفت | |
| عمرو بن سعید کا قتل | ۵۷۷ |
| قرقیسیا کا محاصرہ | ۵۷۸ |
| یحییٰ بن سعید کی گرفتاری | |
| عبدالملک کی عراق کو روانگی | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| خالد بن عبداللہ اور قطری | ۵۷۹ |
| عمر بن عبیداللہ کی معزولی | |
| عبداللہ بن زبیر کے اقدام | |
| مصعب بن زبیر کی روانگی | ۵۸۰ |
| ابن اشتر کا قتل | |
| عیسیٰ بن مصعب کا قتل | |
| مصعب بن زبیر کا قتل | ۵۸۱ |
| عبدالملک کوفہ میں | |
| عبداللہ بن زبیر کا خطبہ | ۵۸۲ |
| خالد بن عبداللہ بصرہ کے گورنر | |
| ازارقہ سے جنگ | |
| عبدالملک اور زفر بن حارث میں مصالحت | ۵۸۳ |
| عبداللہ بن خازم کا قتل | ۵۸۴ |
| عمیر بن حباب کا قتل | |
| ابو فدیک کا خروج | ۵۸۵ |
| حجاج بن یوسف اور عبداللہ کا مقابلہ | |
| حجاج بن یوسف ثقفی | |
| کعبہ پر سنگ باری | ۵۸۶ |
| مکہ معظمہ کا محاصرہ | |
| عبداللہ بن زبیر اور حضرت اسماء | ۵۸۷ |
| آخری معرکہ | ۵۸۸ |
| عبداللہ بن زبیر کی شہادت | |
| عبداللہ بن زبیر کی تجہیز و تکفین | ۵۸۹ |
| حجاج کا اہل مدینہ پر ظلم و ستم | |
| **باب : ۷۴ھ** | |
| عبدالملک بن مروان ۷۴ھ میں | ۵۹۰ |
| خانہ کعبہ کی تعمیر | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| جنگ ازارقہ اور مہلب | | رتبیل کی سرکشی | |
| امیہ بن عبداللہ بحیثیت گورنر خراسان | ۵۹۱ | عبدالرحمن بن محمد اشعث | ۶۰۱ |
| بکیر بن وشاح | | حجاج اور ابن اشعث میں کشیدگی | |
| رتبیل پر فوج کشی | ۵۹۲ | ابن اشعث کی سربراہی کی بیعت | ۶۰۲ |
| امارت عراق پر حجاج کا تقرر | | ابن اشعث کی رتبیل سے مصالحت | |
| عمیر بن ضابی کا قتل | | حجاج کی پسپائی | |
| حکم بن ایوب بحیثیت امیر بصرہ | ۵۹۳ | ابن اشعث کی بصرہ میں آمد | ۶۰۳ |
| حجاج سے قاتل کی سزا | | جنگ زاویہ | |
| سندھ پر آمد | | ابن اشعث کا کوفہ پر قبضہ | |
| بحیر بن ورقاء کا قتل | | عبدالملک کی مصالحانہ پیشکش | |
| عطیات میں کمی کا اعلان | ۵۹۴ | جنگ دیر الجماجم | ۶۰۴ |
| عبداللہ بن جارود کی مخالفت | | جبلہ بن زحر کا قتل | |
| حجاج کے خلاف بغاوت | | ابن اشعث کی پسپائی | |
| زیاد بن عمرو کا مشورہ | | حجاج کا اہل کوفہ سے تجدید عہد | ۶۰۵ |
| ابن جارود کے حامیوں کی روپوشی | ۵۹۵ | ابن اشعث کی شکست اور فرار | |
| ابن جارود کا تعاقب | | ابن اشعث کی رتبیل کے پاس روانگی | ۶۰۶ |
| انس بن مالک اور حجاج | | ابن اشعث کی واپسی ہرات | |
| بغاوت زنج | ۵۹۶ | ابن اشعث اور یزید بن مہلب | ۶۰۷ |
| شکست زنج | | حجاج کے مخالفین کا قتل | |
| عبدالرحمن بن مخنف کا قتل | | یزید بن مسلم کی پیش قدمی | |
| شبیب کا خروج | ۵۹۷ | عمر بن ابی الصلت کا قتل | ۶۰۸ |
| اصحاب کی جنگ | | رتبیل کی ابن اشعث سے بدعہدی | ۶۰۹ |
| [illegible] | ۵۹۸ | ابن اشعث کا قتل | |
| [illegible] کی مصالحت | | اہل [illegible] کی اطاعت | |
| بکیر بن وشاح کا قتل | ۵۹۹ | حریث بن قطبہ | ۶۱۰ |
| بحیر بن ورقاء کا قتل | | ثابت بن قطبہ کا فرار | |
| امارت خراسان و سجستان پر مہلب کا تقرر | ۶۰۰ | مہلب کی وفات | |
| اہل [illegible] کی [illegible] | | حجاج اور یحییٰ بن یعمر | ۶۱۱ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| شہر دانہ | | ترکان کی پسپائی | |
| یزید بن مہلب کی معزولی | ۶۱۲ | نیزک کی اطاعت و سرکشی | ۶۲۶ |
| مفضل کی تقرری و معزولی | | فتح طالقان | |
| موسیٰ بن عبداللہ بن خازم | ۶۱۳ | نیزک کا قتل | |
| موسیٰ کا قلعہ ترمذ پر قبضہ | | والی جوزجان کی اطاعت | ۶۲۷ |
| امیہ اور موسیٰ بن عبداللہ خزاعی کا قتل | ۶۱۳ | شومان کا محاصرہ | |
| ثابت بن قطبہ کا فرار | ۶۱۴ | فتح شومان | |
| ثابت بن قطبہ کا قتل | | خوارزم شاہ | ۶۲۸ |
| موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ | | قتیبہ اور خوارزم شاہ کی مصالحت | |
| موسیٰ بن عبداللہ کا قتل | | خام جرد کا قتل | ۶۲۹ |
| ولید کی ولی عہدی | ۶۱۷ | سغد پر فوج کشی | |
| عبدالعزیز بن مروان ولی عہد کی بیعت | | سمرقند کا محاصرہ | |
| عبدالملک کی وفات | ۶۱۸ | شہر پر قبضہ | |
| عبدالملک کی وصیت | ۶۱۹ | مسجد کی تعمیر | |
| **باب ⑤:** | ۶۲۰ | اہل خوارزم کی سرکشی | |
| ولید بن عبدالملک ۸۶ھ تا ۹۶ھ | | شاش کی فتح | ۶۳۰ |
| بیعت خلافت | | یزید بن مہلب | |
| قتیبہ بن مسلم کی فتوحات | ۶۲۱ | بنو مہلب کا فرار | |
| عبداللہ بن مسلم اور بیہقی کا قاتل | | بنو مہلب کی شام کو روانگی | |
| والی بادغیس کی اطاعت | ۶۲۲ | بنو مہلب اور سلیمان بن عبدالملک | ۶۳۱ |
| بیکند کا محاصرہ | | بنو مہلب کو امان | |
| ترکوں کی پسپائی | | عمر بن عبدالعزیز کی معزولی | |
| تعمیر مسجد نبوی | ۶۲۳ | سعید بن جبیر کی گرفتاری | ۶۳۲ |
| فتح سندھ | | سعید بن جبیر کی شہادت | |
| بیکند کی فتح | ۶۲۴ | حجاج کی وفات | ۶۳۳ |
| راجہ داہر کا خاتمہ | | محمد بن قاسم کی معزولی | |
| ملتان پر قبضہ | ۶۲۵ | محمد بن قاسم کی اسیری | |
| بخارا پر فوج کشی | | جنید بن عبدالرحمٰن | ۶۳۴ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| کیرن اور کاشغر پر فوج کشی | |
| جنید کی وفات | |
| المصیصہ کی تعمیر | |
| فتح بیشکر | ۶۳۵ |
| قتیبہ اور شاہ چین | |
| شاہ چین سے مصالحت | ۶۳۶ |
| ولید بن عبدالملک کی وفات | |
| باب : ۶ | |
| سلیمان بن عبدالملک ۹۶ھ تا ۹۹ھ | ۶۳۸ |
| بیعت خلافت | |
| قتیبہ کی مخالفت | |
| [illegible] | ۶۳۹ |
| قتیبہ کے خلاف سازش | |
| قتیبہ کا قتل | ۶۴۰ |
| یزید بن مہلب کا امارت عراق پر تقرر | |
| یزید بن مہلب بحیثیت گورنر خراسان | ۶۴۱ |
| بیرونی مہمات | |
| قیساریہ کی فتح | |
| رومیوں کو شکست | ۶۴۲ |
| سامیہ پر فوج کشی | |
| ارمینیہ کی بغاوت | |
| مسلمہ اور عباس کی فتوحات | |
| عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات | ۶۴۳ |
| لشکر پر قلعہ کی بغاوت | |
| قلعہ مرات پر قبضہ | |
| قسطنطنیہ کا محاصرہ | |
| مسلمہ کے خلاف سازش | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| ختالیہ پر قبضہ | ۶۴۴ |
| [illegible] | |
| قہستان کی فتح | |
| جرجان کی فتح | ۶۴۵ |
| طبرستان کی مہم | |
| مرزبان کی بغاوت | |
| [illegible] کی شکست | ۶۴۶ |
| صول ترک کی جرجان پر قبضہ | |
| [illegible] پر یزید کا قبضہ | |
| اہل جرجان کی سرکوبی | |
| سلیمان بن عبدالملک کی وفات | ۶۴۷ |
| باب : ۷ | ۶۴۸ |
| عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ | |
| سلیمان کا عہد نامہ | |
| بیعت خلافت | ۶۴۹ |
| عبدالعزیز بن ولید کی اطاعت | |
| عمر بن عبدالعزیز کا کردار | |
| یزید بن مہلب کی گرفتاری | |
| یزید بن مہلب سے جواب طلبی | ۶۵۰ |
| مخلد بن یزید کی سفارش | |
| جراح بن عبداللہ کی معزولی | |
| عبدالرحمن بن نعیم بحیثیت گورنر خراسان | ۶۵۱ |
| عمر بن عبدالعزیز کی وفات | |
| باب : ۸ | ۶۵۳ |
| یزید بن عبدالملک ۱۰۱ھ تا ۱۰۵ھ | |
| نظم ونسق کی تبدیلی | |

عنوان — صفحہ

یزید بن مہلب اور یزید بن عبدالملک
یزید بن مہلب کا فرار ۶۵۳
یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد
بنو مہلب کو امان نامہ
عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری ۶۵۵
شامی لشکر کی کوفہ کو روانگی
یزید بن مہلب کی ناکامی
عبدالملک بن مہلب کی پسپائی
حسن بصری کی صداقت ۶۵۶
یزید بن مہلب کا قتل
مفضل بن مہلب کی واپسی ۶۵۷
اسیران جنگ کا انجام
بنو مہلب کی روانگی قندابیل
محاصرہ قندابیل ۶۵۸
بنو مہلب کا انجام
امارت عراق و خراسان پر مسلمہ کا تقرر
سعید بن عبدالعزیز
ہشام اور ولید کی ولی عہدی ۶۵۹
ترکوں کی شورش
مسیب بن بشر کی روانگی
عبدالملک بن دثار ۶۶۰
ترکوں کی پسپائی
جنگ سغد
حیان نبطی کی معزولی ۶۶۱
مسلمہ کی معزولی
عمر بن ہبیرہ
سعید خذینہ کی معزولی
والی سغد پر فوج کشی ۶۶۲

آل مہلب کا انجام ۶۶۳
اہل ختل سے مصالحت
معرکہ مرج حجارہ ۶۶۴
جراح کی پیش قدمی اور رصیفہ و جزیرہ
بلنجر کی فتح
عبدالرحمن بن ضحاک کی معزولی ۶۶۵
امارت حجاز پر عبدالواحد کا تقرر
ابن ضحاک کا انجام ۶۶۶
سعید حرشی کی معزولی
مسلم بن سعید کی تقرری
یزید بن عبدالملک کی وفات
باب: ۹ ۶۶۷
ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ
تخت نشینی
مسلم و ختل کی جنگ
[illegible]
مسلم کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی ۶۶۸
ترکوں کو شکست
امارت خراسان پر اسد
قسری کا تقرر
غور پر فوج کشی
اسد بن عبداللہ کی معزولی ۶۶۹
امارت خراسان پر اشرس کا تقرر
اہل سمرقند کا قبول اسلام
نومسلموں سے جزیہ کی وصولی ۶۷۰
سغد و بخارا کی بغاوت
بخارا کا محاصرہ
ترکوں سے مصالحت ۶۷۱

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| جنید بحیثیت گورنر خراسان | ۶۷۳ |
| جنید کی روانگی | |
| خاقان کی پسپائی | |
| مسلم بن سعید کی معزولی | |
| [illegible] | ۶۷۳ |
| ترکوں سے مقابلہ | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| جنید کی سمرقند روانگی | ۶۷۴ |
| مرو پر حملہ | ۶۷۵ |
| سورہ بن ابجر کا قتل | ۶۷۶ |
| خاقان کا حملہ | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| جنید کی معزولی | ۶۷۷ |
| مروان بن محمد بحیثیت گورنر آرمینیہ و آذربائیجان | |
| مروان بن محمد کی فتوحات | ۶۷۸ |
| [illegible] | |
| اسد کی تقرری | ۶۷۹ |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۶۸۰ |
| اسد بن عبداللہ [illegible] | |
| خاقان کا تعاقب | ۶۸۱ |
| خاقان کی پسپائی | |
| [illegible] | ۶۸۲ |
| [illegible] | |
| عثمان بن عبداللہ کا قتل | |
| خاقان کا قتل | ۶۸۳ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| [illegible] | |
| [illegible] | ۶۸۳ |
| [illegible] کی معزولی | |
| [illegible] | |
| یوسف کی گرفتاری | |
| نصر بن سیار بحیثیت گورنر خراسان | ۶۸۶ |
| نصر کی فتوحات | |
| [illegible] | ۶۸۷ |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۶۸۸ |
| زید بن علی [illegible] | |
| زید بن علی [illegible] | ۶۸۹ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| زید بن علی [illegible] | ۶۹۰ |
| زید بن علی [illegible] | ۶۹۱ |
| دعوت عباسیہ [illegible] | |
| ابوہاشم عبداللہ بن محمد | |
| محمد بن علی | ۶۹۲ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۶۹۳ |
| سلیمان بن کثیر | |
| ابراہیم بن محمد بن علی | |
| [illegible] | |
| ابراہیم امام اور ابومسلم | ۶۹۴ |
| ابومسلم [illegible] | |
| ہشام بن عبدالملک کی وفات | ۶۹۵ |

عنوان — صفحہ

باب : ۱۰ ۶۹۷
ولید بن یزید [illegible]
ہشام اور ولید بن یزید
بیعت خلافت
نصر بن سیار ۶۹۸
یحییٰ بن زید
یحییٰ بن زید کی شہادت
خالد بن عبداللہ ۶۹۹
خالد کے خلاف سازش
خالد بن عبداللہ کا قتل ۷۰۰
ولید کا کردار
ولید کے خلاف الزامات ۷۰۱
تدمر کی بغاوت ۷۰۲
یزید بن ولید
ابو العاص کی گرفتاری
ولید کی روانگی ۷۰۳
عباس نے ولید کی گرفتاری
ولید بن یزید کا قتل
باب : ۱۱ ۷۰۵
یزید بن ولید
یزید کا خطبہ
ولی عہدی کی بیعت
بغاوت حمص
مروان بن عبداللہ کا قتل ۷۰۶
اہل حمص کی اطاعت
اہل فلسطین و اردن کی شورش
منصور بن جمہور کی معزولی ۷۰۷

عنوان — صفحہ

اہل یمامہ کی بغاوت ۷۰۸
معرکۂ فلج
جدیع بن علی کرمانی
جدیع کرمانی کی گرفتاری ۷۰۹
کرمانی اور نصر
کرمانی کی جلاوطنی
حارث بن سریج
مروان بن محمد کی مخالفت ۷۱۰
مروان کی اطاعت
وفات یزید و خلافت ابراہیم
مروان کی دمشق پر فوج کشی ۷۱۱
دمشق پر قبضہ
باب : ۱۲ ۷۱۲
مروان کی بیعت خلافت
اہل حمص کی سرکشی
اہل غوطہ کی سرکوبی ۷۱۳
ثابت بن نعیم کا تعاقب
تدمر پر مروان کا قبضہ
سلیمان بن ہشام اور مروان کی جنگ
محاصرہ حمص ۷۱۵
ضحاک اور ابن ہبیرہ کی جنگ
عبداللہ بن معاویہ
امارت کوفہ پر عبداللہ بن معاویہ کا قبضہ
عبداللہ بن معاویہ کی پسپائی ۷۱۶
نصر بن سیار و حارث بن سریج
نصر و حارث میں اختلاف ۷۱۷
حارث کی پسپائی ۷۱۸

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| نصر اور کرمانی کی لڑائی | ۴۱۸ | عباسی نقیبوں کے نام | |
| کرمانی کا مرو پر قبضہ | | نصر بن سیار کا فرار | ۴۲۹ |
| کرمانی کا خاتمہ | | شیبان خارجی کا خاتمہ | |
| خراسان میں دعوت عباسیہ | | ابو مسلم کی فتوحات | ۴۳۰ |
| ابو مسلم کی مرو روانگی | ۴۱۹ | معرکہ جرجان | |
| نقباء کا انتخاب | | نباتہ بن حنظلہ کا انجام | |
| ابو مسلم کا نصر کے نام خط | ۴۲۰ | قحطبہ کی فتوحات | ۴۳۱ |
| دولت عباسیہ اور امیہ کے مابین پہلی جنگ | ۴۲۱ | نیشاپور کی فتح | |
| خازم بن خزیمہ کا خروج | | جرجان پر قبضہ | |
| ابو مسلم خراسانی اور ابراہیم امام | | اہل جرجان کی سرکوبی | |
| ابو مسلم کی خراسان کو روانگی | | نصر بن سیار کی وفات | |
| سالم بن احوز کی مرو پر چڑھائی | ۴۲۲ | رے پر قبضہ | |
| ابو مسلم کی حکمت عمل | ۴۲۳ | اصفہان کی اطاعت | ۴۳۲ |
| نصر و کرمانی کی لڑائی | | نہاوند کا محاصرہ | |
| نصر بن سیار کا مروان کے نام خط | | اصفہان کی فتح | |
| ابراہیم بن محمد کی گرفتاری | ۴۲۴ | فتح نہاوند | ۴۳۳ |
| خلافت عباسیہ کی حمایت میں ابو مسلم کا ہرات پر قبضہ | ۴۲۵ | حلوان پر قبضہ | |
| نصر اور شیبان خارجی کی مصالحت | | شہرزور کی فتح | |
| ابو مسلم کی جنگی چالاکی | | قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی | ۴۳۴ |
| ابو مسلم اور ابن کرمانی | | قحطبہ کا خاتمہ | ۴۳۵ |
| ابو مسلم کے خلاف قبائل یمن کا اتحاد | ۴۲۶ | اہل کوفہ کا خروج | |
| عبداللہ بن معاویہ کی بیعت | | حسن بن قحطبہ کی روانگی | |
| عبداللہ بن معاویہ اور محارب بن موسیٰ | | سلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی لڑائی | ۴۳۶ |
| محارب کا قتل | ۴۲۷ | سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر بصرہ | |
| عبداللہ بن معاویہ کی شکست | | **باب: ۳** | |
| عبداللہ بن معاویہ کا قتل | | دولت عباسیہ کا آغاز | ۴۳۷ |
| علی بن کرمانی کی بدعہدی | ۴۲۸ | ابو العباس کی کوفہ روانگی | |
| ابو مسلم کا مرو پر قبضہ | | | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ابو العباس اور ابو حمید | | حبیب بن وقع | |
| ابو سلمہ اور ابو العباس | ۴۲۸ | مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلم | |
| ابو سلمہ کا تذبذب | | ابن عامر اور حارث بن عبداللہ | |
| بیعت خلافت ابو العباس | ۴۳۱ | عمرو بن العاص اور زیاد | ۴۵۱ |
| [illegible] کی روانگی | | معاویہ بن خدیج اور ابو المہاجر | |
| ابراہیم امام کی اسیری | | خلیفہ بن عبداللہ قشیری اور ضحاک بن قیس | |
| ابراہیم امام کا انتقال | | ولید بن عتبہ اور عبداللہ بن عمر | |
| مروان کی زاب کو روانگی | ۴۳۲ | سعید بن العاص اور ابن ام الحکم | ۴۵۲ |
| [illegible] کی لڑائی | | نعمان بن بشیر اور عبدالرحمٰن بن زیاد | |
| [illegible] | | عہد یزید | |
| مروان کی پسپائی | ۴۳۳ | ولید بن عتبہ اور سلم بن زیاد | |
| مروان کا فرار | | زہیر بن قیس | |
| اہل حمص کی عہد شکنی | ۴۳۴ | عہد عبداللہ بن زبیر و مروان | |
| فتح دمشق | | عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا | |
| عبداللہ بن علی کی فلسطین کو روانگی | | عمرو بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک | |
| مروان کا قتل | | [illegible] اور عبداللہ بن خازم | |
| آل مروان کا انجام | ۴۳۵ | مصعب بن زبیر | |
| سلیمان بن ہشام کا قتل | | عہد عبدالملک و ابن زبیر | ۴۵۳ |
| بنو امیہ کا قتل عام | ۴۳۶ | جابر بن اسود اور طلحہ بن عبداللہ | |
| ابن عباس کی سفاکی | | بکیر بن وشاح تمیمی | |
| بنو امیہ کی نعشوں کا حشر | ۴۳۷ | طارق بن عمرو | |
| ۱۳۲ھ کی بعض مہمات | | عہد بشر بن مروان | |
| باب : ۲۲ | | حجاج بن یوسف | |
| بنو امیہ کے عمال | ۴۵۰ | عبداللہ بن ابی | ۴۵۴ |
| عہد امیر معاویہ | | مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی صفرہ | |
| مغیرہ بن شعبہ | | ابن الاشعث | |
| عبداللہ بن عامر | | ہشام بن اسماعیل مخزومی | |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ولید بن عبدالملک | | باب : 15 | |
| عمر بن عبدالعزیز | | خوارج | ۷۶۰ |
| خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم | | خوارج اور حضرت علیؓ | |
| مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر | ۷۵۵ | عبدالرحمن بن ملجم | |
| [illegible] بن عبداللہ | | فروہ بن نوفل اشجعی | |
| ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید | | عبداللہ بن ابی الحوشی | |
| یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ | | ابن [illegible] کا قتل | ۷۶۱ |
| عبدالرحمن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ | | شبیب بن بجرہ کا خاتمہ | |
| مسلم بن عبدالملک | ۷۵۶ | معین بن عبداللہ محاربی کا انجام | |
| عبدالرحمن بن ضحاک اور عبدالواحد بن عبداللہ | | ابو مریم سعدی اور ابو لیلیٰ کا قتل | |
| جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید | | سہم بن غالب ہجیمی کا قتل | ۷۶۲ |
| عہد ہشام | | خطیم کا خاتمہ | |
| خالد بن عبداللہ قسری | | مستورد بن علفہ تیمی | |
| محمد بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام | | جنگ مدار | |
| یوسف بن عمر اور عبدالرحمن بن عبداللہ | | معرکہ جوخی | ۷۶۳ |
| عبیدہ بن عبدالرحمن | ۷۵۷ | مستورد اور معقل کا خاتمہ | |
| خالد قسری اور عبیدہ بن عبدالرحمن | | ابن خراش عجلی کا خروج | |
| مروان بن محمد اور خالد بن عبدالمطلب | | حیان بن ظبیان اور معاذ طائی | ۷۶۴ |
| عاصم بن عبداللہ | | خوارج اور ابن زیاد | |
| خالد بن عبداللہ قسری | | عروہ بن ادیہ کا قتل | |
| محمد بن ہشام اور نصر بن سیار | ۷۵۸ | مرداس بن ادیہ کا خاتمہ | |
| عبدالملک بن قطن | | عبیداللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادیہ | ۷۶۵ |
| ابو الخطار حسام بن ضرار کلبی | | خوارج اور عبداللہ بن زبیر | |
| عہد ولید بن یزید | | خوارج کی ابن زبیر سے علیحدگی | |
| منصور بن جمہور اور عبداللہ بن عمر | | خوارج کے گروہ | |
| عبدالعزیز بن عمر اور نصر بن سعید حرشی | | ازارقہ | |
| یوسف بن عبدالرحمن فہری اور عبدالواحد | | نجدیہ | |
| ابو مسلم خراسانی | ۷۵۹ | اباضیہ | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| مقدمہ | |
| نافع بن ازرق | ۷۶۶ |
| عبید اللہ و عبید اللہ پسران ماحوز | |
| خوارج کا بصرہ پر حملہ | |
| مہلب اور خوارج کی جنگ | ۷۶۷ |
| خوارج کی پسپائی | |
| نجدہ بن عامر | |
| نجدہ کی قوت بڑھی | |
| عطیہ بن اسود حنفی | ۷۶۸ |
| عطیہ بن اسود حنفی کا قتل | |
| نجدہ اور ابو فدیک | |
| نجدہ اور ابن عباس | ۷۶۹ |
| نجدہ اور عطیہ میں اختلاف | |
| عبد الملک اور نجدہ | |
| نجدہ کا قتل | |
| عمر بن عبید اللہ اور خوارج کی جنگ | ۷۷۰ |
| خوارج کی پسپائی | |
| خوارج کا ظلم و ستم | |
| خوارج کا تعاقب | |
| زبیر امیر خوارج کا قتل | |
| خوارج اور مصعب کی جنگ | ۷۷۱ |
| عبید اللہ بن حر | |
| عبید اللہ بن حر اور ابن زیاد | |
| عبید اللہ بن حر کا خروج | ۷۷۲ |
| عبید اللہ بن حر کی اسیری و رہائی | |
| مصعب اور ابن حر | |
| عبید اللہ بن حر اور عبد الملک | |
| عبید اللہ بن حر کا خاتمہ | ۷۷۳ |

| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| خوارج اور عبد الملک، مہلب اور خوارج کی جنگ | |
| ابن فدیک کا خروج | ۷۷۴ |
| لشکر کی واپسی | |
| حجاج بن یوسف کا خطبہ | ۷۷۵ |
| عمر بن ضابی کا قتل | |
| عبد الرحمن بن مخنف کا خاتمہ | |
| صالح بن مسرح تمیمی کا خروج | |
| صالح بن مسرح کا قتل | ۷۷۶ |
| شبیب کا فرار | ۷۷۷ |
| شبیب اور سلامہ بن سنان | |
| سفیان بن ابی عالیہ اور شبیب کی جنگ | |
| سورہ بن ابجر کی پسپائی | ۷۷۸ |
| جزل اور شبیب کی لڑائی | |
| سعید بن مجالد کا خاتمہ | |
| شبیب کا تعاقب | ۷۷۹ |
| شبیب کی کوفہ روانگی | |
| نضر بن قعقاع کا قتل | ۷۸۰ |
| زحر بن قیس اور شبیب کی جنگ | |
| شبیب کے لشکر کا کوفہ پر حملہ | ۷۸۱ |
| زیاد بن عمرو عتکی کا فرار | |
| بشر بن غالب کا فرار | |
| زائدہ بن قدامہ کا قتل | ۷۸۲ |
| محمد بن موسیٰ کا خاتمہ | |
| عبد الرحمن بن اشعث اور شبیب | ۷۸۳ |
| ابن اشعث کی معزولی | |
| عثمان بن قطن اور شبیب کی جنگ | |
| حجاج اور زہرہ بن حویہ | |
| شامی فوج کی کمک | ۷۸۴ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| [illegible] | ۷۸۵ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۸۶ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۸۷ |
| [illegible] | ۷۸۸ |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۸۹ |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۰ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۱ |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۲ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۳ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۵ |
| [illegible] | ۷۹۶ |
| [illegible] | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| [illegible] | ۷۹۷ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۸ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۷۹۹ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۸۰۰ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۸۰۱ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۸۰۲ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۸۰۳ |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | |
| [illegible] | ۸۰۴ |

| عنوانات | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| سعید بن حمزہ کا قتل | ۸۰۴ | حمزہ بن مالک کا خروج | |
| ثابان بن مجاہد کا خروج | | یحییٰ حارثی کا خروج | ۸۰۶ |
| المنصور اور اہل حمص | ۸۰۵ | ولید بن طریف کا خروج | |
| یوسف بن ابراہیم کا خروج | | ولید بن طریف کا قتل | |

# باب : ۱

# امیر معاویہؓ بن ابی سفیان

## ۴۱ھ تا ۶۰ھ

بنو امیہ قبیلۂ قریش میں عبد مناف کا [illegible] تمول اور شرافت میں قریش کا کوئی خاندان [illegible] نہیں رکھتا تھا۔ عبد مناف کے [illegible] ہاشم تھے جن کی [illegible] تک پہنچی تھی اور جو ان کی طرف منسوب کیے جاتے تھے۔ قبیلۂ قریش امیہ اور ہاشم کی امارت و سیادت کو تسلیم کرتا تھا۔ [illegible] العزۃ [illegible] ابو سفیان کا [illegible]

بنو امیہ اور بنو ہاشم [illegible] ابو سفیان [illegible] ایک روز قریش [illegible] لے کر آ گئے: یا عم ادرک قومک یا عم ادرک قومک۔ [illegible] جب ان لوگوں کے پاس پہنچا [illegible] اسلام [illegible] مسلمانوں [illegible] علیکم [illegible] اسلام کے سبب

---

۱ [illegible]

[illegible]

۲ [illegible]

سے نفاق پیدا ہوا (اور یہ نفاق قوم ثمود کے متعدد قبائل میں پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا) تو کوئی تفرقہ نہیں برپا ہوا کیونکہ اسلام نے عصبیت اور خودداری کو بالکل محو کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ہجرت ہوئی جہاد شروع ہوا اور ان لوگوں نے سوائے فطری جوش و حمیت کے کہ جو کبھی انسان سے جدا نہیں ہو سکتا اور کچھ باقی نہ رہا اور یہ ایک جبلی امر ہے جو ہر انسان میں اپنے بھائی کی عزت اور اپنے ہمسایہ کے قتل کے ناگوار اور اس پر ظلم ہونے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کو کوئی چیز کسی طرح سے دور نہیں کر سکتی اور یہ جذبہ خطرناک نہیں بلکہ یہی مطلوب ہے جہاد میں اس سے نفع پہنچتا ہے اور دین کی طرف بلانے میں ممد ہے کیا آپ نے صفوان بن امیہ کا قول نہیں پڑھا؟ جب کہ جنگ حنین میں ابتداً مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی (صفوان اس وقت تک مشرک تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام لانے کی مہلت دی تھی) اس کے بھائی نے اس سے کہا تھا: الا بطل السحر الیوم[1] اس نے جواب دیا: اسکت فض اللہ فاک لان یربنی رجل من قریش احب الی من ان یربنی رجل من ھوازن[2]

**ابوسفیان**: بنی عبد مناف کا شرف و اعزاز ہمیشہ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم تک محدود رہا تھا۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کر گئے اور یہ ہاشمی حضرت حمزہ بعد ازاں حضرت عباس اور دیگر بنو عبد المطلب اور قریباً کل بنو ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ میں آ گئے۔ اس وقت تنہا بنی امیہ مکہ میں ریاست و اعزاز کی کرسی پر متمکن ہو گئے۔ منافقین قریش نے بنو امیہ کو بدر میں اعزاز و افتخار کا تمغہ دیا۔ اس واقعہ میں عتبہ، ربیعہ، ولید، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ سرداران بنی عبد شمس کے مارے جانے سے ابوسفیان کو بنی امیہ کی سرداری منتقل ہو گئی اور قریش میں ان کو سربرآوردہ ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا چنانچہ جنگ احد میں بنو امیہ ہی قریش کے سردار تھے اور غزوہ احزاب اور اس کے بعد کی لڑائیوں میں بھی یہی سپہ سالار رہے تاوقتیکہ فتح مکہ میں ابوسفیان نے اسلام لانے کے بعد عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (جیسا کہ مشہور ہے ابوسفیان اور حضرت عباس میں دوستی تھی) یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل یحب الفخر فاجعل لہ ذکرا۔[3] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من دخل دار ابی سفیان فھو امن[4] پھر فتح کے بعد آپ نے قریش سے فرمایا تم لوگ آزاد ہو جاؤ مسلمان ہو جاؤ۔

**خلافت راشدہ اور بنو امیہ**: اس کے بعد دور خلافت اول میں جب سارے قریش نے حضرت ابوبکر صدیق سے اس امر کی شکایت کی کہ مہاجرین اولین کے برابر وہ نہیں سمجھے جاتے اور حضرت عمر بن خطاب کے ذریعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ منہ قریش کو شریک مشورہ نہ کرنے کی بھی شکایت ہے تو حضرت ابوبکر صدیق نے عذر خواہی کر کے کہا اپنے بھائیوں کی طرح جہاد کر کے اسلام کو فائدہ پہنچاؤ اور رسالت سے منحرف و مرتدین عرب کی سرکوبی کرو جس سے اسلام اور مسلمانوں کی قوت میں

---

[1] آج تو سحر باطل ہو گیا۔ صفوان کے بھائی نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا ہے۔

[2] چپ رہ خدا تیرے منہ کو خاک آلود کرے۔ مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ کوئی قریشی شخص میرا سردار ہو بہ نسبت اس کے کہ ہوازن کا کوئی شخص میرا سردار ہو۔

[3] یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے لہٰذا آپ اس کے لئے کوئی امتیاز مقرر فرما دیجئے۔

[4] جو شخص ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے گا اس کو امان ہے۔

انہوں نے جب مرتدین و کفار عرب کا اتحاد [illegible] تمہاری [illegible] ہے۔ [illegible] آپ نے بطور مرتدین پر ان کا قلع قمع [illegible] بھیجا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے امیر [illegible] قریش [illegible] کی ترقی دی اور یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کیا اور حضرت عثمان بن عفان نے بعد حضرت فاروقؓ کے ان کی [illegible] سے خاندان کی ریاست و سرداری قریش پر زمانہ اسلام میں [illegible] جو [illegible] پہلے ان کو حاصل تھی۔ جس کا رنگ زمانہ [illegible] نے اس وقت [illegible] بنو ہاشم امور [illegible] میں مصروف تھے [illegible] اس کے [illegible] حاصل [illegible] تھے۔ اسی زمانہ کی [illegible] سرداری کے مستحق [illegible] آپ نے [illegible] خلافت و امارت [illegible] سے انجام کو پہنچ گیا تو ہم [illegible] آ گئے۔

امام حسنؓ کی بیعت: [illegible] حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے حضرت علی ابن ابی طالب کی [illegible] عراق [illegible] کے ساتھ [illegible] لوگ [illegible] تھے اور امیر معاویہ کا لشکر درحقیقت شام کا لشکر تھا۔ اس میں قریش [illegible] ہوتے تھے۔ [illegible] لیکن ان [illegible] کہ حضرت علی ابن ابی طالب کے [illegible] معلوم ہوا [illegible] آپ [illegible] انہوں نے [illegible] امیر معاویہ [illegible] حضرت علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ امام حسن بن علی [illegible] خلافت [illegible] امام حسن [illegible] امیر معاویہ کے ہاتھ پر با اتفاق بیعت [illegible] اور [illegible] تھے اور تمام قبائل عرب اور [illegible] سب [illegible] امیر معاویہ [illegible] تقسیم کیا اور [illegible] ان کا نام [illegible] حکومت [illegible] شان [illegible] ان کی ریاست [illegible] مصر و شام میں [illegible] عراق [illegible] لوگوں کو اپنی بات سے [illegible] کیا۔ اس زمانہ میں [illegible] ان کی قوم [illegible] تھے۔ ان کی [illegible] برداشت [illegible] ریاست [illegible] استقلال ہو گیا۔

امیر معاویہ اور عدی بن حاتم: [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عدی بن حاتم امیر معاویہ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر معاویہ نے [illegible] امیر المومنین حضرت علیؓ کی [illegible] عدی نے [illegible] ہم نے [illegible] عداوت [illegible] تمہارے [illegible] اور [illegible] تلواریں [illegible] میں [illegible] ہماری طرف بڑھو گے تو ہم [illegible] سے تمہاری طرف [illegible]

گے اور بلاشبہ موت کا خوف اور حالت نزع کی تکلیف ہمارے لئے آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم حضرت علی ابن ابی طالب کے حق میں کوئی کلمہ ناملائم سنیں۔ اے معاویہؓ! تلوار کی زد سے تلوار اٹھائی جاتی ہے"۔ امیر معاویہؓ نے یہ سن کر حاضرین سے خطاب کر کے کہا "یہ باتیں نہایت تلخ ہیں ان کو بھلا دو"۔ پھر عدی کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت نرمی و ملاطفت سے گفتگو کرتے رہے اس کے علاوہ امیر معاویہؓ کے حلم و تواضع کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔

**عمال کی تقرری:** جس وقت عام الجماعت میں امیر معاویہؓ مستقل طور پر خلیفہ مان لئے گئے تو انہوں نے مختلف شہروں کی طرف عمال روانہ کئے کوفہ کی گورنری مغیرہ بن شعبہ کو دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداً کوفہ کی گورنری پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا تھا۔ مغیرہ یہ سن کر حاضر خدمت ہوئے کہا "آپ نے عمرو بن العاص کو مصر پر اور کوفہ پر ان کے لڑکے کو مقرر کیا ہے گویا آپ شیر کے دو جبڑوں کے درمیان میں ہیں"۔ امیر معاویہؓ نے عبداللہ کو معزول کر کے ان کی بجائے مغیرہ کو مامور کیا اس کی خبر عمرو بن العاص کو پہنچی تو انہوں نے امیر معاویہؓ سے عرض کی "تم نے ایسے شخص کو کوفہ کا حاکم بنایا ہے جو دل کھول کر خراج کو ہضم کر جائے گا اور تم اس سے کچھ وصول نہ کر سکو گے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو تم اس کے ساتھ مامور کرو جس سے یہ خائف رہے"۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو نماز پڑھانے پر متعین کیا اور محکمہ مالی کو اوروں کے سپرد فرمایا اور قضا پر شریح مامور ہوئے۔ اسی زمانہ میں کثیر بن شہاب کو رے کی حکومت دی۔ بعد ان کے زیاد نے اس کو بحال رکھا اور دیلم پر فوج کشی کی اور اسی ۴۱ھ میں قدم الجماعت میں بصرہ پر بسر بن ارطاۃ کو متعین کیا اور اس سے پیشتر زمانہ مصالحت امام حسنؓ و امیر معاویہؓ میں حمران بن ابان نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ بسر بن ارطاۃ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اثنائے خطبہ میں امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں کلمات ناملائم کہہ کر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ اگر سچا ہوں تو میری تصدیق کرو ورنہ تکذیب"۔ ابوبکرہ نے کہا "اللہ شاہد ہے کہ ہم تم کو سوائے جھوٹے ہونے کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ بسر بن ارطاۃ نے غصہ میں آ کر ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے ابوبکرہ کا گلا دبایا۔ ابولولوہ الضبی درمیان میں پڑ گیا اور بعد خرابی بسیار ابوبکرہ کو پنجہ اجل سے چھڑا دیا۔

**زیاد ابن ابی سفیان:** زیاد بن ابیہ (جو کہ فارس و متعلقات فارس کا امیر تھا) یا زیاد بن ابو سفیان (یعنی ابوسفیان) کو بزمانہ خلافت حضرت امیر المومنین علیؓ سے مامور تھا امیر معاویہؓ نے لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا مال ہو بھیج دو"۔ زیاد نے جواب لکھا "میرے پاس اب کچھ باقی نہیں ہے کسی قدر میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیا ہے اور کچھ بعد اس کا تنخواہ داروں کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور جو کچھ اس سے زیادہ تھا اس کو میں نے امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا تھا"۔ اس پر امیر معاویہؓ نے زیاد کو حساب کتاب دیکھنے کی غرض سے طلب کیا مگر زیاد نے حاضری سے انکار کیا بسر بن ارطاۃ کو یہ خبر لگی انہوں نے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ اولاد میں عبدالرحمن، عبیداللہ، عباد لڑکے بڑے بڑے تھے اور زیاد کو لکھ بھیجا کہ اگر تم امیر المومنین معاویہؓ کے پاس فوراً آ کر حاضر نہ ہو گے تو ہم تمہارے لڑکوں کو مار ڈالیں گے"۔ زیاد نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تو بسر بن ارطاۃ اس کے لڑکوں کے قتل پر تل گئے۔ ابوبکرہ نے کہا (یہ زیاد کے مادری بھائی تھے) "تم نے ان کو بغیر کسی جرم

کو گرفتار کر لیا۔ یہ حالانکہ امام حسن ابن علیؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح [illegible] حضرت علیؓ کے حامیوں کی حیثیت سے [illegible] کر لی تھی۔ انہیں نہ ان کے باپ کو گرفتار کرنے کا کوئی حق حاصل ہے۔ بیٹے نے جب یہ دیکھا تو امیر معاویہؓ کے خط آنے تک کی مہلت دی۔ وہاں پہنچ کر بیٹے [illegible] امیر معاویہؓ کے پاس گئے (یہ ان دنوں کوفہ میں تھے) اور کہا: "آپ نے ہمارے ہاتھ پاؤں کے قتل کرنے کی بیعت لی ہے؟" امیر معاویہؓ نے کہا: "معاملہ کیا ہے؟" عرض کیا: "بسر زیاد کی اولاد پر ظلم کیا جاتا ہے۔"

امیر معاویہؓ نے لکھا کہ ان کی اولاد زیاد کے نام کر دینے کا لکھ کر بھیج دیا۔ جس کو لے کر یہ اس وقت لے کر بسر کے پاس پہنچے جب کہ بسر کی امارت ختم ہونے کو صرف ایک مہینہ باقی رہ گیا تھا اور والی ہو کر جب زیاد نے [illegible] اولاد زیاد کو [illegible] ان کے حوالے کر دیا [illegible] ان کو آزاد کر دیا۔

**ابن عامر:** امارت بصرہ امیر معاویہؓ نے بسر بن ارطاۃ کو بصرہ سے معزول کر کے [illegible] کا قصد کیا۔ ابن عامر نے درخواست کی [illegible] مجھے بصرہ کی حکومت مرحمت فرمایئے، وہاں پر میرا بہت سا مال ہے اور ودیعتیں امانتیں ہیں، اگر مجھے آپ نہ بھیجیں گے [illegible] تو وہ سب تلف ہو جائے گا۔ امیر معاویہؓ نے درخواست منظور فرمالی اور ان کو خراسان و سجستان کی بھی امارت بصرہ کے ساتھ عطا کی۔ ۴۱ھ میں ابن عامر کو بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن عامر نے اپنی طرف سے قیس بن الہیثم السلمی کو خراسان کا امیر بنایا [illegible] ۴۲ھ میں [illegible] کی [illegible] امارت قبول کرنے پر مصالحت ہو گئی۔ [illegible] ۴۴ھ میں [illegible] مصالحت [illegible] ابن عامر کے پاس پہنچ آئے۔ ابن عامر نے [illegible] عبداللہ بن خازم کو [illegible] خراسان کی طرف روانہ کیا [illegible] اور [illegible] سے [illegible] درخواست کی [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible] ابن عامر نے [illegible] دیا۔

**مروان بن الحکم کی معزولی:** اس کے بعد ۴۹ھ میں امیر معاویہؓ نے مدینہ سے مروان بن الحکم کو معزول کر کے سعید بن العاص بن ہشام کو والی مقرر کیا۔ مروان نے اس وقت عبداللہ بن الحارث بن نوفل کو [illegible] (۵۴ھ میں) [illegible] کے آخر میں پھر مروان کو دوبارہ مدینہ کا والی بنایا [illegible] ۵۴ھ میں سعید بن العاص معزول کئے گئے۔ انہوں نے اپنے عہد ولایت میں بجائے عبداللہ بن الحارث کے [illegible] کو مدینہ کا قاضی

---

۱ [illegible]

۲ [illegible]

حضرت [illegible] بن عدی کی معیت میں [illegible] ایک مدت تک [illegible] فارس کی گورنری پر بحال ہو گیا۔

**زیاد کی اطاعت:** آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ زیاد شہادت کے بعد امیر المومنین حضرت علیؓ کے فارس میں اقامت پذیر رہا تھا اور امیر معاویہؓ کی مخالفت پر تلا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکرہ کے پاس کچھ مال امانتاً رکھا تھا اور عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے اس کو بصرہ کے قریب کہیں رکھا تھا۔ جب اس کی خبر امیر معاویہؓ کو پہنچی تو مغیرہ بن شعبہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عبدالرحمن طلب کئے گئے، مغیرہ نے عبدالرحمن سے کہا کہ اگرچہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ برائی کی تھی لیکن تمہارے چچا نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے، جاؤ میں تم سے کچھ تعرض نہیں کرتا۔ اور عبدالرحمن کو رہا کر دیا اور امیر معاویہؓ کے پاس ایک خط معذرت کا لکھ بھیجا۔ اس کے بعد خود حاضر ہو کر سمجھایا اور معذرت کرنے لگے۔ امیر معاویہؓ نے کہا "جب سے فارس میں زیاد نے قدم جمایا ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہوا ہے اس وقت سے شب و روز یہی خیال آتا ہے کہ [illegible]" مغیرہ نے عرض کی زیاد کی [illegible] امیر معاویہؓ نے کہا "یہ تدبیر دوسرے کا [illegible] اس سے [illegible] حیلہ سازی اور چالبازی میں اس کو بہت بڑا ملکہ حاصل ہے اب یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کی مدد سے [illegible] مجھ پر حملہ کر دے" مغیرہ نے زیاد کے حاضر کرنے کی اجازت چاہی، امیر معاویہؓ نے خوشی سے اس کو قبول کیا۔ مغیرہ نے زیاد کے پاس پہنچ کر [illegible] اور یہ بیان کیا "امیر معاویہؓ نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تم کو معلوم ہے کہ امام حسن بن علیؓ نے ان کی بیعت کر لی ہے۔ اب کوئی ایک شخص باقی نہیں ہے کہ جو امیر معاویہؓ کی مخالفت کر سکے [illegible] تم اپنی فکر کر لو اس سے پہلے کہ امیر معاویہؓ کو تمہاری ضرورت نہ رہے [illegible] کیونکہ [illegible] ایک مشہور قول ہے" مغیرہ نے جواب دیا "میری رائے میں تم امیر معاویہؓ کے پاس چلے جاؤ اور [illegible] اپنے [illegible] سے وابستہ کر لو" [illegible] زیاد نے اس قول کو مان لیا۔ مغیرہ رخصت ہو کر امیر معاویہؓ کے پاس آئے اور کل حالات سے آگاہ کیا۔

امیر معاویہؓ [illegible] زیاد فارس سے امیر معاویہؓ کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ [illegible] فارس [illegible] اللہ [illegible] تھے شام [illegible] بن حازم [illegible] کے لیے [illegible] ابن عامر نے [illegible] کی گورنری پر [illegible] امیر معاویہؓ [illegible] زیاد امیر معاویہؓ کی خدمت میں باریاب ہوا، فارس کے مال کی بابت دریافت کیا تو جواب دیا کہ اس قدر خرچ ہوا اور اس قدر امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا گیا۔ باقی اس قدر رہا وہ بیت المال میں [illegible] ضرورت کے لیے رکھا ہے۔ امیر معاویہؓ نے زیاد کے قول کو تسلیم کر لیا [illegible] مال پر قبضہ [illegible] کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے زیاد کا بیان سن کر کہا تھا کہ "اگر تم چاہو تو مجھ سے قریب رہو [illegible] مجھ سے [illegible] کرتے رہو" چنانچہ زیاد نے ایک مدت امیر معاویہؓ کی مصاحبت کی تھی اور اجازت حاصل کر کے کوفہ میں آ رہا۔ مغیرہ بن شعبہ [illegible] امیر معاویہؓ نے (بغیر اطلاع) مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ زیاد [illegible]

---

[illegible]

مغیرہ کے ساتھ نماز جماعت میں شریک ہوتے گئے۔

**کابل کی فتح**: ابن عامر نے ۴۳ھ میں اپنی طرف سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور پولیس کی افسری عباد بن الحصین کو دی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر جیسے اشراف کو ان کے ہمراہ کر دیا اس اطراف میں چونکہ بغاوت پھوٹ نکلی تھی عبدالرحمٰن وہ مقامات فتح کرتے ہوئے داخل ہو۔ یہ اکثر شہروں کو فتح کرتا ہوا رفتہ رفتہ کابل تک پہنچ گیا مہینوں محاصرہ کئے رہے منجنیقیں نصب کیں سنگباری کرتے رہے۔ حصار طول کھینچ گیا تو شہر پناہ کی فصیل کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ مشرکین اس کو بنا تے تمام رات عباد بن الحصین مع اپنی رکاب کی فوج کے پہرہ دیتے رہے۔ صبح ہوتے مشرکین نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے شہر پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ بعد ازاں بست کی طرف بڑھے اور اس پر بھی بزور قبضہ کرتے ہوئے خشک پر جا پہنچے۔ اہل خشک نے مصالحت کر لی پھر مسلمانوں نے رزج پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا لڑائی ہوئی بالآخر اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر زابلستان کا رخ کیا (جس کو غزنین کہتے ہیں) چنانچہ اس کو اور اس کے مضافات کو بھی فتح کر کے کابل کی طرف لوٹے۔ کابل میں اس وقت بغاوت ہو گئی تھی۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے ان کی پرجوش بغاوت کو فرو کر کے دوبارہ فتح کیا۔

**قیقان پر فوج کشی**: ہندی سرحد پر ابن عامر نے عبداللہ بن سوار عبدی کو مامور کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خود امیر معاویہؓ نے ان کو متعین فرمایا تھا۔ بہرکیف انہوں نے قیقان (قیقان) پر فوج کشی کی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور خود وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قیقانی گھوڑے نذر میں پیش کئے پھر رخصت ہو کر قیقان کی طرف گئے۔ اہل قیقان نے ترکوں سے مدد حاصل کر کے اپنی قوت سنبھال لی تھی۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ آخرالامر اسی لڑائی میں مارے گئے۔ یہ نہایت کریم اور سخی تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے لشکر میں آگ نہ روشن کرتا تھا۔[1] ایک روز شب کے وقت آگ روشن دیکھ کر استفسار کیا بتایا گیا کہ ایک عورت کے لئے خبیص[2] بنایا جاتا ہے یہ سنتے ہی عبداللہ بن سوار نے حکم دے دیا کہ تین روز تک پورے لشکر کو خبیص پکا کر کھلا دیا جائے۔

**ابن حازم**: (اسی ۴۴ھ میں) ابن عامر نے قیس بن الہیثم کو اپنے فرائض منصبی سے غفلت اور سالانہ خراج کی عدم ادائیگی کے الزام پر گورنری خراسان سے معزول کر کے عبداللہ بن حازم کو مامور کیا۔ لیکن یہ قیس سے ڈر کر واپس آ گئے۔ ابن عامر کو سرحد چھوڑ کر چلے آنے سے سخت برافروختگی ہوئی۔ اسی وقت ایک شخص کو بنی یشکر سے اور بعض کہتے ہیں اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا (انتہی) بعد اس کے عبداللہ بن حازم کو گورنری دی اور بعض کا یہ بیان ہے کہ ابن حازم نے ابن عامر سے کہا تھا کہ قیس ایک کمزور طبیعت کا آدمی ہے۔ مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں خراسان میں بغاوت نہ ہو جائے اور قیس پسپا ہو کر بھاگ آئے۔ مناسب یہ ہے کہ وہاں کی گورنری مجھے عنایت کیجئے۔ اگر وہ کسی وقت دشمنوں کی مقاومت و مقابلہ سے عاجز و

---

[1] عرب کا دستور تھا کہ جن کی فیاضی اور سخاوت ہوتی تھی وہ اکثر شب کو اپنے دروازوں پر آگ روشن کرتے تھے۔

[2] خبیص ایک قسم کا حلوہ ہوتا ہے۔

مجبور ہو کر تو میں اس کا قائم مقام ہو جاؤں گا۔ ابن عامر نے سند حکومت لکھ دی چنانچہ ابن خازم خراسان پہنچے اتفاق سے چند لوگ طخارستان کے جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ قیس نے ابن خازم سے مشورہ طلب کیا ابن خازم نے رائے دی کہ آپ لڑائی کو اس وقت تک روکے رہیے کہ لشکر مرتب و مجتمع ہو جائے اور ادھر ادھر سے بلا کر مسلمانوں کو یکجا کیجئے۔ قیس یہ سن کر نکلے تھوڑی ہی فاصلہ پر گئے ہوں گے کہ ابن خازم نے ابن عامر کا فرمان نکالا کر لشکریوں کو دکھلا کے امیر بن بیٹھے اور دشمنوں کے مقابلے پر صف آرائی کی اور ان کو مار کر بھگا دیا اس کی خبر خراسان کے اور شہروں میں پہنچی۔ قیس کے طرفدار بہت برہم ہوئے ابن خازم پر فریب کا الزام لگایا۔ امیر معاویہؓ سے اس کی شکایت کی امیر معاویہؓ نے بلا بھیجا۔ ابن خازم حاضر ہوئے اور معذرت کی امیر معاویہؓ نے اس کو قبول کیا اور یہ کہا کہ تم لوگوں کے روبرو اس معذرت کو پیش کرو۔ چنانچہ ابن خازم نے ایسا ہی کیا۔

۴۳ھ میں عمرو بن العاص کا مصر میں انتقال ہو گیا تب امیر معاویہؓ نے ان کی جگہ پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا۔

ابن عامر کی معزولی: ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے ابن عامر کو معزول کر دیا چونکہ ان کی حکومت کا دارومدار بصرہ تھا طبیعت نرم تھی۔ اس وجہ سے بصرے میں فتنہ و فساد شروع ہو گیا تھا۔ زیاد نے رائے دی کہ "تیغ نیام سے نکال کر پکڑو" ابن عامر نے کہا "میں اپنے نفس کو خراب کر کے لوگوں کی اصلاح نہ کروں گا"۔ یہ کہہ کر چند لوگوں کو بصرے سے بطور وفد کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اتفاق سے انہیں کے ساتھ کوفہ کا وفد بھی حاضر ہوا۔ جس میں ابن الکواء (یعنی عبداللہ بن ابی اوفی یشکری) بھی تھا۔ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے عراق اور بالخصوص بصرے کا حال دریافت کیا۔ ابن الکواء نے کہا "امیر المومنین! اہل بصرہ کو ان کے کمینوں نے کھا لیا اور ان کو دبا لیا ہے ان کا گورنر کمزور ہے اس میں یہ قوت ہی نہیں کہ ان کی اصلاح کر سکے"۔ امیر معاویہؓ بولے "تعجب ہے کہ تم یہ کہتے ہو تم بھی بصرہ کے وفد کے ہمراہ ہو"۔ ابن الکواء نے عرض کیا "بے شک میرا یہ بیان نہایت صحیح و درست ہے"۔ جب اہل بصرہ کا وفد بصرے کو لوٹ کر آیا انہوں نے یہ واقعہ ابن عامر سے بیان کیا۔ ابن عامر نے برافروختہ ہو کر ابن الکواء کے مخالفین میں سے عبداللہ بن ابی شیخ یشکری یا طفیل بن عوف کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ یہ خبر ابن الکواء کو پہنچی تو انہوں نے ازراہ تمسخر کہا "واللہ! یہ عداوت اچھی ہے کہ میری مخالفت کی وجہ سے بعض یشکری کو گورنری عطا کرے"۔

اس واقعہ کے بعد معاویہؓ نے ابن عامر کو بلا بھیجا حاضر ہوئے تو ایک مدت تک قیام پذیر رہے۔ رخصتی کے وقت امیر معاویہؓ نے کہا "میں تم سے تین چیزیں مانگتا ہوں تم یہ کہہ دو کہ میں نے وہ تم کو دے دیں"۔ ابن عامر بولے "اچھا میں نے دے دیں"۔ امیر معاویہؓ نے کہا (۱) تم گورنری سے دست کش ہو جاؤ شرط یہ کہ ناراض نہ ہو (۲) تم اپنا مال جو عرفہ میں ہے اور اپنا مکان جو مکہ میں ہے مجھے ہبہ کر دو (۳) رشتہ داری اور محبت ترک نہ کرو"۔ ابن عامر نے کہا "یہ سب میں نے منظور کر لیا لیکن اے امیر المومنین! آپ بھی تین چیزیں دیجئے جو میں آپ سے طلب کروں مرحمت فرمائیے"۔ امیر معاویہؓ نے کہا

[illegible] ابن عامر نے عرض کیا (۱) یہ کہ میرا مال جو آپ نے ضبط کر لیا ہے اس کو واپس کیجئے (۲) یہ کہ میرے کسی مال [illegible] کیجئے [illegible] (۳) یہ کہ آپ اپنی [illegible] سے میرا نکاح کر دیجئے۔ [illegible] امیر معاویہ نے [illegible] ابن عامر سے کہا [illegible] ابن عامر نے بھی یہ بات اختیار کی [illegible] مقرر کیا۔

**زیاد کا نسب:** [illegible] حارث [illegible] ابوسفیان [illegible] جاہلیت [illegible] طائف [illegible] زیاد [illegible] ابوسفیان [illegible] حضرت عمر [illegible] حضرت عمر فاروق نے [illegible] نہایت [illegible] فصاحت و بلاغت [illegible] حضرت عثمان [illegible] حضرت علی ابن ابی طالب [illegible]

**حضرت علیؓ اور زیاد:** جب حضرت علی ابن ابی طالب کا [illegible] خلافت [illegible] زیاد [illegible] امیر معاویہ [illegible]

[illegible]

پڑھا۔ لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں امیر معاویہؓ کی دوستی سے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ معاویہ مجھے ڈرانا چاہتا ہے حالانکہ میرے اور ان کے درمیان میں ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع مہاجرین و انصار کے ہیں امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو لکھ بھیجا میں نے تم کو والی مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے اہل ہو اور ابوسفیان میں چند باتیں تھیں اور ایک جہالت تھی جس کی میراث تم کو دینا چاہتے اور وہ تمہارا نسب اس سے ملحق ہونا ہے اور معاویہؓ انسان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے آتا ہے۔ پس اس سے حذر کرو پھر احتراز کرو۔ والسلام

**امیر معاویہؓ اور زیاد میں مصالحت**: امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے شہید ہونے کے بعد زیاد نے امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لی۔ مصقلہ ابن ہبیرہ شیبانی نے امیر معاویہؓ سے۔ فارس کی کہ زیاد کو ابوسفیان کی طرف منسوب کر لو۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے جو زیاد کے قرب کے خیال سے زیاد کو ابن ابوسفیان لکھنے لگے اور اس امر کے ثبوت کی غرض سے جو لوگ ابوسفیان و سمیہ کے تعلقات اور زیاد کی پیدائش سے واقف تھے بلائے گئے اور ان سے شہادت لی گئی لیکن علی ابن ابی طالب اس نسب سے انکار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کے ایک بھائی ابوبکرہ بھی منکر تھے۔ اس کے بعد زیاد نے کسی وقت ام المومنین حضرت عائشہؓ کو ایک خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا "من زیاد بن ابی سفیان" مقصود اس تحریر سے یہ تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی ابوسفیان کا لڑکا کہہ کر لکھیں تاکہ ثبوت نسب میں ان کی شہادت حاصل ہو جائے۔ مگر ام المومنین نے جواب میں یہ عنوان اختیار کیا "من عائشہ ام المومنین الی ابنہا زیاد"۔

**ابن عامر اور زیاد**: عبداللہ بن عامر و زیاد میں کسی امر سے مخالفت پیدا ہو گئی۔ ایک روز عبداللہ بن عامر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا کہ ابن سمیہ کی حرکت دیکھنا ہم تو میرے اور بے قدری سے عمال سے تعرض کرتا ہے جی چاہتا ہے کہ اس کی کارشکنی کروں یعنی اس بات کا اقرار کر لیں کہ ابوسفیان نے سمیہ کو دیکھا ہی نہیں۔ لوگوں نے اس کی خبر زیاد تک پہنچا دی اور زیاد نے امیر معاویہؓ تک۔ امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو بلا بھیجا۔ جب وہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا۔ امیر معاویہ ان کو دیکھ کر دربار سے اٹھے مکان میں گئے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ دوران کلام میں کہا کہ میں زیاد سے بوجہ گورنری نہیں ملا اور اس کی کارشکنی اپنی ذات سے کرتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے عزت دی اس کو قلت سے چھوڑ دیا۔ ابن عامر یہ سن کر باہر آئے۔ زیاد کو راضی کیا۔ اسی وجہ سے امیر معاویہؓ بھی راضی ہو گئے۔

**امارت بصرہ پر زیاد کا تقرر**: زیاد نے صلح کے بعد معاویہؓ سے اجازت طلب کر کے کوفہ میں قیام کیا تھا اور اس کی گورنری کا حق تھا۔ لیکن مغیرہ کو یہ شاق گزرتا تھا۔ انہوں نے مجبوراً امیر معاویہؓ کی خدمت میں استعفا پیش کیا۔ امیر معاویہؓ نے نامنظور کر دیا۔ بعد ازاں حارث بن عبداللہ ازدی کو گورنری بصرہ سے معزول کر کے ۴۵ھ میں زیاد کو مقرر کیا اور ساتھ ہی اس کے خراسان اور سجستان کا صوبہ بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ پھر اس کے بعد سندھ و بحرین و عمان کے صوبجات بھی دے کر دیئے گئے۔ زیاد نے بصرہ میں آ کر خطبہ دیا۔ جو خطبہ بتراء کے نام سے موسوم و مشہور ہوا (بتراء کے نام سے یہ خطبہ اس وجہ سے موسوم ہوا کہ زیاد نے حمد و ثنا ترک کر دیا تھا) ہم شہریوں کو فسق و فجور اور جو کچھ بری ذلت و گمراہی اور حرام کاری سے

نہایت شدت کے ساتھ منع کیا اور بہت زور سے گناہوں کو ترک کرنے اور ان کی اطاعت کی تاکید کی اور یہ کہا کہ میں تین امور کو نہایت پابندی سے بجا لاؤں گا۔ ایک یہ کہ میں کسی کی حاجت مندی سے تمہیں [illegible] اور وہ میرے پاس شب کو آئے گا دوسرے یہ کہ انعام سے کسی کا وظیفہ و تنخواہ موقوف نہ کروں گا۔ تیسرے یہ کہ تم لوگوں میں آتش جنگ نہ مشتعل کروں گا۔ زیاد خطبے سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن الاہتم نے کہا: اشہد انک اوتیت الحکمۃ و فصل الخطاب۔ زیاد نے اعتراضاً کہہ کر جواب دیا: کذبت ذاک نبی اللہ داؤد

**زیاد کا نظم و نسق:** زیاد نے پولیس کی افسری عبداللہ بن حصین کو دی اور یہ ہدایت دی کہ لوگوں کو شب میں عشاء کے بعد نکلنے کی ممانعت کر دی جائے اور اس کی نسبت خطبے میں بھی کہا تھا کہ جو شخص رات کو اپنے گھر سے نکلے گا اور وہ میرے سامنے پیش کیا جائے گا میں اس کو قتل کرا دوں گا۔ چنانچہ اس پابندی کی غرض سے زیاد عشاء میں سورۂ بقرہ پڑھا کرتا تھا اور اس وقت تک انتظار کرتا کہ لوگ گھروں کو پہنچ جائیں بعد ازاں اس کے حکم سے پولیس کا افسر گشت کو نکلتا تھا جس کو پاتا تھا قتل کروا دیتا تھا۔ سب سے پہلے جس نے اس کے حکم [illegible] کا ارتکاب کیا وہ ایک دیہاتی تھا۔ اس نے [illegible] لوگوں کو [illegible] قتل کی سزا دی اور اس وجہ سے کا انتظام کیا گیا کہ لوگ اور مسافرین اور اہالی گھروں [illegible] بیٹھ رہتے تھے۔ لوگ بے فکری اور بے پروائی سے کھلے دروازے سونے لگے امن و امان اس حد تک پہنچ گیا کہ جہاں کہیں کسی کی کوئی چیز گر جاتی تھی تو اس کو کوئی اٹھاتا نہ تھا۔ وہیں پڑی رہتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا مالک آ جاتا اور اٹھا کر لے جاتا۔ داد و دہش میں اس نے فراخ حوصلگی دکھائی۔ پولیس کی اس قدر زیادتی کی کہ چار ہزار تک اس کی تعداد پہنچ گئی۔ لوگوں نے مسافروں اور شاہراہوں کی درستی کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ جب تک شہر کی سلامتی اور اس کا انتظام نہ کر لوں گا کسی طرف متوجہ نہ ہوں گا۔ چنانچہ شہر کے انتظام و درستی کرنے کے بعد اطراف و جوانب اور راستوں کی بھی اصلاح شروع کی اور انتظامی امور و اصلاح و شوریٰ میں انس بن مالک، عبدالرحمن بن سمرہ، سمرہ بن جندب جیسے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ابتداءً زیاد ہی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اس کے آگے آگے لوگ آلات حرب لے کر چلتے تھے۔ اس نے حفاظتی دستہ (فوج جاں نثاراں) مقرر کیا۔ پانچ سو آدمی کسی وقت دروازۂ مسجد سے نہ ہٹتے تھے۔

**نافع کی معزولی:** زیاد نے خراسان کو چار حصوں پر تقسیم کیا۔ مرو پر امیر بن احمر یشکری کو، نیشاپور پر خلید بن عبداللہ حنفی کو، مرو رود و فاریاب و طالقان پر قیس بن الہیثم کو، ہرات اور بادغیس و بوشنج پر نافع بن خالد الطاحی کو مامور کیا۔ پھر نافع اس وجہ سے معزول کر دیئے گئے کہ نافع نے خوان بادزہر (جس کو انہوں نے کسی سے بطور غنیمت حاصل کیا تھا) جس کے پائے جواہرات کے تھے زیاد کے پاس روانہ کیا مگر ایک پایہ اس کا نکال کر بجائے اس کے سونے کا لگا دیا۔ زیاد کو یہ معلوم ہو گیا اس الزام سے اس نے نافع کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ جرمانہ کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ آٹھ لاکھ تاوان لئے۔ اس کے بعد [illegible] سے کئی انسانوں کی سفارش کرنے سے نافع قید سے رہا کر دیئے گئے۔ بجائے اس کے حکم بن عمرو الغفاری کو ہرات وغیرہ کی گورنری دی

---

ۓ حکم بن عمرو غفاری [illegible]

[illegible]

[illegible] انتقال ہو گیا۔

[illegible] پر فوج کشی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر [illegible]

[illegible] مال غنیمت ہاتھ آیا۔ [illegible] غلام بنا لیے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گئے۔

**بحری مہمات:** [illegible] امیر معاویہ [illegible] روم پر فوج کشی کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عبدالرحمن بن خالد سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

**قسطنطنیہ پر فوج کشی:** [illegible] سفیان بن عوف [illegible]

[illegible] امیر معاویہ نے

[illegible]

[illegible]

ما إن أبالي بما لاقت جموعهم
بالفرقدونة من حمى ومن موم
إذا اتكأت على الأنماط مرتفقا
بدير مران عندي أم كلثوم

"مجھ کو اس کی کیا پروا ہے [illegible] فرقدونہ میں [illegible] جبکہ میں نے [illegible]

---

۱ [illegible]

۲ ام کلثوم [illegible]

رنگ برنگے قالینوں پر تکیہ لگائے دیر مران میں اور میرے پاس ام کلثوم ہے"۔

امیر معاویہؓ کے کانوں تک ان اشعار کی آواز پہنچی یزید کے بھیجنے کی قسم کھائی۔ چنانچہ یزید کو ایک جمعیت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی تھے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی۔ لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے، رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے پیچھے معرکہ آرائی کی۔ انہیں معرکوں میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے۔ یزید اور شامی فوجیں شام کو لوٹ آئیں۔ پھر فضالہ بن عبید نے ۴۹ھ میں ایام سرما میں بلاد روم پر حملہ کیا اور بسر بن ارطاۃ نے ساتھ دیا۔

**امارت کوفہ پر زیاد کا تقرر:** مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ ۵۰ھ میں بعارضہ طاعون اور بعض روایت کرتے ہیں کہ ۵۱ھ میں اور ایک روایت کے اعتبار سے ۴۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ امیر معاویہؓ نے اس صوبہ کو بھی زیاد کے سپرد کر دیا۔ جس وقت بصرہ میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کر کے کوفہ پہنچا اور جامع مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اثنائے خطبہ میں حاضرین نے اس پر کنکریاں پھینکیں زیاد نے منبر سے اتر کر کرسی منگوائی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر بیٹھا۔ اس کے ہمراہیوں نے مسجد کے دروازوں کو گھیر لیا اس کے بعد لوگ پیش کئے جانے لگے جو شخص کنکریوں کے نہ پھینکنے کی قسم کھاتا تھا، چھوڑ دیا جاتا تھا ورنہ قید کر لیا جاتا تھا تقریباً تیس آدمی قید کئے گئے۔ پھر اوفی بن حصین کی شکایت اس کے کان تک پہنچی اس نے گرفتاری کا حکم دیا۔ اوفی بن حصین بھاگ کھڑے ہوئے کچھ عرصہ بعد گرفتار ہو کر پیش کئے گئے۔ زیاد نے ان کو قتل کرا ڈالا۔ ایک روز عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط نے عمرو بن الحمق کی چغلی کی کہ اس کے پاس شیعان علی کا مجمع ہوتا ہے۔ زیاد نے عمرو بن الحمق کو اس مجمع کرنے سے منع کیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا "میں کسی کا خون گوارا نہ کروں گا جب تک وہ مجھ سے مخالفت نہ کرے گا"۔

سمرہ بن جندب۔ جس کو بصرہ میں اس نے اپنا نائب بنایا تھا اس کی غیر حاضری میں خون ریزی پر کمر بستہ ہو گیا۔ بے شمار مردوں کو بیوہ اور لڑکوں کو یتیم کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اس کے حکم سے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ زیاد سمرہ کا یہ ظلم و ستم جانتا تھا مگر درگزر کرتا رہا کوئی سزا نہ دی۔

**قیروان کی تعمیر:** عمرو بن العاص گورنر مصر نے اپنی وفات سے پیشتر عقبہ بن عامر بن عبد قیس کو افریقہ کا امیر مقرر کیا تھا یہ ان کے خالہ زاد بھائی تھے۔ چنانچہ عقبہ لواتہ و مزاتہ تک فتح کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ اہل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی۔ پھر کچھ عرصہ بعد انہوں نے عہد شکنی کی تو عقبہ نے دوبارہ فوج کشی کی، بہتوں کو قتل اور ہزاروں کو قید کر لیا اس کے بعد ۴۲ھ میں غدامس اور ۴۳ھ میں ودان اور سوڈان کے ایک دوسرے مقام کو بزور تیغ فتح کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ پھر باغی ہو گئے تو امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے ان کو افریقہ کی طرف روانہ کیا اور پیچھے سے مسلمانان بربر کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا۔ جس سے عقبہ کی فوجی طاقت بڑھ گئی۔ افریقہ پہنچ کر عقبہ نے مار دھاڑ جاری کر دیا۔ چاروں طرف کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔ اس وجہ سے کہ اہل افریقہ نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا تھا کہ جب اسلامی لشکر ان کی سرکوبی کو جاتا تو فوراً

مطیع ہو جاتے اور جہاں وہ کوچ کر جاتے تو باغی و خود مختار ہو جاتے تھے۔ اس لیے بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ اسلامی لشکر کے لیے کوئی چھاؤنی بنایا جائے تاکہ اہل افریقہ کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی سے نجات ملے اور عساکر اسلامی کو افریقہ کے قرب و جوار سے محفوظ و مامون رہیں۔ چنانچہ مقام قیروان کو منتخب کر کے خس و خاشاک سے صاف کیا اور یہاں زمین کو ہموار بنایا۔ جامع مسجد اور فوجی افسروں کے رہنے کے لیے مکانات تیار کرائے ہر قبیلہ کی علیحدہ علیحدہ مسجد بنوائی گئی۔ جامع مسجد کا طول تین ہزار چھ سو باع اور عرض چھ سو باع کا تھا۔ پانچ برس میں اس شہر کی تعمیر پوری ہوئی اثنائے تعمیر میں برابر جہاد کرتے رہے اور حوالی افریقہ کو زیر کرتے رہے۔

انہیں ایام میں اکثر بربری قوم اسلام میں داخل ہوئے۔ جس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور دینی قوت حاصل ہو گئی۔ اسلامی لشکر کے بڑے محفوظ ہو گئے جو قیروان میں مقیم تھا۔ ان واقعات کے بعد امیر معاویہ نے مصر و افریقہ کی حکومت مسلمہ بن مخلد انصاری کے قبضہ میں دی۔ انہوں نے اپنی طرف سے افریقہ پر اپنے ایک غلام ابوالمہاجر دینار کو مامور کیا۔ اس نے افریقہ میں پہنچ کر بہت بری طرح سے عقبہ کو معزول کر کے قید کر دیا جس سے عقبہ کو بے حد تکلیف ہوئی۔ عقبہ چھوٹنے کے بعد افریقہ سے باہر نکل کر شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچے اور ابوالمہاجر کی شکایت کی۔ امیر معاویہ نے معذرت کی اور افریقہ کی حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کی نوبت نہ آئی امروز فردا میں امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا اور یزید کی خلافت قائم ہو گئی۔ پھر یزید نے ۶۲ھ میں اپنے زمانہ حکومت میں عقبہ کو افریقہ کی گورنری دی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ ۶۲ھ میں افریقہ کے والی ہوئے اور اسی زمانے میں قیروان کو آباد کیا۔ پھر یزید نے ۶۲ھ میں ابوالمہاجر کو بذریعہ عقبہ ولایت افریقہ سے معزول کیا۔ ابوالمہاجر نے عقبہ کے ساتھ اس بدسلوکی کا بدلہ یہ لیا کہ اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ابوالمہاجر کو عقبہ کے رہا کر دینے اور شام بھیج دینے کو لکھا۔ جب عقبہ افریقہ سے واپس ہو کر شام آئے تو یزید نے دوبارہ ان کو والی افریقہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ لیکن انہوں نے بھی ابوالمہاجر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یہاں تک کہ اگلے برس سے کسیلہ شاہ بربر نے فوج کشی کر کے ان سب کو قتل کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

**حجر بن عدیؓ:** مغیرہ بن شعبہ نے یہ عادت اختیار کر لی تھی کہ اپنے زمانہ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المومنین حضرت علیؓ پر اعتراضات اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی تعریف کیا کرتا تھا۔ حجر بن عدی کو یہ امر ناگوار گزرتا تھا۔ بارہا حجر کھڑے ہو کر یہ کہہ چکے تھے "اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری ہی ذات سے بے سبب گمراہ کرے، میں شہادت دیتا ہوں کہ جس کی تم مذمت کرتے ہو وہ فضیلت کا مستحق ہے اور جس کی تم برائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے۔" مغیرہ یہ جواب دیتے "اے حجر! سلطان کے غضب سے ڈر کیونکہ غضب سلطان بہتوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔" حجر اور مغیرہ میں اسی قسم کی نوک جھونک کی باتیں اکثر ہوتی تھیں اتفاق سے مغیرہ اپنے آخری زمانہ حکومت میں حسب عادت قدیم منبر پر کھڑے ہوئے وہی کلمات کہہ رہے تھے حجر نے اس طرح ڈانٹ کر کہا کہ مسجد والوں نے سنا "اے شخص! ہمارے روزینے دے دے۔ تو نے ان کو کیوں روک رکھا ہے اس سے تجھ کو کوئی فائدہ نہ ہو گا اور افسوس کی بات ہے کہ تو نے امیر المومنین کی کثرت سے مذمت کرتے ہوئے

[illegible] زمانہ پایا تمہارا [illegible]

صحیح کی" تو لوگوں نے بھی چاروں طرف سے چلا کر کہا "یہ سچ کہتا ہے ہمارے روزینے دے دے تو جس خیال میں ہے اس سے ہم کو کچھ تعلق نہیں"۔ مغیرہ یہ دیکھ کر مسجد سے نکل کر دارالامارت میں آئے مصاحبوں نے حجر کی سخت کلامی و بے باکی اور مغیرہ کے علم و برداشت پر نفرین کر کے کہا "اگر تم حجر سے درگزر کرو گے تو وہاں سے خوف اٹھ جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امیر المومنین معاویہؓ کے عتاب میں تم گرفتار ہو جاؤ گے" مغیرہ نے جواب دیا "میرا زمانہ وفات قریب آ گیا ہے میں کسی کو قتل نہ کروں گا اگر حجر کی یہی عادت رہی تو جو شخص میرے بعد آئے گا وہ اس سے سمجھ لے گا"۔

**حجر بن عدی اور زیاد** الغرض مغیرہ کچھ عرصہ بعد مر گئے اور ان کی جگہ زیاد گورنر ہو کر کوفہ آیا۔ اثنائے خطبہ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی تعریف و ثنا کی اور ان کے قاتلین پر لعن کیا۔ حجر نے حسب عادت قدیم جو کچھ کہتے تھے کہا۔ زیاد خاموش ہو گیا اور بصرہ جاتے ہوئے اپنے عمرو بن حریث کو مقرر کر کے واپس بصرہ آیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ خبر پہنچی کہ حجر کے پاس شیعان علیؓ کا مجمع ہوتا ہے اور وہ لوگ علانیہ امیر معاویہؓ پر لعن و طعن کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو کنکریاں ماری ہیں۔ زیاد یہ سنتے ہی کوفہ کو روانہ ہوا۔ مسجد میں پہنچ کر خطبہ دیا حجر بھی موجود تھے۔ زیاد نے حمد و نعت کے بعد ان کو مخاطب کر کے کہا: لست بشیء ان لم امنع الکوفۃ من حجر و ادعہ نکالا لمن بعدہ اس کے بعد حجر کو بلایا۔ حجر نے انکار کیا۔ زیاد نے شداد بن الہیثم ہلالی (افسر پولیس) کو اشارہ کیا کہ حجر کو پکڑ لاؤ۔ حجر اور ان کے ہم نشینوں نے گالیاں دیں۔ زیاد اس وقت تو خاموش ہو گیا۔ اگلے دن اہل کوفہ کو جمع کر کے دھمکایا ڈرایا۔ لوگوں نے حجر سے علیحدگی و برأت ظاہر کی۔ زیاد نے کہا یوں نہیں، تم لوگوں کے جو عزیز و اقارب حجر کے پاس جمع ہیں ان کو تم لوگ بلا لو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حجر کے پاس سوائے اس کی قوم کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ اس وقت زیاد نے شداد بن الہیثم کو حکم دیا کہ حجر کے پاس جاؤ اور اس کو طلب کرو۔ جس طرح ممکن ہو حاضر کرو۔ شداد گیا۔ حجر نے انکار کیا۔ بحث بڑھی۔ حجر نے تلوار چلائی۔ ابو العمرطہ کندی نے حجر سے کہا "تمہاری حمایت کو سوائے میری تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے اور میری تلوار تم کو ان لوگوں سے نہ بچا سکے گی۔ بہتر ہے کہ تم کندہ میں جا کر پناہ گزیں ہو جاؤ"۔ لیکن شداد کے ہمراہیوں نے حجر کو کندہ کی طرف جانے نہ دیا۔ زیاد حجر کا انتظار کر رہا تھا اور حجر کو زیاد کے طرف دار گھیرے ہوئے لا رہے تھے۔

**ابن عدی کی گرفتاری:** اسی اثناء میں سے ایک شخص نے عمرو بن الحمق پر وار کیا۔ عمرو بن الحمق چوٹ کھا کر گرا اور پھر سنبھل کر ازد میں جا چھپا اور حجر ابواب کندہ سے نکل کر سوار ہوا اور ان کے ہمراہ ابو العمرطہ بھی تھا۔ حجر ادھر اپنی جان بچا کر اپنی قوم کے محلے میں جا چھپا۔ اکثر لوگ آ کر جمع ہو گئے لیکن قبیلہ کندہ سے جو اس مجمع میں شریک ہوئے وہ نہایت کم تھے۔ اس کے بعد زیاد نے مذحج اور ہمدان کو حجر اور ان کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لانے کے لیے روانہ کیا۔ حجر کو یہ معلوم ہوا تو اپنے مکان سے نکل کر نخع میں جا پہنچا اور برادر اشتر کے مکان میں پناہ گزیں ہوا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ پولیس نخع میں تلاش رہی ہے نخع سے نکل کر ازد پہنچا اور ربیعہ بن ناجد کے مکان پر جا چھپا۔ لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ حجر نے گھبرا کر محمد بن الاشعث کے پاس کہلا بھیجا کہ زیاد سے میرے لیے امان لے لو کہ میں امیر معاویہؓ کی خدمت میں بھیج دیا جاؤں۔ چنانچہ محمد بن الاشعث مع جریر بن عبد اللہ، حجر

[illegible] حضرت امیر [illegible] حجر کے [illegible] کے ساتھ [illegible] زیاد نے [illegible] کیا تھا اس کے بعد ان لوگوں سے [illegible] گرفتار [illegible] زیاد نے [illegible] مال دیے [illegible] کہ ان کے ہمراہیوں کی جستجو [illegible] آدمی [illegible] کے ہمراہ موصل کی طرف بھاگ گیا اور ایک پہاڑ کی [illegible] چھپ رہا۔ ان دونوں کا حال عامل موصل (عبد الرحمن بن عثمان ثقفی جو امیر معاویہ کے بھانجے ابن ام الحکم کے نام سے مشہور تھے) کو پہنچا۔ عبد الرحمن ان کی تلاش میں نکلا تو [illegible] عمرو بن الحمق گرفتار [illegible] امیر معاویہ کو اطلاع دی۔ امیر معاویہ نے لکھا [illegible] عثمان کو [illegible] نیزے مارے تھے تم بھی اسی قدر [illegible] مارو [illegible] پہلے یا دوسرے [illegible] انتقال کر گئے۔ پھر زیاد نے حجر کے ہمراہیوں کی جستجو بہت سرگرمی سے شروع کر دی۔ [illegible] زیاد نے [illegible] قیس بن عباد [illegible] حضرت علی کی بابت دریافت کیا [illegible] ان [illegible] پھر [illegible] ان کے بعد زیاد نے عبد اللہ بن خلیفہ الطائی کو طلب کیا۔ یہ [illegible] حجر کے ہمراہیوں میں سے تھا [illegible] عبد اللہ [illegible]

عدی بن حاتم کی گرفتاری اور رہائی: زیاد نے عدی بن حاتم [illegible] عدی بن حاتم [illegible] [illegible] زیاد نے [illegible] پہنچے [illegible] عدی [illegible] چلے [illegible] عبد اللہ [illegible] حجر کے ہمراہیوں کی [illegible] گئے۔

حجر بن عدی کا مقدمہ: [illegible] حجر کے ہمراہیوں میں سے [illegible] ہمراہ [illegible] کیا [illegible] ان لوگوں نے [illegible] امیر معاویہ [illegible] خلاف [illegible] آل ابی طالب [illegible] حضرت علی بن ابی طالب [illegible] ان کے [illegible]

ہیں۔ زیاد نے ان شہادتوں کے لینے کے بعد اور شہادتیں طلب کیں چنانچہ اسحاق و موسیٰ پسران طلحہ بن عبید اللہ، منذر بن الزبیر، عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط، عمر بن سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے شہادتیں دیں۔ ان ہی شاہدوں میں شریح بن الحارث و شریح ابن ہانی کے نام بھی تھے۔ زیاد نے ایک عرضداشت میں ان گواہوں کے نام لکھے اور وائل بن حجر الحضرمی و کثیر بن شہاب کو بلا کر حجر اور اس کے ہمراہیوں کو مع عرضداشت کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں لے جانے کے لئے سپرد کیا۔ حجر بن عدی کے ہمراہیوں کے نام یہ تھے: (ارقم بن عبداللہ کندی، شریک بن شداد حضرمی، صیفی بن فسیل شیبانی، قبیصہ بن ضبیعہ عبسی، کریم بن عفیف خثعمی، عاصم بن عوف بجلی، ورقاء بن سمی بجلی، کدام بن حیان عنزی، عبدالرحمٰن بن حسان العنزی، محرز بن شہاب تمیمی اور عبداللہ بن حویہ السعدی)۔

**شریح بن ہانی کی گواہی:** پھر زیاد نے ان گیارہ آدمیوں کے بعد عتبہ بن الاخنس اور سعد بن نمران ہمدانی کو گرفتار کرا کے امیر معاویہؓ کے پاس روانہ کیا۔ تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ شریح بن ہانی آ پہنچے اور ایک خط لفافے میں امیر معاویہؓ کے نام کا ایک وائل بن حجر کو دے کر واپس آ گئے۔ جس وقت یہ لوگ مرج عذرا (قریب دمشق) پہنچے وائل و کثیر نے آگے بڑھ کر امیر معاویہؓ سے ملاقات کی اور واقعات سنائے اور شریح کا خط دیا۔ امیر معاویہؓ نے کھولا۔ لکھا ہوا تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زیاد نے میری شہادت حجر کے مقدمے میں لکھ دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، عمرہ و حج کیا کرتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور خون حرام و مال حرام سے احتراز کرتے ہیں۔ پس اگر آپ چاہیں تو ان کو قتل کر ڈالیں اور اگر مناسب سمجھیں تو رہا کر دیں۔ امیر معاویہؓ نے خط پڑھ کر وائل سے خطاب کر کے فرمایا: ”میں یہ کیا دیکھتا ہوں اس نے (یعنی شریح بن ہانی) نے اپنے کو شہادت سے علیحدہ کر لیا ہے۔“ وائل نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو مرج عذراء میں قید کر دیا۔ اسی اثناء میں عتبہ بن الاخنس و سعد بن نمران بھی پابہ زنجیر آ پہنچے۔ عامر بن الاسود العجلی نے امیر معاویہؓ کو اس سے مطلع کیا۔ یزید بن اسد البجلی نے عاصم و ورقاء (اپنے عم زادوں) کی سفارش کی اور اس سے پیشتر جریر بن عبداللہ البجلی نے ان دونوں آدمیوں کی برأت و بے جرمی کا لکھ بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے عاصم و ورقاء کو رہا کر دیا اور وائل بن حجر نے ارقم کو اور ابوالاعور السلمی نے عتبہ بن الاخنس کو اور حبیب بن مسلمہ نے عبداللہ بن حویہ کو سفارش کر کے آزاد کرایا۔ ان کی دیکھا دیکھی مالک بن ہبیرہ سکونی نے اٹھ کر عرض کیا: میرے ابن عم حجر کو بھی میری سفارش سے رہا کر دیجئے۔ امیر معاویہؓ نے جواب دیا: وہ سردار ہے، اگر میں اس کو چھوڑ دوں گا تو آ کر وہی فساد کرے گا۔ مالک بن ہبیرہ نے یہ جواب سن کر جھلا کر اٹھ گیا اور اپنے گھر بیٹھ رہا۔

**حجر بن عدی کا قتل:** اس کے بعد امیر معاویہؓ نے ہدبہ بن فیاض قضاعی، حصین بن عبداللہ کلابی اور ابو شریف البدری کو حجر اور اس کے ہمراہیوں کے قتل پر مامور کیا۔ جس وقت یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا: تم لوگ اگر علیؓ سے بیزاری کا اظہار کرو اور ان کو طعن و تشنیع سے یاد کرو تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔ حجر اور اس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا۔ تمام رات نمازیں پڑھتے، مغفرت کی دعا مانگتے رہے۔ صبح ہوتے ہی فیاض وغیرہ قتل کے لئے آ گئے، بڑھے۔ حجر نے وضو کیا

نماز پڑھی۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "واللہ میں نے کبھی کوئی نماز اس سے چھوٹی نہیں پڑھی اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا رہتا۔ اللھم انا نستعدیک علی امتنا فان اھل الکوفۃ شھدوا علینا و ان اھل الشام یقتلوننا" حجر کی زبان سے اسی قدر کلمات نکلنے پائے تھے کہ فیاض تلوار کھینچ کر حجر کی طرف بڑھا۔ حجر سہم گئے فیاض کے ہمراہیوں نے کہا "کیوں! تم تو یہ کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بہتر ہے کہ اپنے دوست حضرت علیؓ سے بیزاری ظاہر کرو ہم چھوڑ دیں گے"۔ حجر بولے کہ "میں موت سے نہیں ڈرتا دراں حالیکہ میں اپنی قبر، کفن و تلوار کے ہوں اور ہرگز میں اگر موت سے ڈر رہا ہوں بھی تو وہ کلمہ کبھی اپنی زبان سے نہ کہوں گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو"۔ فیاض نے ایک کر کے ان پر تلوار چلائی اور اس کے ہمراہیوں نے اور لوگوں پر وار کئے۔ حجر کے ساتھ جو اس واقعہ میں راہی ملک بقا ہوئے ان کے نام یہ تھے:

**عبدالرحمٰن بن حسان کا انجام**: شریک بن شداد حضرمی، صیفی بن فسیل، قبیصہ بن ضبیعہ، محرز بن شہاب، کدام بن حیان ان لوگوں کو قتل کرنے کے بعد فیاض نے انہیں دفن کرایا اور عبدالرحمٰن بن حسان عنزی اور کریم بن عفیف خثعمی کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیا اس وجہ سے کہ ان دونوں نے کہا تھا کہ ہمیں امیر معاویہؓ کے پاس لے چلو ہم وہی کہیں گے جو تم کہو گے)۔ پہلے کریم پیش کئے گئے ان سے کہا گیا کہ تم امیرالمومنین حضرت علیؓ سے علیحدگی ظاہر کرو۔ کریم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سمرہ بن عبداللہ خثعمی نے کھڑے ہو کر ان کی سفارش کی امیر معاویہؓ نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ یہ کوفہ نہ جائیں۔ غرض کریم رہا ہو کر موصل میں جا کر مقیم ہو گئے۔ باقی رہے عبدالرحمٰن بن حسان ان سے دریافت کیا گیا "تم علیؓ کی بابت کیا کہتے ہو؟" جواب دیا "میں ان کو بہت اچھا اور نہایت متقی سمجھتا ہوں"۔ پھر استفسار کیا "حضرت عثمانؓ کیسے تھے؟" جواب دیا "سب سے پہلے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کا دروازہ بند کیا وہی تھے (معاذ اللہ) امیر معاویہؓ نے اس کو زیاد کے پاس لوٹا دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ اس کو بدترین اذیت سے قتل کرنا۔ چنانچہ زیاد نے اس کو زندہ دفن کرا دیا۔ یہ ساتواں شخص تھا جو اس واقعہ میں مارا گیا۔

**مالک بن ہبیرہ سکونی**: مالک بن ہبیرہ سکونی نے جس کی سفارش حجر کے حق میں قبول نہیں کی گئی تھی۔ مکان پر پہنچ کر اپنی قوم کو جمع کیا اور حجر کے چھڑانے کو چلا۔ اثناء راہ میں قاتلین (یعنی فیاض وغیرہ) سے ملاقات ہوئی۔ حجر کا حال دریافت کیا جواب دیا کہ وہ سب کے سب قرین خاک ہو کر موت کی گہری نیند سو رہے ہیں۔ مالک کو اس کا یقین نہ ہوا۔ عذرا میں پہنچا تو وہ معاملہ یقین کو پہنچا۔ فوراً چند سواروں کو قاتلین کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن یہ ان کو گرفتار نہ کر سکے۔ مجبور ہو کر مالک اپنے گھر چلا آیا اور امیر معاویہؓ کے پاس نہ گیا۔ فیاض نے امیر معاویہؓ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ امیر معاویہؓ نے کہا "یہ ایک جوش تھا جو اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ مجھے امید ہے کہ اب وہ سرد ہو گیا ہو گا"۔ رات ہوئی تو ایک ہزار درہم مالک کے پاس بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے تمہاری سفارش اس وقت اس وجہ سے نہیں منظور کی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ پھر از سر نو آتش جنگ نہ مشتعل ہو جائے اور یہ امر مسلمانوں کے حق میں قتل حجر سے زیادہ اہم تھا۔ مالک یہ سن کر خوش ہو گیا اور درہم لے کر گھر میں رکھ لئے۔

**حضرت عائشہؓ کی ناراضی:** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجرؓ اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے شام بھیجے گئے ہیں تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن حارث کو امیر معاویہؓ کے پاس سفارش کی غرض سے روانہ کیا۔ لیکن یہ اس وقت پہنچے جب حجرؓ اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہو چکے تھے۔ عبدالرحمٰن نے امیر معاویہؓ سے کہا [illegible] قتل کے وقت ابوسفیان کا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا؟ امیر معاویہؓ نے جواب دیا [illegible] قوم کے حلیم غائب ہو گئے تھے اور [illegible] زیاد نے [illegible] اس وجہ سے میں نے حجرؓ کے قتل [illegible]۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو حجرؓ کے قتل کا بڑا افسوس رہا۔

مؤرخوں نے حجرؓ کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ ایک مرتبہ زیاد نے جمعہ کے دن بہت لمبا خطبہ دیا۔ جس سے نماز میں تاخیر ہو گئی۔ حجرؓ بن عدیؓ نے آواز دی [illegible] الصلوٰۃ الصلوٰۃ [illegible] تب انہوں نے نماز کے فوت ہونے کے ڈر سے ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر زیاد کی طرف پھینکیں اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے [illegible] زیاد نے [illegible] امیر معاویہؓ کو [illegible] حجرؓ کو گرفتار کر [illegible] گرفتاری میں جو واقعات پیش آئے [illegible] امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیے گئے [illegible] امیر معاویہؓ نے حجرؓ کے قتل کا حکم دیا۔ حجرؓ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ساتھیوں کو وصیت کی [illegible] اسی حالت میں [illegible] حضرت عائشہؓ نے [illegible] حلم [illegible] معاویہؓ نے [illegible]

**ربیع بن زیاد حارثیؓ:** [illegible] زیاد نے [illegible] خراسان [illegible] ربیعؓ بن زیاد [illegible] خراسان میں [illegible] حضرت [illegible] قتل [illegible] کے ساتھ [illegible] علم [illegible] انہی کے ہاتھوں [illegible]

**ربیع بن زیاد کی وفات:** ربیعؓ [illegible] خراسان میں [illegible] معلوم ہوا [illegible] حجرؓ [illegible] قتل

---

[1] [illegible]

سے نہ جاتے تو اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچا لیتے لیکن انہوں نے مان لیا اور ذلیل ہو گئے۔ پھر اس کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو خطاب کر کے کہا: میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا۔ پھر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اللھم ان کان لی عندک خیر فاقبضنی الیک عاجلا" "اے اللہ! اگر میرے لیے تیرے پاس بھلائی ہے تو مجھے جلد اپنے پاس بلا لے۔" لوگوں نے ہدایت کے مطابق آمین کہی۔ وہ ابھی مسجد سے باہر نکلے تھے کہ گر پڑے۔ لوگ انہیں اٹھا کر مکان پر لائے۔ ہوش آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا نائب بنایا اور اسی دن دنیا سے رخصت ہوئے۔ پھر اس کے دو مہینے بعد عبداللہ بن ربیع بھی خلید بن عبداللہ حنفی کو اپنا نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ زیاد نے اس تقرر کو منظور کر لیا۔

**زیاد کی وفات:** ماہ رمضان ۵۳ھ میں زیاد کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا جس کے صدمے سے مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی بددعا سے یہ واقعہ پیش آیا۔ زیاد نے امیر معاویہ کو لکھا تھا کہ عراق کو میں نے بائیں ہاتھ سے قابو کر لیا ہے اور دایاں ہاتھ خالی ہے۔ امیر معاویہ نے حجاز کی حکومت کا فرمان بھی اس کے نام جاری کر دیا۔ اہل حجاز اس کے ظلم و ستم سے ڈرے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں آ کر عرض حال کیا۔ انہوں نے دعا کی۔ عبداللہ بن عمر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دعا کرتے تھے حاضرین آمین کہتے جاتے تھے۔ منجملہ ان کی دعاؤں میں ایک فقرہ یہ بھی تھا: اللھم اکفنا شر زیاد "اے اللہ! زیاد کے شر سے ہم کو بچا"۔ اس کے بعد ہی اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا اور اس کا زہر پھیلنے لگا۔ شدت تکلیف سے لوگوں نے ہاتھ کٹوا ڈالنے کی رائے دی۔ زیاد نے قاضی شریح کو بلا کر ہاتھ کاٹنے کی بابت مشورہ کیا۔ قاضی شریح نے کہا: تیرا رزق مقسوم ہے اور موت کا وقت مقرر ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ اگر تیری زندگی کا کچھ حصہ باقی ہو تو ہاتھ کٹے ہوئے زندگی کے ایام پورے کرے اور اگر تیرا زمانہ موت قریب آ گیا ہے تو کٹا ہوا ہاتھ لے کر اللہ تعالیٰ کے روبرو جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کرے گا کہ تو نے ہاتھ کیوں کٹوایا تو کیا جواب دے گا۔ یا یہ کہ تیری ملاقات سے ڈرا اور تیری مرضی سے بھاگا تھا۔ زیاد نے شریح کے مشورے کو قبول کیا، ہاتھ کٹوانے کا عزم ملتوی کر دیا۔ جس وقت آپ باہر نکلے تو لوگوں نے [illegible] شریح سے [illegible] کی شکایت کی [illegible] ملامت کرنے لگے۔ شریح نے کہا کہ مجھ سے مشورہ طلب کیا تھا میں نے اسے ہاتھ کٹوانے کی رائے نہ دی کیونکہ المستشار مؤتمن ایک مشہور قول ہے۔ جس وقت زیاد کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے لڑکے نے کہا: ابا! میں نے تیرے کفن کے لیے [illegible] کپڑے [illegible] ہوتے ہیں۔ زیاد نے کہا: بیٹا! تیرے باپ کے لیے ان کپڑوں سے عمدہ کپڑے پہننے کا وقت آ گیا ہے۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن خالد بن اسید کو [illegible] کوفہ پر اور [illegible] بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور مر گیا۔ کوفہ کے قریب ثویہ میں دفن کیا گیا۔ [illegible] جس میں [illegible] تھے۔ اس کے بعد عبداللہ بن [illegible] زیاد [illegible]

---

[illegible]

کو دے دی گئی۔

**عبیداللہ بن زیاد کی گورنری:** زیاد کے مرنے پر اس کا بیٹا عبیداللہ امیر معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت اس کی عمر پچیس سال کی تھی، دریافت کیا کہ تیرا باپ کس شہر (یعنی کوفہ و بصرہ) پر کس کو عامل بنا گیا؟ عبیداللہ نے جو معلوم تھا عرض کیا، فرمایا: "اگر تجھے تیرا باپ عامل بنا جاتا تو میں بھی تجھے بحال رکھتا"۔ عرض کیا کہ "آپ واللہ ثم واللہ ایسا نہ کیجئے گا، آپ کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ اگر تیرا باپ اور تیرا چچا (یعنی امیر معاویہ) تجھے گورنری دے جاتے تو میں بھی تجھے بحال رکھتا"۔ امیر معاویہ نے یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کو خراسان کا عامل مقرر کر دیا۔ روانگی کے وقت چند نصیحتیں کیں: "اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس کے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ ہونے دینا کیونکہ اس سے ڈرتے رہنے میں بہت نفع ہے، اپنی عزت بچائے رکھنا، کہیں اس کو داغ نہ لگا لینا، داغدار نہ کرنا۔ جب کوئی عہد و پیمان کرو تو اسے پورا کرنا، تھوڑی چیز (یعنی جان) کے عوض بڑی چیز (یعنی عزت) کو فروخت نہ کرنا، جب تک کسی امر کا فیصلہ نہ کر لو، زبان سے اظہار نہ کرنا، کیونکہ جب تم کوئی بات زبان سے نکال چکے تو اس کو بدل نہیں سکو گے، جب دشمن سے مقابلہ کی نوبت آ جائے تو جوانمردی سے مقابلہ کرنا اور کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ غیر مستحق امیدوار کو کسی امر کی امید نہ دلانا اور حق داروں کو ان کے حق سے ناامید نہ کرنا۔"

**ترکوں سے معرکہ آرائی:** عبیداللہ بن زیاد امیر معاویہ سے رخصت ہو کر اواخر ۵۳ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا، نہر جیحون کو عبور کر کے جبال بخارا کی جانب لشکر لئے ہوئے بڑھا، رامثین، نسف اور بیکند کو فتح کیا، ترکوں سے معرکہ آرائی کی۔ مقابلہ ہوا، ترکوں نے میدان جنگ سے نکل بھاگ کھڑے ہوئے، ترکوں کے بادشاہ کے ساتھ ان کی ملکہ بھی تھی، ایسی بدحواسی میں بھاگی کہ ایک ہی پاؤں میں موزہ پہنے پائی تھی، اس کا دوسرا موزہ مسلمانوں نے گرفتار کر لیا، وہ موزہ دو لاکھ درہم قیمت کا تھا۔ عبیداللہ بن زیاد کی بہادری اور جرأت کا یہ حال تھا کہ ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور دوسرے میں علم، بڑھ بڑھ کر لڑتے لڑتے دشمنوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا، پھر نکل آتا اپنے جھنڈے کو بلند کرتا، جس سے فوج کو پتہ چل جاتا۔ یہ لڑائی خراسان کی مشہور لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔

**عبداللہ بن عمرو بن غیلان کی معزولی:** عبیداللہ بن زیاد کامیابی کے بعد دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا، بعد ازاں ۵۵ھ میں امیر معاویہ نے حکومت بصرہ بھی اسی کے سپرد کر دی، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک روز عبداللہ بن عمرو بن غیلان امیر بصرہ منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے، بنو ضبہ کے کسی شخص نے کنکری ماری۔ عبداللہ بن عمرو بن غیلان نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ بنو ضبہ جمع ہو کر عبداللہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے بھائی سے جو خطا سرزد ہوئی تھی، اس کی سزا اس نے پا لی، لیکن اس کی سزا کی خبر اگر بیان ہوئی تو اس کی اطلاع امیر معاویہ کو پہنچے گی اور وہ یہ سمجھیں گے کہ کسی خاص وجہ سے ہاتھ کٹوایا ہے، لہٰذا آپ ایک خط لکھ دیجئے کہ میں نے ایک شخص کا بدگمانی پر ہاتھ کٹوا دیا ہے، ہم میں سے کوئی شخص یہ خط لے کر امیر المومنین معاویہ کے پاس چلا جائے گا تاکہ آئندہ کوئی شکایت نہ ہو اور ہم لوگ محفوظ ہو جائیں۔ عبداللہ اس فریب میں آ گئے اور ان لوگوں کو ایک خط بہ مضمون بالا لکھ کر دے دیا۔ جب یہ سال ختم ہو گیا تو حسب معمول روانہ ہو گئے، عبداللہ بن عمرو بن غیلان امیر معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بنو ضبہ بھی ان کے ساتھ ہی جا پہنچے۔ عبداللہ بن عمرو بن غیلان پر دعویٰ کیا کہ انہوں نے بلاوجہ ہمارے بھائی کے ہاتھ

کرنا چاہتے ہیں۔ شہادت میں زیاد کا تحفہ اور خط پیش کر دیا۔ امیر معاویہؓ نے پڑھ کر کہا "یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میرے مال سے اس کا بدلہ لیا جائے لیکن تمہارے بھائی کی دیت بیت المال سے دے دی جائے گی"۔ اس واقعہ کے بعد حکومت بصرہ سے عبداللہ بن عمرو بن غیلان معزول کر دیئے گئے۔ ان کے بجائے عبیداللہ ابن زیاد مامور ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعہ کلابی کو بنایا اور خود دارالامارۃ بصرہ میں رہا۔ عبیداللہ کے بعد اسلم نے نہ کوئی جہاد کیا اور نہ کوئی ملک فتح کیا۔

**یزید کی ولی عہدی:** طبری نے بہ سند لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں آئے ضعف کی شکایت کی، معذوری کی وجہ سے استعفا داخل کیا۔ منظور ہو گیا۔ مغیرہ کی علیحدگی پر امیر معاویہؓ نے سعید بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ مغیرہ کے مصاحب کہنے لگے "تم کو امیر معاویہؓ نے نکال دیا ہے"۔ مغیرہ بولے "اس ذکر کو چھوڑو میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے"۔ جب یہ لوگ جواب دے چکے تو ان کے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اس وقت سے بحالی کی فکر ہوئی۔ اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے "تم امیر معاویہؓ سے اپنی ولی عہدی کی بیعت لینے کو کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ بزرگ صحابہ اور سرداران قریش انتقال کر چکے ہیں۔ اب ان کی اولاد ہی باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے و سیاست میں افضل ہو۔ میرے نزدیک امیر المؤمنین کو تمہاری ولی عہدی کی بیعت لینے میں کوئی عذر مانع نہ ہوگا"۔ یزید نے اس مشورت کو اپنے باپ سے جا کر ظاہر کیا۔ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو بلا بھیجا اور اس بات کی رائے طلب کی۔ مغیرہ نے عرض کیا "امیر المؤمنین! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے بعد کس قدر خون ریزیاں اور اختلافات ہوئے ہیں اور یزید آپ کا لڑکا ہے آپ اس کو ولی عہد کر کے بیعت لے لیجئے۔ آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ملجا و ماویٰ ہوگا اور کوئی فتنہ و فساد نہ ہوگا۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے کوفہ میں کافی ہوں گا اور زیاد بصرہ میں۔ ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی ایسا شہر نہیں ہے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے"۔ امیر معاویہؓ نے اس تقریر کو غور سے سن کر مغیرہ کو بحالی کی سند دی اور دوبارہ کوفہ کی طرف واپس کیا اور یزید کی ولی عہدی کی کارروائی کرنے کا حکم دیا۔

مغیرہ نے کوفہ میں پہنچ کر ہوا خواہان دولت بنی امیہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان لوگوں نے بلا تامل منظور کر لیا۔ مغیرہ نے ان لوگوں میں سے دس آدمیوں کو بطور وفد اپنے لڑکے موسیٰ کے ساتھ دارالخلافت دمشق روانہ کیا۔ اس وفد نے حاضر ہو کر یزید کی ولی عہدی کی درخواست پیش کی۔ امیر معاویہؓ نے دریافت کیا "کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟" عرض کیا "ہم سب اور ہمارے سوا اور جتنے آدمی ہیں سب اس سے راضی ہیں"۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا "اچھا تم نے درخواست پیش کی ہے اس پر ہم غور کریں گے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا ظاہر کرتا ہے۔ بے سوچے سمجھے جلدی کرنا بہتر نہیں ہم تامل کرتے ہیں"۔ اس کے بعد زیاد کو ایک خط لکھ بھیجا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔

**زیاد کی حکمت عملی:** زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا ہر مشورہ طلب کرنے والے کا ایک معتمد ہوتا ہے اور ہر راز کا ایک امانت دار۔ لوگوں میں دو خصلتیں پیدا ہو گئی ہیں ایک راز فاش کر دینا دوسرے نااہل کو نصیحت کرنا اور راز کا ہونے کے وہ

---

[illegible] سے لی گئی ہے۔

ان خصائل کا اہل ہو سکتے ہیں ایک وہ شخص جس کے دل میں قوت عزت ہو دوسرا جس کو کسی قسم دنیاوی شرف' ظاہری وجاہت' عقل حلیم ہو اور تم میں یہ سب باتیں موجود ہیں میں نے ایک راز کی بات کے لئے مشورہ دینے کو بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے مجھے یہ خط لکھا ہے یزید کی ولی عہدی کی بابت مشورہ طلب کیا ہے کیونکہ لوگوں کے تفرقہ سے وہ خائف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس امر میں ان کی اطاعت کریں لیکن مسلمانوں کا اس امر پر راضی ہونا ایک امر اہم ہے یزید میں آوارگی' بیہودگی' بدزبانی اور نادانی ہے میرے نزدیک تم امیر المومنین سے جا کر ملو اور یزید کے افعال سے مطلع کرو اور صاف صاف کہہ دو کہ یہ کام ہونا دشوار ہے اور اگر آپ اس کو انجام دینا ہی چاہتے ہیں تو عجلت نہ کیجئے کسی کام میں تاخیر ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ عجلت میں فوت ہو جائے"۔ عبید بن کعب بولا "کیا اس کے سوا تم اور کوئی رائے نہیں دے سکتے؟" زیاد نے کہا "اور کیا کہوں" عبید نے جواب دیا "مناسب یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی رائے میں مخالفت نہ کرو اور ان کے لڑکے کو بدخواہ نہ بناؤ میں جا کر یزید سے ملتا ہوں اور اس کو آگاہ کرتا ہوں کہ امیر المومنین نے زیاد کو اس مضمون کا خط لکھ کر مشورہ طلب کیا ہے لیکن زیاد لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے ڈرتا ہے کیونکہ عوام تمہارے افعال و کردار سے ناراض ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو تم ان افعال و حرکات کو چھوڑ دو تاکہ لوگوں کو دل میں مقبول کرنے کا زیاد کو موقع مل جائے اور جو تم چاہتے ہو وہ امر حاصل ہو جائے"۔ زیاد نے یہ رائے پسند کی۔ عبید رخصت ہو کر یزید کے پاس پہنچا اور اس کو سمجھایا ادھر زیاد نے تحریر کیا کہ "اس فعل میں عجلت نہ کیجئے ورنہ لوگ بھڑک اٹھیں گے اور یہ کام فوت ہو جائے گا"۔ امیر معاویہؓ خاموش ہو رہے۔

**عبداللہ بن عمرؓ کا انکار:** تھوڑے دنوں کے بعد جب زیاد مر گیا تو امیر معاویہؓ نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا مصمم قصد کر کے کارروائی شروع کر دی۔ پہلے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک ہزار درہم بطور نذر کے بھیجے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو قبول کر لیا' اس کے بعد ولی عہدی یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا' حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ارشاد کیا "میں اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کروں گا' کیا معاویہؓ نے ایک ہزار درہم پر میرے دین کو خرید لینے کا قصد کیا ہے؟" یہ کہہ کر درہم واپس کر دیئے اور ولی عہدی یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔

**اہل مدینہ کا ردعمل:** پھر امیر معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو لکھا "میرا سن اب زیادہ ہو گیا ہے۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑ جائے گا اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولی عہد بنا دوں لیکن بغیر مشورے تمہارے اور ان لوگوں کے جو تمہارے پاس ہیں اس کام کو نہیں کر سکتا' تم میری طرف سے اس امر کو اہل مدینہ کے سامنے پیش کرو اور جو خیال وہ ظاہر کریں اس سے مجھے مطلع کرو"۔ مروان نے لوگوں کو مطلع کر کے امیر معاویہؓ کے مضمون خط سے آگاہ کیا۔ لوگوں نے متفق ہو کر کہا "بہتر ہے امیر المومنین کسی کو ہمارے لئے منتخب کر جائیں"۔ مروان نے اس سے امیر معاویہؓ کو مطلع کیا۔ امیر معاویہؓ نے جواب میں لکھا "یزید کو میں اپنے بعد ولی عہد کرتا ہوں"۔ مروان نے اہل مدینہ کو اکٹھا کر کے خط کا مضمون سنایا۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے انکار کیا "واللہ! اے مروان تو جھوٹا ہے' امیر معاویہؓ بھی جھوٹ بولتا ہے تم دونوں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا بہتری چاہی ہے؟ بلکہ تم خلافت کو حکومت ہرقلیہ بنا

چاہتے ہو کہ ایک ہرقل جب مر جائے تو اس کی جگہ پر دوسرا ہرقل قائم ہو۔ امام حسین بن علیؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابن زبیرؓ نے اس کارروائی کی تائید کی جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ مروان نے کل واقعات امیر معاویہ کے پاس لکھ بھیجے۔

**وفود کی طلبی** اس وقت امیر معاویہ نے اپنے عاملوں کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ یزید کی تعریف و صفت لوگوں میں بیان کرو اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے ولیعہدی کی بیعت کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے وفود بھیجو۔ چنانچہ منجملہ ان وفود کے جو امیر معاویہ کے پاس حاضر ہوئے محمد بن عمرو بن حزم مدینہ سے اور احنف بن قیس اہل بصرہ کا وفد لے کر گئے۔ وفود کے جمع ہونے پر امیر معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری سے کہا کہ ''میں تم کو اشارہ کروں گا'' جس وقت میں تقریر کر کے خاموش ہو جاؤں اس وقت تم کھڑے ہو کر ولی عہدی یزید کی بیعت کی تقریر کرنا اور لوگوں کو اس امر پر آمادہ کرنا۔'' چنانچہ پہلے امیر معاویہ نے کھڑے ہو کر اسلام کے فضائل، خلافت کے فرائض و حقوق، مسلمانوں کے اتفاق و اطاعت خلافت کا مدلل بیان کرتے رہے۔ پھر ضحاک نے حمد و ثنا کے بعد کہا ''اے امیر المومنین! آپ کے بعد لوگوں کو ایک امیر کی ضرورت ہوگی اگر آپ کی موجودگی میں ہم کسی کو آپ کا ولی عہد تسلیم نہ کر لیں تو بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہوں گے۔ خون ریزی، جان و مال سب کی امن کے راستے بند ہو جائیں گے۔ یہ فتنہ اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اتفاق کے سب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ ہمارے نزدیک یزید بن امیر المومنین نہایت راست گو، درست باز، خوش خلق، دانش مند اور ملک داری کے آئین سے واقف ہے جیسا کہ لوگ اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ہم سب سے علم و حلم و دانائی میں افضل ہے لہذا آپ اسی کو ولی عہد بنائیے اور اپنے بعد اس کو ہمارا خلیفہ مقرر کیجئے جس کے سایہ میں ہم امن و چین سے رہیں۔'' عمرو بن سعید الاشدق نے اس کی تائید کی اور یزید بن المقنع عذری نے امیر معاویہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''یہ امیر المومنین ہیں اور جو شخص اس سے اختلاف کرے اس کا جواب (تلوار کی طرف اشارہ کر کے) تو یہ ہے۔'' امیر المومنین نے یزید بن المقنع سے کہا ''بیٹھ جاؤ تم خطیبوں کے سردار ہو۔'' اس کے بعد وفود عرض معروض کرنے لگے۔

**احنف بن قیس کا مشورہ** احنف بن قیس خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر معاویہ نے کہا ''تمہاری کیا رائے ہے؟'' عرض کیا ''مجھے ڈر ہے کہ میں جو کہوں گا اس کی تم تصدیق کرو گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے۔ اے امیر المومنین! تم یزید کے روز و شب کے حالات سے بخوبی واقف ہو، اس کے ظاہر و باطن، آمد و رفت سے کما حقہ آگاہ ہو، اگر تم جانتے ہو کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتری ہے تو کسی سے مشورہ مت کرو اور اگر تم اس کے خلاف جانتے ہو تو دنیا کی زاد راہ اس کو نہ دو کیونکہ تمہارا سفر آخرت قریب ہے باقی رہے ہم تو ہمارا فرض یہ ہے کہ آپ جو کچھ کہیں اس کو بسر و چشم منظور کر لیں۔'' قیس کی یہ تقریر ختم ہوتے ہی ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر کہا ''ہم نہیں سمجھتے کہ یہ معدی عراقی کیا بک رہا ہے؟ ہم تو امیر المومنین کے احکام کی بسر و چشم تعمیل کریں گے اور تلوار ہمارے پاس ہے جو اس کے خلاف کرے گا اس سے ہم نپٹ لیں گے۔'' اس شامی کے کھڑے ہوتے ہی جلسہ برخاست ہو گیا لوگ منتشر ہو گئے۔ احنف کی تقریر کا جو نتیجہ ہونا چاہیے تھا وہ بظاہر یہ معلوم ہوتا کہ اب یہ کام ختم ہو گا لیکن امیر معاویہ برابر اپنی کوشش میں لگے رہے۔ ہر شخص سے مدارات و سلوک کرتے

[illegible] کا تعجب جاتا رہا تھوڑے ہی دنوں کے بعد اہل عراق و شام کے اکثر آدمیوں نے ولی عہدی یزید کی بیعت کر لی۔

**امیر معاویہؓ کی مدینہ میں آمد:** اہل عراق و شام سے ولی عہدی یزید کی بیعت لینے کے بعد امیر معاویہؓ ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت حسین بن علیؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس خیال سے کہ امیر معاویہؓ ان سے بیعت کے لیے جبر کریں گے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہؓ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا، یزید کی تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ حق خلافت نہیں رکھتا ہے وہ سب سے عقل میں، فضل میں، سیاست میں افضل ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی شخص ان امور میں اس کو نہیں پہنچ سکتا"۔ کسی نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ امیر معاویہؓ حضرت ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں گئے اور ان سے جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ حسینؓ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ بخوف بیعت ولی عہدی یزید مکہ چلے گئے تھے، حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا: "میں نے سنا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے"۔ امیر معاویہؓ نے جواب دیا "اے ام المومنین! وہ لوگ مجھے بہت عزیز ہیں [illegible] لیکن مشکل یہ ہے کہ میں نے یزید کی بیعت کو [illegible] اور [illegible] لے لی ہے اور [illegible]"۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ خاموش ہو رہیں۔

**امیر معاویہؓ کی مکہ کو روانگی:** امیر معاویہؓ تھوڑے دنوں مدینہ میں قیام کر کے مکہ کو روانہ ہوئے امیر معاویہؓ کی خبر پا کر ان کی ملاقات کو آئے امام حسینؓ اور ابن زبیرؓ وغیرہ بھی یہ خیال کر کے کہ شاید امیر معاویہؓ پہلے قول سے باز آ گئے ہوں ملنے کو گئے۔ بطن مر میں ملاقات ہوئی۔ امیر معاویہؓ نے نہایت تپاک سے استقبال کیا، سب کو سواریاں دیں اور ان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ روزانہ ان کی [illegible]۔ بخیر و عافیت اقامت پذیر ہو گئے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ ایک شخص نے کہا: "امیر معاویہؓ جو تم لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ [illegible] یہ سلوک کرتے ہیں کہ تم ان کے مقصد و مطلب میں رخنہ انداز نہ ہو۔ مناسب ہوگا کہ کچھ جواب سوچ رکھو"۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کو جواب دینے کے لیے آمادہ کیا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے ان سب کو جمع کر کے کہا: "تم لوگ میری عادت سے واقف ہو کہ میرا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسا رہا ہے اور میں تمہارے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتا ہوں اور یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا لڑکا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کی بیعت بعد خلافت کے لیے کر لو، [illegible] عزل و نصب [illegible] تم لوگوں کو اختیار رہے گا"۔ [illegible] امیر معاویہؓ نے دوبارہ تکرار کی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہا: هات لعمری انک خطیبهم "لاؤ، قسم ہے کہ تم ان کے خطیب ہو"۔

**ابن زبیرؓ کی تقریر:** ابن زبیرؓ نے اٹھ کر کہا: "ہم کو ان تین امور میں سے ایک کے اختیار کرنے کی اجازت دیجیے۔ ایک امر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور کسی کو آپ نے اپنا خلیفہ مقرر نہ کیا تھا لوگ حضرت ابوبکرؓ سے راضی ہو گئے اور ان کو اپنا امیر بنایا"۔ امیر معاویہؓ بولے: "تم میں ابوبکرؓ جیسا کوئی شخص نہیں ہے اور مجھے اختلاف امت کا

اور کیا ہے؟" جواب دیا "ہاں کہیے" کہا اچھا دوسرا امر یہ ہے کہ جیسا ابوبکرؓ نے کیا تھا ویسا تم کرو انہوں نے ایک شخص کو قریش سے جو ان سے قریباً بعید تھا اور ان کے خاندان سے نہ تھا اس کو اپنے بعد خلیفہ بنایا"۔ اس پر امیر معاویہؓ خاموش رہے۔ "تیسرا امر یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کی پیروی کرو انہوں نے اپنے بعد چھ آدمیوں کو اہل شوریٰ قرار دے کر انہیں کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا اور ان چھ میں نہ کوئی ان کا لڑکا تھا اور نہ کوئی ان کے خاندان سے"۔ امیر معاویہؓ نے کہا "کیا اس کے سوا اور بھی کچھ کہو گے؟" جواب دیا "کچھ نہیں"۔ پھر امیر معاویہؓ نے کہا "تم لوگ بھی کہتے جاؤ لیکن میں یزید کو ولی عہد بناؤں گا اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہو گی"۔ یہ کہہ کر اپنے صاحب شرطہ کو بلا کر حکم دیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اس کی گردن فوراً اڑا دینا۔ ابن علی، ابن عمر، ابن زبیر اور ابن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) اٹھ کر چلے گئے۔

**اہل مکہ و مدینہ کی بیعت:** امیر معاویہ منبر پر چڑھ گئے۔ حمد و ثنا کے بعد کہا "صاحبزادہ ابن علی، ابن عمر، ابن ابوبکر اور ابن زبیر وغیرہ مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور بہترین امت ہیں، کوئی کام ان کے بغیر مشورہ انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ لوگ ولی عہدی یزید پر راضی ہو گئے ہیں اور بیعت کر لی ہے۔ تم لوگ بھی اللہ کا نام لے کر بیعت کرو"۔ اہل مکہ چونکہ ان ہی لوگوں کی بیعت کا انتظار کر رہے تھے بیعت کی بات پر آمادہ ہو گئے۔ اہل مکہ سے بیعت لے کر امیر معاویہ مع ان بزرگوں (حسین بن علی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو وغیرہ رضی اللہ عنہم) کے مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ ان لوگوں سے ملنے کو آئے۔ بعد تکمیل تذکرہ کہا "تم لوگ (بیعت ہی کے خوف سے) مکہ بھاگ گئے تھے۔ یہ کیا معاملہ پیش آیا کہ یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے؟" ان لوگوں نے کہا "واللہ ہم نے بیعت نہیں کی"۔ اہل مدینہ نے کہا "تم نے معاویہؓ کو اس سے کیوں نہ روکا؟" سب نے جواب دیا "مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے"۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ اہل مدینہ سے بھی بیعت لے کر شام کو روانہ ہو گئے۔

یہ واقعہ ۵۶ھ کا ہے ورنہ ۵۰ھ میں اس کی بنا پڑ چکی تھی۔ صاحب تاریخ الخلفاء[2] نے لکھا ہے کہ ولی عہدی یزید کی بیعت ۵۱ھ میں لی گئی تھی لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت زیاد کے انتقال کے بعد لی گئی ہے اور زیاد نے ۵۳ھ میں انتقال کیا ہے۔ واللہ اعلم

**سعید بن العاص کی معزولی:** ۵۴ھ میں سعید بن العاص مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے۔ ان کی بجائے مروان مقرر کیا گیا۔ اس وجہ سے کہ امیر معاویہؓ نے سعید بن العاص کو مروان کے مکان منہدم کرا دینے اور اس کا مال ضبط کر لینے اور فدک چھین لینے کو لکھا تھا لیکن سعید بن عاص نے مروان کی سفارش لکھی اور اس حکم کی بجا آوری سے انکار کیا۔ پھر دوبارہ امیر معاویہؓ نے یہی حکم صادر کیا لیکن سعید بجا آوری حکم پر آمادہ نہ ہوئے۔ دونوں خطوط کو گھر میں رکھ لیا۔ اس پر امیر معاویہؓ نے سعید کو معزول کر کے مروان کو مقرر کیا اور سعید کے مکان کو منہدم کرا دینے اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا۔ مروان بیلداروں کو لے کر سعید کے مکان پر پہنچا۔ سعید نے کہا "کیوں ابو عبدالملک! تم میرا مکان منہدم کراؤ

---

[1] یعنی اقربا پروری

[2] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۳ مطبع نور محمدی لاہور

کے جواب دیا "ہاں! اگر امیر المؤمنین مجھ سے مکان منہدم کر دینے کا حکم دیتے تو میں ضرور تعمیل کرتا"۔ سعید بولے "میں نے تو ایسا نہیں کیا" یہ کہہ کر اپنے غلام سے امیر معاویہؓ کے وہ خطوط منگوا کر مروان کو دکھائے۔ مروان کو اس سے ملال ہوا تو پھر سعید نے کہا "امیر المؤمنین کا مقصود یہی ہے کہ ہم لوگ آپس میں لڑیں اور دشمنیاں کریں تو وہ خراب ہوں"۔
(الکامل فی التاریخ ابن اثیر)

غرض مروان اور سعید نے مکان ڈھانے سے درگذر کیا۔ اس کے بعد سعید نے ایک طویل خط میں اپنے اعزہ و اقرباء میں نفاق و مخالفت پیدا کرنے کی قبیح تعلیم اور پالیسی کا ذکر کر کے لکھا کہ آپ دوسروں کے لیے جو کچھ کیا [illegible] اللہ تعالیٰ ہم کو تکلیف مظلومہ کے انتقام لینے کا موقع نہ دے گا۔ امیر المؤمنین کو زیبا ہے کہ آئندہ ان امور کا لحاظ رکھیں"۔ امیر معاویہؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معذرت کی۔ پھر جب سعید، امیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے تو امیر معاویہؓ نے مروان کا حال دریافت کیا۔ سعید نے ان کی تعریف کی۔ پھر جب [illegible] (۵۷ھ) میں آیا تو مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کی گورنری پر مامور کیا۔

**ابن ام الحکم کی تقرری و معزولی:** (۵۸ھ) میں امیر معاویہؓ نے کوفہ کی گورنری سے ضحاک بن قیس کو معزول کر کے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عثمان ثقفی کو مامور کیا۔ اس کو ابن ام الحکم بھی کہتے ہیں۔ یہ امیر معاویہؓ کا بھانجا تھا۔ کوفہ کی گورنری کا والی ہوا اور [illegible] کہ خوارج [illegible] سے نکل چکے تھے جن کو مغیرہ بن شعبہ نے بالالزام [illegible] مستورد [illegible] قید کر دیا تھا۔ پھر ایک جماعت حیان بن ظبیان السلمی [illegible] کے پاس جا کر جمع ہو گئی۔ عبدالرحمن نے کوفہ سے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو روانہ کیا جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ خوارج کے حالات الگ بیان کیے جائیں گے۔ اس کے بعد اہل کوفہ نے عبدالرحمن کی بدمزاجی سے تنگ ہو کر امیر معاویہؓ کو لکھا۔ امیر معاویہؓ نے اس کو معزول کر کے نعمان بن بشیر کو گورنری کی سند عطا کی اور عبدالرحمن سے یہ کہا کہ "میں تم کو کوفہ سے زیادہ اچھے شہر کا عامل مقرر کرتا ہوں"۔ مصر کی گورنری پر متعین کر کے روانہ کیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر معاویہ بن خدیج تھے۔ جب وہ دو منزل باقی رہ گیا تو معاویہ بن خدیج نے آ کر عبدالرحمن سے ملاقات کی اور کہا "اپنے ماموں کے پاس لوٹ جاؤ، ہم تمہارے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہیں۔ ہم میں تمہاری وہ چالاکیاں نہیں چل سکتیں"۔ عبدالرحمن [illegible] لوٹ آیا اور معاویہ بن خدیج بدستور گورنری پر مامور رہے۔

**عبدالرحمن بن زیاد کی گورنری:** (۵۹ھ) میں عبدالرحمن بن زیاد وفد بن کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا

---

۱ امیر معاویہؓ نے [illegible] دونوں [illegible] کے درمیان [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] (تاریخ [illegible] ۲۳۶)

۲ ابن ام الحکم [illegible] (البدایہ والنہایہ جلد [illegible] صفحہ [illegible])

کیا یہ آپ کو خوش نہیں ہے؟" جواب دیا "ہاں ہے لیکن تم کیا چاہتے ہو"۔ عرض کی "حضور گورنری مرحمت فرمایئے"۔ امیر معاویہؓ نے [illegible] نعمان ابن [illegible] جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں [illegible] خراسان میں تھا۔ اتفاق سے عبیداللہ [illegible] سب کی [illegible] ہے کہ تم کو خراسان کی گورنری میں عبیداللہ کا شریک کر دوں [illegible] خراسان کا صوبہ وسیع ہے اور وہاں [illegible] گورنری کا [illegible] ہے۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰن کو گورنری دے کر رخصت کر دیا۔

عبدالرحمٰن [illegible] کو بھی حکومت کا آرزو تھی اس نے ایک جماعت کو ساتھ لیا۔ یزید کے پاس [illegible] سفارش [illegible] بھی اسی حیثیت میں آیا تھا اس کے بعد قیس بن الہیثم [illegible] خراسان کی گورنری ملی تھی۔ یزید نے دریافت کیا "تیرے پاس کیا سامان [illegible] ہے" عبدالرحمٰن نے جواب دیا [illegible] یزید نے کہا "اگر تم گورنری پر جانا منظور کرو تو [illegible] کے حساب و کتاب [illegible] مجھے [illegible] خراسان [illegible] اور اگر [illegible] کے [illegible] نصف [illegible] عبدالرحمٰن نے [illegible] عبداللہ [illegible] کے پاس [illegible] نصف [illegible]۔

**عبیداللہ بن زیاد کی معزولی اور بحالی** اسی زمانہ میں اہل بصرہ کا وفد عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امیر معاویہؓ نے سب کا احترام [illegible] قدر مراتب پر [illegible] آخر میں احنف داخل ہوئے۔ معاویہؓ نے ان کو اپنے پاس تخت پر بٹھایا۔ [illegible] جب [illegible] عبیداللہ بن زیاد کی تعریف کرنے لگے۔ احنف خاموش بیٹھے رہے۔ امیر معاویہؓ نے کہا "اے ابو بحر تم کیوں خاموش ہو؟" احنف بولے "مجھے خوف [illegible] ہے [illegible] کی تکذیب [illegible] امیر معاویہؓ نے [illegible] "چونکہ میں نے حکومت بصرہ سے عبیداللہ کو معزول کر دیا۔ تم لوگ اپنے [illegible] کے واسطے ایک امیر انتخاب کرو"۔ [illegible] اور انتخاب کرنے لگے [illegible] خاموش [illegible] بیٹھے رہے [illegible] کسی [illegible] سے [illegible] ایک کو منتخب کر رہا تھا۔ [illegible] امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا اور دریافت کیا "تم لوگوں نے کس کو منتخب کیا؟" [illegible] نے ایک ایک شخص کا نام [illegible] احنف [illegible] امیر معاویہؓ نے کہا "تم بھی کچھ کہو"۔ احنف بولے "اگر آپ کسی شخص کو اپنے خاندان (بنی امیہ) سے منتخب کرنا ہو تو کوئی [illegible] عبیداللہ کے مقابلے میں [illegible] اور اگر کسی شخص غیر کو [illegible] انتخاب کرنا ہو تو اس کی بابت ہماری رائے مختلف ہوگی"۔ امیر معاویہؓ نے [illegible] پھر عبیداللہ کو [illegible] کی گورنری پر بحال کیا [illegible] احنف سے [illegible] کے [illegible] خلاف [illegible] عبیداللہ [illegible] جب [illegible] تو کسی شخص نے سوائے احنف کے [illegible] امیر معاویہؓ [illegible] ایران کو رخصت کیا۔

**بیرونی مہمات:** ۴۳ھ میں بسر بن ارطاۃ سرزمین روم میں بغرض اعلاء کلمۃ اللہ جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ یہ موسم سرما وہیں گزارے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ وہ قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔ وہاں پر سفیان بن عوف ازدی بھی اترے ہوئے تھے اور انہوں نے بھی ایام موسم سرما اسی سرزمین میں گزارے اور یہیں انتقال بھی کیا اور بری لشکر صائفہ محمد بن عبداللہ ثقفی نے بلاد روم پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد ۴۶ھ تک عبدالرحمٰن بن ام الحکم سرزمین روم میں جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ اسی سنہ میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی نے جزیرہ روڈس کو بزور تیغ فتح کرتے ہی اس پر قبضہ کر لیا اور سمندر میں جو لوگ آتے ان پر ان کی کشتیاں گرفتار کر لیتے تھے اور امیر معاویہ ان کو بیش بہا انعام و اکرام دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں سے رومی ڈرنے لگے۔ جب امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا تو یزید نے ان کو جزیرہ روڈس سے بلا لیا۔ پھر ۴۹ھ میں یزید بن معاویہ ایک لشکر روم میں داخل ہوئے۔ اور صائفہ پر (سفیان) امیر یزید کی ماتحتی میں مامور ہوئے۔ اسلامی لشکر نے بری و بحری جنادہ بن ابی امیہ ازدی کی زیر امارت (بالا دستی) شہر قسطنطنیہ فتح کیا۔ صحابہ کی ایک بڑی جماعت ساتھ تھی۔ اس کے بعد یزید نے اپنے زمانہ حکومت میں ان جزیروں کو اہل اسلام سے خالی کر دیا۔ ۵۲ھ کے دوران سفیان بن عوف ازدی اور بعض کہتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ ثقفی (کوئی) کہتا ہے کہ ابو عبدالرحمٰن القینی اور ۵۳ھ میں جنادہ بن ابی امیہ اور بروایت بعض مورخین عبدالرحمٰن بن مسعود اور بعض کا خیال ہے کہ بحر میں یزید بن شجرہ رہاوی اور خشکی میں عیاض بن حارث نے جہاد کیا اور ۵۴ھ میں عبداللہ بن قیس ارض روم پر، مالک بن عبداللہ خثعمی نے خشکی پر اور محمد بن یزید الجہنی نے دریا میں معرکہ آرائی کی۔ پھر ۵۶ھ میں عمرو بن مرۃ الجہنی سرزمین روم کی طرف بڑھے تھے اور جنادہ بن ابی امیہ نے بحری راستے سے حملہ کیا۔ ان میں اسلام کا ڈنکا بجا دیا۔ ۵۷ھ میں عمیر بن الحباب السلمی تھے۔ جب (بلاد روم) پر حملہ کیا۔ عمیر بن الحباب تن تنہا شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے پھر وہاں سے لڑ کر دروازہ قلعہ کو کھول دیا۔ مسلمانوں نے بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ ۵۸ھ میں مالک بن عبداللہ نے سمندر پر چڑھائی کی اور جنادہ بن ابی امیہ نے جزیرہ روڈس پر قبضہ کر کے اس کے شہر کو ویران کر دیا۔

**امیر معاویہ کی وصیت:** ۶۰ھ میں امیر معاویہ کا انتقال ہوا اپنی موت سے تھوڑے دن پہلے ایک خطبہ دیا جس کے چند جملے یہ تھے:

> انی کزرع مستحصد و قد طالت امرتی علیکم حتی مللتکم و مللتمونی و تمنیت فراقکم و تمنیتم فراقی و لن یاتیکم بعدی الا من ہو شر منی کما ان من کان قبلی خیر منی و قد قیل من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ اللہم انی قد احببت لقاءک فاحبب لقائی و بارک لی فیہ

”میری مثال ایک پکے ہوئے کھیت کی ہے میں نے تم پر بہت زمانہ حکومت کی یہاں تک کہ میں تم سے اکتا گیا اور تم نے مجھ کو اکتا دیا۔ میں نے تمہاری جدائی کی تمنا کی اور تم نے میری جدائی کی۔ میرے بعد جو تمہارا حکمران ہوگا اس سے میں بہتر ہوں جیسا کہ پہلے والے مجھ سے بہتر تھے۔ کسی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میں تیری حضوری چاہتا ہوں تو بھی مجھے اپنے حضور میں

---

۱ [illegible]

۲ [illegible] (ابن خلدون جلد ۲ [illegible])

طلب کرے گا اور یہ مجھے پیاری لگے"۔

اس خطبہ کو دیا اور مرض میں گرفتار ہو کر بیمار ہو گئے اور مرض میں جب زیادتی پیدا ہوئی تو اپنے لڑکے یزید کو بلایا اور فرمایا میرے بیٹے میں نے نقل و حرکت سے تم کو بے فکر کر کے تمہارے لئے کام ہموار کر دیا ہے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دی ہیں اور میں نے تمہارے لئے اسباب ثروت اس قدر فراہم کر دیئے ہیں کہ کسی نے آج تک جمع نہ کئے ہوں گے مجھے اندیشہ ہے کہ اس امر میں اگر تمہاری مخالفت کریں گے تو قریش کے یہی چار شخص ہیں حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) ابن عمر تو ایک ایسے شخص ہیں جن کو سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں ہے۔ جب کوئی شخص سوائے ان کے بیعت کرے گا تو وہ بھی تمہاری بیعت کر لیں گے۔ حسین بن علی ایک سیدھی سادی طبیعت کے آدمی ہیں عراق والے ان کو بغاوت کرنے پر ضرور تیار کریں گے۔ اگر وہ خروج کریں اور تم ان پر غلبہ پا جاؤ تو ان سے درگزر کرنا ان کی قرابت بڑا حق ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں اور ابن ابی بکر کی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے جو ان کے ساتھی کریں گے وہی وہ بھی کریں گے اور ان میں کوئی ہمت ہے تو وہ عورتوں میں محصور ہے۔ ہاں جو شخص شیر کی طرح حملہ کرے گا اور لومڑی کی طرح فریب دے گا اور جب بھی اس کو موقع ملے گا ضرور حملہ کرے گا وہ ابن زبیر ہے اگر وہ ایسا کرے اور تم کو اس پر غلبہ حاصل ہو جائے تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

**امیر معاویہ کا انتقال** طبری نے یہ روایت ہشام ابن کلبی سے بیان کیا ہے اور طبری نے ہشام ہی سے اس طرح بھی روایت کی ہے کہ جب امیر معاویہ کا زمانہ وفات قریب آیا تو اس وقت یزید موجود نہ تھا تو امیر معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری اور مسلم بن عقبہ مری کو بلایا اور کہا "میری یہ وصیت یزید تک پہنچا دینا کہ اہل حجاز کے ساتھ یہ سلوک اختیار کرنا کیونکہ وہ تمہاری اصل ہیں جو ان میں سے تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرنا اور جو غائب ہو اس سے خبرگیری کرنا اور اہل عراق کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا کہ اگر وہ روزانہ عامل کی معزولی چاہیں تو روزانہ عامل کو معزول کرتے رہنا کیونکہ یہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تم پر ایک لاکھ تلوار ایک دم سے نکل آئیں۔ اہل شام تمہارے مشیر و مددگار رہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اگر کوئی خطرہ تمہیں دشمن کی جانب سے پیدا ہو جائے تو ان سے مدد لینا اور جب اس پر کامیاب ہو جاؤ تو اہل شام کو ان کے شہروں کی طرف واپس کر دینا اگر دوسرے شہروں میں قیام کریں گے تو ان کے اخلاق خراب ہو جائیں گے۔ تمہارے بارے میں مجھے قریش سے کوئی اندیشہ سوائے ان تین شخصوں کے نہیں ہے" (اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا ذکر نہیں کیا ہے) "ابن عمر وہ شخص ہیں جن کو عبادت نے اپنا بنا لیا ہے اور وہ کسی دوسرے تم سے اس امر کے خواہاں نہیں ہوں گے" "اور حسین بن علی تو ہلکے پھلکے آدمی ہیں" "اور ان سے کسی نے نہ ہارا ہے لیکن ہمو ویران کر دیا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان لوگوں کی جانب سے کافی ہوگا جنہوں نے ان کے باپ کو شہید کیا ہے اور ان کے بھائی کو نقصان پہنچایا ہے" اور ابن زبیر کے حق میں ارشاد فرمایا "اگر وہ کھڑا ہو جائے تو اس پر حملہ کرنا اور جب تک ان کو زیر نہ کر لے نہ چھوڑنا"

---

۱۔ [illegible]

میں ہو جنگ کرنے سے باز نہ آتا اور اس قدر مستعدی سے لڑتا کہ مجبور ہو کر یہ خود صلح کے خواستگار ہوں اور جب صلح کی درخواست پیش کریں تو فوراً منظور کر لیتے۔ غرض اسی قسم کی چند جنگیں کر کے وسط رجب ۶۰ھ میں انتقال کر گئے اور بعض کا بیان ہے کہ ماہ جمادی الثانی میں اپنی حکومت کے ۱۹ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی ہے۔

**دیوان خاتم** امیر معاویہؓ کے خاتم کے محافظ عبداللہ بن محصن تھے اور انگشتری کی مہر [illegible] ان کی مہر تھی سب سے پہلے انہوں نے ہی اس محکمہ کو قائم کیا۔ اس کے قائم کرنے کا یہ سبب ہوا کہ ایک مرتبہ عمرو بن الزبیر کو ایک لاکھ درہم دینے کا فرمان عامل زیاد عراق میں لکھا، عمرو بن الزبیر نے خط کھول کر ایک لاکھ کو دو لاکھ بنا کر زیاد سے وصول کر لیا۔ جب عراق سے سالانہ حساب آیا تو امیر معاویہؓ نے عمرو بن الزبیر کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ عمرو بن الزبیر کے بھائی عبداللہ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے لاکھ درہم ادا کر کے عمرو کو رہا کرایا۔ اس کے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ایک نیا محکمہ قائم کیا، اور اس کا نام دیوان خاتم رکھا۔ خطوط و فرامین کو ملفوف و مختوم کرتے تھے اور اس سے پیشتر بغیر لفافے میں ملفوف و بند کیے جاتے تھے اور نہ ان پر مہر ہوتی تھی۔ ان کا صاحب شرط[2] قیس بن حمزہ ہمدانی تھا بعد ازاں اس کو معزول کر کے زمل بن عمرو العذری کو مقرر کیا۔ محافظ فوج جان نثاراں کا افسر ان کا آزاد غلام مختار تھا اور بعض نے کہا ہے کہ ابو الکاری مالک (حمیر کا غلام آزاد) تھا۔ اول جس نے دستہ فوج جان نثاراں مقرر کیا وہ امیر معاویہؓ ہی تھے۔ اور حجابت کی افسری ان کے آزاد غلام سعد کے ہاتھ میں تھی اور میر منشی و کاتب سرجون بن منصور رومی تھے۔ عہدۂ قضاء پر فضالہ بن عبید انصاری اور ان کے انتقال کے بعد ابو ادریس عائذ بن عبداللہ خولانی تھے۔

**امیر معاویہؓ کا نسب، کنیت، ازواج اور اولاد** امیر معاویہؓ ابو سفیان (ان کا نام صخر تھا) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے لڑکے تھے ماں کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھا کنیت ان کی ابو عبدالرحمٰن تھی۔ چار بیویاں تھیں (۱) میسون بنت بحدل بن انیف، اس سے یزید (۲) فاختہ بنت قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف جس سے عبدالرحمٰن و عبداللہ دو لڑکے پیدا ہوئے۔ (۳) نائلہ بنت عمارہ کلبیہ (اس کو تھوڑے دنوں کے بعد طلاق دے دیا تھا) (۴) کتوہ بنت قرظہ۔

عبدالرحمٰن بن معاویہؓ کا نسل سلسلہ نہیں چلا اور عبداللہ بن معاویہؓ کے بھی اولاد نہ تھی۔ باقی رہی ایک لڑکی ہند تھی جس سے یزید بن عبدالملک نے عقد کیا۔

امیر معاویہؓ فتح مکہ سے چند دنوں پیشتر اسلام لائے۔ جنگ حنین میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کی خدمت سپرد کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس وقت شام پر اسلامی فوجیں روانہ کی تھیں امیر معاویہؓ بھی اپنے بھائی یزید

---

[1] [illegible] (مہر دار) کہتے ہیں۔ عمرو بن الزبیر نے [illegible] تھے۔

[2] یعنی افسر پولیس

[3] [illegible] انگریزی [illegible] کہتے ہیں۔

[4] معارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۱۱ [illegible] سے لکھا گیا ہے۔

بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے۔ جو بعد کے اقوال پر دمشق کی حکومت امیر معاویہ کے سپرد کی گئی۔ حضرت عمر فاروق نے ان کی خلافت میں معزول ہو گئے۔ گورنر رہے اور حضرت عثمان کی امارت پر ان کے زمانہ خلافت میں کل شام انہی کے سپرد کر دیا۔ بیس برس تک گورنر رہے پھر بیس برس کی مدت خلیفہ ہوئے تقریباً بیس برس تک خلافت کر کے دمشق میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے اور دمشق ہی میں باب الصغیر میں مدفون ہوئے۔

حمران بن ابان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبد الملک امیر معاویہ کی طرف دیکھ کر گزرا تو انہوں نے حضرت معاویہ سے دریافت کیا۔ یہ کون ہے تو بتایا گیا کہ عبد الملک ہے جس کا علم بڑا ہے اور جس کے حکومت کر جائے گی۔ [illegible] عبد الرحمن بن معاویہ ہی تھے۔ امیر معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے اسلام میں اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا۔ سب سے پہلے انہوں نے [illegible] اور سب سے پہلے انہوں ہی نے [illegible] امیر معاویہ نے جاری کیا۔

**اسمائے متوفین اعلام اسلام** ان کے زمانہ خلافت میں مشاہیر اسلام و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن بزرگوں نے وفات پائی ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی مع حالات حسب ذیل ہیں:

| اسماء | سن وفات | مختصر حالات |
|---|---|---|
| حسان بن ثابت | ۴۰ھ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے |
| ابو رافع | ۴۰ھ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ |
| لبید بن ربیعہ | ۴۱ھ | مشہور شاعر عرب تھے۔ جن کا ایک قصیدہ خانہ کعبہ پر لٹکا ہوا تھا۔ ایک سو چالیس برس کی عمر پائی جن میں [illegible] کا اسلام لائے۔ مسلمان ہوتے ہی شعر گوئی چھوڑ دی تمام رات قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ |
| حبیب بن مسلمہ فہری | ۴۲ھ | امیر معاویہ کی طرف سے آرمینیہ کے گورنر تھے۔ |
| عثمان بن طلحہ | ۴۲ھ | اور مدینہ میں وفات پائی۔ |
| صفوان بن امیہ بن خلف | ۴۲ھ | |
| زید بن ثابت | ۴۳ھ | انصاری تھے [illegible] بن ثابت انصاری کے بھتیجے تھے اور شریک بدر و حنین ہوئے تھے۔ |
| محمد بن مسلمہ | ۴۳ھ | مشہور صحابی اور کاتب رسول کے بہت بڑے عالم تھے۔ |
| ام المؤمنین ام حبیبہ | ۴۴ھ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ابو سفیان کی بیٹی اور امیر معاویہ کی بہن تھیں۔ |
| رویفع بن ثابت انصاری | ۴۵ھ | |
| عاصم بن عدی بدری انصاری | ۴۵ھ | بدری صحابی تھے۔ |
| سلمہ بن سلامہ انصاری | ۴۵ھ | اصحاب بدر میں سے تھے ستر برس کی عمر میں وفات پائی |

| اسماء | سن وفات | مختصر حالات |
|---|---|---|
| ثابت بن ضحاک بن خلیفہ | ۴۵ھ | اصحاب شجرہ سے ہیں۔ |
| ابو محمد<br>حسن بن علی | ۴۹ھ | کہا جاتا ہے کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کندی نے زہر دے دیا تھا۔ آپ نے وفات پائی۔ وصیت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا اور اگر کوئی فتنہ برپا ہو تو مقابر مسلمین میں۔ آپ کے بعد انتقال حسین بن علی نے ام المومنین عائشہ سے اس کی اجازت حاصل کی اور وہیں دفن کرنے کا قصد کیا۔ سعید بن العاص جو امیر مدینہ تھے کچھ تعرض نہ کیا لیکن مروان بن الحکم نے اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کر کے مخالفت کی۔ حسین بن علی نے بزور دفن کرنے کا قصد کیا۔ لوگوں نے سمجھایا کہ آپ کے بھائی نے وصیت کی تھی کہ اگر کوئی اندیشہ فساد نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا ورنہ مقابر مسلمین میں دفن کرنا۔ یہ ہے کہ مروان ابن الحکم آمادہ فساد ہے تو مقابر مسلمین میں دفن کیجئے۔ چنانچہ حسین بن علی خاموش ہو گئے اور حسن بن علی مقابر مسلمین میں دفن ہوئے۔ سعید بن العاص نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ حسین بن علی نے فرمایا اگر یہ سنت نہ ہوتی تو میں تم کو نماز نہ پڑھانے دیتا۔ |
|  | ۵۰ھ |  |
| ام المومنین صفیہ بنت حیی | ۵۰ھ |  |
| عثمان بن ابی العاص ثقفی | ۵۰ھ |  |
| عبدالرحمن بن سمرہ بن حبیب<br>بن عبد شمس | ۵۰ھ |  |
| ابو موسیٰ اشعری |  | صحابی ہیں۔ |
| زید بن خالد جہنی | ۵۰ھ |  |
| مدلج بن عمرو السلمی | ۵۰ھ | یہ کل مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب رہے ہیں۔ |
| سعد بن ابی وقاص | ۵۵ھ | عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ عقیق میں انتقال فرمایا۔ مدینہ میں لا کر دفن کئے گئے۔ تراسی برس کی عمر پائی۔ |
| سعید بن زید | ۵۱ھ | عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ مدینہ میں مدفون ہوئے |
| جریر بن عبداللہ البجلی | ۵۱ھ | جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اسی سال یہ اسلام لائے تھے۔ [illegible] کے اشراف میں تھے زمانہ رسالت مآب میں ایمان لائے۔ |
| ابوبکرہ نفیع بن الحارث [illegible]<br>عرب | ۵۱ھ |  |
| ام المومنین میمونہ بنت الحارث | ۵۱ھ | مقام سرف میں وفات پائی۔ |
| عمران بن الحصین خزاعی | ۵۲ھ |  |
| کعب بن عجرہ | ۵۲ھ |  |
| ابو ایوب انصاری | ۵۲ھ | ان کا نام خالد بن زید تھا۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے مکان میں فروکش ہوئے تھے۔ ان کے انتقال کی روایت ۵۲ھ میں لکھا ہے لیکن اس سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ ۵۰ھ میں انتقال کیا تھا اور آپ کی قبر قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم |

| اسماء | سن وفات | کچھ حالات |
|---|---|---|
| عبد الرحمن بن ابی بکر | ۵۳ھ | مشہور صحابی ہیں اچانک مکہ میں سوتے ہوئے فوت ہو گئے۔ |
| فیروز دیلمی | ۵۳ھ | ان کا شمار کبار صحابہ میں ہے امیر معاویہ نے ان کو صنعا کا والی مقرر کیا تھا۔ |
| عمرو بن حزم انصاری | ۵۳ھ | |
| فضالہ بن عبید انصاری | ۵۳ھ | دمشق میں انتقال کیا۔ امیر معاویہ کی طرف سے دمشق کے قاضی تھے۔ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے تھے۔ |
| ابو قتادہ انصاری | ۵۴ھ | صحابی ہیں۔ بعض کا بیان ہے کہ ۳۸ھ میں انتقال ہوا علی بن ابی طالب کے خاص جانباز و جاں نثار تھے۔ بعض کا قول ہے کہ [illegible] کے ہمراہ تھے۔ |
| ثوبان | ۵۴ھ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ |
| اسامہ بن زید | ۵۴ھ | مشہور صحابی ہیں۔ |
| سعید بن زید بن عمرو بن نفیل | ۵۴ھ | |
| مخرمہ بن نوفل | ۵۴ھ | فتح مکہ کے دن ایمان لائے ۱۱۵ برس کی عمر پائی۔ |
| عبد اللہ بن انیس جہنی | ۵۴ھ | |
| زید بن خالد جہنی | ۵۴ھ | |
| ارقم بن ارقم مخزومی | ۵۵ھ | یہ وہی ہیں جن کے مکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت کے مخفی رہا کرتے تھے۔ |
| ابو الیسر کعب بن عمرو انصاری | ۵۵ھ | صحابی ہیں۔ علی بن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے۔ |
| عبد اللہ بن عامر | ۵۷ھ | |
| [illegible] | ۵۷ھ | صحابی ہیں۔ |
| عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ | ۵۷ھ | بنی شیبہ کے اجداد میں ہیں جن کے ہاتھ میں خانہ کعبہ کی کنجی رہتی تھی فتح مکہ میں ایمان لائے۔ |
| جبیر بن مطعم بن نوفل قرشی | ۵۷ھ | مشہور صحابی ہیں۔ |
| ام المومنین ام سلمہ | ۵۹ھ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ بعض کا بیان ہے کہ [illegible] تک زندہ رہیں [illegible] |
| عقبہ بن عامر جہنی | ۵۸ھ | صحابی ہیں امیر معاویہ کے ساتھ شریک جنگ صفین تھے۔ |
| سمرہ بن جندب | ۵۸ھ | |
| قیس بن سعد بن عبادہ انصاری | ۵۹ھ | |
| [illegible] قرشی | ۵۸ھ | بصرہ کے قاضی تھے۔ |
| ام المومنین عائشہ | ۵۸ھ | آپ ابو بکر صدیق کی بیٹی اور [illegible] سے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہی کی محالفت [illegible] اس نے [illegible] کے بجائے [illegible] |

| اسماء | سن وفات | مختصر حالات |
|---|---|---|
| | | [illegible] جہاد [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] |
| قیس بن سعد بن عبادہ الانصاری | [illegible] | |
| سعید بن العاص | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] انتقال [illegible]

[illegible] (آگے)

# باب: ۲

## "یزید اوّل بن معاویہ"

## ۶۰ھ تا ۶۴ھ

**بیعت خلافت:** امیر معاویہ کے انتقال کے بعد بیعت خلافت یزید کے ہاتھ پر لی گئی اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مکہ میں عمرو بن سعید بن العاص، بصرہ پر عبیداللہ بن زیاد، کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھا۔ اس کی پوری توجہ اس طرف تھی کہ ان لوگوں سے بیعت لی جائے جنہوں نے اس کی ولی عہدی کی بیعت سے امیر معاویہ کے زمانے میں انکار کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہؓ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسین بن علی، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن الزبیر سے بیعت لے لو۔ مروان بن الحکم نے خط بھیجا امیر معاویہؓ کی خبر موت دیکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کی بابت اس سے مشورہ کیا۔ مروان نے رائے دی کہ اسی وقت وہ لوگ بلائے جائیں اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پیشتر کہ وہ امیر معاویہؓ کے انتقال سے واقف ہوں قتل کر دیئے جائیں کیونکہ انتقال امیر معاویہؓ سے واقف ہو جانے پر ان میں سے ہر شخص مدعی خلافت ہو جائے گا۔ ہاں ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جو ان جھگڑوں سے بھاگتے ہیں اور خلافت کو پسند نہیں کرتے اس کے علاوہ کل مسلمان متفق ہو کر ان کو خلیفہ بنائیں۔

**امام حسینؓ و ابن الزبیرؓ کی طلبی:** چنانچہ ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک نو عمر لڑکے کو ان لوگوں کے بلانے کو بھیجا۔ یہ حسینؓ و ابن زبیرؓ کے پاس مسجد میں اس وقت پہنچا جس وقت کہ ولید مسجد سے اٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا تھا اور ان دونوں بزرگوں سے کہا "چلئے آپ کو امیر طلب کرتے ہیں" حسینؓ و عبداللہ بن زبیر نے کہا "تم چلو! ہم آتے ہیں"۔ عبداللہ بن عمرو کے چلے جانے کے بعد دونوں بزرگ بے وقت طلب کرنے پر باتیں کرنے لگے لیکن کوئی عقدہ حل نہ ہوا۔ بالآخر امام حسینؓ نے اپنے خادموں اور خاندان کے کل ممبروں کو جمع کیا اور ان کو اپنے ہمراہ لے جا کر دروازے پر بٹھایا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں تم کو بلاؤں یا بآواز بلند گفتگو کروں تو تم سب لوگ اندر چلے آنا بعد ازاں اندر تشریف لے گئے۔

مروان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ صاحب سلامت ہوئی۔ آپ نے ولید و مروان کے بعد قطع مراسم دوبارہ ملاپ اور رسم و راہ پیدا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "صلح فساد سے بہتر ہے"۔ ولید نے یزید کا خط دیا۔ آپ نے پڑھا۔ امیر معاویہؓ کی موت کی خبر پڑھ کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا "خدا مغفرت کرے"۔ ولید نے بیعت کی بات کہی تو فرمایا "میرے جیسا شخص کے لئے یہ مناسب نہیں سمجھا جاتا کہ خفیہ طور سے بیعت کرے۔ اور یہ تمہارے لئے بھی کافی نہ ہو گا بلکہ جب تم یہاں سے عام لوگوں میں جاؤ اور تم ان سب کو بیعت کے لئے بلاؤ گے اور میں بھی ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی تمہارا جواب دینے والا ہوں گا"۔ ولید کے مزاج میں صلاحیت تھی اس نے اس کو پسند کر کے کہا "بہتر ہے تشریف لے جائیے"۔ مروان بولا "اگر اس وقت بیعت لئے بغیر یہ چلے گئے تو پھر ان سے بیعت نہ لے سکو گے۔ جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا رواں ہو گا اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا"۔ اس فقرے کے سنتے ہی امام حسینؓ نے ڈانٹ کر کہا "تو یا وہ مجھے قتل کرے گا؟ واللہ تو جھوٹا ہے"۔ یہ کہہ کر آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ مروان ولید کو ملامت کرنے لگا۔ ولید نے کہا "اے مروان، واللہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں حسینؓ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کروں۔ اگرچہ مجھے تمام عالم کا مال بھی دیا جائے، میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا"۔

**ابن زبیرؓ کا فرار:** ابن زبیرؓ بے حد خوفزدہ ہو گئے تھے اور اب شب کو اپنے مکان میں چھپ رہے۔ ولید آدمی پر آدمی بلانے کے لئے بھیجتا تو آخر کار اپنے غلاموں کو ابن زبیرؓ کے گرفتار کرنے پر متعین کیا۔ غلاموں نے سخت سست کہا، چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا۔ ابن زبیرؓ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی جعفر کے ذریعے ولید کے پاس کہلا بھیجا "تمہارے غلاموں نے میری بے عزتی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ تم ذرا صبر کرو میں کل آ جاؤں گا، تم اپنے غلاموں کو واپس بلا لو"۔ ولید نے اپنے غلاموں کو واپس بلا لیا اور ابن زبیرؓ اپنے بھائی کو لے کر رات کے وقت ہی مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ ولید کو ان کی اطلاع صبح ہوئی تو اس نے حبیب کو سواروں کے ساتھ ان کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن ان کا پتہ نہ چلا، مجبوراً واپس آ گئے۔

**امام حسینؓ کی روانگی:** تمام دن یہ لوگ ابن زبیرؓ کی طرف متوجہ رہے۔ شام کو پھر ولید نے آپ کو بلا بھیجا تھا اور آپ جانے کو تھے پھر آپ نے آج رات میں یہ کہلا بھیجا "رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو صبح ہونے دو دیکھا جائے گا"۔ ولید خاموش ہو گیا۔

جب رات ہوئی تو آپ بھی اپنے لڑکوں، بھائیوں، بھتیجوں کے ساتھ ابن زبیرؓ کی روانگی کی دوسری شب میں مدینے سے مسافر کی طرح نکل کھڑے ہوئے۔ صرف محمد بن حنفیہ باقی رہ گئے۔ مکہ کا قصد کرتے ہی روانگی سے قبل محمد بن حنفیہ نے کہا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر کے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے دعاۃ (ایلچیوں) کو اطراف و جوانب میں روانہ کرو، اگر لوگ تمہاری بیعت منظور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمہارے سوا انہوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنا لیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ ہو گا۔ تمہارا دین، نہ تمہاری عقل و عظمت نہیں اور نہ اس میں تمہاری آبرو ریزی ہوگی۔ مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ کہیں تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس

میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ ہوں اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں اور جس سے بدی کی ابتدا تم ہی سے ہو"۔ امام حسینؓ بن علیؓ نے دریافت کیا "اچھا تم بتاؤ کہاں جاؤں؟" جواب دیا "مکہ جاؤ، اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ رہنا ہی حاصل ہو جائے تو فبہا، ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا یہاں تک کہ کوئی امر لوگوں کے اتحاد و اتفاق سے طے ہو جائے"۔ امام حسینؓ بن علیؓ نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ پہنچے۔

**عبداللہ بن عمرؓ:** اب باقی رہ گئے عبداللہ بن عمرؓ۔ ولید نے ان کو بیعت کے لئے بلا بھیجا۔ آپ نے فرمایا "جلدی کیا ہے جس کے ہاتھ پر سب مسلمان بیعت کر لیں گے تو اس وقت میں بھی بیعت کر لوں گا" اور بعض کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ امیر معاویہؓ کی وفات کے وقت مکہ میں تھے وہاں سے یہ دونوں بزرگ واپس آ رہے تھے کہ ابواء میں امام حسینؓ و ابن زبیرؓ سے ملاقات ہوئی۔ ان دونوں صاحبوں نے امیر معاویہؓ کے مرنے کی خبر اور بیعت یزید کا حال سنایا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: لا تفرقا جماعة المسلمين، "مسلمانوں کی جماعت کو متفرق نہ کر دینا"۔ امام حسینؓ و ابن زبیرؓ تو مکہ کو روانہ ہو گئے اور عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ مدینہ آ پہنچے اور بیعت عامہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے بھی بیعت کر لی۔

غرض ابن زبیرؓ یہ کہتے ہوئے کہ میں بیت اللہ میں پناہ گزین ہوتا ہوں مکہ میں داخل ہوئے۔ ان دنوں مکہ کا عامل عمرو بن سعید تھا۔ اس کے ساتھ نہ تو وہ نماز پڑھتے تھے اور نہ اس کے ساتھ طواف کرتے تھے۔ یہ اور ان کے ہمراہی علیحدہ نظر آتے تھے۔

**ولید بن عتبہ کی معزولی:** ان واقعات کی اطلاع یزید کو ہوئی تو اس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمرو بن سعید اشدق کو مامور کیا۔ چنانچہ عمرو بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا۔ اس نے پولیس کا افسر عمرو بن زبیر کو بنایا، اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ میں کسی وجہ سے نااتفاقی و کشیدگی تھی۔ چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن زبیرؓ کے ہوا خواہ تھے گرفتار کرا کے چالیس سے لے کر ساٹھ کوڑوں تک پٹوایا۔ جن میں منذر بن زبیرؓ اور ان کا لڑکا اور عبدالرحمٰن بن الاسود اور عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام و محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ تھے۔ اس کے بعد عمرو بن سعید نے مناسب سمجھا کہ ابن زبیرؓ کی طرف روانہ کرنے کو لشکر مرتب کیا۔ عمرو بن زبیر سے ان کی افسری کی بابت مشورہ کیا۔ عمرو بن زبیر نے جواب دیا "مجھ سے زیادہ کوئی شخص اس کام کے لئے موزوں نہ ہو گا"۔

**مکہ معظمہ پر فوج کشی:** پس عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر کو سپہ سالار مقرر کر کے ایک لشکر کو جس میں انیس بن عمرو الاسلمی بھی تھا مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا۔ اتنے میں مروان بن الحکم آ گیا۔ مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے پر ملامت کر کے کہنے لگے "اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیت اللہ کی حرمت کو حلال نہ کرو، عبداللہ بن زبیرؓ کو نظر انداز کر دو، ان کی عمر ساٹھ برس کی ہو گئی، اب وہ اس کی کیا مخالفت کریں گے؟" عمرو بن زبیر بولا "میں ان سے خانہ کعبہ میں لڑوں گا"۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عمرو بن زبیر تیاری

آگئے اور حضرت عبداللہ سے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ایک [illegible] ایک منافق کے لئے حرم میں جگہ [illegible] اس کے گناہ [illegible] جن و انس کی [illegible] نہیں۔ [illegible] دیکھو [illegible] بچو کہ [illegible] ہیں" [illegible] شخص کا [illegible] کے [illegible] معلوم تھا کہ عمرو بن زبیر اپنے بھائی کے مقابلے [illegible] بھائی کی طرف [illegible] دو ہزار [illegible] آور ہوئے [illegible] قریب پہنچے تو انھوں نے ذی طویٰ میں [illegible] لے [illegible] بھائی [illegible] عبداللہ [illegible] حاضر ہو [illegible] پہنچے [illegible] حوالے [illegible] دیر کے بعد [illegible] ہو گئیں۔

**عمرو بن زبیر کا انجام:** [illegible] عبداللہ بن زبیر کے [illegible] خیر خواہ [illegible] ان کے پاس پہنچ گئے [illegible] مقابلہ [illegible] حاصل کیا۔ [illegible] عمرو بن زبیر سے [illegible] انتقام [illegible] تھے [illegible] بھی [illegible] عبداللہ بن زبیر سے [illegible] عبداللہ بن زبیر نے [illegible] عبداللہ بن صفوان نے عبداللہ بن زبیر سے کہا تھا "تمہارے بھائی [illegible] مصعب بن [illegible] عمرو بن زبیر نے [illegible] چھوڑ کر بھاگ [illegible] عبداللہ بن زبیر نے [illegible] کوڑے [illegible] لوگوں نے [illegible] کوڑے لگوانے [illegible] سے وہ مر گیا۔

**امام حسینؓ کی مکہ میں آمد:** جس وقت امام حسین بن علیؓ مدینہ سے مکہ آرہے تھے تو راستہ میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا [illegible] مکہ جا رہا ہوں، بعد میں اللہ تعالیٰ کی جانب [illegible] آپ ہرگز کوفہ کا قصد نہ کیجئے، وہاں کے لوگ [illegible] آپ کے والد [illegible] آپ کے بھائی [illegible] آپ [illegible] آپ مکہ ہی میں [illegible] آپ کے [illegible] اہل حجاز آپ کے پاس [illegible] عبداللہ بن زبیر [illegible] خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھتے اور طواف کرتے تھے، حسین بن علیؓ [illegible] وہ معلوم تھا کہ اہل حجاز حسین بن علیؓ کے ہوتے ہوئے ان سے ہرگز بیعت نہ کریں گے۔

**اہل کوفہ کی امام حسینؓ کو دعوت:** جب کوفیوں کو بیعت خلافت یزید اور حسینؓ ابن علیؓ کے مکہ چلے جانے کا حال معلوم ہوا تو شیعان امیر المومنین حضرت علیؓ سلیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں سلیمان و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر وغیرہ تھے۔ امام حسین بن علیؓ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ یہاں تشریف لائیے ہم لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی ہے نہ جمعہ اور عید میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اگر آپ آ جائیں گے تو ہم اس کو نکال دیں گے" یہ خط عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا پھر دو راتوں کے بعد دوسرا خط تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی جانب سے اسی مضمون کا لکھا گیا پھر تیسری مرتبہ بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا گیا۔ جس کو شیث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن الحارث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن الحجاج زبیدی، محمد بن عمر تیمی وغیرہ نے بڑے شد و مد سے لکھا تھا۔ متواتر خطوط آنے سے امام حسینؓ بن علیؓ کے خیالات میں غیر معمولی تبدیلی آ گئی جواب میں لکھا "جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں نے سمجھ لیا فی الحال میں اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے معتمد اہل بیت مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں یہ تمہارے حالات دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے۔ لیکن اگر تمہارے سرداروں اور اہل الرائے کی جماعت نے بھی اس سے جو تم نے لکھا ہے اس پر اتفاق کیا اور اس پر جمع ہو گئے تو میں عنقریب آ جاؤں گا۔ اپنی عمر کی قسم امام وہی ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرتا ہو اور عدل پر قائم ہے اور حق پر چلتا ہے۔ والسلام"۔

**مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی:** مسلم بن عقیل خط لے کر روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچے مسجد نبوی میں نماز پڑھی اہل و عیال سے رخصت ہو کے قیس سے دو رہبروں کو لے کر چلے راستہ میں دونوں رہبر پانی نہ ملنے کی شدت سے پیاس کی وجہ سے اس جہان فانی سے چل بسے۔ مسلم بن عقیل نے تنگ آ کر حسینؓ کو لکھا آپ نے جواب دیا اور پانی پیا اور کوفہ کے

---

١ خط کا متن یہ تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی کی خدمت میں مومنین و مسلمین کی طرف سے۔ سلام علیک۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کے دشمن ظالم سرکش کو ہلاک کیا جس نے اس امت پر زبردستی حکومت حاصل کی اور اس پر ناحق حاکم بن گیا اور اس کے مال غصب کر لیا اور اس کی رضامندی کے بغیر اس پر امارت کرتا تھا اس کے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور بدترین لوگوں کو باقی رکھا۔ اب ہمارا کوئی امام نہیں ہے آپ آئیے شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ہم کو حق پر جمع کر دے۔ نعمان بن بشیر (کوفہ کا امیر) قصر امارت میں ہے ہم اس کے ساتھ نہ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں نہ عید میں اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو ہم اس کو یہاں سے نکال کر شام تک پہنچا دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۹ جلد چہارم)

۲ امام حسین نے بصرہ کے سرداروں کو بھی اپنے ایک غلام کے ہاتھ (جس کا نام سلیمان تھا) خط بھیجا [illegible] منذر بن جارود [illegible] اس قاصد کو عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کر دیا [illegible] (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۰)

۳ جب دونوں راہبر مر گئے تو مسلم بن عقیل نے امام حسین کو لکھا [illegible] ہم راستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت سے دونوں راہبر مر گئے ہم لوگ بڑی مشکل سے پانی تک پہنچ سکے [illegible] میں نے اسے بدفالی سمجھا ہے آپ مجھے اس کام سے معاف فرمائیں اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیں [illegible] ہوتا ہے۔" (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰ جلد چہارم)

مسلم بن عقیل نے اس واقعہ کو بدشگون سمجھا اور اسی مقام سے [illegible] حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھ کو [illegible] سے معاف فرمایئے۔ آپ نے جواب میں [illegible] کسی خیال کو دل میں جگہ نہ دو [illegible] جاؤ۔ والسلام۔

مسلم بن عقیل [illegible] کوفہ میں داخل ہوئے [illegible]

[illegible] آتے تھے۔

**گورنر کوفہ کے خلاف شکایت:** [illegible] نعمان بن بشیر [illegible]

[illegible]

**یزید کو مشورہ:** [illegible] سرجون [illegible] عبیداللہ بن زیاد [illegible]

[illegible]

اسی زمانہ میں [illegible]

[illegible]

---

[1] [illegible]

مقصورہ کا خطبہ دیا "اے اہل بصرہ! مجھ کو تو کسی امر کا اندیشہ ہے اور نہ میں کسی سے خائف ہوں جو شخص مجھ سے لڑے گا میں بھی اس سے لڑوں گا اور جو شخص صلح رکھے گا میں بھی اس سے صلح کے ساتھ پیش آؤں گا اے اہل بصرہ! مجھ کو امیر المومنین یزید نے کوفہ کی بھی حکومت مرحمت فرمائی ہے میں کل علی الصباح روانہ ہو جاؤں گا۔ میری غیر حاضری میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو تم پر اپنا نائب مقرر کئے جاتا ہوں تم لوگ اختلاف و سرکشی سے احتراز کرنا اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی شخص نے ذرہ برابر بھی اختلاف کیا ہے تو میں اس کو صرف قتل نہ کروں گا بلکہ اس کے دوست و آشنا عزیز و اقارب کو بھی تہ تیغ کر دوں گا اور اس جرم میں قریب و بعید کے سب لوگ ماخوذ کئے جائیں گے تاکہ تم لوگ راستی و استقامت اختیار کرو اور تم میں کوئی مخالفت کا مادہ نہ باقی رہے۔ یہ یاد رکھو کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں مجرم ہونے کی حالت میں اپنے ماموں اور چچازاد بھائی کا بھی پاس نہ کروں گا"۔

**ابن زیاد کی کوفہ کو روانگی:** خطبہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عمرو الباہلی اور شریک بن الاعور حارثی اور اپنے خاندان والوں کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ سے شریک وغیرہ سے پیچھے رہ گیا۔ تنہا عبیداللہ بن زیاد کوفے میں داخل ہوا۔ جن لوگوں کی طرف گزرتا تھا وہ لوگ امام حسین سمجھ کر اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور جوش مسرت سے "مرحبا بک یا ابن رسول اللہ" کہتے تھے لیکن ابن زیاد اس کا کچھ جواب نہ دیتا تھا چپ چاپ چلا جا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ نعمان بن بشیر تک پہنچا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک بھیڑ کثیر خوشی کے نعرے بلند کرتا چلا جا رہا تھا۔ نعمان نے امام حسین بن علی کے شبہ سے دروازہ بند کر لیا اور اندر سے چلا کر کہا: "تم کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں تم میری طرف مت آؤ میں اپنی امانت اپنا مال تمہاری کسی جنگی ضرورت کو نہ دوں گا"۔ عبیداللہ بن زیاد نے دروازے کے قریب جا کر کہا "دروازہ کھول دو ورنہ کھولا جائے گا"۔ ایک شخص جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا آواز پہچان کر بولا یہ تو ابن مرجانہ ہے! لوگ یہ سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔

**ابن زیاد کا خطبہ:** عبیداللہ بن زیاد دار الامارت میں داخل ہوا۔ صبح ہوتے ہی منبر پر گیا خطبہ دیا "اہل کوفہ! امیر المومنین نے تمہارے شہر اور احکام شرعی اور مال غنیمت اور بیت المال کا مجھے والی مقرر کیا ہے اور مجھے تمہارے مظلوموں کی دادرسی، تمہارے محروموں کو دینے، تمہارے فرمانبرداروں کے ساتھ احسان کرنے، تمہارے نافرمانوں اور باغیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں بے شک تم پر ان کے احکام جاری کروں گا۔ میں تم پر تمہارے والد سے زیادہ مہربان ہوں گا اور تمہارے شفیق بھائی سے بڑھ کر تمہاری اطاعت کروں گا لیکن جو شخص میرے حکم کی مخالفت کرے گا اس کی گردن اور پیٹھ پر میری تلوار اور درہ ہو گا"۔ اتنا کہہ کر منبر سے اترا اور واقف کاروں اور روساء شہر کو مخاطب کر کے کہا "لوگو! امیر المومنین کے بدخواہوں اور ان لوگوں کی تعداد لکھ کر ظاہر کرو جن کے دلوں میں اختلاف و بغاوت کا مادہ بھرا ہے۔ پس جو شخص صاف صاف لکھ دے گا وہ بری ہے اور جو شخص نہ لکھے گا تو وہ اس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا اگر اتفاق سے اس کے دوستوں و آشناؤں میں سے کسی نے ہماری مخالفت کی یا ہم سے باغی ہوا تو ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اس کے خون و مال ہم کو مباح ہوگا اور جس کے علم میں کوئی شخص امیر المومنین کا باغی و مخالف ہوا اور اس نے نہ ظاہر کیا تو ہم اس کو سولی دے دیں گے اور اس کا وظیفہ ضبط کر لیں گے۔

**مسلم بن عقیل کو ہانی کی امان:** مسلم بن عقیل کے کانوں تک عبیداللہ کے احکامات پہنچے تو مختار کے مکان سے نکل کر ہانی

بن عروہ مرادی کے دروازے پر جا کر ملایا۔ ہانی نکلا، دیکھ کر تاڑ گیا کہ ہیں یہ حالی۔ مسلم بن عقیل نے کہا: "میں تمہارے پاس پناہ گزین ہوں اور تمہارا مہمان ہونے آیا ہوں"۔ ہانی نے جواب دیا: "تم نے مجھے سخت تکلیف دی، اگر میرے مکان میں نہ آ جاتے تو میں یہ چاہتا کہ قبل اس کے کہ میں کسی جرم میں ماخوذ ہو جاؤں تم میرے پاس سے واپس چلے جاؤ۔ خیر آ گئے ہو تو اب مکان میں تمہیں جگہ دوں گا"۔ مسلم بن عقیل اس وقت سے ہانی کے مکان پر مقیم ہو گئے۔

**ابن زیاد کا مخبر غلام:** ابن زیاد نے اپنے ایک غلام معقل نامی کو تین ہزار درہم دے کر مسلم بن عقیل کی سراغ رسانی پر متعین کیا اور یہ سمجھا دیا کہ ہوا خواہان مسلم بن عقیل سے ملتا جلتا رہنا۔ یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی مسلم بن عقیل کا بہی خواہ ہوں۔ چنانچہ ابن زیاد کا غلام مسجد میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس گیا جو اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ یہی امام حسین کی بیعت لیتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام نے سلام کر کے کہا: "میں شام کا رہنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حب اہلبیت رسالت سے سرفراز کیا ہے۔ یہ تین ہزار درہم حاضر ہیں، مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ان میں سے کوئی بزرگ کوفے آئے ہوئے ہیں اور ابن بنت (نواسہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت لے رہے ہیں، میں ان سے ملنا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم کوفہ کی قوم کے شریف آدمی ہو اور اہل اطہار سے ہو، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مال لے لو اور مجھے ان کی خدمت میں لے چلو اور امام حسین کی طرف کا یہ تحفہ قبول ہو، قبل اس کے کہ مجھے ان کی زیارت نصیب ہو مجھ سے عہد و پیمان لے لو"۔ مسلم ابن عوسجہ نے کہا: "مجھے تمہاری ملاقات سے مسرت ضرور ہوئی۔ شاید تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اہل بیت کی مدد کرے لیکن اس سے مجھے رنج بھی ہوا کہ تم اس کام کے مکمل ہونے سے پیشتر میرے راز سے واقف ہو گئے"۔ بعد ازاں مسلم بن عوسجہ نے غلام سے اخفاء راز کا عہد و پیمان لیا اور غلام مسلم بن عقیل کے پتہ لگانے کے لئے آیا جایا کرتا۔ ایک روز کہ اتفاق سے ہانی بن عروہ بیمار ہو گیا، عبیداللہ بن زیاد عیادت کو آیا۔ عمارہ بن السلولی نے اس کے مار ڈالنے کا قصد کیا لیکن ہانی نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ میں اپنے مکان پر ایسے واقعہ کا ہونا پسند نہیں کرتا۔

**ابن زیاد کے قتل کا مشورہ:** اس کے چند دنوں بعد شریک بن اعور بیمار ہو کر ہانی کے مکان پر آ کر فروکش ہوا۔ ابن زیاد اور امراء کوفہ اس کی عزت کرتے تھے اور یہ عمار بن یاسر کے ساتھ شریک جنگ صفین ہوا تھا۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کے وقت تمہاری عیادت کو آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا: "یہ (ابن زیاد) فاجر ملعون میری عیادت کرنے آنے کو ہے، تم بیٹھے فوراً اس کا سر اڑا دینا۔ اس کے قتل کے بعد کوئی شخص قصر امارت پر قابض ہونے سے معترض نہ ہوگا۔ اگر مجھے افاقہ ہو گیا تو میں بصرہ جا کر وہاں کی بھی قبضہ کر لوں گا"۔ لیکن ہانی نے پھر مخالفت کی۔ شام ہوئی عبیداللہ بن زیاد آیا۔ عیادت کا حال دریافت کرتا رہا، دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ عبیداللہ بن زیاد کے چلے جانے پر شریک نے مسلم بن عقیل سے قتل نہ کرنے کی وجہ دریافت کی۔ جواب دیا: "میں نے دو وجوں کی بنا پر قتل نہیں کیا۔ ایک یہ کہ ہانی کو ناگوار تھا کہ اس کے مکان پر وہ قتل کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ امیر المومنین حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے: (ان الایمان قید الفتک فلا یفتک مؤمن) "ایمان نے دھوکہ بازی سے روک دیا ہے، اسی لئے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہیں بہاتا"۔

اس کے تین روز کے بعد شریک اسی علالت میں انتقال کر گیا۔ پھر ابن زیاد کا غلام مسلم بن عوسجہ کے ذریعہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں آنے جانے لگا جو کچھ بھی ہوتی تھی روزانہ ابن زیاد سے جا کر کہہ آتا تھا۔ ایک مدت سے ہانی علالت کے حیلہ سے ابن زیاد کے پاس نہیں جاتا تھا۔

اتفاقاً ایک روز ابن زیاد نے محمد بن الاشعث اور اسماء بن خارجہ و عمرو بن الحجاج کو بلا کر ہانی کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا "بیمار ہے"۔ ابن زیاد بولا "کیا خوب! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور روزانہ گھر سے نکل کر دروازہ پر بیٹھا کرتا ہے جاؤ اس کو میرے پاس بلا لاؤ"۔ غرض یہ لوگ ہانی کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔

ابن زیاد: کیوں ہانی! تمہارے مکان پر یہ کیسا مجمع ہوتا ہے تم نے امیر المومنین کے خلاف مسلم بن عقیل کو بلا کر اپنے مکان پر ٹھہرا رکھا ہے اور اسلحہ اور آدمیوں کو جمع کرتے ہو تم سمجھتے تھے کہ یہ بات پوشیدہ رہے گی؟

ہانی: یہ بات بالکل غلط ہے۔

ابن زیاد: غلط نہیں ہے ذرا کر کے دیکھو میں نے پتہ لگا لیا ہے اس سے پوچھو جو تمہارے جلسہ میں شریک ہوتا ہے۔

ہانی: جس سے تم نے پتہ لگایا ہے وہ جھوٹا ہے۔

ابن زیاد: (اس غلام کی طرف اشارہ کر کے جو اس کا مخبر تھا) اس کو پہچانتے ہو؟ ہانی نے دبی زبان سے کہا "ہاں میں جانتا ہوں"۔ سامنے تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ سکتہ سا ہو گیا تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا "مجھ سے سنو واللہ میں جھوٹ نہیں کہوں گا خدائے لا یزال کی قسم میں نے مسلم کو نہیں بلایا اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ کس کام کے لئے آیا ہے میرے دروازے پر آ کر قیام کرنے کی اجازت چاہی۔ مجھے انکار کرتے ہوئے شرم دامن گیر ہوئی میں نے ٹھہرا لیا مہمانی کی۔ یہ قصور البتہ مجھ سے ہوا اس کے بعد جو واقعات و حالات ہوئے ہیں ان کو تم جانتے ہو اگر تم کہو تو میں ضمانت دے کر جاؤں اور اس کو اپنے گھر سے نکال کر پھر آ جاؤں"۔ ابن زیاد نے کہا "میں تم کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تم اس کو میرے سامنے لا کر پیش نہ کر دو گے"۔ ہانی نے جواب دیا "میں اپنے مہمان کو تمہارے سپرد نہ کروں گا کہ تم اس کو قتل کرو"۔ ابن زیاد اسی پر اصرار کر رہا تھا اور ہانی انکار۔ جب بحث و تکرار بڑھتی ہوئی نظر آئی تو مسلم بن عمرو الباہلی نے ابن زیاد سے کہا "مجھے ہانی سے تخلیہ میں دو دو باتیں کر لینے دیجئے"۔ ابن زیاد خاموش ہو گیا۔

**ہانی بن عروہ کی گرفتاری** مسلم اور ہانی علیحدہ گوشہ مکان میں اٹھ کر گئے ابن زیاد ان کو دیکھ رہا تھا۔ مسلم نے کہا "اے ہانی! تم کیا کر رہے ہو ناحق خود کو اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈالا کرتے ہو۔ تم مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے حوالے کر دو یہ ان کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ علاوہ بریں تم ان کو سلطان وقت کے حوالے کرتے ہو اس میں تمہاری بے عزتی نہیں ہے"۔ ہانی نے جواب دیا "واللہ! اس میں میری بے عزتی ہے کہ اپنے مہمان کو کسی طرح ابن زیاد کے سپرد نہیں کر سکتا جب تک کہ میرے ہاتھ پاؤں صحیح و سلامت ہیں، میرے اعوان و انصار بھی زیادہ ہیں بالفرض اگر میں تنہا بھی ہوتا تو میں اپنے مہمان کو اس کے حوالے نہ کرتا جب تک میں زندہ رہتا"۔ ابن زیاد نے یہ جواب سن کر کہا "اس کو میرے پاس لاؤ"۔ ہانی قریب لایا گیا تو اس سے

غضب ہو کر کہا "اے ہانی! تم مسلم کو یہاں سے حوالے کرو ورنہ تمہاری گردن مار دی جائے گی"۔ ہانی نے نخوت کے لہجے میں جواب دیا "اگر ایسا ہوگا تو تیرے مکان کے گرد ہزاروں کا ہجوم ہوگا اور تو دیکھے گا کہ میرے اعزہ و اقارب تجھ سے اس قتل سے بدلہ لیں گے"۔ ابن زیاد نے اس سخت جواب پر جھلا کر ہانی کو قید کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ ہانی کے اس جواب پر اس قدر پیٹا مارا کہ ان کی ناک ٹوٹ گئی، چہرہ کا گوشت کٹ کر داڑھی پر لٹک گیا، یہاں تک جب مارتے مارتے چھڑی ٹوٹ گئی تو ان کو ایک تنگ و تار یک مکان میں قید کر دیا۔ اسماء بن خارجہ نے اٹھ کر کہا "اے بدعہد! تو نے ہمارے ذریعہ سے ہانی کو بلوایا جب ہم اس کو لے آئے تو تو نے اس کو اس قدر مارا کہ خون آلود ہو گیا، کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اس کو قتل کر دے گا؟" ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا انہوں نے ان کی بھی تھوڑی سی مرمت کر دی۔ وہ خفا ہو کر بیٹھ رہے۔ رفتہ رفتہ عمرو بن الحجاج تک یہ خبر پہنچی کہ ہانی مار ڈالا گیا۔ جوش میں آ کر مذحج کو لے کر دار الامارت کا محاصرہ کر لیا اور بلند آواز سے کہا "ہم عمرو بن الحجاج ہیں اور یہ سوار ان مذحج کے سردار ہیں، ہم نے اطاعت امیر المومنین سے انحراف کیا ہے اور نہ کوئی اپنی جماعت چھوڑی ہے"۔ ابن زیاد نے قاضی شریح سے کہا "آپ ذرا ان کے دوست (ہانی) کے پاس تشریف لے جائیے اور ان کو دیکھ کر ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ زندہ ہے"۔ چنانچہ شریح قاضی نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ یہ سن کر مطمئن ہو کر واپس لوٹ گئے۔

**قصر امارت کا محاصرہ**: مسلم بن عقیل نے یہ واقعات سن کر اپنے اصحاب میں "یا منصور امت" کی ندا کر دی۔ اس وقت تک ان کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے جن میں سے چار ہزار مکان میں موجود تھے۔ تھوڑی دیر میں ایک مجمع جمع ہو گیا۔ آپ نے عبد اللہ بن عزیز الکندی کو کندہ پر مامور کیا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مسلم بن عوسجہ اسدی کو مذحج و اسد پر اور ابو ثمامہ صائدی کو تمیم و ہمدان پر، عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ پر متعین کر کے قصر امارت کا قصد کیا۔ ابن زیاد نے دروازے بند کر لئے۔ قصر امارت میں تیس آدمی پولیس کے اور بیس آدمی اور تھے۔ جن میں چند شرفاء کوفہ اور کچھ اس کے خاندان و متعلقین والے تھے۔ شام تک یہی کیفیت رہی، چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا تھا۔ کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔

**ابن زیاد کی حکمت عملی**: تب ابن زیاد نے ان کے منتشر کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ کثیر بن شہاب حارثی کو مذحج کی طرف، محمد بن اشعث کو کندہ و حضرموت کی جانب، قعقاع بن شور ذہلی و شبث بن ربعی تمیمی و حجار بن ابجر عجلی و شمر بن ذی الجوشن ضبابی وغیرہ کو حکم دیا کہ قصر امارت کی کھڑکیوں اور بالا خانے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سمجھائیں کہ مسلم بن عقیل سے علیحدہ ہو جائیں اور امان طلب کر لیں۔ جو شخص اس وقت ان سے علیحدگی اختیار کرے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص اس کے حکم سے سرتابی کرے گا وہ عتاب شاہی میں گرفتار کیا جائے گا اور نہ بہت بڑی سزا اس کو دی جائے گی۔ اہل کوفہ کے کان میں جونہی یہ آواز پہنچی اور انہوں نے اپنے رؤسا و سرداروں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا، ایک ایک دو دو پانچ پانچ دس دس علیحدہ ہوتے گئے۔

**اہل کوفہ کی بدعہدی**: آخر یہ نوبت پہنچی کہ مرد و عورت سب کے سب وہاں سے نکل چلے اور وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو لے گئے۔ یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے پاس مسجد میں صرف تیس آدمی باقی رہ گئے۔ اس وقت آپ مسجد سے

نکل کر ابواب کندہ کی طرف روانہ ہوئے' کندہ کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے تمام لوگ بھی علیحدہ ہو گئے تن تنہا رہ گئے' محلے بنی کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے (جس کا نام طوعہ تھا' اس کا لڑکا بلال لوگوں کے ساتھ باغی بن کر گیا تھا) مسلم بن عقیل نے اس کو سلام کر کے پانی طلب کیا' طوعہ نے پانی پلایا' آپ اسی کے دروازے پر بیٹھ گئے' طوعہ نے کہا "اے اللہ کے بندے! کیا تم نے پانی نہیں پی لیا؟" جواب دیا "ہاں" پھر طوعہ نے کہا "تو اپنے گھر جاؤ" تھوڑی دیر کے بعد پھر یہی کہا' آپ نے کچھ جواب نہ دیا' تب طوعہ بولی "سبحان اللہ! میں تم کو گھر جانے کا کہتی ہوں اور تم خاموش بیٹھے ہو' اٹھو اپنے گھر جاؤ' مجھے تمہارا یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے"۔ آپ نے ایک سرد آہ کھینچ کر ارشاد کیا "اس شہر میں میرا نہ مکان ہے اور نہ کوئی عزیز و قریب ہے' کیا تم مجھ کو اپنے گھر میں پناہ دے سکتی ہو؟ اور میرے ساتھ کچھ بھلائی کر سکتی ہو' شاید اس کے بعد کبھی میں تم کو اس کا معاوضہ دے سکوں؟" طوعہ بولی "آپ ہیں کون؟" فرمایا "مسلم بن عقیل ہوں' مجھ کو ان لوگوں نے دھوکا دیا ہے" طوعہ نے کہا "اچھا آپ میرے مکان میں تشریف لے چلیے" غرض مسلم بن عقیل کو طوعہ نے اپنے مکان کے دوسرے حصے میں ٹھہرایا' کھانا لا کر سامنے رکھا' آپ نے تناول نہ کیا' اسی عرصہ میں اس کا لڑکا آ گیا' طوعہ کو بار بار اس حصہ مکان میں آتے جاتے دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ طوعہ نے بڑے اصرار سے عہد و پیمان لے کر مسلم بن عقیل کے آنے کی اس کو اطلاع دی۔ بلال نے کر خاموش ہو رہا' ابن زیاد بھی منتشر ہو جانے کے بعد مع اپنے مصاحبوں کے مسجد میں آیا اور ہر محلے میں منادی کرا دی کہ "سب لوگوں کا قصور معاف کر دیا گیا' کسی پر کوئی الزام باقی نہیں' سب عشاء کی نماز مسجد میں آ کر پڑھو"۔ تھوڑی دیر میں مسجد آدمیوں سے بھر گئی۔

**مسلم بن عقیل کی گرفتاری:** ابن زیاد نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ دیا کہ "ابن عقیل نے تم لوگوں میں اختلاف و نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے' جس کے گھر میں ہم اس کو پائیں گے وہ بری الذمہ ہے اور جو شخص اس کو گرفتار کر کے دے گا' اس کو ہم انعام دیں گے' اس کے بعد حصین بن نمیر کو حکم دیا کہ اسی وقت کوفہ کی ناکہ بندی کر لو' صبح ہوتے ہی تمام مکانات کی تلاشی لینا۔" صبح ہوتے ہی ابن زیاد نے ایک جلسہ عام منعقد کیا' بلال (طوعہ کے لڑکے) نے حاضر ہو کر عبدالرحمن بن محمد بن اشعث سے مسلم بن عقیل کے آنے اور مکان میں چھپ جانے کا اظہار کیا۔ عبدالرحمن نے اپنے باپ محمد بن اشعث سے اس واقعہ کو آہستہ سے بیان کیا۔ اس وقت وہ ابن زیاد کے پاس دربار میں بیٹھا تھا۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد سے اس واقعہ کا ذکر کیا' ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لئے محمد کو مع عمرو بن عبیداللہ بن عباس السلمی اور قیس کے ستر آدمیوں کو روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل ان لوگوں کی آواز سن کر تلوار کھینچ کر نکل آئے اور نہایت مردانگی سے ان کو گھر سے باہر نکال دیا' دوبارہ لوگ حملہ آور ہوتے تھے اور مسلم بن عقیل ہر مرتبہ ان کو نکال دیتے تھے۔ بکیر بن حمران الاحمری نے مسلم پر تلوار چلائی جس سے آپ کا اوپر کا ہونٹ کٹ گیا' دو دانت صدمہ سے ٹوٹ گئے' آپ نے بھی بڑھ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا' دوسری تلوار شانے پر پڑی' پھر سب کے سب ٹوٹ پڑے' اس کے ہمراہی چھت پر چڑھ گئے پتھر پھینکنے لگے' آپ بھی شمشیر بکف جست کر کے گلی میں نکل آئے اور دشمنوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ محمد بن اشعث نے چلا کر کہا "تم کو امان دی جاتی ہے"۔

آپ ذیل کے اشعار پڑھتے ہوئے ان کے پاس آئے:

اقسمت لا اقتل الا حرا      وان رایت الموت شیئا نکرا
"میں نے قسم کھائی ہے کہ میں شریف ہی کو قتل کروں گا      اگرچہ موت کو مکروہ چیز سمجھتا ہوں"۔

او یخلط البارد سخنا مرا      ود شعاع الشمس فاستقرا
"یا ٹھنڈی چیز میں گرم کڑوی چیز ملا دی جائے      آفتاب کی شعاع لوٹا دی جائے اور وہ ٹھہر جائے"۔

کل امری یوما ملاق شرا      اخاف ان اکذب او اغرا
"ہر شخص ایک روز موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگا      مجھے خوف ہے کہ میں جھٹلایا یا دھوکا دیا جاؤں گا"۔

محمد بن اشعث بولا "تم نہ جھٹلائے جاؤ گے اور نہ تم کو لوگ دھوکا دیں گے"۔ چونکہ پتھروں کے صدمے سے جابجا زخم پڑ گئے تھے اور اس وقت ان میں جنگ کرنے کی تاب باقی نہ رہی تھی۔ مسلم بن عقیل ایک دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ ابن اشعث نے کل لوگوں نے باستثناء عمرو بن عبیداللہ السلمی کے امان دی۔ تلوار لے لی اور ایک خچر پر سوار کرا کے ابن زیاد کی طرف لے چلے بے بسی کا خیال؟ آیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ارشاد کیا "یہ پہلی بدعہدی ہے"۔

محمد بن اشعث: "تم مطلق خوف نہ کرو کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے"۔

مسلم ابن عقیل: "اندیشے کی کیا اور کون سی صورت ہوتی ہے؟ تمہاری امان کہاں ہے؟ تم نے میری تلوار لے لی اور اب میں بے دست و پا ہوں"۔ اس قدر فقرے زبان سے نکلنے پائے تھے کہ فرط الم سے رو پڑے۔ عمرو بن عبیداللہ بولا "کیوں روتے ہو تمہاری طرح جو کوئی ہوتا اور جس نے بھی ایسی خواہش کی تھی کہ جس پر بھی یہ بلا نازل ہوتی"۔

مسلم بن عقیل: "میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اپنے اہل و عیال اور حسینؓ اور آل حسینؓ پر رونا آتا ہے جو تمہاری طرف آنے والے ہیں" (محمد بن اشعث سے مخاطب ہو کر) "میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھے امان دینے سے مجبور ہو خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا کیا تم میں اتنی قدرت ہے کہ کسی شخص کے ذریعہ سے حسینؓ کے پاس میری خبر بھیج دو اور میری طرف سے یہ کہلا بھیجو کہ مع اپنے اہل بیت کے واپس چلے جاؤ، یہ اہل کوفہ ہیں جو تمہارے باپ علیؓ کے دوست و ہوا خواہ تھے اور حق ہوتی کو ان کی جان لے کر ادا کرا چاہتے تھے۔ اس نے اقرار کر لیا۔ چنانچہ بعد شہادت مسلم کے حسینؓ بن علیؓ کو خط لکھا۔ قاصد سے بمقام زبالہ ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا "جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ضرور ہے"۔ مکہ سے آپ کی روانگی کا یہ سبب ہوا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا "آپ ضرور تشریف لائیے اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں"۔

**مسلم بن عقیل کی وصیت**۔ محمد بن اشعث مسلم بن عقیل کو ہمراہ لئے ہوئے قصر امارت پر پہنچا۔ دروازے پر بٹھا کر اندر گیا ابن زیاد سے کل واقعات بتلائے اور کہا کہ میں نے ان کو امان دی ہے۔ ابن زیاد نے غصہ ہو کر کہا "تم کون امان؟ میں نے تجھے اس کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ امان دینے کے لئے؟" محمد بن اشعث دم بخود ہو گیا اور مسلم بن عقیل پیش کئے گئے آپ نے ابن زیاد کو سلام نہ کیا حرسی (اردلی) نے کہا "تم امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے؟" فرمایا "اگر یہ میرے قتل کا قصد

رکھتا ہے تو میرا اسلام ہی کیا ہے اور اگر میرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تو بہت سلامت ہو جائیں گے"۔ ابن زیاد بولا "میں تم کو ضرور بالضرور قتل کروں گا"۔ مسلم نے کہا "میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں اچھا تم مجھے اجازت دو کہ میں اپنی قوم میں سے کسی کو کچھ وصیت کر دوں"۔ ابن زیاد نے اجازت دی۔ آپ نے عمر بن سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہا "میری اور تمہاری عزیز داری ہے میں تم سے تخلیہ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں"۔ عمر بن سعد کی طرف دیکھا۔ ابن زیاد نے کہا جاؤ تخلیہ میں سن لو میں تم کو تمہارے ابن عم کی بات سننے سے نہیں روکتا۔ عمر بن سعد اور مسلم بن عقیل اٹھ کر ایک گوشے میں گئے۔ مسلم نے کہا "میں نے کوفے میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لے کر اپنی ضرورتوں میں صرف کیا ہے تم اس کو میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے قتل ہونے کے بعد میری نعش کو اجازت لے کر دفن کر دینا اور حسینؓ کے پاس کسی کو بھیج دینا کہ وہ کوفے میں نہ آئیں"۔ عمر بن سعد نے یہ باتیں ابن زیاد سے بتلا دیں۔ ابن زیاد نے کہا "تم امین ہو اس میں خیانت نہ کرو۔ مال کی بابت تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ حسینؓ کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہ کریں گے تو میں بھی ان کا قصد نہ کروں گا۔ باقی رہا ان کی لاش میں اس بارے میں تمہاری سفارش نہیں سنوں گا"۔

**مسلم بن عقیل اور ابن زیاد:** اس کے بعد مسلم بن عقیل کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیوں مسلم بن عقیل! تم نے کوفہ میں آ کر رو بھری کی لوگوں کو ہماری مخالفت پر جمع کیا اور ان میں نفاق ڈالنے کی کوشش کی؟"

**مسلم بن عقیل** "یہ ہرگز نہیں ہوا۔ البتہ یہاں کے باشندوں نے یہ خیال کیا تھا کہ تمہارے باپ نے ان کے اچھوں کو مار ڈالا ہے خون ریزی کی ہے اور ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کے سے برتاؤ کئے ہیں ہم ان کے بلانے سے ان کے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ ان میں عدل و انصاف کریں اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں"۔

**ابن زیاد:** "تم اور یہ کام؟ کیا ان میں عدل و انصاف نہیں کیا گیا؟ جو تو مدینہ میں شراب پیتا تھا اور اب انصاف کرنے کو آیا ہے؟"

**مسلم بن عقیل** "میں شراب پیتا تھا؟ واللہ! اللہ تعالیٰ یہ خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو کہتا ہے میرے بجائے شراب پینے کا وہ شخص مستحق ہے جو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگتا ہے اور اللہ کے بندوں کو غضب و عداوت سے قتل کرتا ہے اس کو اس نے لہو و لعب سمجھ لیا ہے"۔

**ابن زیاد:** "مجھے اللہ مارے اگر میں تجھے اس طرح قتل نہ کروں کہ آج تک اسلام میں اس طرح کوئی نہ قتل کیا گیا ہو"۔

**مسلم بن عقیل:** "بے شک یہ لیاقت تجھ ہی میں ہے کہ اسلام میں بدعات و بدخلقی و خباثت کا موجد ہو"۔ ابن زیاد یہ سن کر جل اٹھا اور حسینؓ بن علی و عقیل (رضی اللہ عنہم) کو سخت و سست کہنے لگا۔ مسلم بن عقیل نے کچھ جواب نہ دیا۔ خاموش رہے۔

**مسلم بن عقیل کی شہادت:** اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ بالائے قصر لے جا کر مسلم بن عقیل قتل کئے جائیں اور سر کے ساتھ لاشہ بھی گود کر نیچے پھینک دیا جائے۔ مسلم نے محمد بن اشعث سے کہا "واللہ! اگر تم نے امان نہ دی ہوتی تو میں ان کے

[illegible] محمد بن اشعث نے [illegible] پھر آپ کو بالائے قصر لے گئے آپ تکبیر و استغفار کرتے اور درود پڑھتے ہوئے [illegible] جلاد [illegible] بکیر ابن حمران تھا جس پر آپ نے تلوار چلائی تھی [illegible] سر کے ساتھ لاش پھینک دی گئی۔

مسلم بن عقیل کے قتل ہو جانے کے بعد محمد بن اشعث نے ہانی کی سفارش کی ابن زیاد نے نامنظور کر کے حکم دیا کہ [illegible] ہانی کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک ترکی غلام نے [illegible] آٹھویں اور بعض کہتے ہیں نویں [illegible] ذی الحجہ [illegible] امام حسین [illegible] روانہ ہو چکے تھے۔

**حضرت امام حسینؓ کو ابن عباسؓ کا مشورہ:** [illegible] مسلم بن عقیل کا خط [illegible] لکھا تھا کہ اٹھارہ ہزار آدمیوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے [illegible] آپ [illegible] تشریف لے آئیں [illegible] عبداللہ بن عباسؓ [illegible] فرمایا [illegible] اگر اہل کوفہ نے اپنے امیر کو قتل کر دیا ہے [illegible] اور اگر [illegible] امیر ان پر حاکم ہے [illegible] تو [illegible] آپ نے جواب دیا [illegible]

**عبداللہ بن زبیرؓ:** ان کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ آئے [illegible] کہ آپ مکہ میں قیام کرتے اور اس کام [illegible] آپ نے جواب دیا کہ میرے والد نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مینڈھا [illegible] حرمت [illegible] میں نہیں چاہتا کہ وہ مینڈھا میں ہی بنوں۔

**عبداللہ بن عمرؓ کی نصیحت:** عبداللہ بن زبیر کے بعد عبداللہ بن عمرؓ تشریف لائے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دنیا و آخرت [illegible] میں سے ایک کے قبول کرنے کا اختیار دیا گیا تھا آپ نے آخرت منظور فرمائی تھی۔ چونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] امام حسینؓ [illegible] رخصت ہو کر چلے گئے۔

**حضرت امام حسینؓ [illegible]:** [illegible] عبداللہ بن عباس [illegible] عراق [illegible]

سمجھایا کہ اپنے بزرگوں کو قتل کرنے والوں کے شہر میں جانا اچھا نہیں، اگر نکلتے ہی ہو تو یمن کی طرف چلے جاؤ، وہ بہت وسیع سرزمین ہے۔ پہاڑ، گھاٹیاں کثرت سے ہیں اور محفوظ قلعے ہیں، وہاں سے تم اپنے داعی اطراف و جوانب میں بھیجو اور لوگوں سے بیعت لو۔ آپ نے جواب دیا "میں تو مصمم قصد کر چکا، اب کسی طرح نہیں رک سکتا۔" عبداللہ بن عباسؓ بولے اگر جانا ضروری ہے تو اپنے لڑکوں، عورتوں کو ساتھ نہ لے جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ عثمانؓ کی طرح تم شہید نہ کیے جاؤ اور تمہارے بچے اور عورتیں دیکھتی رہ جائیں۔ آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن عباسؓ نکل کر چلے آئے اور امام حسین بن علیؓ ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ کو اپنے اہل بیت کے ہمراہ جن میں بچے، عورتیں، مرد سب تھے مکہ سے روانہ ہو گئے۔

**حضرت امام حسینؓ کا آغاز سفر:** یزید کی طرف سے مکہ کا گورنر عمرو بن سعید بن العاص تھا۔ اس کے آدمیوں نے حسین بن علیؓ اور ان کے ہمراہیوں کو روکا اور واپسی پر اصرار کیا۔ بحث و تکرار ہوئی، آخر یہ پیچھے ہٹ گئے اور آپ روانہ ہو گئے۔ تنعیم میں پہنچے جہاں پر ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو یمن سے آ رہا تھا، یمن کے عامل نے یزید کے لئے قیمتی سامان، پوشاک و عطریات وغیرہ دے کر روانہ کیا تھا۔ آپ نے اس کو روک لیا اور اس قافلے کے ساربانوں سے کہا کہ جو عراق تک چلنا چاہے اس کا کرایہ ادا کیا جائے گا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک ہوگا اور جو واپس جانا چاہے وہ یہیں سے اپنی راہ لے، اور جس قدر مسافت طے کی ہے اس کے حصے کا کرایہ لے جائے۔ چنانچہ جن لوگوں نے علیحدگی پسند کی ان کو حسب حیثیت حصہ دے کر رخصت کر دیا اور جنہوں نے ساتھ منظور کیا ان کو ساتھ لے لیا اور آگے روانہ ہو گئے۔

**فرزدق شاعر:** صفاح تک پہنچے ہوں گے کہ فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان سے دریافت کیا کہ اہل عراق کا کیا حال ہے؟ عرض کیا "ابن رسول اللہ! آپ نے واقف کار شخص سے استفسار فرمایا ہے، اب میں عرض کرتا ہوں یعنی لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ قضا آسمان سے اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔" آپ نے فرمایا "اگر حکم الٰہی ہماری مرضی کے موافق ہوا تو اس کی نعمتوں کا شکر ہے اور وہی ادائے شکر کا مستحق ہے اور اگر قضا ہماری امید کے خلاف ہوئی تو نیت صالح اور تقویٰ تو ہمارا ہی ہے۔"

**عبداللہ بن جعفرؓ کا خط:** اسی مقام پر یا راستے میں آگے چل کر عبداللہ بن جعفرؓ کا خط ملا جس کو ان کے دونوں لڑکے عون و محمد لے کر آئے تھے۔ اس میں لکھا تھا کہ میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ خط دیکھتے ہی واپس آ جاؤ، مجھے ڈر ہے کہ تم جہاں جا رہے ہو وہاں سے تمہاری ہلاکت ہو اور تمہارے اہل بیت بھی برباد ہو جائیں گے اور اگر تم شہید ہو گئے تو زمین کی روشنی بجھ جائے گی۔ کیونکہ تم ہدایت یافتہ لوگوں کا نشان اور مومنوں کی امیدگاہ ہو، سفر میں جلدی نہ کرو، میں اس خط کے بعد ہی پہنچ رہا ہوں۔ آپ نے اس خط کا کچھ خیال نہ کیا اور دونوں لڑکوں کو بھی ہمراہ لے لیا اور آگے بڑھے۔

**مسلم بن عقیل کی شہادت:** ابن زیاد کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اس نے روک تھام کے خیال سے حصین بن تمیم

حصین افسر پولیس کو روانہ کیا۔ اس نے مقام قادسیہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور سواروں کو قادسیہ سے خفان تک ایک جانب اور دوسری جانب قادسیہ سے قطقطانہ اور کوہ لعلع تک پھیلا دیا۔ اس عرصہ میں امام حسین ابن علی نے مقام حاجز میں پہنچ کر ایک خط اہل کوفہ کو (جس میں اپنی تشریف آوری کا حال لکھا تھا اور ان لوگوں کو مستعد و تیار کیا تھا) قیس بن مسہر صیداوی کی معرفت روانہ کیا۔ قیس جونہی قادسیہ پہنچے حصین نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا " کہ تم قصر امارت پر چڑھ کر (معاذ اللہ) کذاب ابن کذاب حسین ابن علی کو گالیاں دو" قیس قصر پر گئے۔ حمد و ثنا کے بعد کہا " اے لوگو! حسین ابن علی بہترین خلائق، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہیں اور میں ان کا قاصد ہوں وہ اب حاجز سے شاید آگے بڑھ آتے ہوں گے تم ان کی اطاعت کرو" یہ کہہ کر ابن زیاد پر لعن کیا اور زیاد کو سخت و سست کہہ کر علی ابن ابی طالب کے لئے دعائے مغفرت کی۔ ابن زیاد نے جھنجھلا کر حکم دیا کہ اس کو قصر سے نیچے گرا دو۔ گرتے ہی قیس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے۔ کسی نے ذبح کر دیا اور انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**عبداللہ بن مطیع اور زہیر بن القین:** امام حسین بن علی حاجز سے روانہ ہو کر کوفہ کی طرف تھوڑی دور چلے کہ عرب کے ایک چشمہ پر پہنچے۔ عبداللہ بن مطیع انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا " میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟" حسین بن علی نے کوفیوں کے خط بھیجنے اور اپنی روانگی کا مفصل حال بتلایا عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا " خدا کے واسطے اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کوفہ کا قصد نہ فرمائیے یہ لوگ جھوٹے پیمان شکن و بدعہد ہیں۔ ان میں اسلام کی ہتک حرمت ہو گی، بنو ہاشم اور عرب کی عزت کا خیال باقی نہیں رہا۔ واللہ اگر آپ اس چیز کو طلب کریں گے جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت و خلافت) تو یقیناً وہ لوگ آپ کو شہید کر ڈالیں گے اور پھر آپ کے شہید کرنے کے بعد کسی سے نہ ڈریں گے۔" امام حسین بن علی نے ان کا کہنا نہ مانا آگے بڑھے۔ زہیر بن القین بجلی ہوا خواہ ان عثمان حج کر کے آپ کے ساتھ ہی واپس آ رہا تھا لیکن ایک منزل اور ایک مقام پر قیام نہ کرتا تھا ایک روز آپ نے اس کو بلا بھیجا با کراہ تمام گیا کچھ باتیں ہوئیں لیکن واپس ہوا اپنی فرودگاہ پر گیا تو اپنے ہمراہیوں سے خطاب کر کے کہا " جس کو میرے ساتھ چلنا ہو چلے میں حسین ابن علی کے ساتھ جا رہا ہوں یہ میرا آخری عہد ہے میں تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر بیوی کو طلاق دے کر بولا تم اپنے میکے چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ تم قید و گرفتار کی جاؤ۔" اپنے ہمراہیوں سے رخصت ہو کر حسین بن علی کے پاس چلا آیا اور انہیں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ کربلا میں یہ بھی شہید ہو گیا۔

**شہادت مسلم کی اطلاع:** جب امام حسین بن علی مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے۔ مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی۔ بعض کی رائے ہوئی آپ یہیں سے واپس چلے کوفہ میں آپ کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی مدد کرنے کے آپ کے مخالف بن جائیں۔" بنو عقیل بولے " واللہ! ہم سرزمین کوفہ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لیں گے یا جیسے کہ مسلم نے (اپنی) موت کا مزا چکھا ہے ہم بھی نہ چکھ لیں گے۔" امام حسین بن علی نے ارشاد کیا " تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا لطف ہو گا؟" ہمراہیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے " واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں

ہیں جو کہ آپ کو فتح نہیں دے سکیں گے سب لوگ آپ کے خلاف ہو جائیں گے"۔ غرض امام حسین بن علیؓ و عقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا اترے۔

**عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر** یہاں پر عبداللہ بن یقطر (آپ کے رضاعی بھائی) کے شہید ہونے کی خبر آئی ان کو آپ نے اثنائے راہ سے مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا جس کو حصین بن نمیر کے سواروں نے قادسیہ سے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا ابن زیاد نے ان سے کہا تھا کہ قصر پر چڑھ کر (معاذ اللہ) کذاب ابن کذاب پر لعن کر کے اترو تو میں تم کو بھی چھوڑ دوں گا لیکن انہوں نے قیس کی سی پیروی کی اور ابن زیاد نے وہی برتاؤ کیا جو قیس کے ساتھ کیا تھا۔

**حضرت امام حسینؓ کے بعض ہمراہیوں کی علیحدگی** حسین بن علیؓ کو جب ان دونوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے ان کے مارے جانے کا حال سنایا اور یہ ارشاد کیا کہ "جو شخص واپس جانا چاہتا ہو وہ جا سکتا ہے ہم اس سے کچھ مواخذہ نہ کریں گے" اس خبر کو سنتے ہی لوگ دائیں بائیں چھٹ گئے۔ صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ہمراہ آئے تھے ان ہمراہیوں کے علیحدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ اعراب تھے جنگ کی نیت سے نہیں چلے تھے بلکہ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کوفہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا ہے۔ القصہ آپ اس مقام سے روانہ ہو کر بطن عقبہ پہنچے ایک عرب سے ملاقات ہوئی اس نے بھی صراحۃً کوفہ جانے سے منع کیا آپ نے اس کی بھی نہ سنی آگے کی طرف چلے۔

## واقعات کربلا

**حُر بن یزید تمیمی کی آمد** دوپہر کا وقت تھا دور سے گرد اٹھی ہمراہیوں میں سے کسی نے تکبیر کہی آپ نے تکبیر کہنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ کھجور کے درختوں کا باغ دکھائی دیتا ہے۔ بنی اسد کے دو شخصوں نے کہا "اس میدان میں کبھی درخت نہیں ہے" امام حسین بن علیؓ بولے "یہ تو سواروں کی گرد ہے" پھر ان دونوں بنی اسد سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا "اس مقام پر کوئی ایسا ٹیلہ یا مکان ہے کہ جس میں ہم پناہ گزیں ہوں اور ان لوگوں سے ایک رخ ہو کر لڑیں؟" ان دونوں نے جواب دیا "سامنے پہاڑ ہے ذوحسم ہے اپنی بائیں جانب سے مڑ کر اس طرف چلے چلو اگر یہ لوگ تم سے پہلے اس طرف نہ جا سکیں گے تو تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا"۔ حسین بن علیؓ یہ سنتے ہی مع ہمراہیوں کے ذوحسم کی طرف چلے لیکن ذوحسم پر پہنچنے سے پہلے سواروں کی فوج آ پہنچی اور آپ ٹھہر گئے۔ ان سواروں کی تعداد ایک ہزار تھی جن کو حصین بن نمیر نے قادسیہ سے حر بن یزید تمیمی کی ماتحتی میں امام حسین بن علیؓ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا تھا۔

**حضرت امام حسینؓ اور حُر بن یزید** ظہر کا وقت آیا مؤذن نے اذان دی تو آپ خیمہ سے نکل کے سواروں کی طرف آئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا "اے لوگو! میں تمہارے پاس از خود نہیں آیا جب تک کہ تمہارے خطوط اور قاصد میری طلبی کے لئے میرے پاس نہیں آئے اب اگر تم لوگ اپنا اقرار پورا کرو تو میں تمہارے شہر چلوں اور اگر تم ... تمہارے شہر میں میرے

واپس ہونے سے تم کو انکار ہے تو مجھے اجازت دو کہ میں جس شہر سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔" حر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مؤذن نے تکبیر کہی۔ حر نے مع اپنے ہمراہیوں کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنی فرودگاہ پر واپس آئے اور حر اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے۔ عصر کا وقت آیا تو پھر آپ نے حر اور ان کے ہمراہیوں کو خطاب کر کے فرمایا: "اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حق پہچانو تو اللہ عزوجل کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ان ظالموں سے جو بیجا مدعی امارت ہیں۔ ہم زیادہ مستحق خلافت ہیں اور اگر تم کو یہ ناگوار ہو اور تم ہمارے حقوق کو تلف کرو اور تمہاری وہ رائے بدل جائے جس کو تم نے اپنے قاصدوں اور خطوں کے ذریعہ سے ظاہر کیا تھا تو ہم واپس جائیں۔" حر بولے "واللہ ہم کو ان خطوں اور قاصدوں کی اطلاع نہیں ہے جن کا تم بار بار ذکر کر رہے ہو۔" حسین بن علیؓ نے یہ سن کر خطوط سے بھری ہوئی دو تھیلیاں نکالیں اور کھول کر خطوط کو بچھا دیا۔ حر نے کہا "ہم ان خطوط کے کاتب نہیں ہیں ہم کو تو یہ حکم ملا ہے کہ آپ سے اگر ملاقات ہو جائے تو ہم آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں یہاں تک کہ ہم آپ کو کوفے میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے چلیں۔" حسین بن علیؓ نے کہا "اس سے تو موت اچھی ہے" اور اپنے ہمراہیوں کو واپس چلنے کا حکم دیا۔ مگر سوار ہوتے ہی حر نے روکا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ چلنے پر مجبور کیا اور کہا "آپ یزید کو لکھئے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا امر پیدا کر دے جس سے ابتلا میں پڑنے سے بچا رہوں۔"

**حضرت امام حسینؓ کا خطبہ** حسین بن علیؓ نے حر وغیرہ کا قصد کر کے ایک جانب سے دوبارہ شروع کیا۔ آپ نے لوگوں کو خطاب کر کے حمد و ثنا کی بعد حمد و ثنا کے فرمایا: "اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حلال کرتا ہے، اس کے عہد کو توڑتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے۔ خلق اللہ پر ظلم و گناہ کے کام کرتا ہے اور اس نے کسی قسم کی مخالفت اس کی قول یا فعل سے نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس کے ساتھ شمار کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ ان لوگوں (یعنی یزید وغیرہ) نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی تابعداری شروع کی ہے۔ فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے حدود شرعی سے دست کش ہو گئے ہیں۔ مال غنیمت کو اپنا مال سمجھ لیا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ میں ان لوگوں سے زیادہ صاحب امر ہونے کا مستحق ہوں۔ تمہارے خطوط و قاصد میرے پاس آئے اور تم نے مجھ کو بیعت کرنے کے لئے بلایا۔ اب تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اگر اپنی بیعت کے اقرار پر قائم رہو گے تو راہ حق پا جاؤ گے۔ میں حسین بن علیؓ و فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں۔ تم کو میرے ساتھ بھلائی کرنی چاہئے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد شکنی کی تو یہ کوئی عجیب نئی بات نہیں ہے تم نے میرے باپ، میرے حقیقی بھائی حسنؓ و چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بد عہدی کی ہے۔ بس افسوس ہے کہ تم لوگ مجھ کو دھوکا دے کر اپنا حق و حصہ دینداری کا ضائع کر رہے ہو۔ یہی جو شخص بد عہدی کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔ والسلام"

حر نے جواب دیا "اللہ اللہ کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے معرکہ آرائی کی تو بلاشبہ مارے جاؤ گے۔" حسین بن علیؓ نے بگڑ کر کہا "کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے؟"

(سأمضي وما بالموت عار على الفتى اذا ما نوى حقا و جاهد مسلما و واسى رجالا
صالحين بنفسه و خالف مثبورا و فارق مجرما فان عشت لم اندم و ان مت لم الم كفى بك ذ
لا ان تعيش و ترغما)

"میں تو اپنا قصد پورا کروں گا اور مرنے میں جوانمرد کو عار نہیں ہے جب اس نے حق کی نیت کر لی اور مسلمان
ہو کر جہاد کیا اور اچھے لوگوں سے بذاتہ محبت پیدا کی اور قابل گردن زدنی کی مخالفت کی اور مجرموں کا ساتھ
چھوڑ دیا۔ پس اگر میں زندہ رہا تو مجھے ندامت نہ ہو گی اور اگر مر گیا تو مجھے کچھ صدمہ نہ ہو گا۔ تجھے اتنا ہی کافی
ہے کہ تو ذلیل رہ کر جیا ہو اور ذلیل ہو کر بسر کرے گا"۔

حر یہ سن کر خاموش ہو رہے لیکن پیچھا نہ چھوڑا۔ ادھر امام حسین بھی حکمت عملی سے بڑھتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ عذیب پہنچے جہاں پر نعمان کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں۔

نافع بن ہلال کی آمد: کوفہ سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیئے جو تیز رو اونٹوں پر سوار نافع بن ہلال کے گھوڑے کے پیچھے تیزی کے ساتھ آ رہے تھے اور ان کے ہمراہ ان کا رہبر طرماح بن عدی بھی تھا۔ امام حسین بن علی کے قریب پہنچنے پائے تھے کہ حر نے بڑھ کر کہا "میں ان کو گرفتار کر لوں گا یا کوفہ کی طرف لوٹا دوں گا"۔ آپ نے جواب دیا "ایسا نہ ہونے پائے گا۔ یہ میرے معین و مددگار ہیں اور میرے قائم مقام ہیں اگر تم نے ان سے کچھ بھی تعرض کیا تو ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی"۔ حر خاموش ہو رہے۔ امام حسین بن علی نے ان لوگوں سے دریافت کیا "تم ان لوگوں کا (اہل کوفہ) کیا حال چھوڑ کر آئے ہو"۔ ان میں سے مجمع بن عبداللہ العائذی نے عرض کیا "شرفاء کوفہ کو رشوت خوری ہو گئی ہے دنیا کی تمنا بڑھ گئی ہے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ آپ کے دشمن ہو گئے ہیں۔ باقی رہے عوام الناس ان کے قلوب تمہاری طرف مائل ہیں لیکن ان کی تلواریں کل تم پر نیام سے باہر نکل آئیں گی"۔ پھر اپنے قاصد قیس بن مسہر کا حال دریافت فرمایا۔ عرض کیا "مار ڈالے گئے" یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے آپ رونے لگے۔

طرماح بن عدی کا مشورہ: اس کے بعد طرماح بن عدی نے کہا "آپ کے ہمراہ بہت کم آدمی ہیں اور یہ تھوڑے ہی ہیں نگہ نہ ہونے پائے کہ کل اہل کوفہ دریا کی طرح امنڈ آئیں گے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہوں کہ کسی محفوظ شہر میں قیام کریں تو آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو کوہ آجا میں ٹھہرائیں گے جو ہم کو ملوک غسان و حمیر نعمان بن منذر اور کل سرخ رنگتوں کے حملوں سے بچاتا ہے۔ واللہ! وہاں پر کسی قسم کی شکست یا نقصان نہیں پہنچے گا پھر وہاں سے ان لوگوں کی طرف دعاة روانہ کیجئے جو آجا و سلمیٰ میں رہنے والے مقیم ہیں۔ خدا کی قسم! دس روز بھی نہ گزرنے پائیں گے کہ طے کے سب سوار اور پیادہ آ کر جمع ہو جائیں گے اس وقت اگر کوئی شخص آپ کے مقابلے پر آئے گا تو صرف طے کی بیس ہزار تلواریں نیام سے نکل پڑیں گی جو آپ کے روبرو دشمنوں سے لڑیں گی"۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ ایسے امور حائل ہو گئے ہیں کہ جس سے ہم واپسی پر قادر نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ آئندہ ہم میں اور ان میں کیا واقعہ پیش آئے؟"

---

۱؎ روانگی کے وقت امام نے اعلان کر دیا تھا کہ جس کسی اپنے اہل و عیال کا انتظام نہ کرنے آپ کی مدد [illegible] کا پختہ قصد ہو وہ ہمارے ساتھ آیا۔ جب [illegible]
نہایت [illegible] کی رعایت کی۔ (تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۲۹)

الغرض طرماحؒ آپ سے رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ امام حسینؓ ٹھہرتے ٹھہراتے قصر بنی مقاتل میں پہنچے۔ شام ہو گئی۔ قیام کر دیا۔ نماز پڑھ کر صبح جھٹ پٹ سوار ہو کر چلنے کا قصد کیا تو حر نے کھینچ کر روکنا شروع کیا۔ اسی رد و کد میں نینویٰ تک پہنچے جہاں پر آپ اتر پڑے۔

**کرب و بلا کی زمین:** ایک سانڈنی سوار نے آ کر ابن زیاد کا خط حر کو دیا جس میں لکھا تھا "میرے اس خط و قاصد کو پہنچتے ہی حسینؓ کو روک کر ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہراؤ جہاں نہ پانی ہو اور نہ کوئی محفوظ مقام ہو میں نے اس قاصد کو حکم دے دیا ہے کہ تا تعمیل و حکم تم سے جدا نہ ہو گا"۔ حر نے خط پڑھ کر امام حسین بن علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا "یہ خط امیر کا آیا ہے۔ مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کو ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہراؤں اور تعمیل حکم تک یہ قاصد مجھ سے علیحدہ نہ ہو گا لہٰذا آپ یہاں سے اٹھ کر ایسے میدان میں فروکش ہوں جہاں نہ سایہ ہو اور نہ پانی"۔ آپ نے ارشاد کیا "ہم کو تم اب زیادہ تکلیف نہ دو نینویٰ ہی میں رہنے دو یا اجازت دو تو غاضریہ یا شفیہ میں جا کر ہم قیام کر لیں"۔ حر بولے "میں ایسا نہیں کر سکتا ابن زیاد نے مجھ پر ایک شخص کو اس امر کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہے"۔ زہیر بن القین نے عرض کیا "واللہ! اس کے بعد جو آئے گا وہ اس سے زیادہ سخت ہو گا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس سے لڑ جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے جو آئندہ آنے والا ہے"۔ آپ بولے "ہم جنگ کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے"۔ زہیر نے رائے دی "آپ اس قریہ میں ہمارے ساتھ تشریف لے چلئے وہ ایک محفوظ مقام لب دریائے فرات واقع ہے اگر روکے گا تو ہم اس سے لڑ پڑیں گے اور اس سے جنگ کرنا آسان ہے اس سے جو بعد اس کے آئے گا"۔ آپ نے مقام کا نام دریافت فرمایا، عرض کیا گیا کربلا نام ہے فرمایا "یہ زمین کرب و بلا کی ہے"۔ یہ واقعہ پنجشنبہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۲ تاریخ تھی۔

**عمر بن سعد کی کربلا میں آمد:** اگلے دن کوفہ سے چار ہزار کی فوج جس کا افسر عمر بن سعد ابی وقاص آ پہنچی۔ ابن زیاد نے عمر کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی۔ روانہ ہونے کو تھا کہ امام حسینؓ کا واقعہ پیش آ گیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلا کر امام حسینؓ کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ عمر بن سعد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا "اگر تم حسینؓ کے مقابلے پر نہیں جاتے تو رے کی سند گورنری واپس کر دو"۔ عمر بن سعد نے غور و فکر کرنے کے لئے ایک روز کی مہلت مانگی اپنے دوستوں، مشیروں سے مشورہ کیا۔ سب نے امام حسین بن علیؓ کے مقابلے پر جانے کو منع کیا۔ رات بھر پڑا سوچتا رہا۔ صبح کو ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا۔

اتترک ملک الری والری رغبۃ
ام ارجع مذموماً بقتل حسین
وفی قتلہ النار التی لیس دونہا
حجاب وملک الری قرۃ عین

---

؎ [illegible] ابن ابیہ جلد دوم صفحہ

> '' کیا میں ملک رے کو چھوڑ دوں اور ملک رے ہی کی مجھے تو خواہش ہے یا حسینؓ کو قتل کر کے مذموم و ملعون بنوں لیکن ان کے قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا جس کا کوئی مانع نہیں ہے اور ملک رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔

اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ میں امام حسینؓ سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے آپ شرفائے کوفہ میں سے فلاں فلاں شخص کو متعین فرمائیے' ابن زیاد نے جواب دیا'' میں تمہارا مطیع نہیں ہوں اور نہ تم کو اس امر پر مجبور کرتا ہوں اگر تم حسینؓ کے مقابلے پر جانا چاہتے ہو تو میری سند گورنری واپس کر دو'' عمر بن سعد نے حکومت رے کی طمع میں پڑ کر حسینؓ کے مقابلے میں جانا منظور کر لیا۔ چنانچہ اسی روز چار ہزار فوج لیے ہوئے آپ کے مقابلے پر جا پہنچا اور ایک قاصد بھیج کر آپ سے کوفے کی طرف آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا'' مجھے اس شہر کے شرفاء نے بلوانے کا خط لکھا تھا، اگر تم کو میرا آنا ناگوار ہوا تو میں واپس جانے پر آمادہ ہوں'' عمر بن سعد نے یہی جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔

**ابن زیاد کا پانی بند کرنے کا حکم** ابن زیاد نے لکھا کہ ''حسینؓ سے یزید کی بیعت لو اگر وہ بیعت کر لیں تو جو مناسب ہو گا کیا جائے گا اور اگر بیعت سے انکار کریں گے تو بے تامل جنگ کرو، ساتھ ہی ان پر اور ان کے ہمراہیوں پر پانی بند کر دو''۔ پس عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو ماتحتی میں پانچ سو سواروں کے نہر فرات پر متعین کیا۔ چنانچہ یہ لوگ فرات اور امام حسینؓ کے درمیان حائل ہو گئے۔ (یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے) جب آپ کے قافلے میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ شدت تشنگی سے بے تاب ہونے لگے تو آپ نے اپنے بھائی عباس بن علیؓ کو پانی لانے کے لیے روانہ کیا' ان کے ہمراہ بیس آدمی مشکیزے لیے ہوئے اور بیس سوار حفاظت کی غرض سے تھے۔ جب عباس بن علیؓ مشکیزے بھر کر لوٹے تو دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ اس کے بعد امام حسینؓ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کی معرفت عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو دونوں لشکروں کے درمیان میں مجھ سے ملنا'' عمر بن سعد حسب وعدہ آیا اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر دونوں آدمی لوٹ کر اپنے اپنے لشکر میں آ گئے۔

**مصالحت کی شرائط** : دو چار بار ملاقات کرنے کے بعد عمر بن سعد نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا'' بعد حمد و ثنا کے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آتش فتنہ فرو کر دیا اور اختلاف رفع کر کے سب میں اتفاق پیدا کر دیا ہے۔ حسینؓ نے یہ تین درخواستیں پیش کی ہیں (۱) جہاں سے وہ آئے ہیں وہیں واپس کر دیے جائیں (۲) جس سرحد کی طرف ہم چاہیں ان کو بھیج دیں (۳) ہم ان کو امیر المومنین یزید کے پاس لے جائیں تاکہ ان کی بیعت کریں اس میں تمہاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضامندی ہے۔ ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا میں اس کو منظور کرتا ہوں یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر و رعیت کا ناصح و شفیق ہے۔

**شمر بن ذی الجوشن کا اختلاف** شمر بن ذی الجوشن نے اٹھ کر کہا'' کیا تم اس درخواست کو قبول کر لو گے؟ وہ (امام حسینؓ) تمہارے ملک میں آ گیا ہے تمہارے قبضہ میں ہے۔ واللہ! اگر وہ یہاں سے کوچ کر کے چلا گیا اور اس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو وہ تم سے زیادہ قوت و شوکت والا ہو جائے گا اور تم مقابلہ اس کے ضعیف و ناتواں ہو گے میرے نزدیک

[illegible] نے کہا تم کیا کہو [illegible] اپنے [illegible] اور دنیا کی [illegible] پھر تم ان کو [illegible] ہو گئے تو تم کو اس کا حق حاصل ہے [illegible] تو اس کا انجام [illegible] مجھے خبر پہنچی ہے کہ امام حسینؓ اور عمر تمام رات دونوں لشکروں کے درمیان باتیں کرتے رہتے ہیں۔‘‘

**ابن زیاد کا جواب اور آخری خط** ابن زیاد [illegible] ایک خط [illegible] شمر ذی الجوشن کے ہاتھ [illegible] تم امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو [illegible] بیعت کر لیں تو [illegible] عمر [illegible] ’’[illegible] تم کو حسینؓ کے پاس اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم ان سے [illegible] اگر حسینؓ اور ان کے ساتھی میرے حکم [illegible] تو ان کو میرے پاس بھیج دو اور اگر انکار کریں تو حملہ کر کے ان کو قتل کر دو [illegible] اور قتل حسینؓ کے بعد [illegible] گھوڑوں [illegible] اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو تم کو فرمانبرداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر [illegible] تو ہمارے لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ اور لشکر شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو [illegible] والسلام۔‘‘

**ابن زیاد کی امان قبول کرنے سے انکار** [illegible] عبداللہ بن ابی المحل بن حزام [illegible] ام البنین [illegible] عباس، عبداللہ، جعفر اور عثمان [illegible] ابن زیاد سے [illegible] بھانجوں کے لیے امان نامہ [illegible] ابن زیاد نے لکھ دیا [illegible] عبداللہ بن ابی المحل نے اپنے [illegible] کے ہاتھ بھیج دیا [illegible] عباس، عبداللہ، جعفر اور عثمان [illegible] ہم کو تمہاری امان کی ضرورت نہیں ہے [illegible] اللہ کی امان ابن سمیہ کی امان سے بہتر ہے [illegible] شمر [illegible] ابن زیاد کا خط [illegible] عمر بن سعد [illegible] تم نے [illegible] اجازت [illegible] جواب [illegible] امام حسینؓ کے خیمہ کی طرف [illegible] ہمارے بھانجے کہاں ہیں [illegible] ان لوگوں نے جواب دیا [illegible] اللہ کی لعنت ہو تم پر اور تمہاری امان پر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے [illegible] امان نہیں [illegible] انکار کر دیا

**نویں رات کی مہلت** [illegible] عمر بن سعد [illegible] امام حسینؓ کی طرف [illegible] اس وقت اپنے خیمے کے [illegible] بیٹھے تھے [illegible] عباس بن علیؓ نے [illegible] کہا ’’بھائی [illegible]‘‘ آپ نے فرمایا [illegible] عباس بن علیؓ نے کہا [illegible] امام حسینؓ

لے بیں رہے، جو پیچھے فرما کر ارشاد فرمایا "بہتر ہے تم جا کر دریافت کرو کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟" فوراً عباس بیس آدمیوں کے ہمراہ سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ آنے کی وجہ دریافت کی تو عمر بن سعد نے ابن زیاد کے خط کا مضمون بتا دیا۔ عباس نے کہا "ٹھہرو میں ابو عبداللہ حسینؓ کو اس خبر کی اطلاع کر دیتا ہوں"۔ یہ کہہ کر عباس لوٹ کر امام حسینؓ کی خدمت میں آئے اور ان کے ہمراہی عمر بن سعد کے مقابلے پر کھڑے رہے اور جنگ و قتال کا ذکر کرتے رہے۔ جب امام حسینؓ نے عباس سے کہا "ابن سعد سے جا کر کہہ دو کہ ہم کو شب بھر کی مہلت دے دے کہ ہم استغفار و دعا کر لیں۔ اپنے رب کی نمازیں پڑھ لیں اور تلاوت کر لیں صبح کو دیکھا جائے گا جو ہونے والا ہے"۔ عباس نے واپس ہو کر ابن سعد سے کہا "اس وقت تو تم لوگ واپس چلے جاؤ صبح تک کی ہم کو مہلت دو، ان شاء اللہ تعالیٰ کل جو مناسب ہوگا کیا جائے گا اطاعت کریں گے یا لڑیں گے"۔ عمر بن سعد نے ہمراہیوں سے مشورہ کیا۔ شمر بولا "تم امیر ہو جو چاہو سو کرو"۔ عمرو بن الحجاج زبیدی نے تلخ کلام کر کے کہا "سبحان اللہ! اگر حسینؓ اہل دیلم سے ہوتے اور یہی درخواست پیش کرتے تو بھی تم کو قبول کرنا ضروری تھا"۔ قیس بن اشعث بولا "مہلت دے دو لیکن اللہ کی قسم وہ صبح کو تم سے ضرور لڑیں گے"۔ عمر بن سعد نے سن کر کہا "اگر مجھے یہ یقین ہو جاتا تو بھی میں مہلت نہ دیتا"۔ اس کے بعد عمر بن سعد واپس چلا گیا اور حضرت حسینؓ اپنے لشکر گاہ میں چلے آئے۔

**حضرت امام حسینؓ کا ہمراہیوں سے خطاب:** اس کے بعد امام حسینؓ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا "میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اس کی تعریف ظاہر و پوشیدہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے خاندان کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہم کو کان و چشم و قلب عنایت کیے اور قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ دی۔ پس ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ اما بعد! میں اپنے ہمراہیوں سے زیادہ وفادار کسی کو نہیں جانتا اور نہ کسی کو بہتر جانتا ہوں اور نہ میرے اہل بیت سے کوئی زیادہ نیک اور صالح ہے۔ نہ ان سے زیادہ کوئی شخص رشتہ کا لحاظ رکھنے والا ہے۔ پس تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کل یہ دشمن مجھ سے ضرور لڑیں گے۔ میں تم کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جس طرف جی چاہے چلا جائے۔ میرا کچھ حق تم پر نہیں ہے۔ لیکن مناسب ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے لے۔ تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا اور اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی طرف منتشر ہو کر چلے جاؤ۔ شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف سے بچا لے کیونکہ یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں اگر مجھے پا جائیں گے تو دوسروں کی جستجو نہ کریں گے"۔

**ہمراہیوں کی ثابت قدمی:** اس تقریر کا تمام ہونا تھا کہ سب سے پہلے آپ کے بھائی اور لڑکوں اور بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے لڑکوں نے رو رو کر کہا "ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ آپ کے بعد ہم باقی رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی ہم کو یہ دن نہ دکھائے"۔ امام حسینؓ نے فرمایا "اے بنی عقیل! تم کو مسلم کی شہادت کافی ہے تم لوگ جاؤ میں نے تم کو خوشی سے اجازت دی"۔ بنی عقیل بولے "آپ سے علیحدہ ہو کر خلائق سے ہم کیا کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ، اپنے سردار اور اپنے بہترین چچا کے بیٹوں کو دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ آئے اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ چلایا اور ایک نیزہ بھی نہ مارا اور ان کے

ساتھ تلوار چلائی؟ واللہ ہم یہ نہیں ہونے دیں گے کہ وہ ایسا کریں۔ اللہ کی قسم! ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ آپ کو تنہا چھوڑ کر جائیں گے بلکہ ہم اپنی جانوں کو اور اپنے مال کو اور اپنے اہل کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور آپ جہاں جائیں گے ہم بھی وہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس عیش کو برا کرے جو آپ کے بعد ہم کو ملے"۔ مسلم بن عوسجہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "کیا آپ کو تنہا چھوڑ کر ہم چلے جائیں؟ حالانکہ ہم پر آپ کے حق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینوں میں اپنے تیر نیزوں کی نوک نہ چبھو لیں گے۔ اپنی تلواروں سے جب تک وہ ہمارے ہاتھ میں ہیں ان کی گردنوں کو تن ناپاک سے نہ جدا کر لیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس کوئی آلہ حرب نہ ہوتا تو ان کو میں آپ کی حمایت میں پتھروں سے مارتا یہاں تک کہ میں اپنے کو آپ پر فدا کر دیتا"۔ مسلم بن عوسجہ کی اس پرجوش تقریر سے سب کے دل بھر آئے اور بالاتفاق یہی کہنے لگے۔ آپ نے ان لوگوں کو دعائیں دے کر رخصت کیا۔ خیمہ میں تشریف لے گئے۔

**حضرت زینب کو دلاسہ:** شام کا وقت تھا، طبیعت بھری ہوئی تھی، دو ایک اشعار پڑھنے لگے۔ آپ کی بہن زینب کے کان تک آواز پہنچی۔ صبر نہ ہو سکا گھبرا کر بے تابی سے دوڑ پڑیں "ہائے افسوس! کاش آج کی زندگی کو میری موت فنا کر دیتی۔ میری ماں فاطمہ گزر گئیں، میرے باپ علیؓ مجھ سے جدا ہو گئے، میرا بھائی حسنؓ جاتا رہا۔ اے خلیفہ ماضی! اے سرپرست باقی!" آپ نے فرمایا "بہن کیا کہہ رہی ہو تمہارے صبر و تحمل کو کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکم پر صابر و شاکر رہو اور یہ جان رکھو کہ کل روئے زمین کے رہنے والے مر جائیں گے اور ساکنان آسمان بھی باقی نہ رہیں گے اور بے شک سوائے اللہ تعالیٰ کے کل شے فنا ہونے والی ہے۔ میرا باپ مجھ سے بہتر تھا، میری ماں مجھ سے افضل تھیں، میرا بھائی مجھ سے زیادہ نیکوکار تھا، مجھ کو اور ان کو اور کل مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے وہ بھی اس دنیا سے اٹھ گئے تو ہم کس شمار و حساب میں ہیں۔ اے میری بہن! میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ کل اگر میں مارا جاؤں تو بے صبری نہ کرنا، رونا پیٹنا نہیں، نوحہ نہ کرنا۔ اے میری بہن! میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ یہی دن سب کو پیش آنے والا ہے، صبر کرو، صبر کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا"۔ زینب یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔ آپ باہر تشریف لائے اور ہمراہیوں کو بلا کر فرمایا "خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کر لو اور درمیان ایک کو دوسرے سے ملا دو اور ان کے داہنے بائیں خندق کھود کر آگ روشن کر دو اور کل جب لوگ حملہ آور ہوں تو خیموں کے روبرو ہو کر لڑنا"۔ ہمراہیوں نے نہایت تیزی و مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس اثناء میں رات ہو گئی۔ تمام شب آپ اور آپ کے ہمراہی نماز و استغفار پڑھتے، دعائیں و الحاح و زاری کرتے رہے۔ صبح ہوئی آپ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز ادا کی اور ابن سعد اپنے لشکریوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ کر سوار ہوا۔ یہ دن شنبہ یا جمعہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۱۰ تاریخ تھی۔

**حسینی لشکر کی ترتیب** آپ کے ہمراہ بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے۔ زہیر بن القین کو میمنہ پر اور حبیب بن مطہر کو میسرہ پر مامور فرمایا اور علم اپنے بھائی عباس کو دیا۔ خیموں کو پشت پر رکھا اور ان کے ارد گرد رات ہی سے خندق کھود کر آگ روشن کر رکھی تھی کہ یہ آپ کے لشکر کا سامنا تھا۔ عمر بن سعد نے اپنے لشکر کے ہر ہر حصہ اور قبیلہ پر جدا جدا افسر مقرر کیے اور پھر

ان میں ایک بڑا امیر بطور سردار کے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اس نے مدینہ پر عبداللہ بن زہیر ازدی کو ربیعہ و کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو مذحج و اسد پر عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ جعفی کو تمیم و ہمدان پر حر بن یزید ریاحی کو مقرر کیا۔ پس ان سب نے قتل حسین پر کمر باندھی مگر حر بن یزید ریاحی وقت جنگ امام حسین کی طرف مائل ہو گئے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج زبیدی کی ماتحتی میں تھا اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن سواروں پر عروہ بن قیس احمسی پیادوں پر شبث بن ربعی یربوعی تھے اور علم ان کے غلام درید کے ہاتھ میں تھا۔

**تاریخی خطبہ**: امام حسین نے عمر بن سعد اور اس کے ہمراہیوں کو مستعد جنگ دیکھ کر اتمام حجت کرنے کی غرض سے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور چند آدمیوں کو اپنے ہمراہیوں میں سے لے کر لشکر اعداء کی طرف تشریف لے گئے اور نہایت بلند آواز سے ان کو مخاطب کر کے حسب ذیل فرما رہے تھے۔

> «ایها الناس اسمعوا قولی و لا تعجلونی حتی اعظکم بما یحق لکم علی و حتی اعتذر الیکم من مقدمی علیکم فان قبلتم عذری و صدقتم قولی و اعطیتمونی النصف کنتم بذلک اسعد و لم یکن لکم علی سبیل و ان لم تقبلوا منی العذر فاجمعوا امرکم و شرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمة ثم اقضوا الی و لا تنظرون ان ولیی الله الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین»
>
> ''اے لوگو! تم میری بات سن لو جلدی نہ کرو تاکہ میں جہاں تک مجھ پر واجب ہے تم کو سمجھا دوں اور میں اپنے آنے کا سبب تم سے بیان کر دوں پس اگر تم نے میرا عذر قبول کر لیا اور میری بات کی تصدیق کی اور مجھ سے انصاف کرو گے تو تمہارے لئے یہ سعادت مندی ہے اور تمہارا اس میں کوئی ہرج نہ ہوگا اور اگر تم میرا عذر قبول کرنا نہیں چاہتے تو تم سب مل کر اور اپنے شریکوں کو لے کر ایک ہو جاؤ تاکہ تم پر کوئی امر مشتبہ نہ رہے۔ اس کے بعد میرے سامنے آ جاؤ اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے اور صالحین کا ولی ہے۔''

آپ کی بہنیں یہ سن کر رونے لگیں تو آپ نے اپنے بھائی عباس اور اپنے بیٹے علی کو ان کو چپ کرانے کو بھیجا۔ جب وہ لوگ خاموش ہو گئیں تو آپ نے حمد و ثنا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد ان کو مخاطب کر کے ارشاد کیا:

> «اما بعد فانسبونی فانظروا من انا ثم ارجعوا الی انفسکم فعاتبوها و انظروا هل یصلح و یحل لکم قتلی و انتهاک حرمتی الست ابن بنت نبیکم و ابن وصیه و ابن عمه و اول المؤمنین بالله و المصدق لرسوله اولیس حمزة سید الشهداء عم ابی اولیس جعفر الشهید الطیار فی الجنة عمی اولم یبلغکم قول مستفیض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی و لاخی انهما سیدا شباب اهل الجنة و قرة عین اهل السنة فان صدقتمونی بما اقول و هو الحق و الله ما تعمدت کذبا منذ علمت ان الله یمقت علیه و ان کذبتمونی فان فیکم من ان سالتموه عن ذلک اخبرکم سلوا جابر بن عبدالله او ابا سعید او سهل بن سعد او زید بن ارقم او انسا یخبروکم انهم سمعوه من رسول الله صلی الله علیه وسلم اما فی هذا حاجز یحجزکم عن سفک دمی فان کنتم فی شک مما اقول او تشکون فی انی ابن بنت نبیکم فوالله ما بین المشرق و

ابن بنت نبی غیری منکم ولا من غیرکم ثم انا ابن بنت نبیکم خاصۃ اخبرونی اتطلبونی بقتیل منکم قتلتہ او مال لکم استہلکتہ او بقصاص من جراحۃ)

"اے لوگو! تم میرے نسب پر غور کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے نفسوں کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ کیا میرا قتل کرنا اور میری عزت و حرمت کی ہتک تمہارے لیے جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں اور ان کے وصی کا بیٹا اور ان کے چچا زاد بھائی اور اللہ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والے کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا سید الشہداء حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں تھے؟ کیا جعفر طیار جو جنت میں اپنے دو پروں سے اڑتے ہیں میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق فرمایا ہے کہ تم دونوں سردار جوانان جنت اور اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے کہا ہے اس کی تصدیق کرو اور یہی سچ ہے۔ خدا کی قسم! میں نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اور اگر تم مجھے جھٹلاتے ہو تو تم میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر تم ان سے دریافت کرو گے تو وہ تم کو بتا دیں گے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید خدری، سہل بن سعد، زید بن ارقم اور انس سے دریافت کرو، وہ تم کو بتائیں گے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ کیا تم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو تم کو میرا خون بہانے سے روکے؟ اگر تم کو اس کے متعلق کچھ شک ہو تو کیا تم کو اس میں بھی شک ہے کہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں؟ پس قسم ہے خدا کی! مشرق و مغرب کے درمیان میرے سوا تمہارے نبی کا کوئی نواسہ نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو بتاؤ کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے جس کا قصاص تم مجھ سے طلب کرتے ہو یا کسی کا مال میں نے دبا لیا ہے جس کا معاوضہ مانگتے ہو یا کسی کو زخم لگایا ہے جس کا قصاص مانگتے ہو۔"

**کوفیوں سے آخری حجت:** ان دشمنوں میں سے کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ نے شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، قیس بن الحارث اور یزید بن الحارث کو نام لے کر پکارا اور فرمایا: (الم تکتبوا الی فی القدوم علیکم) "کیا تم لوگوں نے مجھے بلانے کو خطوط نہیں لکھے تھے؟" ان لوگوں نے لکھنے سے صاف انکار کر دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: (بلی فعلتم ایھا الناس اذا کرھتمونی فدعونی انصرف الی مامنی من الارض) "بے شک تم نے یہ کیا ہے۔ لوگو! اگر مجھ سے نفرت ہے تو مجھے چھوڑ دو میں کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤں۔" قیس بن اشعث بولا: "آپ اپنے چچا کے لڑکے (عبید اللہ بن زیاد) کے حکم کی اطاعت کیوں نہیں کر لیتے، وہ تمہاری مرضی کے خلاف نہ ہوگا۔" آپ نے جواب دیا: "تو تیرے بھائی کا بھائی ہے، کیا تو چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا اور کسی کے خون کا بھی مطالبہ کریں۔ اللہ کی قسم! میں ذلیل و خوار ہو کر تمہارے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دوں گا اور نہ غلاموں کی طرح مجبور ہو کر ان کی اطاعت کا اقرار کروں گا۔ اے بندگان خدا! میں اپنے اور تمہارے رب سے امان کا خواستگار ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اور ہر متکبر اور اس شخص سے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔" اتنا فرما کر آپ نے اونٹنی بٹھا دی اور اتر پڑے۔

**زہیر اور شمر میں تلخ کلامی:** زہیر بن القین ہتھیار سے مسلح صف میں کھڑے ہوئے تھے، گھوڑے کو بڑھا کر آگے آئے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: "اے اہل کوفہ! مسلمانوں پر مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں۔ ابھی تک ہم

اور تم بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ نہ ہو، ہم تم ایک ہیں اور جب ہم میں لڑائی چھڑ جائے گی تو عصمت اٹھ جائے گی۔ ہم اور تم ایک ہی گروہ میں ہیں، ہمیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت پر امتحان و آزمائش کی غرض سے مبتلا کیا ہے۔ ہم تم کو ان (حسینؓ) کی مدد اور سرکش ابن سرکش عبیداللہ بن زیاد کے ذلیل کرنے کو بلاتے ہیں۔ بے شک تم اس سے سوائے بدی کے اور کچھ نہ دیکھو گے وہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹے گا، تمہارا مثلہ کرے گا، تمہارے معزز اور ممتاز سرداروں حجر بن عدی اور ان کے ہمراہی اور ہانی بن عروہ جیسے کو قتل کر ڈالے گا"۔

کوفیوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی ثنا و صفت کر کے کہا "واللہ! جب تک ہم تمہارے اور تمہارے دوست (یعنی امام حسینؓ) اور ان کے ہمراہیوں سے نہ لڑیں گے یا ان کو گرفتار کر کے اپنے امیر عبیداللہ بن زیاد کے پاس نہ لے جائیں گے اس وقت تک ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے"۔ زہیر نے کہا "اے اللہ کے بندو! ابن سمیہ کی نسبت ابن فاطمہؓ مدد اور محبت کا زیادہ مستحق ہے۔ اگر تم ان کی مدد نہیں کر سکتے ہو تو ان کو ان کے ابن عم یزید بن معاویہ کے پاس جانے دو، اللہ کی قسم! بغیر قتل حسینؓ کے بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی ہو جائے گا"۔ شمر بن ذی الجوشن نے تیر مار کر کہا "اللہ تیرا منہ بند کرے تو نے بک بک کر کے دماغ پریشان کر دیا ہے"۔

زہیر "اے کمینہ بد نصیب! تو وحشی جانور ہے میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا، اللہ کی قسم! تجھ کو کتاب اللہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ میں تجھے قیامت کی رسوائی اور عذاب الٰہی کی بشارت دیتا ہوں"۔

شمر "اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوست کو عنقریب شربت مرگ پلائے گا"۔

زہیر "کیا تو مجھ کو موت سے ڈراتا ہے، اللہ کی قسم! تیرے ساتھ کی حیات ابدی سے حسینؓ کے ساتھ مر جانا بہتر ہے"۔ یہ کہہ کر زہیر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر بلند آواز سے کہا "اے اللہ کے بندو! تم اس کمینہ بد دین کے دھوکے میں نہ آ جانا، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! اس گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہوگی جو آپ کے اہل بیت کا خون بہائے گا اور ان کے اعوان و انصار کو قتل کرے گا"۔ زہیر کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے کہ امام حسینؓ نے واپس بلا لیا۔

**حر بن یزید کی علیحدگی:** جس وقت عمر بن سعد نے امام حسینؓ پر حملہ کرنے کا قصد کیا حر بن یزید اس کے پاس آئے اور اس نے دریافت کیا "اللہ تیرا بھلا کرے کیا تو حسینؓ سے لڑنے کو جاتا ہے؟" عمر نے جواب دیا "ہاں واللہ! ایسی لڑائی کہ جس کا آسان سے آسان درجہ یہ ہے کہ سر کٹ کٹ کر گریں اور ہاتھ شل ہو جائیں"۔ حر "تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ انہوں نے جو تین باتیں پیش کی تھیں ان میں سے کسی کو منظور کیوں نہ کیا اور ان کے منظور کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے؟" عمر بن سعد نے کہا "اللہ کی قسم! اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو میں اس کو منظور کر لیتا لیکن تمہارا امیر حسینؓ کی ہر درخواست کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے"۔ حر یہ سن کر چپ چاپ امام حسینؓ کی طرف چلے۔ ایک شخص نے ان کی قوم کے قبیلہ میں سے جس کا نام مہاجر بن اوس تھا، پکار کر کہا "واللہ! مجھے تمہارا کام مشتبہ معلوم ہوتا ہے تم کو میں نے کسی لڑائی میں اس طرح لرزتے ہوئے نہیں دیکھا اگر کوئی شخص اہل کوفہ میں سے بہادر تر تمہاری نسبت کہتا تو میں اس سے لڑ مرتا"۔ حر نے جواب دیا "میں اپنے کو جنت و دوزخ کے لئے قبول کرتا ہوں

اور حق یہ ہے کہ میں جنت کے مقابلے میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا چاہے مجھے مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور چشم زدن میں امام حسینؓ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عرض کیا "اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے میں ہی وہ ہوں جس نے آپ کو واپس ہونے سے روکا تھا اور جو آپ کو گھیر کر اس مقام پر لایا تھا اور جس نے نگرانی کرتے ہوئے آپ کو اس مقام پر لا کر ٹھہرایا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ یقین نہ تھا کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ یہ برتاؤ کریں گے اور آپ کی ایک بات بھی نہ سنیں گے میں نے یہ سوچ کر اپنے دل میں کہا تھا کہ چلو بعض باتوں میں ان کی بھی اطاعت کر لیتا ہوں تاکہ وہ مجھے آپ کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر اپنا مخالف نہ سمجھیں لیکن اگر اب میں ان کے خلاف عمل کروں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ! اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ کے ساتھ یہ لوگ ایسا کریں گے تو میں ہرگز آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا جو قصور مجھ سے ہو چکا ہے اس سے تائب ہو کر میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تاکہ آپ کی حمایت کروں یہاں تک کہ آپ کے روبرو میں جان نثار کر دوں۔ کیا آپ کے نزدیک یہ توبہ قبول ہو سکتی ہے؟" آپ نے فرمایا "ہاں اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا اور تمہاری مغفرت فرما کر سرفراز کرے گا۔"

**حر کا شامی لشکر سے خطاب** حر نے کوفی اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے لوگو! تم لوگ حسینؓ کی ان درخواستوں کو کیوں نہیں منظور کر لیتے جو انہوں نے پیش کی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے جنگ کی مصیبت سے عافیت دے گا اور تم ان کی لڑائی اور قتل سے نجات پا جاؤ گے۔" عمر بن سعد بولا "میں خود اس امر کا خواہاں تھا لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔" اس کے بعد حر نے لشکریوں کو خطاب کیا اور فرمایا "اے اہل کوفہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے ان کو بلایا اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم نے کہا کہ ہم ان کی اعانت کریں گے اور ان کے ساتھ ہو کر لڑیں گے مگر اب ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہو۔ تم نے ان کو ہر طرف سے روک رکھا ہے اور ان کا حلقہ کر لیا ہے۔ ان کا یہ حال ہے کہ تم نے ان کو قیدیوں کی طرح گرفتار کر لیا ہے اور ان کو اللہ کی وسیع زمین کی کسی طرف جانے نہیں دیتے تاکہ وہ امن کی جگہ حاصل کر سکیں اور کسی طرف نکل سکیں اور تم نے ان پر فرات کا پانی بھی روک دیا ہے جس سے یہودی نصرانی اور مجوسی بھی سیراب ہوتے ہیں کتے اور سور بھی اس میں لوٹ رہے ہیں اور ان کے بچے اور گھر والے پیاس کی شدت سے جاں بلب ہیں۔ تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی اولاد کے ساتھ برا سلوک کیا۔ اگر تم لوگ اب بھی توبہ نہ کرو گے اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم کو بھی پیاس کے دن سیراب نہ کرے گا۔" لشکریوں نے جواب میں ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی، حر مجبور ہو کر لوٹے اور امام حسینؓ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

**آغاز جنگ** اس کے بعد عمر بن سعد بڑھا اور امام حسینؓ کی طرف تیر چلا کر کہا "گواہ رہنا سب سے پہلے میں نے تیر چلایا ہے۔" پھر لشکریوں نے بھی ایک بار تیروں کی بارش کی۔ پھر یسار (زیاد کا غلام) اور سالم (عبید اللہ کا غلام) لشکر سے نکل کر میدان میں آئے اور مبارز طلب کیا۔ امام حسینؓ کی طرف سے عبداللہ

ابن عمیر کلبی میدان جنگ میں آئے (یہ اپنی بیوی کے ساتھ آپ کی خدمت میں آئے تھے) یسار و سالم نے نام و نسب دریافت کیا۔ عبداللہ نے بتا دیا۔ یسار و سالم بولے "ہم تم کو نہیں پہچانتے۔ ہمارے مقابلے پر زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن خضیر جیسے لوگوں کو آنا چاہئے۔" عبداللہ نے یسار کو مخاطب کر کے کہا "اے زانیہ کے بچے! تیرے مقابلے پر وہ آئیں گے؟ تو اس قابل نہیں ہے کہ انسانوں میں سے کسی سے مقابلہ کیا جائے؟ تیری موت کے فیصلے کے لئے تو میری ہی تلوار کافی ہے۔" یہ کہہ کر یسار پر حملہ کیا۔ عبداللہ نے دونوں ہاتھوں سے تلوار چلائی تھوڑی دیر تک مقابلہ رہا پھر انہوں نے ایک دوسرے پر وار چلایا کہ سالم نے پیچھے سے عبداللہ کی طرف حملہ کیا۔ عبداللہ نہایت تیزی سے یسار کا کام تمام کر کے سالم کی طرف متوجہ ہوئے سالم نے تلوار کا وار شروع کر دیا۔ عبداللہ نے ہاتھ سے روکا۔ اس کی ضرب سے عبداللہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں اور پھر انہوں نے پلٹ کر ایسا وار کیا کہ سالم بھی اسی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔

ام وہب کا جذبۂ جاں نثاری: ان کی بیوی ام وہب ایک گرز لے کر نکلیں اور کہتی ہیں "تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی حمایت میں لڑتے رہو۔" عبداللہ نے میدان جنگ سے ان کو واپس کرنا چاہا۔ ام وہب نے واپس جانے سے انکار کر کے کہا "میں تمہارے ساتھ جب تک مر نہ جاؤں نہیں چھوڑوں گی۔" امام حسین نے آواز بلند سے کہا "تم لوگوں نے اہل بیت رسالت کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے گا۔ اے ام وہب! تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے لوٹ جا! عورتوں پر جہاد نہیں ہے۔" ام وہب یہ سن کر واپس آ گئیں۔ عمرو بن الحجاج نے عمر بن سعد کے میمنہ کو لے کر حملہ کیا اور اس کے ساتھ گھوڑوں پر سوار تیزی سے دوڑ کر میدان میں صف سے نکلے۔ امام حسین کے ہمراہیوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے جس سے عمرو بن الحجاج اور اس کے ہمراہی آگے نہ بڑھ سکے آخر ان میں سے کچھ تو قتل ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو کر لوٹے۔

ابن حوزہ کا انجام: ایک شخص عبداللہ ابن حوزہ نامی آپ کے سامنے نکلا اور کہا "افیکم الحسین افیکم الحسین" (کیا تم میں حسین ہیں؟ کیا تم میں حسین ہیں؟) کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ تیسری بار اس نے کہا، لوگوں نے کہا ہاں آپ تشریف رکھتے ہیں، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ ابن حوزہ بولا "اے حسین! میں تم کو آتش دوزخ کی بشارت دیتا ہوں" (معاذ اللہ) آپ نے فرمایا "تو جھوٹ بکتا ہے رب رحیم و کریم کے پاس جا رہا ہوں تو کون ہے؟" جواب دیا میرا نام ابن حوزہ ہے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری میں عرض کیا "اللھم حزہ الی النار" ابن حوزہ نے یہ سن کر غصے سے گھوڑے کو آگے بڑھایا اتفاق سے گھوڑا بدک کر بھاگا۔ ابن حوزہ گر پڑا، ایک پاؤں رکاب سے نکل گیا اور دوسرا رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ گھوڑا لئے ہوئے بھاگا تھا اس کے سر کے پرخچے اڑتے جاتے تھے ایک ساعت میں لاش کا پتہ تک نہ چلا۔ مسروق بن وائل حضرمی جو اس کے ساتھ میدان میں آیا تھا یہ کہتا جاتا تھا "میں اس واقعہ سے ڈر گیا، ان کی بددعا میں بہت بڑا اثر ہے۔"

ابن خضیر کی شہادت: یزید بن معقل حلیف بنی عبدالقیس جوش مردانگی میں آکر تلوار لئے ہوا میدان میں آیا اور بریر بن خضیر کو پکار کر کہا "دیکھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا!" بریر نے جواب دیا "واللہ اس نے میرے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے

مرتبے سے سرفراز کیا"۔ یزید بولا "تو جھوٹ کہتا ہے اس سے پہلے تو تو جھوٹا نہ ہوتا تھا، اللہ کی قسم! آج تو گمراہی میں پڑ گیا"۔ ابن حضیر نے کہا "اگر تجھے اپنی سچائی کا دعویٰ ہے تو آ ہم اور تو مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم میں سے جھوٹے اور گمراہ پر اللہ تعالیٰ اپنی پھٹکار بھیجے"۔ یہ کہہ کے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ تلوار کھینچ لی۔ دونوں میں نہایت تیزی سے دو وار چل گئے۔ یزید بن معقل کی تلوار [illegible] ابن حضیر نے تلوار ماری کہ خود اور کھوپڑی کو توڑتی ہوئی بھیجے تک پہنچ گئی۔ یہ گر پڑا۔ ابھی تلوار کھینچ ہی رہے تھے کہ رضی بن منقذ عبدی آ لپٹا۔ ابن حضیر لپٹ پڑے تھوڑی دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی بالآخر ابن حضیر نے رضی کو دبا لیا اور سینے پر چڑھ کر اس کی ناک کاٹنے لگے اس [illegible] کعب بن جابر ازدی نے نیزہ ابن حضیر کی پشت پر تاک کر مارا۔ ابن حضیر زخم کے صدمے سے [illegible] کعب نے تلوار کا وار کیا جس سے ابن حضیر شہید ہو گئے اور رضی اپنی قبا جھاڑتا ہوا اٹھا۔ واپسی کے بعد کعب کی بیوی نے ملامت کرتے ہوئے کہا "تم نے ابن فاطمہ کے خلاف مدد کی اور سید القراء کو قتل کیا [illegible] خدا کی قسم اب میں تم سے کبھی بات نہ کروں گی"۔

**عمرو بن قرظہ کی شہادت** ابن حضیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان جنگ میں آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کا بھائی علی بن قرظہ عمر بن سعد کے لشکر میں تھا اس نے آواز بلند کر کے کہا "یا حسین کذاب ابن کذاب (معاذ اللہ) تو نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور دھوکہ دیا یہاں تک کہ وہ مارا گیا"۔ آپ نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ نے تیرے بھائی کو گمراہ نہیں کیا بلکہ اسے ہدایت دی، البتہ تو گمراہ ہو گیا"۔ علی بن قرظہ یہ کہتا ہوا آپ پر حملہ آور ہوا "اللہ تعالیٰ مجھے مارے اگر میں تجھے نہ ماروں یا تجھ سے پہلے مر نہ جاؤں"۔ نافع بن ہلال مرادی نے نیزہ مارا جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ نافع نے اس پر تلوار کھینچی لیکن اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ علاج معالجہ سے اچھا ہو گیا۔

**شامی لشکر کی پست ہمتی** [illegible] امام حسین سے اجازت طلب کی [illegible] جنگ میں شیر نر کی طرح [illegible] پہنچے ان کے مقابلے پر یزید بن سفیان آیا [illegible] نے پہلے ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر نافع کے مقابلے پر مزاحم بن حریث آیا۔ دونوں [illegible] تھے کہ نافع نے مزاحم کا کام تمام کر دیا۔ شامی فوجیں [illegible] سے [illegible] مارے جاتے دیکھ کر [illegible] ان کے مقابلے پر جانے سے [illegible] جا رہا تھا۔ عمرو بن حجاج نے چلا کر کہا "اے لوگو! تمہارے مقابلے پر [illegible] تم کو میدان جنگ میں [illegible] بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ [illegible] تمہارے مقابلے کی تعداد [illegible] کم ہے [illegible] ان کے مرنے [illegible] ہماعت سے [illegible] امام کے مخالف [illegible] قتل کرنے [illegible] ایک ایک کر کے میدان میں [illegible] سب کے سب [illegible] کی قوت سے [illegible]"۔ عمر بن سعد نے اس رائے

کو چھوڑ دیا اور فوراً قتل کرنے سے منع کر دیا۔ امام حسینؓ بولے: "اے عمرو بن الحجاج! کیا تو ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے؟ کیا ہم دین سے بے بہرہ ہو گئے ہیں یا تم؟ واللہ! اگر تمہاری روحیں قبض کر لی جائیں اور اسی حالت میں تم لوگ مر جاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص دین سے باہر تھا۔" عمرو بن الحجاج نے بجائے جواب دینے کے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا۔

**مسلم بن عوسجہ کی شہادت:** مسلم بن عوسجہ سے لڑائی ہو رہی تھی، آخر الامر زخمی ہو کر گرے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر میں لوٹ آیا۔ امام حسینؓ مسلم کے پاس تشریف لائے جس وقت وہ دم توڑ رہے تھے، فرمایا: "اے مسلم! اللہ تجھ پر رحم کرے جس کا وقت آ گیا ہے وہ تو جا چکے ہیں اور جو باقی ہے وہ وقت کا انتظار کر رہا ہے، تم اطمینان رکھو ہم بھی عنقریب تم سے آ کر ملا چاہتے ہیں۔" حبیب بن مظہر قریب گئے اور کہا: "میں اس زخمی کے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں۔" مسلم نے یہ سن کر آنکھیں کھول دیں۔ حبیب بن مظہر بولے: "امام حسینؓ تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔" مسلم نے کمزور آواز سے جواب دیا: "اللہ تم کو نیکی کی بشارت دے۔" حبیب نے مسلم کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ کر کہا: "اے بھائی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں تمہارے بعد کچھ دنوں بھی زندہ رہوں گا تو تم سے میں وصیت کرنے کی خواہش کرتا لیکن میں یقینی جانتا ہوں کہ دو ہی چار ساعت کے بعد میں تم سے آ ملنے والا ہوں۔" مسلم نے کہا: "تاہم میں تم کو یہی وصیت کرتا ہوں جس کے تم سزاوار ہو اور وہ یہ ہے کہ تم امام حسینؓ کا ساتھ نہ چھوڑنا اور جب تک بقید حیات رہنا ان کے مخالفوں سے لڑتے رہنا۔"

**حسینی لشکر پر تیروں کی بارش:** مسلم تو اس قدر وصیت کر کے راہی ملک عدم ہو گئے اور شمر ذی الجوشن نے میسرہ سے آ کر حملہ کیا۔ امام حسینؓ اور آپ کے ہمراہی نہایت استقلال سے حملوں کا منہ توڑ جواب دیتے تھے۔ آپ کے ہمراہیوں میں اگرچہ صرف بتیس سوار تھے لیکن جس طرف رخ کرتے تھے صفیں کی صفیں الٹ جاتی تھیں، کوفی گھبرا گھبرا کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ سواران کوفہ مقابلہ پر جم نہ سکتے تھے۔ عروہ بن قیس نے (جو سواران کوفہ کا سردار تھا) لڑائی کا عنوان بگڑتا ہوا دیکھ کر عمر بن سعد سے کہلا بھیجا کہ ان معدودے چند نے سواران کوفہ کے چھکے چھڑا دیئے اگر جنگ کا یہی عنوان رہا تو عنقریب یہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ مناسب ہے کہ تیر اندازوں اور پیادوں کے بڑھنے کا حکم دیجئے۔ عمر بن سعد نے شبث بن ربعی کو امام حسینؓ پر تیر باری کا حکم دیا۔ لیکن شبث نے اس سے انکار کیا۔ تب حصین بن نمیر کو بہ ہمراہی پانچ سو تیر اندازوں کے لشکر امام پر تیر باری کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حصین بن نمیر قریب پہنچ کر تیر برسانے لگا۔ تھوڑی دیر میں آپ کے سواروں کے کل گھوڑے زخمی ہو کر گر گئے۔ اس وقت کل ہمراہی پیادہ پا ہو کر لڑنے لگے۔ حر کا گھوڑا بھی اسی واقعہ میں مر گیا۔ یہ بھی پیادہ لڑ رہے تھے۔

**حسینی خیموں پر ناکام حملے:** دوپہر تک لڑائی نہایت تیزی اور سختی سے جاری رہی اور لشکر شام مع کثرت کے باوجود ان لوگوں سے معرکہ کا جواب دینا سخت تھا اور نہ ان کے قریب پہنچ کر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ عمر بن سعد نے مجبور ہو کر چند لوگوں کو آپ کے خیموں کی طرف سے حملہ کرنے کو بھیجا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے صرف چار آدمی ان کا مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ان معدودے چند نے فوج سواروں، پیادوں کا لشکر شام سے قتل کرنے کی طرف بڑھتا دکھائی دیتا تھا، خیمے تک پہنچنے کا کیا ذکر، آگے بڑھنے نہ پاتے تھے

گھیرا جاتا تھا۔ تب عمر بن سعد نے خیموں پر دو رخ سے آگ برسانے کا حکم دیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا "تم لوگ مجھ سے لڑتے ہو تو مجھ سے لڑو، خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد نہیں ہے، قریب جل کر دھواں نکلیں گی اور نہ تم خیموں میں آتشزدگی کے باعث تم سے لڑ سکیں گے"۔ عمر بن سعد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد شمر ذی الجوشن نیزہ لے کے امام حسینؓ کے خیمے تک پہنچ کر کہنے لگا "مجھے دو آگ تاکہ میں جلا دوں سب، اگر میں اس خیمے کو اہل سمیت جلا دوں"۔ عورتیں چلا کر نکل آئیں۔ امام حسینؓ نے اس سے کہا "اللہ تعالیٰ تجھے جلائے تو میرے خیمے کو جلانے آیا ہے جس میں میرے اہل بیت ہیں"۔ شمر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی نے بھی اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن وہ بدبختی کی وجہ سے نہیں مانتا تھا۔ برابر خیمے کی طرف آگ لگانے کی غرض سے بڑھا جاتا تھا تو زہیر بن القین نے دس آدمیوں کے ہمراہ امام سے جدا ہو کر شمر اور اس کی جماعت پر حملہ کر دیا۔ ابو عزہ ضبابی (جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے۔ بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا۔

**حبیب بن مظاہر کی شہادت:** جنگ ظہر تک برابر جاری رہی تھی۔ کثرت کی وجہ سے دشمن پر اس کا اثر محسوس نہ ہوتا تھا اور امام حسینؓ کی طرف بہت تھوڑی جماعت تھی۔ ایک دو آدمیوں کے بھی کام آ جانے سے کمی کا احساس ہو جاتا تھا۔ لڑائی کی وجہ کر رہا تھا۔ دن کی گرمی میں نماز کا وقت آ گیا۔ ابو ثمامہ صائدی نے کہا "میں آپ پر فدا ہو جاؤں، میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ سے بہت قریب ہو گئے ہیں، اللہ کی قسم آپ پر کوئی حملہ نہ ہونے پائے گا جب تک میں آپ کے قریب نہ مارا جاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے تم اس وقت ملوں جب کہ ظہر کی نماز پڑھ لوں"۔ آپ نے دعا دے کر ارشاد فرمایا "ہاں یہ اول وقت نماز کا ہے (شمر وغیرہ کی طرف اشارہ کر کے) ان لوگوں سے کہو کہ لڑائی روک دیں تاکہ جنگ موقوف کر دیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں"۔ ابو ثمامہ صائدی اور ہمراہیوں نے یہ درخواست پیش کی تو حصین بن نمیر بولا "یہ نماز قبول نہ کی جائے گی"۔ حبیب بن مظاہر نے جواب دیا "کیوں نہ ہو، تیرا خیال ہے کہ تیری نماز تو قبول ہو گی اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول نہیں ہو گی؟" حصین بن نمیر نے یہ سن کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا۔ حبیب نے ایک تلوار چلائی۔ حصین کے گھوڑے نے منہ کی کھائی اور الٹ گیا۔ حصین منہ کے بل زمین پر گرا۔ اس کے ہمراہیوں نے دوڑ کر بچا لیا۔ حبیب نہایت مردانگی اور بہادری سے لڑنے لگے۔ بنی تمیم کے ایک شخص بدیل بن صریم نے ان کو قتل کیا، ایک دوسرے شخص نے پیچھے سے نیزہ مارا۔ حبیب جونہی اس کی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے حبیب زمین پر گر پڑے، تمیمی نے اتر کر سر اتار لیا۔

**حر بن یزید کی شہادت:** حبیب کے قتل ہونے سے امام حسینؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ حر نے یہ حال دیکھا تو جنگ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ زہیر بن قین سے مخاطب ہو کر کہا "آپ پہلے جنگ کریں اور ہم دونوں مل کر جب تک ہمارے دم میں دم ہے آپ میدان جنگ میں مدد کیجئے"۔ امام حسینؓ نے اجازت دے دی اور دونوں نے لشکر شام پر حملہ کر دیا۔ جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے دشمن میں گھر جاتا تھا تو دوسرا اس کی مدد کو پہنچ کر اس کو دشمن کے نرغے سے نکال لاتا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہی کام ہوتا رہا۔ ایک جماعت نے آ کر ان کو زخموں میں اس سے چور کر دیا، عمر بن سعد نے للکارا۔

[illegible]

پیادوں نے چاروں طرف سے نرغہ کر کے شہید کیا اور ابو ثمامہ [illegible] کے چچا زاد [illegible] تھے [illegible]

**نافع بن ہلال کی شہادت** ۔ اس کے بعد امام حسینؑ کے [illegible] ان کے [illegible] نے [illegible] سے

چاروں طرف سے تیر باری کر رہے تھے آپ کے ہمراہی ایک ایک کر کے [illegible] بیٹھ کر [illegible]

بھرے ہوا خیال [illegible] لشکر شام سے نیچے گئے [illegible] آپ [illegible] تھا

[illegible] سے [illegible] شہید کر ڈالا [illegible] کے [illegible] کر ڈالا [illegible] بھی [illegible]

[illegible] کے [illegible] زخم [illegible] کے [illegible] جس نے

[illegible] خون کے فوارے [illegible] سے [illegible] نے

[illegible] کے علاوہ [illegible] سے [illegible]

[illegible] مسلمان ہو [illegible] کے [illegible] سے قتل

کے ساتھ [illegible] اللہ تعالیٰ کا شکر [illegible] ہماری [illegible]

ایک ایک سے [illegible] کا کام تمام کر دیا۔

جب ان لوگوں نے یہ دیکھا [illegible] امام حسینؑ کے ہمراہی قتل [illegible]

**پسران عروہ غفاری کی شہادت** [illegible] امام حسینؑ [illegible]

[illegible] امام [illegible] کے [illegible] سے [illegible]

[illegible] چنانچہ عبداللہ و عبدالرحمن پسران عروہ غفاری آئے اجازت لے کر [illegible]

شہید ہو گئے

[illegible] سیف بن الحارث بن سریع اور مالک بن [illegible] بن سریع (یہ دونوں چچا زاد اور

**سیف و مالک کی شہادت** [illegible] آپ نے فرمایا "تم کیوں روتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ تھوڑی دیر میں تم

ماں جائے بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر ہوئے [illegible] سیف [illegible] نے عرض کیا "ہم اپنے لئے نہیں

[illegible] آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی" [illegible] آپ نے دعا [illegible] اور یہ دونوں

[illegible] لشکر شام [illegible] طرف سے [illegible]

[illegible] رخصت ہو کر [illegible] فوج [illegible] میدان جنگ میں [illegible]

[illegible] حنظلہ بن اسعد شبامی میدان [illegible] امام حسینؑ [illegible]

[illegible] شہید [illegible]

اور لشکر شام کو مخاطب کر کے بولے:

يا قوم اني اخاف عليكم مثل يوم الاحزاب مثل دأب قوم نوح و عاد و ثمود والذين من بعدهم و
ما الله يريد ظلما للعباد و يا قوم اني اخاف عليكم يوم التناد يوم تولون مدبرين ما لكم من الله من
عاصم و من يضلل الله فما له من هاد يا قوم لا تقتلوا الحسين فيسحتكم الله بعذاب و قد
خاب من افترى۔

پیادوں نے چاروں طرف سے نرغہ کر کے شہید کیا اور [illegible] نے اپنے چچا زاد بھائی کی نعش پر [illegible] قتل کر دیا۔

**نافع بن ہلال کی شہادت:** ان کے بعد امام حسینؑ کے ساتھیوں میں [illegible] چاروں طرف سے تیر باری ہو رہی تھی اور آپ کے ہمراہی اپنی جان کی بازی لگا رہے تھے۔ [illegible] لڑتے رہے یا خیال ہی [illegible] اپنا لشکر تمام ہوا جاتا ہے [illegible] نافع بن ہلال تیر کے [illegible] بارہ آدمیوں کو مار ڈالا [illegible] گرفتار کر لیا۔ [illegible] عمر بن سعد کے پاس لے گیا۔ چہرے سے خون کے فوارے [illegible] زخمیوں کے علاوہ تم میں سے بارہ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھ کو گرفتار نہ کر سکتے۔ شمر نے قتل [illegible] اگر تم مسلمان ہوتے [illegible] کے ہاتھوں [illegible] ہماری موت [illegible] یہ کہہ کر [illegible] نافع کا کام تمام کر دیا۔

**پسران عروہ غفاری کی شہادت:** اس کے بعد شمر نے امام حسینؑ کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ ہم کثرت [illegible] سے امام حسینؑ کو بچا نہیں سکتے [illegible] امام حسینؑ کے سامنے مارا جانا چاہیے۔ چنانچہ عبداللہ و عبدالرحمن پسران عروہ غفاری آئے اجازت لے کر میدان جنگ میں گئے [illegible] شہید ہو گئے۔

**سیف و مالک کی شہادت:** ان کے بعد سیف بن [illegible] اور مالک بن عبد بن سریع [illegible] دونوں چچا زاد اور ماں جائے بھائی تھے روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا "تم کیوں روتے ہو؟ تھوڑی دیر [illegible] تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔" [illegible] عرض کیا "ہم اپنے لئے نہیں روتے بلکہ [illegible] آپ [illegible] آپ نے [illegible] دعا دی اور یہ دونوں [illegible] رخصت ہو کر [illegible] چاروں طرف سے گھیر کر تھوڑی دیر میں شہید کر ڈالا۔ ان کے بعد حنظلہ بن اسعد شیبانی میدان جنگ سے نکل کر امام حسینؑ کے [illegible] کھڑے ہو گئے اور لشکر شام کو مخاطب کر کے کہا:

> یا قوم انی اخاف علیکم یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح و عاد و ثمود والذین من بعدھم و ما الله یرید ظلما للعباد، یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین ما لکم من الله من عاصم و من یضلل الله فما له من هاد، یا قوم لا تقتلوا الحسین فیسحتکم الله بعذاب و قد خاب من افتری۔

[illegible]

**حبیب بن مظاہر کی شہادت** [illegible] ظہر کا وقت [illegible] امام حسین [illegible] ابو ثمامہ صائدی [illegible]

**حر بن یزید کی شہادت** [illegible]

"اے قوم! مجھے خوف ہے کہ تم پر بھی ایسا ہی عذاب نہ آئے جیسے قوم نوح، عاد و ثمود پر آیا اور ان لوگوں پر آیا جو ان کے بعد ہوئے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے قوم! مجھے روز قیامت کا خوف ہے جس دن تم منہ پھیر کر بھاگو گے، اللہ سے تم کو بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جس شخص کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اے قوم! حسین کو قتل نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ عذاب سے تمہاری بیخ کنی کر دے گا اور جو شخص افترا کرے گا وہ ناکام ہوگا۔"

غرض ان میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ امام حسین نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، یہ لوگ عذاب کے مستحق تو اسی وقت ہو چکے تھے جبکہ تم نے ان کو حق کی طرف بلایا اور یہ لوگ اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور اب کیوں کر نہ ہوں گے جبکہ تمہارے نیک بھائیوں کو قتل کر چکے ہیں۔ حنظلہ یہ سن کر آمادہ ہو گئے اور آپ سے رخصت ہو کر میدان جنگ میں جا پہنچے۔ دشمن نے ہر طرف سے گھیر کر تیروں کی بارش کر دی۔ یہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

**عابس و شوذب کی شہادت:** عابس بن ابی شبیب شاکری اور شوذب آپ کے حضور آئے، سلام کیا اور اجازت حاصل کر کے میدان میں گئے۔ شوذب تو جاتے ہی لڑ کر شہید ہو گئے۔ باقی رہے عابس، انہوں نے للکارا کہ کوئی ہے جو مردانگی سے میرے مقابلے پر آئے۔ لشکر شام میں سے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ ان کے مقابلے پر جائے۔ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ عمر بن سعد نے کہا: ان پر پتھر برساؤ، اگر ان کے قریب پہنچ جاؤ گے تو قتل ہو جاؤ گے۔ ہر طرف سے پتھر پڑنے لگے تو عابس نے جنگ کا خود اور زرہ اتار ڈالی اور حملہ کر دیا۔ یہ جدھر جاتے تھے لوگ ان کے سامنے سے بھاگ جاتے تھے، آخر ہر طرف سے ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا۔

**اعوان و انصار کی شہادت:** سب سے پہلے آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک ایک میدان جنگ میں نکلے اور شہید ہو گئے۔ ان میں حر بن یزید بھی تھے۔ یہ عمر بن سعد کے ہمراہیوں میں سے تھے، جب ان لوگوں نے امام حسین کی درخواست صلح کو ٹھکرا دیا تو یہ ان سے علیحدہ ہو کر آپ سے آ ملے تھے اور اجازت حاصل کر کے میدان میں گئے۔ انہوں نے آخر دم تک ایک ایک کر کے بہت سے دشمنوں کو قتل کیا۔ ہر بار امام حسین فرماتے جاتے تھے: اے خدا ان کے بازوؤں میں قوت عطا فرما اور ان کے ثواب کو بہت زیادہ فرما۔ سب سے آخر میں آپ کے ہمراہیوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے انہوں نے بھی اپنا خون بہا دیا تھا۔

**علی اکبر کی شہادت:** غرض جب کل اعوان و انصار شہید ہو گئے تو علی اکبر بن حسین اپنے بزرگ باپ سے اجازت لے کر میدان جنگ کی طرف آئے اور سب سے پہلے آل ابی طالب میں یہی میدان کارزار میں گئے تھے۔ ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھا۔ انہوں نے نہایت شیرانہ اور بہادرانہ طور پر حملہ کیا اور نام آوری حاصل کی اور اپنے نیزوں سے بہت سے لوگوں کو زخمی کیا۔ مشکل ہی سے کوئی ان کے مقابلے پر تنہا آ سکتا تھا۔ آخر مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے نیزہ مارا اور بے ہوش ہو کر گرے تو لوگوں نے دوڑ کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

**عون و عبدالرحمن اور جعفر کی شہادت** امام حسینؓ مع اپنے لڑکوں کے تشریف لے گئے اور علی اکبرؓ کو اٹھا کر اس خیمہ کے آگے لے آئے جس کے سامنے لڑائی ہو رہی تھی۔ اس کے بعد عمرو بن صبیح صیداوی نے عبداللہ بن مسلم پر تیر چلایا وہ پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئے اٹھنے نہ پائے تھے کہ دوسرا تیر مار کر شہید کر دیا۔ پھر لوگوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن قطبہ طائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر کو، عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب کو، اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے جعفر بن عقیل کو شہید کیا۔

**قاسم بن الحسن کی شہادت** بعد ازاں قاسم بن الحسن بن علی تلوار کھینچ کر نکل پڑے۔ عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے تلوار ماری گرا پڑا، تو گرتے ہوئے قاسم نے پکارا: اے چچا! کہہ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ امام حسینؓ نے لپک کر عمرو پر تلوار چلائی اس نے ہاتھ پر روکا، کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ سواران کوفہ اس کے بچانے کو دوڑ پڑے گرد و غبار میں کچھ دکھائی نہ دیا تو انہی کے گھوڑوں نے اس کو روند ڈالا۔ امام حسینؓ نے قاسم کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا ”بہت بری قوم ہے جس نے تجھ کو قتل کیا۔ کل قیامت کے دن تیرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تیرا بدلہ لیں گے“ پھر فرمایا ”بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم اپنے چچا کو مدد کے لئے پکارو اور وہ تمہاری مدد کو نہ پہنچ سکے اور اگر پہنچے بھی تو اس سے کوئی نفع نہیں۔ اللہ کی قسم! یہ وہ دن ہے کہ تمہارے چچا کے دشمن بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور معین و مددگار کم“ اسی اثناء میں قاسم نے جان بحق تسلیم کیا۔ آپ ان کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لائے اور علی اکبر اور ان لوگوں کی لاشوں کے پاس رکھ دیا جو آپ کے اہل بیت سے شہید ہو چکے تھے۔

**عبداللہ بن حسینؓ کی شہادت** اس واقعہ کے بعد تھوڑی دیر تک سب خاموش کھڑے رہے امام حسینؓ اپنے خیمہ کے سامنے بیٹھے۔ کسی کو آپ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ ایک شخص بنی کندہ کا مالک بن نسیر بدی نے آگے بڑھ کر آپ کے سر پر تلوار چلائی سر پر خفیف سا زخم آیا۔ خود میں خون بھر گیا آپ نے اتار کر پھینک دیا اور مالک نے لپک کر اٹھا لیا۔ پھر آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر گود میں بٹھا کر پیار کر رہے تھے کہ بنی اسد کے ایک شخص نے تیر مارا جو عبداللہ کے گلے میں ترازو ہو گیا۔ آپ نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کیا ”اے رب! اگر تو نے ہم سے مدد روک لی ہے تو جو مناسب ہو وہ کر اور ان ظالموں سے انتقام لے۔“

**ابوبکر بن حسینؓ کی شہادت:** یہ کلمات زبان سے تمام نہ ہونے پائے تھے کہ لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ عبداللہ بن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسین بن علی پر تیر چلایا آپ شہید ہو گئے۔ عباس بن علی نے اپنے بھائیوں عبداللہ و جعفر و عثمان کو للکارا کہ میدان اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین سے ہے آگے بڑھو۔ یہ نوجوان بزرگوں نے لبیک کہہ کر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ دادِ مردانگی دے دے کر خوب لڑنے لگے۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ بن علی پر بعد ازاں جعفر بن علی پر تلوار سے شہید کر ڈالا اور خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی پر تیر چلایا آپ دار فانی سے رخصت ہی ہونا چاہتے تھے کہ بنی ابان بن دارم سے ایک شخص نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عثمان بن علی زمین پر گر پڑے اس نے سینے پر چڑھ کر سر اتار لیا۔ پھر اسی قبیلہ کے ایک

دوسرے شخص نے محمد بن علی بن ابی طالب پر حملہ کر کے ان کا بھی سر اتار دیا۔

**حضرت امام حسینؓ پر یلغار:** اس اثناء میں امام حسینؓ شدت تشنگی سے بے تاب ہو کر نہر فرات کی جانب بڑھے لیکن جب قریب پہنچ کر آپ فرات سے اپنے حلق کو تر کرتے کہ حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ میں لگا۔ آپ نے تیر نکال کر پھینک دیا۔ ہاتھ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں جو یہ لوگ تیرے نبی کے نواسے کے ساتھ کر رہے ہیں۔ [illegible] ان کی زیادتیوں کا [illegible] شمر ذی الجوشن تقریباً دس آدمیوں کو لے کر امام حسینؓ کے خیمے کی طرف بڑھا۔ آپ کی ذات اور حرم سرا کے درمیان آ گیا۔ آپ نے فرمایا: تف ہے تم پر! اگر تمہارا کوئی دین نہیں ہے اور آخرت سے نہیں ڈرتے ہو تو شرافت کیوں چھوڑ دی؟ اپنے خیموں کو اور اہل و عیال کو ان کی بے ہودگیوں سے بچاؤ۔ شمر نے اس کا یہ جواب دیا تو آپ ادھر سے [illegible] دوسری طرف شمر نے اپنے پیادوں کو للکارا جن میں عبدالرحمٰن جعفی [illegible] سنان بن انس نخعی [illegible] بھی آ گئے۔ مجھے [illegible] چاروں طرف سے [illegible] آپ جس طرف رخ کرتے [illegible] دوسرے [illegible] قتل کرتے جاتے تھے [illegible] طرف سے گھیر رہے تھے [illegible] پیچھے سے کوئی قوت سے حملہ آور ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں زینب [illegible] علیؓ نکل آئیں اور چلا کر کہتی تھیں: "کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا" اتفاق سے عمر بن سعد سامنے آ گیا تو فرمایا: "کیوں ابن سعد! ابو عبداللہ قتل [illegible] اور تم کھڑے دیکھ رہے ہو۔" عمر بن سعد کی اس تقریر سے [illegible] آنسو اس کی ڈاڑھی پر بہہ رہے تھے مگر اس نے زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

**امام حسینؓ کا قیام:** امام حسینؓ [illegible] بیٹھے تھے [illegible] ان کی طرف [illegible] کو اپنے ذمہ لینا [illegible] تھا۔ [illegible] "تم لوگ کس انتظار میں ہو؟" [illegible] قتل کرنے سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مجھے پوری امید ہے کہ میرے قتل سے تم [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ تم سے میرے خون کا [illegible] کہ تم کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ واللہ اگر تم نے مجھے قتل کر ڈالا تو [illegible] جائے گا اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عذاب نازل کرے گا۔ [illegible] لوگوں نے [illegible] دیکھا تھا [illegible] آپ کے قتل کرنے سے [illegible] ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص یہ گناہ اپنے سر لے۔

شہادت حسینؓ: شمر [illegible] "تمہاری مائیں [illegible] تم لوگ ایک پیادے کو [illegible] مار سکتے [illegible] یہ تمہاری مردانگی ہے اگر تم لوگ ایک ایک تنکا بھی پھینکو تو حسینؓ دب کر مر جائیں [illegible] ان کی [illegible] باقی نہیں ہے۔ [illegible] ان [illegible] لشکریوں کے دل میں [illegible] کوئی [illegible]

[illegible]

**شہدائے کربلا کی تجہیز و تکفین** [illegible]

[illegible]

**حضرت امام حسین کا سر مبارک** [illegible]

[illegible]

---

[illegible]

اپنی مرضی کو اپنا حاکم بنایا۔ جو خیار و صلحاء امت کو قتل کر رہا ہے اور شریر فتنہ انگیزوں کو سرفرازی و قیادت دیتا ہے۔ ملعونوں کی بات ہے کہ تم لوگ ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے۔ تف ہے ان پر جو ذلت و رسوائی پر راضی ہوئے ہوں"۔

**اسیرانِ کربلا:** اس کے دوسرے دن عمر بن سعد اہل بیت اطہار کو جس میں علی ابن حسینؓ بھی تھے بیمار تھے لئے ہوئے آ پہنچا۔ ابن زیاد نے تین بار زینب (بنت علیؓ) کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ کون ہے؟ چوتھی مرتبہ کسی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہؓ ہیں۔ ابن زیاد نے مخاطب ہو کر کہا "اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تم کو رسوا اور ذلیل کیا اور جھوٹے کو اس کے کذب کی سزا دی"۔ زینب نے جواب دیا "اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے سرفراز کیا اور ہمارے بزرگوں کی شان میں یہ آیۂ تطہیر نازل فرمائی۔ یہ دنیا چند روزہ ہے یہاں کی ذلت و رسوائی کا کوئی اعتبار نہیں۔ بہ آخرت میں فاسق و فاجر کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے گا اور ہم کو سرفراز و ممتاز"۔ ابن زیاد بولا "کیا خوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی کس کو ذلیل و رسوا کیا ہے؟ کیا تمہارے خاندان والے ذلیل نہیں ہوئے"۔ زینب یہ سن کر رو پڑیں۔

**حضرت زین العابدینؓ:** ابن زیاد نے علی بن حسینؓ کی طرف متوجہ ہو کر نام دریافت کیا جواب دیا "علی بن حسینؓ"۔ ابن زیاد نے متوجہ ہو کر کہا "کیا اللہ تعالیٰ نے علی بن حسینؓ کو قتل نہیں کیا ہے؟" آپ یہ سن کر خاموش رہے۔ پھر ابن زیاد نے کہا "تم کیوں جواب نہیں دیتے؟" ارشاد کیا "میرا ایک بھائی بھی علی نام کا تھا اس کو لوگوں نے شہید کر ڈالا ہے"۔ ابن زیاد غضبناک ہو کر بولا "اس کو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا ہے"۔ آپ خاموش ہو رہے۔ پھر ابن زیاد نے کہا "تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم کچھ نہیں بولتے؟" آپ نے فرمایا (اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ) ابن زیاد نے کہا "واللہ تم بھی ان ہی میں سے ہو"۔ پھر اس نے ایک مصاحب سے کہا "دیکھو شاید یہ بالغ ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو میں ابھی اس سے سمجھ لیتا ہوں"۔ مری ابن معاذ نے دیکھ کر کہا "ہاں! یہ بالغ ہو گیا ہے"۔ ابن زیاد بولا "اس کی بھی گردن مار دو"۔ آپ نے فرمایا "میرے بعد کون ان عورتوں کی کفالت کرے گا؟" زینب دوڑ کر لپٹ گئیں اور ابن زیاد سے خطاب کر کے کہا "اے ابن زیاد! کیا تیرا دل ابھی ہمارے خون سے نہیں بھرا؟ کیا تو ہم میں ایک مرد کو بھی زندہ نہیں دیکھنا چاہتا؟ میں تجھ سے اگر تو مومن ہے یہی پوچھتی ہوں کہ اگر تو ان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو بھی ان کے ساتھ قتل کر دے"۔ پھر آپ نے ارشاد کیا "اے ابن زیاد! اگر ان عورتوں میں اور تجھ میں کوئی قرابت ہو تو کسی متقی پارسا کو ان کے ہمراہ کر دینا کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے"۔ ابن زیاد تھوڑی دیر تک زینب کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بولا "مجھے اپنے رحم پر تعجب آتا ہے واللہ اگر میں ان کو (امام زین العابدین کی طرف اشارہ کر کے) قتل کرتا تو ان کو بھی (زینب کی طرف اشارہ کر کے) قتل کر دیتا۔ اس شخص کو عورتوں کے ساتھ رہنے کے لئے چھوڑ دو"۔

**عبداللہ بن عفیف کا قتل:** اس کے بعد منادی نے (الصلوٰۃ جامعۃ) کی ندا دی، لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا۔ اثنائے خطبہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کو سخت کہا۔ عبداللہ بن عفیف ازدی والبی

---

؎ ان کی ایک آنکھ واقعہ جمل میں اور دوسری واقعہ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ جاتی رہی تھی تب سے اعتکاف کے طور پر مسجد میں رہتے تھے

سے مخاطب ہو کر بولا: چپ رہ اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ ہے اور جس نے تجھے امیر بنایا ہے اللہ کی مار ہو تجھ پر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کو قتل کر کے صدیقین اور صلحا جیسی باتیں کرتا ہے" ابن زیاد نے کہا (غصے سے) "اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ" لوگوں نے عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ عبداللہ "یا مبرور یا مبرور" چلا اٹھے ازد کے چند لوگوں نے پہنچ کر چھڑا لیا پھر ابن زیاد نے ان کو بذریعہ پولیس گرفتار کرا کے سبخہ میں سولی دے دی۔

**اسیران کربلا کی روانگی شام** امام حسینؓ کا سر نیزہ پر رکھ کر کوفہ کی تمام گلیوں اور کوچوں میں تشہیر کرا کے لٹکا دیا۔ بعدہٗ ان کے ہمراہیوں کے سروں کے زحر بن قیس کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا تھا ان دنوں میں سے دو روز بعد ان کے ہمراہ ایک دستہ فوج کا شمر تھا، عورتیں اونٹوں پر بغیر محمل کے سوار کرائی گئیں اور امام زین العابدین کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیر ڈال دی گئی آپ نے ذرہ گفتگو نہ کی اور طوق پہنائے ہوئے کچھ بولے اور نہ راستہ میں کچھ ان لوگوں سے ہم کلام ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچ گئے۔

**زحر بن قیس** زحر بن قیس یزید کے پاس گیا۔ دریافت کیا: کیا حال ہے؟ جواب دیا "میں امیر المومنین کو فتح و نصرت کی بشارت دینے آیا ہوں۔ حسینؓ بن علیؓ اٹھارہ افراد اہل بیت اور ساٹھ آدمی اپنے معتقدین و انصار کے ساتھ وارد ہوئے ہم لوگ بڑھ کر جلوگیری کے خیال سے ان کی طرف گئے اور یہ امر کہا کہ امیر المومنین کی بیعت کر لیں یا برسر جنگ آئیں [illegible] انہوں نے دوسری شق اختیار کی اور ہم لوگ بھی مستعد جنگ ہو گئے۔ چنانچہ آفتاب کے بلند ہوتے ہی ہم لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پس جب جنگ ہوئی تلواروں اور نیزوں نے ان کو اپنے کام میں لے لیا تو جان بچا بچا کر گڑھوں اور ٹیلوں اور درختوں کی طرف بھاگ گئے تھے جیسا کہ باز کے خوف سے کبوتر بھاگتا ہے الغرض اتنی دیر نہ ہوئی تھی جتنی ذبیحہ کو ذبح ہوتے ہوتی ہے تیز تلواروں نے ان کو فرش زمین پر موت کی نیند سلا دیا۔ یہ ان کی لاشیں بے گور و کفن اسی میدان میں پڑی ہوئی ہیں ان کے جسموں پر نہ کوئی کپڑا ہے اور نہ کوئی سایہ، اگر سایہ ہے تو آفتاب کا ہے اور کپڑا ہے تو ریگ کا، ہاں البتہ ان کی تعزیت کو ہوائیں ان کو پلٹ پلٹ کر کھا رہی ہیں ان کی زیارت کرنے والے وحشی و درندے ہیں اور ان پر ہجوم کرنے والے قریب و جوار کے گدھ ہیں اور گدھ ہیں" اس خبر کے سنتے ہی یزید کی آنکھیں پرنم ہو گئیں بولا "میں تم لوگوں سے بغیر قتل حسینؓ کے بھی راضی ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ابن سمیہ پر ہو۔ اللہ کی قسم! اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو یقیناً حسینؓ سے درگزر کرتا اللہ تعالیٰ حسینؓ پر اپنی رحمت نازل کرے" یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور زحر کو کچھ صلہ نہ دیا۔

**اہل بیت اور یزید**[1] اگلے ابن زیاد کے روانہ کئے ہوئے کربلا کے گرفتار کئے گئے لوگوں کا ایک عام مجمع تھا سروں کے ساتھ آپ کی عورتیں اور علی بن حسینؓ (زین العابدین) پابزنجیر حاضر لائے گئے فاطمہ و سکینہ دختران امام کی نظریں جونہی مظلوم باپ کے سر پر پڑیں چلا کر رونے لگیں تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ نے اپنے جی کو سنبھال کر کہا "کیا یزید یہ مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں قیدی بنائی جائیں؟" یزید نے جواب دیا "نہیں بلکہ آزاد اور بزرگ بیبیوں کی طرح اپنے

---

[1] مستفاد از [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

ابوبکر (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ تھا) پسران علی ابن ابی طالب اور علی (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ ثقفی تھا) و عبداللہ (رباب بنت امرء القیس کلبی ان کی ماں کا نام تھا) پسران حسین ابن علی اور ابوبکر و قاسم پسران حسن بن علی اور عون و محمد پسران عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور جعفر و عبدالرحمٰن و عبداللہ پسران عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل و محمد بن ابی سعید ابن عقیل رضی اللہ عنہم سترہ آدمی اہل بیت کے اور باقی ترپن آدمی اعوان و انصار کے تھے۔

**عبداللہ بن حنظلہ**: ۶۲ھ میں یزید کی طرف سے عثمان بن محمد بن ابی سفیان امیر مدینہ ہو کر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں عبداللہ ابن حنظلہ و عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی و منذر بن الزبیر وغیرہ شرفاء مدینہ تھے شام کو روانہ کیا۔ یزید نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی، عبداللہ بن حنظلہ کو علاوہ خلعت ایک لاکھ درہم اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا۔ جب عبداللہ بن حنظلہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے اور حال دریافت کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ ''ہم ایسے نااہل کے پاس سے آتے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے اور نہ کوئی مذہب، شراب پیتا ہے، راگ باجا سنتا ہے، واللہ اگر کوئی ہمدرد بجز اللہ نہ ہوتا تو اس پر جہاد کرتا''۔ حاضرین نے کہا ''ہم نے تو سنا ہے کہ یزید نے تمہاری بہت بڑی عزت کی، خلعت اور جائزہ دیا'' عبداللہ بولے ''ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس وجہ سے اس کو قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلے کی ہم میں قوت آ جائے''۔ اہل مدینہ یہ سن کر یزید سے اور زیادہ متنفر ہو گئے۔ عبداللہ بن حنظلہ نے یزید کی معزولی کی درخواست پیش کی۔ لوگوں نے بکمال خوشی و رغبت منظور کیا۔

**بنو امیہ کا مدینہ سے اخراج**: عثمان ابن محمد نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ کر بھیجے۔ یزید نے ایک عتاب آمیز فرمان اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے۔ انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سب نے عثمان بن محمد و مروان بن الحکم اور کل بنی امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے عمرو بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا، اس نے انکار کیا پھر عبیداللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا۔ تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی، بارہ ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا۔ یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور تک ساتھ آیا اور چند احکام کی پابندی کی ہدایت کر کے واپس آیا کہ ''اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا، اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کرنے کی مہلت دینا، اگر اس اثناء میں وہ اطاعت قبول کر لیں تو درگزر کرنا ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا، مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آ جائے وہ سب لشکریوں کا ہے، علی بن حسینؓ سے کچھ تعرض نہ کرنا کیونکہ ہم کو یہ امر بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ ان کو اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے''۔

---

[۱] ایضاً صفحہ ۹۳

[۲] کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۳

**مدینہ کی ناکہ بندی:** جب اہل مدینہ کو ان سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے بنی امیہ کا مروان کے گھر میں نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا اور بالآخر یہ عہد و پیمان لے کر آزاد کیا کہ ”وہ جنگ سے کنارہ کش رہیں گے دوسرے کے ساتھ ہو کر اہل مدینہ کی مخالفت نہ کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینہ کے خلاف ہو گا ظاہر نہ کریں گے“۔ مسلم بن عقبہ سے اور ان لوگوں سے وادی القری میں ملاقات ہوئی۔ عمرو بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا انہوں نے بتلانے سے انکار کیا لیکن ان کے ہمراہیوں نے بتلا دیا۔ مسلم بن عقبہ وادی القری سے کوچ کر کے تیزی کے ساتھ چلتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچا اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا: ”امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمہاری خونریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اس اثناء میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فبہا میں فوراً کمہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اس کو بیان کرو“۔ جب یہ میعاد گزر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ ”تم جنگ کرو گے یا صلح؟“ اہل مدینہ نے کہا ”ہم جنگ کریں گے“۔ مسلم نے سمجھایا جنگ نہ کرو بلکہ میری اطاعت کر لو اس میں تمہاری بہتری ہے مگر اہل مدینہ انکار کرتے رہے۔ بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی۔

**لڑائی کا آغاز:** عبد الرحمن بن زہیر بن عبد عوف خندق پر متعین کئے گئے جس کو اہل مدینہ نے بغرض حفاظت کھود رکھا تھا۔ عبد اللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کی ایک سمت پر، معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک گروہ لئے ہوئے دوسری جانب مامور ہوئے اور ان سب کی افسری عبد اللہ بن حنظلہ کو دی گئی۔ انہوں نے ایک بڑے لشکر کو لے کر کوفہ کے راستہ کی ناکہ بندی کر لی۔ مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ عبد اللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس مردانگی سے دست بدست لڑے کہ سواران شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب نے بہ اجازت عبد اللہ بن حنظلہ تیس سواروں کو لے کر مسلم پر حملہ کیا۔ شامی پیادوں کے دل پھر گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے اس کے بعد عبد اللہ نے حسب درخواست فضل بن عباس کل سواران مدینہ ان کی ماتحتی میں بھیج دیا۔ فضل بن عباس نے اس قدر تیزی سے حملہ کیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا سواروں پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔

**اہل مدینہ کی پسپائی:** مسلم کے ارد گرد صرف پانچ سو پیدل کی جماعت باقی رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے پہنچ کر مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں کاٹ کر کلے میں گھس گئیں۔ ہوتے ہی علم گر گیا اور ساتھ ہی وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ فضل جوش مسرت سے چلا اٹھے (قتلت طاغية القوم ورب الكعبة) ”واللہ میں نے گروہ قوم کے سردار کو قتل کر ڈالا“۔ مسلم بن عقبہ بولا ”تم نے دھوکا کھایا وہ ایک رومی غلام تھا“ فضل نے جھپٹ کر علم اٹھا لیا۔ مسلم نے لشکر شام کو للکارا سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر لڑتے لڑتے فضل شہید ہو گئے تب اس نے اپنے ہمراہیوں کو عبد اللہ بن حنظلہ کی طرف بڑھایا۔ جس وقت عبد اللہ بن حنظلہ اپنی رکاب کی فوج کو لشکر شام پر حملہ کرنے کو ابھار رہے تھے حصین بن نمیر و عبد اللہ بن عضاہ الاشعری اپنے اپنے کمانداروں کو لئے ہوئے عبد اللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمراہیوں پر تیر

پامردی سے لڑتے ہوئے بڑھے عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا "جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے" لوگ بے جگری سے [illegible] اور نہایت دلیری سے لڑتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہونے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن حنظلہ کے قتل ہو جانے کے بعد ان کے اخیافی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری، عبداللہ بن عبداللہ بن حویطب، وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے میدان جنگ میں جام شہادت پیا۔ ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا۔

**مدینہ میں قتل عام:** مسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ میں داخل ہوا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا تمام لشکر نے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل بن سنان، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن ابی جہم وغیرہ کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ اس واقعہ میں تین سو چھ آدمی شرفاء قریش و انصار اور ان کے علاوہ [illegible] اس قدر [illegible] روپوش ہو گئے [illegible] جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت لینی شروع کی۔ اہل مدینہ سے بیعت کے بارے میں یہ [illegible] لشکر یزید شام پر [illegible] طرف [illegible] جو بیعت کرتا تھا اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور جو [illegible] تو اس کو قتل کروا دیا جاتا تھا۔

**حضرت زین العابدین اور مسلم بن عقبہ:** حضرت علی بن حسین (زین العابدین) [illegible] مروان بن الحکم نے ایک بار تمہاری [illegible] کیا تھا آپ [illegible] مسلم بن عقبہ!! [illegible] علی بن حسین ہیں [illegible] آپ اٹھے [illegible] مسلم بن عقبہ نے کہا "تم [illegible] کوئی تعلق ان سے [illegible] ساتھ ہوتا [illegible] امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی تھی [illegible] باقی کو تم نے ان کا ساتھ [illegible] معاملات [illegible] تمہاری [illegible] بات تو تم [illegible]" پھر مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسین کو اپنے پاس بٹھایا [illegible] "شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ" آپ نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو" مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی آپ بلا بیعت کئے اپنے گھر چلے آئے اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے یہ واقعہ جب کہ دو راتیں ذی الحجہ ۶۳ھ کی باقی رہ گئی تھیں عہد حکومت یزید بن معاویہ میں واقع ہوا۔

**مکہ کا محاصرہ:** اس واقعہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کو مرتب کر کے بقصد جنگ عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے [illegible] جس وقت مقام [illegible] پہنچا بیمار ہو گیا۔ جب اس کو اپنی زیست کی امید نہ رہی تو اس نے حصین بن نمیر کو طلب کر کے لشکر شام پر اپنا قائم مقام مقرر کر کے مر گیا۔ حصین بن نمیر لشکر شام کو

---

۱ [illegible]

۲ [illegible]

لئے ہوئے ۲۴ محرم ۶۴ھ کو مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ اہل مکہ کو یزید کی بیعت کے لئے طلب کیا ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور لڑائی کی طرفین سے تیاریاں شروع ہو گئیں عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ و حجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آ کر ان کے پاس جمع ہو گئے جو واقعہ حرہ سے بھاگ کر آئے تھے اور کچھ لوگ بغرض امداد خوارج کی طرف سے آ گئے تھے۔

عبداللہ بن زبیر شامی لشکر سے مقابلہ کی غرض سے مکہ معظمہ سے باہر نکلے سب سے پہلے ان کے بھائی منذر بن زبیر نے میدان میں نکل کر شامیوں کو للکارا۔ لشکر شام سے ایک شخص نکل کر مقابلے پر آیا وہ باہم چلے شامی مارا گیا دوسرے نے جو بھی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک تیر سے مار کر وہیں اپنی جگہ پر ٹھنڈا کر دیا لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً حرکت کی اور جنگ مغلوبہ شروع کر دی ایک طرف سے مسور بن مخرمہ و مصعب بن عبدالرحمن بن عوف بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے دوسری جانب سے عبداللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے۔ صبح سے شام تک لڑائی کا یہی انداز رہا شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرے کا ہے۔

**یزید کا انتقال:** اس کے بعد حصین بن نمیر نے کوہ ابو قبیس و قعیقعان پر منجنیقیں نصب کرا دیں جو شب و روز خانہ کعبہ پر سنگباری کرتی تھیں کوئی شخص طواف نہ کر سکتا تھا پورا ماہ محرم اور پورا مہینہ صفر کا اسی حالت سے گزر گیا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آ گئی شامیوں نے منجنیق پر آگ رکھ کر پھینکی جس سے غلاف کعبہ اور پردے جل کر خاک ہو گئے۔ ابھی لڑائی کا سلسلہ جاری تھا کہ یزید مر گیا اور اس کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر کو قبل اس کے کہ حصین بن نمیر کو معلوم ہو پہنچ گئی۔ عبداللہ بن زبیر نے پکار کر کہا "اے گمراہو! سنو واللہ اب تم کیوں لڑ رہے ہو تمہارا گمراہ سردار مر گیا"۔

**عبداللہ بن زبیر اور حصین بن نمیر:** حصین بن نمیر نے اس کو باور نہ کیا مگر جب اس کو یزید کی موت کا اصلی یقین ہو گیا تو عبداللہ بن زبیر کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو ابطح میں ملاقات کیجئے جب رات آئی تو ادھر سے عبداللہ بن زبیر اپنے چند ہمراہیوں کو لے کر نکلے اور ادھر سے حصین بن نمیر پھر دونوں اپنے اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر ایک گوشہ کی طرف گئے۔

**حصین بن نمیر:** "اے عبداللہ بن زبیر تم زیادہ مستحق خلافت ہو آؤ ہم تمہاری بیعت کر لیں بعدازاں تم ادھر شام کو چلو میں اہل شام کا مرد میدان ہوں یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے اس میں شام کے بڑے بڑے سردار ہیں واللہ یہ بھی بیعت کر لیں گے ایک دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے۔ میرے اور تمہارے ایک ہو جانے سے خونریزی کا دروازہ بند ہو جائے گا لوگ امن و چین سے بسر کرنے لگیں گے"۔

**عبداللہ بن زبیر:** "(بلند آواز سے) میں یہ امر قبول نہ کروں گا مجھے اس شخص پر بھروسہ نہیں ہو سکتا ہے جس سے لوگ خائف ہوں اور جس نے بیت اللہ کو جلا دیا ہو اور جس نے اس کی حرمت کا لحاظ نہ کیا ہو"۔

**حصین بن نمیر:** "تم ضرور میرے کہنے پر عمل کرو تمہارا اسی میں فائدہ ہے"۔

---

یزید بن معاویہ کا انتقال حوارین سرزمین شام میں ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو ۳۸ سال کی عمر میں ہوا تین برس آٹھ مہینے اس کی حکومت رہی۔ مدت حکومت [illegible]

عبداللہ بن زبیر: "میں واللہ تمہارے قول وفعل کا ہرگز اعتبار نہ کروں گا اور نہ ان فقرے میں آؤں گا"۔

حصین بن نمیر: "اللہ تیرا برا کرے میں آہستہ آہستہ راز کی بات کہتا ہوں اور تو چلاتا ہے، میں تجھے خلافت کی طرف بلاتا ہوں اور تو قتل وغارت سے ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتا" عبداللہ بن زبیر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ حصین بن نمیر مجبور ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا اور مدینہ کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔

**حصین بن نمیر کی مدینہ کو واپسی:** اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حصین بن نمیر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں شام تو نہ جاؤں گا البتہ تم لوگ یہیں آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ حصین بن نمیر نے یہ جواب دیا کہ بغیر تمہارے شام چلے ہوئے کام درست نہ ہوگا کیونکہ وہاں بنو امیہ موجود ہیں اور وہ خود خلافت کے مدعی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر اس امر پر راضی نہ ہوئے مکہ ہی میں رہ گئے اور حصین بن نمیر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدینہ پہنچ گیا۔

**بنو امیہ اور شامی لشکر کی روانگی:** یزید کی موت سے اہل مدینہ میں جرأت آ گئی۔ کوئی اکا دکا جس کو لشکر شام سے پاتے تھے اس کی سواری چھین لیتے تھے اس سے وہ لوگ اپنی جماعت سے باہر نہ جاتے تھے بالآخر اہل مدینہ کے نکالنے سے تنگ آ کر شام کی طرف کوچ کر دیا اور ان کے ساتھ وہ بنی امیہ بھی نکل کھڑے ہوئے جو ان دنوں مدینہ میں موجود تھے۔

**معاویہ ثانی بن یزید:** بنو امیہ اور لشکر شام اس وقت دمشق پہنچا جبکہ معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اہل شام خلافت بیعت کر چکے تھے لیکن یہ صرف تین مہینے حکومت کر کے مر گیا اور بعض کا قول ہے کہ چالیس دن حکومت کر کے اکیس برس اٹھارہ دن کی عمر میں انتقال کیا۔ بہرکیف اس نے اپنے آخری زمانہ حکومت میں لوگوں کو جمع کر کے حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا۔ جس کا یہ مضمون تھا: "اے لوگو! میں تم پر حکومت کرنے سے معذور ہوں ابھی میں حضرت عمر بن الخطاب کی پیروی کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے چھ آدمیوں کو ارباب شوریٰ خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ میں بھی تم لوگوں کو اختیار دیتا ہوں کہ جس کو مناسب سمجھو خلافت کے لئے اس کو منتخب کرو"۔ اس قدر تقریر کرنے کے بعد معاویہ بن یزید گھر میں چلا گیا اور پھر زندہ باہر نہ آیا۔

# باب : ۳

## عبداللہ بن زبیرؓ

## ۶۴ھ تا ۷۳ھ

**عبدالملک بن مروان کی بیعت خلافت:** یزید بن معاویہ کے مرنے کے بعد حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر لی۔ صرف شام و مصر والے ان کی بیعت سے علیحدہ رہے کیونکہ ان لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کی تھی۔ لیکن جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو ان میں انتخاب خلیفہ میں بہت اختلاف پڑ گیا۔ سب سے پہلے جس نے اس انتشار سے استفادہ کیا وہ نعمان بن بشیر انصاری تھے جن کی جاگیر میں حمص کا علاقہ تھا۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کی تحریک شروع کی۔ جب اس کی اطلاع زفر بن حارث کلابی کو پہنچی جو قنسرین کا گورنر تھا تو اس نے بھی چپکے چپکے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت دی۔ وہ امیر جو ابھی دمشق میں موجود تھے اس سے بے خبر تھے۔ رفتہ رفتہ حسان بن مالک بن بحدل کلبی کو بھی خبر ہوئی جو فلسطین کا عامل تھا۔ اس نے روح بن زنباع سے کہا "اہل فلسطین ابن زبیر کی اطاعت کر رہے ہیں اور جو تمہیں معلوم ہے میری قوم کے لوگ اردن میں ہیں۔ تم یہاں میری قائم مقامی کرو کیونکہ یہاں پر تمہارے ہی قوم والے سردار موجود ہیں اور اگر ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اس سے جنگ کرنا۔ میں اردن کی طرف جاتا ہوں"۔

**اردن کے حالات:** چنانچہ روح بن زنباع فلسطین میں رہ گیا اور حسان بن مالک اردن کی جانب چل کھڑا ہوا۔ اس کے جاتے ہی نائل بن قیس جذامی نے جو عبداللہ بن زبیرؓ کا طرفدار تھا، روح بن زنباع کو نکال دیا۔ یہ خبر جب حسان بن مالک کے پاس اردن میں پہنچی۔ حسان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا "اے اہل اردن! تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیرؓ فساد برپا کر رہے ہیں اور خلفاء اللہ کی بغاوت پر کمر بستہ ہیں۔ وہ مسلمانوں کی جماعت میں نفاق پیدا کر رہے ہیں۔ تم لوگوں کو چاہیے کہ بنی حرب میں سے کسی کو خلافت کے لیے منتخب کر لو اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کرو"۔ لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا "تم ہی بنی حرب

---

۱۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ترجمہ [illegible] صفحہ ۲۲۳

۲۔ [illegible] جلد ۴ صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مصر

میں سے کسی کو امارت کے لئے انتخاب کر لو۔ اگر عبداللہ بن زبیرؓ ان دونوں لڑکوں (عبداللہ و خالد پسران یزید) کی اطاعت کر لیں گے تو ہم بھی ان کے مطیع ہو جائیں گے، ورنہ یہ ادعا تھا یہ لوگ کم سن ہیں بڑے دقیانوسی شخص کو امیر بنا لیں، وہ تمہارے لیے ہم ایک تو جوان پیش کر رہے ہیں۔ حسان نے ایک خط ضحاک بن قیس کے پاس بھیجا جس میں یہ واقعہ بالتفصیل درج کر کے بنو امیہ کے حقوق خلافت و عبداللہ بن زبیر کی برائیاں لکھیں اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ یہ خط ضحاک بن قیس کو بنو امیہ و رؤسا شہر کی موجودگی میں جامع مسجد میں پڑھ کر سنائے۔

**رؤسائے دمشق میں اختلاف:** جب یہ خط جمعہ کے دن رؤسا کی موجودگی میں دمشق میں بنو امیہ کی مسجد میں پڑھا گیا تو دو گروہ ہو گئے۔ یمانی بنو امیہ کی طرف ہو گئے اور قیسی عبداللہ بن زبیر کے۔ آپس میں بحث و تکرار بڑھی۔ اب نے تعصب جب نوبت یہاں تک پہنچی اور تلواریں کھینچ کر ایک دوسرے کی طرف دوڑ پڑے۔ خالد بن یزید نے بیچ بچاؤ کیا۔ ضحاک بن قیس دارالامارت میں چلا گیا تھا۔ تین دن تک باہر نہ آیا۔ اسی اثناء میں عبیداللہ بن زیاد آ گیا جس سے بنو امیہ کو تقویت ہوئی۔ ضحاک بن قیس کو کل بنو امیہ کی طرف نظر آئے۔ اتفاق سے ثور بن معن السلمی آ پہنچا اور ضحاک سے خطاب کر کے بولا "کیوں ضحاک تم نے ہم کو عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی طرف بلایا، ہم نے ان ہی کی امارت کی بیعت کی اور اب تم اس اعرابی (یعنی حسان بن مالک کلبی) کے کہنے سے ان کے بھانجے (خالد بن یزید) کی بیعت خلافت پر آمادہ ہو رہے ہو۔" ضحاک بن قیس نے غور کر کے کہا "اچھا تمہاری کیا رائے ہے؟" جواب دیا "جس کو پوشیدہ رکھتے تھے اس کو اب اعلانیہ ظاہر کرو اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت کی علم کھلا دعوت دو۔" ضحاک یہ سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے چلے اور مرج راہط میں جا اترے۔ اس وقت تک دمشق ان ہی کے قبضہ میں تھے۔

**مروان کی بیعت:** بنو امیہ تمام جابیہ میں جمع تھے۔ ولی امر کے متعلق مشورہ ہو رہا تھا۔ حسان بن مالک کلبی امامت کر رہا تھا اور مروان درپردہ اپنی بیعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی کوشش کا نتیجہ پیدا ہوا کہ ایک روز روح بن زنباع نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ بالفعل مروان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے، وہی اس کا مستحق ہے۔ پھر جب خالد بن یزید شعور کو پہنچے گا تو امارت اس کے سپرد کی جائے گی۔ سب لوگوں نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ۳ ذیقعدہ ۶۴ھ کو کل بنو امیہ، کلب، غسان، سکاسک اور طے نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

**معرکہ مرج راہط:** بیعت لینے کے بعد مروان نے مرج راہط کا رخ کیا جہاں ایک ہزار سواروں کو لئے ہوئے ضحاک بن قیس ٹھہرا ہوا تھا۔ مروان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے اثنائے راہ میں کوچ کیا۔ بعد ازاں عباد بن زیاد نے [illegible] سے امداد

---

[1] [illegible]

[2] ابن اثیر جلد ۴ صفحہ [illegible]

[3] ابن اثیر جلد ۴ صفحہ [illegible]

غلاموں کو لے کر آ گیا۔ یزید بن ابی النمس غسانی نے میدان خالی پا کر ضحاک کے گورنر کو دمشق سے نکال کر بیت المال اور خزانات پر قبضہ کر لیا۔ ضحاک نے امرائے حمص کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ چنانچہ زفر بن الحارث قنسرین سے امدادی فوج لے کر آ گیا۔ نعمان بن بشیر نے شرحبیل بن ذی الکلاع کے ہمراہ اہل حمص کو روانہ کیا۔ یہ لوگ ضحاک بن قیس سے مرج راہط میں جا ملے۔ اس سے ان کی جمعیت کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ مروان کی فوج کی تعداد تیرہ ہزار تھی جن میں اکثر پیادہ تھے اور ضحاک کے ہمراہیوں میں اکثر سوار۔ مروان کے میمنہ پر عمرو بن سعید، میسرہ پر عبیداللہ بن زیاد اور ضحاک بن قیس کے میمنہ پر زیاد بن عمرو عقیلی تھا، میسرہ پر بکر بن ابی بشر ہلالی۔ بیس روز تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔ فریقین اپنی اپنی فتح کی کوششوں میں مصروف تھے۔

**ضحاک کا خاتمہ:** عبیداللہ بن زیاد نے مروان سے کہا ’’میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور ضحاک باطل پر اور جو آپ کے ہمراہی ہیں وہ کم ہیں اور تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں۔ تمہیں زیادہ تر لڑائی کا خیال ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے اگر حیلہ سازی سے کام لو اور لڑائی تو حیلہ ہی کا نام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ضحاک کو صلح کے بہانے سے لڑائی سے روکو اور پھر رات کے وقت عین غفلت میں اس پر حملہ کرو۔‘‘ چنانچہ مروان نے ضحاک کو پیام صلح دیا۔ ضحاک نے بھی لڑائی بند کر دی۔ رات ہوتے ہی جوں ہی ضحاک کے لشکری اپنے اپنے خیموں میں اطمینان سے سو گئے تو مروان کے سواروں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ شور و غل کی آواز سے ضحاک کے لشکری گھبرا کر نکلے تو وہ غارت کے طوفان میں گھرے ہوئے تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے نہایت استقلال سے ٹیک کر اپنا حملہ روکا اور قبیلہ قیس کے جتنے آدمی مرج راہط کے واقعہ میں کام آئے اتنے کسی جنگ میں نہیں آئے۔ ضحاک بھی اسی معرکہ میں کام آیا۔ اسی آدمی قیس کے اور بہت سے قبیلے کے مارے گئے۔ مروان نے منادی کرا دی کہ کوئی شخص بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے۔ یہ معرکہ مرج راہط کا تھا۔ یہ واقعہ محرم ۶۵ھ کا ہے۔

**مروان کا شام و مصر پر قبضہ:** کامیابی کے بعد مروان دمشق میں داخل ہو کر دارالامارت (قصر معاویہ) میں اترا۔ یزید کے مکان میں قیام کیا اور تمام لشکر سے بیعت لینے کے بعد خالد بن یزید کی ماں سے نکاح کر لیا۔ پھر مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ آلات حرب ساتھ لیے۔ مصر میں ان دنوں عبدالرحمن بن حجدم قرشی گورنر تھا جو ابن زبیر کے ہواخواہوں میں سے تھا۔ مروان کی آمد کی خبر سن کر مقابلے کے قصد سے نکلا، لڑائی ہوئی، بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایک گروہ ہو گیا۔ مروان شام کی طرف واپس ہوا۔ شام پہنچ کر معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو شام پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا ہے۔ پہنچتے ہی اس نے عمرو بن سعید کو مصعب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ مصعب و عمرو بن سعید میں لڑائی ہوئی۔ میدان عمرو بن سعید کے ہاتھ رہا اور مصعب کو شکست ہوئی۔ الغرض اس طرح دمشق و ملک شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔

**اہل خراسان کی بیعت:** خراسان کی گورنری پر یزید بن معاویہ کی جانب سے سلم بن زیاد مامور تھا۔ جب اس کو یزید کی

موت کی خبر پہنچی تو اس نے اہل خراسان سے برضا و رغبت تا انتخاب خلیفہ بیعت لے لی پھر ان لوگوں نے دو چار روز کے بعد نقض بیعت کی اس نے مجبور ہو کر مہلب بن ابی صفرہ کو بجائے اپنے مقرر کر کے شام کا قصد کیا جب سرخس پہنچا تو سلیمان بن مرثد [illegible] قیس بن ثعلبہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے دریافت کیا "کہاں جاتے ہو؟" جواب دیا "[illegible]" [illegible] کسی شہر کی امارت [illegible] سلیمان [illegible] بات ہے کہ تم نے اپنا نائب بھی ازدی شخص کو بنایا ہے" مسلم نے [illegible] "تم [illegible]" [illegible] مرو روذ، فاریاب، طالقان اور جوزجان کا والی مقرر کر دیا۔ سلیمان [illegible] مرو روذ کی طرف روانہ ہوا۔ مسلم بن زیاد آگے بڑھا تو اوس بن ثعلبہ [illegible] اس نے [illegible] کیا۔ پہنچا یہاں عبداللہ بن خازم خراسان کی طرف سے آ ملا۔ اس نے دریافت کیا "خراسان پر تم نے کس کو مامور کیا؟" مسلم نے کہا "سلیمان بن مرثد کو" عبداللہ بولا "[illegible] کوئی اور شخص [illegible] اپنے شہر [illegible] ان کے قبیلہ کے [illegible] مجھے مرحمت کیجئے" چنانچہ مسلم نے [illegible] اور ایک لاکھ درہم دے کر [illegible] رخصت کیا۔

**عبداللہ بن خازم** مہلب بن ابی صفرہ [illegible] ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا [illegible] کی پیشانی پر چوٹ آئی [illegible] شہر میں داخل ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ بن خازم نے مرو روذ پر چڑھائی کی [illegible] سلیمان مارا گیا اور عبداللہ بن خازم [illegible] عمرو بن مرثد کی طرف بڑھا جو طالقان پر [illegible] عمرو بن مرثد مارا گیا [illegible] اوس بن ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ [illegible] ہرات [illegible] سب [illegible] مقتول [illegible] اوس بن ثعلبہ کے ہاتھ پر بیعت کی [illegible] عمرو بن مرثد کے خون کا بدلہ لینے [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible] کی اطلاع ہوئی [illegible] ان کے مقابلہ پر پہنچ گیا [illegible] عبداللہ بن خازم نے [illegible] شہر سے نکل [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible] کے مارے [illegible] اس کو [illegible] بہت سے [illegible] کے قریب پہنچ کر [illegible] عبداللہ بن خازم نے [illegible] جنہوں نے [illegible] بن خازم نے [illegible] حیان [illegible] چنانچہ [illegible] گرا [illegible] کر لیا۔

**[illegible]** [illegible] ایک [illegible] ہوا

اور وہ لوگ اپنے کئے پر پچھتائے ہوئے کوفہ میں سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے۔ ان میں مسیب بن نجبہ فزاری، عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی، عبداللہ بن وال تیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی وغیرہ رؤسائے شیعہ بھی موجود تھے۔ بحث و تکرار کے بعد ان لوگوں نے بغرض طلب ثار حضرت حسین رضی اللہ عنہ سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلیمان بن صرد ابتدائے اسلام سے خلفاء کی اعانت کرتے رہے۔ سعد بن حذیفہ بن الیمان مدائن میں تھے اور مثنیٰ بن مخربہ عبدی بصرہ میں تھے ان کی رائے سے متفق ہوئے۔ جو لوگ حسین کے معاملہ میں شریک تھے روز بروز ان کی جمعیت بڑھتی گئی یہاں تک کہ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ مر گیا تو ان لوگوں نے حسین کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کہا۔ سلیمان نے جواب دیا: ٹھہر جاؤ، ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ اس وقت جمع کرنے میں بہت سے آدمی نہیں ہیں جو تمہارے ہمراہ ہوں۔ تم اپنے لوگوں کو جمع کرو اور جگہ جگہ پیغام بھیجتے رہو اور کوشش کرتے رہو۔ پس سلیمان بن صرد نے حسین کے خون کا بدلہ لینے کے واسطے بہت سے لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کر لیا۔ پھر یزید کے مرنے پر ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو (جو ابن زیاد کی طرف سے کوفہ کا امیر تھا) کوفہ سے نکال دیا اور عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی بیعت کر لی۔

**مختار اور اہل کوفہ:** یزید کے مرنے کے چھ مہینے بعد پندرہ رمضان میں مختار بن ابی عبید کوفہ آیا۔ پندرہویں رمضان کو ابن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید انصاری کوفہ کی امارت پر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ خراج کوفہ پر مامور ہو کر آئے۔ مختار بن ابو عبید لوگوں کو خون حسین کے معاملہ میں اپنی طرف بلانے لگا۔ لوگوں سے کہا کہ میں مہدی محمد بن حنفیہ کی طرف سے امام ہو کر آیا ہوں۔ شیعان سلیمان بن صرد سے کہا کہ تم نے اس کی بیعت کی ہے اور اس کی تعظیم کرتے ہو۔ مختار نے کہا: سلیمان ایک بوڑھا ضعیف آدمی ہے جو جنگ سے ناواقف ہے۔ مجھے مہدی محمد بن حنفیہ نے بھیجا ہے اور میری تقرری کی ہے تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ ایک گروہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔ عبداللہ بن یزید انصاری کو جب یہ خبر پہنچی کہ مختار خروج کرنے والا ہے تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کہا: اگر وہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی ان سے لڑیں گے ورنہ ہم ان سے تعرض نہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ خون حسین کا معاوضہ ان کے قاتلین سے لینے والے ہیں۔ اگر ابن زیاد ان کی طرف رخ کرے گا تو ہم ان لوگوں کے مددگار ہوں گے۔ یہ بات حسین کے قاتلوں پر گراں گزری۔ عبداللہ بن یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے اٹھ کر کہا: اس شخص کی تقریر سے تم لوگ مغرور نہ ہو جانا۔ واللہ جو شخص ہماری اطاعت سے انحراف کرے گا اس کا سر ہم قلم کر دیں گے۔ یہ بات پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مسیب بن نجبہ نے ابراہیم کی بات کاٹ دی اور کہا: تم ہم کو اپنی تلوار سے ڈراتے ہو۔ واللہ تم ہماری مخالفت پر جرأت نہیں کر سکتے۔ تو اپنے کام سے کام رکھ۔ اس پر ابراہیم نے کہا: ایک نئی بات کی ہے۔ ابراہیم نے عبداللہ بن یزید کی طرف اشارہ کر کے کہا: ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ عبداللہ بن وال بولا:

[illegible]

[illegible] عبداللہ بن یزید [illegible] ابراہیم بن محمد بن طلحہ [illegible]

**سلیمان بن صرد خزاعی** [illegible]

[illegible]

**سلیمان بن صرد کا خروج** [illegible]

[illegible]

گیا اور سلیمان بن صرد اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر کے عین الوردہ پہنچے اور ان کے قریب جا کر ٹھہرے۔ پانچویں روز شام کے لشکر آن پہنچے اور قریباً ایک شب و روز کی مسافت باقی رہ گئی تو سلیمان نے اپنے کل لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو مسیب بن نجبہ اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن سعد بن نفیل امیر ہوں گے اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن وال اور اگر یہ بھی مارا جائے تو رفاعہ بن شداد امیر ہوں گے۔ پھر آگے بڑھ کر ٹھہر گئے۔ بعد ازاں چار سو سواروں کے ساتھ مسیب بن نجبہ کو لشکر شام کے تعاقب میں روانہ کیا۔ یہ لشکر شام کے مقدمہ [illegible] سے مڈ بھیڑ ہو گئی تھی۔ میدان جنگ مسیب کے ہاتھ میں رہا۔ شامی لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا بہت سے آدمی مارے گئے۔ مال و اسباب [illegible] جو کچھ لشکر گاہ میں تھا مسیب بن نجبہ نے قبضہ کر لیا اور واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں آ گیا۔

**معرکہ عین الوردہ:** ۶۵ھ اس واقعہ کی خبر عبیداللہ بن زیاد کو ہوئی تو اس نے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۶۵ھ کو صبح کے وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ [illegible] قلب میں تھا [illegible] عبداللہ بن [illegible] مسیب بن نجبہ [illegible] حصین بن نمیر نے سلیمان اور ان کے ساتھیوں کو [illegible] ایک دوسرے کا [illegible] لڑائی شروع ہوئی۔ شام ہونے تک شامی لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا [illegible] صبح ہوئی تو [illegible] ابن ذی الکلاع [illegible] عبیداللہ بن زیاد نے [illegible] حصین بن نمیر [illegible] سے جنگ جاری رہی [illegible] دونوں لشکر اپنے اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔ دوسرے روز [illegible] تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔

**لڑائی کا تیسرا دن:** تیسرے روز ادہم بن محرز باہلی [illegible] دس ہزار فوج لے کر آ پہنچا۔ لڑائی شروع ہوئی صبح سے آفتاب [illegible] نہایت شدت سے جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سلیمان نے اپنے ہمراہیوں سے [illegible] شامی لشکر پر حملہ [illegible] میں کام آیا۔ حصین بن نمیر [illegible] لڑائی [illegible] کا خاتمہ کر دیا۔

**سلیمان بن صرد کا انجام:** یزید بن حصین بن نمیر نے سلیمان بن صرد پر تیر چلایا وہ شہید ہو کر گر پڑے۔ مسیب بن نجبہ نے علم لے لیا [illegible] جب [illegible] تو عبداللہ بن سعد بن نفیل نے [illegible] عبداللہ بن وال [illegible] آخر [illegible] عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی [illegible] رفاعہ بن شداد [illegible] اپنے ہمراہیوں کو [illegible] اس وقت [illegible] ابن وال [illegible] دوسری طرف لڑائی میں مصروف تھے [illegible] علم اٹھایا اور لڑتے [illegible] گئے۔

جو ہر قسمت کا آخری فیصلہ ہونے پایا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

**رفاعہ بن شداد کی پسپائی:** لشکر شام اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور رفاعہ نے اپنے ہمراہیوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ حصہ میدان جنگ میں موت کی نیند سو رہا ہے اور باقی معدودے چند جو ہیں ان میں سے اکثر زخمی ہیں جنہوں نے زخم بھی کھائے وہ اس قدر تھک گئے ہیں کہ زخمیوں سے زیادہ ابتر ہیں۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر شب ہی کو میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ فریق مخالف سے میدان جنگ خالی ہے۔ حصین بن نمیر نے اس کا تعاقب نہ کیا اور یہ لوگ چلتے چلتے قرقیسیا پہنچے۔ زفر بن الحارث نے تین روز تک ٹھہرائے رکھا۔ دعوت کی، چوتھے روز زاد سفر دے کر کوفہ کی جانب رخصت کیا بعد ازاں سعد بن حذیفہ بن الیمان اہل مدائن کو لے کر ہیت تک آ پہنچے لیکن یہ خبر پا کر لوٹے۔ مثنیٰ بن مخربہ عبدی سے ملاقات ہوئی جو اہل بصرہ کو لا رہے تھے۔ صاحب سلامت کے بعد لڑائی کا حال بتلایا اور رفاعہ کے انتظار میں قیام کیا۔ جب رفاعہ مع اپنی بقیہ سپاہ کے آ گیا تو مثنیٰ و سعد ان کو گلے لگا کر تھوڑی دیر تک خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ایک شب دو روز قیام کے بعد اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے۔

**عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی:** ۶۵ھ میں مروان بن الحکم کے اشارے سے اس کے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی۔ عمرو بن سعید بن العاص مصعب بن زبیر کو شکست دے کر دمشق میں مروان کے پاس واپس آ گیا تھا۔ مروان کو یہ خبر ملی تو خود ہی اپنے لڑکوں کی بیعت لینے کا یہ حیلہ نکالا کہ عمرو بن سعید بن العاص یہ کہتا ہے کہ مروان کے بعد خلافت کا مستحق میں ہوں اس وجہ سے حسان بن مالک بن بحدل کو بلا کر عمرو بن سعید کے خیالات ظاہر کئے اور یہ کہا کہ میں اپنے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی کی بیعت لینا چاہتا ہوں تم اس کے محرک ہو جاؤ۔ اگلے روز شام کے وقت امراء دمشق مروان کے پاس آئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا "مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ امیر المومنین کے بعد خلافت کے دعوے دار ہونے والے ہیں پس تم لوگ اٹھو اور عبدالملک و عبدالعزیز پسران امیر المومنین کی ولی عہدی کی بیعت کرو"۔ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ سب نے بیعت کر لی۔

**بیعت عبدالملک:** ۳ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کے مر جانے پر لوگوں نے اس کے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ تخت نشین ہوا۔ اس کو لوگ ابوالملوک کہتے تھے اس وجہ سے کہ اس کے لڑکوں ولید، سلیمان، یزید اور ہشام نے حکومت و سلطنت کی تھی اور چونکہ اس کے مسوڑھوں سے اکثر خون جاری رہا کرتا تھا اور اس پر مکھیاں بیٹھا کرتی تھیں۔ بایں لحاظ یہ ابوالذباب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کی ماں کا نام عائشہ تھا جو مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ کی لڑکی تھی۔

**خوارج کی بغاوت:** اسی سنہ میں کوفہ سے خوارج نے علم بغاوت بلند کیا۔ ان کا سردار نافع بن ازرق تھا۔ اہل بصرہ کے اختلاف کے سبب ان کی قوت کو یک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن حارث نے مسلم بن عبس بن کریز بن ربیعہ کو ان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ انہوں نے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری اور میسرہ پر حارثہ بن بدر غدانی کو مقرر کیا۔ ابن ازرق کا میمنہ عبیدہ بن ہلال اور میسرہ ابن ماحوز تمیمی کی سرداری میں تھا۔ مقام دولاب (سرزمین اہواز) پر ۲ جمادی الثانی ۶۵ھ میں

صف آرائی ہوئی۔ اہل بصرہ کا امیر مسلم اور خوارج کا امیر نافع بن ازرق مارے گئے۔ اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو امیر بنا کر لڑنے لگے۔ جب یہ دونوں سردار بھی مارے گئے تو اہل بصرہ نے ربیعہ بن اجذم تمیمی کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماحوز تمیمی کو سردار بنا کر پھر لڑائی شروع کر دی۔ فریقین جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے۔ تمام ہو رہی تھی قسمت کا آخری فیصلہ ہونے والا تھا کہ خوارج کی مدد کو ایک تازہ دم فوج آ گئی جس نے اس وقت تک میدان جنگ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اس تازہ دم فوج نے عبدالقیس کی طرف سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا۔ ربیعہ امیر اہل بصرہ مارا گیا۔ حارثہ بن بدر نے علم کو سنبھال کر تھوڑی دیر تک لڑا کیا۔ جب اس کے ہمراہیوں کے قدم اکھڑ گئے تو وہ ایک قلیل جماعت کو لیے ہوئے بچ بچا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور خوارج نے بصرہ کا رخ کیا۔

**مہلب بن ابی صفرہ:** اہل بصرہ کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن حارث کو امارت بصرہ سے معزول کر کے حارث بن ربیعہ کو مامور کیا۔ خوارج کی افواج کا سیلاب جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا اہل بصرہ نے احنف بن قیس کو مجمع جنگ کا امیر بنانا چاہا۔ احنف بن قیس نے مہلب بن ابی صفرہ کی طرف اشارہ کیا جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے امیر خراسان ہو کر جا رہا تھا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے اس شرط پر منظور کیا کہ بیت المال سے اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو کافی خرچ دیا جائے اور جس سرزمین کو یہ دشمن سے فتح کرے اس کو اسی کا ملک سمجھا جائے۔

**مہلب و خوارج کی جنگ:** چنانچہ اہل بصرہ سے بارہ ہزار جنگ آوروں کو مہلب نے منتخب کر کے خوارج کا تعاقب کیا۔ جسر اصغر پر مقابلہ ہوا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد مہلب نے خوارج کو بھگا دیا۔ خوارج جسر اصغر سے بھاگ کر جسر اکبر کی طرف چلے۔ مہلب نے اپنے سواروں اور پیادوں کو نہایت تیزی سے بڑھایا۔ خوارج جسر اکبر سے بھی تاب مقاومت نہ لا کر آگے بڑھے۔ تیزی سے پہنچے اور وہاں سے گزر کر اہواز کی طرف نکلے۔ مہلب کو ان کی نقل و حرکت کی جاسوسوں کے ذریعے برابر اطلاع ہو رہی تھی۔ جب اس کو خوارج کے اہواز میں پہنچنے کی خبر ملی تو ہر اول پر اپنے بھائی معارک بن ابی صفرہ کو متعین کر کے اہواز کا رخ کیا۔ خوارج کے مقدمۃ الجیش سے لڑائی ہوئی۔ خوارج شکست کھا کر مناذر کی طرف بھاگے۔ مہلب نے تعاقب کیا۔ خوارج نہایت تیزی سے ہر اول کی طرف واپس آئے۔ حالت غفلت میں معارک بن ابی صفرہ کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔ مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے لڑکے مغیرہ بن مہلب کو معارک کی تجہیز و تکفین کو روانہ کیا اور خود خوارج کی راہ روک کر سولاف میں ڈیرے ڈال دیے۔ یہاں تک کہ مغیرہ اور خوارج یکے بعد دیگرے سولاف میں آ پہنچے اور میدان کارزار گرم ہو گیا۔ خوارج نے مہلب پر کمال قوت سے زبردست حملہ کیا جس سے مہلب کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بہت سے نامی کام آ گئے اور اکثر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن مہلب اور اس کا لڑکا میدان جنگ میں ثابت قدم رہا۔ پھر مہلب نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا جس سے چار ہزار سوار لوٹ آئے۔ رات کی تاریکی نے فتحیاب گروہ کو اس قلیل جماعت کے منتشر کرنے اور مہلب کو مستاصل کر دینے اور حملہ کرنے سے روک دیا۔ صبح ہوئی۔ مہلب نے لشکر کو مرتب کر کے لڑائی کا حکم دیا۔ ہمراہیوں نے اس سے اختلاف کیا۔ مہلب نے مصلحت وقت کے خلاف سمجھ کر سولاف سے کوچ کر دیا۔ عاقول میں آ کر تین روز تک ٹھہرا رہا۔

جب اس کی طبیعت کو یک گونہ قرار ہو گیا اور اپنے لشکر کو پھر از سر نو مرتب کر لیا تو بقصد جنگ مقام سلی و سلبری کی جانب جہاں پر خوارج کا گروہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہنچا۔

**خوارج کی پسپائی:** خوارج نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا ان کے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز تھا اور مہلب کے میمنہ میں ازد و تمیم اور میسرہ میں بکر بن وائل و عبدالقیس اور اہل عالیہ قلب میں تھے تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب خوارج نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مہلب کا لشکر بے قابو ہو کر نہایت ابتری سے بھاگ نکلا۔ مہلب نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر الی عباد اللہ الی عباد اللہ: "میرے پاس آؤ۔ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو"۔ چلانا شروع کر دیا۔ تین ہزار آدمی جس میں اکثر اس کی قوم (یعنی ازدی) تھے لوٹ آئے۔ مہلب نے ایک پر جوش تقریر کے بعد کہا "تم لوگ دل میں گھبراؤ مت اور میرے ساتھ تکبیر کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے لشکر کی طرف چلو وہ اس وقت دن بھر کے تھکے ماندے جنگ و جدل سے بے فکر ہو کر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے سوار تمہارے منتشر سواروں کے تعاقب میں گئے ہیں۔ واللہ مجھے امید ہے کہ اگر لوٹ واپس نہ آئیں گے کہ تم ان پر فتح یابی حاصل کر لو گے"۔ مہلب کی اس تقریر نے ان کے شکستہ دلوں میں ایک تازہ روح پھونک دی سب کے سب اپنے اپنے ہتھیار اور گھوڑوں پر سوار ہو کر خوارج کے لشکر پر جا پہنچے جب قریب ہو گئے تو تیر بازی کرنے لگے خارجیوں نے بھی جواب دیا تلواریں چلنے لگیں عبداللہ بن ماحوز اور اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے مہلب اور اس کے ہمراہیوں نے خوب جی کھول کر لوٹا سواران خوارج تعاقب سے واپس آئے تو لشکرگاہ آ گئے۔ مہلب کے سواروں اور پیادوں نے راستہ روک رکھا تھا اور مرنے مارنے اور لوٹنے پر تیار تھے وہ مجبوراً کرمان و اصفہان کی طرف روانہ ہوئے اور عبیداللہ بن ماحوز کی جگہ پر زبیر بن ماحوز کو امیر بنایا۔ مہلب نے کامیابی کے بعد اہواز میں قیام کیا۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آئے اور حارث بن ابی ربیعہ کو معزول کیا گیا۔

**نجدہ بن عامر:** نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سیار بن مفرح حنفی نافع بن ازرق کے ہمراہیوں میں سے تھا لیکن اس سے علیحدہ ہو کر یمامہ چلا گیا اور ابو طالوت نامی ایک شخص کو امیر بنا کر ۶۵ھ میں بنو عامر کو حملہ کر کے لوٹ لیا۔ جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی اس کے بعد اس نے ایک قافلہ جو بحرین سے عبداللہ بن زبیر کے پاس جا رہا تھا لوٹ لیا اور دیہوں کو چھوڑ دیا۔ ۶۶ھ میں لوگوں نے ابو طالوت کو معزول کر کے نجدہ بن عامر کو سردار بنا لیا اس وقت اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ذوالمجاز میں بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر یمامہ واپس آیا۔ ۶۷ھ میں بحرین کو رخ کیا قطیف میں لڑائی ہوئی عبدالقیس میدان جنگ سے بھاگ نکلے ان کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ کچھ لوگ قید کر لئے گئے۔ نجدہ نے ان کے تعاقب میں اپنے لڑکے مطرح بن نجدہ کو روانہ کیا۔ قوم عبدالقیس سے مڈبھیڑ ہوئی مطرح اور اس کے ہمراہی مارے گئے لیکن نجدہ نے بحرین پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ مصعب بن زبیر نے ۶۹ھ میں امیر بصرہ ہو کر آنے کے بعد عبداللہ بن عمیر لیثی کو چودہ ہزار لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام قطیف میں صف آرائی ہوئی میدان نجدہ کے ہاتھ رہا اس نے عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد ایک لشکر عمان کی طرف بسرافسری عطیہ بن اسود حنفی روانہ کیا۔ عطیہ

بنی اسود نے ایک خونریز لڑائی کے بعد عمان پر قبضہ حاصل کیا' کچھ دنوں بعد عطیہ نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے کرمان پر دھاوا کیا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے ایک عظیم الشان لشکر عطیہ کی گوشمالی کو روانہ کیا' عطیہ بھاگ کر بجستان اور بجستان سے سندھ کی طرف چلا گیا تھا چنانچہ قندابیل میں مہلب کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی اسی لڑائی میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

**نجدہ کا خاتمہ:** عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد نجدہ نے ایک دوسرا لشکر بنو تمیم کی طرف روانہ کیا۔ اہل طویلع نے بنو تمیم کی حمایت کی جس کی وجہ سے نجدہ نے ایک دستہ فوج ان پر چھاپہ مارنے کی غرض سے بھیج دیا' تیس آدمی طویلع کے مارے گئے اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ اس کے بعد اہل طویلع نے اطاعت قبول کر لی' پھر اس نے صنعاء کی طرف قدم بڑھایا' اہل صنعاء نے اس امید و خیال سے کہ اس کے بعد ایک عظیم الشان لشکر آئے گا بیعت کر لی۔ جب لشکر کا وجود محسوس نہ ہوا تو وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور نجدہ سے بیعت واپس دینے کو کہا لیکن اس نے منظور نہ کیا بعد ازاں نجدہ نے ابوفدیک کو حضرموت کی طرف صدقات لینے کو روانہ کیا اور ۶۸ھ میں آٹھ سو ساٹھ آدمیوں کی جمعیت سے حج کرنے کو گیا' عبداللہ بن زبیر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ ہر شخص اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز پڑھے کوئی کسی سے معترض نہ ہو۔ غرض نجدہ حج سے واپس لوٹ کر طائف کو روانہ ہوا۔ عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی اور نجدہ بحرین کی طرف واپس ہوا۔ چند دنوں کے بعد اس کے امراء کو اس سے اختلافات رونما ہونے لگے۔ یہ اختلافات رفتہ رفتہ اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے ہمراہی اعلانیہ اس کی مخالفت کرنے لگے بالآخر سب نے متفق ہو کر ابوفدیک کو سردار بنایا' نجدہ یہ رنگ دیکھ کر روپوش ہو گیا ابوفدیک نے ایک گروہ کو نجدہ کی جستجو پر مامور کیا' اس نے ہجر کے کسی قریہ میں نجدہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

**تعمیر کعبہ:** ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت اہل شام نے یزید کے زمانہ حکومت میں عبداللہ بن زبیر پر فوج کشی کی تھی تو اہل شام نے خانہ کعبہ پر آتش باری کی تھی جس سے یہ مقدس مکان جل گیا تھا' اس کے بعد جب یزید مر گیا' عبداللہ بن زبیر کا اقتدار قدرے مستحکم ہو گیا تو انہوں نے اس کی تعمیر شروع کی اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں داخل کرایا ایک دروازہ اندر جانے کے لئے دوسرا نکلنے کے لئے بنوایا۔

**مختار کی رہائی:** سلیمان بن صرد کے قتل ہونے کے بعد اس کے بقیہ ہمراہی کوفہ آئے تو مختار کو جیل میں پایا (اس کے قید ہونے کی وجہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) مختار نے قید خانہ سے ان لوگوں کی تعزیتیں لکھیں اور یہ لکھا کہ میں وہی ہوں جس کو محمد بن علی معروف بہ ابن حنفیہ نے بغرض مطالبہ خون حسینؓ مامور کیا تھا۔ رفاعہ بن شداد' مثنیٰ بن مخربہ عبدی' سعد بن حذیفہ بن الیمان' یزید بن انس' احمر بن شمیط احمسی' عبداللہ بن شداد بجلی' عبداللہ بن کامل وغیرہ نے اس کا خط پڑھ کر کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم لوگ چھپ کر قید خانہ میں آئیں اور تم کو نکال لے جائیں۔ مختار نے یہ خبر پا کر کمال مسرت سے کہلا بھیجا کہ میں عنقریب خود ہی اس قید سے نکلنے والا ہوں' تم لوگوں کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے' اس واقعہ سے پہلے مختار نے عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں پیام بھیجا تھا کہ میں ظلماً قید کر دیا گیا ہوں' آپ میری سفارش عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کر دیجئے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے اس شرط پر مختار کو رہا کیا کہ وہ آئندہ بغاوت

نہ کرے گا اور ان لوگوں کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شہر والوں کی پیروی نہ کرے تو ایک ہزار قربانیاں خانہ کعبہ میں میری طرف سے ہوں گی اور کل غلام مرد ہوں یا عورتیں آزاد ہو جائیں گے۔

ابراہیم بن اشتر ہو گئے۔ الغرض مختار نے خروج سے قبل اپنے مکان پر آیا اور ہوا خواہان حسین بن علی اس کے پاس آنے جانے لگے۔ اسی اثناء میں ابن زبیر نے عبداللہ بن یزید حطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو جو کوفہ پر تھے معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو سند امارت و حکومت عطا کی۔ ۲۵ رمضان ۶۵ھ کو عبداللہ بن مطیع وارد کوفہ ہو کر ایاس بن ابی مضارب عجلی کو افسر پولیس مقرر کیا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ سائب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا ”ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم عثمان بن عفان کی سیرت کے مطابق عمل درآمد کرو اور نہ ہم کو عمر فاروق کی اتباع کی ضرورت ہے جو وہ ان کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے بلکہ تم کو چاہیے کہ ہمارے ساتھ وہی برتاؤ کرو جو علی بن ابی طالب ہم لوگوں کے ساتھ کرتے تھے“۔ یزید بن انس بولا ”سائب بہت ٹھیک درست کہتا ہے“۔ عبداللہ بن مطیع یہ سن کر بولا ”جس برتاؤ کو تم پسند کرو گے ہم وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کریں گے“ پھر منبر سے اتر کر مکان پر آیا۔ ایاس بن مضارب حاضر ہوا کہا ”سائب بن مالک مختار کے ہمراہیوں میں سے ہے اور مختار جب آیا ہے بغاوت مشتعل کیا چاہتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ کسی کو بھیج کر طلب کر کے قید کر دیجئے تاکہ انتظام درہم برہم ہونے نہ پائے“۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو پسند کیا اور مختار کو بلا بھیجا۔ مختار نے بہانہ کیا کہ مجھے اس وقت بخار کی شکایت ہے دوسرے وقت آؤں گا۔ عبداللہ بن مطیع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار اپنے مکان پر لوگوں کو جمع کر کے حکومت ختم کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ پھر کچھ لوگ کوفہ سے محمد بن الحنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے گئے۔ آپ نے فرمایا ”ہاں میں نے اس کو خون حسین کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے“۔ جب یہ لوگ واپس ہو کر کوفہ آئے اور کہا محمد بن الحنفیہ نے یہ جواب دیا تو مختار کی طرف رجوع ہو گئے۔ پھر لوگوں نے یہ صلاح دی کہ ابراہیم بن اشتر کو درست کیا مختار نے محمد بن الحنفیہ کا خط دکھلایا۔ ابراہیم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صبح و شام اس کے پاس آنے جانے لگا۔

۱۴ ربیع الاول ۶۶ھ کو شب پنجشنبہ بعد نماز مغرب ابراہیم مع اپنے ہمراہیوں کے مسلح ہو کر مختار کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ عبداللہ بن مطیع کو ایاس بن مضارب نے اس کی نقل و حرکت سے آگاہ کر دیا تھا اس نے بنظر حفظ ماتقدم ناکہ بندی کر دی تھی۔ ابراہیم اپنے ہمراہیوں کو شاہراہوں سے بچا کر ایک تنگ گلیوں میں سے گزرا ہوا جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایاس بن مضارب سے ملاقات ہو گئی۔ دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ جواب دیا ”ابراہیم بن اشتر“۔ پھر استفسار کیا ”یہ مجمع کیسا ہے؟ تمہارا قصد کیا ہے؟ میں تم کو میرے پاس سے نہ چھوڑوں گا“۔ ابراہیم نے بچنے سے انکار کیا۔ بالآخر جھگڑا ہو گیا۔ ابراہیم نے موقع پا کر ایاس بن مضارب کو ایک برچھا مارا۔ ایاس گر پڑا۔ اس کے ہمراہی بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے اور اس واقعے سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اس کے لڑکے راشد بن ایاس کو پولیس کی افسری دی اور راشد کی جگہ سوید بن عبدالرحمن کو روانہ کیا۔ (انتہیٰ کلام المترجم)

مختار کا خروج: ابراہیم سیدھا مختار کے پاس آیا اور اثنائے راہ میں جو واقعہ پیش آیا تھا شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ مختار نے اس

وقت لوگوں کے پاس کہلا بھیجا اور خون حسینؓ کا معاوضہ لینے کی منادی کرا دی۔ پھر ابراہیم نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان کو مسلح و مرتب کر کے شب ہی کے وقت کوفہ کی طرف چلا۔ عبداللہ بن مطیع نے جابجا راستوں پر تھوڑی تھوڑی فوج رکھ کر مختلف مقامات پر ناکہ بندی کی غرض سے متعین کر رکھا تھا۔ چنانچہ ابراہیم سے اور ان لوگوں سے یکے بعد دیگرے مڈبھیڑ ہوتی گئی۔ ابراہیم نے سب کو شکست دی اور بڑھتا ہوا مختار کے مکان کے قریب پہنچ گیا۔ شبث بن ربعی و حجار بن ابجر مختار کے مکان کے پاس لڑ رہے تھے۔ ابراہیم نے شبث پر پشت سے حملہ کر دیا۔ شبث شکست کھا کر عبداللہ بن مطیع کے پاس واپس آیا۔ اس وقت تک مختار کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے اور اس کا دل ان ابتدائی کامیابیوں سے بڑھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مطیع نے شبث بن ربعی کو تین ہزار اور راشد بن ایاس کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ مختار نے ابراہیم بن اشتر کو نو سو سوار اور پیادوں کے ساتھ راشد کی طرف اور نعیم بن ہبیرہ کو چھ سو پیادوں اور تین سو سواروں کی جمعیت سے شبث بن ربعی کی جانب روانہ کیا۔ نعیم [illegible] مارا گیا اور شبث [illegible] مختار [illegible]۔ ادھر ابراہیم بن اشتر نے راشد کو قتل کر کے اس کے ہمراہیوں کو بھگا دیا۔ عبداللہ بن مطیع نے [illegible] ابراہیم نے اس کو بھی شکست دے کر شبث بن ربعی پر حملہ کیا جو مختار کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ شبث بن ربعی بھی میدان جنگ سے بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آیا۔ مختار نے [illegible] دارالامارت کا قصد کیا [illegible]۔

کوفہ پر مختار کا قبضہ: اس واقعہ سے عبداللہ بن مطیع بہت پریشان ہوا اور اس کا دل خوف و ہراس کی حالت میں مبتلا تھا۔ عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا کہ تم خود نکل کر جنگ کرو اور لوگوں کو جنگ کی ترغیب دو۔ حکومت اور بغاوت کی قوتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ [illegible] عبداللہ بن مطیع نے [illegible] عمرو بن حجاج کو دو ہزار، شمر بن ذی الجوشن کو دو ہزار اور نوفل بن مساحق کو پانچ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ [illegible] کو اپنا نائب بنا کر خود سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ ابراہیم بن اشتر نے نوفل بن مساحق پر حملہ کیا۔ ابن مساحق پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ ابراہیم بن اشتر نے پیچھا کر کے گرفتار کر لیا۔ پھر [illegible]۔ عبداللہ بن مطیع کے ہمراہی بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگے اور جان بچانے کے لئے کوفہ کے مکانوں میں چھپ گئے۔ عبداللہ بن مطیع بھی قصر امارت میں جا چھپا۔ ابراہیم بن اشتر نے گھیرا کر لیا۔ [illegible] تین روز تک محاصرہ [illegible] تو شبث بن ربعی نے عبداللہ بن مطیع سے کہا [illegible] اپنے لئے امان طلب کر کے ابن زبیر کے پاس چلے جاؤ۔ عبداللہ بن مطیع نے [illegible] شبث بن ربعی [illegible] حالت [illegible] قصر امارت [illegible] چلے جاؤ ہم [illegible] جائیں گے [illegible] عبداللہ بن مطیع اسی رات [illegible] قصر امارت سے نکل کر ابو موسیٰ کے گھر میں جا چھپا اور ان لوگوں نے امان حاصل کر کے قصر امارت کا دروازہ کھول دیا۔ [illegible] صبح ہوتے مختار نے [illegible] خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی بیعت کی ترغیب دی۔ [illegible] کتاب اللہ اور سنت کی [illegible] اور ان لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔

**مختار کا عبداللہ بن مطیع سے حسن سلوک:** قصر امارت پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مختار نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مطیع ابوموسیٰ کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ ایک لاکھ درہم بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ رقم لے کر اپنا راستہ لو۔ مجھے تمہارے قیام کا حال معلوم ہو گیا ہے تم زاد راہ نہ ہونے کے سبب ٹھہرے ہوئے ہو۔ عبداللہ بن مطیع اس رقم کو لے کر کوفہ سے رخصت ہوا اور مختار نے فتح یابی حاصل کر کے پولیس کی افسری عبداللہ بن کامل کو دی اور کیسان ابوعمرہ کو باڈی گارڈ کا افسر مقرر کیا اور شرفاء کو قدر اپنا ہم نشین بنایا اس کے بعد مختار نے دوسرے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی غرض سے چند جھنڈے دیئے ایک جھنڈا عبداللہ بن الحارث بن اشتر کو دے کر آرمینیہ کی طرف بڑھنے کو کہا۔ دوسرا جھنڈا محمد بن عمیر بن عطارد کو دے کر آذربائیجان پر قصد کرنے کو کہا اس کے بعد عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل کا لواء اور اسحاق بن مسعود کو مدائن کا لواء اور حلوان کا لواء سعد بن حذیفہ بن الیمان کو مرحمت کر کے ان کو روانہ کیا اور امن قائم کرنے کا حکم دیا۔

**قاضی کوفہ شریح کی معزولی:** مختار نے قاضی شریح کو قاضی کوفہ مقرر کیا۔ مگر جب بعد چندے شیعان علی نے یہ کہنا شروع کیا کہ شریح نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی ہے۔ اس نے ہانی بن عروہ کا پیغام اس کی قوم تک نہیں پہنچایا اس کو علی ابن ابی طالب نے قضاء کوفہ سے معزول کر دیا تھا اور یہ عثمان بن عفان کے ہواخواہوں میں سے ہے قاضی شریح کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے لئے بیمار بن گئے اور مختار نے بجائے ان کے عبداللہ بن مالک طائی کو قاضی بنایا۔

**مختار اور ابن زیاد:** جس زمانے میں مروان بن الحکم کی حکومت شام میں استقلال و استحکام ہو گیا تھا اسی زمانہ میں اس نے دو فوجیں ایک حجاز کی طرف بسر افسری حبیش بن دلجہ القینی اور دوسری بسرداری عبیداللہ بن زیاد عراق کی طرف بھیجی تھیں عبیداللہ بن زیاد نے شیعان علی کو شکست دینے کے بعد زفر بن حارث کا قرقیسیا میں محاصرہ کیا جس نے اپنے قبیلہ سمیت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک عبیداللہ بن زیاد کو قرقیسیا سے فراغت حاصل نہ ہوئی اس اثناء میں مروان کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے اس کو عہدہ پر بحال رکھ کر لڑائی جاری رکھنے کی تاکید کی لیکن یہ زفر بن حارث پر قابو پانے سے ناامید ہو کر موصل کی طرف چلا گیا۔ عبدالرحمن بن سعید (مختار کا گورنر) موصل سے تکریت میں آ گیا اور مختار کو اس حال سے آگاہ کیا۔ یزید بن انس اسدی حسب حکم مختار تین ہزار کی جمعیت سے موصل کی طرف روانہ ہوا ادھر سے عبیداللہ بن زیاد نے اس کے مقابلے پر ربیعہ بن مخارق غنوی کو مامور کیا۔ مقام باتلی میں صف آرائی ہوئی یزید بن انس ایک گدھے پر سوار لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتا ہوا آیا اور درمیان صف میں کھڑے ہو کر کہا "اگر میں مارا جاؤں تو ورقاء بن عازب اسدی امیر ہے اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن ضمرہ فزاری اور اگر یہ بھی مارا جائے تو مسعر حنفی تمہارا امیر ہوگا"۔ عرفہ کے دن سے لڑائی چھڑ گئی شام ہوتے ہوتے لشکر شام میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ ربیعہ بن مخارق غنوی مارا گیا منہزمین نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ عبداللہ بن حملہ خثعمی تین ہزار کی جمعیت سے مل گیا جس کو عبیداللہ بن زیاد نے ربیعہ کی کمک پر روانہ کیا تھا اس نے منہزمین کو لوٹایا اور میدان میں پہنچ کر لڑائی شروع کر دی یہ دن عید الاضحیٰ کا تھا شامیوں کو پھر شکست ہوئی کوفیوں نے جی کھول کر قتل و غارت کیا اور تین سو آدمی گرفتار کر کے خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر

اسکے بچے بنا رکھے تھیں۔ کوفہ کی دونوں جانب پلٹ اور دونوں ہی جانب بقاعدہ جنگ ہوئی ان کے امیر لشکر ابراہیم بن جدید بن قیس کے بعد بچا کھچا لشکر [illegible] یہ ایک بار ہو گیا کامیابی کے بعد [illegible] اہل کوفہ اس سے کافی ہو گئی تو انہوں نے مختار کو تسلیم [illegible] کی مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو عراق کی جانب بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ جدید بن الحسن کے لشکر کو بھی تم اپنے ماتحت کر لینا۔

**شبث بن ربعی اور مختار:** ابراہیم بن الاشتر کی روانگی کے بعد شرفاء کوفہ شبث بن ربعی کے پاس جمع ہوئے (جو ان کا جاہلیت و اسلام دونوں میں سردار تھا) اور مختار کی شکایت کی۔ شبث بن ربعی نے کہا مجھے مختار سے مل لینے دو، ذرا میں دیکھوں کہ وہ ان شکایت کا کیا جواب دیتا ہے۔ غرض لوگ اس امر پر متفق ہو گئے۔ شبث بن ربعی مختار کے پاس آیا اور ان کی تمام شکایتیں پیش کیں۔ مختار نے کہا میں ان کی خواہش کے مطابق عمل کروں گا اور ان کو مال غنیمت میں حصہ دوں گا ان کے اہل خدمت و غلاموں کو [illegible] اقرار کر لوں گا [illegible] شبث بن ربعی نے جواب دیا کہ میں اہل کوفہ سے جا کر بیان کرتا ہوں جو اب [illegible] آ کر بیان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے واپس چلا آیا لیکن پھر نہ آیا اور وہ سب مختار کی مخالفت پر تل گئے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن سعید بن قیس، کعب بن ابی کعب خثعمی، عبدالرحمن بن مخنف ازدی وغیرہ ان کے سرگروہ تھے۔ عبدالرحمن بن مخنف نے کہا ہمیں [illegible] عنقریب اہل شام اور اہل بصرہ [illegible] آ رہے ہیں اور ان کی [illegible] کے ساتھ [illegible] انہوں نے اس سے اختلاف کر کے کہا لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اس سے اختلاف نہ کرو۔ عبدالرحمن بن مخنف نے جواب دیا میں تمہارے ساتھ ہوں جب وہ خروج کریں۔ سب کے سب مختار کے پاس گئے اور کہا ہم نے تم کو امیر [illegible] محمد بن الحنفیہ نے تجھے [illegible] نہیں کیا۔ مختار نے کہا لوگوں کو [illegible] اور میری طرف سے محمد بن الحنفیہ کے پاس دو آدمی [illegible] وہ جو جواب دیں ان کو اس پر راضی ہو جانا۔

**اہل کوفہ کی پسپائی:** مختار نے [illegible] کرتے رہے [illegible] بھی نکلے۔ ابراہیم بن اشتر [illegible] دکھا کر [illegible] اور [illegible] کی امامت [illegible] تھا [illegible] نے چپ [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] محمد [illegible] کا قاتل [illegible] کے جانا [illegible] کو [illegible] ابراہیم بن اشتر نے [illegible] شبث بن ربعی [illegible] کے بعد [illegible] کامیابی ہوئی [illegible] عبداللہ [illegible] سے نجات [illegible] قبائل [illegible] ان پر [illegible] بڑھا [illegible] ہر طرف خون ریزی کا بازار گرم ہو گیا [illegible] عبداللہ بن سعید بن قیس [illegible] عبدالرحمن [illegible] آگے بڑھا۔ جب یہ شکست اہل کوفہ نے [illegible] تو اہل کوفہ نہایت ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

**قاتلان حسینؓ کا انجام:** وادی سبخ سے پانچ سو آدمی گرفتار کر کے لائے گئے تھے۔ ان میں سے نصف آدمیوں کو جو شہادت امام حسین بن علیؓ میں شریک تھے قتل کر ڈالا اور باقی کو رہا کر دیا۔ اس فتح کے بعد مختار نے منادی کرا دی کہ ہر شخص کے لئے جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے امان ہے سوائے اس کے جو شریک خون ریزی اہل بیت ہوا ہے۔ عمرو بن حجاج زبیدی بھی تن تنہا بھاگ نکلا۔ پھر اس کا حال کچھ نہ معلوم ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ مختار کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا تھا۔ شمر بن ذی الجوشن کے تعاقب میں مختار کا ایک غلام گیا ہوا تھا۔ جب یہ قریب پہنچا تو شمر بن ذی الجوشن اس کو قتل کر کے قریہ کلتانیہ میں چلا گیا اور یہ سمجھ کر کہ اب بچ گئے وہیں قیام کیا اس کے لشکر نے۔ جلدی ایک دوسرا قریہ میں ابوعمرہ (مختار کا ایک افسر تھا) خیمہ زن ہوا تھا جس کو مختار نے اہل بصرہ کی روک تھام کی غرض سے متعین کیا تھا۔ اتفاقاً اس کو شمر کی خبر لگ گئی فوراً سوار ہو کر آیا لڑائی ہوئی سات سو آدمی مارے گئے جس میں اکثر یمن کے تھے اور شمر کو قتل کر کے اس کی لاش کتوں اور مردار خوار جانوروں کے آگے ڈال دی گئی یہ واقعہ ۶۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد شرفاء کوفہ خوف زدہ ہو کر بصرہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار قاتلین حسین بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا عبیداللہ بن اسد جہنی، مالک بن نسیر کندی، حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کرا کے قتل کیا بعد ازاں زیاد بن مالک ضبعی، عمران بن خالد عنزی، عبدالرحمن بن ابی خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی جنہوں نے واقعہ کربلا میں حسین بن علیؓ کا اسباب لوٹا تھا۔ پابہ زنجیر حاضر کئے گئے مختار نے ان سب کے قتل کا حکم دیا پھر عبداللہ یا عبدالرحمن بن طلحہ، عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشی کا چچازاد بھائی) پیش کئے گئے اور اسی وقت قتل کر ڈالا گیا اور عثمان بن خالد جہنی، ابواسماء بشر بن سمط قابضی (جنہوں نے عبدالرحمن بن عقیل کو شہید کیا اور ان کا اسباب چھین لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیا گیا۔ خولی بن یزید کو جس نے امام علیہ السلام کا سر اتارا تھا جان کے خوف سے چھپ گیا۔ لیکن لوگوں نے اس کو تلاش کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے مختار نے اس کو جلا دیا۔

**عمر بن سعد کا قتل:** ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اگرچہ اس نے عبداللہ بن جعدہ کی معرفت مختار سے امان حاصل کر لی تھی۔ لیکن ابوعمرہ حسب حکم مختار اس کا سر کاٹ لایا اتفاق یہ ہے کہ مختار کے پاس اس کا لڑکا حفص بیٹھا ہوا تھا۔ دریافت کیا "تم اس کو پہچانتے ہو؟" حفص نے جواب دیا "ہاں! لیکن اس کے بعد زندگی کا مزہ نہیں ہے"۔ مختار نے اس کے بھی قتل کا حکم دے دیا "وہ (یعنی عمر بن سعد) بعوض خون حسینؓ تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمر) علی بن حسینؓ کے خون کا بدلہ ہے" بعد اس کے دونوں کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیئے اور یہ لکھا "قاتلین حسین بن علیؓ میں سے جن لوگوں پر میرا قابو چل گیا تھا ان کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں"۔

**حکیم بن طفیل طائی کا قتل:** عمر بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی گرفتار کیا گیا جس نے حسین بن علیؓ پر تیر چلایا تھا اور عباس کا اسباب لوٹ لیا تھا۔ عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی، لیکن اس سے پیشتر کہ بخیال سفارش عدی بن حاتم اس کو [illegible]

ہانی نے قتل کیا تھا۔ پھر مرہ بن منقذ ابن عبد القیس جو قاتل علی بن حسین تھا اس کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا۔ لوگوں نے جا کر اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ مرہ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا۔ لیکن اس کشاکش میں ایک ہاتھ اس کا بیکار ہو گیا۔ پھر زید بن رقاد جنابی کی گرفتاری کے لئے لوگ چاروں طرف سے سپاہیوں نے گھیر لیا کیونکہ اس نے عبد اللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا۔ ابن کامل نے کہا اس پر پتھر برساؤ۔ سب نے پتھر مارنے شروع کر دیئے اور زندہ ہی آگ میں جلا دیا۔ سنان بن انس جس نے حسین بن علیؓ کو شہید کیا تھا بصرہ بھاگ گیا۔ مختار نے اس کا گھر منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد عمرو بن صبیح صدائی جس کی گرفتاری پر پولیس متعین تھی، ہلکی سی جھڑپ کے بعد پیش کیا گیا۔ مختار نے حکم دیا اس کو برچھی سے مارا گیا اور محمد بن اشعث کو قادسیہ کے قریب ایک گاؤں میں سے گرفتار کرانا چاہا تو محمد بن اشعث بھاگ کر مصعب بن زبیر کے پاس چلا گیا۔ مختار نے اس کے مکان کو مسمار کرا دیا اور باقی لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک ہو کر قتل حسینؓ میں تھے مگر تمام بھاگ کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے ان کے مکانات منہدم کر دیئے۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؓ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن حنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد بن حنفیہ نے بہ سبیل تذکرہ فرمایا: "مختار کا یہ خیال ہے کہ وہ ہمارا طرفدار ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلین حسینؓ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ شپ کیا کرتے ہیں۔" مختار تک یہ خبر پہنچی تو اس نے قاتلین حسینؓ کے قتل کی قسم کھائی اور اسی وقت سے ان لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا۔

**مختار اور عبید اللہ بن حر:** عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے گورنری بصرہ پر حارث بن ابی ربیعہ (المعروف قباع) کا دور تھا۔ پولیس افسری عباد بن حصین کے قبضہ میں تھی اور مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ قیس بن ہیثم تھا۔ انہی دنوں مثنیٰ بن مخربہ عبدی جو جنگ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ہمراہ تھا جو سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ مختار نے اس کو بصرہ کی طرف اس بیعت کے لئے لوگوں کو ترغیب کی غرض سے روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں اس نے ایک گروہ کثیر کو جمع کر لیا اور ان کو مرتب کر کے قبیلہ سے جنگ پر خروج کر دیا۔ عباد بن حصین اور قیس بن ہیثم نے مقابلے پر صف آرائی کی۔ لڑائی ہوئی۔ مثنیٰ کو شکست ہوئی اپنی قوم عبد القیس میں جا چھپا۔ قباع نے اس کی گرفتاری پر ایک فوج متعین کیا۔ زیاد بن عمرو عتکی قباع کے پاس آیا اور بولا: "تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے محاصرہ سے روک لو ورنہ ہم ان سے لڑنے کو تیار ہیں۔" قباع نے احنف بن قیس کو بیچ بچاؤ کے لئے بھیجا۔ اس نے جنگ چھڑنے سے پہلے بیچ بچاؤ کرا کر اس امر پر مصالحت کرا دی کہ عبد القیس مثنیٰ کو نکال دیں۔ چنانچہ مثنیٰ بصرہ سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

**عبد اللہ بن زبیر اور مختار:** مختار نے کوفہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لانے کے بعد عبد اللہ بن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں تیرا مطیع ہوں لیکن تم نے حسب وعدہ مجھے کوئی حکومت نہیں دی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ عبد اللہ بن زبیر کو یہ فریب دے کر مخالفت سے باز رکھے اور خود اہل بیت کی محبت کے بہانے سے اپنی حکومت و سلطنت پر قبضہ کرے۔ عبد اللہ بن زبیر نے یہ جاننا چاہا کہ

گئے کہ اپنے اس خیال کی تصدیق کی غرض سے عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی کو چھتیس ہزار درہم زادِ راہ دے کر اور کوفہ کی گورنری کی سند دے کر رخصت کیا۔ مختار کو یہ خبر لگی تو زائدہ بن قدامہ کو معہ اس کے پانچ سو سواروں کے ستر ہزار درہم دے کر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ "یہ روپیہ عمر بن عبدالرحمٰن کو دے کر واپس کر دینا اور اگر اس پر وہ راضی نہ ہو تو پانچ سو سواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں کے سامنے میں اس کو لے چلنا"۔ عمر بن عبدالرحمٰن نے پہلے درہم لینے سے انکار کیا لیکن جب چاروں طرف سے سواروں نے گھیر لیا تو ملا ہوا مال لے کر بصرہ روانہ ہوا۔ اس وقت بصرہ میں قباع حکومت کر رہا تھا۔ ابن مطیع بصرہ میں موجود نہ تھا۔ عمر بن عبدالرحمٰن بھی آ پہنچا۔ یہ واقعہ مثنیٰ بن مخرمہ کے خروج سے پہلے کا ہے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ "میں نے کوفہ پر قبضہ حکومت جما لیا ہے اگر آپ مجھے ایک لاکھ درہم عنایت کریں تو میں شام کی طرف چلا جاؤں اور ابن مروان کو آپ کی طرف سے روک دوں"۔ لیکن عبداللہ بن زبیر اس کے فریب کو تاڑ گئے تھے اس سبب سے مختار بعض اوقات ان پر طعنہ تشنیع کیا کرتا تھا۔

**مختار کی ابن زبیر سے امداد طلبی:** کچھ عرصے بعد عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حارث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو بسر کردگی ایک لشکر کے وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا تب مختار نے یہ چال کی ابن زبیر کو لکھا کہ "اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد پر ایک فوج بھیج دوں"۔ ابن زبیر نے جواب دیا کہ "اگر تم میرے مطیع ہو کر امداد کرنا چاہتے ہو تو فوراً نہایت تیزی سے ایک لشکر عبدالملک کے مقابلے پر وادی القریٰ میں بھیج دو"۔ مختار نے شرحبیل بن ورس ہمدانی کو تین ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا جس میں اکثر آزاد غلام تھے اور یہ سمجھا دیا کہ مدینہ میں پہنچ کر اطلاع دینا پھر جیسا میں حکم دوں اس کی تعمیل کرنا۔

**شرحبیل کا قتل:** یہ جواب روانہ کرنے کے بعد ابن زبیر نے خیالات مختار کی طرف سے بدلے ہوئے دیکھے تو عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ یہ سمجھا کر روانہ کیا کہ "مختار کا لشکر اگر ہمارا مطیع ہو کر آیا ہو تو بہتر ورنہ حیلہ و مکر سے واپس کر دینا یا جنگ و جدال سے ہلاک کر دینا"۔ عباس اور شرحبیل کی مقام رقیم میں ملاقات ہوئی۔ عباس نے کہا "تم لوگ ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے پر وادی القریٰ کی طرف چلو"۔ شرحبیل نے جواب دیا "مجھے مختار نے سیدھے مدینہ جانے کا حکم دیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ نہیں جاؤں گا"۔ عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہو گیا مگر تالیف قلوب کی غرض سے گوشت، گھی اور پکا ہوا کھانا بھیج دیا۔ شرحبیل بن ورس اور اس کے ہمراہی بھوکے پیاسے تھے، کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ عباس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار جنگ آزمودہ شخصوں کو لے کر حملہ کر دیا۔ شرحبیل بن ورس معہ ستر آدمی اپنی قوم کے مارے گئے۔ باقی جو رہے ان کو امان دی گئی اور وہ لوگ نہایت پریشانی کی حالت میں واپس ہوئے جس میں سے اکثر راستہ ہی میں مر گئے۔ اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ اور ابن زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا "میں نے ایک لشکر آپ کی کمک اور دشمنانِ اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کروں اور آپ بھی اپنی طرف سے ایک امیر بھیجئے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں"۔ محمد بن

[illegible]

**ابن زبیر اور محمد بن حنفیہ** [illegible]

**محمد بن حنفیہ** [illegible]

**عبدالملک اور محمد بن حنفیہ** [illegible]

میں انتقال فرمایا اور نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

محمد بن حنفیہ ابن زبیر سے [illegible] حجاج نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا اس وقت آپ طائف سے شعب ابی طالب چلے آئے اور ابن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ عبدالملک نے حجاج کو ان کی تعظیم و قدر شناسی کی ہدایت دی [illegible]۔ پھر آپ عبدالملک کے پاس شام گئے اور یہ درخواست کی کہ حجاج کی ماتحتی سے مجھے مستثنیٰ کر دیا جاؤں۔ عبدالملک نے اسے منظور کرلیا۔

شعبی کا بیان ہے کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا "جب تک لوگ ایک امام پر متفق نہ ہوں گے اس وقت تک ہم کسی کی بیعت نہ کریں گے کیونکہ یہ سب فتنہ ہے"۔ عبداللہ بن زبیر اور ان سے [illegible] پیدا ہوئی، محمد بن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ بھی [illegible] کرنے لگے اور جب دونوں نے ان کی بیعت نہ کی تو ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا۔ اس اثنا میں مختار نے ایک لشکر بھیج دیا جس نے آپ دونوں کو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ان کی جانیں بچا دیں۔ پھر جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستحکم ہوگئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے آئے۔

**ابراہیم بن اشتر:** جس وقت [illegible] ۶۶ھ [illegible] سے فراغت حاصل ہوگئی تو اس نے [illegible] ابراہیم بن اشتر کو بجنگ ابن زیاد [illegible] روانہ کیا اور [illegible] ان کے ہمراہ [illegible] ضرورت [illegible] طلب کیا [illegible] کرسی [illegible] اپنے [illegible] یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی حضرت علی بن ابی طالب کی تھی جس کو مختار نے جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو ام ہانی بنت ابی طالب (ہمشیرہ علی بن ابی طالب) کا لڑکا تھا۔

**ابن زیاد کا انجام:** ابراہیم بن اشتر کوفہ سے روانہ ہو کر عراق کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچا جس پر ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کر لیا تھا اور نہر خازر (خازر) پر قیام کر کے [illegible] بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھا۔ ابن زیاد بھی نہر خازر کے قریب جا اترا۔ عمیر بن حباب سلمی (جو ابن زیاد کے ہمراہیوں میں سے تھا) ابن اشتر سے [illegible] کیا کہ بوقت جنگ [illegible] ابن زیاد [illegible] اس قرارداد کے مطابق [illegible] نکل کر [illegible] ابھارنے لگا [illegible] جماعت کے [illegible] ہر ایک میسرہ کے [illegible] ابن زیاد نے بھی اپنی فوج کو [illegible] حصین بن نمیر نے [illegible] اہل شام کا [illegible] مالک [illegible] ابن اشتر نے [illegible] علم اٹھایا [illegible] عبداللہ بن ورقاء [illegible] علم [illegible] ابن زیاد [illegible]

سے بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن عمیر نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا ابراہیم نے یہ دیکھ کر لشکر کے قلب پر دھاوا کیا میدان کارزار گرم ہو گیا۔ ہر شخص سر بکف جاں فروشی پر تیار تھا ایک طرف آہ و زاری کے نعرے زخمیوں کے خون کے فوارے بلند تھے۔ دوسری طرف تیروں اور تلواروں کی آوازوں سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی آواز سنائی دیتی تھی تو ابراہیم کی یہ آواز تھی جو بار بار اپنے علم بردار سے کہتا تھا: ((انغمس برایتک فیہم انغمس برایتک فیہم)) فریقین کے بڑے بڑے بہادر کام آئے میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج کو شکست ہوئی۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد ابراہیم نے کہا ’’میں نے ایک علم کے نیچے ایک شخص کو لب نہر قتل کیا ہے جس سے مشک کی بو آتی تھی اور میں نے اس کو اپنی تلوار سے ٹھیک نصف دو ٹکڑے کر دیئے ہیں دیکھو وہ کون شخص تھا۔ لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابن زیاد تھا سر کاٹ کر لاش جلا دی گئی۔ شریک بن جدیر تغلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر یہ سمجھ کر کہ ابن زیاد ہے حملہ کیا۔ لڑتے لڑتے دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے شریک کے ہمراہیوں نے پہنچ کر حصین کا کام تمام کر دیا‘‘ بعض کا بیان ہے کہ ابن زیاد کو شریک نے قتل کیا تھا اسی واقعہ میں شرجیل بن ذی الکلاع حمیری بھی مارا گیا (جو سواران شام کا سپہ سالار تھا) سفیان بن یزید ازدی، ورقاء بن عازب اسدی اور عبداللہ بن زہیر سلمی کا دعویٰ تھا کہ میں نے ابن زیاد کو قتل کیا ہے۔

**ابن اشتر کی کامیابیاں:** فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد منہزم گروہ کا تعاقب کیا ابن زیاد کے ساتھی جس قدر معرکہ جنگ میں کام آئے تھے اس سے زیادہ بخوف جان نہر میں ڈوب کر مر گئے لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا عبیداللہ بن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر بشارت فتح کے ساتھ مختار کے پاس مدائن بھیج دیئے گئے بعد ازاں ابن اشتر نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو نصیبین پر مامور کیا جو سنجار، دارا اور سرزمین جزیرہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد زفر بن حرث کو قرقیسیا کا حاتم بن نعمان باہلی کو حران، رہا اور شمشاط کا، عمیر بن حباب سلمی کو کفر توثا و طور عبدین کا والی بنایا اور خود موصل میں ٹھہرا رہا۔

**مصعب بن زبیرؓ:** اوائل ۶۷ھ یا اواخر ۶۶ھ میں عبداللہ بن زبیر نے حرث بن ربیعہ (قباع) کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی مصعب بصرہ پہنچ کر سیدھے جامع مسجد میں گئے منبر پر خطبہ دینے کو چڑھے اس اثناء میں حرث بن ربیعہ آ گیا مصعب نے اس کو ایک درجہ نیچے بٹھا لیا خطبہ دینے لگے سورہ قصص کے شروع کی آیتیں پڑھیں اور اتر آئے۔

**مصعب و مختار کی جنگ:** شرفائے کوفہ جنہوں نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کر لی تھی رفتہ رفتہ مصعب سے آملے شبث بن ربعی ((واغوثاہ واغوثاہ)) چلاتا ہوا آیا اس کے بعد محمد بن الاشعث بھی آ گیا مختار پر خروج کرنے کی تحریک کی مصعب نے مہلب بن ابی صفرہ کو (جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا) بلا بھیجا اس نے آنے میں تاخیر کی مصعب نے محمد بن الاشعث کو خط دے کر روانہ کیا مہلب نے خط پڑھ کر کہا ’’کیا مصعب کو تمہارے سوا کوئی دوسرا قاصد نہیں ملا تھا؟‘‘ محمد بن الاشعث نے جواب دیا ’’ہم قاصد نہیں ہیں! ہمارے غلام زادے ہمارے مکانات، مال و اسباب پر متصرف ہو گئے ہیں‘‘۔ غرض مہلب ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال و اسباب لے کر بصرہ میں داخل ہوا۔

مصعب بن زبیر نے مہلب کو بصرہ آنے پر لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ساتھ ہی عبدالرحمن بن مخنف کو کوفہ کی طرف مختار کے خلاف ریشہ دوانی اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرنے کی ترغیب دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ مصعب نے مقدمۃ الجیش عباد بن حصین حبطی تمیمی کو، میمنہ پر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو، میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو مقرر کیا اور خود بصرہ سے نکلا۔ مختار کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو لڑائی کی ترغیب دی، ایک چھوٹا سا لشکر مع ان سرداروں کے جو ابن اشتر کے ہمراہ تھے احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا۔ مقام مذار میں فریقین نے صف آرائی کی۔ مہلب نے اپنے [illegible] فوج سے ابن کامل پر حملہ کیا۔ ابن کامل نے بڑے استقلال و ثبات قدمی سے مقابلہ کیا۔ بالآخر مہلب نے ایک دوسرا زبردست حملہ ابن کامل پر کیا جس کی وہ تحمل نہ ہو سکا۔ اس کے رکاب کی فوج ابن شمیط کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ دوسرے لوگوں نے ابن شمیط پر دھاوا کیا، اس کی فوج بھی پسپا ہو گئی، بیدل فوج کا قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مصعب نے عباد کو حکم دیا کہ جس قدر قید کئے جائیں قتل کر ڈالے جائیں۔ محمد بن اشعث نے [illegible] کا تعاقب کیا اور جس کو پایا قتل کر ڈالا۔

**مصعب کی پیش قدمی کوفہ:** مصعب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا، [illegible] اور سامان کے اسباب کو کشتیوں پر بار کر کے دریا کے ذریعہ روانہ کیا اور خود مع تمام لشکر کے براہ خشکی [illegible] تھا کہ اس کی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط [illegible] شکست فاش ہوئی اس کے اکثر ہمراہی معرکہ جنگ میں کام آئے۔ [illegible] مصعب بڑھا اور دریا [illegible] چلا آتا ہے تو [illegible] ناچار مقابلہ کے لئے کوفہ سے نکل کر مقام حروراء کی طرف چلا۔ [illegible] مسکن [illegible] نہر فرات کا پانی ان نہروں میں آ گیا تو [illegible] پایاب ہو گئیں اس وجہ سے ان نہروں کی کشتیاں [illegible]۔ [illegible] بصرہ کے لشکر [illegible] کشتیاں چھوڑ دیں [illegible] لشکر مرتب کر کے کوفہ کا قصد کیا۔ مختار نے [illegible] دارالامارۃ [illegible] کے بعد [illegible] میں قیام کیا۔

**مختار کا خاتمہ:** اس جنگ میں مصعب کی فوج اس کے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ، میسرہ پر عمر بن عبیداللہ، سواران پر عباد بن حصین تھا۔ مختار کا میمنہ [illegible] کندی کے اور میسرہ سعید بن منقذ ہمدانی کی [illegible] تھا اور فوج [illegible] پر محمد بن عبداللہ نہدی [illegible] تھا۔ محمد بن اشعث [illegible] میدان سے بھاگ کر [illegible] دونوں لشکروں کے درمیان [illegible] فریقین نے ایک دوسرے پر [illegible] حملہ [illegible] عبداللہ بن [illegible] نے اپنے مقابل فوج پر دھاوا کیا۔ مصعب نے [illegible] پیچھے ہٹا دیا کہ مصعب سے جا ملے۔ مصعب نے ایک [illegible] اپنے ہمراہیوں [illegible] آگے بڑھایا [illegible] ہو کر اپنے [illegible] کی [illegible] ہوئی شام ہو گئی [illegible] مالک بن عبداللہ نہدی نے پیادوں کو لے کر ابن اشعث پر حملہ کیا۔ ابن اشعث اور اس کے ہمراہی کام آ گئے [illegible] بن علی بن ابی طالب شہید ہوئے [illegible] رات [illegible] لڑائی ہوتی رہی [illegible] چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا [illegible] سے [illegible] مختار [illegible] قصر امارت میں جا [illegible] مصعب نے میدان جنگ سے [illegible] قصر امارت کا محاصرہ کر کے [illegible]

جاری رہی۔ مصعب کو اس سے آگاہی ہوئی اس نے رسد و غلہ کو قطعاً روک دیا مختار اور اس کے ہمراہیوں کا شدت گرسنگی و تشنگی سے حال ابتر ہو گیا پانی میں شہد ملا کر پینے لگے لیکن اس سے بھی سیری نہ ہوتی۔

مختار نے اپنے ہمراہیوں سے اذن حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا مختار نے بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا اور تقریباً انیس آدمیوں کو جن میں سائب بن مالک اشعری بھی تھا لے کر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا۔ سائب ملامت کرنے لگا۔ مختار نے کہا "تف ہو تجھ پر اے احمق! میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کر لیا نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر میں بھی انہیں لوگوں کی طرح تھا۔ لیکن میں بھی ایک عرب ہوں۔ میں غافل ہو گیا تھا۔ اہل بیت کا خون کا بدلہ لینے کا طالب ہوا۔ اگر تیری نیت نہ ہو تو اپنے زور بازو پر لڑ" سائب یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار[1] آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ و طریف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنفی کے ہاتھ سے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ اسی وقت جبکہ مختار نے امان حاصل کرنے کی رائے دی تھی قصر امارت سے بذریعہ کمند اتر آیا تھا اور اپنے بھائیوں کے ہاں جا کر پوشیدہ ہو گیا تھا۔

**مصعب کا کوفہ پر قبضہ:** مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ مصعب کے کہنے سے شمشیر بکف ہو کے دروازے کھول دیئے بعض اصحاب نے ان کے قتل کرنے سے منع کیا۔ مگر اور ان کی جماعت نے اس سے اختلاف کیا۔ بالآخر مصعب نے باتفاق رائے ان لوگوں کو قتل کرا ڈالا اس کے بعد مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبید ثقفی کے ہاتھ کاٹ کر مسجد کے دروازے پر لٹکا دیئے جن کو حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں اتروایا۔

**ابن اشتر کی اطاعت:** کوفہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مصعب نے ابراہیم بن الاشتر کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں بشرط اطاعت ملک شام کی امارت اور ملک مغرب (جس قدر وہ فتح کر سکے) اس کو دینے کے لئے لکھا تھا اسی زمانہ میں عبدالملک نے بھی اس سے خط و کتابت کی تھی اور حکومت عراق دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابراہیم نے اپنے مشیروں سے اس کی بابت مشورہ کیا۔ بعض نے مصعب سے ملنے کو کہا اور بعض نے عبدالملک سے سازش کرنے کی رائے دی مگر ابراہیم نے اس خوف سے کہ ابن زیاد اور اہل شام کو اس نے تہ تیغ کیا ہے مصعب کی شرائط منظور کر لیں اور اس کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصعب نے یہ خبر پا کر مہلب بن ابی صفرہ کو اس کے مقبوضہ صوبجات موصل، جزیرہ، آرمینیہ، آذربائیجان کی جانب بھیج دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی خلافت سے اسی زمانے میں علیحدگی ظاہر کی تھی جب کہ مصعب بصرہ میں آیا تھا۔ مختار نے احمر بن شمیط کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور مصعب نے عباد حبطی کو۔ مختار کے ہمراہ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی تھے رات ہی سے لڑائی شروع ہوئی احنف شب سے زیادہ گرم ہوئی کہ مصعب کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ

---

[1] صاحب عقد الفرید نے لکھا ہے کہ مختار جس وقت تک مطمئن رہا اور شرفائے عرب کو محبت و اخلاص سے چنانچہ اس نے دیگر صحابہ کے ساتھ سلوک کیا۔ لیکن جب اس کا قصد اور نیت کھل کر ظاہر ہو گئی اس سے توبہ کا ارادہ کیا تو محمد بن علی ابن ابی طالب نے ابن الحنفیہ نے لکھا ابن سے اس کی مراد ایک لشکر بصرہ کی طرف مصعب سے روانہ کیا ابراہیم بن اشتر اور رؤسائے کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے مصعب کے پاس بھیج دیا۔ مصعب نے اس کو قتل کرا ڈالا۔ عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ مصر

کر کے سو رہے تھے، پہنچا۔ ایک گروہ ان کے ہمراہیوں کا دوڑ آیا تھا، مختار کو قتل کر دیا۔ مختار کے بعض ہمراہی مصعب کے لشکر سے لڑائی میں مصروف تھے، وہ ان کے پاس سے فرار ہو کر شہر کی طرف لوٹا اور سیدھا دارالامارت میں جا چھپا۔ جب اس کے ہمراہی میدان جنگ سے لوٹے تو انہوں نے [illegible] مجبور ہو کر میدان کارزار سے بھاگ کر [illegible] حاصل کر چکے تھے، بھاگ کر قصر امارت میں جا چھپے جن کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی۔ مصعب نے پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ چند روز تک وہ لڑائی ہوتی رہی۔ بہت سے آدمی مارے گئے۔ آخر وہ مصعب سے اہل قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے اور ان کے حکم کے مطابق دروازہ کھول کر نکل آئے۔ اس نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان مقتولین کی تعداد چھ ہزار تھی جن میں سے سات سو عرب تھے اور باقی عجمی۔

**حمزہ کی معزولی:** مختار پر مصعب نے قبضہ کر لینے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اپنے بیٹے حمزہ کو بصرہ میں بجائے مصعب کے مقرر کیا۔ وہ [illegible] تھا۔ [illegible] سے شرفائے بصرہ [illegible] احنف بن قیس نے [illegible] سے آدمیوں کو ہمراہ لے کر اس کی طرف خروج کیا اور حمزہ سے کہلا بھیجا کہ تم حکومت چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ۔ احنف نے عبداللہ بن زبیر کو لکھا کہ اپنے لڑکے کو واپس کر کے مصعب کو پھر حکومت بصرہ پر بھیج دو۔ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا۔ حمزہ بہت سا مال و اسباب لے کر بصرہ سے روانہ ہوا۔ مالک بن مسمع نے [illegible] کر کے [illegible] عبیداللہ [illegible]۔

**مہلب کی معزولی:** بعض کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مختار کے قتل ہونے کے ایک برس بعد مصعب کو بصرہ کی حکومت سے معزول کر دیا تھا۔ مصعب نے بصرہ سے مکہ پہنچ کر [illegible] عبداللہ بن معمر [illegible] اور جنگ [illegible] مقرر کیا۔ اس وقت مہلب فارس کا گورنر اور جنگ خوارج پر مامور تھا۔ مصعب نے اس کو موصل اور جزیرہ و آرمینیا کا والی مقرر کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ مہلب اپنی جگہ اپنے بیٹے مغیرہ کو مقرر کر کے بصرہ میں آیا۔ مصعب نے اس کو حکومت فارس اور جنگ خوارج سے معزول کر کے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔ اس نے جنگ خوارج میں بڑے بڑے نمایاں کام کیے جن کا تذکرہ خوارج کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

**عمرو بن سعید کی مخالفت:** عبدالملک بن مروان تخت نشینی کے بعد ایک مدت تک دمشق میں مقیم رہا۔ بعد ازاں اپنے بھائی عبدالرحمن بن ام الحکم کو اپنا نائب مقرر کر کے بقصد جنگ زفر بن حارث کلابی قرقیسیا کی طرف روانہ ہوا۔ عمرو بن سعید اس کی رکاب میں تھا۔ جب یہ لوگ بطنان پہنچے تو عمرو بن سعید کے خیالات تبدیل ہو گئے۔ رات کے وقت چپ چاپ وہاں سے دمشق کی راہ لی۔ ابن ام الحکم اس کی آمد کی خبر سن کر نکل بھاگا۔ عمرو بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور ابن ام الحکم کے مکان کو منہدم کرا دیا۔ لوگ جمع [illegible]

---

[1] قتل ہونے کے بعد اہل قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے [illegible] ان کو [illegible] میں مروا دیا۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ [illegible]

ہوئے تو خطبہ دیا اور لوگوں سے حسن سلوک اور رعایات مقرر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ عبدالملک کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی عمرو بن سعید کے پیچھے ہی پیچھے آیا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں تک دونوں میں لڑائی ہوتی رہی آخر کار مصالحت ہوئی۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ عبدالملک نے اس کو امان دی عمرو بن سعید دمشق سے نکل کر عبدالملک کے خیمے میں آیا اور اسی کے ساتھ ہو کر دمشق میں داخل ہوا۔ چار روز کے بعد عبدالملک نے عمرو بن سعید کو بلا بھیجا اتفاق سے اس وقت عبداللہ بن یزید بن معاویہ (اس کا داماد) اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے عبدالملک کے پاس جانے سے روکا عمرو بن سعید نے کہا "واللہ مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے اگر میں سوتا ہوتا تو عبدالملک مجھے جگانے کی جرأت نہ کرتا"۔ اس کے بعد پیامبر سے کہا "تم جاؤ میں شام کے وقت آؤں گا"۔

**عمرو بن سعید کا قتل** شام کا وقت آیا تو اس نے زرہ پہنی اور اوپر قبا پہن لی اور تلوار لٹکائی اور ایک سو غلاموں کو لے کر عبدالملک کی طرف چلا۔ عبدالملک نے پہلے ہی سے حسان بن بحدل اور قبیصہ بن ذؤیب وغیرہ کو جمع کر رکھا تھا۔ عمرو بن سعید پہنچا تو اس کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور اس کے ساتھیوں کو روک دیا گیا۔ عبدالملک کے حاجبوں نے دروازے بند کر رکھے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ عمرو دمشق کے دروازے پہنچا تب اس کے ساتھ صرف ایک غلام باقی رہ گیا تھا۔ عبدالملک کے پاس حاضر ہو کر عمرو بن سعید نے غلام سے کہا "میرے بھائی یحییٰ کے پاس جا اور اس کو بلا لا"۔ غلام کچھ نہ سمجھا۔ عمرو بن سعید نے اس فقرہ کا اعادہ کیا۔ غلام نے لبیک کہہ کر جواب دیا لیکن مطلق نہ سمجھا عمرو بن سعید نے چلا کر کہا "جا دور ہو"۔ غلام چلا گیا۔ عبدالملک نے حسان و قبیصہ کو عمرو بن سعید کے استقبال کرنے کا حکم دیا۔ دونوں آگے بڑھے اور عمرو بن سعید کو اپنے پاس لا کر تخت پر بٹھا لیا۔ باتیں ہونے لگیں۔ تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نے عمرو بن سعید کی تلوار لے لینے کا حکم دیا۔ عمرو بن سعید کو ناگوار گزرا کہا "اتق اللہ یا امیر المومنین" عبدالملک بولا "کیا تم اس کی امید رکھتے ہو کہ میرے سامنے تخت پر تلوار لے کر بیٹھو گے؟" عمرو بن سعید خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا "اے ابو امیہ! جس وقت تم نے مجھ سے مخالفت کی تھی میں نے اس زمانے میں یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں تمہیں اپنے قبضہ اقتدار میں پاؤں گا تو تمہیں طوق پہناؤں گا"۔ عمرو بن سعید نے عرض کیا "کیا پھر امیر المومنین رہا کر دیں گے؟" عبدالملک نے کہا "ہاں! میں ابو امیہ کو رحم سے رہا کر دوں گا"۔

پھر اس نے عمرو بن سعید سے کہا "اے ابو امیہ! امیر المومنین کی قسم پوری کرو"۔ عمرو بن سعید اپنی زبان سے بولا "بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی قسم کو آپ کے ساتھ پوری کر دی"۔ عبدالملک نے فرش کے نیچے سے ایک طوق نکالا اور غلام سے کہا "ابو امیہ کے ہاتھ پاؤں گردن میں ڈال دو"۔ عمرو بن سعید بولا "میں امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر عرض کرتا ہوں کہ لوگوں کے روبرو مجھے اس ذلت سے نہ نکالیے"۔ عبدالملک نے کہا "مجھ سے دھوکا؟ کیا تم مرتے وقت بھی دھوکا دینا چاہتے ہو"۔ پھر عمرو بن سعید خاموش ہو گیا اور عبدالملک نے اس زور سے اس کو جھٹکا دیا کہ اس کا سامنے کا دانت ٹوٹ کر گر گیا اور دو دانت ٹوٹ گئے"۔ عبدالملک نے کہا "واللہ اگر یہ مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھ سے زندہ رہ کر سیدھے رہو گے تو تمہاری بہتری ہے اور قریش کی صلاحیت ہے تو میں بے شک تجھے زندہ رکھتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک شہر میں ہمارے اور تیرے جیسے دو شخص نہیں رہ سکتے"۔

عمرو بن سعید [illegible] اپنے بھائی عبدالعزیز کو اس کے قتل کا [illegible] [illegible] چلا گیا [illegible] ان کے قتل سے باز رہ [illegible] تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نماز ادا کر کے [illegible] تو عمرو بن سعید [illegible] عبدالعزیز [illegible] اور ایک [illegible] عبدالملک [illegible] اپنے [illegible] اس [illegible]

**قصر خلافت کا محاصرہ** [illegible] عمرو بن سعید [illegible] یحییٰ بن سعید [illegible] قصر خلافت پر [illegible] عمرو بن سعید [illegible] جب [illegible] آواز [illegible] اور لوگوں پر [illegible] حملہ کرنے لگے۔ ولید بن عبدالملک نے [illegible] مقابلہ کیا [illegible] عمرو [illegible] عبدالعزیز [illegible] لوگوں نے [illegible] اس کے بعد عبدالملک مسجد کی طرف آیا اور لوگوں [illegible] معلوم ہوتا ہے۔

**یحییٰ بن سعید کی گرفتاری** [illegible] یحییٰ بن سعید [illegible] ان کا بھائی عنبسہ [illegible] کئے گئے [illegible] مصعب [illegible] عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] ان کی جان بخشی [illegible] اللہ تعالیٰ نے تم [illegible] جاہلیت [illegible] حالانکہ اسلام [illegible] عمرو بن سعید [illegible] بھائی تھا [illegible] جانتے ہو [illegible] عبدالملک کا قول [illegible] تمہارے باپ [illegible] جب [illegible] قتل [illegible] عبدالملک [illegible] ایک [illegible] عبدالملک نے [illegible] دمشق [illegible] ۶۹ھ [illegible]

**عبدالملک کی عراق کو روانگی** جس وقت ملک شام پر عبدالملک کا قبضہ ہو گیا اور [illegible] کا کوئی [illegible] باقی نہ رہا تو اس نے [illegible] عراق کی تیاری کی۔ [illegible] عبدالملک کو عراق پر [illegible]

کر دینے کو لکھا تھا۔ عبدالملک کے مشیروں نے عراق کی طرف بڑھنے کی ممانعت و مخالفت کی لیکن وہ ان کے مشوروں کو نظر انداز کرتے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصعب کو اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ مہلب بن ابی صفرہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ مہلب ان دنوں سرزمین فارس پر خوارج سے لڑ رہا تھا۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر فارس کی جنگی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا اور جنگ خوارج پر اس کی بجائے مہلب مامور کیا گیا تھا۔ یہ ردو بدل اسی زمانے میں ہوا تھا جبکہ مصعب کو کوفہ کی گورنری دی گئی تھی۔

**خالد بن عبداللہ کا اخراج۔** خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید (عبدالملک بن مروان کی جانب سے) خفیہ طور پر بصرے میں آیا۔ بنی بکر بن وائل والازد میں مالک بن مسمع کے پاس مقیم ہوا۔ عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ اس سے اور عمر بن عبیداللہ بن معمر سے معرکہ آرائی ہوئی۔ بالآخر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ بکر بن وائل خالد کو نکال دیں۔

**عمر بن عبیداللہ کی معزولی** خالد کے نکال دینے کے بعد مصعب بصرے میں خالد کو گرفتار کرنے کی غرض سے آیا لیکن وہ اس کے آنے سے پیشتر جا چکا تھا۔ مصعب، عمر بن عبیداللہ بن معمر پر سختی کا رویہ اختیار کیا۔ خالد کے ہمراہیوں کو گالیاں دیں۔ ان کے مکانات منہدم کرا دیئے۔ سر اور داڑھیاں منڈوا دیں۔ مالک بن مسمع کا مکان گرا دیا۔ مال و اسباب کو لوٹ لیا اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو حکومت فارس سے معزول کر کے مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کر کے کوفہ چلا آیا۔ اس کے ساتھ احنف بھی تھا۔ اس نے کوفہ میں انتقال کیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالملک کے مقابلہ پر نکلا اور مہلب کو اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کرنے کا اہل بصرہ نے اس سے انکار کیا۔ مجبور ہو کر مہلب کو جنگ خوارج پر واپس کر دیا۔ مہلب نے روانگی کے وقت کہا کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی ہے۔ تم مجھے ابن اشتر سے علیحدہ نہ کرو۔ لیکن مصعب نے اس پر توجہ نہ کی۔ ابراہیم بن اشتر کو (جو کہ موصل و جزیرہ پر مامور تھا) بلا کر مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک کے مقدمۃ الجیش پر اس کا بھائی محمد بن مروان، خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ قرقیسیا کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ زفر بن حارث کلابی نے حاضر ہو کر مصالحت کر لی اور اپنے لڑکے ہذیل کو ایک لشکر کے ساتھ ان کے ہمراہ کر دیا۔ پھر عبدالملک یہاں سے کوچ کر کے مصعب بن زبیر کے لشکرگاہ کے قریب پہنچا۔ ہذیل بن زفر بھاگ کر مصعب سے آ ملا اور عبدالملک اہل عراق سے بغرض سازش خط و کتابت کرنے لگا۔ اصفہان کے دینے کا وعدہ کیا۔

**مصعب بن زبیر کے غلط اقدام** انہی دنوں ابن اشتر نے مصعب کے روبرو ایک خط سربمہر پیش کیا۔ مصعب نے کھول کر پڑھا اس میں عبدالملک نے اشتر کو لکھا تھا: "تم میرے پاس چلے آؤ میں تم کو عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا۔" مصعب نے ابن اشتر سے کہا: "کیا تم جیسا شخص فریب میں آ جائے گا" ابراہیم بن اشتر نے جواب دیا "میں غدر و خیانت کا مرتکب نہ ہوں گا۔ واللہ عبدالملک نے تمہارے کل ہمراہیوں اور سرداروں کو ایسا ہی لکھا ہے۔ اگر تم میرا کہنا مانو تو ان سب کو قتل کر ڈالو یا بہت تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو۔" مصعب نے اس سے اختلاف کیا اور اہل عراق عبدالملک سے سازش کر کے

مصعب سے بدعہدی و بے وفائی پر تل گئے۔ قیس بن ہیثم نے اہل عراق کو اہل شام سے سازش کرنے کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں نے اس کی بھی پروا نہ کی۔ جس وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو عبدالملک نے مصعب کے پاس کہلا بھیجا "خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آؤ ہم اور تم اس کام کو اہل شوریٰ کے سپرد کر دیتے ہیں"۔ مصعب نے جواب دیا "ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے"۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور مصعب نے ابراہیم بن اشتر کو آگے بڑھایا۔ مصعب نے ایک دستہ فوج سے ابراہیم کی مدد کی جس نے محمد کو اس کے مورچہ سے ہٹا دیا۔

**عتاب بن ورقا کی بدعہدی:** عبدالملک نے عبداللہ بن یزید کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ میدان کارزار نہایت تیزی سے گرم ہو گیا۔ مصعب کے ہمراہیوں میں سے مسلم بن عمرو باہلی (قتیبہ کے والد) اس معرکے میں کام آ گئے۔ مصعب نے فوراً عتاب بن ورقا کو ابراہیم بن اشتر کی امداد پر متعین کیا۔ ابراہیم بن اشتر کو عتاب کا آنا گوارا نہ ہوا۔ کہلا بھیجا "میں نے تم کو منع کیا تھا کہ عتاب جیسے آدمی کو میری مدد پر نہ بھیجنا۔ افسوس ہے کہ تم نے میرے کہنے پر خیال نہ کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون"۔

**ابن اشتر کا خاتمہ:** عتاب بن ورقا نے عبدالملک کی بیعت کر لی تھی اور یہ وعدہ کر لیا تھا کہ میدان جنگ سے بھی بھاگ کھڑا ہوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن ابراہیم بن اشتر نہایت استقلال سے لڑتا رہا یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آ گیا۔ قتل کے بعد اس کا سر عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا۔ اہل شام کا دل ابراہیم کے مارے جانے سے ہاتھوں ہاتھ بڑھ گیا۔ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے۔ مصعب نے سرداران عراق کو جنگ کرنے کا حکم دیا۔ سب نے حیلہ کر کے ٹال دیا۔ اب اس وقت تنہا مصعب اور اس کے قریبی چند سپاہی لڑ رہے تھے باقی کل اہل عراق دور سے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ محمد بن مروان نے مصعب کے قریب پہنچ کر آواز دی۔ کہا "میں تمہارا چچا زاد بھائی محمد بن مروان ہوں۔ تم امیرالمومنین کی امان قبول کر لو"۔ مصعب نے انکاری جواب دیا۔

**عیسیٰ بن مصعب کا قتل:** محمد بن مروان نے اہل عراق کی سازش کا حال بتایا لیکن مصعب نے کچھ توجہ نہ کی۔ پھر محمد بن مروان نے اس کے لڑکے عیسیٰ بن مصعب کو پکار کر کہا "تم کو اور تمہارے باپ کو امان دی جاتی ہے"۔ عیسیٰ نے اپنے باپ مصعب کو اس سے مطلع کیا۔ مصعب نے جواب دیا "میرا خیال ہے کہ اہل شام تمہارے ساتھ ایفاء وعدہ کریں گے اگر تم کو ان کی امان لینی منظور ہو تو بسم اللہ عمل کرو"۔ عیسیٰ بولا "مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ کل قریش کی عورتیں کہیں گی کہ میں اپنے باپ کو بچانے کی غرض سے تم سے علیحدہ ہو گیا"۔ مصعب نے کہا "اچھا تم اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ اور ان کو اہل عراق کی سازش کی خبر دے دینا۔ مجھے اسی حالت میں چھوڑ دو کیونکہ میں نے اپنے کو مقتول سمجھ لیا ہے"۔ عیسیٰ نے عرض کی "میں قریش کو یہ خبر نہ پہنچاؤں گا۔ بہتر ہوگا کہ تم بصرہ چلے جاؤ وہ لوگ تمہارے مطیع ہیں یا کوفہ میں امیرالمومنین سے جا ملو"۔ مصعب نے سرد آہ کھینچ کر کہا "یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ کل قریش میں میرے بھاگنے کے تذکرے ہوں گے۔ اے صاحبزادے! تم آگے بڑھو میں تمہاری مدد پر ہوں"۔ عیسیٰ بن مصعب یہ حکم پاتے ہی آدمیوں کو لے کر آگے بڑھا۔ شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا مگر عیسیٰ کی چلتی ہوئی تلوار ان کی گردنوں پر تیزی دکھا رہی تھی آخر بہت سے آدمیوں کو مار کر خود بھی میدان جنگ میں کام آیا۔

**مصعب بن زبیرؓ کا خاتمہ** [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر مصعب کا سر شام کی طرف روانہ کیا۔ جب دمشق پہنچا تو لوگوں نے اس کی تشہیر کا قصد کیا مگر عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس سے روکا اور اس کو غسل دے کر دفن کرایا۔ جب یہ خبر عراق سے پلٹ کر آیا تو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عبدالملک بن مروان کی بیعت لوگوں سے لے لی۔ عبداللہ بن زبیر کو خبر گئی تو انہوں نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

**عبداللہ بن زبیر کا خطبہ:** ”تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو پیدائش اور حکم کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ آگاہ رہو جو حق پر ہو اللہ اس کو ذلیل نہیں کرتا خواہ وہ اکیلا ہی ہو اور جس کا دوست شیطان ہو تو اللہ اس کو عزت نہیں دیتا اگرچہ اس کے ساتھ تمام دنیا ہو۔ آگاہ رہو ہمارے پاس عراق سے ایک خبر آئی ہے جس سے ہم کو رنج ہوا ہے اور ہم اس سے خوش بھی ہوئے ہیں وہ خبر یہ ہے کہ مصعب رحمہ اللہ قتل کئے گئے ہیں۔ جس بات سے ہم کو خوشی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان کا مارا جانا شہادت ہے اور جس بات سے ہم کو صدمہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دوست کی جدائی سے ایک رنج کی سوزش ہوتی ہے جس کا احساس مصیبت کے وقت دوست کو ہوتا ہے اس کے بعد صاحب رائے صبر و شکر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مصعب کیا تھا؟ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار۔ آگاہ رہو اہل عراق بے وفا اور منافق ہیں انہوں نے ان کو نہایت کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ یہ لئے تھے پیچھے قتل کر دیا۔ اگر وہ مارا گیا ہے تو ان کے بھائی، باپ اور چچا زاد بھی مارے گئے جو نیک اور صالح تھے اور ہم اپنے بستروں پر مر نہیں سکتے جیسا کہ ابو العاص کی اولاد مرتی ہے۔ واللہ ان میں کوئی شخص جاہلیت میں اور اسلام میں نہیں مارا گیا ہے اور ہم مرتے ہیں تو نیزوں کی نوک پر اور تلواروں کے سائے کے نیچے۔ آگاہ رہو یہ دنیا مستعار دی ہوئی ہے اس بادشاہ برتر سے جس کی حکومت ابدی ہے اور جس کا ملک لازوال ہے۔ اگر وہ میرے پاس آئے گی تو اس کو مغرور کی طرح نہ لوں گا اور اگر وہ مجھ سے روگردانی کرے گی تو اس کے لئے کم ظرف ذلیل کی طرح نہ روؤں گا۔ میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔“

**خالد بن اسید بحیثیت گورنر کوفہ:** اس واقعہ سے کچھ پہلے جب بصرہ مطلع ہوئے تو حمران بن ابان و عبیداللہ بن ابی بکرہ میں حکومت کی نزاع پیدا ہوگئی۔ حمران نے عبداللہ بن الاہتم سے مدد طلب کی انہوں نے اس کی بہت مدد کی۔ یہ دونوں ابھی جھگڑ رہے تھے کہ اسی وقت مصعب کے قتل کے بعد عراق پر عبدالملک کا پورا قبضہ ہو گیا تو اس نے بصرہ کی گورنری خالد بن عبداللہ کو دے دی۔ اس نے اپنی طرف سے بصرہ میں نائب مقرر کر کے حمران کو معزول کر کے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا۔ کچھ عرصے بعد خالد بن عبداللہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ بشر بن مروان مقرر ہوا اور وہ دونوں شہروں کی گورنری کرنے لگا۔ بشر بن مروان نے کوفہ میں عمرو بن حریث کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ کے لئے روانہ ہوا اور پہنچ گیا۔ عبدالملک نے جزیرہ و آرمینیہ کی گورنری اپنے دوسرے بھائی محمد بن مروان کو عنایت کی۔ اس نے روم پر چڑھائی کی اور ان لوگوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ اس کے بعد

شاہ روم سے زمانہ فتنہ میں ایک ہزار دینار یومیہ بطور تاوان دینے کا اقرار کر لیا تھا۔

**زفر بن حارث:** ہم اوپر واقعہ بطور مثال بیان کر آئے ہیں کہ زفر بن حارث قرقیسیا کی طرف چلا گیا تھا قیس کا ایک بڑا مجمع اس کے پاس جمع ہو گیا تھا اور یہ وہاں ٹھہرا ہوا عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی ترغیب لوگوں کو دے رہا تھا۔ عبدالملک نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھنے کے بعد ابان بن عقبہ بن ابی معیط کو جو حمص کا گورنر تھا زفر پر حملہ کرنے کو بھیجا ابان بن عقبہ نے حکم پاتے ہی قرقیسیا کا رخ کیا اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن رمیث طائی کو مامور کر کے آگے بڑھنے کو کہا عبداللہ بن رمیث نے ابان کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی۔ اس کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے اس کے بعد ابان آیا اور لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ عبداللہ بن رمیث کی ٹوٹی ہوئی قوت لوٹ آئی وکیع بن زفر معرکہ کارزار میں کام آ گیا جس سے زفر کی قوت گھٹ گئی۔ اس کے بعد عبدالملک قبل جنگ مصعب قرقیسیا آیا اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کرا دیں بنو کلب نے عبدالملک سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کو ملا کر کیونکہ قیسیوں نے زفر بن حارث سے سازش کر لی ہے جنگ کے وقت یہ لوگ کمزور ہوں گے۔ عبدالملک اس کو منظور کر کے نہایت سختی سے محاصرہ کئے ہوئے مقابلہ کر رہا تھا روزمرہ زفر شہر سے نکل کر مقابلہ کرتا تھا ایک روز زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو شہر پناہ پر مامور کر دیا اور یہ حکم دیا کہ جب تک عبدالملک کے خیمہ پر پہنچ کر اس کو نہ گرا دینا واپس نہ آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

**عبدالملک اور زفر میں مصالحت:** اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی (محمد بن مروان) کو زفر کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم کو اور تمہارے لڑکے کو اور ان لوگوں کو جو تمہارے ہمراہ ہیں پناہ دی جاتی ہے اور جو تم پسند کرو وہ ملے گا۔ محمد بن مروان نے یہ پیام ہذیل بن زفر سے کہا۔ ہذیل اپنے باپ کے پاس گیا اور عرض کیا "ابن زبیر سے زیادہ ہمارے حق میں عبدالملک مفید و بہتر ہے اس امان دینے کو منظور کر لیجئے"۔ زفر نے اس شرط پر قبول کیا کہ ایک برس تک بیعت کرنے کا اس کو اختیار دیا جائے اور کسی خاص مقام میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ابن زبیر کے مقابلے پر کسی قسم کی اعانت نہ طلب کی جائے۔ اسی دوران میں قاصدوں کی آمد و رفت جاری تھی کہ کسی نے عبدالملک کو خبر دی کہ شہر پناہ کے چار برج منہدم ہو گئے ہیں عبدالملک نے صلح سے انکار کر کے حملہ کرنے کا حکم دے دیا لیکن اس جنگ میں زفر نے ایسا زور دکھایا کہ عبدالملک کی فوج ہٹ کر پیچھے ہٹ کر اپنے خیموں میں آ گئی۔ عبدالملک نے گھبرا کر کہلا بھیجا "جو شرائط تم پیش کرتے ہو وہ مجھے منظور ہیں"۔ زفر نے کہا "میں تاحیات عبداللہ بن زبیر تمہاری بیعت نہ کروں گا اور اس معرکے میں جو خون ریزی ہوئی ہے اس کا تم مجھ سے مواخذہ نہ کرنا اور مجھ کو مع میرے کل ہمراہیوں کے امان دی جائے"۔ عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا اور امان نامہ لکھ دیا لیکن زفر تھوڑے دنوں تک عبدالملک سے ملنے نہ آیا اس خوف سے کہ اس کے ساتھ بھی عمرو بن سعید جیسا برتاؤ نہ کیا جائے۔ عبدالملک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا بھیج دیا۔ زفر حاضر ہوا۔ عبدالملک نے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور اپنے لڑکے مسلمہ سے زفر کی لڑکی الرباب کی شادی کر دی بعد ازاں عبدالملک جنگ مصعب کو روانہ ہوا۔ زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو مع تھوڑے لشکر کے ہمراہ کر دیا

لیکن جس وقت فریقین کا مقابلہ ہوا تو ہذیل بھاگ کر مصعب کے پاس چلا گیا اور ابن اشتر کے ساتھ ہو کر لڑتا رہا یہاں تک کہ ابن اشتر مارا گیا اور ہذیل کوفہ میں چھپ گیا۔ عبدالملک نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو امان دے دی۔

**عبداللہ بن حازم کا قتل:** اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ خراسان میں عبداللہ بن حازم سے بنو تمیم نے مخالفت کر لی تھی اور یہ لوگ تین گروہ ہو گئے تھے۔ دو فریق تو جنگ سے رکے رہے باقی تیسرا گروہ جس کا سردار بحیر بن ورقاء صریمی تھا اور جس سے نیشاپور میں ابن حازم لڑ رہا تھا۔

عبدالملک نے مصعب کے مارے جانے کے بعد عبداللہ بن حازم کو اس مضمون کا خط لکھا ''تم میری بیعت کر لو میں تم کو سات برس کا خراج خراسان معاف کرتا ہوں''۔ یہ خط ایک شخص جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھا لے کر روانہ ہوا۔ عبداللہ بن حازم نے پڑھ کر کہا ''اگر مجھ کو بنو عامر میں فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم کو مار ڈالتا لیکن اب تم اپنا یہ خط کھا لو''۔ چنانچہ اس نے کھا لیا۔ عبداللہ بن حازم کی طرف سے مرو کا عامل بکیر بن وشاح تمیمی تھا۔ عبدالملک نے اسی زمانے میں اس کو بھی خط لکھا تھا اور خراسان کی حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے اور کل اہل مرو نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت توڑ کر عبدالملک کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن حازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ بکیر مع اہل مرو کے نہ آ جائے اور اہل نیشاپور اس کے ہم آہنگ نہ ہو جائیں بحیر کو چھوڑ کر مرو کی طرف روانہ ہوا۔ بحیر نے تعاقب کیا۔ مرو کے قریب ایک قریہ میں مقابلہ ہو گیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد بحیر کے ہاتھ سے ابن حازم مارا گیا۔ بحیر نے اسی وقت فتح کی بشارت عبدالملک کے پاس بھیجی۔ اتفاق سے بکیر بن وشاح اہل مرو کو لئے ہوئے آ پہنچا۔ عبداللہ بن حازم کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس روانہ کرنے کا قصد کیا۔ بحیر نے روکا تو بکیر نے ایک لکڑی کھینچ ماری۔ جس سے اس کا سر پھوٹ گیا اور گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ اس کے بعد حازم کے سر کو عبدالملک کے پاس یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس نے عبداللہ ابن حازم کو مارا ہے بھیج دیا اور خود حکومت خراسان پر قابض ہو گیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حازم مارا گیا ہے اور عبدالملک نے ان کا سر اس کے پاس بھیج دیا تھا اور اپنی بیعت کرنے کو لکھا تھا۔ عبداللہ بن حازم نے اس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور عبداللہ بن زبیر کے لڑکوں کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ اس کے بعد عبدالملک کے قاصد کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جس کو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

**سلیمان بن خالد کا قتل:** عبدالملک نے شام و عراق پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد عروہ بن انیف کو بسر کردگی چھ ہزار آدمیوں کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں جب تک دوسرا حکم نہ ملے داخل نہ ہونا۔ شہر کے باہر پڑاؤ کرنا۔ ان دنوں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حارث بن حاطب ابن حارث بن معمر جمحی مدینہ کے گورنر تھے۔ عروہ کے آنے پر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک مہینہ تک عروہ لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھتا اور اپنے لشکرگاہ میں واپس چلا آتا تھا۔ جب عبداللہ بن زبیر سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی تو وہ (عروہ) حسب الحکم عبدالملک شام کو لوٹ گیا اور حارث بن حاطب مدینہ منورہ میں آ گئے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے سلیمان بن خالد زرقی کو خیبر و فدک پر مامور کر کے روانہ کیا اور عبدالملک

نے عبدالملک بن حارث بن حکم کو ہمراہ چار ہزار فوج کے حجاز پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبدالملک نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ڈیرے ڈال دیے اور ابن قمقام کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلیمان پر شب خون مارنے کی غرض سے خیبر بھیج دیا۔ سلیمان یہ خبر سن کر خیبر سے بھاگ نکلنے کا قصد کیا۔ ابن قمقام نے اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور خود خیبر میں مقیم ہو گیا۔

**ابوبکر بن قیس کا خاتمہ:** عبدالملک کو اس واقعہ کے سننے سے صدمہ ہوا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا "افسوس ابن قمقام نے ایک شخص کو بے قصور قتل کر ڈالا"۔ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حارث بن حاطب کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مامور کیا۔ جابر نے ابوبکر بن قیس کو چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے خیبر کی طرف روانہ کیا۔ ابن قمقام سے وادی القریٰ میں جنگ ہوئی۔ بڑے معرکے کے بعد ابن قمقام پسپا ہو کر بھاگا۔ اس کے ہمراہی جو گرفتار ہو گئے تھے کام آئے۔ پچاس آدمی گرفتار ہو کر مارے گئے۔ عبدالملک نے یہ خبر پا کر طارق بن عمرو (عثمان کے آزاد غلام) کو حجاز کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ ایلہ اور وادی القریٰ کے درمیان قیام کرے اور نہایت ہوشیاری سے جہاں تک ممکن ہو ابن زبیر کے عمال کو شہر سے روکتا اور نواح میں جس وقت فتنہ پیدا ہو اس کا انسداد کرتا رہے۔ طارق نے سرحد حجاز پر پہنچ کر ایک رسالہ خیبر کی طرف بھیجا۔ ابوبکر بن قیس مع دو ہزار آدمیوں کے اس جنگ میں مارا گیا۔

**امارت مدینہ پر طلحہ بن عبداللہ کا تقرر:** عبداللہ بن زبیر نے قباع عامل بصرہ کو مدینہ کی امداد پر دو ہزار سواروں کے بھیجنے کو لکھا۔ قباع نے اس حکم کی تعمیل کی۔ جابر بن اسود نے حکم دے کر ان نوجوانوں کو طارق سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ طارق نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے ان کے سردار اور بہت سے آدمیوں اور زخمی قیدیوں کو بھی قتل کر ڈالا اور خیبر سے لوٹ کر وادی القریٰ میں واپس آ گیا۔

**طلحہ بن عبداللہ کا امارت مدینہ پر تقرر:** عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے طلحہ بن عبداللہ بن عوف معروف بہ طلحۃ الندی کو مامور کیا۔ طلحہ مدینہ منورہ کی گورنری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ طارق نے ان کو نکال باہر کیا۔

**حجاج بن یوسف ثقفی:** مصعب بن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر حجاج بن یوسف ثقفی کو تین ہزار لشکر شام کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ عبداللہ بن زبیر اور ان کے ہمراہی بیعت خلافت کر لیں تو یہ امان نامہ دے دینا۔ حجاج بن یوسف ثقفی جمادی الاول ۷۲ھ میں کوفے سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہوا طائف میں جا ٹھہرا اور ایک مدت تک عرفہ کی طرف اپنے سواروں کو روانہ کرتا تھا۔ یہاں پر عبداللہ بن زبیر کے سواروں سے مقابلہ ہوتا اور ابن زبیر کے سوار پسپا ہو کر واپس چلے آتے تھے۔ چند روز بعد حجاج نے عبدالملک کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی کہ "عبداللہ بن زبیر کی طاقت بالکل گھٹ گئی۔ ان کے ہمراہی ان سے جدا ہو گئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر ان کا محاصرہ کر لیا جائے۔ مزید فوج بھی امداد پر بھیج دیجئے۔"

عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کیا اور طارق کو حجاج کی امداد پر مامور کیا۔ طارق ذیقعدہ ۷۲ھ میں وارد مدینہ منورہ ہوا۔ طلحہ الشعار (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو نکال کر ایک شامی شخص کو اس کی جگہ متعین کیا اور پھر وہاں سے پانچ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

**خانہ کعبہ پر سنگباری:** اس سے پیشتر حجاج بن یوسف احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا تھا اور بیر میمون پر قیام پذیر تھا لوگوں کے ساتھ وہ حج میں شریک ہوا۔ نہ تو طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور عبداللہ بن زبیر کو عرفات میں داخل ہونے سے روک دیا۔ مجبوراً انہوں نے مکہ ہی میں قربانی کی حالانکہ انہوں نے حجاج کو طواف اور سعی سے منع نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے کوہ ابو قبیس پر منجنیقیں نصب کرائیں اور حرم محترم پر پتھروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ اتفاق یہ کہ عبداللہ بن عمر بھی حج کو آئے تھے حجاج بن یوسف سے کہلا بھیجا سنگباری موقوف کر دو اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے محترم مکان کی زیارت کو آئے ہوئے ہیں سنگباری کی وجہ سے نہ طواف کر سکتے اور نہ باقی مناسک ادا کر سکتے ہیں حجاج نے زمانہ حج کے خاتمہ تک سنگباری موقوف کر دی جونہی ایام حج ختم ہوئے حجاج کے منادی نے چاروں طرف یہ منادی کرا دی کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس جاؤ ہم ابن زبیر پر پھر سنگباری کرنا چاہتے ہیں یہ سن کر حاجیوں کے قافلے اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے اور حجاج بن یوسف کے لشکریوں نے منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیے۔ خانہ کعبہ پر پتھر کا پہنچنا تھا کہ آسمان سے ایک کڑک کی آواز سنائی دی اور بجلی چمکی دو دن تک یہی حالت قائم رہی۔ کچھ لوگ لشکر شام کے اس کڑک کی آواز سے ڈر کر مر گئے۔ حجاج نے کہا: "تم لوگ خوف زدہ نہ ہو میں بھی تہامہ کا ہوں اور یہ اس کی بجلیاں ہیں۔ تم لوگ خوش ہو کہ میری فتح یابی کا نشان آپہنچا اور دوسرے دن اتفاق سے ابن زبیر کے ہمراہیوں میں سے ایک یا دو شخصوں پر بجلی گری اور اس صدمہ سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ اہل شام کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ حجاج بن یوسف نے جوش میں آ کر خود منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیے۔ بڑے بڑے پتھر عبداللہ بن زبیر کے روبرو آ کر گرتے تھے اور یہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے۔

**مکہ معظمہ کا محاصرہ:** ایک عرصہ دراز تک یہ لڑائی اسی انداز سے جاری رہی یہاں تک کہ طویل محاصرہ سے اہل مکہ کا غلہ ختم ہو گیا۔ باہر سے کوئی راستہ رسد کے آنے کا نہ تھا۔ لوگ شدت بھوک سے پریشان ہونے لگے۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کرا دیا۔ گرانی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک مرغی دس درہم کو اور مد جوار بیس درہم کو ملتی تھی۔ عبداللہ بن زبیر کے مکانات غلہ اور کھجوروں اور جو سے بھرے ہوئے تھے۔ بنظر انجام بینی ذخیرے میں سے صرف اس قدر خرچ کرتے تھے جتنا کہ لوگوں کے بقائے حیات کے لیے کافی سمجھتے تھے۔ حجاج بن یوسف یہ رنگ دیکھ کر محاصرہ میں سختی کرنے لگا اور عبداللہ بن زبیر کے ہمراہیوں کو امان نامے لکھ کر بھیج دیے۔ تقریباً دس ہزار آدمی ان سے علیحدہ ہو کر حجاج سے آملے منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے امان حاصل کر کے اپنے دلی مدعا سے علیحدگی اختیار کی تھی عبداللہ بن زبیر کے دو لڑکے حمزہ و حبیب بھی تھے لیکن ان کا تیسرا لڑکا ان کے ساتھ ہو کر برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ جب شکست کا اثر مکہ میں دو آ گیا ہمراہیان عبداللہ بن زبیر

کی جمعیت کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا "تم لوگ عبداللہ بن زبیر کی قوت کا اندازہ لگا چکے ہو اور ان کے ہمراہیوں کو دیکھ لیا ہے وہ اس قدر کم ہیں کہ اگر تم ان پر ایک ایک مٹھی کنکریاں پھینکو تو وہ سب مر جائیں گے پاس سامان جنگ کے بجائے تم سے کم تر ہیں۔ وہ شام کے دلاوروں اور بہادروں [illegible] کے میدان میں مقابل ہوں عبداللہ بن زبیر اب چند ساعت کا مہمان ہے"۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی ماں اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا "اے ماں! مجھے لوگوں نے دھوکا دے کر ذلیل کیا، یہاں تک کہ میرے لڑکوں نے بھی مجھے رسوا کیا، اگر میں رہنا چاہوں تو جو چاہوں گا مجھے دے سکتے ہیں آپ کی اس بابت کیا رائے ہے؟" اسماء نے جواب دیا "تم اپنے معاملے کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو لیکن اگر تم حق پر ہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے ہو تو جو کر رہے ہو کئے جاؤ، تمہارے ہمراہی اسی راستہ میں مارے گئے تم اپنی گردن دشمنوں کے ہاتھ میں نہ دو۔ بنی امیہ کے نوعمر لڑکے تم سے نہ کھیلیں اور اگر تم نے دنیا کے حاصل کرنے کا قصد کیا تھا تو تم بہت برے انسان ہو تم نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تمہارے ہمراہ تھے اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا لیکن میرے ہمراہیوں نے مجھے دھوکا دیا اس سے میں کمزور ہو گیا تو یہ شریفوں اور دینداروں کا کام نہیں ہے"۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا "مجھے خوف اس امر کا ہے کہ قتل کے بعد مجھے وہ لوگ مثلہ کریں گے اور صلیب پر چڑھا دیں گے"۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "میرے بیٹے! بکری جب ذبح کر دی گئی تو کھال کھینچنے کی اس کو پرواہ نہیں ہوتی تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کئے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار رہو"۔

عبداللہ بن زبیر نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لے کر کہا "میری بھی یہی رائے تھی جس وقت تک میں نے دنیا کی خواہش ہوئی اور نہ حکومت کی تمنا مجھ کو اس کام کے اختیار کرنے پر صرف اس امر نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی نہیں کی جاتی تھی اور نہ محرمات سے لوگ پرہیز کرتے تھے اور میں جب تک میرے دم میں دم رہا اللہ تعالیٰ کے لئے لڑتا رہا۔ لیکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس امر میں رائے لے لوں پس آپ نے میری بصیرت اور زیادہ کر دی اور اے میری ماں! میں آج ضرور مارا جاؤں گا تم زیادہ مغموم نہ ہونا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ تمہارے لڑکے نے کسی فحش کام کا ارتکاب کا قصد تک نہیں کیا اور نہ کسی امر مذموم و بدکاری کی طرف توجہ کی ہے نہ تو اس نے بدعہدی کی ہے نہ کسی پر ظلم کیا ہے اور نہ کسی قسم کا [illegible] ہے اور نہ اس نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! میں اس امر کو اپنے نفس کی مدحت کی غرض سے نہیں ظاہر کرتا ہوں بلکہ اپنی ماں کی تسلی کی غرض سے کہہ رہا ہوں"۔ اسماء بولیں "مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر جمیل عطا فرمائے گا تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمنوں پر حملہ کرو اگر فتح یاب ہو گئے تو مجھے تمہاری فتح مندی سے مسرت ہوگی"۔ پھر مخاطب ہو کر کہا "اچھا میں بھی تمہارا انجام کار دیکھ لیتی ہوں"۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا "آپ تکلیف نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے" الغرض ماں [illegible] اسماء کی آنکھوں میں ان

کلمات سے اتنا خوش ہوا کہ رخصتی کے وقت اپنے بیٹے کو گلے لگایا، اتفاق سے ہاتھ زرہ پر پڑ گیا، دریافت کیا "یہ کیا ہے؟ تم نے اس کو کس ارادہ سے پہنا ہے؟" جواب دیا "محض اطمینان و مضبوطی کی غرض سے۔" انہوں نے یہ کہہ کر اس سے کچھ اطمینان و مضبوطی نہیں ہوتی، زرہ اتار ڈالی اور معمولی کپڑے پہننے کو کہا۔

**آخری معرکہ** عبداللہ بن زبیر نے آستینیں چڑھائیں، لمبی قمیص کے دامن اوپر اٹھا کر کمر سے باندھ لئے اور بسم اللہ کہہ کر حرم سے نکل پڑے۔ شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا جس سے بہت سے آدمی کام آئے لیکن یہ تکبیریں کہتے ہوئے ان کے نرغے سے نکل آئے۔ بعض ہمراہیوں نے بھاگنے کی رائے دی، آپ نے جواب دیا "کیا برا وہ شخص ہے جو ایسی حالت میں بھاگ جائے، میں تو اللہ تعالیٰ کی حمایت سے اسلام میں ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے، اس خوف سے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا محض حماقت ہے۔" اس وقت مسجد حرام کے کل دروازے شامیوں سے گھرے ہوئے تھے، چاروں طرف سے کمک ملتی تھی، یعنی ہر ایک فوجی دستہ نے ایک ایک جانب سے ہر دروازہ گھیر لیا تھا اور ابن زبیر چاروں جانب حملے کر رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ابو صفوان عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف کو پکارتا تھا اور یہ دوسری طرف سے جواب دیتا تھا۔ حجاج نے یہ سمجھ کر کہ لوگ ابن زبیر پر حملہ کرنے سے جی چراتے ہیں، اپنے لشکر پر غصہ ہوا اور طیش میں آ کر پیادہ لشکر لئے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے علم بردار کو گھیر لیا۔ عبداللہ بن زبیر نے تیغ زنی کر کے علم بردار کو محاصرہ سے نکال لیا اور ایک بھرپور حملہ سے حجاج کو پسپا کر کے لوٹے، مقام ابراہیم پر دو رکعتیں نفل کی پڑھیں، اس اثناء میں حجاج نے پھر ان کے علم بردار پر حملہ کیا، باب بنی شیبہ پر لڑائی ہوئی اور ان کا علم بردار مارا گیا، علم حجاج کے آدمیوں نے لے لیا۔ عبداللہ بن زبیر نماز سے فارغ ہو کر بلا علم کے پھر لڑنے لگے، ابن مطیع بھی ان کے ہمراہ تھے، جو لڑتے لڑتے اسی واقعہ میں کام آ گیا، بعض کا بیان ہے کہ یہ زخمی ہو گیا تھا جس کے صدمہ سے لڑائی کے چند دنوں بعد وفات پائی۔

**عبداللہ بن زبیر کی شہادت** بعض مورخین کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر نے بروز شہادت اپنے ہمراہیوں سے کہا تھا "اے آل زبیر! اگر تم مجھ سے اپنے نفس سے زیادہ خوش ہو تو یہ سمجھو کہ تم لوگ عرب کے ایک خاندان سے تھے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے سرفروشی کی ہے۔ تم تلوار کی جھنکار سے خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ زخم پر دوا لگانے کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے اس کے واقع ہونے سے، تم لوگ اپنی اپنی تلواروں کی اور جس طرح اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی کو بھی خون ناحق سے بچاؤ، اپنی اپنی آنکھیں نیچی کر لو تاکہ اس کی چمک تمہاری آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکے اور ہر شخص اپنے مقابل پر حملہ آور ہو، مجھے ڈھونڈتے نہ پھرنا، اگر میری تلاش تم کو ہو تو میں اگلی صف میں ہوں گا۔" الغرض اس قسم کے چند کلمات سمجھا کر [illegible] حملہ کیا اور لڑتے لڑتے حجون تک چلے گئے۔ لشکر شام سے ایک شخص نے دور سے پتھر مارا جس سے پیشانی زخمی ہو گئی اور چہرے سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود نہایت مردانگی سے لڑتے رہے، شامی لشکر دور سے پتھر و تیر برسانے لگا۔ بالآخر (یوم سہ شنبہ ۱۷ جمادی الثانی ۷۳ھ کو) شہید ہو گئے۔ حجاج کے روبرو ان کا سر پیش کیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اہل شام تکبیر کہہ اٹھے۔ اس کے بعد حجاج و طارق ان کی لاش پر آئے اور اس کو مقام حجون میں صلیب پر چڑھوا کر سر مع عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کے سروں کے عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ اسماء نے شہادت کے بعد لاش کے دفن کی اجازت چاہی لیکن حجاج

نے انکار کیا اور عبدالملک کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ عبدالملک نے اس کو اس مذموم فعل پر ملامت کی اور لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

**عبداللہ بن زبیر کی تجہیز و تکفین:** عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ان کا بھائی عروہ حجاج کے ایلچی سے پہلے عبدالملک کے پاس جا پہنچا۔ عبدالملک نے اس کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ باتوں باتوں میں عبداللہ بن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی سے کہا: وہ ایک شخص تھا۔ عبدالملک بولا: "اس نے کیا کیا؟" جواب دیا: "مارا گیا۔" عبدالملک یہ سنتے ہی سجدے میں چلا گیا۔ جب سر اٹھایا تو عروہ نے کہا: "حجاج نے اس کی لاش صلیب پر چڑھا دی ہے دفن نہیں کرنے دیا، آپ اجازت دیں تو اس کی لاش اس کی ماں کو دے دی جائے۔" عبدالملک نے یہ درخواست منظور کی اور حجاج کو لاش کے صلیب دینے پر ملامت آمیز خط لکھا۔ حجاج نے لاش صلیب سے اتروا کر اسماء کے پاس بھیج دیا۔ عروہ نے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد اسماء کا بھی انتقال ہو گیا۔

# باب : ج

# عبدالملک بن مروان ۷۳ھ تا ۸۶ھ

**حجاج کا اہل مدینہ پر ظلم و ستم:** کامیابی کے بعد حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا۔ مسجد حرام کو خون اور پتھروں سے صاف کرایا اور اہل مکہ سے عبدالملک کی بیعت لے کر مدینہ منورہ چلا گیا اور دو مہینے تک ٹھہرا رہا۔ اہل مدینہ کو امیر المؤمنین عثمانؓ کا قاتل سمجھ کر ستانے لگا ان کی ذلت و رسوائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ صحابہ کی ایک جماعت کے ہاتھوں پر سیسہ گرم کرا کے مہریں کرا دیں جیسا کہ ذمیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ منجملہ ان لوگوں کے جابر بن عبداللہؓ، انس بن مالکؓ و سہل بن سعدؓ تھے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف واپس آیا۔ مدینہ اور اہل مدینہ کی برائیوں میں اس کے بہت سے اقوال قبیحہ نقل کئے جاتے ہیں جن کے ذکر سے ہم شرمندہ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے۔

**خانہ کعبہ کی تعمیر:** بیان کیا جاتا ہے کہ ۷۴ھ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حجاج کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی سنہ میں عبداللہ بن زبیر کے بنائے ہوئے کعبہ کو منہدم کر کے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے باہر کر دیا اور اس بنیاد پر اس کی تعمیر کرائی جس بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قائم کیا تھا۔ عبدالملک اکثر کہا کرتا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اس روایت میں جس کو اس نے ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت کی ہے صادق نہیں تھا۔ پس جب عبدالملک کو اس روایت کی صحت کی تصدیق ہو گئی تو کہنے لگا کہ مجھے یہی پسند آیا کہ میں ابن زبیر کی بنیاد کعبہ کو ترک کر دوں۔

**جنگ ازارقہ اور مہلب:** جب عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو امارت بصرہ سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مامور کیا اور دونوں شہروں کی حکومت اسی کو دے دی تو یہ حکم صادر کیا کہ مہلب کو جنگ ازارقہ پر مامور کیا جائے۔ اہل بصرہ میں سے جس جس کو چاہے وہ اپنے ہمراہ لے لے اور اس کی روانگی کے بعد اہل کوفہ میں سے کسی تجربہ کار ہوشیار اور جنگ آزمودہ شخص کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مہلب کی کمک پر بھیجا جائے تاکہ خوارج جس جس جگہ ہوں ہلاک کر دیئے جائیں۔ چنانچہ مہلب نے جدیع بن سعید بن قبیصہ کے ذریعے سے لوگوں کا انتخاب کیا اور قصد جنگ خوارج روانہ ہوا۔ بشر کو یہ ناگوار گزرا اس نے عبدالرحمن بن مخنف کو بلا کر کہا "تم کو یہ معلوم ہی ہے کہ میں تمہاری کس قدر عزت کرتا ہوں میں نے تمہیں اس غرض سے بلایا ہے کہ لشکر کوفہ کو تمہاری سرداری میں جنگ ازارقہ پر روانہ کروں تم میرے حسن ظن کے مطابق اس

کام کے لئے موزوں ہو، دیکھنا خبردار مہلب کے فقروں میں نہ آ جانا اور نہ اس کی رائے و مشورہ سے کوئی کام کرنا"۔ عبدالرحمن بن مخنف نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لشکر کوفہ لے کر روانہ ہوا۔ رامہرمز میں پہنچ کر مہلب کے لشکر گاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اس طرح مورچے ڈالے کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور خوارج سے خندق کھود کر لڑائی چھیڑ دی۔

رامہرمز میں عبدالرحمٰن بن مخنف آئے دس راتیں گزری تھیں کہ بشر بن مروان کے مرنے کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت وفات اس نے خالد بن عبداللہ کو بصرے کی گورنری پر مقرر کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ کوفہ و بصرہ کی فوجیں متفرق و منتشر ہو کر اپنے شہروں کی طرف لوٹ کھڑی ہوئیں اور اہواز میں پہنچ کر قیام کیا۔ خالد بن عبداللہ بن خالد نے ان کو بہت دھمکایا اور عبدالملک کی عقوبت سے ڈرایا لیکن وہ لوگ مہلب کی طرف واپس نہ ہوئے۔ عمرو بن حریث نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس نے بھی اجازت نہ دی تو رات کے وقت چھپ چھپا کر بلا اجازت شہر میں داخل ہو گئے۔

**امیہ بن عبداللہ بحیثیت گورنر خراسان:** جس وقت بکیر بن وشاح کو خراسان کی گورنری دی گئی تھی۔ اسی زمانے میں تمیم اس کے مخالف بن بیٹھے تھے اور برابر اس کی مخالفت و عصبیت پر دو برس تک اڑے رہے۔ یہاں تک کہ اہل خراسان نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ملک میں بغاوت پھر نہ پھوٹ نکلے اور دشمن کی یورش نہ ہو جائے۔ عبدالملک کی خدمت میں مذکورہ بالا حالات کی تفصیل عرضداشت لکھ بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ خراسان کا انتظام بغیر کسی قریشی شخص کے درست نہیں ہوگا۔ عبدالملک نے اپنے مصاحبین سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے عرض کیا "آپ اپنے خاندان میں سے کسی کو خراسان بھیج کر انتظام کیجئے"۔ عبدالملک نے جواب دیا "اگر تم ابوفدیک سے شکست کھا کر نہ بھاگ آتے تو البتہ تم اس کام کے لئے موزوں تھے"۔ امیہ بن عبداللہ نے اپنی شکست کھانے کی معذرت کی اور قسم کھا کر کہا "لشکریوں نے مجھے رسوا کیا تو جب کوئی لڑنے والا میرے پاس باقی نہ رہا تو میں مجبوراً تھوڑے لوگوں کو ہمراہ لے کر بخوف ہلاکت بھاگ کھڑا ہوا اگر ویسا نہ کرتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ اس سے پیشتر خالد بن عبداللہ نے بھی میری معذرت آپ کو لکھ بھیجی ہے اور اس واقعہ سے سب آگاہ ہیں"۔ عبدالملک نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر دے دی۔

**بکیر بن وشاح:** بکیر بن وشاح کو امیہ کی روانگی کی خبر معلوم ہوئی تو بحیر بن ورقاء کے پاس پیام صلح بھیجا اور یہ اس وقت تک اسی کے قید و گرفتاری میں تھا کہلا بھیجا کہ آپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بحیر نے پہلے صلح کرنے سے انکار کیا لیکن بعض دوستوں کے کہنے اور تمیم کے خوف سے مصالحت کر لی۔ بکیر نے یہ اقرار لے کر کہ وہ اس سے بدلہ نہ لے گا چالیس ہزار درہم مرحمت کئے۔ مگر جس وقت امیہ نیشاپور کے قریب پہنچا تو بحیر اس سے ملنے کو آیا۔ خراسان کے انتظامات اور اہل خراسان کے مطیع کرنے کے طریقے بتلائے۔ بکیر کی بدعہدی سے ڈرایا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو تک آیا۔ چونکہ امیہ نیک طبیعت تھا اس نے نہ بکیر سے کوئی تعرض کیا اور نہ اس کے عمال سے۔ بکیر کو محکمہ پولیس کی افسری دینا چاہی۔ بکیر نے کہا "کل تک تو لوگ مجھے امیر سمجھتے تھے اور میرے پاس آلات حرب لا کر جمع کرتے تھے اور آج میں باہر ہو کر آلات حرب جمع کرتا پھروں"۔ پھر امیہ نے اس کو خراسان کے

کی جس نے بغاوت برپا کرنے کا قصد کیا تھا۔ [illegible] اور اس کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ امیہ نے اس کو امان
دے کر اسی صوبے کی حکومت دی۔

**رتبیل پر فوج کشی:** اس کے بعد امیہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو سجستان کا والی بنایا۔ سجستان پہنچ کر اس نے قیام کیا اور رتبیل پر فوج کشی کی جو ان لوگوں پر بعد قتل اہل کے حکومت کر رہا تھا اس کے دل میں مسلمانوں کا خوف غالب تھا اس نے قدرت سے مخالف ایک لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح کا پیام دیا۔ عبداللہ بن امیہ نے منظور نہ کیا اور اس کے مقابلے میں آگے بڑھا۔ رتبیل نے کچھ دنوں بعد پھر صلح کی درخواست کی۔ عبداللہ بن امیہ نے یہ شرط پیش کی کہ تمام اسباب، فوج چھوڑ کر جلا وطن ہو جاؤ۔ رتبیل نے اس کو منظور نہ کیا لیکن تین لاکھ درہم دے کر اس شرط پر مصالحت کر لی کہ آئندہ مسلمان یہاں پر حملہ نہ کریں گے۔ جب عبدالملک کو اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس کو معزول کر دیا۔

**امارت عراق پر حجاج کا تقرر:** ۷۵ھ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف ثقفی کو حجاز سے ہٹا کر عراق کی امارت سپرد کی۔ یہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھا۔ خبر پاتے ہی بارہ سو سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے عراق کا قصد کیا۔ ماہ رمضان المبارک میں بلا اطلاع اچانک کوفہ میں داخل ہوا۔ صبح کا وقت تھا مسجد میں پہنچا۔ منبر پر چڑھ کر منہ پر ڈھاٹا باندھے بیٹھا اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس کو خارجی سمجھ کر اس کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا لیکن محمد بن عمیر نے ان کو روکا کہ دیکھو کیا کہتا ہے۔ ذرا ٹھہرو۔ پھر جب کافی ہو گئے تو حجاج [illegible] ایسا رعب طاری ہوا کہ ان کے ہاتھوں سے کنکر گرتے جاتے تھے اور ان کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جس وقت سب لوگ جمع ہو گئے حجاج بن یوسف نے چہرے سے نقاب اٹھائی اور خطبہ دیا جس میں اہل کوفہ کو مہلب سے جا ملنے کی تاکید کی اور مخالفت کرنے پر دھمکایا تھا۔ خطبہ کے بعد اس نے اعلان کیا کہ تین دن کے بعد کوئی کوفہ میں نظر آیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی لوگ مہلب کے پاس جانے کو تیار ہو گئے۔

**عمیر بن ضابی کا قتل:** عمیر بن ضابی نے کھڑے ہو کر کہا "میں بوڑھا ضعیف ہوں اور یہ میرا لڑکا مجھ سے زیادہ مضبوط و توانا ہے اس کو میرے بدلے جہاد پر بھیج دیا جائے۔" حجاج بن یوسف نے کہا "تو کون ہے؟" اس نے جواب دیا "عمیر بن ضابی برجمی۔" کہا "وہی عمیر بن ضابی جس نے امیر المومنین عثمان کے مکان پر حملہ کیا تھا؟" جواب دیا "ہاں۔" حجاج نے کہا "اے اللہ کے دشمن! تو نے عثمان کا بدلہ لینے سے [illegible]، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لیے بھیجا ہے تو بتا کہ تجھ کو کس نے اس امر پر آمادہ کیا تھا؟" جواب دیا "عثمان نے میرے بوڑھے باپ کو قید کر دیا تھا۔" حجاج نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کر دوں، تیرے قتل کرنے میں دونوں شہروں کی بہتری ہے۔" یہ کہہ کر حجاج نے اس کے قتل اور اس کے مال و اسباب لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ عنبسہ بن سعید بن العاص کے یاد دلانے سے عمیر بن ضابی کے قتل پر حجاج آمادہ ہوا تھا اور اس کے منادی نے یہ منادی کی کہ آگاہ ہو جاؤ بے شک ابن ضابی نے ایک مدت کے بعد مخالفت کی ہے اسی سبب سے اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے جو شخص مہلب کے لشکر کے سوا اس شب کو اپنے گھر میں قیام کرے گا۔" لوگ یہ سنتے ہی مہلب کی طرف دوڑ پڑے جو

ہوئی وہ ابھی حرم میں تھا۔ بالآخر ہارون نے لوگوں کو جانچ کر لشکر کے مرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔

**حکم بن ایوب بحیثیت امیر بصرہ:** اس کے بعد حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور خالد بن عبداللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو اس کی خبر ہو گئی اس نے اہل بصرہ کو ایک ایک ہزار درہم مرحمت کئے اور خود بصرے کو خیرباد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔

**جہاد سے تخلف کی سزا:** بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے پیچھے رہ جانے والوں کو قتل کی سزا دی ہے۔ یعنی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان اور علی کے عہد خلافت میں جہاد سے تخلف کرنے والے کی یہ سزا مقرر تھی کہ اس کا عمامہ کھینچ کر سر سے اتار لیا جاتا تھا اور اس کی اس صورت سے تشہیر کی جاتی تھی۔ جب مصعب حکمران ہوا تو اس نے اس پر اس قدر اضافہ کیا کہ اس کے سر اور داڑھی کو منڈوا دیا جاتا تھا۔ بشر بن مروان نے اس قدر سزا اور زیادہ کی کہ قد آدم بلندی پر ہتھیلیوں کو کیلوں سے دیوار میں ٹھونک دیا جاتا جس سے کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ ہتھیلیاں پھٹ جاتی تھیں اور بسا اوقات وہ شخص مر بھی جاتا تھا۔ جب حجاج کا دور حکومت آیا تو اس نے ان سب سزاؤں کو موقوف کر دیا اور گردن زنی کا حکم جاری کیا۔

**سندھ پر چڑھائی:** اسی زمانے میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا۔ معاویہ بن حارث علافی اور اس کے بھائی محمد بھی جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے۔ آخر شہروں پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ دونوں کو قتل کر دیا اور اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ حجاج نے یہ دیکھ کر بجائے سعید کے مجاعہ بن سعر تمیمی کو مامور کیا۔ مجاعہ نے مکران پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک برس کے بعد طوران و قندابیل کے اکثر شہروں کو فتح کیا۔

**بشر بن مروان کا قتل:** حجاج نے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور انتظامات سے فارغ ہو کر بصرے کا رخ کیا۔ یہاں پہنچ کر اسی قسم کا خطبہ دیا جیسا کہ کوفے میں دیا تھا اور مہلب کے ساتھ نہ جانے والوں کو بہت دھمکایا۔ اسی اثنا میں شریک ابن عمرو یشکری آیا اسے فتق کا عارضہ تھا اس نے جہاد میں شریک نہ ہونے کا عذر کیا اور یہ بیان کیا کہ بشر بن مروان نے میری یہ معذرت قبول کر لی تھی اور یہ سرکاری عطیہ موجود ہے۔ بیت المال میں داخل کر لیا جائے۔ حجاج نے اس پر توجہ نہ کی اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ اہل بصرہ اس کے قتل سے ڈر گئے اور جوق در جوق بصرے سے نکل کر مہلب کے لشکر میں جا پہنچے۔

**عطیات میں کمی کا اعلان:** حجاج نے بھی بصرے سے مہلب کی طرف بغرض امداد روانگی کی۔ جب اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تو ٹھہر گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل بصرہ و کوفہ! تمہارا مقام یہی ہے اور یہیں تم لوگ ٹھہرے رہو گے جب تک کہ خوارج کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کر دے"۔ پھر کچھ دنوں بعد تنخواہوں کے ایک سو درہم کم کر دیئے جو مصعب کے زمانے میں اضافہ کئے گئے تھے۔ عبداللہ بن جارود بولا "امیر المومنین عبدالملک نے یہ اضافہ کیا ہے اور ان کے بھائی بشر نے اس کو ان کے حکم سے جاری و باقی رکھا ہے"۔ حجاج نے جھڑکی دی جس پر وہ بیٹھ گیا۔ پھر عبداللہ بن جارود نے کہا "میں تو تم کو نصیحت کرتا ہوں" اور لوگوں کا بھی یہی بیان ہے۔ حجاج یہ سن کر چپ ہو گیا۔ کئی مہینے تک خاموش رہا اس اضافے کو دو رکھ کر ترک دیا پھر کچھ عرصہ بعد اپنے قول سابق کا اعادہ کیا اور عبداللہ بن جارود نے پھر اس پر

اعتراض کی جرأت نہ ہوئی۔ مصقلہ بن کرب عبدی نے عبداللہ سے کہا "خاموش ہو جاؤ ہم لوگوں کو یہ حق نہیں ہے کہ امیر کے حکم پر اعتراض کیا کریں بلکہ جو کچھ وہ کہے خواہ پسند ہو یا نہ ہو بہر حال ہم اس کو منظور کریں"۔

**عبداللہ بن جارود کی مخالفت:** عبداللہ بن جارود نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور اٹھ کر اپنا لشکر لئے ہوئے عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی کے پاس گیا سب نے یک زبان ہو کر کہا "اس شخص (حجاج) نے عطیات کی ترقی کے ختم کرنے کا قصد کر لیا ہے ہم تمہارے ہاتھ پر عراق سے اس کے نکالنے کی بیعت کرتے ہیں، تم عبدالملک کو لکھو کہ وہ کسی دوسرے کو مامور کرے ورنہ ہم اس کو منصب خلافت سے اتار دیں گے بزور ہم لوگوں کو لڑانا وہ بھی اس وقت تک کہ جب تک خوارج کا وجود عراق میں باقی رہے گا"۔ عبداللہ بن حکیم اس پر راضی ہو گیا کل اہل عراق نے اس پر بیعت کر لی اور باہم عہد و پیمان کر لیا۔

**حجاج کے خلاف بغاوت:** رفتہ رفتہ حجاج تک یہ خبر پہنچی تو بیت المال کی حفاظت کا اہتمام کرنے لگا مگر جس وقت اہل عراق نے بیعت کر لی تو صبح ہوتے ہی انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ عبداللہ بن جارود سوار ہوا۔ جو باقی رہا تھا سب لڑنے آ گئے۔ حجاج کے پاس سوائے اس کے خاص خاص مصاحبوں اور اس کے خاندان والوں کے اور کوئی شخص نہیں رہ گیا تھا۔ حجاج نے قاصد کے ساتھ عبداللہ بن جارود کو واپس بلایا مگر اس نے قاصد کو سخت سست کہہ کر واپس کیا اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں حجاج کو امارت سے علیحدہ کر دوں گا"۔ قاصد بولا "تمہاری شامت آ گئی ہے امیر تم کو اور تمہارے خاندان کو برباد کر دے گا۔ واللہ اگر تم امیر کے پاس نہ چلے گئے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا"۔ عبداللہ بن جارود نے غصہ ہو کر جواب دیا "واللہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسی مقام پر ذبح کر دیتا"۔ قاصد اس سخت جواب سے ڈر کر واپس آ گیا اور عبداللہ بن جارود نے حملہ کا حکم دے دیا۔ لوگ ٹوٹ کر حجاج کے خیمہ تک پہنچ گئے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ کر واپس ہوئے۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ حجاج کو نکال دیں قتل نہ کریں۔ غضبان بن قبعثری شیبانی نے ابن جارود سے کہا "دیکھو بغیر قتل کئے حجاج کے واپس نہ چلو ورنہ صبح کو ہماری خیر نہیں ہے"۔ عبداللہ بن جارود نے جواب دیا "کل اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا شام ہو گئی ہے اس وقت کیا ہو سکتا ہے"۔

**زیاد بن عمرو کا مشورہ:** حجاج کے ساتھ عثمان بن قطن اور زیاد بن عمرو عتکی (پولیس بصرہ کا افسر) بھی تھا۔ حجاج نے ان سے مشورہ طلب کیا۔ زیاد نے رائے دی کہ ان لوگوں سے حیلہ و فریب امان حاصل کر کے امیر المومنین کے پاس چلا جانا مناسب ہے کیونکہ ادنیٰ و اعلیٰ سب کے سب تمہارے مخالف ہیں۔ عثمان بن قطن نے کہا "میری یہ رائے ہے کہ نہایت مستقل مزاجی و ثابت قدمی سے ان کی بغاوت فرو کرنا چاہئے گو اس میں موت ہی کیوں نہ آ جائے تم ہرگز عراق سے امیر المومنین کے پاس نہ جاؤ۔ تم کو امیر المومنین نے کیسا رتبہ عالی مرحمت کیا اور تم کو ابن زبیر سے جنگ پر مامور کیا"۔ حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور زیاد سے کبیدہ خاطر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عامر بن مسمع کہتا ہوا آیا "میں نے لوگوں سے تمہارے لئے امان لے لی ہے"۔ حجاج لوگوں کو سنا کر بلند آواز سے کہنے لگا "واللہ میں ان لوگوں کو امان نہ دوں گا جب تک وہ لوگ ہذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے حوالے نہ کر دیں گے" اور خفیہ طور سے عبید بن کعب نمیری کو بلا بھیجا۔

**ابن جارود کے ہمراہیوں کی بدعہدی:** سعید بن کعب نے کہلا بھیجا کہ اگر میں آؤں گا تو تم شاید مجھے واپس نہ آنے دو گے"۔ حجاج نے کہا "ایسا نہیں ہوگا"۔ پھر محمد بن عمیر بن عطارد و عبداللہ بن حکیم کے پاس بھی پیام کہلا بھیجا ان لوگوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عباد بن حصین حبطی ابن جارود، ہذیل اور عبداللہ بن حکیم کی طرف ہو کر گزرا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ عباد نے شریک مشورہ ہونے کی اجازت چاہی۔ ابن جارود وغیرہ نے انکار کیا۔ عباد بن حصین اس انکار سے ناراض ہو گیا۔ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ اس کی دیکھا دیکھی قتیبہ بن مسلم جو اعصر کے گروہ سے تھا۔ سبرۃ بن علی کلابی، سعید بن اسلم کلابی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آ کر مل گئے۔ حجاج کو ان لوگوں کے مل جانے سے بہت بڑی تقویت ہو گئی۔ پھر مسمع بن مالک بن مسمع نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں بھی آ جاؤں۔ حجاج نے جواب دیا "تم وہیں رہو لیکن اپنی قوم کو میرے مقابلہ کرنے سے روک دو"۔ تمام رات اسی قسم کی سازشیں ہوتی رہیں اور عراق کے بڑے بڑے سرداروں کے پیام آتے جاتے رہے۔

**ابن جارود کا خاتمہ:** صبح ہوئی تو حجاج کے پاس چھ ہزار کی جمعیت موجود تھی۔ عبداللہ بن جارود نے اہل عراق کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر عبداللہ بن زیاد بن ظبیان سے کہا "کیا رائے ہے؟" اس نے جواب دیا "کل تم نے اسے (حجاج) کو چھوڑ دیا اب آج سوائے صبر کے اس کا علاج کچھ نہیں ہے"۔ ابن جارود نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دیا اس کے میمنہ پر ہذیل بن عمران، میسرہ پر عبداللہ بن زیاد بن ظبیان تھا۔ حجاج کا میمنہ قتیبہ بن مسلم اور میسرہ سعید بن اسلم کی ماتحتی میں تھا۔ ابن جارود نے بڑھ کر حملہ کیا۔ حجاج کے ہمراہیوں کا منہ پھر گیا۔ قریب تھا کہ ابن جارود کو فتح ہو جاتی لیکن اتفاق سے ایک تیر ابن جارود کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا جس کے صدمے سے وہ مر کر گر پڑا۔ حجاج کے منادی نے پکار کر کہا "کل لوگوں کو بجز ہذیل و ابن حکیم کے امان دی جاتی ہے۔ امیر کا حکم ہے کوئی شخص بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرے"۔ عبداللہ بن زیاد بن ظبیان بھاگ کر عمان پہنچا اور وہیں مر گیا۔ حجاج نے ابن جارود اور اس کے اٹھارہ ہمراہیوں کے سر مہلب کے پاس بھیج دیے۔ مہلب نے ان کو نیزوں پر نصب کرا دیا تاکہ خوارج ان کو دیکھ کر مخالفت کرنے پر نادم ہوں۔ چونکہ عبیداللہ بن کعب اور محمد بن عمیر نے آنے سے انکار کیا تھا اور ابن قبعثری نے لوگوں کو مخالفت پر ابھارا تھا اس وجہ سے ان کو قید کر دیا گیا۔ لیکن ابن قبعثری کو کچھ عرصے بعد عبدالملک نے رہا کر دیا۔

**عبداللہ بن انسؓ بن مالک:** منجملہ ان لوگوں کے جو ابن جارود کے ساتھ اس معرکے میں کام آئے۔ عبداللہ بن انس بن مالک انصاری بھی تھے۔ حجاج نے ان کو دیکھ کر کہا "میں انس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتا تھا"۔ پھر جب بصرے میں داخل ہوا تو اس نے انسؓ بن مالک کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب انس اس کے پاس گئے تو سخت سست کہا گالیاں دیں۔ انس بن مالک نے عبدالملک کو اس کی شکایت لکھی۔ عبدالملک نے حجاج کو انس بن مالک کے ساتھ اس نازیبا برتاؤ پر بہت سخت سست لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ "انس بن مالک کو جس قدر و منزلت کے زینے پر ہوں وہیں پر رکھو اور ان کا مال و اسباب واپس دو ورنہ ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تمہاری کج روی درست کر دے گا اور تمہاری آبرو کو ایک دم خاک میں ملا دے گا"۔ حاضرین کا بیان ہے کہ حجاج کا

پھر اس پر ترتیب سے خطبے پڑھتے ہے کبھی تو زور ہوتا تھا وہ کسی وقت مجبور تھا اور پیشانی سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ کہا یہ ہم نے تجھے اطلاع کر دیا اہل بیان۔ تک نیا خدمت میں معذرت کی غرض سے حاضر ہوا۔

**بغاوت زنج:** ان واقعات کے بعد زنج (سوڈان کے ایک قبیلے) نے فرات بصرہ میں خروج کیا۔ گو اس سے پیشتر زمانہ مصعب میں ان کا خروج ہوا تھا وہاں کی تعداد کم تھی لیکن لوٹ مار کی اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ان پر فوج کشی کی تھی اور ان کے چند سرداروں کو قتل کر ڈالا تھا اور بعض کو صلیب دے دی تھی باقی جو رہ گئے تھے متفرق منتشر ہو کر ہو گئے کھڑے ہوتے تھے جب ان پر یہ واقعہ پیش آیا تو زنجیوں نے ریاح ملقب بہ شیر زنجی کو اپنا افسر بنایا اور اس کے ساتھ ہو کر فرات بصرہ کو برباد کرنے لگے۔ حجاج نے جنگ عبداللہ ابن جارود سے فارغ ہو کر زیاد بن عمرو (پولیس بصرہ کے افسر اعلیٰ) کو ان کے سرکوبی کی غرض سے لکھ بھیجا کہ تم اپنے لڑکے حفص کو سرکردگی ایک فوج کے روانہ کیا۔ پہلے معرکے میں تو زنجیوں نے اس کو شکست دی۔ لیکن جب دوسری فوج ادھر کمک پر آ گئی تو زنجی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ چند زنجی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

**جنگ خوارج:** آپ کو یاد ہوگا کہ مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف مقام رامہرمز میں خوارج سے لڑ رہے تھے جس وقت حجاج کوفہ و بصرہ سے ان کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور جب ایک کثیر التعداد فوج جمع ہو گئی تو انہوں نے خوارج پر حملے شروع کر دیئے۔ جس سے وہ بدحواس ہو کر کازرون کی طرف بھاگے۔ مہلب و عبدالرحمن کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا کازرون کے قریب پہنچ کر خوارج ٹھہر گئے۔ مہلب و عبدالرحمن کے لشکر نے بھی مورچے قائم کر دیئے۔ مہلب نے حفاظت کی غرض سے اپنے لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدوا کر اس پر پہرہ دینے اور عبدالرحمن سے بھی خندق کھدوانے کو کہا۔ عبدالرحمن نے جواب دیا ہماری تلواریں خندق کا کام دیں گی رات کے وقت خوارج نے مہلب پر حملہ کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے مجبوراً عبدالرحمن بن مخنف کی طرف لوٹے میدان صاف پا کر بڑھ گئے۔ عبدالرحمن کی رکاب کی فوج اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی چند آدمی لڑتے رہے کہ عبدالرحمن میدان میں آیا لڑا اور مارا گیا سب کے سب مارے گئے یہ روایت اہل بصرہ کی ہے۔

عبدالرحمن بن مخنف کا قتل: اہل کوفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت مہلب و عبدالرحمن نے خوارج سے مقابلہ پر صف آرائی کی تو خوارج نہایت مردانگی سے جواب دینے لگے اور اس شدت سے ان کے حملوں کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے کہ مہلب کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ عبدالرحمن نے اس جنگ کو دیکھ کر سواروں اور پیادوں کو مہلب کی مدد پر بھیجا۔ خوارج نے فوراً اپنی فوج کے دو حصے کر دیئے۔ ایک حصے کو مہلب کے مقابلے پر رکھا اور دوسرے حصے کو عبدالرحمن کی طرف بڑھایا۔ عبدالرحمن نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت معرکہ کارزار میں کام آ گیا۔ حجاج نے ان کے لشکر کی سرداری عتاب بن ورقاء کو دی اور عتاب کو مہلب کا ماتحت بنایا۔ گو عتاب کو یہ ناگوار گزرا لیکن اطاعت کے سوا چارہ کار نہ تھا مگر پھر کسی سبب عتاب میں ان بن ہو گئی۔ مہلب نے سخت سست کہا

[illegible] قتیبہ کے [illegible] کی درخواست کی۔ [illegible]

[illegible] ہو گئے۔

**شبیب کا قتل** [illegible]

[illegible] ضمن میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

**[illegible] کا قتل** [illegible]

[illegible]

---

[illegible]

چھوٹے اور بعض بڑے تھے۔ حاصل کا کوئی وزن مقرر نہ تھا۔ بعض مثقال کے برابر کے تھے اور بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط کے۔ ان سب کو جمع کیا تو بائیس قیراط ہوئے لیکن اس کے ثلث چودہ قیراط پر درہم عربی مضروب ہوا۔ اس حساب سے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوئے۔ بعض کا بیان ہے کہ مصعب بن زبیر نے اپنے بھائی کے عہد خلافت میں تھوڑے سے درہم مضروب کرائے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ عبدالملک ہی نے اسلام میں سب سے پہلے اسلامی سکہ جاری کیا

**امیہ اور بکیر بن وشاح:** ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بکیر حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ پر امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید مامور ہوا اور وہ ابھی خراسان تک نہیں پہنچا تھا یا کوئی (امیر) اس کی طرف سے مقرر ہوا تھا اور بحیر نے خراسان میں سے جس سبب سے وہ پسند کرتے اس کی حکومت دے دیتا تھا مگر بکیر قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔

کابل امراء نے امیہ نے بکیر کو طخارستان کا والی مقرر کیا۔ بکیر سامان سفر کی درستی میں مصروف تھا کہ بحیر بن ورقاء آ کر سد راہ ہو گیا اور امیہ کو بکیر کے مامور کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیہ نے بکیر کو جنگ ماوراء النہر پر روانہ کیا اور پھر بکیر کے پیچھے سے روانہ ہوا تھوڑے دنوں بعد اپنے لڑکے کو خراسان پر مقرر کر کے بخارا پر اور اسی وقت موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا نہر پر پہنچا تو بکیر سے کہا "تم مرو کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو وہاں کا والی مقرر کیا اور مجھ ابن خازم کی روک تھام مقدم معلوم ہوتی ہے کہ مجھے اس کے حملے کا خوف معلوم ہوتا ہے"۔ بکیر واپس چلا۔ معتمد نے امیر تمام لوگوں کے ساتھ مخصوص واپسی مرو کا ارادہ سے پر عمل کیا اور امیہ نے نہر عبور کر کے بخارا کا راستہ لیا۔ بکیر کی واپسی کے وقت اس کے ایک دوست (عتاب) نے رائے دی کہ ان کشتیوں کو جلا دو اور مرو میں چل کر امیہ کی معزولی کا اعلان کر دو۔

احنف بن عبداللہ عنبری: میں بھی اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

بکیر: مجھے اپنے ہمراہیوں کا اندیشہ ہے یہ سواروں کی جانیں مفت ضائع ہو جائیں گی۔

کل ہمراہی: تم ہمارے ساتھ رہو گے مرو سے ہم تو بہت سی فوج جمع کر دیں گے۔

بکیر: ہزاروں مسلمانوں کا خون ناحق ہو گا مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں۔

عتاب: اس کی تدبیر نہایت آسان ہے تم منادی سے یہ ندا کرا دینا کہ جو شخص اسلام لائے گا اس کا خراج ہم معاف کر دیں گے پھر تو ایک ہی دن میں ہزاروں آدمی مطیع اور فرمانبردار ہو جائیں گے۔

بکیر: تو کیا امیہ اور اس کے ہمراہی ہلاک کر دیے جائیں گے۔

احنف: "وہ کیوں ہلاک ہوتے ان کے پاس کافی فوج ہے وہ تمہارے مقابلے پر بھی کریں گے پھر تمہارے مقابلے میں مجبور ہو جائیں گے"۔ بکیر ان کی باتوں میں آ گیا۔ کشتیاں جلوا دیں اور مرو آ کر امیہ کی حکومت کا خیر باد کہہ کر اس کے لڑکے کو قید کر لیا۔

**امیہ اور ابن وشاح میں مصالحت:** امیہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اہل بخارا سے ایک قلیل رقم پر مصالحت کر کے مرو کی جانب واپس ہوا۔ نہر پر پہنچا تو کشتیاں نہ تھیں۔ بدقت تمام کشتیاں بہم پہنچائی گئیں نہر کو عبور کیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن خازم آ پہنچا۔ بمشکل تمام امیہ نے اس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ مرو کے قریب پہنچ کر شماس بن ورقاء کو آٹھ سو سواروں

کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ بکیر نے مرو سے نکل کر صف آرائی کی۔ شماس کو پہلے ہی حملے میں شکست ہوئی امیہ نے بجائے اس کے ثابت بن عطیہ کو مامور کیا۔ جب یہ بھی میدان جنگ میں ثابت قدم نہ رہا تو خود بہ قصد مقابلہ آگے بڑھا کئی روز دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر بکیر بھاگ کر مرو میں جا چھپا اور امیہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے بعد ان شرائط پر مصالحت ہوگئی کہ بکیر کو خراسان کے جس صوبے کی حکومت چاہے دی جائے اور امیہ اس کا چار لاکھ درہم کا قرض ادا کر دے اور بکیر کے ہمراہی جو بوقت جنگ قید کر لئے گئے ہیں اس کے پاس بھیج دیئے جائیں اور آئندہ اس کے متعلق بحیر کی شکایت کا خیال نہ کیا جائے۔

صلح نامہ لکھے جانے کے بعد امیہ مرو میں داخل ہوا بکیر کو جس عزت و احترام سے پہلے رکھتا تھا اسی عزت و احترام پر رکھا۔ عتاب کو ساٹھ ہزار درہم دیئے اور بحیر کو موقوف کر کے عطاء بن ابی السائب کو پولیس کی افسری دی۔

بعض کا بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ہمراہ نہر بلخ تک نہیں گیا تھا بلکہ امیہ اس کو مرو میں اپنا نائب بنا گیا تھا پس جب امیہ نہر عبور کر گیا تو بکیر اس کی معزولی حکومت کا اعلان کر کے خود حاکم بن بیٹھا اور جس انقلاب کا مرتکب ہوا اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

**بکیر بن وشاح کا قتل:** بکیر سے صلح ہو جانے کے بعد بحیر نے امیہ سے پھر بکیر کی شکایت کی کہ اس نے مجھے تمہاری مخالفت پر ابھارا تھا اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے۔ اس معاملہ میں اس کے بھتیجے بھی شریک ہیں۔ ایک گروہ نے اس کے دوستوں میں سے اس امر کی شہادت دی۔ امیہ نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد نہر کو عبور کر کے بخارا پر فوج کشی کی۔ ترکوں نے امیہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا قریب تھا کہ وہ اور اس کا لشکر تباہ ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بچا لیا اور وہ بہ ہزار خرابی بے نیل مرام واپس آیا۔

**بحیر بن ورقاء کا قتل:** جس وقت بکیر بن وشاح کو بحیر بن ورقاء نے قتل کرا ڈالا تو قبیلہ تمیم سے سترہ بنی عوف نے جو بکیر کے عزیز و اقارب تھے معاوضہ خون کے لئے لینے پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ان میں سے شمردل نامی ایک شخص بادیہ سے نکل کر خراسان آیا اور چند روز تک بحیر کے پاس قیام پذیر رہا۔ ایک روز بحالت غفلت میں شمردل نے بحیر پر برچھی کا وار کیا۔ بحیر گر گیا زخم کاری نہ تھا بچ گیا اور شمردل قتل کر ڈالا گیا۔ بعد ازاں اس کے بعد صعصعہ بن حرب عوفی بحیر کے معاوضہ خون کے لینے کا بیڑا اٹھا کر سجستان آیا۔ مدتوں ٹھہرا ہوا کامیابی کی تدبیریں سوچتا رہا۔ بالآخر بنو حنیفہ سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور ان سے بیان کیا کہ خراسان میں میری میراث ہے تم میری سفارش بحیر کو لکھ دو۔ بنو حنیفہ نے صعصعہ کے کہنے کے مطابق ایک سفارشی خط لکھ دیا۔ صعصعہ وہ خط لئے ہوئے خراسان پہنچا اور بحیر کے پاس جا کر اپنے نام و نسب اور میراث سے اس کو آگاہ کیا اور بحیر نے اس کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ اکثر بحیر کے ہمراہ مہلب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا رفتہ رفتہ بحیر کو اس سے انس پیدا ہو گیا اور اس کے مکر و دغا سے بے خوف ہو گیا۔ بحیر ایک روز مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے صعصعہ بھی پہنچا اور بحیر کے پیچھے بظاہر پوشیدہ باتیں کرنے کو کھڑا ہو گیا۔ بحیر اس کی طرف مائل ہوا اس نے ایک ایسا بھالا مارا کہ اگلے دن

بحیر مر گیا۔ مقاعس اور بنو عوف قبیلہ بنی سعد کی گرفتاری پر مستعد ہوئے تھے۔ مہلب نے اس قصہ کو رفع دفع کر دیا اور دونوں فریق کو [illegible] قرار دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہلب نے صعصعہ کو بحیر کے پاس گرفتار کر کے بھیج دیا تھا اور اس نے اس کو قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

**امارت خراسان و سجستان پر حجاج کا تقرر:** ۷۸ھ میں عبدالملک نے امیہ کو خراسان سے معزول کر کے حجاج بن یوسف کو عراق کے ساتھ ان صوبہ جات کی بھی حکومت سپرد کر دی۔ حجاج نے مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان پر اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان پر اپنی طرف سے مامور کیا (یہ وہ وقت تھا کہ مہلب بھی ازارقہ سے فارغ ہو چکا تھا) حجاج نے ان کو [illegible] چنانچہ [illegible] خوارج ازارقہ کے استیصال سے فارغ ہوتے ہی مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو خراسان کی طرف بھیج دیا۔ اس نے [illegible] پہنچ کر قبضہ کیا اور امیہ کے عمال سے [illegible] یہاں تک کہ ایک سال بعد مہلب بھی آ پہنچا اور [illegible] ہزار کی جمعیت سے [illegible] کے دریائے آمو کی طرف بڑھا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو الادہم زیاد بن عمران تین ہزار کی جمعیت سے تھا۔ مہلب نے کش پہنچ کر قیام کیا۔

**اہل کش کی اطاعت:** اسی زمانے میں بادشاہ ختل کے چچازاد بھائی نے مہلب سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ساتھ کر دیا۔ [illegible] بادشاہ ختل کے چچازاد بھائی نے [illegible] بادشاہ ختل کو گرفتار کر کے یزید کے حوالے کر دیا۔ یزید نے اس کو قتل کر ڈالا اور ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر [illegible] جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ انہیں دنوں مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو امیر بنا کر بخارا [illegible] کے لیے روانہ کیا تھا۔ وہاں [illegible] کے لشکر کا ایک حصہ ایک گاؤں میں جا اترا تھا۔ حبیب نے ان سب کو قتل کر کے گاؤں جلا دیا اور مال و اسباب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا۔ وہ گاؤں تب سے محترقہ کے نام سے مشہور ہے۔ اہل کش نے طول محاصرہ سے مجبور ہو کر جزیہ دینا قبول کیا جس پر مہلب نے ان سے مصالحت کر لی۔

**رتبیل کی سرکوبی:** عبیداللہ بن ابی بکرہ جو سجستان کا حاکم تھا [illegible] کی طرف سے [illegible] کیا تھا اس نے رتبیل کے [illegible] حکومت [illegible] خراج روک لیا۔ حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو رتبیل کے ملک اور اس کے شہروں کو پامال کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ عبیداللہ بن ابی بکرہ فوج لے کر رتبیل کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ شریح بن ہانی (حضرت علی کے اصحاب میں سے تھا) عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل کے ملک میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کی۔ رتبیل نہایت ہوشیار آدمی تھا [illegible] شہروں کو چھوڑتا جاتا تھا اور اسلامی فوج ان پر قابض ہوتی جاتی اور ان میں سے اکثر کو ویران اور خراب کرتی ہوتی تھی۔ [illegible] سلطنت کے مرکز تک پہنچ گئی۔ تب ترکوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کے راستے روک لیے۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے [illegible] میں پڑ کر [illegible] سے مصالحت کرنا چاہی لیکن شریح بن ہانی نے اس سے اختلاف کر کے [illegible] ابھارا۔ چنانچہ [illegible] شریح نے [illegible] جمعیت سے [illegible] آدمی [illegible]

بھی تھے جو باقی رہے۔ موسیٰ کی طرح اپنی جان بچا کر رتبیل کے ملک سے بھاگ کر نکل آئے اور لوگوں سے ملاقات کی۔ شکست کر نکلنا ہی ممکن تھا۔ جس جانب بھی بھاگا بچا تو وہ مارے جاتے تھے۔ اس وجہ سے قدرے تھوڑے آدمی زندہ بچ نکلے۔ جب ان۔ عمان میں جو تنہا آئے تو وہ رہائی پا کر بیوی بچوں سے ملیں۔

**عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث** تو حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو مطلع کیا اور ملک رتبیل پر فوج کشی کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ اجازت ہونے کے بعد بصرہ و کوفہ سے اور بیس ہزار فوج تیار کی۔ نہایت سرعت سے مرتب کر کے بڑے بڑے شہسوار و نامور بہادر اشخاص اس کے افسر بنائے اور ان سب کو اسلحہ وغیرہ کے علاوہ ہر قسم کے عمدہ سامان اور ہر قسم کے گھوڑے اور آلات اور ضروریات سے بہرہ ور کر کے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو ان کا افسر بنایا۔

حجاج بن یوسف کسی وجہ سے عبدالرحمٰن بن محمد سے عداوت رکھتا تھا۔ ایک روز اتفاق سے دیوڑھی میں آ کر بیٹھا اور کہا "اس کی چال کو دیکھو" شعبی نے عبدالرحمٰن بن محمد کو اس سے کہا "یہ عبدالرحمٰن کس طرح ہے؟" میں اس کی خوبصورت چال کو دیکھ رہا ہوں۔" جب اس کو حجاج نے امارت کی نظر سے ذکر بالضرور کے روانہ کرنے لگا تو اس کے چچا اسماعیل بن محمد نے حاضر ہو کر عرض کیا "آپ اس فوج کا سردار مقرر کرتے ہیں مجھے اس کی مخالفت کا اندیشہ ہے۔" حجاج نے جواب دیا "وہ مجھ سے اس درجہ خائف ہے کہ میری مخالفت نہ کرے گا۔"

الغرض عبدالرحمٰن بن محمد سازو سامان سے آراستہ ہو کے سجستان پہنچا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور جہاد کے خلاف کرنے اور ان پر لشکر کشی سے ڈرایا۔ مجھے لگتا ہے سب لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ رتبیل کو یہ خبر ملی تو اس نے معذرت کا خط روانہ کر کے جو صلح کی تھی وہ دیکھا لیکن عبدالرحمٰن نے منظور نہ کیا۔ اپنا لشکر لئے ہوئے اس کے ملک میں داخل ہو کر جن جن شہروں پر فتح کرتا تھا ان پر اپنے عامل مقرر کرتا اور ان کی حفاظت کا باقاعدہ انتظام کرتا اور تھوڑا تھوڑا کر کے پہاڑی راستوں اور گھاٹیوں کا گھیر اور ناکوں پر بھی مقرر کرتا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ رتبیل کے ملک کا زیادہ تر حصہ عبدالرحمٰن کے قبضہ میں آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے یہ خیال کر کے آگے بڑھنے سے اپنے قدم روک لئے اور یہ اطلاعی عرضداشت حجاج کے پاس بھیج دی۔

بعض نے عبدالرحمٰن کے لوٹ جانے کا قصہ یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج نے ہمیان بن عدی سدوسی کو کرمان میں ایک دستہ فوج کا افسر مقرر کر کے بھیجا تھا۔ اس غرض سے کہ اگر سندھ و سجستان کو ضرورت ہو تو ان کی مدد کرنا ممکن ہو سکے۔ ہمیان نے بغاوت اختیار کی۔ حجاج نے اس کی گوشمالی کرنے کے لئے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن نے ہمیان کو شکست دے کر اس کو مطیع کیا۔ اسی اثنا میں عبیداللہ بن ابی بکرہ والی سجستان کا انتقال ہو گیا۔ حجاج نے عبدالرحمٰن کو بجائے اس کی سند گورنری دے دی چونکہ عبدالرحمٰن اپنے لشکر کو آراستہ رکھتا تھا اس وجہ سے اس کا لشکر اس زمانے میں جیش الطواویس کے نام سے موسوم ہو جاتا تھا۔

**حجاج اور ابن اشعث میں کشیدگی** جس وقت حجاج کے پاس عبدالرحمٰن کا اس مضمون کا خط پہنچا جس میں لکھا تھا۔ جن شہروں کو ہم نے فتح کر لیے ہیں ان پر انتظام کر رہے ہیں اور آئندہ سال تک جنگ ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو حجاج نے جنگ

جاری رکھے۔ اور ان کے قلعوں کا انہدام اور ان کے لشکریوں کو قتل کرنے اور قیدیوں کے گرفتار کرنے کا لکھا۔ یہ خط پہنچنے نہ پایا تھا کہ دوسرا خط اسی مضمون کا روانہ کیا۔ تیسرے خط میں اسی قدر مضمون اور زیادہ تھا کہ اگر تم نے ہمارے اس حکم کی اطاعت نہ کی تو تم معزول اور امیر لشکر تمہارا بھائی اسحاق ہے۔ عبدالرحمٰن نے یہ خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کیا اور حجاج کی اس رائے کی تردید کی غرض سے کہا کہ ''اے لوگو! ہم نے تو باتفاق رائے فی الحال ترکوں سے لڑائی موقوف کر دی تھی اور ترکوں کے جتنے ملک پر قبضہ کرنے کو آئندہ سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا، لیکن حجاج نے فوج کشی کی تاکید کا جو خط آیا ہے وہ ہم کو ترکوں سے لڑنے کو لکھتا ہے اور ترکوں کے ملک پر قبضہ کرنے کا حکم دیتا ہے حالانکہ ابھی جنگ سے تم لوگ تھک گئے ہو مفتوحہ علاقوں کا انتظام بھی کرنا ہے علاوہ ازیں تم لوگ پہلے بھی جانتے ہو، پوری ملک ہے جہاں کل تمہارے بھائی مارے جا چکے ہیں۔ میں تمہارا ہی جیسا ایک شخص ہوں اگر تم لوگ جنگ پر چلتے تو میں بھی چلوں گا''۔

**ابن اشعث کی سرداری کی بیعت:** عراقی تو تقریر سنتے ہی بھڑک اٹھے اور یک زبان ہو کر بولے: ((لا نسمع ولا نطیع للحجاج)) ''ہم حجاج کی ہرگز اطاعت نہ کریں گے اور نہ اس کا کہنا سنیں گے''۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ کنانی کہنے لگے کہ ''حجاج نے تم کو امارت سے معزول کیا ہے تم اس کو امارت سے معزول کر کے عبدالرحمٰن کی سرداری کی بیعت کرو''۔ ہر طرف سے لوگ بول اٹھے: ((فعلنا فعلنا)) ''ہم نے یہ کیا''۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بن قیس کندی نے اٹھ کر کہا: ''چلو دشمن خدا حجاج کی طرف لوٹ چلو اور اس کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو''۔ اس تقریر کے بعد تمام عراقی لشکریوں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر حجاج کی خلع حکومت اور ملک عراق سے نکال دینے اور اپنی امداد کی بیعت کر لی۔ اس بیعت میں عبدالملک کا کچھ ذکر نہ کیا گیا۔

**ابن اشعث کی رتبیل سے مصالحت:** عبدالرحمٰن نے رتبیل سے معاہدہ کر لیا اور فرمایا: ''اگر حجاج کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی تو رتبیل کا خراج معاف کر دیا جائے گا اور بصورت شکست وہ ان کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ میں مدد دیں گے''۔ اسی صلح کے بعد عبدالرحمٰن نے بست پر عیاض بن ہمیان شیبانی کو اور زرنج پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو اور کرمان پر خرشہ بن عمرو تمیمی کو عامل مقرر کر کے عراقی فوجیں لئے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے آگے آگے اعشیٰ ہمدان شعروں کی لَے میں حجاج کی مذمت کرتا جاتا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمرو عنبری تھا۔ فارس پہنچ کر بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم نے حجاج کو امارت سے معزول کر دیا تو گویا عبدالملک کی بھی ہم نے خلع خلافت کی۔ چنانچہ سب نے عبدالملک اور اس کے حکام کی معزولی، کتاب و سنت پر عمل، بدعات کے ابطال اور جنگ خوارج کی بیعت عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر کر لی۔

**حجاج کی پسپائی:** حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور امداد طلب کی۔ عبدالملک نے یہ خبر پا کر جواب میں لکھا کہ اہل عراق بے مروت مشہور ہیں، جب وہ لوگ اپنے خیال کی تکمیل کی تیاری میں لگے تو حجاج نے صرف اس خیال سے کو نظر انداز کر دیا کہ یہ لوگ مطلب کے بھی محتاط ہیں۔ جس وقت عبدالملک کی بھیجی ہوئی فوجیں آ گئیں تو حجاج نے بصرہ سے کوچ کر کے تستر پہنچا۔ ادھر سے آگے بڑھا، عبدالرحمٰن کے مقدمہ سے مقابلہ ہو گیا۔ حجاج کے سواروں کو شکست ہوئی اور کثیر تعداد میں اس معرکہ میں کام آئے۔ حجاج مجبوراً بصرہ کی طرف لوٹا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۸۱ھ کا ہے۔

**ابن اشعث کی بصرے میں آمد:** بصرے کے قریب پہنچ کر حجاج تو زاویہ (زاویہ) کی طرف چلا گیا اور اس نے شہر کو اہل بصرہ کی رائے پر چھوڑ دیا تھا۔ جونہی عبدالرحمن ابن اشعث بصرے میں داخل ہوئے اہل بصرہ اور مضافات بصرہ کے قبائل، شہر والوں نے عبدالرحمن کی بیعت کر لی۔ چونکہ حجاج دیہاتیوں سے خراج وصول کرنے میں سختی کرتا تھا اور دیہاتیوں کو جو شہروں میں آ بسے تھے جزیہ دینے کی غرض سے مجبوراً قصبات و دیہات کی طرف واپس کر دیا تھا۔ اس سے ان لوگوں اور قراء اہل بصرہ کو سخت ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ جب عبدالرحمن وارد بصرہ ہوا تو سب نے بالاتفاق حجاج کا خلع کر کے عبدالملک پر بیعت کر لی۔ (یہ واقعہ آخر ذی الحجہ ۸۱ھ کا ہے)

**جنگ زاویہ:** محرم ۸۲ھ کے شروع میں حجاج اور عبدالرحمن میں پھر لڑائی چھڑ گئی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر متعدد حملے کئے جن میں کبھی عبدالرحمن غالب آ جاتا تھا اور کبھی حجاج۔ آخری جنگ میں جو ۲۲ محرم کو ہوئی اہل عراق بھاگ کھڑے ہوئے اور [illegible] عبدالرحمن کے [illegible] کو شکست ہوئی [illegible] ہے۔ تمام قصبات و دیہات میں ان کا قتل عام ہو گیا۔ عبداللہ بن [illegible] قتل ہو گئے [illegible] مارے گئے۔ حجاج نے فتح کے بعد ان میں سے [illegible] کا قتل عام کیا۔ اس جنگ کا نام جنگ زاویہ ہے۔

**ابن اشعث کا کوفے پر قبضہ:** عبدالرحمن کی شکست کے بعد قبائل بصرہ نے جمع ہو کر عبدالرحمن [illegible] کے ہاتھ پر بیعت کی [illegible] عبدالملک کے [illegible] پانچ [illegible] عبدالرحمن [illegible] عبدالرحمن ابن محمد بن اشعث سے کوفے میں جا ملا۔ بصریوں کا ایک گروہ بھی اس کے ہمراہ کوفے چلا گیا۔ عبدالرحمن بن محمد کے کوفے پہنچنے سے پیشتر عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن عامر حضرمی کو (جو حجاج کی طرف سے کوفے کا حاکم تھا) مطر بن ناجیہ تمیمی نے نکال کر دار الامارت پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اہل کوفہ کو عبدالرحمن بن محمد کی آمد کی خبر ملی تو وہ لوگ اس کے استقبال کو آئے اور کوفے میں نہایت احترام سے داخل لائے۔ چونکہ ہمدان نے [illegible] سے [illegible] کر لی تھی اور قصر امارت پر پہلے سے مطر قابض تھا۔ مطر نے ان کے کہنے سے عبدالرحمن کو قصر امارت میں داخل ہونے سے روکا۔ عبدالرحمن نے [illegible] سے اپنے ہمراہیوں کو قصر امارت پر چڑھا دیا وہ مطر کو گرفتار کر کے عبدالرحمن کے پاس لائے۔ عبدالرحمن نے اس کو قید کر دیا اور خود قصر امارت کوفہ پر قابض ہو گیا۔

**عبدالملک کی مصالحت کی کوشش:** زاویہ کی جنگ کے بعد حجاج بصرے میں داخل ہوا۔ حکم بن ایوب ثقفی کو حاکم بصرہ مقرر کر کے کوفے کی طرف بڑھا۔ مقام دیر قرہ میں آ کر ڈیرے ڈال دیے اور عبدالرحمن نے کوفے سے نکل کر دیر جماجم میں مورچہ قائم کیا۔ فریقین [illegible] خندقیں کھود کر [illegible] مورچے باندھ دیے تھے۔ لڑائی شروع ہوئی روزانہ ہر ایک دوسرے کے خلاف [illegible] حملہ کیا جاتا تھا اور [illegible] اس اثنا میں عبدالملک نے اپنے لڑکے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کوفے کی طرف روانہ کیا اور اہل عراق سے کہلا بھیجا کہ ہم حجاج کو معزول کئے دیتے ہیں۔ اہل شام [illegible] تمہارے [illegible] وظائف مقرر و جاری کر دیں گے اور عبدالرحمن جس صوبے کو پسند کرے [illegible] اس کی گورنری [illegible] یہ صلح [illegible] قرآن [illegible]

عرضہ دوبارہ خلافت میں روانہ کیا مضمون یہ تھا ان امور سے اہل عراق کی جرات بڑھ جائے گی اور ہم بھی آپ کے مطیع نہ ہوں گے۔ کیا آپ کو عثمان بن عفان اور سعید بن العاص کا قصہ یاد نہیں ہے۔ عبدالملک نے اس رائے کو ناپسند کیا۔ غرض محمد بن مروان نے عبدالملک کا پیغام اہل عراق سے کہا اہل عراق آپس میں اس بات مشورہ کرنے لگے عبدالرحمن بن محمد نے رائے دی کہ اس میں تم لوگوں کی عزت و بہتری ہے لوگوں نے ہر طرف سے خلافت کی صدائیں بلند کیں اور عبدالملک کے خلع خلافت کی تجدید بیعت پر آمادہ ہو گئے۔ اس امر کے محرک عبداللہ بن ذواب السلمی و عمیر بن تیحان تھے۔

**جنگ جماجم:** عراقی اور شامی فوجیں پھر جنگ کرنے پر تل گئیں۔ حجاج نے میمنہ پر عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو سواروں پر سفیان بن ابرد کلبی کو اور پیادوں پر عبدالرحمن بن حبیب حکمی کو مامور کیا۔ عبدالرحمن کے میمنہ پر حجاج بن حارثہ خثعمی، میسرہ پر ابرد بن قرہ تمیمی، سواروں پر عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، پیادوں پر محمد بن سعد بن ابی وقاص، قلب لشکر پر عبداللہ بن رزام حارثی اور قراء پر جبلہ بن زحر بن قیس جعفی تھا انھیں قراء میں سعید بن جبیر، عامر شعبی، ابوالبختری طائی، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ وغیرہ بھی تھے۔

**جبلہ بن زحر کا قتل:** لشکر مرتب ہونے کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ فریقین اپنے اپنے مورچوں سے نکل نکل کر ایک دوسرے پر تیغ کو صاف کرتے اور شام ہوتے ہی واپس لوٹ جاتے تھے۔ یہی حال اس کئی مہینوں تک قائم رہا۔ عبدالرحمن کے سواروں نے نہایت مردانگی و استقلال سے جنگ کو جاری رکھا۔ حجاج کا رسالہ ان کو شکست دینے کی کوشش کرتا تھا لیکن خود پسپا ہو کر لوٹ آتا تھا۔ حجاج نے مجبور ہو کر اپنے رسالے کو تین حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک پر جراح بن عبداللہ حکمی کو عبدالرحمن کے سواروں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ جراح نے عبدالرحمن کے سواروں پر قیامت خیز حملے کئے۔ جبلہ بن زحر بن قیس جعفی و عامر شعبی و سعید بن جبیر آیات قرآنی و احادیث اور اقوال صحابہ کرام پڑھ پڑھ کر سواروں کو جنگ و مقابلے پر ابھار رہے تھے۔ عراقی سواروں نے شامیوں پر اس شدت کا حملہ کیا کہ ان کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے بعد اس کے انھوں نے شامی رسالہ کا تعاقب کیا اور جبلہ بن زحر ایک مقام پر اپنے ہمراہیوں کے انبوہ میں گھر گیا۔ ولید بن نحیت کلبی نے جبلہ کو تنہا پا کر چند شامیوں کے ہمراہ دوسری طرف سے لوٹ کر حملہ کیا اور سر اتار کر حجاج کے پاس لایا۔

**ابن اشعث کی پسپائی:** جبلہ بن زحر کے مارے جانے کے بعد تقریباً ساڑھے تین مہینے تک لڑائی جاری رہی لیکن ہر روز جانبین تھک ہو گئے نہ تو فتح یاب ہونے والا تھا نہ شکست یافتوں کی تعداد کا کچھ پتہ تھا۔ پھر ۱۴ جمادی الثانی ۸۳ھ کو زور سے لڑائی ہوئی۔ سفیان بن الابرد نے (جو حجاج کے میمنہ کا افسر تھا) عبدالرحمن کے میسرہ پر جو ابرد بن قرہ کی ماتحتی میں تھا حملہ کیا۔ ابرد بن قرہ بلا جنگ بھاگ کھڑا ہوا۔ میسرہ والے ان کے بھاگ جانے سے منتشر ہو کر اس کی طرف لوٹے۔ حجاج نے ان کو مرتب کر کے حملہ کر دیا۔ عبدالرحمن اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی [illegible] کا رخ کیا گیا۔ محمد بن مروان موصل کی جانب اور عبداللہ بن عبدالملک شام کی طرف روانہ ہوا۔

**حجاج کا اہل کوفہ پر جبر و تشدد:** جن لوگوں نے [illegible] بیعت کی تھی ان کو قتل [illegible] [illegible] جو انکار کرتا تھا اس کو قتل [illegible] [illegible] عبدالرحمن [illegible] حجاج [illegible] قتل کا حکم دیا [illegible] ایک مہینہ تک [illegible] [illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] کے ساتھ قتل کیا۔

**ابن اشعث کی شکست و فرار:** عبدالرحمن نے اپنا لشکر مرتب کر کے حجاج پر [illegible] [illegible] عبدالرحمن کے [illegible] [illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] عبدالرحمن بن [illegible] ابن اشعث [illegible] اختیار کی۔

[illegible] شکست کا سبب [illegible] حجاج کے پاس [illegible] عبدالرحمن بن اشعث [illegible] حجاج [illegible] عبدالرحمن [illegible] عبدالرحمن [illegible] حجاج [illegible] عبدالرحمن [illegible]

لوگوں میں بیان کرتے ہیں جو فرار تھے۔ ازانجملہ عبداللہ بن شداد بن ہادی، بسطام بن مصقلہ، عمر بن موسیٰ، رقاشی، بکر بن منذر ابن جارود وغیرہ تھے۔

**ابن اشعث کی اسیری و رہائی:** حجاج نے یہ خبر پا کر کہ ابن اشعث سجستان کی طرف جا رہا ہے۔ عمارہ بن تمیم لخمی اور اپنے لڑکے محمد کو عمارہ القرشی ایک دستہ فوج اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ مقام سوس میں پہنچ کر مقابلہ ہوا۔ عبدالرحمن مع اپنے ہمراہیوں کے تھوڑی دیر تک لڑ کر سوس سے سابور کی طرف بھاگا ہوا۔ بھاگ کر دوبارہ لشکر جمع کر کے پھر مقابلہ پر آیا۔ ایک سخت خونریز مقابلہ کے بعد عمارہ بن تمیم کو شکست ہوئی۔ بالآخر عبدالرحمن نے ... آ کر کرمان کا رخ کیا۔ عامل کرمان نے نہایت خوشی و مسرت سے اس کا استقبال کیا۔ دارالامارت میں نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دنوں کے بعد عبدالرحمن نے زرنج کی طرف کوچ کیا۔ عامل زرنج نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ عبدالرحمن نے بھاگ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ سے کام نکلتا نظر نہ آیا تو زرنج کو چھوڑ کر بست کی طرف چلا۔ جہاں پر اس کی طرف سے عیاض بن ہمیان ابن ہشام سدوسی عامل تھا۔ عیاض نے نہایت خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ دارالامارت میں لے جا کر ٹھہرایا۔ رات کی تھی کہ اس کے ہمراہیوں کو قتل کر کے قید کر لیا۔ اور اس دستاویز اسیری کے ذریعہ سے حجاج سے تقرب کا قصد کیا۔

رتبیل بادشاہ ترک عبدالرحمن کی آمد کی خبر سن کے قریب آ کر ٹھہرا ہوا تھا۔ جب اس کو اس کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے عیاض کو زبردست دھمکی دی۔ جس سے عیاض نے ڈر کر عبدالرحمن کو رہا کر دیا۔ رتبیل اس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے ملک چلا گیا۔

**ابن اشعث کی روانگی ہرات:** اس کے بعد عبدالرحمن کے منہزم ہمراہی سجستان کے قریب پہنچ گئے اور وہ سب بالاتفاق خراسان کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ چلتے چلتے جب ان کی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب ہو گئی تو عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ان لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ سب نے باہم رائے کر کے عبدالرحمن بن اشعث کو لکھ بھیجا اور بلوایا۔ عبدالرحمن بن اشعث نے اس رائے کی مخالفت کی۔ کیونکہ یزید بن مہلب وہاں موجود تھا اور یہ خیال بھی دامن گیر تھا کہ اہل شام اور اہل خراسان ایک جا ہو کر مقابلہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں نے اس پر کچھ خیال نہ کیا۔ مجبوراً عبدالرحمن ان کے ہمراہ ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ قرشی (دو ہزار آدمیوں کو لے کر) چپ چاپ نکل گیا۔ عبدالرحمن بن اشعث نے ان لوگوں سے کہا "تم لوگوں نے تو مجھ سے کہا تھا کہ ہم لوگوں میں ہر طرح سے اتفاق ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اب تم جس کے پاس جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔" کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ پچھلی رات کو عبدالرحمن بن اشعث رات کو اٹھ کر اور پچھلے رستہ ... اور عبدالرحمن بن عباس کے ساتھ سجستان ہی میں رہ گئے۔

بعض کا بیان ہے کہ شکست کے بعد عبدالرحمن بن اشعث کے پاس جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے ایک جماعت کی جمعیت سے خراسان کی جانب خروج کیا۔ ہرات کے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ ... سے منتظر ہو کر سیدان ...

کے بتھوڑا ب اس کے بعد یزید بن مہلب نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ملک چھوڑ کر تم چلے جاؤ۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا "ہم نے دم لینے اور آرام کرنے کی غرض سے یہاں قیام کیا ہے۔ کچھ عرصے بعد چلے جائیں گے"۔ یزید بن مہلب یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

**ابن اشعث اور یزید بن مہلب:** عبدالرحمٰن (جو سجستان میں تھا) خراج وعشر وصول کرنے لگا۔ یزید بن مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ صبر نہ ہو سکا لشکر لے کر مقابلے کے ارادے سے عبدالرحمٰن کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات کے باہر ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ تھوڑی دیر بازار جنگ گرم رہا تھا کہ عبدالرحمٰن کے ہمراہی منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ ثابت قدمی سے اس سے لڑتا رہا بالآخر یہ بھی پسپا ہو گیا۔ یزید نے اپنی فوج کو تعاقب کرنے سے منع کر دیا۔ لشکرگاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ان میں سے ایک جماعت کو قید کر لیا جس میں محمد بن سعد بن ابی وقاص، عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر، عباس بن اسود بن عوف، ہلقام بن نعیم بن قعقاع بن معبد بن زرارہ، فیروز بن حصین ابو عثمان (عبیداللہ بن معمر کا آزاد غلام) سوار ابن مروان، عبدالرحمٰن بن طلحہ الطلحات، عبداللہ بن فضالہ الزہرانی ازدی وغیرہ تھے۔

**حجاج کے مخالفین کا قتل:** عبدالرحمٰن بھاگ کر بست پہنچا اور ابن سمرہ مرو کی طرف بھاگا۔ یزید بن مہلب بھی مرو کی جانب لوٹا اور قیدیوں کو سبرہ بن نخف کے ہمراہ حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت اس کے بھائی حبیب نے عبدالرحمٰن بن طلحہ الطلحات کے بھیجنے سے منع کیا۔ کیونکہ اس کے باپ طلحہ نے مہلب کا مطالبہ جس کی تعداد ایک لاکھ درہم تھی ادا کیا تھا۔ یزید بن مہلب نے عبدالرحمٰن بن طلحہ اور نیز عبداللہ بن فضالہ کو ازدی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا۔ باقی قیدیوں کو پابہ زنجیر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس مقام واسط میں (قبل آبادی واسط) پہنچے تو اس نے فیروز کو بلا کر دریافت کیا "تجھ کو ان لوگوں کے ساتھ خروج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تجھ میں اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ تھی"۔ اس نے جواب دیا "ایک عام فتنہ تھا جس میں میں بھی مبتلا ہو گیا"۔ حجاج بولا "تو اپنے مال و اسباب کی فہرست لکھ کر مجھے دے"۔ فیروز نے تین لاکھ درہم یا اس سے زیادہ کا حساب لکھ کر دیا اور حجاج کو مخاطب کر کے کہا "اب تو میری جان بخشی کی گئی؟" حجاج نے جواب دیا "نہیں! اللہ تو پہلے مجھے یہ مال دے دے، اس کے بعد تجھے میں قتل کروں گا"۔ فیروز نے کہا "تم میرے مال اور خون کو جمع نہ کرو (یعنی مال لے کر مجھے قتل نہ کرو)"۔ حجاج نے یہ سن کر فیروز کو لوٹا دیا۔ اس کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص پیش کیا گیا سخت سست کہہ کے قتل کا حکم دے دیا۔ بعدہ عمر بن موسیٰ پیش ہوا۔ اس کو بھی ملامت کر کے معذرت کرنے کو کہا عمر بن موسیٰ نے انکار کیا۔ حجاج نے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر ہلقام بن نعیم کی پیشی ہوئی سخت سست کہنے کے بعد دریافت کیا "ابن اشعث نے ملک وجاہ کے لالچ میں یہ سب پاپڑ بیلے تجھے کس امر کی خواہش تھی؟" جواب دیا "چاہا تھا تیرے عراق کا حاکم ہونے کی"۔ حجاج نے یہ سنتے ہی قتل کا حکم دے دیا۔ ہلقام بن نعیم قتل کر ڈالے گئے۔ بعدہ عبداللہ بن عامر کو حاضر کیا گیا۔ حجاج نے اس کو بھی ملامت و نصیحت کی۔ عبداللہ بن عامر نے کہا "ابن مہلب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا"۔ حجاج بولا "ابن مہلب نے تیرے ساتھ کیا کیا؟" حجاج یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بعد سکوت توڑ کر قتل کا حکم دیا اور اسی وقت سے اس کے دل میں یزید بن مہلب کی طرف سے کجی پیدا ہوئی یہاں تک کہ اس کو معزول کیا۔

ان لوگوں کے قتل کے بعد پھر فیروز کی پیشی ہوئی۔ قید خانہ میں رکھے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے کا حکم صادر کیا۔ جب فیروز کو اپنی موت کا کامل یقین ہو گیا تو اس نے داروغہ جیل سے کہا "مجھے باہر نکالو کہ میں اپنی امانتیں لوگوں سے وصول کر لوں ورنہ میرے بعد کوئی کچھ نہ دے گا"۔ داروغہ جیل نے باہر نکالا تو فیروز نے چلا کر کہا "جس کے پاس میری جو کچھ امانت ہو یا اس پر میرا قرض ہو اس کو میں اسے بخشے دیتا ہوں"۔ حجاج نے فیروز کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن موسیٰ کندی کے قتل کا حکم دیا۔ یہ نہایت شریف اور کریم تھا۔ پھر اعشیٰ ہمدانی بلایا گیا۔ اور اس سے اس قصیدہ کے پڑھنے کو کہا جو اس نے بین الاشج و قیس پڑھا تھا جس میں عبدالرحمن اور اس کے امراء کو حجاج سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اعشیٰ ہمدانی نے کہا "بین الاشج و قیس میں نے دو قصیدے کہے تھے جو یہ روایت مشہور ہے"۔ حجاج اس کا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اعشیٰ بے تحاشا اسی قصیدہ کو پڑھنے لگا" جس وقت ((بخ بخ لوالدہ وللمولود)) "آفرین ہو باپ بیٹے پر" کہا حجاج بولا "واللہ! آج کے بعد تو کسی کو ملامت نہ کر سکے گا میں تیرے قتل کا حکم دیتا ہوں"۔

**شعبی کی جان بخشی:** جب ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوا تو شعبی کو دریافت کیا۔ یزید بن ابی مسلم نے جواب دیا وہ رے چلا گیا۔ حجاج نے سپہ سالار رے قتیبہ بن مسلم کو شعبی کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ شعبی لشکر میں حجاج کے پاس بھیج دیا گیا چونکہ ابن ابی مسلم اس کا دوست تھا اس نے شعبی کو معذرت کرنے کی ہدایت کر دی تھی۔ پس جب شعبی دربار حجاج میں داخل ہوا تو اس نے امراء اور نیز حجاج کو سلام کیا اور بطور معذرت عرض کیا "واللہ! حق کے سوا کچھ نہ کہیں گے ہم نے ضرور کوشش کی لڑے لیکن ہم قوی فاجر تھے اور نہ متقی نیک۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فتح یاب کیا اگر تم ہم کو سزا دیتے ہو تو ہماری خطائیں وجہ ہے اور اگر معاف کر دیتے ہو تو اپنے حلم و کرم کی وجہ سے اور تم حق بجانب ہو"۔ حجاج نے کہا "واللہ یہ شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جو کہتا ہے کہ میں اس معرکے میں نہ تھا اور نہ میں نے کچھ کیا ہے حالانکہ اس کی تلوار سے ہمارا خون ٹپکتا ہے"۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو معاف کر دیا اور وہ واپس آیا۔

**عمر بن ابی الصلت کا قتل:** بعد فتح یابی کے بعد حجاج و ہزیمت عبدالرحمن بن اشعث اکثر منہزمین عمر بن ابی الصلت کے پاس چلے گئے۔ جو اس وقت ملک رے پر قابض ہو گیا تھا۔ جب یہ لوگ رے میں جمع ہوئے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاج کے مقابلہ کوئی سردار ہونا چاہیے جس سے جنگ ہار کر شکست کا داغ دھو سکے۔ پس سب نے عمر بن ابی الصلت کو حجاج سے خلع حکومت پر ابھارا۔ اس نے اس سے انکار کیا تو وہ لوگ اس کے باپ کے پاس گئے اس نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ جب قتیبہ رے کی طرف آیا تو سب کے سب عمر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کو آئے لیکن پھر ان لوگوں کی بدعہدی کی وجہ سے عمر کو شکست ہوئی اور عمر بھاگ کر طبرستان پہنچا۔ اصبہبذ نے اس کو عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور حالت غفلت میں اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ لیکن اس کے باپ نے اس کو اس سے منع کیا۔ قتیبہ نے رے میں داخل ہو کر حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ حجاج نے اصبہبذ کو لکھ بھیجا کہ ان دونوں باغیوں کو گرفتار کر کے بھیج دو یا ان لوگوں کا سر اتار کر روانہ کر۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

**علقمہ کی ابن اشعث سے علیحدگی:** جب عبدالرحمٰن بن اشعث نے ہرات سے رتبیل کی طرف مراجعت کی تو علقمہ بن عمرو اودی نے کہا "میں تمہارے ساتھ دار الحرب میں نہ جاؤں گا کیونکہ رتبیل کو حجاج نے ملا لیا ہے۔ دھمکی دی ہے۔ ڈر ہے وہ کہیں تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو قتل کرا ڈالے گا اور ہم لوگ پانچ سو آدمی ہیں۔ ہم لوگوں نے آپس میں عہد کر لیا ہے کہ کسی شہر میں جا کر پناہ گزیں و قلعہ بند ہو جائیں گے تاکہ ہم کو امن دے دیا جائے۔ یا محفوظ ہو جائیں یا عزت و احترام کے ساتھ جان بحق ہو کر رہیں۔" عبدالرحمٰن یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ چنانچہ یہ لوگ رتبیل کے ملک میں عبدالرحمٰن کے ساتھ نہ گئے اور یہ دونوں بصری لوٹ کر بست کی جانب گئے عمارہ بن تمیم لخمی نے پہنچ کر ان لوگوں کا محاصرہ کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مجبور ہو کر امان کے خواستگار ہوئے اور عمارہ بن تمیم کے امن دینے پر ان سے آملے۔

**ابن اشعث کا قتل:** حجاج کو جب یہ معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بھاگ کر رتبیل کے پاس چلا گیا ہے۔ تو اس نے رتبیل سے خط و کتابت شروع کی۔ عبدالرحمٰن کے حوالے کرنے پر ترغیب اور دھمکی دیتا رہا۔ عبید بن سبیع تمیمی نے جو عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں میں سے تھا اور رتبیل کے پاس اس کا قاصد و پیامبر ہوا کرتا تھا رتبیل کو حجاج کی جانب سے ڈرایا اور عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے یا اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دینے کا مشورہ دیا۔ قاسم بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے یہ کل واقعات بیان کر کے عبید بن سبیع تمیمی کے قتل کر ڈالنے کو کہا اتفاق یہ کہ عبید کو اس کی خبر لگ گئی۔ رتبیل کو یہ سمجھا دیا کہ تم عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دو میں سات برس کا خراج معاف کرا دوں گا۔ رتبیل نے اس کو منظور کر لیا۔ عبید بن سبیع رتبیل سے رخصت ہو کر عمارہ کے پاس آیا اور کل واقعات کہہ سنائے۔ عمارہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا۔ حجاج نے یہ شرط منظور کر لی اور سات برس کے ہونے والے خراج کو معاف کر دینے کا وعدہ کیا۔ پس رتبیل نے عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن کا انتقال مرض سل میں ہوا تھا اور وفات کے بعد رتبیل نے سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کو مع اس کے خاندان والوں کے جو تعداد میں تیس آدمی تھے گرفتار کر کے عمارہ کے پاس بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے کو قصر امارت سے گرا دیا اور مر گئے۔ عمارہ نے سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ ۸۴ھ یا ۸۵ھ کا ہے۔

**اہل کش کی اطاعت و سرکشی:** ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ مہلب نے شہر کش (متعلقات ماوراء النہر) کا محاصرہ کر لیا تھا چنانچہ دو برس تک اس کا محاصرہ کئے رہے۔ اسی زمانہ میں خراسان میں اس کا نائب مغیرہ حکومت کر رہا تھا۔ اس نے (ماہ رجب ۸۲ھ میں) وفات پائی۔ مہلب نے یہ سن کر افسوس ظاہر کیا اور اسی وقت اپنے دوسرے لڑکے یزید کو ساٹھ سواروں کے ساتھ مرو کی طرف روانہ کیا۔ بست کے قریب راہ میں پانچ سو ترکوں سے مڈبھیڑ ہو گئی ان ترکوں نے یزید سے جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا طلب کیا۔ یزید نے انکار کیا لیکن اس کے ہمراہی نے کچھ تھوڑا سا اسباب اور کسی قدر مال دے دیا۔ ترک اس کو لے کر لوٹ گئے اور پھر عہد شکنی کر بیٹھے۔ یزید نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے سردار کو مار ڈالا باقی منتشر ہو

کر بھاگے اور یزید بن مہلب مرو جا پہنچا۔

**حریث بن قطبہ:** اس کے بعد اہل کش نے صلح کی درخواست کی، مہلب نے زرِ فدیہ پر مصالحت کی اور اطمینان کے لئے ان کے لڑکوں کو زرِ فدیہ ادا ہونے تک بطور ضمانت رکھا۔ حریث بن قطبہ (بنو عدی کے آزاد کردہ غلام) کو زرِ فدیہ وصول کرنے اور ان کے لڑکوں کو واپس دینے کی غرض سے چھوڑ کر کش سے کوچ کر کے روانہ ہوا۔ بلخ میں پہنچ کر حریث کو اس مضمون کا خط لکھا: "تم باوجود زرِ فدیہ وصول کرنے کے اہل کش کے لڑکوں کو یاد رکھنا جب تک تم سرزمین بلخ میں نہ پہنچ جاؤ کیونکہ مجھے ان کی بدعہدی کا خطرہ ہے"۔ حریث نے یہ خط والئ کش کو دکھا کر کہا: "اگر تم جلد زرِ فدیہ ادا کرو تو میں تمہارے لڑکوں کو رہا کر دوں گا، مہلب نے جو کچھ لکھا ہے وہ بعد زرِ فدیہ وصول کرنے اور اہل کش کے لڑکوں کے واپس دینے کے بعد پہنچا تھا"۔ والئ کش نے جلد جلد زرِ فدیہ دے کر اپنے لڑکوں کو چھڑا لیا اور یہ بلخ کو روانہ ہو گیا۔

**حریث بن قطبہ کا فرار:** اثناء راہ میں جیسا کہ ترکوں نے یزید کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی ویسا برتاؤ کیا۔ لڑائی ہوئی، حریث نے ان کے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک سے فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جب یہ مہلب کے پاس پہنچا تو اس نے عدول حکمی کی وجہ سے تیس درے لگوائے۔ اس پر حریث بن قطبہ نے مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی۔ مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کے بھائی ثابت بن قطبہ کے ذریعہ سے حریث کو بڑی ملاطفت سے بلوایا۔ چونکہ حریث غصہ میں بھرا ہوا تھا، جانے سے انکار کر دیا اور اس نے دوبارہ بھی مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی۔ ثابت بولا: "اگر تمہاری یہی رائے ہے تو ہم سب لوگ مار ڈالے جائیں گے، بہتر ہوگا کہ ہم سب موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس بھاگ چلیں"۔ حریث نے اس کو منظور کر لیا اور اپنے تین سو ہمراہیوں سمیت موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس چلا گیا۔

**مہلب کی وفات:** ان واقعات کے بعد مہلب مر گیا۔ بوقت وفات اپنے لڑکے یزید کو بخصوصیت اپنی جگہ اور دوسرے لڑکے حبیب کو نماز پر مامور کیا۔ بقیہ کل لڑکوں کو جمع کر کے اتفاق، محبت اور حسن معاشرت کی وصیت کی اور کہا: "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے عمر درازی اور مال کی زیادتی اور عزیزوں کی کثرت ہوتی ہے اور اس کے چھوڑنے سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس وجہ سے کہ یہ دوزخ میں جانے کا باعث اور ذلت اور کمی افراد کا سبب ہے۔ تم پر امیر کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تمہارے افعال تمہارے اقوال سے بہتر ہوں۔ جواب جلد دینے اور زبان کی لغزش سے احتراز کرو کیونکہ آدمی پاؤں کی لغزش سے سنبھل جاتا ہے اور زبان کی لغزش سے مارا جاتا ہے۔ صبح و شام بیکار بیٹھے رہنے سے یہ بہتر ہے کہ جن کے حقوق تم پر ہوں ان کی حق شناسی کرو۔ خوشامدیوں کی خوشامد میں نہ آ جانا۔ بخشش اور سخاوت کو بخل پر ترجیح دینا۔ نیکی کو دوست رکھنا اور ہمیشہ نیک کام کرنے کی کوشش کرنا۔ لڑائی میں ہوشیاری اور مکر کا زیادہ خیال رکھنا یہ شجاعت سے زیادہ مفید ہے جس وقت مقابلہ ہوتا ہے اس وقت آسمان سے قضا نازل ہوتی ہے۔ پس اگر آدمی نے ہمت، بلند حوصلگی اور ہوشیاری سے کام لیا اور فتح یاب ہوا تو یہی کہا جائے گا کہ ہوشیاری چھوٹ گئی تو ناکام رہا۔ لیکن سب پر حکم الٰہی غالب ہے۔ قرأت قرآن و تعلیم سنن و آداب صالحین اپنے پر فرض کر لینا۔ اپنی مجلسوں میں

زیادہ گفتگو کرنے سے احتراز کرتے رہنا"۔ غرض مہلب اسی قسم کی چند وصیتیں کر کے مر گیا۔ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت مہلب نے اتفاق و اجتماع کی وصیت کی تھی اس وقت ایک ترکش تیروں سے بھرا ہوا منگوایا اور لڑکوں سے کہا "کیا تم سب ان تیروں کو توڑ سکتے ہو؟" لڑکوں نے جواب دیا "نہیں" پھر اس میں سے ایک تیر نکال کر کہا "اب اس کو توڑ سکتے ہو؟" لڑکے بولے "ہاں" مہلب نے کہا "یہی مثال جماعت کی ہے"۔

**حجاج اور یحییٰ بن یعمر** مہلب کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا یزید بن مہلب خراسان پر متصرف ہوا۔ حجاج نے سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ کچھ عرصے بعد قلعہ نیزک پر جاسوس مقرر کئے۔ جس وقت اس کو اہل قلعہ کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے جا پہنچا اور محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا۔ فتح یابی کے بعد حجاج کے پاس فتح کی خوشخبری بھیجی اس کا کاتب یحییٰ بن یعمر عدوانی حلیف ہذیل تھا خط کا مضمون یہ تھا:

> "ہم نے دشمنوں سے مقابلہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان پر فتح یاب کیا، ایک گروہ کو ہم نے قتل کر ڈالا اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں اور سنسان بیابانوں کی طرف چلا گیا"۔

حجاج نے دریافت کیا "یہ کس کا کاتب ہے؟" جواب دیا گیا "یحییٰ بن یعمر" حجاج نے اس کو طلب کیا۔ جب وہ آیا تو استفسار کیا "تیری پیدائش کہاں کی ہے؟" عرض کیا "میں نے اپنے باپ کے کلام سے اس کی تعلیم پائی وہ فصیح تھا"۔ پھر دریافت کیا "عنبسہ بن سعید کو جانتا تھا؟" عرض کیا "ہاں اکثر" پھر کہا "فلاں شخص" جواب دیا "ہاں" اسی سلسلہ میں کہا "پھر بھی" حجاج نے کہا "بھلا ہم کا لحن ذرا بتا" کہا "(ایک حرف کو بڑھاتا اور ایک کو گھٹاتا) اور بجائے اِن کے اَن و اَن کے بجائے اِن بولتے ہو" پھر حکم دیا کہ تین دن کی تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر سرزمین عراق میں تجھے پاؤں گا تو قتل کر ڈالوں گا۔

**شہر واسط** حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں لشکر شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں ٹھہرایا تھا۔ ۸۳ھ میں اہل کوفہ کو خراسان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اہل کوفہ نے شہر کے باہر ایک میدان میں لشکر مرتب کیا ان ہی لشکریوں میں ایک نوجوان شخص تھا جس کی نئی نئی شادی اس کی چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ وہ لشکر سے ایک روز شب کے وقت اپنی بیوی کے پاس چلا آیا۔ اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص دروازے کی زنجیر کھڑکھڑانے اور زور زور سے دروازہ دبانے لگا۔ بہت شور و غل کے بعد دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شامی لشکر کا ایک شخص نشہ شراب سے چور کھڑا ہوا ہے۔ اس عورت نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ "روزانہ یونہی آ کر پریشان کیا کرتا ہے میں نے اس کی شکایت بارہا اس کے سردار سے بھی کی ہے"۔ نوجوان نے کہا "تم مجھے اس کے قتل کی اجازت دے سکتی ہو؟" عورت بولی "ہاں میں نے اجازت دی"۔ نوجوان نے اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور صبح ہونے سے پیشتر پھر لشکر میں چلا آیا کہ صبح ہوتے ہی اس کو شامیوں کے پاس بھیج دینا تا کہ وہ لوگ اپنے دوست کو لے جا کر دفن کر دیں۔

چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ لوگ اس عورت کو حجاج کے پاس لے گئے اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ حجاج نے کہا "تو سچ کہتی ہے"۔ پھر شامیوں سے مخاطب ہو کر بولا "تم اپنے دوست کو دیکھو اس کمبخت کو نہ عقل تھی اور نہ دانائی اور نہ اس کی

بکھو دیت (خون بہا) ہے کیونکہ اس مقتول کا خون بہا ثابت ہو چکا ہے"۔ اس کے بعد حجاج کی رائے ہوئی کہ کوئی شخص کسی کے یہاں فرو کش نہ ہو۔ اسی وقت چند آدمیوں کو مقرر کیا جنہوں نے مقام واسط کو شہر بسانے کے لئے منتخب کیا۔ ان لوگوں نے اسی مقام پر ایک راہب کو دیکھا تھا کہ وہ اس مقام کو نجاست سے پاک کر رہا ہے۔ صاف کرنے کی وجہ دریافت کی اس نے جواب دیا "چونکہ ہم اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کے لئے تعمیر ہونے کی اس وجہ سے ہم اس کو پاک و صاف کر دیتے ہیں یہی کہا جاتا ہے۔ غرض اسی مقام پر شہر واسط کی بنیاد ڈالی اور مسجد بھی بنوا دی۔

**یزید بن مہلب کی معزولی** بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بطور وفد عبدالملک کے پاس جا رہا تھا۔ راہ میں ایک راہب ملا۔ لوگوں نے کہا یہ ہونے والی باتوں کو جانتا ہے۔ حجاج نے دریافت کیا تم لوگ اپنی کتاب میں ہم لوگوں کو پاتے ہو؟ اور ہمارا حال بتا سکتے ہو؟ راہب نے کہا "ہاں"۔ حجاج بولا "نام ہے یا صفت"۔ راہب نے کہا "صفت"۔ حجاج نے کہا "ہمارے بادشاہ کی صفت بتاؤ"۔ راہب نے کہا "اس کی صفت یہ ہے"۔ پھر حجاج نے دریافت کیا "اس کے بعد کون ہوگا" جواب دیا "جس کے نام کا آخری حرف ولید ہے"۔ حجاج نے کہا "پھر اس کے بعد"۔ جواب دیا "جس کے نام کے آخر میں نقش ہے"۔ پھر حجاج نے استفسار کیا "میرے بعد تم کس کو پاتے ہو"۔ جواب دیا "ایک شخص کو جس کا نام یزید ہے"۔ دریافت کیا اس کی صفت بتا سکتے ہو"۔ جواب دیا "میں اس کی اور صفت تو نہیں بتا سکتا مگر ہاں اس قدر جانتا ہوں کہ وہ بدعہدی کیا کرتا ہے"۔

اس کلام سے حجاج کا دل یزید بن مہلب کی طرف سے مشتعل ہو گیا اور راہب کی پیشگوئی کا اس نے یقین کر لیا۔ عبدالملک کے پاس آیا اور وہاں سے لوٹ کر عراق آیا اور عبدالملک کو یزید اور آل مہلب کی شکایتیں لکھنے لگا۔ "یہ لوگ آل زبیر ہیں"۔ عبدالملک نے جواباً لکھا "آل مہلب کی وفاداری آل زبیر کے ساتھ ہماری حق شناسی اور وفاداری کو ثابت کرتی ہے میں اس کو کوئی نقصان نہیں دیکھتا"۔ حجاج نے ان کی برائی بیان کرنے سے اس کو ڈرایا اور راہب نے جو کچھ کہا تھا لکھ بھیجا تب عبدالملک نے مجبور ہو کر لکھا "چونکہ تم یزید کی بکثرت شکایتیں لکھتے ہو۔ لہٰذا جس کو چاہو اس کی جگہ مقرر کرو"۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو نامزد کیا۔ عبدالملک نے سند گورنری لکھ دینے کی اجازت دے دی۔ حجاج نے یزید کو معزولی کا فرمان لکھنا مناسب خیال نہ کیا۔ اس کو طلب فرمایا اور لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو اپنی جگہ مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔

**مفضل کی تقرری و معزولی** یزید بن مہلب کو حجاج کا یہ فرمان ملا تو اس نے حصین بن منذر رقاشی سے مشورہ کیا۔ حصین بن منذر نے کہا "میری یہ رائے ہے کہ تم یہیں ٹھہرے رہو اور کسی علالت کا حیلہ کرو"۔ اس کے ساتھ ہی عبدالملک سے اپنے متعلق خط و کتابت کرو وہ تم کو بہت اچھا جانتا ہے"۔ یزید بن مہلب نے اس رائے سے اختلاف کر کے کہا "ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جن کی اطاعت سے برکت ہوتی ہے اس وجہ سے ہم اختلاف کرنا پسند نہیں کرتے"۔ روانگی پر تیار ہو گیا یزید سامان سفر درست کرنے لگا۔ روانگی میں دیر ہوئی تو حجاج نے مفضل کو خراسان کی سند گورنری بھیج دی اور یزید کو جلد روانہ کرنے کو لکھا۔ یزید نے مفضل سے کہا "تم اس پر نازاں نہ ہو کہ حجاج تم کو میرے بعد اس عہدے پر قائم

لگے کہ یہ اس نے اپنی قوم والوں کی طرف سے خراسان کا والی بنایا ہے۔ پس اس کو خراسان پر تصرف کرنے سے باز رکھو۔ مفضل کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے۔ یزید خراسان سے رخصت ہو کر چل کھڑا ہوا۔

اس کے بعد مفضل کی حکومت کے نو مہینے گزرے تھے کہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ قتیبہ بن مسلم مقرر کیا گیا۔ بعض نے یزید کی معزولی کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ حجاج نے جب عبدالرحمن بن اشعث سے فارغ ہو کر اہل عراق کو ذلیل کیا مگر آل مہلب کو اسی عزت و توقیر سے رکھا [illegible] بغاوت کا خیال کرتا تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ پہلے حجاج نے اس کو خوارزم پر حملہ کرنے کو لکھا تھا اس نے قحط سالی اور نقصان کی زیادتی کا عذر کر کے حملہ کرنے سے انکار کیا۔ اس کے بعد جب دوبارہ مطالبہ کیا تو اس نے لکھا کہ میں خوارزم پر فوج کشی کروں گا۔ حجاج نے [illegible] بیان کیا اور خوارزم سے تھوڑے سے قیدی پائے۔ اہل خوارزم نے مصالحت کر لی اور چونکہ اس نے ایام سرما میں فوج کشی کی تھی لشکریوں کو سردی سے سخت تکلیف ہوئی۔ [illegible] کپڑے چھین چھین کر پہن لئے تھے قیدی برہنہ ہو گئے اور شدت سردی سے مر گئے۔ [illegible] حجاج نے عبدالملک کو اس کی معزولی کی بابت لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے جو جواب لکھا تھا اس کو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں)

مفضل خراسان کا گورنر ہوا تو اس نے باذغیس پر چڑھائی کی۔ فتح یاب ہوا، بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا، جس کو اس نے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد شومان پر حملہ کیا اور جو کچھ پایا تقسیم کر دیا۔

**موسیٰ بن عبداللہ بن خازم:** جس زمانہ میں عبداللہ بن خازم حاکم خراسان [illegible] ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس نے نیشاپور کا قصد کیا اور پھر اس خیال سے کہ [illegible] اپنے بیٹے موسیٰ کو حکم دیا کہ مال و اسباب لے کر نہر بلخ عبور کر جاؤ اور کسی بادشاہ کے یہاں جا کر پناہ لو یا کسی قلعہ میں قیام کر لینا۔ چنانچہ موسیٰ مرو سے دو سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے ہمراہیوں کی تعداد چار سو ہو گئی۔ ان کے علاوہ کچھ لوگ بنو سلیم کے بھی آ ملے۔ [illegible] لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے کامیابی کے ساتھ اہل قم کے مال و اسباب کو لوٹ کر نہر عبور کیا اور بخارا پہنچا۔ یہاں کے حاکم سے اس نے قیام کی درخواست کی۔ بخارا والے نے عبدالملک کے خوف سے انکار کر دیا۔ تب وہ کش کے بادشاہ کے پاس گیا۔ اس نے بھی اپنے ملک میں رہنے سے انکار کر دیا۔ پھر سمرقند پہنچا۔ طرخون شاہ سغد نے عزت کی اور ٹھہرنے کی اجازت دی۔ ایک مدت تک مقیم رہا۔ اسی زمانہ قیام میں اس کو عبداللہ بن خازم (اس کے باپ) کے مارے

---

[illegible]

ہونے کی خبر ملی مگر اس نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی۔

شدید لڑائی اور کسی شخص نے اس کے ہمراہیوں میں ایک صغدی کا مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ صغدی اس کے ہاتھ سے مارا گیا جس کی وجہ سے طرخون کے والی صغد نے موسیٰ کو مع اس کے ہمراہیوں کے اپنے شہر سے نکال دیا۔ وہ کش پہنچے والی کش نے اس کی مدافعت نہ کی اور طرخون سے امداد چاہی۔ موسیٰ اس کے مقابلہ پر نکلا اس وقت اس کے ہمراہ سات سو سوار تھے لڑائی ہوئی۔ صبح سے شام تک جنگ کا بازار گرم رہا۔ (موسیٰ کے اکثر آدمی زخمی ہوئے) اس کے کسی ہمراہی نے طرخون سے جا کر یہ فریب دے کر انجام کار کی دھمکی دی (کہ موسیٰ عربی نژاد ہے اس کو اگر تم نے قتل کیا تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا) کہ جو شخص خراسان میں آئے گا وہ اس کے خون کا بدلہ تم سے طلب کرے گا" طرخون نے کہا" یہ سب کچھ لیکن میں کش اس کے قبضہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا"۔ اس شخص نے جواب دیا "اگر موسیٰ کش سے چلا جائے؟" طرخون نے کہا" ہاں یہ ممکن ہے"۔ طرخون نے لڑائی موقوف کر دی اور موسیٰ کش سے روانہ ہو کر ترمذ آ پہنچا اور قلعہ کے باہر قیام کیا۔

**موسیٰ کا قلعہ ترمذ پر قبضہ**: قلعہ نہر کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ والی ترمذ نے اس کو قلعہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ موسیٰ نے بھی تعاقب نہ کیا۔ دہقان سے راہ و رسم بڑھائی، اکثر سیر و شکار میں اس کے ہمراہ رہنے لگا۔ ایک روز والی ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی موسیٰ مع اپنے ایک سو ہمراہیوں کے شریک دعوت ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد والی قلعہ نے موسیٰ سے واپس جانے کو کہا اس نے نکلنے سے انکار کر کے کہا" اس قلعہ میں یا تو میں رہوں گا یا میری قبر بنے گی"۔ والی قلعہ نے فوج کشی کی لڑائی ہوئی موسیٰ نے اہل قلعہ سے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا اور والی ترمذ کو نکال کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بادشاہ ترک کے پاس گیا امداد چاہی اس نے انکار کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے باپ (عبداللہ بن خازم) کے ہمراہی بھی اس سے آملے جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر گرد و نواح پر تصرف کیا کرتا تھا۔

**امیہ اور موسیٰ بن عبداللہ**: جب امیہ گورنر ہو کر خراسان گیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر فوج کشی کے قصد سے روانہ ہوا اور بکیر نے مخالفت پر کمر باندھی تو وہ بکیر کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لوٹ آیا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ پھر بکیر سے مصالحت کرنے کے بعد ایک خزاعی سپہ سالار کے ساتھ موسیٰ کی گوشمالی کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ جنہوں نے موسیٰ کا ترمذ میں محاصرہ کیا۔ والی ترمذ دوبارہ بادشاہ ترک کے پاس استمداد کے لئے گیا۔ وہاں سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر واپس ہوا اور قلعہ کے ایک طرف مورچہ قائم کیا۔ موسیٰ اول وقت تو عربوں سے لڑتا تھا اور دوسرے وقت سے ترکوں سے تین مہینے تک اسی انداز سے لڑائی جاری رہی۔ ایک روز شب کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر حملہ کر دیا اور بہت سے سپاہیوں کو مار ڈالا۔ لشکر گاہ میں جو مال اسباب و آلات حرب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے صرف سولہ آدمی کام آئے۔ صبح ہوئی تو خزاعی اور عرب کے لشکر نے ترکوں کو شکست خوردہ و پامال دیکھ کر تاسف کیا اور خود بھی موسیٰ کی جانبازیوں سے ڈرے۔

**خزاعی کا قتل**: انہی دنوں عمر بن خالد بن حصین کلابی جو موسیٰ کے دوستوں میں تھا حاضر ہو کر کہا" چونکہ ہم دھوکہ کرنے کے ذریعہ سے فتح یاب ہوتے ہیں اس وجہ سے مناسب ہے کہ تم ہم کو کوڑے مار کر چھوڑ دو"۔ موسیٰ نے اس کو پچاس کوڑے

لکھوائے۔ عمر بن خالد اٹھ کر خزاعی کے پاس آیا یہ ظاہر کیا ''مجھے ابن خازم نے تمہاری دوستی و محبت و جاسوسی سے متہم کیا ہے اور کوڑے لگوائے ہیں''۔ خزاعی نے عمر بن خالد کو امان دی۔ چند دنوں تک یہ اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ ایک روز عمر بن خالد خزاعی کے پاس گیا۔ اتفاق سے اس وقت وہ تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ عمر بن خالد کہنے لگا ''تم کو ایسے نازک وقت میں بغیر ہتھیار کے خالی ہاتھ نہ رہنا چاہیے''۔ خزاعی نے فرش کا کنارا اٹھایا تو اس کے نیچے برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی۔ عمر نے اٹھا کر وار کر دیا۔ خزاعی نے دم تک نہ لیا تو راہی ملک بقا ہو گیا۔ عمر بن خالد بھاگ کر موسیٰ کے پاس آیا۔ خزاعی کا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا۔ اکثر سپاہی امان حاصل کر کے موسیٰ کے لشکر میں مل گئے اس کے بعد امیہ نے پھر کوئی لشکر موسیٰ کے زیر کرنے کو نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ وہ معزول ہو گیا اور مہلب امیر خراسان ہو کر آیا اور اس نے موسیٰ سے کچھ بھی تعرض نہ کیا۔ بلکہ اپنے لڑکوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ موسیٰ سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ اگر یہ مر گیا تو خراسان کی امارت پر کوئی شخص قیس کا آ جائے گا۔

**یزید بن مہلب اور ثابت:** اس کے زمانہ امارت میں حریث و ثابت پسران قطبہ خزاعی جو اس کے ہمراہ تھے۔ موسیٰ کے پاس چلے آئے۔ مہلب کے مرنے کے بعد یزید بن مہلب امیر خراسان ہوا۔ تو اس نے حریث و ثابت کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ کچھ لونڈیوں کو قید میں ڈال دیا اور ان کے برادر اخیافی حریث بن منقذ کو قتل کر ڈالا۔ ثابت فریادی صورت بنائے ہوئے طرخون کے پاس گیا اور یزید بن مہلب کے ظلم کی شکایت کی۔ چونکہ ترکوں کو ثابت سے ایک قسم کی محبت تھی اس لئے طرخون کو یزید بن مہلب کی زیادتیوں پر غصہ آیا۔ نیزک، اہل صغد، اہل بخارا اور صغانیان کو ثابت کی امداد پر جمع کر لیا۔ ثابت ان سب کو لئے ہوئے موسیٰ کے پاس آیا۔ جبکہ عبدالرحمن بن عباس کا گروہ ہرات سے اور ابن الاشعث کی جماعت عراق سے اور کابل سے آ کر اس کے پاس جمع ہو گئی تھی۔ ان سب لوگوں کے جمع ہو جانے سے آٹھ ہزار کی تعداد پوری ہو گئی۔ ثابت و حریث نے موسیٰ سے کہا ''آؤ ہم اور تم اس لشکر کو مرتب کر کے اٹھو۔ یہ بولے اور یزید کو خراسان سے نکال کر تم کو اس کا امیر بنا دیں''۔

**حریث بن قطبہ کا قتل:** موسیٰ نے اس خیال سے کہ یہ دونوں خود خراسان پر متصرف ہو کر مجھ کو مغلوب کر دیں گے اور نیز بعض دوستوں کے کہنے سے ثابت و حریث سے کہا ''بہتر یہی ہے اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال باہر کیا تو عبدالملک کا دوسرا گورنر آ پہنچے گا لہٰذا مناسب یہ ہے کہ یزید کے عمال کو ماوراء النہر سے نکال کر اس پر قبضہ کر لو''۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کو نکال دیا۔ طرخون، نیزک اپنے اپنے ملک کو لوٹ آئے اور اہل عرب کی حکومت کو ترمذ میں استقلال ہو گیا۔ کچھ مال و اسباب بھی جمع ہو گیا۔ حریث و ثابت جنگی و ملکی انتظام کرتے تھے اور موسیٰ برائے نام ان کا امیر تھا۔ اسی وجہ سے موسیٰ کے مشیروں نے کہہ سن کر حریث و ثابت کے قتل پر اس کو آمادہ کیا اسی اثناء میں عجمیوں کا ایک گروہ جس میں ہیاطلہ اور اہل تبت و ترک تھے حملہ آور ہوا۔ موسیٰ اپنے ہمراہیوں کو لے کر ان کے مقابلے پر آیا۔ بادشاہ ترک دس ہزار فوج لئے ہوئے ایک ٹیلے پر صف آرا تھا۔ حریث بن قطبہ نے اس پر حملہ کیا اور بادشاہ ترک کو ایک زبردست حملہ سے پسپا کر دیا۔ اسی جنگ میں ایک تیر حریث کے چہرے پر آ لگا۔ زخم کاری تھا دو دن کے بعد حریث مر گیا۔ شام ہو گئی تھی لڑائی موقوف ہو گئی۔

**ثابت بن قطبہ کا فرار:** رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر شب خون مارا۔ ایک گروہ کثیر ترکوں کا کام آگیا۔ موسیٰ کے ساتھی بہت کم مقتول ہوئے اور وہ مظفر و منصور [illegible] میدان جنگ سے فارغ ہو کر واپس ہوا۔ اس کے مشیروں نے کہا: "حریث کا کام تو تمام ہو گیا اب تم ثابت کا بھی کام تمام کر دو"۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ثابت تک پہنچی اس نے محمد بن عبداللہ بن خزاعی کو مخبری کی غرض سے موسیٰ کی خدمت میں بھیجا اور یہ سمجھا دیا کہ "عربی میں گفتگو نہ کرنا اگر کوئی دریافت کرے تو یہ کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں [illegible] آ کر بتایا کرنا"۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ عرصہ دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ ایک روز شب کے وقت دوران گفتگو موسیٰ نے کہہ دیا "تم لوگوں نے بے حد اصرار کر رکھا ہے اچھا یہ بتاؤ کہ [illegible] ثابت کو کس جہت سے [illegible] قتل [illegible] اس وقت تک تعمیل نہیں ہوئی"۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس کا بھائی نوح بولا: "جس وقت وہ کل تمہارے پاس آئے گا اس سے پیشتر کہ تم تک پہنچے ہم اس کو اپنے ہمراہ لے کر کسی مکان میں چلے جائیں گے اور وہیں قتل کر ڈالیں گے"۔ موسیٰ نے جواب دیا: "واللہ اس میں تم لوگوں کی ہلاکت ہے"۔ محمد بن عبداللہ یہ سب باتیں سن رہا تھا۔ مجلس برخاست ہوتے ہی اس نے ثابت سے جا کر بیان کیا۔ ثابت اسی شب کو بیس سواروں کو لے کر نکل گیا۔ صبح ہوئی تو ان لوگوں نے عجمی غلام (یعنی محمد بن عبداللہ خزاعی) کو [illegible] تب ان پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ محمد بن عبداللہ ثابت کا جاسوس تھا۔

**ثابت بن قطبہ کا قتل:** ثابت ترمذ سے نکل کر حشورا میں جا پہنچا۔ عرب و عجم کا ایک گروہ کثیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ موسیٰ یہ خبر پا کر ثابت سے جنگ کرنے چلا۔ ثابت نے قلعہ بندی کر لی۔ لڑائی چھڑ گئی اسی اثناء میں طرخون ثابت کی کمک پر آ پہنچا۔ مجبوراً موسیٰ محاصرہ اٹھا کر ترمذ لوٹ آیا۔ اس کے بعد ثابت، طرخون، اہل بخارا، نسف اور کش نے متفق ہو کر اسی ہزار کی جمعیت سے ترمذ میں موسیٰ کا محاصرہ کیا۔ [illegible] یزید بن ہذیل نے قسم کھائی کہ میں یا تو ثابت کو مار ڈالوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ چنانچہ اسی غرض سے [illegible] ثابت کے پاس آیا اور اس سے امن کا خواستگار ہوا۔ ثابت کے بعض ہمراہیوں نے یزید بن ہذیل کی بدنیتی سے [illegible] کی وجہ سے اس نے یزید کے دونوں لڑکوں قدامہ و ضحاک کو بطور ضمانت کے لے لیا [illegible] یزید بن ہذیل ثابت کی غفلت کا منتظر رہا۔ اتفاق سے زیاد قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا۔ ثابت معمولی کپڑے پہنے ہوئے بلا ہتھیار اس کی ماتم پرسی کو جا رہا تھا۔ یزید بن ہذیل نے پہنچ کر سر پر تلوار چلائی۔ زخم پورا پڑا۔ ثابت تو زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور یزید بن ہذیل بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ و ضحاک پسران یزید کو قتل کر ڈالا اور ثابت نے زخم کھانے کے ساتویں روز وفات پائی۔ اس کی جگہ [illegible] امارت کرنے لگا۔

**موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ:** ثابت کے مرنے کے بعد اس کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ [illegible] باہمی نااتفاقی [illegible] موسیٰ نے آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ ان پر شب خون مارا۔ طرخون نے کہلا بھیجا کہ "تم اپنے ہمراہیوں کو قتل و غارت سے روک لو۔ ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے"۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی موسیٰ لوٹ آیا اور طرخون اور

کل بھی کوچ کر گئے۔ پس جس وقت مفضل امیر خراسان ہوا تو اس نے عثمان بن مسعود کو بسر افسری ایک لشکر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور مدرک بن مہلب کو بھی جو بلخ میں تھا روانگی کو لکھ بھیجا۔ پس اس نے پندرہ ہزار کی جمعیت سے نہر عبور کی۔ دوسری طرف سے رتبیل و طرخون بھی مفضل کے لکھنے کے مطابق عثمان کی کمک پر آ پہنچے۔ سب نے چاروں طرف سے موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا محاصرہ کر لیا اور دو مہینے تک نہایت تنگی سے محاصرہ کئے رہے۔ عثمان نے شب خون مارنے کے خوف سے اپنے لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدوائی تھی۔ موسیٰ نے محاصرے سے تنگ ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا "ہم سے اب صبر نہیں ہو سکتا آؤ ہمارے ساتھ خروج کرو اور دفعۃً ترکوں پر جا پڑو۔" کل ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ حملے کی غرض سے نکلے۔ خروج کے وقت نضر بن سلیمان (اپنے بھتیجے) کو شہر میں چھوڑ گیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو دیکھنا شہر عثمان کے سپرد نہ کرنا بلکہ مدرک بن مہلب کے حوالے کرنا۔

**موسیٰ بن عبداللہ کا قتل:** موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک تہائی آدمیوں کو عثمان کے مقابلے پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ جب تک وہ تم سے نہ لڑیں تم پیش دستی نہ کرنا اور بقیہ آدمیوں کو لے کر طرخون اور ان کے رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ موسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے ایسا پر زور اور قوی حملہ کیا کہ طرخون کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ پڑا۔ ترک مجتمع ہو کر پیش قدمی کر کے نضر اور موسیٰ کے مابین آ کر حائل ہو گئے۔ شدت کے ساتھ لڑائی ہونے لگی۔ ترکوں نے موسیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اس کے مولیٰ (آزاد غلام) نے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جس وقت موسیٰ کا گھوڑا گرا تھا اور لوگ اس پر حملہ کر رہے تھے اسی وقت عثمان نے اس کو پہچان لیا تھا اور اس پر حملہ کا قصد کیا تھا لیکن اس سے پہلے ترکوں نے گھوڑے کو زخمی کر کے موسیٰ کو قتل کر ڈالا تھا۔ عرب کا ایک گروہ کثیر اس معرکے میں کام آیا جس نے موسیٰ کی مردانہ زندگی کا خاتمہ کیا وہ واصل جہری تھا۔ عثمان کے منادی نے قتل و غارت سے روکنے اور ترکوں کے قید کر لینے کی منادی کی۔ نضر بن سلیمان نے ترمذ کو مدرک بن مہلب کے سپرد کر دیا اور مدرک نے عثمان کے حوالے کر دیا۔ مفضل نے فتح و قتل موسیٰ کی بشارت حجاج کو لکھ بھیجی لیکن وہ اس سے خوش نہ ہوا۔ کیونکہ موسیٰ قبیلہ قیس سے تھا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے جب کہ پندرہ برس ترمذ پر موسیٰ کو تصرف کرتے ہوئے گزر چکے تھے۔

**ولید کی ولی عہدی:** عبدالملک بن مروان ایک مدت سے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنی ولی عہدی سے معزول کر کے ولید بن عبدالملک (اپنے لڑکے) کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا۔ قبیصہ بن ذؤیب اس رائے کا مخالف تھا اور اکثر یہ کہا کرتا تھا «لعل الموت یاتیه و تنقطع العداوة عن نفسک» "اتفاق سے ایک روز شب کے وقت عبدالملک کے پاس روح بن زنباع آ گیا۔ (عبدالملک کے دربار میں اس کی بڑی عزت ہوتی تھی) عبدالملک اس وقت اسی ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا۔ روح بن زنباع نے عرض کیا "اگر آپ ولید کو ولی عہد بنانا چاہیں گے تو کوئی شخص بھی اس سے اختلاف نہ کرے گا"۔ عبدالملک بولا "انشاء اللہ تعالیٰ صبح ہوتے ہی ہم اس کام کو شروع کر دیں گے"۔ باتوں باتوں میں رات زیادہ ہو گئی روح بن زنباع اسی روز وہیں سو رہا۔ تقریباً رات کا نصف حصہ گزر گیا ہو گا کہ قبیصہ بن ذؤیب آ پہنچا۔ اس وقت یہ دونوں سو رہے تھے۔ چونکہ اس کے پاس عبدالملک کی سربمہر انگوٹھی رہتی تھی اس وجہ سے اطلاع کئے بغیر چلے آنے کی اس کو اجازت تھی۔ قبیصہ نے ان دونوں کو جگا

کہ عبدالعزیز مر گیا اور عبدالملک کے مرنے کی خبر سنائی۔ روح بن زنباع فرط مسرت سے بول اٹھا "کفاک اللہ ما تریدہ" عبدالملک نے اسی وقت مصر کو اپنے لڑکے عبداللہ بن عبدالملک کی گورنری میں شامل کر دیا۔

**عبدالعزیز بن مروان:** بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداً حجاج نے عبدالملک کو ولی عہدی ولید کی بیعت لینے کی بابت لکھا تھا اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تمہارے بعد حکومت تمہارے بھتیجے کے سپرد کی جائے۔ عبدالعزیز نے جواباً تحریر کیا "میں بھی ابوبکر کی بابت وہی مناسب سمجھتا ہوں جو تم ولید کے حق میں تصور کرتے ہو" (یعنی میں ابوبکر کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں) عبدالملک نے جواباً مصر کا خراج طلب کیا، عبدالعزیز نے لکھا "اے امیر المومنین ہم اور تم ایسے سن رسیدہ ہو گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی شخص اس سن کا نہیں ہے معلوم نہیں کس کی موت پہلے آئے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ میری بقیہ عمر میں بگاڑ نہ پیدا کرو"۔ عبدالملک کا دل اس مضمون کے پڑھنے سے بھر آیا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

**ولی عہدی کی بیعت:** عبدالملک بن مروان کو جب عبدالعزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے لوگوں کو اپنے دونوں بیٹوں ولید و سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت کرنے کا حکم دیا اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ان دونوں کی بیعت لینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں ہشام بن اسمٰعیل گورنری کر رہا تھا اس نے لوگوں سے ولید و سلیمان کی بیعت کرنے کو کہا۔ سب نے قبول کر لیا لیکن سعید بن مسیب نے انکار کیا۔ ہشام نے اس کو گرفتار کرا کے دروں سے پٹوایا اور تشہیر کر کے قید کر دیا۔ عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ہشام کو ملامت آمیز خط لکھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا "سعید میں نہ عداوت ہے نہ نفاق اور نہ مخالفت"۔ اس سے پیشتر ابن مسیب (یعنی سعید) نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا تھا جس کی پاداش میں جابر بن اسود نے جو ابن زبیر کی طرف سے عامل مدینہ تھا ساٹھ درے لگوائے تھے۔ ابن زبیر نے جابر کو سخت ملامت کی تھی۔

**عبدالملک کی وفات:** بعض کا بیان ہے کہ ولید و سلیمان (پسران عبدالملک) کی بیعت ولی عہدی ۸۴ھ میں لی گئی تھی لیکن اول روایت صحیح تر ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز اپنے بھائی عبدالملک کے پاس مصر سے آیا تھا اور اسی کے وقت عبدالملک نے سمجھا کر کہا "کشادہ پیشانی سے رہو، خوش خلقی و نرم دلی سے پیش آؤ اور کام کرنے میں تم کو قائم الحزم ہونا چاہیے اور حاجب کو بھلائی پر مقرر کرنا۔ مناسب تو یہ ہے کہ وہ تمہارے بہترین خاندان سے ہو کیونکہ وہ تمہارا چہرہ اور تمہاری زبان ہے کوئی شخص تمہارے دروازے پر آئے تو اس کی خبر پہنچانا وہ تم کو اس کا پتہ بتائے گا تاکہ تم اس کو اجازت دو یا لوٹا دو اور جب تم مجلس میں آؤ تو ہم نشینوں سے ایسی باتیں کرو جس سے وہ تم سے مانوس ہوں اور تمہاری محبت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو اور جب کبھی کوئی

---

[illegible] ۸۴ھ [illegible] کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۹

۱ [illegible]

۲ [illegible]

مشکل پیش آئے تو اس کو مشورہ سے آسان کرو کیونکہ اس سے مخفی اور مبہم امور ظاہر ہو جاتے ہیں اور جان رکھو کہ لطف [illegible] تم کو [illegible] ہے اور [illegible] تمہارے [illegible] کسی شخص کو مشورہ [illegible] سے ہلاکت میں [illegible] اور جس وقت تم کو کسی پر غصہ آئے تو اس کی سزا دینے میں جلدی نہ کرو کیونکہ سزا دینے پر توقف کے بعد بھی قدرت حاصل ہوتی ہے لیکن تم سزا دینے کے بعد اس کی تلافی پر قادر نہ ہو سکو گے۔

**عبدالملک کی وصیت**: بیعت لینے کے تھوڑے دنوں بعد عبدالملک بن مروان نصف شوال ۸۶ھ میں مر گیا۔ وفات کے وقت اپنے لڑکوں کو یہ وصیت کی کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین لباس ہے اور نہایت [illegible] ہے تم میں سے [illegible] چاہئے کہ [illegible] (اور تمہارے چھوٹے بڑوں کی [illegible] اسماعیل [illegible] کی رائے سے [illegible] موافقت کرو کیونکہ [illegible] جس [illegible] تم [illegible] جس سے تم پہنچے [illegible] کی عزت کرو کیونکہ اسی نے تمہارے لئے [illegible] اور [illegible] کو پامال کر دیا۔ تمہارے دشمنوں کو [illegible] ہے تم [illegible] اور [illegible] کیونکہ [illegible] موت [illegible] کے [illegible] کیونکہ [illegible] ہو جاتا ہے اور [illegible] ہیں وہ ان کے [illegible] ہیں [illegible] سے [illegible] ہے اور [illegible] سے [illegible] کرو [illegible] کرو اور [illegible] تو [illegible] اور [illegible] ہے۔

---

[illegible]

# باب : ۵

## ولید بن عبدالملک ۸۶ھ تا ۹۶ھ

بیعت خلافت: عبدالملک کے دفن کئے جانے کے بعد ولید نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ المستعان علی مصیبتنا بموت امیر المومنین والحمد للہ علی ما انعم علینا بالخلافۃ۔ سب سے پہلے جس نے اٹھ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ عبداللہ بن ہمام سلولی ہیں انہوں نے بعد بیعت یہ اشعار پڑھے:

(اللہ اعطاک التی لا فوقہا)
"اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ مرتبہ دیا ہے جس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں ہے۔"
(وقد اراد الملحدون عوقہا عنک ویابی اللہ الا سوقہا الیک حتی قلدوک طوقہا)
"ملحدین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس منصب کو تم سے روکیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہاری طرف کھینچا یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کو تمہارے گلے کا طوق بنا دیا۔"

پھر بیعت عام ہوئی۔ بعد ازاں اور لوگوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ ولید منبر پر چڑھا حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا:

ایہا الناس لا مقدم لما اخر اللہ ولا مؤخر لما قدمہ اللہ وقد کان من قضاء اللہ وسابق علمہ وما کتب علی انبیائہ وحملۃ عرشہ الموت وقد صار الی منازل الابرار وولی ہذہ الامۃ بالذی یحق علیہ للہ فی الشدۃ علی المریب واللین لاہل الحق والفضل واقامۃ ما اقام اللہ من منار الاسلام واعلامہ من حج البیت وغزو الثغور وشن الغارۃ علی اعداء اللہ فلم یکن عاجزا ولا مفرطا ایہا الناس علیکم بالطاعۃ ولزوم الجماعۃ فان الشیطان مع الفرد ایہا الناس من ابدی لنا ذات نفسہ ضربنا الذی فیہ عیناہ ومن سکت مات بدائہ

"لوگو! جس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کر دیا ہے اس کا کوئی مقدم کرنے والا نہیں ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کر دیا ہے اس کا کوئی مؤخر کرنے والا نہیں ہے اور یہ بات قضائے الٰہی اور اس کے سابق علم میں تھی اور اس کو انبیاء اور اپنے عرش کے اٹھانے والوں پر لکھ دیا ہے۔ عبدالملک ابرار کے مرتبے تک پہنچ گیا۔ اس نے اس امت کا ایسے شخص کو والی بنایا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حق ہے کہ وہ بدکاروں پر سختی کرے اور اہل حق و فضل پر نرمی کرے اور اعلام اسلام کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کر دیے ہیں ان کو قائم رکھے یعنی حج بیت اللہ، سرحدوں پر جہاد اور اللہ تعالیٰ کے

دشمنوں پر حملہ کرو۔ [illegible] نے ان کو ظاہر کر کے [illegible] تھا۔ اب وہ مفرور ہے۔ اے لوگو! تم خلیفۂ وقت کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرو اور تفرقہ سے بچو کیونکہ تفرقہ کے ساتھ شیطان ہے۔ اے لوگو! جو جماعت سے سرکشی اور تفرقہ اندازی کرے گا اس کا انجام مرتدین کا سا ہوگا اور جو حکومت اختیار کرے گا وہ اپنے مرض میں آپ مر جائے گا۔

**قتیبہ بن مسلم کی فتوحات:** ۸۶ھ میں حجاج کی طرف سے قتیبہ بن مسلم امیر ہو کر مرو خراسان میں آیا۔ لشکریوں کا جائزہ لیا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور بہت جلد ایک لشکر مرتب کر کے بقصد جہاد نکل کھڑا ہوا۔ مرو میں اپنی جگہ پر ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو کوتوالی اور محاصل پر عثمان بن سعدی کو مامور کیا۔ طالقان میں پہنچا تو دہقانان بلخ ملنے کو آئے اور اس کے ساتھ ہو لئے۔ نہر جیحون کو عبور کیا تو بادشاہ صغانیان تحائف و نذرانے لے کر حاضر ہوئے۔ چونکہ ملک آخرون و شومان جو کہ ان کے قرب و جوار میں رہتے تھے اور بادشاہ صغانیان کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ اسی وجہ سے اس نے بکمال مسرت اپنے ملک کو قتیبہ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے آخرون و شومان (بلاد طخارستان) کا قصد کیا۔ ملک آخرون و شومان نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ قتیبہ [illegible] اپنے بھائی صالح کو [illegible] مرو کی طرف واپس آیا اور صالح بن مسلم نے قتیبہ کی واپسی کے بعد کاشان اور اورشت (علاقہ فرغانہ) اور اخشیکت (فرغانہ کا قدیم شہر اور پایہ تخت) فتح کر لیا۔ ان معرکوں میں اس کے ساتھ نصر بن سیار بھی شریک تھا اور نہایت بہادری سے لڑا تھا۔

**عبداللہ بن مسلم اور برمکی خاتون:** بعض کہتے ہیں کہ قتیبہ نے ۸۶ھ میں امیر خراسان ہو کر آیا تھا اور جہاد کے جوش میں بلخ تک فتح کرتا چلا گیا تھا۔ لڑائی میں بہت سی عورتیں [illegible] کے جو قید ہو کر آئی تھیں۔ برمک کی عورت بھی جو آتش کدہ نوبہار کا متولی تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم برادر قتیبہ کے حصے میں آئی۔ اتفاق سے اس عورت کو عبداللہ بن مسلم سے حمل رہ گیا۔ چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی۔ قتیبہ نے لونڈیوں کے واپس کر دینے کا حکم دیا۔ عبداللہ نے بموجب اس حکم کے اس

---

1 [illegible] تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر

2 [illegible]

3 علامہ مسعودی [illegible] مروج الذہب [illegible] مطبوعہ مصر [illegible]

[illegible]

**والیٔ باجوڑ کی اطاعت** [illegible]

[illegible] [illegible]

**ترکوں کی پسپائی** [illegible]

---

[illegible] صفحہ ۲۱۸

دے کر مصالحت کر لی۔ واپسی کے وقت ترک صغد اور اہل فرغانہ نے دو لاکھ کی جمعیت سے بسرافسری کور مغانون برادر زادہ بادشاہ چین قتیبہ کے مقدمۃ الجیش پر جو عبدالرحمن بن مسلم کے زیر کمان تھے دفعۃً حملہ کیا۔ عبدالرحمن بن مسلم نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا۔ قتیبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی موت کی طرح ان کے سروں پر آ پہنچا۔ (فریقین) لڑائی کا ہنگامہ برپا ہوا۔ مسلمان اسلامی فوج خطرناک حالت میں مبتلا ہو گئے تھے کہ تمیمی قتیبہ کے آ گئے۔ سب نے اتفاق کر کے ایک پر جوش حملہ کیا جس سے ترکوں کے قدم استقامت اکھڑ گئے۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ قتیبہ بھی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے (نہر) ترمذ کے قریب عبور کر کے مرو آ پہنچا۔

حجاج نے ۹۱ھ میں شومان، نسف اور شاہ کش پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قتیبہ نے نہر مقام آمویہ پر عبور کیا۔ سغد اہل کش اور نسف سے مصالحت ہو گئی۔ شومان پر ایک خونریز لڑائی کے بعد قتیبہ نے ان کو شکست دے کر بخارا کا رخ کیا اور (طرخان خطا) کو دوبارہ جانب سمرقند قائم کیا۔ فتح و ظفر اتمام کو پہنچی تب کہیں اپنا مقبوضہ نظر آئی تو مرو واپس آئے۔

تعمیر مسجد نبوی: ۸۷ھ میں ولید بن عبدالملک نے ہشام بن اسماعیل کو امارت مدینہ منورہ سے (آخر ربیع الاول) ۸۷ھ میں اس کی امارت کے چوتھے برس معزول کیا تھا اور اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر مروان کے مکان میں قیام کیا۔ فقہائے مدینہ منورہ میں سے دس فقیہوں کو جن میں فقہا سبعہ مشہورہ (سات فقیہ) بھی تھے، اپنا مشیر مقرر کیا۔ پھر ان سے مشورہ کئے بغیر کوئی بات نہ کرتے تھے اور ان لوگوں کا یہ کام تھا کہ عمال کی بے اعتدالیوں کی فریادیں اور لوگوں کے ظلم و جور کی شکایتیں عمر بن عبدالعزیز کے گوش حق نیوش تک پہنچایا کرتے تھے۔ اہل مدینہ نے اس حسن انتظام کا شکریہ ادا کیا اور برابر ان کے حق میں دعائیں دیتے رہے۔

۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک نے لکھا کہ امہات المومنین کے حجروں اور نیز ان مکانات کو جو قریب میں ہیں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دو تاکہ مسجد دو سو ذراع مربع ہو جائے اور جو شخص اپنا مکان دینے سے انکار کرے تو انصاف سے جو اس کی قیمت تجویز کی جائے دے کر منہدم کرا دو اور اس معاملہ میں عمر و عثمان (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنی چاہئے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا۔ لوگوں نے بطیب خاطر اجازت دی اور حسب منشاء انہوں نے اپنے اپنے مکانات دے دیئے۔ ولید نے اسی زمانے میں بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ مسجد نبوی کے تعمیر کرنے کا ہے چنانچہ اس نے ایک لاکھ مثقال سونا اور ایک سو معمار اور چالیس اونٹ فسیفساء روانہ کیا۔ ولید بن عبدالملک نے

---

۱ ابن اثیر کے بیان کے مطابق عمر بن عبدالعزیز نے دس فقہا کو بطور مشیر مقرر کیا تھا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) عروہ بن زبیر (۲) ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ (۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ (۴) ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبداللہ بن عمر (۸) عبداللہ بن عبداللہ بن عمر (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ [illegible]۔

۲ فسیفساء [illegible] مکانات کے [illegible]

تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۱۰

سب کا سب عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا۔ مکانات اور امہات المومنین کے حجرے منہدم کرا کے تعمیر شروع کر دی۔ ان کاریگروں کے علاوہ شام کے بھی مشہور مشہور صناع شریک تعمیر تھے۔ ۹۱ھ میں ولید نے مکہ معظمہ پر خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کیا۔

**دیبل کی فتح:** حجاج نے سرحد سندھ پر اپنے چچازاد بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو بسر افسری چھ ہزار جنگ آوروں کے۔ سوار کیا تھا۔ محمد بن قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہنچا اور تھوڑے روز قیام کر کے فیروز پور کا رخ کیا۔ اہل فیروز پور بر سر مقابلہ آئے۔ لڑائی ہوئی محمد بن قاسم نے بزور تیغ فتح کر کے ارمائیل کے دروازے پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ والی ارمائیل نے ہر چند کوشش کی لیکن ایک بھی پیش نہ گئی۔ محمد بن قاسم نے قبضہ حاصل کر کے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی اور جمعہ کے دن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

شہر دیبل کے وسط میں ایک بہت بڑا اور عظیم الشان بت خانہ تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل منارہ تھا اور منارے پر ایک نیزہ گڑا ہوا تھا۔ جس میں سرخ حریر کا پھریرا اڑ رہا تھا۔ جو تمام شہر پر پھیلا سایہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر منجنیق باری شروع کر دی اتفاق سے پہلے ہی نیزہ ٹوٹ کر گرا جس سے اہل دیبل کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ شہر سے نکل کر باہر صف آرا ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے ان کو شکست دی۔ اہل دیبل بھاگ کر شہر میں آ رہے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ بالآخر بزور تیغ کھولا گیا۔ محمد بن قاسم نے دیکھتے ہی دیکھتے چار ہزار مسلم کو شہر میں اتار دیا۔ تین روز تک لڑائی ہوتی رہی تو والی دیبل شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

**راجہ داہر کا خاتمہ:** کامیابی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے یہاں ایک جامع مسجد بنوائی اور دو چار روز قیام کر کے نیرون کی طرف کوچ کیا۔ چونکہ اہل نیرون نے پہلے سے بذریعہ خط و کتابت حجاج سے مصالحت کر لی تھی۔ اس وجہ سے رسد و علف لئے ہوئے محمد بن قاسم سے ملنے کو آ رہے تھے۔ اثنائے راہ میں ملاقات ہوئی نہایت احترام و عزت سے اپنے شہر میں لے گئے۔ دعوت کی بعد ازاں محمد بن قاسم نے ملک سندھ کے اور شہروں پر دھاوا کیا۔ بہ آسانی سے فتح ہوتے گئے یہاں تک کہ مہران پر پہنچے۔ بادشاہ سندھ (داہر بن صصہ) لوگوں کو جمع کر کے بغرض مقابلہ چڑھ آیا۔ عساکر اسلامیہ نے نہر پر پل باندھا اور نہایت اطمینان و استقلال سے عبور کر کے داہر کی فوج پر جا پڑے۔ داہر ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اس کے اردگرد سینکڑوں ہاتھی کالے کالے پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ جن کی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک خفیف سی جنبش ہو جاتی تھی اور جس طرف وہ رخ کرتے تھے صف کی صف درہم برہم ہو جاتی تھی۔ اسلامی تیر اندازوں نے تیر باری شروع کر دی۔ سواران فیل تیر اجل کے نشانہ ہو ہو کر گرنے لگے اور ہاتھیوں کا جھنڈ بھاگ کھڑا ہوا۔ داہر مجبوراً پیادہ پا لڑتا ہوا عساکر اسلامیہ کی طرف بڑھا۔ ایک مسلمان سپاہی نے لپک کر ایک ہی وار سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بقیہ کفار میدان جنگ سے گرتے پڑتے

---

۱؎ تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۲۳۵

بھاگ کھڑے ہوئے۔

**ملتان پر قبضہ:** مسلمانوں نے ان کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور بڑے بڑے سردار پیل اور جنگ آوروں کو پامال کیا۔ داہر کی بیوی بھاگ کر شہر راور میں جا چھپی اور پھر جب مسلمانوں نے راور کا قصد کیا تو اس نے بخوف گرفتاری اپنے آپ کو مع اپنے خدمت گاروں کے جلا کر خاک کر ڈالا۔ عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ راور پر بھی قبضہ کر لیا۔ لشکر کفار کے شکست خوردہ گروہ نے شہر برہمنا باد قدیم میں جا کر پناہ لی جو منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ منصورہ میں ان دنوں ایک گنجان باغ کیلے کا تھا عساکر اسلامیہ نے اس کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا جس کو پایا قتل کر ڈالا شہر کو ویران کر دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے سندھ کے بقیہ شہروں پر بھی قبضہ کر کے نہر ساکل کو جس سے وادی ملتان (ملتان) سیراب ہے۔ عبور کر کے دوسری طرف بڑھا دیا اور ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائی ہوئی اور عساکر اسلامیہ نے نہایت مردانگی سے اس کو بھی فتح کر لیا اور وہاں لڑنے والوں اور مجاوروں اور خادمان بت کو جن کی تعداد چھ ہزار کی تھی قتل کر ڈالا۔ بت خانے میں ایک کمرہ جو طول میں دس ذراع اور عرض آٹھ ذراع تھا سونے سے بھرا ہوا پایا۔

ملتان کا بت خانہ بہت بڑا اور عظیم الشان تھا شہروں سے بڑے بڑے چڑھاوے آتے تھے۔ سال میں ایک مرتبہ لوگ اس کی زیارت کو آتے سر اور داڑھی منڈواتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ ایوب نبی (علیہ السلام) ہیں۔

ملتان کے فتح ہوتے ہی سندھ کا تمام علاقہ محمد بن قاسم کے قبضہ و تصرف میں آ گیا۔ مال غنیمت سے جو خمس (پانچواں حصہ) روانہ کیا گیا تھا وہ ایک کروڑ بیس لاکھ تھا اور فوج کشی میں جو صرف ہوا تھا اس کا نصف تھا۔

**بخارا پر فوج کشی:** اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ ۸۹ھ میں قتیبہ نے بخارا پر فوج کشی کی تھی اور بے نیل و مرام واپس آ گیا تھا۔ حجاج نے ناکامی کے ساتھ واپس آنے پر ملامت کی اور دوبارہ جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قتیبہ ۹۰ھ میں نیزک طرخان والی بادغیس کے ہمراہ بخارا کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ بخارا (وردان خذاہ) اپنے گرد و نواح کے سلاطین صغد و ترک سے امداد کا خواستگار ہوا جب وہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس کو بچانے کو آ گئے تو یہ مسلمانوں کے مقابلے پر آیا۔ لڑائی چھڑی عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر ازد تھا۔ اتفاق سے اس کو شکست ہوئی اور نہایت پریشان ہو کر بھاگا کہ اسلامی لشکرگاہ سے بھی آگے بڑھ گیا لیکن پھر بھی سنبھل کر سلامتی کی غرض سے لڑتا۔ اس حملے میں اسلامی میمنہ و میسرہ نے ان کا ساتھ دیا۔ ترک مجبور ہو کر اپنے مورچے کی طرف لوٹے۔

**خاقان کی پسپائی:** بعد ازاں بنو تمیم نے ایک بے جگری سے حملہ کیا کہ ان میں اور ترکوں میں اختلاط باقی نہ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد گرد چھٹی تو معلوم ہوا کہ بنو تمیم نے ترکوں کے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ عساکر اسلامی اور ترکوں کے مابین ایک نہر حائل تھی جس کو عبور کرنے پر سوائے بنو تمیم کے اور کسی نے جرأت نہ کی۔ پس جب بنو تمیم نے ترکوں کو ان کے مورچوں سے ہٹا دیا اور نہر کو بھی عبور کر گئے تو ان کی دیکھا دیکھی قتیبہ اور لوگوں نے بھی نہر عبور کر کے ترکوں پر نہایت تیزی سے خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ خاقان اور اس کا لڑکا زخمی ہوا۔ ہزاروں ترک میدان جنگ میں کام آئے۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح

نصیب کی اور قتیبہ نے بشارت فتح حجاج کو لکھ بھیجی۔

**نیزک کی اطاعت و سرکشی:** شکست کے بعد طرخون والی سغد مع دو سواروں کے اسلامی کیمپ کے قریب آیا اور درخواست صلح اس شرط پر پیش کی کہ وہ جزیہ سالانہ ادا کرتا رہے گا۔ قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا۔ بعد ازاں مع نیزک کے واپس ہوئے۔ نیزک کو چونکہ اس کی کثرت فتوحات سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اتفاقاً راستہ سے جس وقت کہ وہ آمل میں پہنچا تو اجازت حاصل کر کے طخارستان کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کرنے لگا۔ اس کے بعد ہی مغیرہ بن عبداللہ حسب حکم قتیبہ اس کو گرفتار اور قید کرنے کو روانہ ہوا۔ ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ نیزک طخارستان پہنچ کر باغی ہو گیا۔ اصبہبذ بلخ، شاہ باذان بادشاہ مرو روذ و بادشاہ طالقان، فاریاب و جوزجان کو قتیبہ سے لڑنے کو طلب کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے قتیبہ سے جنگ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا اور بادشاہ کابل کو بھی خط و کتابت کی اور مال و اسباب بھیج کر یہ عہد و قرار لیا اور بوقت ضرورت پناہ اور مدد دینے کا اقرار کر لیا۔

**فتح طالقان:** نیزک نے بغاوت سے پہلے طخارستان کے پاس مقیم ہو کر جبغویہ کو گرفتار کر کے قتیبہ کے گورنر کو شہر سے نکال دیا۔ قتیبہ کو یہ خبر موسم سرما سے پہلے ملی جب کہ اسلامی فوجیں متفرق ہو کر اپنے اپنے شہروں کو چلی گئی تھیں مگر پھر بھی اس کے پہنچنے پر اس خبر کے سننے کے بعد مطمئن نہ ہوا۔ اس نے اسی وقت اپنے بھائی عبدالرحمن بن مسلم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا اور کسی سے اپنا خیال ظاہر کئے بغیر وہیں قیام پذیر رہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ جب موسم سرما ختم ہو جائے تو فوراً طخارستان پر حملہ کر دینا میں بھی تمہارے قریب رہوں گا۔ چنانچہ بعد موسم سرما کے ختم ہوتے ہی قتیبہ نے اسلامی فوجیں نیشاپور وغیرہ سے روانہ کیں۔ پہنچنے پر طالقان پہنچ کر بہت بڑی خونریزی کے بعد اسے فتح کر لیا اور قتل کے بعد باغیوں اور چوروں کو گرفتار کر کے چار فرسنگ تک ایک صف میں سولی دے دی اور اپنے بھائی محمد بن مسلم کو والی مقرر کر کے فاریاب کا رخ کیا۔ بادشاہ فاریاب یہ خبر پا کر مطیع ہو کر حاضر خدمت ہوا۔ قتیبہ نے بہ عزت و احترام اس سے ملاقات کی اور اس کو بحال رکھ کے جوزجان کی طرف بڑھا۔ اہل جوزجان نے اطاعت قبول کر لی اور وہاں کا بادشاہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا۔ قتیبہ نے عامر بن مالک حمانی کو وہاں کا نائب بنا کر بلخ پر حملہ کیا۔ اہل بلخ نے بھی مطیع و فرمانبردار ہو کر اطاعت کی۔

**نیزک کا قتل:** قتیبہ کا بھائی عبدالرحمن بن مسلم نیزک کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا۔ نیزک پہاڑ سے اتر کر بغلان کی جانب گیا اور اپنے سپاہیوں کو پہاڑی کے ایک تنگ درے کے ایک دہانے میں چھوڑ دیا جس کا راستہ اسلامی لشکر میں کسی کو معلوم نہ تھا اور باقی اپنا مال و اسباب گھاٹی کی دوسری طرف جو قلعہ تھا اس میں رکھ دیا۔ ایک مدت تک قتیبہ اس گھاٹی میں ٹھہرا رہا۔ نہ کوئی رہبر ملتا تھا جو اس راستہ کا پتہ بتاتا یہاں تک کہ ایک عجمی مرد نے قلعہ کا راستہ بتا دیا۔ جہاں سے اسلامی لشکر تنگ گھاٹی کو عبور کر کے قلعہ میں گھس گیا۔ لشکر نیزک والے مارے گئے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد عساکر اسلامیہ نے سمنجان پر چڑھائی کی اور اپنا مال و اسباب بادشاہ کابل کے پاس بھیج دیا۔ قتیبہ نے یہ خبر پا کر نیزک کا تعاقب کیا۔ نیزک نے نہایت تیزی سے وادی فرغانہ طے کر کے کرز میں قلعہ بندی کر لی۔ کرز کا راستہ ایک ہی تھا اور وہ بھی بے حد دشوار گزار جس کو گھوڑے و خچر بھی بدقت تمام

چلے گئے تھے۔ قتیبہ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ نیزک کے پاس جو کچھ سامان کھانے پینے کا تھا ختم ہو گیا اور اس کے لشکری بھوک میں مبتلا ہو گئے۔

موسم سرما بھی قریب آ گیا اور قتیبہ نے اپنے ایک دوست سلیم ناصح کو جس پر نیزک کو بھی اعتماد تھا بلا کر کہا "تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو بلا امان جس حیلے سے ممکن ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور اگر اس میں تم کو کامیابی نہ ہو تو امان دے دو۔ غرض جس صورت سے ہو اس کو اپنے ہمراہ لاؤ ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا"۔ یہ شخص قتیبہ کے پاس سے رخصت ہو کر نیزک کے پاس گیا۔ نیزک کو قتیبہ سے ملنے کی رائے دی اور یہ ظاہر کیا کہ اس کا قصد تم پر حملہ کرنے کا ہے اور اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دے دیا ہے کہ جس جگہ ممکن ہو گا زیر قبضہ کر لو۔ نیزک نے گھبرا کر کہا "مجھے قتیبہ سے ملنے میں اپنی جان کا خوف ہے"۔ اس شخص نے کہا "تم ان کے پاس چلے ہی جاؤ اور ان سے اچھی طرح ملتے رہو ورنہ تمہاری گلوخلاصی نہ ہو گی"۔ نیزک نے اس پر کچھ توجہ دی اور سلیم ہمراہ اس کو جب آتا ہوا دیکھا تو نیزک قتیبہ اور اس کے ہمراہیوں سے ملنے کی غرض سے جا رہا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے قتیبہ سے مل کر کہا "اس کو تم گرفتار کر لو"۔ نیزک کے ہمراہیوں نے جو کہ اس شخص کا اعتبار کرتے تھے اس کے کہنے پر عمل کرنے کی رائے دے دی۔ چنانچہ نیزک مع جنوب بادشاہ طخارستان کے روانہ ہوا۔ رفیق کر لیا تھا اس شخص کے ساتھ چند لوگ جس وقت گھاٹی سے نکل کر ایک کھلے میدان میں پہنچے تو اسلامی سواروں نے چاروں طرف سے گھیر کر قید کر لیا۔ جن کو قتیبہ نے پہلے سے چھپا رکھا تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا اور نیزک کے قتل کی اجازت طلب کی۔ چالیس روز کے بعد نیزک کے قتل کا حکم پہنچا۔ قتیبہ نے اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو طلب کر کے نیزک کے قتل کا حکم دے دیا۔ علاوہ ان کے سات سو آدمیوں کو اس کے ہمراہیوں میں سے قتل کیا۔ نیزک کا سر اتار کر حجاج کے پاس اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور جنوب کو رہا کر دیا۔

**والئ جوزجان کی اطاعت:** اس واقعہ کے بعد قتیبہ مرو میں واپس آیا۔ بادشاہ جوزجان نے امان کی درخواست کی۔ قتیبہ نے بشرط حاضری منظور کر لیا۔ جوزجان نے چند لوگ بطور ضمانت دیئے اور قتیبہ کے پاس روانہ ہوا۔ بادشاہ جوزجان حاضر ہوا پھر رخصت ہو کر اپنے ملک کو واپس ہوا۔ راستہ ہی میں مقام طالقان پر پہنچ کر مر گیا۔

**شومان کا محاصرہ:** چونکہ رئیس شومان نے قتیبہ کے عامل کو اپنے ملک سے نکال دیا تھا اور اس نے جو محصول وصول کرنے کو گیا تھا قتل کر دیا۔ الغرض قتیبہ نے بادشاہ جوزجان سے مصالحت کرنے کے بعد شومان پر فوج کشی کی اور شومان کے قریب پہنچ کر اپنے بھائی صالح کو والی شومان کے پاس بھیجا۔ صالح اور والی شومان میں بہت بڑی دوستی تھی۔ صالح نے اس کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ انکار کرتے گئے اور لڑنے پر آمادہ رہا۔ قتیبہ نے شومان کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کرانے اور لڑائی کا حکم دے دیا۔

**والئ شومان کی گرفتاری:** والئ شومان نے قلعہ کو حریف کے حملے سے بچانا ممکن نہ دیکھا تو جو مال و اسباب، جواہرات تھے سب کو جمع کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا جس کی گہرائی نامعلوم تھی بعد ازاں قلعہ کا دروازہ کھول کر لڑتا ہوا قتیبہ

کی طرف چلا۔ عساکر اسلامی نے چاروں طرف سے گھیر کر چند گھنٹوں میں اس کو قتل کر ڈالا اور قتیبہ نے قلعے میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ جس قدر جنگ آور ہاتھ آئے مار ڈالے گئے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ پھر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو طرخون بادشاہ صغد کے پاس خراج لینے کو روانہ کیا۔ اس نے وہ مقررہ خراج جس پر اس سے مصالحت ہوئی تھی ادا کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ کش، نسف کی طرف بڑھا۔ اہل کش و نسف نے صلح کر لی۔ بوقت مراجعت قتیبہ اور اس کے بھائی سے بخارا میں ملاقات ہوئی اور یہ سب کے سب مرو کی جانب واپس ہو گئے۔

اہل صغد نے عبدالرحمٰن کی واپسی کے بعد بادشاہ طرخون کو خراج دینے کی وجہ سے معزول کر کے قید کر دیا اور بجائے اس کے غورک کو تخت نشین کیا۔ اس وجہ سے طرخون نے خودکشی کر لی۔

**خوارزم شاہ:** قتیبہ ۹۲ھ میں سجستان کی طرف بقصد رتبیل روانہ ہوا۔ رتبیل نے فوراً مصالحت کر لی۔ قتیبہ اس مہم سے واپس ہوا۔ بادشاہ خوارزم پر اس کا بھائی خرزاد جو اس سے چھوٹا تھا اس قدر غالب ہو چکا تھا کہ بادشاہ خوارزم شاہ شطرنج کی طرح نام کا بادشاہ رہ گیا تھا۔ خرزاد جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ رعیت کے مال، عزت، آبرو پر دست درازی کرتا اور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا۔ بادشاہ خوارزم چونکہ اس کی مدافعت سے درماندہ تھا اس نے قتیبہ کو اپنے ملک کے حالات سے مخفی آگاہ کیا اور یہ لکھا "اگر تم میں قوت ہے تو میرے ملک پر آ کر میرے بھائی اور دشمنوں سے لڑ کر قبضہ کر لو"۔ قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور بادشاہ خوارزم نے اس ارادہ سے اپنے ملک کے کسی فرد کو مطلع نہ کیا۔

**قتیبہ اور خوارزم شاہ کی مصالحت:** ۹۳ھ میں قتیبہ نے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کرنے کے ارادے سے (مرو سے) خروج کیا۔ اہل خوارزم نے بھی جنگ کی تیاری کی اور مورچے قائم کئے۔ دونوں [illegible] بڑھ گئے۔ قتیبہ نے خوارزم کے قریب پہنچ کر ہزار اسپ میں پڑاؤ کیا۔ اسی وقت بادشاہ خوارزم کے مشیروں اور ارکان سلطنت کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے بادشاہ خوارزم کو قتیبہ سے جنگ کرنے کو کہا۔ بادشاہ خوارزم نے جواب دیا "ہم میں اس سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ دے کر ہم مصالحت کر لیں جیسا کہ اور والیان ملک نے کیا ہے"۔ ارکان دولت نے اس سے اتفاق کیا۔ بادشاہ خوارزم صلح کرنے کی غرض سے شہر فیل میں آیا جو ایک نہر کے کنارے آباد ہے اور اس کے مقابل بلاد سے تھا اور نہر کے دوسرے کنارے پر قتیبہ اپنا لشکر لئے ہوئے پڑا تھا۔ باہم خط و کتابت صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ بالآخر دس ہزار غلام اور اسی قدر نقدی کپڑے و اسباب پر مصالحت ہو گئی اور اس صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ بمقام خام جرد میں بادشاہ خوارزم عساکر اسلامیہ کو کمک دے گا۔ بعض کا بیان ہے کہ ایک کروڑ دراہم پر صلح ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

**خام جرد کا قتل:** بادشاہ خوارزم سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو خام جرد کی طرف روانہ کیا۔ جو بادشاہ خوارزم کا جانی دشمن تھا۔ خام جرد نے مقابلہ کیا لڑائی ہونے لگی۔ جنگ میں خام جرد عبدالرحمٰن کے ہاتھوں مارا گیا۔ عبدالرحمٰن اس کے ملک پر قابض ہو گیا اور اس کے چار ہزار سپاہیوں کو قید کر کے قتل کر ڈالا۔ قتیبہ نے بادشاہ خوارزم کو اس کے بھائی اور اس کے ہم نشینوں کو گرفتار کر کے دے دیا۔ بادشاہ خوارزم نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے مال و

اسباب کو جمع کر کے قتیبہ کے حوالے کر دیے۔

**صغد پر فوج کشی:** اس کے بعد قتیبہ بن مسلم نے صغد پر حملہ کرنے کی [illegible] اور کہا "اگر صغد پر تیرا قصد حملہ کرنے کا ہے تو یہ وقت بہت مناسب ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ تم بہار سے [illegible] ان کے درمیان میں بہت بڑی مسافت ہے۔" قتیبہ نے یہ رائے پسند کی اور اخفائے راز کرنے کو کہا۔ دوسرے دن اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بیس ہزار [illegible] اور [illegible] سواروں اور تیر اندازوں کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور خود باقی اسباب لے کر مرو کی جانب چلا گیا۔

**سمرقند کا محاصرہ:** عبدالرحمٰن کی روانگی کے بعد قتیبہ نے اپنے لشکر [illegible] کو جمع کر کے خطبہ دیا اور صغد کی زرخیزی اور [illegible] کا ذکر کر کے اللہ کے دشمنوں سے اس کے چھین لینے کی ترغیب دی۔ سب سے پہلے [illegible] قتیبہ نے [illegible] کر کے کوچ کر دیا۔ عبدالرحمٰن سے پہنچنے کے تیسرے روز پہنچ کر سمرقند کا محاصرہ کر دیا۔ اہل صغد نے [illegible] سے [illegible] شاش [illegible] فرغانہ [illegible] سے امداد طلب کی۔ [illegible] [illegible] سواروں کو منتخب کر کے [illegible] مسلمانوں پر شب خون مارنے کو [illegible] قتیبہ کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے بھی اپنے لشکر سے چیدہ سواروں کو منتخب کیا اور اپنے بھائی صالح کو ان پر مقرر کر کے [illegible] روانہ کیا۔ شب کے وقت دونوں [illegible] [illegible] لڑائی ہوئی [illegible] کے بعد [illegible] کا [illegible] ان کے [illegible] قتل [illegible] مال و اسباب جو [illegible] مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ [illegible] کے قریب اپنے لشکر گاہ میں واپس آ گئے۔

**قلعے پر قبضہ:** قتیبہ کی قلعہ شکن منجنیقیں [illegible] قلعے کی دیواروں پر نصب کی گئی تھیں۔ سنگ باری کرنے لگیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قلعے کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد [illegible] کے [illegible] سے قلعے [illegible] میں ایک بہت بڑا شگاف ہو گیا [illegible] سے مسلمانوں نے [illegible] [illegible] اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مصالحت ہو گئی۔

**مسجد کی تعمیر:** [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قتیبہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ مسجد بنا کر نماز ادا کی جائے۔ لیکن جب [illegible] [illegible] [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] [illegible] مسجد بنا کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے اصحاب بھی مسلمانوں [illegible] [illegible] [illegible] چنانچہ مسلمانوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پیدا ہوا۔

**اہل خوارزم کی سرکشی:** ان واقعات کے بعد [illegible] [illegible] قتیبہ نے [illegible] مرو کی جانب مراجعت کی [illegible]

بن عبداللہ کو جنگ پر عبیداللہ بن ابی عبید اللہ (مسلم کے غلام آزاد) کو بیت المال پر مامور کیا۔ **قتل خوارزم:** خوارزمیوں نے سرکشی شروع کی اور اس کی مخالفت پر مجتمع ہونے لگے۔ قتیبہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے عبیداللہ بن مسلم کو چند ہزار فوج دے کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایاس و حیان نبطی کو سو سو درے پٹوانا اور ان کے سروں کو منڈوا دینا۔ چنانچہ جب عبیداللہ مع مغیرہ بن عبداللہ کے خوارزم کے قریب پہنچے اور ان لوگوں کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان کا بادشاہ بخوف جان بلاد ترک کی طرف بھاگ گیا۔ مغیرہ ایک معمولی جنگ کے بعد شہر میں داخل ہوا۔ جو لوگ لڑے ان کو قید کر لیا اور باقی جو رہے انہوں نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ قتیبہ نے ان کی واپسی کے بعد مغیرہ کو نیشاپور کا والی مقرر کیا۔

**شاش کی فتح:** ۹۴ھ میں قتیبہ نے ماوراء النہر پر چڑھائی کی اور اہل بخارا، کش، نسف و خوارزم سے لشکر اور فوجیں طلب کیں۔ بیس ہزار لشکر فوراً آ کے جمع ہو گیا۔ قتیبہ نے ان سب کو شاش پر بھیج دیا اور خود خجندہ میں جا اترا۔ لشکر کفار بار بار حملہ کرتے آتے اور معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ وہ لشکر جو شاش کی طرف گیا تھا اس نے بھی شاش کو بزور تیغ فتح کیا اور قتیبہ کے پاس لوٹ آیا۔ اس وقت قتیبہ کشان شہر فرغانہ میں اترا ہوا تھا۔ اس کے بعد مرو واپس آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک لشکر عراق سے قتیبہ کے پاس بھیجا تھا اور شاش پر جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق قتیبہ شاش کی طرف گیا اور جب اس کو حجاج کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو مرو واپس آیا۔

**یزید بن مہلب:** ۸۶ھ میں حجاج نے یزید اور اس کے بھائیوں کو قید اور حبیب بن مہلب کو کرمان سے معزول کر دیا تھا۔ یہ لوگ قید میں ۹۰ھ تک رہے۔ اس کے بعد حجاج تک یہ خبر پہنچی کہ اکراد نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے۔ حجاج ان کی گوشمالی کی غرض سے بصرے کے قریب لشکر مرتب کرنے لگا اور بنو مہلب کو قید خانے سے نکال کر لشکر گاہ کے قریب ایک خیمے میں اہل شام کی حراست میں ٹھہرایا۔ پھر ان لوگوں سے ساٹھ لاکھ زر جرمانہ طلب کیا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں ایذائیں اور تکالیف دینے کا حکم دیا۔ یزید کی بہن ہند بنت مہلب زوجہ حجاج اپنے بھائیوں کی تکلیفیں دیکھ کر رو پڑی۔ حجاج نے طلاق دے دی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بنو مہلب کی تکالیف دہی سے رک گیا لیکن بدستور سابق قید ہی میں رکھا اور زر جرمانہ کا تقاضا کرتا رہا۔

**بنو مہلب کا فرار:** بنو مہلب نے موقع پا کر اپنے بھائی مروان کے پاس جو بصرے میں تھا خفیہ طور سے کہلا بھیجا کہ ہمارے لئے فلاں وقت فلاں روز گھوڑے تیار رکھنا۔ چنانچہ ایک روز شب کے وقت یزید بن مہلب نے محافظین قید خانہ کے لئے اچھا اچھا کھانا پکوایا اور عمدہ عمدہ شراب منگوائی۔ جب محافظین جیل کھانے پینے میں مصروف ہو گئے اور شراب پی پی کر بدمست ہو گئے تو یزید و مفضل و عبدالملک قید خانے سے بہ تبدیلی لباس نکل کھڑے ہوئے۔ حبیب بن مہلب بصرے کی جیل میں تھا وہ بدستور اپنے مصائب کے دن کاٹتا رہا۔

**بنو مہلب کی شام کی روانگی:** صبح ہوئی تو نگہبانوں نے اس کی اطلاع حجاج کو دی۔ حجاج نے اس خیال سے کہ مبادا بنو مہلب خراسان پر قبضہ نہ کر لیں۔ ایک سریع السیر قاصد کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنو مہلب کی چالوں سے ہوشیار رہنا وہ لوگ بڑے مکار، جنگجو اور فسادی ہیں۔ یزید مع اپنے بھائیوں کے نکل کر کشتی میں سوار ہوا جو پہلے سے اس کے لئے مہیا

کا کوئی شخص [illegible] آپ [illegible] مرداں [illegible] پیچھے [illegible] سب [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] کر [illegible] سلیمان [illegible] کے پاس [illegible]

**بنو مہلب اور سلیمان بن عبدالملک** بنو مہلب اور حجاج [illegible] قدیم [illegible] تھیں۔ [illegible] سلیمان بن عبدالملک کی نظروں میں سب سے بڑی عزت تھی۔ اس نے سلیمان [illegible] مہلب کی معیت [illegible] حجاج کے ظلم [illegible] سلیمان [illegible] حجاج [illegible] یزید بن مہلب [illegible] سلیمان [illegible] حجاج [illegible] سلیمان [illegible] بن عبدالملک [illegible] امان [illegible] سلیمان [illegible]

**بنو مہلب کو امان** [illegible] سلیمان [illegible] یزید [illegible] سلیمان [illegible] بنو مہلب [illegible] تھا۔

**عمر بن عبدالعزیز کی معزولی** [illegible] عمر بن عبدالعزیز [illegible] حجاج کے [illegible]

حجاج کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بھی ایک عرضداشت بھیج دی جس میں لکھا ہوا تھا کہ "اکثر فتنہ پرداز شورہ پشت منافق عراق سے جلاوطن ہو کر مدینہ منورہ و مکہ معظمہ میں جا کر مقیم ہو گئے ہیں عمر بن عبدالعزیز جو ان کے گرفتار کرنے سے مانع ہیں اس امر سے حکومت و سلطنت میں ایک قسم کا ضعف پیدا ہوگا۔ مناسب ہے کہ یہ حجاز سے معزول کر دیئے جائیں"۔ چنانچہ ولید نے شعبان ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ معظمہ اور عثمان بن حیان کو مدینہ منورہ پر مامور کیا۔ خالد نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر کل اہل عراق کو شہر سے نکال باہر کیا اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے یا ان کو کرایہ پر مکان دیتے تھے تنگ کیا اور دھمکایا۔

**سعید بن جبیر کی گرفتاری:** عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ حکومت میں اکثر اہل عراق حجاج کے ظلم و جور سے تنگ آ کر مکہ معظمہ میں چلے آتے تھے اور وہ یہاں اس کے شر سے بچ جاتے تھے۔ ازانجملہ سعید بن جبیر بھی تھے۔ جو حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے۔ ان کو حجاج نے اہل فوج کے وظائف و رسد دینے پر مامور کیا تھا۔ جس کو امیر العسکری عبدالرحمن بن اشعث جنگ رتبیل پر بھیجا تھا۔ پس جب عبدالرحمن نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھی تو سعید بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔ عبدالرحمن شکست اٹھا کر رتبیل کے ملک میں بھاگ گیا اور سعید اصفہان چلے آئے۔ حجاج نے گورنر اصفہان کو ان کے گرفتار کرنے کو لکھا۔ گورنر اصفہان نے سعید بن جبیر کو در پردہ حجاج کے حکم سے آگاہ کر دیا۔ سعید اصفہان سے آذربائیجان چلے آئے۔ ایک مدت ٹھہرے رہے پھر یہاں سے گھبرا کر مکہ آ گئے۔ مکہ معظمہ میں ان کے علاوہ بہت سے آدمی حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے۔ جن کا نام و نشان حجاج کے آدمیوں کو کوئی نہ بتلاتا تھا۔ خالد وارد مکہ معظمہ ہوا تو ولید کا یہ حکم صادر ہوا کہ اہل عراق کے حراریوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دو۔ اس نے سعید بن جبیر، مجاہد اور طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس روانہ کیا۔ طلق نے تو اثنائے راہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ باقی رہے سعید و مجاہد وہ دونوں حجاج کے روبرو پیش کئے گئے۔

**سعید بن جبیر کی شہادت:** حجاج نے سعید کو گالیاں دیں۔ سخت سست کہہ کر بولا "میں جانتا تھا کہ تو مکہ میں ہے اور فلاں مکان میں ہے"۔ کیا میں نے تجھے اپنے کام میں شریک نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ سعید نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا۔ پھر بولا "اچھا پھر کس چیز نے تجھے میری مخالفت پر ابھارا؟" جواب دیا "میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے بھی غلطی ہو جاتی ہے"۔ حجاج یہ سن کر خوش ہو گیا تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔ اتفاقاً سعید کی زبان سے اثنائے کلام میں یہ نکل آیا کہ میری گردن میں اس کی (عبدالرحمن) کی بیعت تھی۔ حجاج کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ غضبناک ہو کر بولا "کیا میں نے تجھ سے مکے میں ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک کی بیعت نہیں لی تھی؟ اور پھر اس کی تجدید میں نے کوفے میں نہیں کی تھی؟ غرض میں نے تجھ سے دو بار بیعت لی"۔ سعید نے اقراری جواب دیا۔ حجاج نے کہا "تو نے امیر المومنین کی دو بیعتیں توڑ دیں اور رذیل ابن رذیل (عبدالرحمن) کی ایک بیعت کا حق ادا کیا۔ واللہ میں تجھے مار ڈالوں گا"۔ بولے بے شک اب میں سعید ہوں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (یعنی میں اسم بامسمیٰ ہوں) حجاج نے لپک کر گردن اڑا دی اور جوش مسرت سے تین بار تہلیل کی پہلی مرتبہ نہایت فصاحت سے اور دو بار بلا جلد۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اس دن بالکل تنہا رہ گیا تھا، یاد رکھو [illegible] کہا تم لوگوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اس کا قصور سعید بن جبیر کی قبر ہے۔ سعید بن جبیر کا پاؤں نصف ساق سے کاٹ ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حجاج جب سوتا تھا تو سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھتا تھا کہ اس کا دامن پکڑ کر کہتا ہے ((یا عدو الله فیما قتلتنی)) "اے اللہ کے دشمن تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے" اور حجاج خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھتا تھا اور کہتا تھا ((مالی و لسعید بن جبیر))

**حجاج کی وفات:** ۱۰ شوال ۹۵ھ کو گورنر عراق [illegible] حجاج کا پیام اجل آ پہنچا۔ اس نے بوقت وفات اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو اپنا قائم مقام اور یزید بن ابی کبشہ کو افواج کوفہ و بصرہ پر اور یزید بن ابی مسلم کو محکمہ مال پر مامور کیا۔ ان کے مرنے کے بعد ولید بن عبدالملک نے ان تقرریوں کو بدستور قائم رکھا اور ہر شخص کو اس کے عہدے پر بحال رکھا اور قتیبہ بن مسلم گورنر خراسان کو اس مضمون کا خط لکھا:

> وقد عرف امیر المؤمنین بلاءک وجدک واجتهادک فی جهاد اعداء المسلمین وامیر المؤمنین
> رافعک وصانع بک الذی یجب لک فاتمم مغازیک وانتظر ثواب ربک ولا تغب عن امیر
> المؤمنین کتبک حتی کانی انظر الی بلادک والثغر الذی انت فیه
>
> "بے شک امیر المومنین اعدائے مسلمین کے خلاف تمہاری جدوجہد سے واقف ہیں۔ امیر المومنین تمہارا رتبہ بڑھانے والا اور مرتبہ کو بلند کرنے والے ہیں جس کے تم مستحق ہو۔ اپنے غزوات کو تمام کرو اور اجر باری تعالیٰ کا انتظار کرو۔ تم اپنی تحریرات اور مکاتیب امیر المومنین سے منقطع نہ کرو گویا میں تمہارے ملک اور سرحد کو دیکھ رہا ہوں"

**محمد بن قاسم کی معزولی:** محمد بن قاسم ثقفی ملتان ہی میں تھا کہ حجاج کے مرنے کی خبر پہنچی۔ وہ وہاں سے [illegible] کی طرف جس کو پہلے فتح کر چکا تھا لوٹا۔ پھر وہاں سے لشکر مرتب کر کے [illegible] بیلمان کی طرف بڑھا۔ اہل [illegible] نے اور اس کے ساتھ ہی اہل سرست نے بغیر مقابلہ اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد محمد نے کیرج پر فوج کشی کی اور دوہر مقابلہ پر آیا۔ آخر کار محمد نے اس کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کر کے جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا اور [illegible] کو قید کیا۔ اسی زمانے میں محمد بن قاسم ملک فتح کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اس نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مامور کیا

**محمد بن قاسم کی اسیری:** یزید بن ابی کبشہ نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا۔ صالح بن عبدالرحمٰن نے واسط کے قید خانے میں ڈال دیا اور حجاج کے اعزہ و اقارب کے ساتھ اس کو بھی تکلیفیں پہنچائیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خوارج کی تحریک سے قتل کر ڈالا تھا اور جب یزید بن ابی کبشہ سندھ کی طرف گیا تو [illegible] مر گیا تو سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سندھ کی گورنری پر مامور کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ راجگان سندھ اپنے اپنے ملک پر پھر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور جے سنگھ بن داہر برہمن آباد آ گیا تھا۔ حبیب نے کنارہ مہران پر قیام کیا۔ اہل رور نے حاضر ہو کر اطاعت

---

۱ [illegible] صفحہ ۲۹۲۔

۲ [illegible] کامل ابن اثیر [illegible] صفحہ ۱۸

۳ [illegible]

قبول کر لی اور جزیہ دینے لگے۔ مروان کو حبیب نے پاس بلا لیا۔ اسی اثنا میں سلیمان بن عبدالملک مر گیا اور عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ملوک سندھ کو خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اسلام میں داخل ہونے پر ان کا ملک اور ان کی ریاستیں ان کی رہیں گی۔ [illegible] اور مسلمانوں جیسے مساوی حقوق دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس تحریر کے مطابق جیسیہ بن داہر وغیرہ کئی لوگ سندھ مسلمان ہو گئے اور پچھلے غیر اسلامی نام تبدیل کر کے اسلامی عربی نام رکھے۔

**جنید بن عبدالرحمٰن** اس سے پہلے عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے عمرو بن مسلم باہلی مامور تھا۔ اس نے ہند کے بعض شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں جنید بن عبدالرحمٰن سندھ کا گورنر ہوا۔ دریائے مہران پر پہنچا تو جیسیہ بن داہر نے اسے روکا اور کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے یہاں عمر بن عبدالعزیز نے اس علاقہ پر حکمران بنایا ہے۔ میں تم سے مطمئن نہیں ہوں لہٰذا تم مجھے ضمانت دو۔ جنید نے ضمانت دے دی [illegible]۔ لڑائی چھڑ گئی [illegible] جیسیہ [illegible] نے قتل کر ڈالا۔ صصہ بن داہر نے جنید کی بد عہدی کی شکایت کرنے کے لیے دارالخلافت کا قصد کیا۔ جنید نے اس کو فریب دے کر ملاقات سے بلایا۔ جب وہ آیا تو اس کو بھی قتل کر ڈالا۔

**کیرج اور کیاش پر فوج کشی** ان واقعات کے بعد جنید نے کیرج (ہندوستان کے آخری شہر) پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور منجنیقوں کے ذریعے شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا۔ جس قدر سپاہی ملے سب کو قتل کر ڈالا۔ عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد [illegible] اور [illegible] کی طرف روانہ کیا اور ایک شہر [illegible] مار کے لوگوں [illegible] اس نے [illegible] کے گھروں کو لوٹ لیا اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ [illegible] جنید کو حاصل ہوا [illegible] باقی ہے۔

**جنید کی وفات** چونکہ جنید دربار خلافت [illegible] تمیم بن زید عتبی کو ان کا جانشین مقرر کیا۔ دیبل کے قریب تھوڑے دنوں بعد مر گیا۔ تمیم بہت سست و کاہل تھا۔ اس کے زمانے میں اکثر اہل اسلام ہند کا علاقہ چھوڑ کر چلے آئے تھے۔ اس کے بعد حکم بن عوانہ کلبی ان ممالک کا گورنر ہوا۔

**المحفوظہ کی تعمیر** ان دنوں اہل ہند میں بغاوت پھیل گئی تھی۔ اہل قصہ کے علاوہ سب باغی ہو گئے تھے۔ حکم نے ایک شہر جائے پناہ محفوظہ بنایا۔ جو [illegible] مسلمانوں کی پناہ کا کام دیتا تھا۔ عمرو بن محمد بن قاسم حکم کے ساتھ سندھ گیا تھا۔ [illegible] اس نے کئی مرتبہ [illegible] منصور ہو کر واپس آیا۔ [illegible] اس کی حکومت کا [illegible] پہنچ گیا۔ اس نے ایک دوسرا شہر آباد کیا جس کا نام منصورہ رکھا۔ [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

المختصر جب [illegible] کا دارالحکومت [illegible] تھوڑے ہی عرصہ میں [illegible] کے قبضہ سے [illegible] [illegible] اپنے [illegible] سے اہل ملک [illegible] [illegible] کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

**فتح کاشغر** [illegible] ان کے اہل و عیال [illegible] [illegible] کاشغر کی طرف [illegible] فتح کیا۔ [illegible]

**تیمور اور شاہ چین** [illegible] بادشاہ چین [illegible] بادشاہ چین [illegible] مسلمان [illegible] بادشاہ چین [illegible] بادشاہ چین [illegible]

[illegible] بادشاہ چین [illegible] ان کی [illegible]

[illegible] بادشاہ چین [illegible]

[illegible]

نے بھیجا ہے۔ حالانکہ اور تمہاری فوج کی تعداد معلوم ہے، لہٰذا تم اپنے امیر سے جا کر کہہ دو کہ وہ یہاں سے الٹے پاؤں لوٹ جائے ورنہ میں ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو تم سب کو ہلاک کر دیں گے۔"

**شاہِ چین سے مصالحت:** ہبیرہ نے جواب دیا کہ "ہم تمہاری طرح کمزور نہیں ہیں، ہمارے سواروں کا پہلا حصہ تمہارے ملک میں ہوگا اور اس کا آخری حصہ زیتون کے درختوں میں، باقی رہی قتل کی دھمکی، اس سے ہم نہ گھبراتے ہیں نہ ڈرتے ہیں۔ ہماری موت کا وقت مقرر ہے جب وہ آ جائے گا تو ہم اس سے گھبرائیں گے نہیں، اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے امیر نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہاری زمین کو پامال نہ کر لے گا اور تمہارے ملوک کی گردنوں پر مہریں نہ لگا دے گا اور تم سے خراج نہ لے لے گا، واپس نہیں جائے گا۔" بادشاہ چین نے کہا "ہم تمہارے امیر کی قسم پوری کر دیتے ہیں، تھوڑی مٹی بھیجے دیتے ہیں تاکہ اس کو وہ پامال کر لے اور ہمارے لڑکوں کی گردنوں پر مہر لگا لے اور ہم اتنا خراج بھیجتے ہیں جس سے وہ خوش ہو جائے گا۔" یہ کہہ کر خوش کر دیا، بادشاہ چین نے ایک سونے کی تشتری میں مٹی اور بہت سے تحائف دے کر ہبیرہ کو رخصت کیا۔ قتیبہ کے پاس پہنچا تو اس نے مٹی کو اپنے پاؤں سے روندا، لڑکوں کی گردنوں پر مہر لگا کر ان کو واپس کر دیا اور خراج ان سے قبول کر لیا۔

**ولید بن عبدالملک کی وفات:** ابھی یہ قتیبہ اس کے بعد اپنے ملک کو واپس ہوا اور مرو ہو کر ولید کی طرف روانہ کیا، جب یہ فرات پر پہنچا تو ولید کے مرنے کی خبر ملی۔ ۱۵ جمادی الثانی ۹۶ھ کو دمشق میں ولید بن عبدالملک نے وفات پائی۔ عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ولید بڑا عالی ہمت اور بڑا منتظم تھا، اس نے تین مسجدیں بنوائیں: مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔ بیت المقدس اور جامع دمشق کی تعمیر بھی اسی نے کی۔ ولید نے قرآن کریم کو حفظ کیا تھا، عمر بن عبدالعزیز سے اس کی شکایت کی گئی کہ وہ جواب دیتے ہیں ... ولید نے شہر شہر مسجدیں تعمیر کرائیں، بیماروں کے لئے شفا خانے بنوائے اور اپاہجوں اور نابیناؤں کے لئے وظائف مقرر کئے، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام لوگ اس سے بہت خوش ہو گئے۔

ولید کے زمانہ خلافت میں اندلس کا مشہور امیر موسیٰ بن نصیر اور ہندوستان کا فاتح محمد بن قاسم تھا۔ [illegible]

---

[illegible]

- [illegible]

- [illegible]

[illegible]

- [illegible]

فروش کا گزر ہوتا تو اس سے دریافت کرتا تو "یہ گٹھڑی ترکاریوں کی کس قیمت کی ہے؟" جو کچھ وہ بتاتا تھا اس سے وہ چند گنا کے لگ بھگ اس کو اتنی قیمت پر فروخت کرتا۔ قرآن شریف کی تلاوت تین دن میں اور رمضان میں دو روز میں ختم کرتا تھا۔ اس نے اپنے بھائی سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کرنے اور اپنے لڑکے عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا مگر سلیمان نے اس سے انکار کیا۔ ولید نے اپنے گورنروں سے اس کی بابت خط و کتابت کی۔ کسی نے سوائے حجاج و قتیبہ اور بعض خاص امراء کے قبول نہ کیا۔ پھر ولید نے سلیمان کو معزول کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس نے آنے میں تاخیر کی۔ تب خود ولید اس کے پاس جانے پر تیار ہو گیا اور تیاری کر رہا تھا کہ پیام اجل آ پہنچا۔

# باب: ۶

## سلیمان بن عبدالملک ۹۶ھ تا ۹۹ھ

**بیعت خلافت:** ولید بن عبدالملک کے مرنے کے بعد سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر لوگوں نے مقام رملہ میں بیعت کی۔ تخت خلافت پر بیٹھتے ہی انتظام ملکی میں مصروف ہوا۔ عثمان بن حیان کو آخر ماہ رمضان ۹۶ھ میں مدینہ منورہ سے معزول کر کے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مامور کیا۔ حجاج کے مقرر کیے ہوئے گورنروں کو ولایت عراق سے معزول کر کے یزید بن مہلب کو عراق (کوفہ و بصرہ) کی حکومت بجائے یزید بن ابی مسلم کے مرحمت کی۔ یزید نے اپنے بھائی زیاد کو عمان کا والی بنا کر بھیج دیا۔

چونکہ سلیمان بن عبدالملک حجاج بن یوسف کے طرز عمل سے سخت ناراض تھا اور اس کے ظلم و جور کا شاکی تھا اور [illegible] اس سبب سے اس نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی یزید بن مہلب کو آل ابی عقیل (حجاج کے خاندان) کے ذلیل و خوار کرنے کا حکم دیا اور طرح طرح کی ایذائیں ان کے لیے تجویز کیں۔ یزید نے اپنی طرف سے عبدالملک بن مہلب کو اس کام پر مامور کیا۔

**قتیبہ کی مخالفت:** جب سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا، قتیبہ کے ہوش حواس جاتے رہے۔ کیونکہ اس نے سلیمان کے معزول کرنے میں ولید کی موافقت کی تھی، اسی خیال سے کہ مبادا سلیمان [illegible] مجھ سے [illegible] یزید بن مہلب [illegible] اس کی مخالفت اور خلع خلافت پر علانیہ آمادہ ہو گیا [illegible]

---

[illegible]

اس مہم کا کام آخر تک [illegible] قتیبہ [illegible] خلافت سے معزول
کر دینے کا [illegible] اتفاق [illegible] سلیمان نے
پاس روانہ کیا۔ سلیمان نے [illegible]
[illegible] قاصد [illegible] سلیمان بن عبد الملک کی خلافت
[illegible] اس وجہ سے سلیمان [illegible] قتیبہ نے قاصد روانہ کرنے کے بعد سلیمان کی معزولی کی بیعت
اپنے [illegible] عبد الرحمن بن مسلم [illegible] کا [illegible] خلافت
[illegible] مسلم [illegible] دوسرے بھائی [illegible]
[illegible] سلیمان اور اس کے عمال
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] کی تعریف کی [illegible]
[illegible] سلیمان [illegible] خلافت [illegible]
[illegible] قتیبہ نے جواب دیا [illegible]
[illegible]

**قتیبہ اور حیان نبطی** سب سے پہلے [illegible] حصین بن منذر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حیان نبطی (مولی شیبان) [illegible] حصین بن منذر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

**قتیبہ کے خلاف سازش** [illegible]
[illegible] حصین بن
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نے بھی مدد دی۔ جب وکیع کے ہاتھ پر بیعت کی تب کہیں قتیبہ تک یہ خبر پہنچائی گئی۔ قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا۔ وکیع نے بیماری کا حیلہ کیا۔ قتیبہ نے صاحب شرطہ (سپرنٹنڈنٹ پولیس) کو وکیع کے گرفتار کرلانے کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو سر اتار لانا۔ وکیع یہ پیام سن کر گھوڑے پر سوار ہوا اور لوگوں میں منادی کرادی۔ ہر چہار طرف سے لوگ جمع ہو کر آ پہنچے۔ قتیبہ کے پاس بھی اس کے گھرانے والے اور تھوڑے سے احباب رہ گئے تمام آ کر جمع ہو گئے۔ منادی ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر پکارنے لگا۔ سب کے سب الٹا جواب دینے لگے پھر جب وہ کہتا "ابن فلاں" تو وہ لوگ بول اٹھتے تھے "کیسے تم نے تو قتل کیا" پھر منادی نے قتیبہ کے کہنے سے پکار کر کہا "اللہ کو یاد کرو اور باہمی تعلقات کا خیال کرو"۔ بلوائیوں نے جواب دیا "تم نے صلہ رحمی کو منقطع کیا"۔ پھر منادی نے ندا دی "قتیبہ پر عتاب ہے"۔ بلوائی بولے "نہیں اللہ ہمارے لئے ہے"۔

**قتیبہ کا قتل:** قتیبہ نے ان لوگوں کی اعانت سے ناامید ہو کر سواری کے لئے اپنا گھوڑا طلب کیا تو انہوں نے روک دیا۔ مجبور ہو کر قتیبہ اپنے خیمہ میں چلا آیا۔ اس اثنا میں حیان نبطی عجمیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا۔ عبداللہ برادر قتیبہ نے بلوائیوں پر حملہ کرنے کو کہا۔ حیان نے حیلہ حوالہ کر دیا اور اپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا "دیکھنا جب میں اپنی ٹوپی الٹ دوں اور میں لشکر وکیع کی طرف مائل ہوں تو تم بھی لشکر لے کر چلے آنا"۔ چنانچہ جب حیان نے اپنی ٹوپی الٹ دی تو عجمی لشکر صف باندھ کر وکیع کے پاس جا پہنچا۔ صالح برادر قتیبہ کو تیر مارا۔ زخمی ہو کر قتیبہ کے پاس اٹھا لے گئے۔ بعد ازاں بلوائیوں نے حملہ کیا۔ جو روکا قتل کرتے ہوئے عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے۔ جس جگہ قتیبہ کے اونٹ اور سواری کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اس میں آگ لگا دی اور لڑتے ہوئے خیمہ تک جا پہنچے اور رسیاں کاٹ دیں۔ خیمہ گر پڑا۔ قتیبہ کا بدن زخموں سے پاش پاش ہو گیا۔ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ بلوائیوں نے فوراً سر اتار لیا۔ اس واقعہ میں اس کے ساتھ اس کے بھائی عبدالرحمٰن، عبداللہ، صالح، حصین، عبدالکریم، مسلم اور اس کے بعض لڑکے مارے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا۔

غرض وہ لوگ جو قتیبہ کے خاندان سے تھے اور اس واقعہ میں کام آ گئے گیارہ مرد تھے۔ عمرو بن مسلم برادر قتیبہ اپنے ماموؤں بنو تمیم کی وجہ سے بچ گیا۔

قتیبہ کے قتل کے بعد وکیع منبر پر چڑھا اور اپنی اور اپنے ماموؤں کی تعریف میں اشعار پڑھے اور قتیبہ کی مذمت بیان کی اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں قتیبہ کا سر اور انگوٹھی ازد سے طلب کی اور نہ دینے پر دھمکایا۔ مجبوراً ازد نے سر اور انگوٹھی کو پیش کر دیا۔ وکیع نے سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور سپاہیوں سے جو وعدہ و اقرار کیا تھا اس کو پورا کیا۔

**یزید بن مہلب کا امارت عراق پر تقرر:** جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلب کو مصر و عراق کی گورنری مرحمت کی اور صیغہ جنگ و امامت و خراج پر بھی اسی کو مامور کرنا چاہا تو اس نے اس خیال سے کہ اگر میں خراج کے وصول کرنے میں لوگوں پر سختی کروں گا تو حجاج کی طرح میری بھی برائیاں عام مشہور ہو جائیں گی اور اگر نرمی و ملائمت کا برتاؤ کروں گا تو سلیمان کو ناگوار گزرے گا اس خدمت کے قبول کرنے سے معذرت کی اور سلیمان بن عبدالملک نے یزید کی تحریک سے صالح

بن عبدالرحمٰن (تو وکیع) [illegible] باہلی (قتیبہ) کا [illegible] کے [illegible] دیا۔ لیکن جب یزید وارد عراق ہوا تو سلیمان نے اسے [illegible] کر کے خراسان [illegible] [illegible] ہوئے تھے ان کی [illegible] خراسان سے [illegible] ان کے [illegible] خراسان کی گورنری کا [illegible] عبداللہ بن الاہتم [illegible] کے پاس [illegible] قاصد کے [illegible] روانہ [illegible] سلیمان [illegible] ہو [illegible]۔

**یزید بن مہلب بحیثیت گورنر خراسان:** سلیمان [illegible] عراق (و خراسان) کا [illegible] عبداللہ بن الاہتم نے [illegible] سلیمان [illegible] خراسان کی [illegible] [illegible] سلیمان [illegible] [illegible] عبداللہ بن الاہتم [illegible] سلیمان بن عبدالملک نے [illegible] عبداللہ بن الاہتم [illegible] یزید بن مہلب [illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible] عراق [illegible] عبداللہ بن الاہتم [illegible] عراق [illegible] خراسان کی گورنری [illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible] خراسان [illegible] قاصد کی معرفت [illegible] عبداللہ بن الاہتم [illegible]

یزید بن مہلب نے [illegible] خراسان [illegible] پہلے اپنے [illegible] خراسان کی طرف روانہ کیا۔ بعد [illegible] عبداللہ بن [illegible] خراسان کی طرف [illegible] [illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible] [illegible]

**بحری مہمات:** [illegible] کے مطابق [illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible] شام [illegible]

---

[illegible]

کی تیاری کی تھی۔ عبد الملک نے شاہ قسطنطین سے دب کر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ ہر ہفتہ ایک ہزار دینار ادا کیے جانے کا یہ واقعہ ۷۰ھ کا ہے۔ جب کہ امیر معاویہ کو وفات کئے ہوئے دس برس گزر چکے تھے۔ پھر جب مصعب ختم ہو گئے اور خانہ جنگیوں کا اطمینان ہو گیا تو [illegible] ۷۳ھ میں [illegible] نے [illegible] کو فتح کیا۔ اس کے بعد عبدالملک نے ۷۵ھ میں [illegible] اپنے بھائی محمد بن مروان کو مامور کیا

**رومیوں کو شکست۔** [illegible] نے [illegible] حملہ کیا اور بہت بڑی طرح سے رومیوں کو شکست فاش دی۔ ارمینیہ کی دوسری جانب سے عثمان بن الولید [illegible] فوج کے ساتھ موجود تھا۔ رومیوں نے [illegible] فوج سے مقابلہ کیا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عثمان بن الولید نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے [illegible] قتل کر دیا۔

اس کے بعد ۸۱ھ میں محمد بن مروان نے [illegible] اور ایشیائے کوچک تک بڑھتا چلا گیا۔

**[illegible] پر فوج کشی۔** [illegible] عبداللہ بن عبدالملک نے [illegible] کی تعمیر [illegible] ڈالی۔ پھر رومیوں نے [illegible] کی طرف خروج کیا تو مسلمانوں نے [illegible] کی جانب سے ان کی روک تھام کی۔ پھر ۸۶ھ میں [illegible] ولید بن عبدالملک [illegible] کے بعد [illegible] آیا۔ ۸۷ھ میں رومی بادشاہ [illegible] کے ساتھ [illegible] آیا۔ عبدالملک نے ۷۹ھ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو [illegible] کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ [illegible] کو فتح کیا۔

**آرمینیہ کی فتح۔** ۸۰ھ میں آرمینیہ والوں میں بغاوت پھیلی تو محمد بن مروان ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ آخر جب [illegible] اہل آرمینیہ نے [illegible] عبداللہ [illegible] جب اہل آرمینیہ نے [illegible] محمد بن مروان نے ۸۵ھ میں ان پر [illegible] ۸۸ھ میں [illegible] مسلمہ بن عبدالملک نے [illegible] فتح کر کے واپس آیا۔ ۸۹ھ میں [illegible] [illegible] مقامات کو سپاہی کے [illegible] فتح [illegible] ایک بڑا [illegible] [illegible] ۹۰ھ میں ان سے [illegible] [illegible]

**مسلمہ اور عباس کی فتوحات۔** [illegible] مسلمہ اور عباس نے [illegible] رومیوں کے ایک [illegible] سے [illegible] پر [illegible] رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر ان کی مدد کو آیا لیکن مسلمانوں نے ان کو شکست [illegible] تباہی کا [illegible] اسی زمانہ میں دوسری جانب سے [illegible] نے جہاد کیا تھا۔ پھر ۸۹ھ میں مسلمہ بن عبدالملک نے آذربائیجان کی طرف سے ترکوں پر حملہ کیا اور [illegible] قلعے اور شہر فتح کئے۔ ۹۰ھ میں [illegible] عباس جہاد کرتے ہوئے [illegible] تک چلا گیا۔

**عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات:** ۹۱ھ میں عبدالعزیز بن ولید صائفہ پر ہمراہی مسلمہ بن عبدالملک حملہ آور ہوا اور چونکہ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو معزول کر کے جزیرہ و آرمینیہ پر مسلمہ کو مامور کیا تھا۔ لہٰذا اس نے ترکوں پر براہ آذربائیجان جہاد کیا اور فتح کرتا ہوا باب تک پہنچ گیا۔ پھر ۹۳ھ میں جہاد کیا اور تین قلعے فتح کر کے اہل سوسنہ کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر دیا۔ بعدہ ۹۴ھ میں عباس و مروان بن ولید و مسلمہ نے بلاد روم کا رخ کیا۔ عباس نے سبسطہ کو مروان نے خنجرہ تک مسلمہ نے ماشیہ و حصن الحدید و غزالہ و ملطیہ کی جانب فتح کر لیا اور ۹۵ھ میں عباس کے ہاتھ سے اندکیہ اور عبدالعزیز بن ولید کے ہاتھ سے دوبارہ غزالہ فتح ہوا۔

**اہل برقلعہ کی بغاوت:** اسی زمانے میں ولید بن ہشام معیطی مروج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ زمین سوریہ تک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا تھا۔ ۹۵ھ میں برقلعہ والوں نے عساکر اسلامیہ کو دوسری طرف مصروف دیکھ کر سر اٹھایا۔ عباس نے ان سے بہتوں کو قتل کر کے دوبارہ فتح کیا۔ ۹۷ھ میں مسلمہ نے سرزمین وضاحیہ پر جہاد کر کے جس کو وضاح نے اس سے پیشتر فتح کیا تھا مفتوح کیا۔ عمر بن ہبیرہ نے براہ دریا سرزمین روم پر چڑھائی کی اور ایام سرما وہیں منقضی کیا۔

**قلعہ مراۃ پر قبضہ:** اہل روم کے سر اٹھاتے ہی سلیمان بن عبدالملک نے بسرافسری اپنے لڑکے داؤد کے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو روانہ کیا جس نے قلعہ مراۃ کو لڑ کر فتح کیا۔ ۹۸ھ میں بادشاہ روم کا انتقال ہو گیا۔ الیون (پالیون) نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اور روم کے فتح کرانے کا بیڑا اٹھایا۔

**قسطنطنیہ کا محاصرہ:** سلیمان بن عبدالملک دابق کو روانہ ہوا اور وہاں سے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا۔ قسطنطنیہ کے قریب پہنچ کر مسلمہ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ ہر شخص دو دو مد اپنے ہمراہ لیتا چلے اور لشکرگاہ میں لے جا کر جمع کرے۔ بات کی بات میں پہاڑوں کی طرح غلہ کا انبار ہو گیا۔ پھر مسلمہ نے لکڑی اور پتھر سے لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات بنوا دیے اور کاشتکاری کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس کے محاصرہ بھی ڈال دیا۔ عساکر اسلامیہ نے گرمی جاڑا اور بہار تمام کیا۔ کھیتی اور لوٹ مار کا غلہ صرف میں لاتے تھے اور پہلے سے جو جمع کیا گیا تھا وہ جوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ اہل قسطنطنیہ نے محاصرہ اٹھا دینے کی ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبور ہو کر فی کس ایک دینار جزیہ دینے پر مصالحت کی درخواست کی۔ مسلمہ نے اس کو منظور نہ کیا۔

**مسلمہ کے خلاف سازش:** تب والی قسطنطنیہ نے الیون سے سازش کی اور یہ کہلا بھیجا کہ ”اگر تم مسلمانوں کو یہاں سے ٹال دو تو ہم تم کو نصف حصے پر قبضہ دے دیں“۔ الیون مسلمہ کے پاس آیا اور چغلی کر کہا کہ ”یہ غلہ مجاہدوں کے تو روکی یہ بھیجیں کہ تم ان سے بالضرور جنگ کرو گے جس وقت یہ دیکھیں گے اس وقت تم تمہارے آدمی سے ان

---

[1] صائفہ: ایک اصطلاح ہے جو اہل عرب کے نزدیک موسم گرما [illegible] اور اس کی غزوات کے لئے بولی جاتی تھی۔ [illegible] بولے جاتے ہیں [illegible]
سیف الدار

کو گرفتار کر لو گے اور موجودہ حالت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس غلہ رہے گا اور تم لوٹ کھسوٹ اور شکار کرتے رہو گے حفاظت اور بندی کرتے رہو گے۔ مسلمہ نے اس دم میں آ کر کھیتوں اور غلے کے انباروں کو جلا دیا۔ رومیوں کو اس سے بہت بڑی قوت پہنچ گئی اور لشکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر رومیوں میں جا ملا تب تو لڑائی کا دروازہ کھلا۔ تاہم ان کو لڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اور لشکر اسلامیہ شدت گرسنگی سے مرنے لگے۔ گھوڑوں اور کھالوں اور درخت کی جڑوں پتوں کو کھانا شروع کر دیا۔

**مقامات پر قبضہ:** سلیمان بن عبدالملک ان دنوں وابق میں مقیم تھا۔ اسی اثنا میں موسم سرما آ گیا۔ اس وجہ سے سلیمان ان غریب الوطن عساکر اسلامیہ کو کمک نہ بھیج سکا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ برجان نے مسلمہ کو تکلیف و مصیبت میں دیکھ کر حملہ کر دیا اگرچہ مسلمانوں کی جماعت کم تھی اور کمزور بھی تھی لیکن کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صرف مقابلہ ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو شکست دے کر اس کے شہر پر (صقالبہ پر) قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں ولید بن ہشام اور داؤد بن سلیمان نے روم پر حملہ کیا، چنانچہ داؤد نے حصن المراۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا دوبارہ فتح کیا۔

**ملطیہ کا تاراج:** اور ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ کو جو ان دنوں سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کا فرمان بھیجا۔ ساتھ ہی ان کے ہمراہ مسلمانوں کو کل مال غنیمت دینے کا وعدہ کر کے سواری و سامان اور گھوڑے اور [illegible] کے جانوروں کے ساتھ روانہ کیا اور تمام مسلمانوں کو ان کی امداد و کمک کی فہمائش کر دی بعد ازاں اہل ملطیہ کو ملطیہ کی طرف جانے اور اس کے ویران کر دینے کا حکم صادر کیا۔ اس سے پیشتر عبداللہ بن عبدالملک نے مسلمانوں کو ملطیہ میں ٹھہرایا تھا اور [illegible] سال بسال جب ان کے پاس آتے تو قیام کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ شہر رومیوں سے بہت نزدیک اور متصل تھا اس وجہ سے عمر بن عبدالعزیز نے ویران کر دیا اور صائفہ پر عمرو بن قیس کو [illegible] روانہ کیا اور ۱۰۱ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے ولید بن ہشام معیطی اور عمرو بن قیس کندی کو صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔

**جرجان کی فتح:** یزید بن مہلب کے دل میں جرجان اور طبرستان کی فتح کا خیال عرصہ دراز سے جوش مار رہا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں شہر اس وقت تک کفار کے قبضہ میں تھے اور فارس و خراسان کے درمیان واقع تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی دیواروں تک اسلامی حکومت کی موجیں نہیں پہنچی تھیں۔ جن دنوں یزید شام میں سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں تھا جب کبھی قتیبہ کی فتوحات خراسان و ماوراء النہر کا تذکرہ آتا تو بے ساختہ کہتا تھا: "اس سے بڑھ کر کوئی کام جرجان کا ہے جو ابھی غیروں کے قبضہ میں ہے جس نے قومس کے راستے کو بند کر رکھا ہے۔ پس طبرستان کی فوج کشی اور جرجان کا فتح کرنا بہت ضروری امر ہے۔" پس جب سلیمان نے یزید کو والی خراسان بنایا تو اس نے [illegible] کی ایک فوج کو عراق و شام و خراسان سے تیار

---

۱؎ [illegible] ایک شہر کا نام ہے ملطیہ سے [illegible] عبدالملک نے [illegible] [illegible]

۲؎ صائفہ [illegible]

۳؎ [illegible]

کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ جرجان ان دنوں معمور شہر تھا بلکہ پہاڑ اور دریے تھے۔ وہاں کے دروازے پر ایک شخص کھڑا ہو کر بڑی فوج کو داخل ہونے سے روکتا تھا۔ یزید بن مہلب نے جرجان کی فتح بغاوت سے شروع کیا اور سب سے پہلے اس پر محاصرہ کیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جو اس قلعہ میں مقیم تھا روزانہ لڑنے کو آتا اور شکست اٹھا کر واپس چلا جاتا۔ ایک مدت تک اسی طور سے لڑائی جاری رہی۔ چودہ ہزار ترک اس معرکے میں مارے گئے۔ بالآخر دہقان قہستان نے یزید بن مہلب سے مصالحت کر لی۔ شہر اور جو کچھ مال و اسباب و خزانہ و قیدی تھے سب کو یزید بن مہلب کے حوالے کر دیا۔ اس نے نامہ بشارت فتح سلیمان بن عبد الملک کی خدمت میں بھیجا۔ اس کے بعد جرجان کی طرف قدم بڑھائے۔

**جرجان کی فتح:** اس سے پیشتر سعید بن العاص نے اہل جرجان سے ایک لاکھ سالانہ جزیہ پر مصالحت کر لی تھی لیکن اہل جرجان کبھی تو سو دیتے تھے اور کبھی دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی اس رقم کو بھی ادا نہ کرتے تھے۔ پھر مرتد ہو کر باغی ہو گئے اور خراج کے نام سے ایک حبہ بھی نہ دیتے تھے۔ چونکہ سعید بن العاص کے بعد کسی نے جرجان کا رخ نہ کیا اس وجہ سے انہوں نے خراسان کا راستہ بند کر دیا۔ کوئی شخص اس راستے سے خراسان نہ جا سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ فارس و سواحل ہو کر جاتا۔ بعد ازاں قتیبہ خراسان کا گورنر ہو کر آیا اس نے قومس فتح کر لیا لیکن جرجان باقی رہ گیا تھا یہاں تک کہ یزید بن مہلب کو خراسان کی امارت دی گئی۔ تب اہل جرجان نے [illegible] مصالحت کر لی۔

**طبرستان کی مہم:** مہم جرجان و قہستان سے فارغ ہو کر یزید نے ساسان و قہستان میں عبداللہ بن معمر یشکری کو مع چار ہزار سواروں کے مامور کیا اور خود بقصد طبرستان جرجان کے راستے سے روانہ ہوا۔ آمد میں پہنچا راشد بن عمرو کو مع چار ہزار فوج کے متعین کر کے بلاد طبرستان میں داخل ہوا۔ اصبہبد والی طبرستان نے صلح کا پیغام بھیجا مگر یزید نے بامید کامیابی نامنظور کر کے اپنے لشکر کو چاروں طرف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ایک طرف تو اپنے بھائی ابو عیینہ کو دوسری طرف اپنے لڑکے خالد کو (تیسری طرف ابو الجہم کلبی کو) روانہ کیا اور بوقت اجتماع ابو عیینہ کو امیر لشکر رہنے کا حکم دیا اور خود بقیہ لشکر لیے ہوئے پیچھے رہا۔ اصبہبد نے اہل جیلان و دیلم سے امدادی لشکر طلب کیا جب وہ لوگ اس کی کمک پر آ گئے تو اصبہبد نے نکل کر مقابلہ کیا پہلے ہی حملے میں مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے پہاڑ کی تنگ گھاٹی تک تعاقب کیا مشرکین پہاڑ والوں پر چڑھ گئے۔ عساکر اسلامیہ نے بھی چڑھنے کا قصد کیا لیکن نہ چڑھ سکے البتہ ابو عیینہ کی فوج کے چند جو اس کی رکاب میں تھے چڑھ گئے۔ مگر راستہ نہ جاننے کی وجہ سے نقصان کے ساتھ شکست اٹھا کر لوٹے اور مشرکین نے کچھ مسافت تک تعاقب کیا۔

**مرزبان کی بغاوت:** اس کے بعد اصبہبد نے اہل جرجان اور ان کے سردار مرزبان سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور ان کو مدد و کمک دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اہل جرجان اور ان کے مرزبان نے اصبہبد کے اشارہ و تحریک سے ان کی مسلمانوں کو مع عبداللہ بن معمر رات کے وقت بحالت غفلت کاٹ ڈالا جو ان کے پاس جرجان میں مقیم تھے اور اصبہبد کو لکھ بھیجا کہ تم بھی مسلمانوں کو چاروں طرف سے اپنے محاصرے میں لے لو۔ اس خبر نے یزید اور اس کے ہمراہیوں کو پریشان کر

دیا۔ "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کا مضمون ہو گیا۔

**حیان نبطی کی حکمت عملی:** یزید نے مجبور ہو کر حیان نبطی کو (جس سے یزید نے دو لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا تھا۔ اس جرم میں کہ اس نے اس کے خط کو جو قتیبہ نے لکھا تھا اس میں اس نے اپنا نام پہلے لکھ دیا تھا) بلا کر کہا "برادر من! اپنا کام تم ہی کام کر سکتے ہو وہ امر یہ ہے کہ جو مجھ سے تمہاری خدمت میں بہ نظر خیر خواہی عرض ضرور ہوا ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ جرجان سے آئی ہے جس کی خبر ہو گئی اور اب ہم جس حالت میں ہیں اس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ لہذا ایسی چال چلو کہ مصالحت ہو جائے"۔ حیان نبطی یہ سن کر سیدھا اصبہبذ کے پاس آیا اور اپنا عجمی نسب ظاہر کر کے ایسا مقرر دیا کہ اصبہبذ نے سات لاکھ درہم، چار سو غلام (جن کے ہاتھوں میں ایک ایک زعفرانی اور طیلسان اور چاندی کا ایک ایک جام تھا) اور چار سو وقر زعفران وغیرہ کی قیمت پر مصالحت کر لی۔ یزید نے حیان نبطی کا شکریہ ادا کیا اور مال و اسباب لے کے وہیں چلا آیا۔

**صول ترکی کا جرجان پر قبضہ:** بعض نے جرجان کی طرف یزید کی واپسی کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ صول ترکی دہستان بحیرہ جان بخشی دیتا تھا۔ بحیرہ ایک جزیرہ تھا جو دہستان سے پانچ کوس کے فاصلے پر تھا۔ در حقیقت یہ دونوں مقامات جرجان کے مضافات کے تھے جن کی سرحد خوارزم سے ملتی تھی۔ صول ترکی آئے دن فیروز بن قول مرزبان جرجان سے برسر جنگ رہتا تھا اور اس کے ملک کو لوٹ لیتا تھا۔ بالآخر فیروز تنگ ہو کر خراسان میں یزید کے پاس بھاگ آیا۔ صول نے خالی پا کر جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں یزید نے فیروز کے کہنے پر اصبہبذ کو لکھا کہ اگر تم صول کو جرجان میں روکے رکھو یہاں تک کہ اس کا محاصرہ کر لیا جائے تو تم کو بے شمار مال دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ گے۔ اصبہبذ نے یہ خط صول کے پاس بھیج دیا۔ صول اسی وقت جرجان چھوڑ کر بحیرہ چلا آیا۔

**بحیرہ پر یزید کا قبضہ:** یزید بن مہلب کو اس کی خبر لگی تو اس نے خراسان پر اپنے لڑکے مخلد کو مقرر کیا "کش" نسف اور بخارا پر اپنے دوسرے لڑکے معاویہ کو اور طخارستان پر حاتم بن قبیصہ بن مہلب کو مامور کیا اور خود مع فیروز کے جرجان پر آیا اس کو کسی شخص نے قبضہ حاصل کرنے سے نہ روکا۔ بعد ازاں نے بحیرہ کا رخ کیا جہاں پر صول مقیم ہوا تھا۔ مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ تا آنکہ صول نے باضطرار اپنی جان و مال اور اپنے ہی خاندان کے تین سو آدمیوں کے بحیرہ دے کر مصالحت کر لی۔ یزید نے اس معرکے میں چودہ ہزار ترکوں کو قتل کیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد ادریس بن حنظلہ کو بحیرہ کے مال و اسباب و غلے کے شمار کرنے پر متعین کیا۔ لیکن یہ اس کے بے شمار و فہرست مرتب کرنے پر قادر نہ ہوا کیونکہ بحیرہ میں "بیدول" جو جوار گیہوں چاول تھہ گل بے حد بے حساب بھرا ہوا تھا اور اسی قدر چاندی اور سونا تھا۔

**اہل جرجان کی سرکوبی:** صول سے مصالحت کرنے کے بعد یزید نے جرجان پر بغاوت کی وجہ سے چڑھائی کی اور قسم شرعی کھائی کہ اگر اہل جرجان پر کامیابی حاصل ہو جائے گی تو ان کے خون سے پن چکی چلا کر آٹا پسوا کے کھاؤں گا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ اہل جرجان روزانہ لڑنے کو آتے اور دوپہر ڈھلے واپس چلے جاتے تھے۔ چونکہ ان لوگوں نے پہاڑوں کو اپنا ملجا و ماوی بنا رکھا تھا جس کا راستہ کسی کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے مسلمانوں کا ان کی سرکوبی اور تعاقب

علاقے کے فرمانروا نے پر قابض تھے۔ اتفاق سے ایک شکاری ہرن کا پیچھا کرتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا، اور قلعہ جرجان کے اندر تک پہنچ گیا۔ واپسی کے وقت پہچاننے کی غرض سے درختوں پر کپڑے لپیٹتا اور نشانات بناتا چلا آیا اور یزید بن مہلب کو اس سے آگاہ کیا۔ یزید بن مہلب اسی وقت تین سو آدمیوں کو منتخب کر کے اپنے لڑکے خالد اور جہم بن زحر کی قیادت میں ان کے ہمراہ روانہ کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ کل عصر کے وقت جب لڑائی کے میدان میں آؤ تو تم بھی پیچھے سے حملہ کر دینا۔

اگلے دن ظہر کے وقت یزید نے لشکر گاہ میں جس قدر لکڑی تھی سب کو جمع کر کے جلا دیا۔ اہل جرجان نے یہ دیکھ کر صف آرائی کی۔ یزید نے تیر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا۔ تقریباً عصر کے وقت تک لڑائی جاری رہی۔ اسی اثنا میں خالد اپنا چھوٹا سا لشکر لے کر اہل جرجان کے پیچھے سے تکبیر کہتا آ پڑا۔ اہل جرجان کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ بد حواسی کے عالم میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ آخر لاچار مجبور ہو کر ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ یزید نے ان کے [illegible] کے [illegible] اور ان کو قید کر لیا اور [illegible] آدمیوں کو وادی جرجان کی طرف [illegible] کر دیا۔ [illegible] مرنے کے بعد [illegible] مسلمانوں کی پن چکی [illegible] کے دونوں پر [illegible] نہ آ سکا۔ [illegible] کی طرف [illegible] پن چکی چلی تب [illegible] پیسا گیا [illegible] یزید نے کھایا۔ مقتولین کی تعداد جو اس واقعہ میں مارے گئے چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔

فتح حاصل کر کے یزید نے شہر جرجان کا سنگ بنیاد پھر اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اس سے پیشتر اس شہر کا کوئی وجود نہ تھا۔ وہ جہم بن زحر جعفی کو جرجان کا حاکم مقرر کر کے خراسان کو واپس آیا اور یہیں لکھ بھیجا کہ یزید نے جرجان کے ملک [illegible] کو فتح کرنے کے بعد [illegible] سلیمان کا [illegible] پہنچ جاتا تھا۔

**سلیمان بن عبدالملک کی وفات:** ان واقعات کے بعد سلیمان بن عبدالملک نے مقام دابق میں ماہ صفر ۹۹ھ میں وفات پائی۔

---

۱۔ [illegible]

# باب: ۷

# عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ

**سلیمان کا عہد نامہ:** مرض الموت میں اس نے اپنے لڑکے داؤد کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا تھا۔ رجاء بن حیوۃ نے عرض کیا: "امیر المومنین آپ کا لڑکا اس وقت موجود نہیں ہے بلکہ قسطنطنیہ میں ہے جس کی حیات و موت کی کچھ خبر نہیں ہے"۔ سلیمان یہ سنتے ہی عمر بن عبدالعزیز کی طرف مائل ہو گیا اور رجاء سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "واللہ میں یہ جانتا ہوں کہ داؤد کی ولی عہدی میں بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا اور لوگ اس کو (عمر بن عبدالعزیز) کو اپنا امیر ضرور بنائیں گے۔ مگر یہ کہ میں خود کسی کو اپنے لڑکوں میں سے اس کے بعد ولی عہد بنا جاؤں اور عبدالملک تو اس کو ولی عہد بنا ہی گئے تھے"۔ رجاء یہ سن کر خاموش ہو گیا"۔ سلیمان نے کاغذ منگوا کر بسم اللہ کے بعد یہ مضمون ذیل لکھا:

> ((هذا كتاب من عبد الله سليمان امير المؤمنين لعمر بن عبدالعزيز اني قد وليتك الخلافة من بعدي و من بعدك يزيد بن عبدالملك فاسمعوا له و اطيعوا و اتقوا الله و لا تختلفوا فيطمع فيكم))
>
> "یہ اللہ کے بندے سلیمان امیر المومنین کا فرمان ہے بنام عمر بن عبدالعزیز کے میں نے بے شک اپنے بعد تم کو اور تمہارے بعد یزید بن عبدالملک کو خلافت کا ولی عہد مقرر کیا۔ پس تم لوگ اس کو سنو اور اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ اور لوگ اس سے منتفع ہونے کی امید کریں"۔

اور مہر بند کر دیا کعب بن جابر عبسی صاحب شرط (افسر پولیس) کو اپنے خاندان والوں کے جمع کرنے کا حکم دیا اور رجاء بن حیوۃ سے کہا "اس لفافہ کو اسی طرح لوگوں کے روبرو پیش کر کے کہو کہ امیر المومنین نے اس میں جس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اس کی بیعت کرو"۔ چنانچہ کل بنو امیہ بے بغیر دیکھے بیعت کر کے منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ہی عمر بن عبدالعزیز رجاء کے پاس پہنچے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہنے لگے "اگر میں ولی عہدی کے لئے نامزد کیا گیا ہوں تو تم مجھے بنظر رحم مطلع کر دو تاکہ میں ابھی سے اس سے مستعفی ہو جاؤں"۔ رجاء نے بتلانے سے انکار کیا۔ عمر بن عبدالعزیز اٹھ کر چلے گئے۔ ہشام بن عبدالملک آ پہنچا اور اپنے حقوق و محبت دیرینہ کا اظہار کر کے مضمون خط دریافت کیا۔ لیکن رجاء نے نہ بتلایا۔ ہشام اس خیال سے کہ بنو عبدالملک سے شاید خلافت نکل جائے گی کف افسوس ملتا ہوا اٹھ آیا۔

بیعتِ خلافت: اس کے بعد سلیمان کا انتقال ہو گیا۔ رجاء نے خاندان سلطنت کو جمع کیا اور سلیمان بن عبدالملک کا عہد نامہ کھول کر پڑھا تو اس میں عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے جھلا کر کہا "ہم اس کی بیعت نہ کریں گے"۔ رجاء نے ڈانٹ کر کہا "واللہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا"۔ ہشام بن عبدالملک مجبور ہو کر اظہار افسوس کرتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا۔ جس وقت کہ رجاء نے ان کو منبر پر بٹھا دیا تھا اور وہ اپنی غلطی پر نادم تھے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے۔ ہشام بن عبدالملک کی بیعت کرنے کے بعد اور لوگوں نے بھی بیعت کی اور عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھ کر سلیمان کو دفن کر دیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی اطاعت: چونکہ عبدالعزیز بن ولید انتقال سلیمان کے وقت موجود نہ تھا اور نہ اس کو عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کا حال معلوم ہوا تھا۔ اس وجہ سے اس نے ایک علم نصب کیا اور مدعی خلافت ہو کے دمشق کی طرف آیا۔ پھر جب سلیمان کے عہد نامہ لکھنے کا حال معلوم ہوا تو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی "کہ مجھے سلیمان کے عہد نامہ لکھنے کی خبر نہیں پہنچی تھی مجھے مال و اسباب کے تلف ہو جانے کا خیال دامن گیر تھا"۔ عمر بن عبدالعزیز بولے "اگر تم زمام حکومت کے لینے پر مستعد ہوتے تو میں لڑائی کے قریب نہ جاتا اور اپنے گھر بیٹھ رہتا"۔ عبدالعزیز بن ولید نے عرض کیا "واللہ میں آپ کے سوا اس کام کے لئے دوسرے شخص کو نہیں پسند کرتا"۔ عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گئے اور عبدالعزیز بن ولید نے بڑھ کر بیعت کر لی۔

عمر بن عبدالعزیز کا کردار: تکمیل بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے فرمایا کہ اسباب و مال زیور جواہر اور قیمتی قیمتی کپڑے جو تمہارے ہوں وہ سب بیت المال میں بھیج دو۔ میں اور یہ (یعنی مسلمانوں کا مال) ایک مکان میں نہیں رہ سکتا۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر جب ان کا بھائی یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے بیت المال سے اپنی بہن کا مال و اسباب جس کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع کرا دیا تھا واپس کیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر کے کہا "جب کہ میں ان کی اطاعت حالت حیات میں کر چکی تو ان کے مرنے پر بھی اطاعت کروں گی"۔ یزید نے اس کو اپنے اہل و عیال کو دے دیا۔

بنو امیہ ایک مدت مدید سے امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ) کی شان میں ملامتیہ کلمات نامناسب کہا کرتے تھے عمر بن عبدالعزیز نے زینہ خلافت پر قدم رکھتے ہی ممانعت کر دی اور مسلمہ کو جو کہ سرزمین روم پر تھا جہاد ترک کرنے کو لکھ بھیجا۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری: مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عراق میں یزید بن مہلب کو لکھا "تم کسی کو اپنی گورنری پر مامور کر کے چلے آؤ"۔ یزید بن مہلب نے اس حکم کے مطابق اپنے لڑکے مخلد کو اپنا نائب بنا کر خراسان سے واسط آیا اور واسط سے کشتی پر سوار ہو کر بصرے کی طرف روانہ ہوا۔ بصرے پر عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ فزاری کو کوفے پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب اور ابو الزناد کو مامور کیا تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کو یزید بن مہلب کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس کو گرفتار کر کے دارالخلافت بھیجنے کا ایک فرمان بنام عدی بن ارطاۃ بھیج دیا۔ عدی بن ارطاۃ نے اس

حکم کی تعمیل پر موسیٰ بن وجیہ حمیری کو مامور کیا۔ نہر معقل پر پل کے قریب یزید سے ملاقات ہوئی موسیٰ بن وجیہ نے گرفتار کر کے پابہ زنجیر عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں بھیج دیا۔

**یزید بن مہلب سے جواب طلبی:** عمر بن عبد العزیز کو اس سے کوئی ذاتی کاوش نہ تھی لیکن اس کے ظلم و تعدی سے بیزار تھے اور اس کو اور اس کے خاندان والوں کو ظالم و جابر قرار دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ نے جرجان کے مال غنیمت کا خمس طلب فرمایا جس کی اطلاع یزید نے سلیمان بن عبد الملک کو دی تھی تو یزید نے یہ جواب دیا "میں نے تو لوگوں کو سنانے کی غرض سے لکھا تھا اور میں یہ جانتا تھا کہ اس مال کو سلیمان مجھ سے نہ لے گا"۔ عمر بن عبد العزیز نے یہ سن کر ارشاد کیا "اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یہ مسلمانوں کے حقوق ہیں میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں اس سے درگزر کر جاؤں"۔ پھر جب وہ مال طلب ادا نہ کر سکا تو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور جراح بن عبد اللہ حکمی کو اس کی جگہ خراسان کی گورنری پر بھیج دیا۔

**مخلد بن یزید کی سفارش:** مخلد بن یزید خراسان سے دربار خلافت میں آ کر حاضر ہوا اور اپنے باپ کی رہائی کی سفارش کی اور یہ گزارش کی کہ "اگر وہ (یعنی یزید بن مہلب) کوئی حجت و دلیل پیش کرے تو اس کو قبول فرمائیے یا اس کو معاف کر دیجئے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو اس سے یا مجھ سے جس بات پر آپ چاہیں مصالحت کر لیں"۔ عمر بن عبد العزیز نے اس کو منظور نہ کیا لیکن مخلد کے شکر گزار رہے۔ پھر جب یزید نے حبس [illegible] ارادہ کیا تو [illegible] اونٹ پر [illegible] کی طرف روانہ کیا گیا۔ لوگوں کی طرف سے ہو کر گزرا تو چلانے لگا "کیا میرا کوئی عزیز ہے؟ جب میں [illegible] ملک کی طرف جا رہا ہوں [illegible]"۔ اسلام بن نعیم خولانی نے حاضر ہو کر عرض کیا "آپ یزید کو قید خانے سے نکلوا کر بھیج دیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی قوم اس کو چھین لے گی کیونکہ وہ سخت غصے میں بھری ہوئی ہے"۔ عمر بن عبد العزیز [illegible] یزید قید خانے سے بھاگ نکلا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

**جراح بن عبد اللہ کی معزولی:** جس وقت یزید کو گورنری خراسان سے معزول کیا گیا تھا اس زمانے میں جہم بن زحر جعفی جرجان کا والی تھا۔ عراق کے گورنر نے یزید کی معزولی کے بعد ایک شخص کو جرجان کا والی بنا کر بھیجا۔ جہم بن زحر نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر جب جراح بن عبد اللہ حکمی گورنر خراسان ہو کر آیا تو اس نے عامل جرجان کو رہا کر دیا اور جہم کی اس حرکت سے ناراض ہو کر کہنے لگا "اگر تمہاری قرابت مجھ سے نہ ہوتی تو تم کو بھی تمہارے ساتھی کی طرح کرتا"۔ بعد ازاں جہم کو غزوہ پر بھیج دیا اور ایک وفد عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں روانہ کیا۔ کسی نے اہل وفد میں سے یہ چغلی کی کہ "جراح موالی کو بلا وظیفہ و رسد کے جہاد پر بھیج دیتا ہے اور ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں ان سے بھی جزیہ لیتا ہے اور درحقیقت وہ ظلم و تعدی میں حجاج کا جانشین ہے"۔ عمر بن عبد العزیز نے لکھ بھیجا کہ "جو شخص نماز ادا کرتا ہو اس کا جزیہ معاف کر دو"۔ لوگ یہ سنتے ہی جزیہ کے خوف سے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ جراح نے ان لوگوں کا ختنہ سے امتحان

---

[1] عمر بن عبد العزیز مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تھے۔

لیا۔ عمر بن عبدالعزیز کو اس سے مطلع کیا۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ "اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی مبعوث کیا ہے نہ کہ جابی (انتقام لینے والا)"۔

اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے جراح کو بلا بھیجا اور یہ بھی حکم صادر کیا کہ اپنے ہمراہ ابو مجلز کو لیتے آئیں۔

**عبدالرحمن بن نعیم بحیثیت گورنر خراسان** جراح عبدالرحمن بن نعیم قشیری کو حرب خراسان پر اپنا نائب بنا کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ملاقات کے وقت عمر بن عبدالعزیز نے دریافت فرمایا "کس وقت تم خراسان سے روانہ ہوئے تھے؟" عرض کیا "رمضان میں"۔ ارشاد کیا "جس نے تجھے ظالم فرمایا ہے وہ سچ ہے تم نے قیام کیوں نہ کیا تاکہ عید کے بعد سفر کرتے"۔ پھر ابو مجلز سے مخاطب ہو کر عبدالرحمن بن عبداللہ کا حال دریافت کیا۔ ابو مجلز نے عرض کیا "اپنے ہم جنسوں کی رعایت کرتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ عداوت اور جو شخص ان کا موافق ہوتا ہے اس کو دوسروں پر مقدم کرتا ہے"۔ پھر عبدالرحمن بن نعیم کا حال استفسار فرمایا۔ عرض کیا "وہ عافیت کو دوست رکھتا ہے اور وہ نیت اور کمال بھی باقی ہے"۔ فرمایا "وہ مجھ کو زیادہ محبوب ہے"۔ اس قدر ارشاد کر کے عبدالرحمن بن نعیم کو نماز و حرب پر اور عبدالرحمن قشیری کو خراج پر مامور فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن نعیم ایک مدت تک خراسان کا گورنر رہا۔ یہاں تک کہ یزید بن مہلب مارا گیا اور مسلمہ کو اس کی حکومت دی گئی۔ [illegible] ڈیڑھ برس سے زیادہ خراسان کا والی رہا۔

عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں دعاۃ (مبلغین) بنو عباس کا خراسان میں ظہور ہوا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اطراف و جوانب مملکت اسلامیہ کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم دولت عباسیہ میں بیان کریں گے۔

**عمر بن عبدالعزیز کی وفات** دوسری صدی ہجری کے پہلے سال رجب کے مہینے میں عمر بن عبدالعزیز نے دو برس پانچ مہینے خلافت کر کے مقام دیر سمعان میں وفات پائی۔ جب کہ آپ کی عمر کے چالیس برس ختم ہو چکے تھے۔ آپ اشج بنو امیہ کہلاتے تھے۔ ان کے چہرے پر چوٹ کا داغ تھا، زمانہ طفولیت میں جانور نے مار دیا تھا جس سے چہرے پر داغ آ گیا تھا۔ جب انتقال ہو گیا تو یزید بن عبدالملک (نواں تاجدار بنو امیہ) سلیمان کے عہد نامے کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا۔

---

عمر بن عبدالعزیز [illegible]

جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔

حالت احتضار میں لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے گزارش کی کہ یزید بن عبدالملک کو کچھ بطور وصیت لکھ جائیے آپ نے فرمایا "میں کیا وصیت کروں وہ تو عبدالملک کے خاندان سے ہے" بعد ازاں کچھ سوچ کر تحریر فرمایا:

(( اما بعد فاتق یا یزید الصرعة بعد الغفلة حین لا تقال العثرة ولا تقدر على الرجعة انک تترک ما تترک لمن لا یحمدک وتصیر الی من لا یعذرک والسلام ))

"اے یزید غفلت میں ٹھوکر کھانے سے ہوشیار، جب نہ تو وہ لغزش معاف ہوگی اور نہ تم اس کی بازیابی پر قدرت رکھو گے۔ میری طرح تمہیں بھی خلافت سے علیحدہ ہونا پڑے گا، وہ بھی کسی ایسے شخص کے حق میں جو نہ تمہاری ستائش کرے گا، نہ تمہارے حق میں کوئی معذرت پیش کرے گا"۔

# باب: ۸

# یزید بن عبدالملک ۱۰۱ھ تا ۱۰۵ھ

**نظم و نسق کی تبدیلی:** یزید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی گورنر مدینہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ سے معزول کر کے عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس فہری کو مامور کیا اور عمر بن عبدالعزیز کے کل انتظامات اور کاموں کو الٹ پلٹ دیا۔ قبل ازیں یمن کا گورنر تھا محمد برادر حجاج بن یوسف نے اہل یمن پر ایک نیا ٹیکس لگا دیا تھا۔ جس کو عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں موقوف کر کے عشر (دسواں حصہ) یا نصف عشر (بیسواں حصہ) قائم کیا اور یہ ارشاد کیا کہ "مجھے اس سے خراج کو قائم کرنے سے یہ پسند ہے کہ یمن سے ایک ذرہ برابر خراج آئے"۔ لیکن جب یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس ٹیکس کو پھر جاری کر دیا اور اپنے گورنر کو لکھ بھیجا کہ اہل یمن سے اس کو ضرور وصول کرو گو ان کو ناگوار گزرے۔ انہیں دنوں یزید کے چچا محمد بن مروان کی بھی موت آ گئی۔ اس نے اس کی جگہ اپنے دوسرے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیہ پر مامور کیا۔

**یزید بن مہلب اور یزید بن عبدالملک:** یہ ذکر کر چکے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو جس جرجان کے روپے کی وجہ سے قید کر دیا تھا۔ یزید اس وقت سے برابر قید رہا۔ حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ وفات قریب آ گیا۔ یزید بن مہلب نے بخوف یزید بن عبدالملک جیل سے بھاگنے کی فکر کی۔ یزید بن عبدالملک کی بیوی حجاج کے بھائی کی لڑکی تھی۔ سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کے اعزہ و اقارب کو سزا دہی کی غرض سے یزید بن مہلب کے سپرد کیا تھا اور یزید نے ان کو بلقاء سے قید کر کے عراق کی طرف لایا تھا۔ جس میں یزید بن عبدالملک کی بیوی بھی تھی اور اس کو بھی سزا دی جاتی تھی۔ یزید بن عبدالملک اپنی بیوی کی سفارش کرنے کو یزید بن مہلب کے مکان پر گیا لیکن اس نے کچھ خیال نہ کیا تو یزید بن عبدالملک نے کہا "اچھا میں وہ تاوان جو تم نے اس پر مقرر کیا ہے ادا کر دوں گا تم اس کو چھوڑ دو"۔ یزید بن مہلب نے اس کو بھی منظور نہ کیا تب یزید بن عبدالملک نے کہا "اچھا اس وقت تم میرا کہنا نہیں مانتے ہو میں جب خلیفہ ہوں گا تو سمجھوں گا"۔ یزید بن مہلب نے جواب دیا "اگر تو خلیفہ ہوا تو ایک لاکھ تلواریں تیرے لئے میں شام سے باہر کر دوں گا"۔ گو یہ باتیں نوک جھوک کی ہو گئیں مگر بالآخر یزید بن مہلب نے ایک لاکھ دینار تاوان لے کر یزید بن عبدالملک کی بیوی کو رہا کر دیا۔

**یزید بن مہلب کا فرار:** جب عمر بن عبدالعزیز کے مرض میں شدت پیدا ہوئی تو یزید بن مہلب نے اس مواخذہ کے خیال سے [illegible] مقام پر اونٹ کھڑے [illegible] قید خانہ سے نکلنا بہت مشکل تھا، جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یزید بن مہلب سے رشوت لے کر [illegible] کے پاس آیا، سوار ہو کر بصرہ پہنچا، اور عمر بن عبدالعزیز کو ایک عرضداشت لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر مجھے آپ کی زندگی کا یقین ہوتا تو میں ہرگز آپ کے قید خانہ سے نہ بھاگتا لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ آپ کے بعد یزید مجھے نہایت بری طرح قتل کرادے گا۔ یہ عرضی اس وقت پہنچی جب کہ عمر بن عبدالعزیز دم توڑ رہے تھے، خط پڑھ کر فرمایا: "اللہ تعالیٰ اگر یزید بن مہلب مسلمانوں کے ساتھ برائی کرے تو [illegible] کی سزا دے کیونکہ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔"

**یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد:** یزید بن عبدالملک نے [illegible] کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن والی کوفہ اور عدی بن ارطاۃ والی بصرہ کو یزید بن مہلب کے بھاگ جانے کا حال لکھا اور اس کے اہل و عیال کے دوبارہ گرفتار کرنے کو لکھا۔ چنانچہ عدی بن ارطاۃ نے مفضل، حبیب اور مروان پسران مہلب کو قید کر لیا، ادھر یزید بن مہلب بھی قریب بصرہ پہنچ گیا، عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کوفہ سے ایک لشکر بہ افسری ہشام بن مساحق بن عامر [illegible] جب عذیب پہنچا تو یزید بن مہلب جاتا ہوا دکھائی دیا لیکن لشکر کوفہ نے اس سے کچھ تعرض نہ کیا اور وہ سیدھا بصرہ کی طرف چلا گیا۔ عدی بن ارطاۃ نے [illegible] اور شہر کے گرد خندق کھدوا دی تھی، سواران بصرہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی کو افسر مقرر کیا تھا۔ یزید بن مہلب آ پہنچا۔ جب یزید بن مہلب بصرہ کے قریب پہنچا تو محمد بن مہلب اپنی قوم کے [illegible] آ ملا، عدی بن ارطاۃ نے [illegible] فوج مرتب کی [illegible] بصرہ کے ہر خمس پر ایک ایک شخص کو مقرر کیا۔ ازد پر مغیرہ بن زیاد بن عمرو عتکی کو، تمیم پر محرز بن حمران سعدی کو، بکر بن وائل پر نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو، عبدالقیس پر مالک بن منذر بن جارود کو اور عالیہ پر عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کو، مگر ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی یزید بن مہلب سے معترض نہ ہوا اور وہ اپنے مکان میں داخل ہوا، لوگ اس سے آ آ کے ملنے لگے، یزید نے عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ تم میرے بھائیوں کو قید سے رہا کر دو تاکہ میں ان کے ساتھ بصرے سے کسی مقام کی طرف چلا جاؤں، اور خروج کر کے یزید بن عبدالملک سے [illegible] میرا مقصد نہیں۔ عدی بن ارطاۃ نے منظور نہ کیا، تب اس نے حمید بن عبدالملک بن مہلب (اپنے بھتیجے) کو امان حاصل کرنے کی غرض سے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

**آل مہلب کو امان نامہ:** یزید بن عبدالملک نے بہ نظر [illegible] آل مہلب کو امان نامہ لکھ دیا اور [illegible] خالد قسری و عمر بن یزید حکمی کو ساتھ کر دیا۔ [illegible] یزید بن مہلب کی [illegible] عدی بن ارطاۃ [illegible]

---

[illegible]

رفتہ رفتہ یزید اور عدی میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ یزید کے ہمراہیوں نے عدی کے ہوا خواہوں پر حملہ کر دیا۔ اتفاق سے عدی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ یزید بن مہلب کے بھائیوں نے بصرہ کے قید خانے کا دروازہ بند کر لیا اس خوف سے کہ مبادا یزید کے آنے سے پہلے عدی ان لوگوں کو قتل نہ کروا دے۔ دروازہ بند کرنے کے بعد عبداللہ بن دینار، عدی کے داروغہ جیل نے آ کر اس کے توڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اسی عرصے میں یزید کے ہمراہی آ پہنچے۔ عبداللہ بن دینار بھاگ گیا۔ یزید کے بھائی قید خانہ کھول کر نکل آئے۔

**عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری:** یزید بن مہلب دارالامارت کے قریب مسلم بن زیاد کے مکان میں قیام پذیر ہوا۔ اس کے ہمراہی قصر امارت پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور عدی بن ارطاۃ کو گرفتار کر لائے۔ یزید بن مہلب نے اس کو قید کر دیا۔ روسائے بصرہ میں سے تمیم قیس اور مالک بن منذر کوفہ و شام کی طرف چلے گئے۔ حواری بن زیاد بن عمرو عتکی شام کی جانب بھاگا۔ اثنائے راہ میں خالد قسری و عمر بن یزید سے ملاقات ہوئی۔ جو یزید بن مہلب کے لئے یزید بن عبدالملک کے پاس سے امان لئے آ رہے تھے۔ حواری بن زیاد نے خالد و عمر کو یزید بن مہلب کے قابو و تصرف بصرہ اور عدی کے قید کرنے سے آگاہ کیا۔ لیکن خالد و عمر لوٹ کر نہ آئے۔ مگر چند قدم چلے تھے ان دونوں نے ایک نہ سنی۔ خالد بن یزید بن مہلب و حماد بن زحر کو عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کوفہ سے گرفتار کر کے شام بھیج دیا۔ جن کو یزید بن عبدالملک نے قید کر دیا یہاں تک کہ قید ہی کی حالت میں ان دونوں نے جان حق تسلیم کی۔

**شامی لشکر کی کوفہ کو روانگی:** ان واقعات کے بعد یزید بن عبدالملک نے اہل کوفہ کے لئے جائزہ و انعامات روانہ کئے۔ ان کی خیر خواہی کی تعریف لکھی۔ ان کے وظائف بڑھانے کا وعدہ کیا۔ اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن الولید بن عبدالملک کو عراق پر یزید بن مہلب سے جنگ کرنے کو شام و جزیرہ کی فوج کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ پہنچ کر نخیلہ میں قیام کیا۔ ایک روز عباس بن ولید اور حیان نبطی باتوں باتوں میں جھگڑ پڑے۔

**یزید بن مہلب کی ناکامی:** یزید بن مہلب کو مسلمہ اور اہل شام کے آنے کی خبر پہنچی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اہل شام کو جنگ پر ابھارا، بزدلی و نامردی کے عواقب امور سے ڈرایا اور اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ ان میں اکثر مصر کے ہوا خواہ ہیں یہ خیال اہل بصرہ نے ان کے دل میں پیدا کیا تھا اس کے بعد یزید بن مہلب نے اپنے عمال کو اہواز، فارس اور کرمان کی طرف روانہ کیا۔ خراسان کی طرف مدرک بن مہلب کو بھیجا۔ خراسان کی گورنری پر عبدالرحمن بن نعیم تھا اس نے بنو تمیم و اہل خراسان کے روکنے پر آمادہ کیا اور خود نے مدرک کی آمد سن کر راس المفازہ پر ملاقات کی اور اس سے واپس جانے کو کہا اور اپنے انجام پر نظر رکھتے ہوئے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ مدرک بے نیل مرام خراسان سے لوٹ آیا۔ بعد ازاں یزید بن مہلب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں اس نے ان کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دی اور جہاد پر ابھارا اور یہ کہا اہل شام پر جہاد کرنا ترک و دیلم پر جہاد کرنے سے افضل ہے۔ حسن بصری اور نضر بن انس بن مالک نے اس کی مخالفت کی اور عوام الناس نے حسن کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا بلکہ یزید کا منہ چڑا کر بٹھا دیا اور مسجد سے نکل آئے۔

**عبدالملک بن مہلب کی پسپائی**: یزید بن مہلب اپنے بھائی مروان بن مہلب کو بصرے پر اپنی طرف سے مامور کر کے واسط چلا آیا۔ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ۱۰۲ھ میں اپنے لڑکے معاویہ کو وہاں کا امیر بنا کر پھر خروج کیا۔ اس کا بھائی عبدالملک بن مہلب کوفے کی طرف بڑھا۔ عباس بن ولید نے ٹوک دیا، تیروں اور کھنچی ہوئی تلواروں سے استقبال کیا۔ عبدالملک بن مہلب مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی۔ بالآخر عبدالملک شکست اٹھا کر یزید بن مہلب کے پاس لوٹ آیا۔ اسی اثناء میں مسلمہ نے زوقات پر قبضہ کیا اور پل باندھ کر دریائے فرات عبور کر کے یزید بن مہلب پر آ پڑا۔ یزید بن مہلب کے پاس اس وقت ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا تھا۔ جس میں عراق، کوفہ اور بصرہ کے مختلف سرحد والے تھے۔ جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عبدالحمید بن عبدالرحمن اپنی فوج آراستہ کیے ہوئے نخیلہ میں پڑا ہوا تھا۔ جاسوس اور رہنما کسان کو ابل کرتے ہیں۔ سو کر دیا تھا کہ وہ لوگ ابن مہلب کے پاس نہ جانے پائیں اور بھیجا تھا لشکر بسرافسری صبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف ابن مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا۔ مسلمہ نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو امارت سے معزول کر کے محمد بن عمرو بن ولید بن عقبہ کو مامور کیا۔ یزید بن مہلب نے ایک لشکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ مسلمہ کی فوج پر شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کرنے کا قصد کیا، لیکن ہمراہیوں نے اختلاف کر کے کہا: "ہم نے تو لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی غرض سے جمع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اسی کا وعدہ کیا ہے۔ اب تم شب خون مارنے کو کہتے ہو ہماری یہ ہمت نہیں ہے کہ ہم ان سے بدعہدی کریں"۔ یزید بن مہلب نے جواب دیا: "تف ہو تم پر تم لوگ ان کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہیں حالانکہ وہ لوگ تم کو دھوکا دیتے ہیں اور تمہارے ساتھ فریب کرتے ہیں ہاں تم کو چاہیے کہ فریب دہی میں ان سے بازی لے جاؤ۔ بنی مروان کے خاندان میں اس (مسلمہ) سے زیادہ مکار کوئی نہیں ہے"۔ حاضرین نے اس کے کہنے پر مطلق خیال نہ کیا۔

**حسن بصری کی مخالفت**: مروان بن مہلب بصرے میں لوگوں کو یزید بن مہلب کے ساتھ دینے پر ابھار رہا تھا اور حسن بصری مخالفت کر رہے تھے۔ حکومت وقت کی مخالفت سے ڈرا رہے تھے۔ مروان کو یہ خبر لگی ان لوگوں کو قتل کے ساتھ بلوا بھیجا جو لوگ حسن بصری کے پاس آیا جایا کرتے تھے پھر بالکل منتشر و متفرق ہو گئے اور مروان بھی ان کی تکلیف دہی سے رک گیا۔

**یزید بن مہلب کا قتل**: آٹھ روز تک مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب ایک دوسرے کے مقابلے پر بلا جدال و قتال پڑے رہے۔ نویں روز جمعہ کے دن نصف صفر ۱۰۲ھ کو یزید بن مہلب نے صف آرائی کی اور عباس بن ولید نے بھی ایسا ہی کیا۔ جنگ چھڑتے ہی حد سے زیادہ سخت ہو گئی۔ مسلمہ نے پل کو جلوا دیا میدان جنگ دھوئیں سے بھر گیا۔ یزید بن مہلب کی فوج پل جلتا دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ یزید اور اس کے ہمراہی شکست خوردوں کو مارنے لگے لیکن جب بہت بڑھ گئے تب چھوڑ دیا اور ان کی مراجعت سے نا امید ہو کر لوٹا اور پیدل ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ لوگوں نے کہا "تمہارا بھائی حبیب مارا گیا"۔ یزید بن مہلب نے آہ سرد کھینچ کر کہا "لعنت ہے زندگی پر اس کے بعد ہے اور نہ شکست کے بعد" اور شیر کی طرح لشکر شام کو مارتا ہوا ان کی صفوں کو چیرتا ہوا مسلمہ کی طرف بڑھا۔ لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر اس کو اور

[illegible]

**مفضل بن مہلب کی واپسی** [illegible]

**[illegible]** [illegible]

**[illegible]** [illegible]

**معرکۂ قندابیل:** مسلمہ نے شکست کے بعد آل مہلب اور مدرک بن حبیب کلبی کو جبال کرمان کی طرف واپس کر دیا اور آل مہلب کے تعاقب میں ہلال بن احوز تمیمی کو روانہ کیا تھا۔ مقام قندابیل میں آل مہلب سے مڈبھیڑ ہوئی۔ جنگ کا آغاز نہ ہونے پایا تھا کہ ہلال بن احوز تمیمی نے امان کا جھنڈا اٹھوا دیا اور وداع بن حمید و عبدالملک بن ہلال (جو آل مہلب کے میمنہ و میسرہ پر تھے) امان کی طرف جھک پڑے۔ لوگ یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر آل مہلب کی غیرت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ میدان جنگ کو خالی چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ سب کے سب تلواریں نیام سے کھینچ کر لڑ پڑے اور تھوڑی دیر لڑ کر فرش زمین پر موت کی نیند سو رہے تھے۔ مقتولین[1] عبدالملک، زیاد، مروان پسران مہلب، معاویہ بن یزید بن مہلب، منہال بن ابی عیینہ بن مہلب، عمرو و مغیرہ پسران قبیصہ بن مہلب اس معرکے میں کام آئے اور ابو عیینہ بن مہلب، عمر بن یزید بن مہلب اور عثمان بن مفضل بھاگ کر رتبیل بادشاہ کے پاس جا پہنچے۔

**بنو مہلب کا انجام:** خاتمہ جنگ کے بعد ہلال بن احوز نے مقتولین کے سر، عورتوں اور قیدیوں کو مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا۔ مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ یزید نے ان سب کو عباس بن ولید کے ہمراہ حلب میں بھیج دیا۔ عباس نے مقتولین کے سروں کو شارع عام پر نصب کر دیا۔ مسلمہ نے آل مہلب کی عورتوں کو فروخت کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ جراح بن عبداللہ حکمی نے ایک لاکھ درہم پر خرید کر کے رہا کر دیا لیکن مسلمہ نے جراح سے یہ رقم نہ لی۔ باقی رہے بنو مہلب کے قیدی تو جس وقت یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچے اور یہ تعداد میں تیرہ آدمی تھے۔ یزید بن عبدالملک نے قتل کا حکم دیا۔ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ عیینہ بن مہلب کو اس کی بہن ہند بنت مہلب نے امان حاصل کر کے بچا لیا اور عمرو و عثمان ایک زمانہ دراز تک رتبیل کے پاس مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ان کو اسد بن عبداللہ قسری نے امان دی اور وہ اس کے پاس خراسان میں آ گئے۔

**امارت عراق و خراسان پر مسلمہ کا تقرر:** جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جنگ بنو مہلب سے فارغ ہوا۔ یزید بن عبدالملک نے اس کو عراق و خراسان کی گورنری مرحمت کی۔ بصرہ و کوفہ کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی۔ پس اس نے اپنی طرف سے کوفے پر محمد بن عمرو بن ولید کو مامور کیا۔ اس سے پیشتر بعد بنو مہلب کے امارت بصرہ پر شبیب بن حارث تمیمی متعین تھے۔ بجائے اس کے مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو روانہ کیا۔ پولیس کی افسری عمر بن یزید تمیمی کو دی۔ عبدالرحمن بن سلیم نے بصرہ میں پہنچ کر بنو مہلب کے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں سے سخت بدلہ لینا چاہا۔ مسلمہ نے اس کو معزول کر کے عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرے کی امارت پر مامور کیا اور عمر بن یزید کو بدستور پولیس کا افسر اعلیٰ بنایا اور خراسان پر اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حارث بن حکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ[2] کو مامور کیا۔

**سعید بن عبدالعزیز:** سعید بن عبدالعزیز نے خراسان پہنچ کر شعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کی امارت پر بھیج دیا۔ شعبہ بن ظہیر

---

[1] قیدیان بنو مہلب جو قتل ہو کر یزید بن عبدالملک کے سامنے گئے، ان کے نام یہ تھے معارک، عبداللہ، مغیرہ، مفضل، منجاب اولاد یزید بن مہلب اور درید، حجاج، غسان، شبیب، فضل اولاد مفضل بن مہلب اور مفضل بن قبیصہ بن مہلب۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

[2] سعید خذینہ کے لقب سے اس وجہ سے ملقب ہوا تھا کہ یہ نہایت عشرت پسند اور نازک طبیعت تھا۔ ایک عرب کا ذکر ہے کہ ایک عرب اس کے پاس خراسان میں آیا۔ اس وقت یہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس رنگین مجمر رکھا ہوا تھا۔ عرب جب باہر آیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ امیر کو کیسا پایا؟ جواب دیا "خذینہ" اور خذینہ دہقانہ مالکہ مکان کو کہتے ہیں۔ منہ

دوالے کر دیا تھا۔ ترکوں نے تمہارے آدمی گرفتار کر کے ان کو قتل کر ڈالا ہے اور کل بالضرور وہ جنگ کریں گے۔ میرے ساتھ تین سو آدمی چنے ہوئے ہیں اور وہ تمہاری کمک کو حاضر ہیں۔"

**عبدالملک بن دثار:** مسیب نے قصر باہلی کی طرف دو شخص (ایک عجمی، ایک عربی) کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ رات اندھیری تھی ایک شخص ہاتھ کو ہاتھ نہ پہچان سکتا تھا قصر کے قریب پہنچے کہ ان دونوں نے آواز [illegible] اہل قصر میں سے کسی نے آواز دی کہ "چپ ہو جاؤ کہاں سے آتے ہو" مخبروں نے جواب دیا "ہم فلاں شخص (عبدالملک بن دثار) کو [illegible] تم سے ملنے کو آئے ہیں"۔ عبدالملک بن دثار آیا ان لوگوں نے مسیب کے لشکر کے آنے کا حال بتایا اور دریافت کیا کہ "کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ کل ترکوں کا مقابلہ کر سکو گے؟" عبدالملک بن دثار نے کہا "ہم بالکل تیار ہیں ہم نے تو اپنے کو مردہ سمجھ لیا ہے"۔ مخبروں نے واپس ہو کر مسیب کو اس سے مطلع کیا۔ مسیب نے ترکوں پر شب خون مارنے کا قصد کیا۔ ہمراہیوں سے کہا ہم لوگ مر کر میدان جنگ سے ہٹیں گے، بیعت کرتے ہیں۔ مسیب نے کوچ کا حکم دیا۔ [illegible] چلے تھے اور رات آتے ہی قیام کیا اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔ [illegible] قریب [illegible] ہو [illegible] "خداوندا" [illegible] جنگ کی [illegible] مقابلہ [illegible] میدان جنگ [illegible] اپنے گھوڑوں کو [illegible] کر ڈالو تا کہ میدان جنگ سے فرار کا خیال بھی دفع ہو جائے اور [illegible] ہے۔ سات سو سواروں کا ایک لشکر [illegible] ہیں کہ [illegible] ہو۔

**ترکوں کی پسپائی:** لشکریوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی اور سپیدی صبح نمودار ہونے سے تھوڑا پہلے قصر ترک [illegible] کی طرف [illegible] مسیب [illegible] ترکوں [illegible] اور اس کے ہمراہی [illegible] تھے [illegible] ترکوں کو [illegible] کام آ گئے۔ باقی ماندہ میدان جنگ سے [illegible] بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسیب کے منادی نے پکار کر کہا "بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو [illegible] قصر کی طرف [illegible] دوران میں جس کو اپنا مخالف پاؤ قتل کر ڈالو [illegible] قصر کا پانی [illegible] ضعیف [illegible] کو اپنے ہمراہ لے جائے گا اس کا اجر انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] گا اور اگر [illegible] تو [illegible] بیس درہم دیے جائیں گے"۔ جب مسیب کے ساتھ [illegible] دیکھتے [illegible] اہل قصر [illegible] اور [illegible] اپنا سامان [illegible] ایک [illegible] تھی [illegible] تھا [illegible] اسلامیہ [illegible] ہو گئے تھے۔ ([illegible])

**جنگ صغد:** [illegible] کی بدعملی اور ترکوں کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھ آنے کے بعد سعید نے ان پر حملہ کرنے کے قصد سے [illegible] اسلامیہ کو [illegible] کیا اور سامان رسد مہیا کر کے [illegible] کی۔ [illegible] اور صغد کے ایک گروہ سے مقابلہ ہوا۔ [illegible] اسلام نے ان کو پہلی ہی حملے میں شکست دی۔ سعید نے لشکریوں کو ان کے تعاقب سے یہ کہہ کر [illegible] جانے [illegible] امیر المومنین [illegible] لشکر [illegible] کی طرف بڑھ گئے [illegible] کے درمیان میں واقع تھی اور [illegible]

---

[illegible]

نے سمرقند [illegible] پر چڑھائی کی۔ اہل سغد جو عہد حکومت عبدالرحمن بن نعیم میں باغی ہو گئے تھے۔ حرشی کے پہنچتے ہی پھر مصالحت کر لی۔ حرشی نے عرب کا جو مال ان میں تقسیم تھا [illegible] کا الزام اٹھایا ان لوگوں نے معذرت کی کہ یہ مال ان کے امیر علی بن حبیب [illegible] کی ہے۔ [illegible] سعید بن عبدالعزیز نے [illegible] عبداللہ کے قتل کو قبیح کر دیا۔ پھر تھوڑے عرصہ بعد ان کو امان [illegible] یزید بن مہلب [illegible] کے عمال کو قید کیا تھا [illegible] اس الزام میں کہ ان لوگوں نے مال میں خیانت کی ہے بعض ان میں سے حالت قید ہی میں مر گئے اور بعض قید ہی میں [illegible] کے ان کے حالات رہے یہاں تک کہ [illegible] سعید نے [illegible] جنگ کی [illegible] اس وقت سعید نے ان کو رہا کر دیا۔

**ہشام اور ولید کی ولی عہدی:** جن دنوں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کے ساتھ ایک لشکر یزید بن مہلب کی لڑائی کے لئے روانہ کیا تھا۔ عباس بن ولید نے کہا کہ اہل عراق بڑے مفسد ہیں ہم لوگ [illegible] آپ [illegible] اپنا ولی عہد مقرر [illegible] مسلمہ [illegible] ہشام بن عبدالملک اور ولید بن یزید کو ولی عہد بنا دیجئے۔ مسلمہ [illegible] کی خبر ہوئی اس نے حاضر ہو کر عرض کیا [illegible] آپ کا بھائی ولی عہدی کا زیادہ مستحق ہے [illegible] آپ کا بیٹا [illegible] آپ ہشام اور ان کے بعد بیٹے کو ولی عہد مقرر فرمائیے۔ ولید اس وقت نابالغ تھا۔ چنانچہ یزید بن عبدالملک نے ہشام بن عبدالملک اور ہشام کے بعد ولید بن یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ اتفاق سے یزید بن عبدالملک کی حیات ہی میں ولید بالغ ہو گیا جب وہ اس کو دیکھتا تھا تو کہا کرتا تھا (بینی و بین من جعل ھشاما بینی و بینک)

**ترکوں کی شورش:** سعید بن عبدالعزیز [illegible] گورنر خراسان [illegible] تھا اہل خراسان ان کی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے ان کو [illegible] خذینہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ [illegible] سمرقند پر شعبہ کو عامل بنایا تھا۔ جب [illegible] پہنچے تو ان کو معزول کر کے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر کو مقرر کیا۔ ترکوں نے [illegible] کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ خاقان نے اپنا ایک دستہ [illegible] سغد کی طرف [illegible] کو روانہ کیا۔ راستہ میں قصر باہلی پہنچے وہاں ایک مسلمان خاندان تھے جن میں ان کی عورتیں بھی تھیں۔ ان لوگوں نے عثمان بن عبداللہ والی سمرقند کو اس سے مطلع کیا اور پھر اس خوف سے کہ [illegible] ترکوں سے [illegible] کر لی اور [illegible] آدمیوں کو بطور ضمانت ان کے حوالے کر دیا۔

**مسیب بن بشر:** عثمان بن عبداللہ نے ترکوں کی شورش کی خبر سن کر لشکر کو مرتب کیا اور چار ہزار آدمیوں کے ساتھ جس میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے مسیب بن بشر ریاحی کو روانہ کیا۔ مسیب نے تھوڑی دور نکل کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا "جو شخص جنگ کا قصد رکھتا ہو اور موت پر صبر کر سکتا ہو وہی ہمارے ساتھ چلے [illegible]" ہمراہیوں میں سے ایک ہزار آدمی لوٹ گئے۔ کچھ دور چل کر مسیب نے پھر یہی تقریر کی تو دوسرا ایک ہزار واپس لوٹ گیا۔ پھر ایک منزل طے کر کے پھر یہی تقریر کی تو ایک ہزار آدمیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ الغرض مسیب نے باقی ماندہ فوج لے کر ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر قیام کیا۔ ایک دہقان نے حاضر ہو کر عرض کیا "[illegible]" جن کو اہل قصر باہلی نے بطور ضمانت ترکوں کے

اس کے بعد اسلامی لشکر کا بعض حصہ [illegible] بیٹھے ہوئے تھے [illegible] اسلام [illegible] مسلمانوں [illegible] کے پار [illegible] پہنچے۔

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] ان لوگوں کے [illegible] آگے [illegible] مسلمانوں [illegible] پریشان [illegible] [illegible] ہوئی [illegible]

[illegible] جب [illegible] کو [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کی [illegible] کو شکست [illegible]

**حیان نبطی کا خاتمہ** [illegible] حیان [illegible] جواب [illegible] [illegible] حیان [illegible] کر دیا۔

**مسلمہ کی معزولی** مسلمہ بن عبدالملک [illegible] عراق و خراسان [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible] امیر المومنین [illegible] عراق [illegible] [illegible] کو معزول کر دیا۔

**عمر بن ہبیرہ** [illegible]

---

[illegible]

بن سعید نے حجاج سے سرکشی کی تھی حجاج نے جو لشکر مطرف کی طرف رے کو بھیجا تھا اس میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہی مطرف کو قتل کر کے سر اتار لایا تھا اور حجاج نے اس کا سر دے کر عبدالملک کے پاس روانہ کیا۔ عبدالملک نے اس کے صلے میں دمشق کے قریب ایک مسلم قریہ (گاؤں) جاگیر میں دے دیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے عمر بن ہبیرہ کو کردم ابن مرثد فزاری کے پاس مال لینے کو بھیجا۔ عمر بن ہبیرہ اس سے مال وصول کر کے حجاج کے پاس نہ گیا۔ بلکہ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا اور یہ بیان کیا کہ میں نے حجاج کے چچازاد بھائی کو مار ڈالا ہے۔ اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ عبدالملک نے اس کو جان کی امان اور پناہ دے دی۔ حجاج کو یہ خبر لگی تو اس نے ابن ہبیرہ کا کردم سے مال وصول کرنے اور بھاگنے کا حال لکھ بھیجا اور اس کے گرفتار کرنے کی درخواست کی۔ لیکن عبدالملک نے اس پر توجہ نہ کی اور اس کے رتبے کے برابر ابن ہبیرہ کی عزت افزائی کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور انہوں نے اپنی طرف سے ابن ہبیرہ کو روم پر دریا کی جانب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔ رومیوں کے سات سو آدمیوں کو ایک خون ریز لڑائی کے بعد گرفتار کر لیا۔ پھر یزید بن عبدالملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ نے اس کی محبوبہ "حبابہ" سے گورنری عراق کی سفارش کرائی۔ چنانچہ مسلمہ بن عبدالملک کی جگہ پر مامور کر دیا گیا۔

**سعید خذینہ کی معزولی:** ابن ہبیرہ جس وقت خراسان و عراق کی گورنری سے ممتاز کیا گیا۔ مجشر بن مزاحم سلمی اور عبداللہ بن عمیر لیثی ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ سعید خذینہ کی شکایت پیش کی۔ جو خراسان و عراق کا مسلمہ کی طرف سے والی اور اسی کا داماد تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر کے سعید بن عمرو حرشی کو مقرر کیا۔ سعید کے پہنچتے ہی سعید خذینہ چار و ناچار ہو کر بلا کسی ترخیص کے خراسان سے روانہ ہو گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ اسلامی عساکر اور ترکستان و چین میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ سعید حرشی نے سب کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جہاد کی فضیلت بیان کی اور ان کو بے جگر ہو کر لڑنے پر ابھارا۔ صغد یہ سن کر ڈر گئے کیونکہ انہوں نے خذینہ کے عہد حکومت میں ترکوں کا ساتھ دیا تھا۔ بادشاہ صغد نے کہا "ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے بقایا خراج ادا کر دو اور آئندہ خراج دینے اور آمادہ ہونے اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا وعدہ کرو مزید اطمینان کے لئے چند لوگوں کو اس کے سپرد کر دو"۔ اہل صغد نے اس کو منظور نہ کیا اور اس بات پر راضی اور متفق ہوئے کہ بادشاہ فرغانہ سے پناہ طلب کی جائے اور اسی کے جوار میں چل کر قیام کیا جائے۔ مجبوراً بادشاہ صغد بھی اہل صغد کے ساتھ اپنا ملک چھوڑ کر خجندہ پہنچا اور بادشاہ فرغانہ سے شعب عصام میں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے کہا بیس یا چالیس روز تک صبر کرو تاکہ شعب عصام تمہارے لئے خالی کیا جائے۔ فی الحال ہمارے ہاں تمہارے ٹھہرنے کے لائق کوئی مقام نہیں ہے۔

**اہل صغد پر فوج کشی:** ابھی میعاد تمام نہ ہونے پائی تھی کہ [illegible] کا دورہ آ گیا اور سعید حرشی نے اہل صغد پر چڑھائی کر

---

۱ [illegible]

دی۔ شہر کو عبور کر کے قصر ریش پر جا ٹھہرا جو دبوسیہ سے دو دن کے فاصلے پر تھا۔ بادشاہ فرغانہ کے چچا زاد بھائی نے حاضر ہو کر اہل سغد کے حال سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ لوگ ابھی خجندہ میں ہیں اور اس وقت تک بادشاہ فرغانہ کے امان میں داخل نہیں ہوئے۔ سعید حرشی نے اس کے ساتھ عبدالرحمٰن قشیری کو بسر افسری ایک لشکر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل کھڑا ہوا اور جب اسلامی لشکر خجندہ پہنچا۔ اہل سغد مقابلے پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر اہل سغد شکست کھا کر بھاگے اور بسبب "[illegible]" غلطی سے اس راستہ کو اختیار کیا جس میں خندق کھود رکھی تھی اور جسے مسلمانوں کے گرنے کے لئے پاٹ دیا تھا۔ اتفاق بخت نے ان ہی لوگوں کو خندق میں گرا دیا تھا۔ باقی جو رہے ان کو حرشی نے اپنے حصار میں لے لیا۔ اہل سغد نے گھبرا کر بادشاہ فرغانہ سے امان طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے صاف جواب دے دیا کہ "تمہاری اور ہماری یہ شرط قرار پائی تھی کہ قبل میعاد مقررہ ہم تم کو امان نہ دیں گے اور میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی"۔ انہوں نے مجبور ہو کر سعید حرشی سے ان شرائط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔ ایک یہ کہ جس قدر عرب ان کے قید میں ہیں ان کو بغیر فدیہ واپس دے دیں گے۔ دوسرے یہ کہ بقایا خراج ادا کر دیں گے۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص خجندہ میں قیام پذیر نہ ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر کوئی امر خلاف عہد ظاہر ہو یا کسی قسم کی عہد شکنی کریں تو ان کا خون مباح ہو جائے گا۔ حرشی نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

**اہل سغد کا انجام:** اہل سغد خجندہ سے نکل کر لشکر گاہ اسلام میں آ گئے اور ان کے جھنڈے کے نیچے قیام پذیر ہوئے۔ اس کے بعد ہی حرشی کو یہ خبر لگی کہ اہل سغد میں سے ایک شخص نے ایک قیدی عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ حرشی نے تحقیق کے بعد قاتل کو سزائے قتل دی۔ اس ذریعہ سے اہل سغد میں سے ایک شخص نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ چند سپاہیوں نے اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے۔ اہل سغد نے مسلمان قیدیوں کو جو ان کے پاس تھے اور تعداد میں تقریباً ڈیڑھ سو تھے قتل کر ڈالا۔ مسلمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ نہایت تنگی سے ان کا محاصرہ کر کے لڑنے لگے۔ اہل سغد کے پاس آلات حرب نہ تھے۔ ڈنڈوں لکڑیوں اور پتھروں سے مقابلہ کر رہے تھے۔ مقتولین کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ کل سامان جنگ میں تلوار اور نیزے کے سامنے میں موت کی نیند سو رہے تھے۔ حرشی نے ایک اطلاعی عرضی یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجی۔ عمر بن ہبیرہ کو اس سے مطلع نہ کیا۔ یہی امر ایسا واقع ہوا کہ جس سے عمر بن ہبیرہ کو حرشی سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔

**اہل کش سے مصالحت:** اس کامیابی کے بعد سعید حرشی نے ایک چھوٹا سا لشکر بسر افسری سلیمان بن ابی السری قلعہ مند کی طرف روانہ کیا۔ جس میں خوارزم شاہ و بادشاہ اخرون و شومان وغیرہ بھی تھے۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مسیب ابن بشر ریاحی تھا۔ اہل قلعہ اس کی آمد سن کر لڑنے کو آئے اور پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر قلعہ میں جا چھپے۔ سلیمان نے محاصرہ ڈال دیا۔ اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔ شرط یہ قرار پائی کہ اہل قلعہ سے تعرض نہ کیا جائے گا جو مال و اسباب ہے اس کو لے لیں۔ سلیمان نے اس شرط سے مصالحت کر لی اور حرشی کو اس سے مطلع کیا۔ حرشی نے ایک شخص کو اس کام کی انجام دہی

پر مامور کیا۔ بس اہل قلعہ حسب قرارداد شرائط قلعہ چھوڑ کر نکل گئے اور مسلمانوں نے ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد حرشی نے کش پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا۔ اہل کش نے دس ہزار آدمیوں پر مصالحت کر لی۔ حرشی نے اس کے وصول کرنے پر نصر بن سیار کو متعین کیا اور کش و نسف کے جنگ و مال کی سلیمان بن ابی السری کو افسری دی۔ اس کے بادشاہ قسطری کو امان دے کر قلعہ سے بلایا اور اپنے ہمراہ لئے ہوئے مرو کو روانہ ہوا اثناء راہ میں اس سے بدظن ہو کر قتل کر ڈالا

**معرکہ مرج حجارہ:** جب جراح آرمینیہ سے ابن ہبیرہ کے چلے جانے کے بعد ثبیت بہرانی صائفہ کا امیر بنایا گیا۔ خزر (یعنی ترکمان) نے اس کے مقابلہ کی غرض سے بہت بڑا لشکر مرتب کیا۔ ترک کے مختلف اقوام مثل قپچاق وغیرہ نے اپنے بھائیوں کی کمک پر کار آزمودہ جنگ آوروں کو بھیجا۔ مقام مرج حجارہ میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں عساکر اسلامیہ کو شکست ہوگئی۔ ترکوں نے مسلمانوں کے لشکر گاہ میں گھس کر جو پایا لوٹ لیا۔

**جراح بحیثیت گورنر آرمینیہ و جزیرہ:** مسلمانوں کا لشکر شکست پا کر دمشق میں یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ یزید بن عبدالملک نے آرمینیہ و جزیرہ کی سند گورنری جراح بن عبداللہ حکمی کو دی اور ایک بہت بڑے لشکر کو اس کی امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ جراح حسب حکم یزید بن عبدالملک ۱۰۴ھ بڑھا چلا۔ ترک یہ سن کر باب والابواب کی طرف لوٹ گیا اور جراح نے بردعہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھر ان کی طرف کوچ کیا۔ نہر کر کو عبور کر کے پڑاؤ کر دینے کی خبر مشہور کر دی تاکہ ترکوں کے جاسوس واپس چلے جائیں۔ جوں ہی رات ہوئی جراح نے "الرحیل" "الرحیل" کی ندا کرا دی اور نہایت تیزی سے صبح ہوتے ہی شہر باب پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ ترک بھی نہایت مردانگی سے ان کے مقابلے پر آئے اس لشکر کا سردار خاقان کا شاہزادہ تھا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ایک بڑی خونریزی کے بعد ترکوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ کر قلعہ حصین پر دھاوا کر دیا۔ اہل قلعہ نے جزیہ دے کر اپنی جان بچائی اور جراح نے ان لوگوں کو قلعہ سے نکال کر دوسرے شہر بھیج دیا۔

**بلنجر کی فتح:** اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد جراح نے شہر برغوا پر فوج کشی کی چھ روز تک محاصرہ کئے ہوئے شہر کے اردگرد چکر لگاتا رہا۔ ساتویں روز اہل شہر نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ جراح نے احتیاطاً ان سے بھی شہر خالی کرا کے دوسرے مقام پر بھیج دیا اور لشکر کو از سر نو مرتب کر کے بلنجر پر جا پہنچا۔ ترکوں نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ آخر عساکر اسلامیہ کی خارا شگاف تلواروں اور نوک دار تیروں نے بلنجر کے قلعہ کو ہزاروں ترکوں کا خون بہا کر فتح کر لیا۔ فتح مند لشکر نے جو کچھ قلعہ میں تھا لوٹ لیا۔ تقسیم کے وقت تین تین سو دینار سواروں کے حصے میں آئے۔ جو تعداد میں تقریباً تین ہزار تھے۔ اس کے بعد جراح نے والی قلعہ بلنجر کو اپنی طرف سے قلعہ سپرد کر دیا اور اس کے اہل وعیال اور مال واسباب کو واپس دے دیا۔ اس خدمت کے صلے میں کہ وہ کفار کی حرکات وسکنات سے مسلمانوں کو خبردار کرتا رہے گا۔ والی قلعہ بلنجر نے کمال تشکر کے ساتھ اس خدمت کو منظور کیا اور جراح بلنجر سے کوچ کر کے قلعہ وبید پر جا اترا۔ جہاں ترکوں کے ایک ہزار خاندان

---

[1] کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۰ میں ایسا لکھا ہے۔

[2] کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر میں برغوا لکھا ہے۔

آپڑے تھے۔ اہل قلعہ نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے اور جراح سے مصالحت کر لی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ترکمانوں نے جمع ہو کر مسلمانوں کے راستے روک لئے۔ والی ثغر جراح نے تراکمہ کو اس سے دفع کیا۔ جراح نے وہیں قیام کیا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں ایک طویل عرض داشت بھیج دی۔ جس میں اپنی فتوحات کا، بلنجر قلعہ کا اور ترکوں کی بد عہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی تھی۔ یزید بن عبدالملک کی عمر کا یہ آخری مرحلہ تھا اسی وجہ سے ان کے انتقال کے بعد ہشام بن عبدالملک نے ملک آرمینیا اور ان کو اسی عہدے پر بحال رکھا۔

**عبدالرحمٰن بن ضحاک کی معزولی** عبدالرحمٰن بن ضحاک از زمانہ عمر بن عبدالعزیز حجاز کی گورنری پر تھا۔ تین برس تک اس عہدے پر رہا۔ بعد ازاں فاطمہ بنت الحسین سے عقد کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا۔ بذات خود خطبہ کرنے کی غرض سے خدمت عالیہ میں جا پہنچا۔ آپ نے اس سے انکار کیا اور اس پر عبدالرحمٰن بن ضحاک نے یہ دھمکی دی کہ "میں تمہارے لڑکے عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو شراب خوری کے الزام میں درے لگواؤں گا"۔ فاطمہ بنت الحسین اس وقت یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

مدینہ منورہ کے دیوان پر ایک شخص ابن ہرمز شامی مقرر تھا۔ حسب دستور انہی دنوں بادشاہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں حساب سمجھانے کو جا رہا تھا۔ فاطمہ بنت الحسین کی مزاج پرسی کے لئے آیا۔ رخصت ہوتے وقت آپ نے کہا کہ جو تکلیفیں مجھے ابن ضحاک سے پہنچ رہی ہیں اور جس قسم کی وہ مجھے دھمکی دے رہا ہے امیر المومنین کو اس سے آگاہ کر دینا۔ ابن ہرمز کے چلے جانے کے بعد آپ نے ایک قاصد بھی مع اپنے نامہ کے یزید کے پاس بھیجا۔ حسن اتفاق سے یہ قاصد یزید بن عبدالملک کے پاس اسی وقت پہنچا جب کہ ابن ہرمز بیٹھا ہوا تھا۔ مدینہ کے حالات بیان کر رہا تھا۔ حاجب نے حاضر ہو کر عرض کیا "فاطمہ بنت الحسین کا قاصد حاضری کی اجازت چاہتا ہے"۔ یہ سنتے ہی ابن ہرمز نے فاطمہ بنت الحسین کا پیغام جس کو وہ بھول گیا تھا عرض کر دیا۔ یزید بن عبدالملک نے کہا "کیا تمہارے پاس کچھ اور بھی ہے؟ یہ افسوس کی بات ہے کہ تم اس قسم کا پیغام لے کر آئے اور اس سے مجھے مطلع نہیں کیا"۔ ابن ہرمز نے معذرت کی اسی اثناء میں فاطمہ بنت الحسین کے قاصد نے حاضر ہو کر خط دیا۔ یزید بن عبدالملک کا چہرہ خط پڑھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا۔ ہاتھ میں خیزران کی ایک چھڑی تھی اس سے زمین کو کھودنے لگا پھر غضب آلود ہو کر کہا "ابن ضحاک نے میری بزرگی کی پروا نہ کی۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس وقت ابن ضحاک کو اس قدر تکلیف دے کہ اس کی آواز میرے کانوں تک آئے اور میں اپنے فرش پر سنوں"۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا "عبدالواحد بن عبداللہ نضری"۔ یزید نے اپنے دست خاص سے عبدالواحد کو لکھا "میں نے تجھے مدینہ کی گورنری دی اس خط کے دیکھتے ہی ابن ضحاک کے پاس جاؤ اس کو معزول کر دو اور اس سے چالیس ہزار دینار جرمانہ وصول کرو اور اس قدر اذیت دو کہ اس کی آواز مجھے یہاں سنائی دے حالانکہ میں اپنے بستر استراحت پر ہوں گا"۔

**امارت حجاز پر عبدالواحد کا تقرر** قاصد یہ فرمان لئے ہوئے سیدھا عبدالواحد کے پاس گیا۔ ابن ضحاک نے یہ خبر پائی۔ ابن ہرمز کو بلا کر ایک ہزار دینار دیئے قاصد نے کل واقعہ بیان کیا۔ ابن ضحاک اسی وقت مدینہ منورہ چھوڑ کر مسلمہ بن

عبدالملک کے دامن عاطفت میں جا چھپا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے یزید بن عبدالملک سے ابن ضحاک کی سفارش کی۔ یزید بن عبدالملک نے معافی سے انکار کیا۔ تب مسلمہ بن عبدالملک نے اس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیا۔

**ابن ضحاک کا انجام:** عبدالواحد نے اس کو حسب ہدایت یزید بن عبدالملک طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا۔ دانے دانے کو محتاج ہو گیا بالوں کا جبہ پہنے لوگوں سے سوال کرتا پھرتا تھا۔ چونکہ اس نے انصار کو اپنے زمانہ حکومت میں بے حد ستایا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کی ہجو میں قصائد کہے۔ عبدالواحد قصری اہل مدینہ سے حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ چنانچہ مدینہ کے سب اس سے راضی تھے۔ قاسم و سالم پسران عبداللہ بن عمر اس کے ہر کام میں مشیر تھے۔ ابن علی قصری اور ابن ضحاک کی معزولی شوال ۱۰۴ھ میں واقع ہوئی تھی۔

**سعید حرشی کی معزولی:** سعید حرشی جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہیں ابن ہبیرہ کی طرف سے خراسان کا عامل تھا۔ لیکن اس سے بے تعلق رہا کرتا تھا۔ جب کبھی جنگی و معرکہ کی ضرورت ہوتی بلا واسطہ خلیفہ کی خدمت میں اپنے مراسلات بھیج دیتا تھا اور یہ وطیرہ ابن ہبیرہ کو ناپسند تھا اور یہی حرشی کی معزولی کا باعث ہوا۔ ابن ہبیرہ کو اس کا علم ہو گیا تھا۔ حرشی پر ایک جاسوس مقرر کر دیا۔ حرشی کے حالات اس سے زیادہ تر چھپے اور پڑھے گئے تو ابن ہبیرہ کو پہلے معلوم ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر دیا اور اس قدر اذیت دی کہ اس نے زہر کھا لینے کا ارادہ کر لیا اور ابن ہبیرہ نے اس کے قتل کا بھی قصد کر لیا تھا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر ترک کیا۔

**مسلم بن سعید کی تقرری:** حرشی کی معزولی کے بعد مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو خراسان کی ولایت مرحمت کی گئی۔ اس نے خراسان پہنچ کر حرشی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور تکلیف دینے لگا۔ پھر جب اس واقعہ کے بعد ابن ہبیرہ عراق سے معزول ہو گیا تو خالد قسری نے ابن ہبیرہ کو گرفتار کر لانے پر حرشی کو مامور کیا۔ حرشی نے فرات پر ابن ہبیرہ کو جا گھیرا اور اس سے ہنس کر کہنے لگا: "کیوں ابن ہبیرہ میری نسبت کیا خیال ہے؟" جواب دیا "مجھے یقین ہے کہ تم اپنی قوم کے ایک شخص کو اس کے حوالہ نہ کرو گے جو تم کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔" حرشی نے یہ سن کر کہا "ہاں ایسا ہی منظور ہے۔" یہ کہہ کر واپس لوٹ آیا۔

**یزید بن عبدالملک کی وفات:** یزید بن عبدالملک اپنی خلافت کے چوتھے برس شعبان ۱۰۵ھ میں جاں بحق ہوا۔ اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک اس کی ولی عہدی کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] یزید بن عبدالملک نے چالیس برس کی عمر پائی۔ [illegible]

# باب : ۹

## ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ

**تخت نشینی:** ہشام بوقت وفات یزید بن عبدالملک حمص میں تھا۔ موت کی خبر پا کر دمشق میں آیا اور تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی ابن ہبیرہ کو حکومت عراق سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو سند گورنری مرحمت کی۔ خالد سند گورنری حاصل کر کے اسی روز عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔

**مسلم و افشین کی جنگ:** ۱۰۵ھ میں مسلم بن سعید والی خراسان بقصد جنگ ترک نہر عبور کر کے ان کے بلاد پر جا پہنچا۔ دو ایک لڑائیاں لڑیں لیکن کوئی شہر فتح نہ ہوا اور وہ بے نیل و مرام واپس ہوا۔ ترکوں نے تعاقب کیا اور نہر کے قریب مسلم سے جا لڑے۔ مسلم نہایت تیزی سے مع اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر گیا اور ترک خاک چاٹ کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ پھر اسی سنہ کے آخری مہینے میں اس نے ترکوں پر چڑھائی کی اور افشین پر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ مجبور ہو کر افشین نے ۶ ہزار آدمیوں پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد قلعہ بھی سپرد کر دیا۔

**مضری یمنی اور ربیعہ:** جب مسلم ۱۰۶ھ میں بقصد جہاد لشکر مرتب کرنے لگا تو بلخ کے لوگوں نے خروج میں تاخیر کی۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے جہاد پر جانے میں تاخیر کی تھی بختری بن درہم تھا۔ مسلم نے نصر بن سیار کو لوگوں کے جمع کرنے اور جہاد پر بھیجنے کی غرض سے بلخ کی طرف روانہ کیا (بلخ کا عامل ان دنوں عمر بن قتیبہ مسلم کا بھائی تھا) نصر نے بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازے جلا دیئے۔ اس کے بعد عمر بن قتیبہ نے ان لوگوں کو بلخ میں داخل ہونے سے روکا اور سعید اس وقت نہر عبور کر چکا تھا اور نصر بن سیار برقان میں ڈیرے ڈالے پڑا تھا۔ ربیعہ اور ازد برقان میں نصر سے نصف فرسنگ کے فاصلے پر آ کر جمع ہوئے۔ مضر نے نصر کی طرف اور عمر بن مسلم نے ربیعہ و ازد کی طرف خروج کیا۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرانے کی کوشش کی۔ نصر نے مراجعت کا قصد کیا لیکن بختری و عمر بن مسلم نے نصر پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا نصر بھی ٹوٹ پڑا۔ اٹھارہ آدمیوں کو ان میں سے قتل کر ڈالا۔ بختری و عمر بن مسلم کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عمر بن مسلم بختری زیاد بن طریف گرفتار ہو کر حاضر کیے گئے۔ نصر نے ان کو سو سو درے لگوائے۔ ان کے سروں اور داڑھیوں کو منڈوا کر موٹے جانوروں کی کھالیں پہنا دیں۔

جس کا بیان ہے کہ [illegible] مسلم [illegible] کی شکست کی وجہ سے جو ادنیٰ کی گئی تھی اور جس میں ربیعہ وازد کی جمعیت کے امت۔ پھر جب اس واقعہ کے بعد عمر نے ان لوگوں کو امان دے کر مسلم بن سعید کے پاس چلے جانے کا حکم دے دیا۔

**مسلم کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی:** [illegible] کے بعد مسلم کے پاس ان کے بھیجے عراقی جب آ گئے تو اس نے فرغانہ کی طرف کوچ کیا۔ یہاں اس کو خالد بن عبداللہ کا خط پہنچا۔ جس میں اس نے مسلم کو عراق کا والی بنایا تھا اور [illegible] کی عزیمت ترک کرنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ مسلم نے اسی وقت فرغانہ کی طرف قدم بڑھائے اور یہیں پر خبر معلوم ہوئی کہ خاقان بھی [illegible] تک قدم بڑھا رہا ہے۔ مسلم نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ تین منزل مسافت طے کی تھی کہ خاقان [illegible] سے ایک جماعت [illegible] ہو گئی۔ مسلمانوں کی جمعیت قلیل تھی اور خاقان کا لشکر بڑا۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی ترکی سپاہی اسلامی لشکرگاہ میں گھس پڑے [illegible] اور خاقان نے لشکر اسلامی کے [illegible] آیا۔ مسلمانوں میں [illegible] اس کا [illegible] تھی [illegible] مسیب [illegible] آتے ہی ترکوں کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں [illegible] سے [illegible] کر دیا اور ترکوں کو چند منزل تک اپنے لشکرگاہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد مسلم نے کوچ کر دیا۔ [illegible] کر دیا اور [illegible] تھے [illegible] کا محاصرہ کیا [illegible] لشکریوں نے مسلم کے حکم سے اپنے [illegible] اسباب جس کی قیمت قریباً [illegible] لاکھ تھی جلا دیا۔

**ترکوں کی شکست:** [illegible] کی [illegible] پہنچے [illegible] تو خاقان [illegible] پایا۔ مسلم نے [illegible] کا حکم دے دیا۔ [illegible] تاشی کیا۔ ترکوں اور مسلمانوں کی جنگ [illegible] بالآخر ترک [illegible] پیٹھ پھیر گئے [illegible] [illegible] گئے۔ مسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تب سے [illegible] [illegible] بن [illegible] نے مسلم کو [illegible] کیا۔ [illegible] [illegible] [illegible] ترکوں [illegible] [illegible] مشہور و معروف [illegible] [illegible] کر لیے گئے۔ اس واقعہ کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] ہو گیا اور اسلامی [illegible] [illegible] پہنچی۔ یہاں [illegible] [illegible] تھی [illegible] [illegible] مسلمانوں نے نہایت استقلال [illegible] [illegible] کا [illegible] لیا۔

**امارت خراسان پر اسد قسری کا تقرر:** اسی اثنا میں دارالخلافہ سے ایک فرمان آ پہنچا جس میں اسد بن عبداللہ قسری برادر خالد کو خراسان کی گورنری اور [illegible] کی نیابت دی گئی تھی۔ مسلم بن سعید نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر چوما اور [illegible] اس کی تعمیل کی۔ جس وقت خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کی سند گورنری دی [illegible] خراسان [illegible] مسلم بن سعید فرغانہ میں تھا۔ [illegible] اسد نے [illegible] کرنے کا قصد کیا [illegible] بن [illegible] کے [illegible] [illegible] سے [illegible] اسد بن عبداللہ نے جب اپنی حکومت [illegible] بن عبداللہ نے [illegible]

اجازت دی۔ چنانچہ اسد نے عبور کر کے مرج میں آ ٹھہرا۔ ہانی بن ہانی جو والی سمرقند تھا اس کی آمد کی خبر سن کر مع رؤسا شہر کے آیا اور اسد کو کمال احترام و عزت سے سمرقند لے گیا۔ اسد نے سمرقند سے امارت لشکر کی سند عبدالرحمن بن نعیم کے نام ایک شخص کی معرفت روانہ کی جس پر عساکر اسلامی کو لئے ہوئے سمرقند آیا۔ اس کے بعد اسد ہانی بن ہانی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے حسن بن ابی العمرطہ کندی کو مامور کیا۔ چونکہ اسد بعد مسلم بن سعید بن عبداللہ خراسان وارد ہوا۔ اسد اس کی بہت عزت کرتا تھا پھر ابن ہبیرہ کی طرف اسد کا گزر ہوا جس وقت کہ وہ بھاگنے کا قصد کر رہا تھا مگر کچھ سوچ سمجھ کر اس نے اپنے کو اسد کے حوالے کر دیا۔

**غور پر فوج کشی:** اس کے بعد اسد نے غور (یعنی جہاں ہرات ہے) پر چڑھائی کی۔ اہل ہرات نے اپنے مال و اسباب کو پہاڑ کی کھوہ میں رکھ دیا جس کا کوئی راستہ معلوم نہ تھا۔ اسد نے صندوق بنوا کر آدمیوں کو اس میں بٹھلایا اور زنجیروں کے ذریعے سے اس کھوہ تک پہنچایا یہاں تک نکال لئے ان لوگوں نے ان کے مال و اسباب کو برآمد کیا (یہ واقعہ ۱۰۸ھ کا ہے) ۱۰۹ھ میں اسد نے پھر نہر عبور کی۔ خاقان نے بڑھ کر مقابلے پر آیا لیکن فریقین میں لڑائی نہیں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسد ختل سے شکست کھا کر لوٹ آیا تھا۔ اس کے بعد غوریوں کی طرف گیا اور ان سے صف آرا ہوا۔ نصر بن سیار و مسلم بن احوز نے اس جنگ میں ناموری کا بہت بڑا حصہ لیا۔ بالآخر مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

**اسد بن عبداللہ کی معزولی:** اسد بن عبداللہ کے دماغ میں بزمانہ گورنری خراسان تکبر بے جا کا نشہ سا چڑھ گیا تھا کہ لوگ اس سے متنفر ہوتے جاتے تھے اور اس کو کچھ دکھلائی نہیں دیتا تھا۔ نصر بن سیار کو درے لگوائے۔ عبدالرحمن بن نعیم، سورہ بن ابجر، بختری ابن ابی درہم، عامر بن مالک حمانی وغیرہ کے سر منڈا کر اپنے بھائی کے پاس شہر بدر کر کے بھیج دیا اور یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے تجھ پر حملہ کرنے کا قصد و مشورہ کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے اسد بن عبداللہ کو ملامت نامہ لکھا اور یہ بھی اس میں تحریر کیا کہ ان لوگوں کا سر میرے پاس بھیجنا تھا تم نے ان کو ناحق بھیجا۔ ایک روز اسد نے خطبہ دیتے ہوئے اہل خراسان پر لعن طعن کیا۔ اتفاق سے یہ خبر دارالخلافہ دمشق تک پہنچ گئی۔ ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اسد بن عبداللہ کے معزول کرنے کا فرمان لکھ دیا۔

**امارت خراسان پر اشرس کا تقرر:** ماہ رمضان ۱۰۹ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے حکم بن عوانہ کلبی کو مامور کیا۔ چونکہ حکم نے بزمانہ صیف کسی طرف بقصد جہاد فوج روانہ نہ کیا اس وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو گورنری خراسان کی سند مرحمت کی اور اس کو یہ حکم دیا کہ تم ہر اہم امور میں خالد بن عبداللہ کے ساتھ مشورہ لیتے رہنا۔ چنانچہ اشرس کی نیک مزاجی اور حکومت نے اہل خراسان کو آتے کے ساتھ ہی خوش کر دیا۔

---

[1] کامل ابن اثیر جلد پنجم

[2] کامل ابن اثیر جلد پنجم

**اہل سمرقند کا قبول اسلام:** ۱۱۰ھ میں اشرس نے ابوالصیدا صالح بن طریف (جو بنو ضبہ کے آزاد غلام تھے) اور ربیع بن عمران تمیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ کیا۔ جو شخص ان میں سے برضا و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔ ان دنوں سمرقند وغیرہ کے میدان جنگ و قتال پر حسن بن عمرطہ کندی تھا جس ابوالصیدا وغیرہ نے اہالی سمرقند کو اسلام کی دعوت دی اور بشرط اسلام جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا۔ اہالی سمرقند جوق در جوق مذہب اسلام میں داخل ہو گئے۔ غورک نے اشرس کو خراج کی کمی اور وصول نہ ہونے کی شکایت لکھی۔ اشرس نے حسن بن عمرطہ کندی کو تحریر کیا "مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل صغد وغیرہ نے برضا و رغبت اسلام قبول نہیں کیا بلکہ جزیہ کے خوف سے مسلمان ہو گئے ہیں پس تم دیکھو کہ جس نے ختنہ کرایا ہو اور فرائض کو ادا کرتا ہو اور قرآن کی کوئی سورۃ بھی اس کو یاد ہو اس کا خراج معاف کر دو ورنہ وصول کرو"۔ اس کے بعد اشرس نے حسن بن عمرطہ کو صیغہ مال کے کام سے سبکدوش کر کے ہانی ابن ہانی کو مامور کیا۔

**نومسلموں سے جزیہ کی وصولی:** ابوالصیدا نے ان لوگوں سے جزیہ لینے سے روکا جو مسلمان ہو چکے تھے۔ ہانی نے ایک اطلاعی خط اشرس کے پاس بھیجا۔ مضمون یہ تھا "کل اہل صغد مسلمان ہو گئے ہیں اور مساجد بنا لی ہیں"۔ اشرس نے اس کو اور اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا ان سے اب بھی وصول کیا جائے خواہ وہ مسلمان بھی ہو گئے ہوں۔ اہل صغد کو اس سے غصہ آیا اور جزیہ نہ دینے پر سات ہزار کی جمعیت سے مستعد ہو گئے۔ سمرقند سے چند فرسنگ کے فاصلے پر مورچہ بندی کی۔ ابوالصیدا، ربیع بن عمران تمیمی، ابو فاطمہ ازدی، عامر بن قشیر، بشیر جحدری، بنان عنبری، اسمٰعیل بن عقبہ بھی انہیں لوگوں میں جا ملے۔ اشرس نے یہ سنتے ہی حسن بن عمرطہ کو معزول کر کے مجشر بن مزاحم سلمی اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو مامور کیا۔ مجشر نے ابوالصیدا اور ثابت قطنہ کو مع ان کے ہمراہیوں کے بلا بھیجا۔ جب وہ اور ثابت قطنہ آئے تو ان دونوں کو قید کر کے اشرس کے پاس بھیج دیا۔ ابوالصیدا کی گرفتاری کے بعد اہل صغد نے ابو فاطمہ کو اپنا امیر بنایا لیکن ہانی نے ان لوگوں کو اشرس سے خط و کتابت کرنے کے بہانے سے جنگ سے روک دیا اور اشرس نے اہل صغد کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھ بھیجا اہل صغد کا جوش فرو ہو گیا۔

**صغد و بخارا کی بغاوت:** تھوڑے دنوں کے بعد اہل صغد کے کاموں میں ضعف پیدا ہو چلا۔ ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ اشرس ایک ایک کو گرفتار کر کے قید اور جبر و تعدی سے جزیہ وصول کرنے لگا۔ رؤسائے عجم اور دہقانوں کی ذلت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان کو پکڑ پکڑ کر بلوایا۔ دہقانوں کو بازاروں میں کھڑا کیا، مردوں کے کانوں کے تار کھنچوائے۔ جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان سے بھی جزیہ وصول کیا۔ صغد اور بخارا میں اس سے پھر ایک جوش پیدا ہوا اور یہ سب کے سب بگڑ گئے۔ ترکوں سے سازش کر کے لشکر مرتب کیا۔ اشرس اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ آمل میں پہنچ کر قیام کیا۔ قطن بن قتیبہ بن مسلم کو دس ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھایا۔ نہر عبور کرتے ہی ترکوں اور اہل صغد و بخارا کا سامنا ہو گیا ان لوگوں کے ساتھ خاقان بھی آیا ہوا تھا۔ اہل صغد و بخارا نے قطن کے لشکر کا محاصرہ کر لیا اور

ترکوں نے مسلمانوں کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو بکری کی ماتحتی پر قطعہ فوج کے ساتھ سواران کے ساتھ ترکوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ بہت سے آگے بڑھ کر ترکوں سے جو مال واسباب وہ لے گئے تھے چھین لیا۔ بعد میں اشرس اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ کر کے قطن سے جا ملا۔ فریقین میں تلف سے مقابلہ ہوا تو لشکر والے پیچھے ہٹ کر بھاگے اور اشرس اپنی فوج لئے ہوئے بیکند پر جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے پانی بند کر دیا۔ شدت تشنگی سے گھبرا کر اشرس نے شہر کی طرف کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں دشمن سے جنگ چھڑ گئی۔ بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو پیچھے سے ہٹایا۔ حارث بن شریح اور قطن بن قتیبہ بڑے بڑے خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ثابت قطنہ، صخر بن مسلم بن نعمان عبدی، عبدالملک بن دثار باہلی اس معرکہ میں کام آئے۔ ابھی جنگ کا اختتام نہیں ہوا تھا کہ قطن بن قتیبہ نے ایک دستہ فوج کے ساتھ جس نے مرنے اور مارنے پر عہد و پیمان کر لیا تھا حملہ کیا۔ ترکوں کے پاؤں اس حملے سے اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے پیچھا کیا اور بے تحاشہ قتل و خون کا بازار گرم کر دیا۔

**کمرجہ کا محاصرہ:** اس معرکہ کے بعد اشرس بخارا کی جانب بڑھا اور ایک لشکر زیر قیادت حرث بن شریح ازدی [illegible] روانہ کیا۔ خاقان نے کمرجہ (ماوراء النہر کا ایک بہت بڑا شہر ہے) کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں پر مسلمانوں کی جماعت تھی۔ مسلمانوں نے پل کو جو خندق پر تھا توڑ ڈالا۔ اسی اثناء میں یزدجرد نے اہل شہر کو خطاب کر کے کہا "اے گروہ عرب! تم لوگ اپنے کو کیوں ہلاک کرتے ہو؟ خاقان میری سلطنت مجھ کو واپس دینے کو آیا ہے۔ میں تمہارے لئے امان حاصل کر لوں گا۔" اہل شہر اس کو گالیاں دینے لگے۔ اسی اثناء میں بزغری دو سو آدمیوں کو لئے ہوئے آ گیا۔ یہ بہت بڑا عظیم الجثہ شخص تھا۔ خاقان اس کی رائے سے کبھی تجاوز نہ کرتا تھا۔ اس کے ساتھ [illegible] بات چیت کرنے کو آئے۔ بزغری نے کہا "اگر تم لوگ ہم سے مصالحت کر لو تو ہم تمہارے بال بچوں کے وظائف اور تنخواہیں دو چند کر دیں گے اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے۔" بزغری نے جس بات کا اقرار کیا وہ اہل شہر نے اطمینان کے ساتھ جواب دے کر شہر میں واپس آئے اور اہل شہر سے کہا کہ یہ لوگ تم کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ اہل شہر نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ خاقان نے جھاڑ کر خندق کو لکڑیوں سے پاٹنے کا حکم دیا۔ اہل شہر نے اس پر خشک ٹہنیاں ڈال دیں۔ خندق بھر گئی۔ رات ہوئی تو آگ لگا دی۔ آگ جو بھڑکی تو ایک ہی ساعت میں جل کر خاک سیاہ ہو گئی۔

**ترکوں سے مصالحت:** جب خاقان کی اس تدبیر میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو اس نے اپنے لشکریوں کو بکریاں دیں اور یہ حکم دیا کہ ان کا گوشت کھا کر ان کی کھالوں میں مٹی بھر بھر کر خندق کو پاٹ دو۔ قریب تھا کہ خندق زمین کے برابر ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیج دیا جس سے ایسا پانی برسا کہ خندق میں جو کچھ تھا وہ سب کا سب بہہ کر نہر اعظم میں چلا گیا۔ اسی حالت میں مسلمانوں نے تیر باری شروع کر دی۔ اتفاق سے ایک تیر بزغری کے حلق میں جا کر ترازو ہو گیا۔ جس کے صدمہ سے وہ اسی شب کو مر گیا۔ دن ہوا ترکوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا، انہوں نے بھی ان کے قیدیوں کو قتل کرنے لگے۔ لشکر اسلام نے [illegible] ترکوں نے یہ پا کر نہایت سختی سے جنگ

کچھ دن اہل شہر بھی کمال مردانگی سے جواب دیتے رہے۔ بالآخر رسد [illegible] کے ختم ہونے کے بعد مسلمانوں نے [illegible] کو دے کر صلح کر لی اور خود [illegible] دبوسیہ کی طرف چلے گئے اور اطمینان کے لئے فریقین نے فریقین کے چند آدمی بطور [illegible] کے اپنے پاس رکھے۔ مصالحت کے بعد [illegible] بالکل [illegible] کیا۔ البتہ خاقان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کو [illegible] دونوں [illegible] کے پاس [illegible] پہنچا آئے۔ دبوسیہ میں پہنچنے کے بعد فریقین نے ایک دوسرے کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔

**جنید بحیثیت گورنر خراسان:** ۱۱۱ھ میں ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو گورنری خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمن بن عمرو بن حارث [illegible] مری کو مامور کیا۔ اس کی تقرری کا سبب یہ تھا کہ اس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن حکم زوجہ ہشام کو ایک ہار جواہرات کا بطور تحفہ کے دیا تھا۔ ہشام نے اسے بہت پسند کیا۔ جنید نے ویسا ہی ایک دوسرا ہار ہشام کی خدمت میں پیش کیا۔ ہشام نے اس کے صلے میں جنید کو گورنری خراسان [illegible] اور پانچ سو سوار اس کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کیا۔

**جنید کی روانگی:** جنید خراسان میں پہنچ کر خطاب بن محرز سلمی کو اشرس کی نیابت میں پایا۔ ایک روز قیام کرنے کے بعد خطاب کو بھی ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔ ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی جانب سے مرو میں مجشر بن مزاحم سلمی کو اور بلخ پر عمارہ بن حریم کو [illegible] اور اشرس کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک چھوٹا سا لشکر [illegible] [illegible] [illegible]۔ اشرس نے اس حکم کے مطابق [illegible] ترکوں اور سغد کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ آگے [illegible] لڑائی شروع ہو گئی۔ جنید نے اپنے ہمراہیوں کے ایک حصے [illegible] ترکوں اور سغد [illegible] چھوٹے چھوٹے حملے کر کے [illegible] ترکوں اور سغد کو شکست ہوئی اور مال غنیمت [illegible] جنید [illegible] کے ہمراہ واپس ہوا۔

**خاقان کی پسپائی:** جنید کے مقدمۃ الجیش پر [illegible] مقرر تھا [illegible] خاقان [illegible] ترکوں نے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی [illegible] نہایت مردانگی [illegible] ان کو پسپا کر دیا۔ دوسری طرف سے خاقان نے [illegible] جانب سے [illegible] پر حملہ کیا۔ اس کا [illegible] قطن بن قتیبہ تھا۔ اتفاق کی [illegible] سے خاقان کو بھی شکست ہوئی۔ [illegible] نے اس کے بھائی [illegible] ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ اس کے واقعات [illegible] ۱۱۲ھ [illegible] جنید [illegible] بیان کیا جاتا ہے۔

**مسلم بن عبدالرحمن کی معزولی:** [illegible] کے بعد جنید نے [illegible] [illegible] [illegible]

---

۱۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم
۲۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم

بن عمرو حرشی کو [illegible] پر اور مسلم بن عبدالرحمن باہلی کو بلخ پر مامور کیا۔ اس وقت شہر بلخ میں نصر بن سیار تھا۔ مسلم نے اس کو کوڑے لگا کے گرفتار کرا کے بلا پاجامہ محض قمیص پہنے ہوئے جنید کے پاس بھیج دیا۔ جنید کو مسلم کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ نصر کو اس حالت میں دیکھ کر بولا "مصر کے سردار کو مسلم نے اس حالت سے روانہ کیا ہے"۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جنید نے مسلم کو حکومت بلخ سے معزول کر کے یحییٰ بن ضبیعہ کو مامور کیا اور ایک وفد ان غزوات کے حالات کی اطلاع دینے کے لئے ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

**معرکۂ مرج اردبیل:** ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جراح حکمی ۱۰۴ھ میں بلاد خزر میں جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا اور وہاں نے ان کو شکست دی تھی اور بہ کمال مشکل ان لوگوں سے بچ آیا تھا اور بلنجر پر قبضہ حاصل کر کے پھر ان کے سابق حکمران کو واپس دے دیا تھا اور ہشام بن عبدالملک نے اس کے بعد سے اس کو بحال رکھا تھا۔ بعد ازاں آرمینیہ کی گورنری پر مامور کیا۔ چنانچہ وہ ۱۱۱ھ میں تفلیس کی جانب سے بلاد خزر میں ان پر جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ان کے مشہور شہر بیضا کو فتح کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ خزر و ترک کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے ان کی جانب سے طوفان خیز آندھی کی طرح بڑھے۔ جراح نے بھی مقابلہ کی غرض سے ۱۱۲ھ میں خروج کیا۔ بمقام مرج اردبیل میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ فریقین بڑی بے جگری سے لڑنے لگے۔ مسلمانوں کی تعداد بہ مقابلہ ان کے مخالفین کے بہت کم تھی۔ اثنائے جنگ میں جراح مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا اور اپنی شہادت سے پہلے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کر چکا تھا۔ خزر (یعنی ترکمان) کا اس واقعہ سے حوصلہ بڑھ گیا۔ جوش کامیابی میں موصل کے قریب تک پہنچ گئے اور بعض کہتے ہیں کہ جراح بلنجر میں مارا گیا۔

**محاصرۂ خلاط:** بہر کیف جب یہ خبر دار الخلافت دمشق میں پہنچی تو ہشام بن عبدالملک نے سعید حرشی کو بلایا اور یہ کہلا کر بھیجا "دیکھنا جراح ترکوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا"۔ سعید حرشی نے عرض کیا "امیر المومنین! یہ نہیں ہو سکتا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست کھا کر بھاگنے سے زیادہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور شہید ہو گیا۔ آپ مجھے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمائیے اور میرے بعد روزانہ چالیس آدمی میری کمک پر بھیجتے رہیے۔ امرائے لشکر کے نام ایک حکمی فرمان بھیج دیجئے کہ وہ میری حسب الضرورت مدد کریں"۔ ہشام بن عبدالملک نے ان کل امور کو منظور کر لیا اور سعید حرشی سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ جس شہر میں جاتا تھا اہل شہر کو جمع کر کے جہاد کی ترغیب دیتا تھا جس کے دل میں جہاد کا شوق ہوتا تھا وہ ہمراہ ہو جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ ازرو (ارزن) پہنچا۔ جراح کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ جو معرکۂ جنگ سے شکست کھا کے آ رہے تھے۔ سعید حرشی نے ان کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور خلاط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی ہوئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ کامیابی کے بعد حرشی نے اس کے مال غنیمت کو تقسیم کر کے شہروں اور قلعات کو فتح کرتا ہوا برذعہ کا رخ کیا اور برذعہ میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔

**مسلمان قیدیوں کی رہائی:** ابن خاقان ان دنوں باب و آذربائیجان کو زیر و زبر کر رہا تھا اور شہر ورثان پر محاصرہ کیے ہوئے

[illegible] شیخ نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو [illegible] کے پاس مسلمانوں کی آمد کی خبر [illegible] [illegible] شیخ نے اہل [illegible] سے ملاقات کی۔ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible]

لشکریان کو دفتا کرنے اور نہر عبور کرنے کا حکم دیا۔ مجشر بن مزاحم سلمی اور ابن بسطام ازدی نے مخالفت کی اور یہ کہا کہ ترک دوسری قوموں کی طرح کمزور نہیں ہیں۔ آپ کا سارا لشکر منتشر ہو چکا ہے۔ مسلم بن عبدالرحمن بیروذ میں، بختری ہرات میں، عمارہ بن حریم طخارستان میں پڑا ہوا ہے۔ یہاں جو فوج ہے کم ہے۔ کم کے ساتھ آپ نہر عبور کرنے کا قصد نہ کیجئے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس کی کمک کے لئے پہلے مدد طلب کر لیجئے۔ بعد ازاں آگے بڑھئے۔ [illegible] جنید نے آنکھیں سرخ کر کے کہا "یہ بالکل ناممکن ہے۔ میرے بھائی سورہ کی جان سمرقند کی جوکھم میں پھنسی ہوئی ہو اور وہاں کے مسلمانوں پر کیا کچھ گزر رہا ہوگا"۔ مجشر اور ابن بسطام یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ جنید نے تیاری کا حکم دیا اور نہر عبور کر کے کش جا اترے۔ وہاں کی تیاری ٹھیک کر کے کوچ کیا ہی تھا کہ آمد کی خبر پا کر خاقان نے راستہ میں بہت سے کنویں بھروا دیئے۔ اتفاق سے جنید اسی راستہ سے روانہ ہوا۔

**سمرقند پر حملہ:** خاقان کے ہمراہ بہت بڑا لشکر تھا۔ سغد، فرغانہ اور شاش نے بھی ساز باز کر لی تھی۔ مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن شخیر تھا حملہ کیا۔ عثمان بن عبداللہ پسپا ہو کر لشکر اسلام کی طرف ہٹے۔ لشکر ترک نے پیچھے سے اس کا تعاقب کیا۔ باقی ترکوں نے سمرقند پر دھاوا کیا۔ جنید نے اہل خراسان کی کمک پر نصر بن سیار کو روانہ کیا۔ نصر نے لشکر کفار کو گھیر کر نہایت شدت سے لڑائی جاری کر دی اور ان کے بڑے بڑے نامور اور جنگجو تہ تیغ کر ڈالے۔ دونوں میں خوب لڑائی ہوئی۔ بیچ لشکریوں کو بڑھاوا دیتا ہوا میمنہ پر جا پہنچا اور اسلامی جھنڈے کی طرف متوجہ ہوا۔ علم بردار نے جنید سے مخاطب ہو کر کہا "کیا آپ ہماری عزت افزائی کو نہ بڑھائیں گے یا حکم کرو تو مرتے دم تک تم تک کوئی نہ پہنچ سکے گا"۔ جنید نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ علم بردار رجز کے اشعار پڑھتا ہوا پیادہ ہو کر آگے بڑھا اور اس سختی سے لڑا کہ تلواریں بیکار ہو گئیں۔ اس وقت ان کے غلاموں نے درختوں کے ڈنڈے کاٹ لئے اور ان سے دشمنوں پر وار کرنے لگے۔ لڑتے لڑتے فریقین ایک دوسرے سے ایسا گتھ گئے کہ دور سے دیکھنے والے کو تمیز باقی نہ رہی۔ البتہ تھوڑی دیر کے بعد تکبیر کی دل ہلانے والی آواز اسلامی لشکر کا تفوق پیدا کر رہی تھی۔

اس واقعہ میں [illegible] آدمی کام آئے جس میں عبداللہ بن بسطام، محمد بن عبداللہ بن حوذان، حسین بن شیخ اور یزید بن مفضل حدانی وغیرہ تھے۔

**سورہ بن الحر کا قتل:** فریقین ہنوز لڑ رہے تھے کہ خاقان کے لشکر کا پیہم حملہ [illegible] جنید کے منادی نے الارض الارض کی ندا دی۔ سواران اسلام اس آواز کے سنتے ہی پیادہ ہو گئے اور منادی کی دوسری آواز پر ہر شخص خندق کھودنے لگا۔ خاقان نے لشکر اسلام پر ہر طرف سے حملہ کیا [illegible] اہل [illegible] نے اس سختی سے جواب دیا کہ خاقان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر جنگ کا انداز ظاہر کر رہا تھا کہ [illegible]۔ جنید نے اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے شدت جنگ اور ترکوں کی کثرت سے مجبور ہو کر سورہ بن الحر کو سمرقند میں لکھ بھیجا کہ شہر سے نکل کر ترکوں پر پیچھے سے حملہ کر دو۔ سورہ نے شہر سے خروج کرنے سے انکار کیا۔ جنید نے دوبارہ لکھ بھیجا "اگر تم اب بھی نہ آئے تو میں [illegible] دوں گا [illegible] کہ اس پیام کے پہنچتے ہی سمرقند سے خروج کرو اور نہر کے کنارے کنارے چلے آؤ، [illegible] خبردار رہو [illegible] راستہ

[illegible] میرے اور تمہارے درمیان [illegible] قرآن کا واسطہ ہے۔

**خاقان کا حملہ** [illegible] سمرقند میں [illegible]

[illegible]

**جنید کی روانگی سمرقند** [illegible]

[illegible]

**ترکوں کا قتل** [illegible]

[illegible]

**معرکہ کرمینیہ** [illegible]

یہ اندیشہ ہوا کہ اہل بخارا کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش نہ آئے جو سمرقند کو پیش آ رہا ہے۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ (مولی بنی سلیم) سے مشورہ طلب کیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا "میں آپ کو ایسے مناسب راستے سے نکالوں گا، کیا آپ قبول فرمائیں گے؟" جنید نے جواب دیا "اگر وہ راستہ مناسب ہوا تو میں ضرور قبول کروں گا"۔ عبداللہ نے مشورہ دیا کہ جو لوگ [illegible] کے ہمراہ ہیں ان کے تمام اہل و عیال کو اپنے ہمراہ سمرقند لے جاؤ۔

عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو مع چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے چھوڑتے جاؤ، اور ہر شخص کے لئے کافی طور سے سرمایہ اور کھانے پینے کا سامان دے دو۔ جنید نے اس رائے کے مطابق عثمان بن عبداللہ کو چار سو پیادوں سے سمرقند میں کافی ذخیرے کے ساتھ چھوڑا اور فوج کے اہل و عیال اور اسلامی لشکر کو ترکوں کی زد سے بچا کر بخارا کی طرف روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ طواویس کے قریب پہنچا۔ یکم رمضان ۱۱۲ھ کو مقام کرمینیہ میں خاقان سے مقابلہ ہوا۔ ایک معمولی لڑائی کے بعد ترک ایسے [illegible] کہ پھر لشکر اسلام سے نہ لڑ سکے۔ پھر خاقان نے دوبارہ سمرقند پر حملہ کیا۔ جنید نے سمرقند کے لئے ایک دستہ فوج [illegible] کی طرف بھیج دیا جس کی تعداد [illegible] تھی۔ ترکوں کو نیچا دکھایا۔ اس معرکے میں ترکوں کی [illegible] مسلمانوں میں سے مسلم بن احوز مارا گیا اور خاقان [illegible] سے [illegible] آیا اور جنید لشکر اسلام لئے ہوئے بخارا میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہی امیر المومنین کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں۔ جب جنید نے ان کے مع [illegible] کے جہاد پر جانا چاہا تو [illegible] ترکی لشکر خوف کے مارے کوچ کر گیا۔

**جنید کی معزولی:** ۱۱۵ھ میں ہشام بن عبدالملک تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ جنید بن عبدالرحمن والی خراسان نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے عقد کر لیا ہے۔ چونکہ ان کو آل مہلب سے کبیدگی تھی، اس وجہ سے جنید کا یہ فعل ان کو ناگوار گزرا اور انہوں نے جنید کو والی سے معزول کر کے اس کی جگہ عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر جنید میں تھوڑی سی بھی جان باقی ہو تو اس کو امارت سے بے دخل کر دینا۔ لیکن اتفاق ہے کہ جس روز عاصم وارد خراسان ہوا، جنید بعارضہ استسقاء جاں بحق ہو چکا تھا۔

**مروان بن محمد بحیثیت گورنر آرمینیہ و آذربائیجان:** جنید اور مسلم بن سعید میں چونکہ عداوت تھی۔ اس کے مقرر ہوتے ہی مسلم رہا کر دیئے گئے اور عمارہ بن حریم کو (جنید نے بوقت وفات اپنا نائب بنایا تھا) قید کر دیا۔

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جہاد خزر (یعنی ترکمان) سے [illegible] ۱۱۳ھ میں واپس آیا، مروان بن محمد بن مروان جو اس لشکر میں تھے چپ چاپ ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا اور مسلمہ کی شکایتیں کیں کہ "وہ جہاد سے جی چراتا ہے۔ اس کی وجہ سے لشکر اسلام میں ایک قسم کی کاہلی آ گئی ہے اور دشمنوں کے دل بڑھ گئے ہیں۔ [illegible] تیاری کرتا ہے۔ [illegible] کے کفار کے ملک میں داخل بھی ہوا تو صلح کر لی۔ ساتھ ہی اس قدر خوف زدہ رہا کہ دشمنان دین پر کچھ بھی نہ کر سکا۔ آپ اگر مجھے ان پر جہاد کرنے کا حکم دیں تو میں ان سے بہت اچھا انتقام لوں۔ بشرطیکہ ایک لاکھ بیس ہزار جنگ آزماؤں سے میری مدد کیجئے اور اس راز کو پوشیدہ رکھیئے"۔ ہشام نے اس کو منظور کیا اور آرمینیہ کی سند گورنری مرحمت کی۔

**مروان بن محمد کی فتوحات:** چنانچہ مروان بن محمد آرمینیہ کی طرف روانہ ہوا اور ہشام نے شام، عراق اور جزیرہ سے امدادی فوجیں بھیج دیں۔ مروان نے یہ ظاہر کر کے کہ ان پر جہاد کیا جائے گا، بادشاہ خزر سے مصالحت کی درخواست کی۔ خزر اس پر راضی ہو گیا اور خزر کا سفیر صلح نامہ لکھنے کی غرض سے [illegible] قاصد کے روانہ ہوتے ہی مروان نے ان کا راستہ لیا یہاں تک کہ اپنے لشکر کو پورے طور سے مرتب کر لیا۔ اس وقت اعلان جنگ کر کے ان پر دھاوا کیا اور قریب تر راستہ کو طے کر کے بادشاہ خزر کے ملک میں پہنچ گیا۔ بادشاہ خزر موجودہ حالت میں جنگ کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے آخری حصہ کی طرف چلا گیا اور مروان قتل و غارت اور قید و مال غنیمت جمع کرتا ہوا ملک کے آخری حصہ تک پہنچ گیا۔ انہی فتوحات کے دوران میں بادشاہ سریر کے ملک پر بھی دھاوا کر کے اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اہل قلعہ نے ایک ہزار آدمیوں (پانچ سو غلام اور پانچ سو لونڈیوں) [illegible] الغرض یہ مصالحت کر لی جس کو وہ ہر سال تک بھیجا کریں گے۔ ان کی دیکھا دیکھی اہل تومان نے بھی ایک غلام اور کچھ جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ اس کے بعد مروان سرزمین دوداران میں داخل ہوا۔ اہل دوداران سے بھی مصالحت ہو گئی۔ پھر [illegible] کی طرف گیا اور بزور تیغ فتح کر کے [illegible] پہنچا جو [illegible] فتح ہوا۔ بعد ازاں قلعہ لک کے [illegible] لشکر کا قصد کیا، وہاں کا حاکم [illegible] بادشاہ خزر کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا۔ [illegible] راہ میں تیر لگا اور مر گیا۔ اہل لک نے مروان سے مصالحت کر لی۔ مروان لک پر ایک عامل مقرر کر کے [illegible] پر جا پہنچا۔ اہل [illegible] نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ مروان نے روانہ ہو کر [illegible] پر دھاوا کیا اور ایک [illegible] جنگ کرنے کے بعد واپس ہوا۔

**حارث کا خروج:** خراسان میں ازد کا ایک سردار حارث بن سریج تھا۔ [illegible] سیاہ [illegible] پہنے اور لوگوں کو اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت امام رضا کی دعوت دی (جیسا کہ عباسی [illegible] خراسان میں عمل درآمد کر رہے تھے) اور ان کاموں کی انجام دہی کے لئے [illegible] عاصم بن عبداللہ کے قاصد مقاتل بن حیان نبطی خطاب بن محرز [illegible] جب آئے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ [illegible] سے بھاگ گئے۔ [illegible] ہو کر حارث بن سریج نے چار ہزار فوج جمع کر کے بلخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بلخ پر نصر بن سیار حاکم تھا۔ دس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، نصر بن سیار کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ حارث نے بلخ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن حازم کو [illegible] مقرر کر کے جوزجان کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے مرو کا رخ کیا۔ اس زمانہ میں عاصم کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مرو حارث سے خط و کتابت کرتے اور اس سے سازش رکھتے ہیں۔ عاصم نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا، امیر المومنین کے [illegible] [illegible] کی غرض سے [illegible] ہزار کی جمعیت سے حارث آ پہنچا۔ اس میں ازد و تمیم کے [illegible] اور جوزجان [illegible] بھی موجود تھے۔ حارث کے ہمراہیوں نے دیکھتے ہی پانی باندھ کر [illegible] کے بعد [illegible] محمد بن مثنی ازدی دو ہزار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شہیدان خیال سے متفق ہو کہ ہم تمہارے مخالف ہیں لیکن اس کی بابت اس حد تک نہیں ہے جیسا کہ سمرقند پر مشرکین نے قبضہ کر لیا ہے میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے وہاں جانے دو اور تم میری پیچھا نہ کرو ورنہ اگر تم مجھ سے آمادہ پیکار ہو گئے تو یاد رکھو کہ میں تم کو ہرگز امان نہ دوں گا''۔ والی قلعہ یہ پیام پا کر اسد سے آملا اور اس کے ہمراہ سمرقند چلا گیا اور اہل قلعہ کو امان دے کر اسد سے ملا دیا۔ پھر سمرقند سے اسد بلخ میں واپس آیا اور جدیع کرمانی کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ طخارستان کے ایک قلعہ پر جانے کا حکم دیا جیسا کہ جبغو کی حرمت کا مال و اسباب تھا اور اس کے ہمراہ تھے۔ جدیع نے محاصرہ کر کے اسے بزور تیغ فتح کیا۔ عام قیدیوں کو تو بلخ میں فروخت کر دیا اور جبغو آدمی کو روانہ کیا جس میں خود جبغو کی حرمت کے واسطے مال بھیجا تھا۔

جدید مسلموں کا انجام: اس واقعہ کے بعد ربیعہ سے معاذ بن چار سو آدمی جو اس کے خاص خاص ہمراہیوں میں سے تھے۔ ناراض ہو گئے۔ جن کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا گریہ۔ کہا ''اگر تم لوگ مجھ سے جدا ہونا چاہتے ہو تو جاؤ اور بشرطیکہ مجھ سے عہد و پیمان کے تو میری امان میں ہو اسد سے امان طلب کرو اور اگر میرے سے آگے بڑھ جانے کے بعد امان طلب کرو گے تو تم کو امان نہ ملے گی''۔ جریر اور اس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا اور حارث کے پیچھے جانے کے بعد اسد سے امان طلب کی اسد نے انکار کر دیا۔ جدیع کرمانی کو جو جریر کی جمعیت سے ان کے محاصرے پر بھیج دیا۔ یہاں تک کہ اس کے حکم پر قلعہ چھوڑ کر باہر آئے۔ جدیع نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو جن میں جریر بن میمون قاضی بھی تھا اسد کے پاس روانہ کر دیا۔ اسد نے ان سب کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کے قتل کرنے کے لئے حکم جدیع کرمانی کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد اسد نے بلخ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور دیوان (دفتر) کو بلخ میں منتقل کر لیا۔ اس کے بعد طخارستان و مرو کی طرف بڑھا جہاں کیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا اور بہت سے آدمی گرفتار ہوئے۔

اسد بن عبداللہ اور ابن سائجی: ۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا اسد بن عبداللہ بلاد ختل میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا۔ متعدد قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا۔ لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ ابن سائجی والی بلاد ختل نے اسد کے آنے سے پیشتر اس پر قبضہ کر لینے کا خیال تھا اس نے خاقان کو لکھ بھیجا اور ترک طلبی کی۔ خاقان نے فوراً تیاری کا حکم دیا۔ ابن سائجی کو جب یہ معلوم ہوا تو اسے خاقان کے آنے کی خبر ملی وہ اسد سے کہی نہ کہی۔ ابن سائجی نے دوبارہ اسد کو لکھ بھیجا کہ میں نے خاقان کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا ہے کیونکہ تم میرے ملک کو ویران و برباد کر رہے تھے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے مارے جانے کے بعد عرب (جب تک ان میں سے ایک شخص بھی باقی رہے گا) مجھ سے قطعی دشمنی ہو جائے گی اور خاقان سے مجھے ہمیشہ اپنی غرض کے لئے امداد چاہنے کا اور عرب کے خوف سے مجھے آخر اس کی مدد کرنی ہوگی۔ اسد کو اس کے سچ ہونے پر یقین ہو گیا۔ جھٹ پٹ سب اسباب کو بار برداری پر بار کر کے ابراہیم بن عاصم عقیلی والی سجستان کے ساتھ روانہ کر دیا اور اس کے ہمراہ کثیر بن امیہ، خیابان کے کثیر تجیبی اور فضیل بن حیان مہری وغیرہ کو بھی کر دیا۔ ہر ایک کو حفاظت کے خیال سے روانگی کا حکم دیا اور پھر ان سب کی کمک پر سرداروں کو افسر بنا کر روانہ کیا۔ اس کے بعد خود ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا تاکہ نہر بلخ کو عبور کرے اس وقت

ابراہیم بن عاصم مع اسباب و مال و قیدیوں کے سمرقند [illegible] پہنچ چکا تھا۔ [illegible] جب صبح ہوئی تو لشکری [illegible] نے [illegible] ترکوں کا لشکر آ پہنچا [illegible] ترکوں سے لڑائی شروع ہوئی۔ خاقان نے اپنے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

**خاقان کا تعاقب:** اسد بن عبداللہ نے [illegible] پہنچ کر [illegible] اور ترکوں کے [illegible] سے بچنے کی غرض سے اپنے [illegible] خاقان [illegible] آ [illegible] خاقان [illegible] لشکر [illegible] اپنے [illegible] صورت [illegible] خاقان [illegible] ایک قصر [illegible] اسد نے [illegible] مال و اسباب [illegible] قیدیوں کے تعاقب میں بھیجے گئے ہیں [illegible] اپنے پیچھے [illegible] خاقان [illegible] تعاقب [illegible] مال و اسباب [illegible] کی طرف سے بچانے [illegible] خاقان [illegible] اسد نے [illegible] ایک شخص [illegible] ابراہیم بن عاصم کے پاس خاقان کے تعاقب کرنے کا حال ظاہر کرنے کو بھیج دیا۔

**خاقان کی پسپائی:** اسد [illegible] مال و اسباب و قیدیوں کے تعاقب میں [illegible] بالآخر [illegible] سے پہلے ابراہیم نے اپنی حفاظت کے [illegible] خندقیں [illegible] مسلمانوں [illegible] اس وقت خاقان [illegible] لشکر [illegible] اپنے لشکر کو [illegible] مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ [illegible] ترکوں نے [illegible] مسلمانوں سے [illegible] اور ان کے [illegible] کام آئے۔ [illegible] مال و اسباب [illegible] قبضہ [illegible] ابراہیم [illegible] حملہ کیا۔ اس وقت [illegible] سب [illegible] ابراہیم [illegible] کے ساتھ [illegible] ایک [illegible] وقت [illegible] خاقان [illegible] ترکوں نے [illegible] اسد [illegible] تیزی [illegible] قبضہ کر لیا [illegible] خاقان [illegible] ابراہیم [illegible] مسلمان [illegible] اسد کے پاس آ [illegible] ترکوں [illegible] اسد [illegible] خاقان کے [illegible]

کے بولا: ہاں اے ابوالمنذر! یہ لوگ تمہارے جہاد کے لئے کافی تھے لیکن تم نے اس کا کفایہ ادا نہ کیا اور بوجھ پر چھوڑا ہے جو عرب باپ دادا کا لقب تھا آخر کار تم نے اپنی اس جرأت کا نتیجہ دیکھ لیا۔ آخر اللہ تعالیٰ تم سے اس کا انتقام لے گا۔

**حارث اور خاقان کا اتحاد:** ترکوں کے چلے جانے کے بعد اسد بلخ واپس آیا اور اس کے بعد میدان میں لشکر مرتب کرنے لگا۔ یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا مجبور ہو کر شہر بلخ چلا گیا اور وہیں زمانہ سرما گزارنے لگا۔ حارث بن سریج اطراف تخارستان میں تھا اس نے خط و کتابت کر کے خاقان سے ساز باز کی اور اس کو جنگ خراسان کی ترغیب دے کر بلخ پر فوج کشی کرا دی۔ اسد نے نماز عید الاضحیٰ کے بعد ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں یہ بھی بیان کیا کہ حارث بن سریج نے کفار سے سازش کر لی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے ظلم و عداوت کی تاریکی سے بجھا دے اور اس کے دین حق کو اپنی تحریفی خواہشوں سے بدل دے۔ تم لوگوں کو یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور بارگاہ اللہ تعالیٰ سے بندے کا اس وقت زیادہ قرب ہوتا ہے جب کہ وہ سجدے میں رہتا ہے اسد اس تقریر کو ختم کر کے سجدے میں چلا گیا اس کے ساتھ حاضرین بھی سجدے میں چلے گئے اور نہایت خشوع و خضوع سے دعا کرتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر اسد نے بقصد مقابلہ خاقان کوچ کیا۔

**خاقان کی شکست:** خاقان کی کمک پر جوزجان، نواح اسد و بلخ، تخارستان وغیرہ تھے۔ مجموعی تعداد ان کی فوج کی تیس ہزار تھی۔ اسد کو اس کی خبر لگی تو سرداران لشکر کو مشورہ کے غرض سے طلب کیا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ شہر بلخ میں قلعہ بند ہو کر لڑائی جاری رکھی جائے اور خالد بن شام سے کمک طلب کرنا چاہیے لیکن اسد نے اس رائے سے مخالفت کی۔ نصر بن سیار اور قاسم بن نجیب وغیرہ نے بھی شہر سے نکل کر لڑائی کی رائے دی جس سے اسد کا ارادہ مستحکم ہو گیا۔ بلخ پر کرمانی بن علی کو امارت دے کر یہ حکم دیا کہ کوئی شخص شہر بلخ سے باہر نکلنے نہ پائے گو ترک شہر بلخ کے دروازے پر آ جائیں اور خود جامع مسجد میں جا کر لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور بعد فراغت نماز دعا میں مصروف ہو گیا۔ حاضرین بھی اس کے ساتھ ساتھ دعا کر رہے تھے نماز و دعا سے فارغ ہو کر شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں آ کر مقیم ہو گیا۔ جب سب لوگ آ گئے تو بسم اللہ کہہ کر کوچ کیا۔ اتفاق سے خاقان کا ہراول سے سامنا ہو گیا ایک خفیف لڑائی کے بعد ان کے سردار کو گرفتار کر لیا۔ اسد آگے بڑھا تو جوزجان سے دو کوس کے فاصلے پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ صبح ہوئی تو ترکوں اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے پر صف آرا ہوئیں۔ اسد نے نماز فجر ادا کی اور اپنے لشکر کی تعبیہ مرتب کی۔ کرمانی اس معرکے میں میمنہ کے ہمراہ والی جوزجان بھی تھا۔ ترکوں کے میمنہ نے لشکر اسلام کے میسرہ پر ایسا حملہ کیا کہ اہل میسرہ مجبور ہو کر پیچھے ہٹ کر اسد کے قریب چلے آئے اس وقت لشکر اسلام کا میمنہ جس کی امداد والی جوزجان کر رہا تھا ترکوں پر نہایت زبردست حملے کئے کہ ترکوں کو بھاگنے کی مہلت نہ ملی۔ خاقان اور حارث بن سریج مع اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان کوس تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں چلا گیا۔ ترکوں کا لشکر لٹ گیا اور بہت سے جانور اور بار برداری کے جانور ہاتھ آئے۔

**عثمان بن عبداللہ کا محاصرہ:** خاقان نے شکست کے بعد معمولی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کیا اور حارث بن سریج ختلان کی طرف چلا گیا۔ حارث کے ہمراہ تھا۔ والی جوزجان اس راستے سے واقف تھا۔ اسد نے حارث کا محاصرہ کر لیا۔ ختلان تک

اسد بن عبداللہ نے فوج کو ہمراہ لیا اور قریب ترین راستوں کو طے کر کے خاقان کے سر پر پہنچ گیا۔ جس وقت کہ وہ لشکر اسلام پر حملے سے مشغول ہو گیا۔ ترکوں کی جو فوجیں ان کے اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگیں یعنی پاؤں سب چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کا لشکر کا تمام اسباب عرب کی عورتیں (جن کو ان لوگوں نے گرفتار کیا تھا) ترکوں کی عورتیں اور لونڈیاں سونے چاندی کے ظروف اور قیمتی قیمتی اسباب سے بھرا ہوا تھا۔ ترکوں کی لوٹ کا یہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خاقان مسلمانوں کی نظر بچا کر نکل گیا سوار ہو۔ حارث بن سریج لوگوں سے جدا ہو کر اور ایک گروہ کو ساتھ لے کر نکل گیا۔ خاقان کی فوج نے ہوا دی۔ میں تاخیر کی تو وہ بھی دوسرا سے ہوا اس کی شکست پر دوبارہ اس کا خاتمہ کر دیا۔

**خاقان کا خاتمہ** اس ناکامی کے بعد اسد بلخ واپس آیا۔ اور جب میدان جنگ میں مقیم ہوا اور یہاں تمام خراسان سے فوجیں کرمان کے قریب ہو کر لا کر بھیجا گیا۔ پھر اسد نے بلخ کے قریب ان کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر قیام کیا۔ خاقان بھی کچھ جا رہا تھا۔ کئی روز خراسان میں پہنچ کر حارث بن سریج کے پاس وہ گھوڑا سوار آیا اور کہ اپنے ملک کو واپس جاؤ۔ ملک طخارستان آسیبی فرار ہو کر اس نے حارث بن سریج کی قدر کی تمکین نہ ہوئی۔ اس نے خیال سے بھی اس سے مدد چاہی۔ جس کو خاقان نے بہت خوشی سے قبول کیا پھر اس سے رخصت ہو کر اپنے دارالسلطنت میں داخل ہوا اور اسی وقت سے لشکر کی تیاری و ترتیب میں مصروف ہوا۔ جس وقت اس کا اپنی فوجی قوت پر کامل بھروسا ہو گیا تو اسد پر چڑھائی کی۔ حارث بن سریج نے اپنے ہمراہیوں میں سے چند منتخب آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے اپنے ساتھ لیا اور مرو کے ناحیہ سے آگے بڑھا۔ اتفاق سے ایک روز خاقان اور کورصول نرد کھیلنے کو بیٹھے۔ بازی پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا کہ خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ خاقان نے بھی بدلہ لینے کو کہا اور کورصول نے یہ خوف دل میں لیا کہ کہیں خاقان مجھ کو قتل نہ کرے۔ اسی وقت خاقان کے لشکر پر شب خون مار کر اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ ترک اس غیر متوقع مصیبت سے ایسے گھبرائے کہ خاقان کے بیٹے کو بھی ان کے قتل سے بچا نہ سکے اور اس واقعہ کے بعد سے چند سرداران ترک نے آ کر خاقان کو قتل کیا۔

**مقاتل بن حیان** اس واقعہ سے پہلے اسد نے فتح کی خوشخبری دے کر ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیجی تھی اور اس نے اس فتح کی اطلاع ہشام کو دی۔ ہشام کو باور نہ ہوا پھر اس کے بعد ہی قاسم بن بخیت خاقان کے مرنے کی خبر لے کر دارالخلافہ دمشق میں وارد ہوا۔ خالد کی کامیابی پر خوش ہوا۔ ہشام نے کہا کہ مقاتل بن حیان کو طلب کر کے اس سے کل واقعہ کا حال دریافت کیا جائے گا۔ چنانچہ ہشام بن عبدالملک نے اسے بلوایا اور حکم دیا۔ جب مقاتل بن حیان دارالخلافت میں حاضر ہوا اس وقت ہشام کے پاس اس کا وزیر ربیع بیٹھا ہوا تھا۔ مقاتل نے اول سے آخر تک کل واقعات عرض کیے۔ ہشام نے خوش ہو کر مقاتل سے کہا کہ تمہاری جو عرض ہو بیان کرو۔ مقاتل نے بیان کیا کہ ایک انگور کا باغ اصول کے تھے آپ اس کی بازیابی کا حکم صادر فرمائیے۔ ہشام نے اسد کے نام ایک فرمان لکھ کر ہم نے مقاتل کی خدمت میں دیا۔ اسد نے اس کو مقاتل بن حیان کی تفویض کر دیا۔

**ختل پر فوج کشی:** خاقان کے مارے جانے کے بعد اسد نے ختل پر فوج کشی کی اور مصعب بن عمرو خزاعی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ قلعہ بدرطرخان پر پہنچا۔ بدرطرخان نے اسد کی ملاقات کے واسطے ذکر کر کے امان طلب کی۔ مصعب نے امان دے کر اسد کے پاس بھیج دیا۔ بدرطرخان نے ایک ہزار درہم پیش کئے اور اس ذریعے سے دھوکا دینے کی کوشش کی۔ اسد نے لینے سے انکار کیا اور مصعب کے پاس واپس کر دیا کہ اس کو اس کے قلعہ میں پھر لوٹا دو۔ اتفاق سے مصعب کی خدمت میں اس وقت سلمہ بن ابی عبداللہ (موالی سے تھا) حاضر تھا عرض کیا "امیر المومنین اس کے رہا کر دینے پر نادم ہوں گے"۔ مصعب نے کچھ جواب نہ دیا مگر سلمہ نے اس کو اپنے پاس قید رکھا۔ اس کے بعد اسد مع لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے آ پہنچا اور بشر بن مزاحم سے حالات دریافت کرنے لگا۔ بشر نے کہا "بدرطرخان کل ہمارے قبضہ میں تھا آپ نے اس پر نہ تو سختی کی اور نہ اس سے کچھ قول و قرار لیا مزید برآں رہا کر کے اس کے قلعہ میں اس کو بھجوا دیا"۔ اسد یہ سن کر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور مصعب سے بدرطرخان کا حال دریافت کرایا۔ معلوم ہوا کہ سلمہ بن عبداللہ کے پاس ہے۔ اسد نے اس کی حاضری کا حکم دیا جب وہ پیش لایا گیا تو اسد کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے اس کے بعد ازد کے ایک شخص کو جس کے باپ کو اس نے شہید کیا تھا گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ پس اس ازدی مرد نے بدرطرخان کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

بدرطرخان کے قتل کے بعد اسد نے اس کے قلعہ پر آسانی سے قبضہ حاصل کر کے اسلامی لشکر کو ملک ختل میں پھیلا دیا۔ لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور لونڈی و غلام سے بھر گئے۔ لیکن بدرطرخان کے لڑکے ایک چھوٹے سے قلعہ میں "جو شہر کے بالائی حصے میں تھا" باقی رہ گئے وہاں تک عساکر اسلامیہ کی فتوحات کی موجیں نہ پہنچیں۔ انہیں واقعات پر اس سنہ کا تذکرہ ختم ہو جاتا ہے اور ۱۲۰ھ کے شروع ہوتے ہی ماہ ربیع الاول ۱۲۰ھ میں مقام بلخ میں اسد بن عبداللہ قسری کا پیام موت آ گیا۔ وفات کے وقت اس نے جعفر بن حنظلہ بہرانی کو اپنا جانشین کیا تھا جس نے چار مہینے امارت کی۔ اس کے بعد ماہ رجب میں نصر بن سیار کی گورنری کا دور آ گیا۔

**خالد کی معزولی:** ۱۲۰ھ میں ہشام بن عبدالملک نے ابوالمثنی و حسان نبطی کے کہنے سننے سے خالد کو کل صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا۔ یہ دونوں ہشام بن عبدالملک کی املاک کی تولیت سے معزول کر کے اشدق کو مامور کیا۔ حسان و ابوالمثنی عراق سے دمشق میں چلے آئے اور بہ حکمت عملی ہشام بن عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچا دی کہ خالد کی ایک لاکھ تیس ہزار سالانہ آمدنی ہے۔ ہشام کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا۔ بلال بن ابی بردہ اور عریان بن ہیثم کو چونکہ ان واقعات کی اطلاع ہو گئی تھی انہوں نے خالد سے کہا کہ تم اپنی کل جائیداد ہشام کے نذر کر دو کہ جس کو وہ پسند کرے لے لے ہم اس کو رضامند کر دینے کے ذمہ دار ہیں لیکن خالد نے اس کو منظور نہ کیا۔ اس کے بعد عمرو بن العاص کی اولاد میں سے کسی شخص نے خالد کی شکایت کی کہ اس نے اپنی مجلس میں مجھ سے سخت کلامی کی ہے۔ ہشام نے ایک فرمان خالد کے پاس روانہ کیا جس میں اس کو سخت و درشت کلمات سے خطاب کیا تھا اور پیادہ پا دارالخلافہ میں اس شخص (یعنی عمرو بن العاص کی اولاد) کو راضی

کرنے اور اس سے معافی چاہنے کو بلایا تھا۔

**خالد کی گرفتاری:** جب خالد دارالخلافت دمشق میں حاضر ہوا تو [illegible] نے خلوت میں اس سے خطاب کیا کہ خالد کو گورنری عراق کی حکومت کی طرف سے [illegible] ہوتا ہے۔ ہشام نے ایک مرتبہ آپ کو [illegible] لکھا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ اے [illegible] خالد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو کہتا ہے کہ گورنری عراق میری باعث فخر نہیں ہے، خیر تو یاد رکھ عراق کی گورنری تجھے باعث فخر نہیں ہے تو بجیلہ کے قبیلہ سے ہے جو نہایت ذلیل قبیلہ ہے۔ اللہ مجھے یہ گمان ہے پہلا جو شخص تجھ سے ملاقات کرے گا طوق تیری گردن میں باندھے گا وہ قریش کے قبیلے کا ایک مرد ہوگا۔ اس فرمان کے صادر کرنے کے بعد یوسف بن عمر ثقفی کو جو ان دنوں یمن میں تھا سند گورنری مرحمت کر کے تیس آدمیوں کے ساتھ عراق روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یوسف بن عمر ثقفی روانہ ہو کر کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور قریب کوفہ پہنچ کر قیام کیا۔ اتفاق سے اسی زمانے میں طارق خالد کے نائب نے اپنے لڑکے کی ختنہ کرنے کا جشن کیا تھا اور تقریب کی خوشی میں غلام، باندیاں اور [illegible] کے ہمراہ [illegible] خالد کے پاس بھیجے تھے۔ دمشق سے چند عراقی یوسف کی طرف سے [illegible] اتفاقاً یوسف نے [illegible] یوسف نے [illegible] ثقیف کے مکانات میں چلا آیا۔ ثقیف نے اس [illegible] پوچھا [illegible] یوسف نے [illegible] ان لوگوں کو منع کیا تو وہ اپنے [illegible] چلے گئے۔ [illegible] صبح ہوتے ہی [illegible] خالد و طارق کو گرفتار کر لیا۔

**یوسف کی تقرری:** [illegible] یہ بیان ہے کہ [illegible] قسری نے دمشق سے یہ خبر اپنے ایک دوست کو [illegible] میں لکھ بھیجی [illegible] خالد کے پاس گیا اور امیرالمومنین ہشام کے پاس حاضر ہو کر معذرت کرنے کی رائے دی۔ خالد نے جواب دیا کہ بلا اجازت کیسے جاؤں۔ اس نے پھر عرض کیا آپ مجھے اجازت دیجئے میں امیرالمومنین کے پاس جا کر آپ کی حاضری کی اجازت لے آؤں۔ خالد بولا: "یہ بھی ممکن نہیں۔" اس شخص نے کہا: "اچھا میں ان کے پاس جا کر آپ کی طرف سے [illegible] کا ضامن ہوں [illegible] تمہاری معافی کی [illegible] ایک [illegible] ہے۔" خالد نے جواب دیا: "میرے پاس [illegible] ایک [illegible] نہیں ہے۔" اس شخص نے کہا: "اگر آپ اجازت دیں تو میں [illegible] فلاں فلاں [illegible]" خالد نے [illegible] جب طارق کے [illegible] میں تاکہ [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مال و اسباب پر قبضہ کر [illegible] اس کا [illegible] اور مال و اسباب [illegible] سے کسی بات کا [illegible] کیا۔ [illegible] رخصت [illegible] اور خالد [illegible] میں چلا آیا۔

اسی اثناء میں ہشام کا فرمان گورنری عراق یوسف کے نام آ پہنچا۔ [illegible] ابن [illegible] کے قتل کا [illegible] نے [illegible] کیا تھی۔ چنانچہ یوسف اسی دن [illegible] روانہ ہوا اور [illegible] کیا۔ [illegible] کے قریب [illegible] میں قیام کیا اور [illegible] طارق

کو گرفتار کرنے کو بھیجا۔ حیرہ میں طارق سے ملاقات ہوئی۔ کیسان نے گرفتار کر کے یوسف کے روبرو پیش کیا۔ یوسف نے کوڑوں سے پٹوایا۔ پھر واسط میں داخل ہوا اور [illegible] خالد کے لانے کے لئے دمشق کی طرف روانہ کیا۔ یہی معمولی بہانہ سے گرفتار کر لیا۔ ابان بن ولید اور اس کے دوستوں سے [illegible] لے کر تا حد چھوڑ دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابان بن ولید سے ایک لاکھ لے لئے تھے۔ خالد کی حکومت عراق میں پندرہ برس رہی۔ جس وقت سے یوسف عراق کا گورنر ہوا اسی زمانے سے عراق میں عرب کی [illegible] نے وہ کل امور پر قابو و متصرف ہو گئے۔

**نصر بن سیار بحیثیت گورنر خراسان:** اسد بن عبداللہ کے مرنے پر ہشام بن عبدالملک نے نصر بن سیار کو رجب ۱۲۰ھ میں خراسان کا گورنر مقرر کیا اور سند گورنری عبدالکریم بن سلیط حنفی کی معرفت روانہ کی۔ اس سے پیشتر جعفر بن حنظلہ نے جس کو وفات کے وقت اسد نے اپنا نائب بنا دیا تھا، نصر کو حکومت بخارا سے معزول کرنے کا قصد کیا تو بختری بن مجاہد (جو شیبان کا آزاد غلام تھا) نے اس ارادہ کی مخالفت کی اور نصر کو اس حرکت سے باز رکھا اور کہا تم تو خراسان میں مضر کے شیخ ہو تم ان کو اس ملک کی گورنری کا عہدہ دیا جانا چاہئے۔ پس جب نصر کو خراسان کی گورنری دی گئی تو اس نے بلخ پر مسلم بن عبدالرحمن کو، مرو رود پر وشاح بن بکیر کو، ہرات پر حارث بن عبداللہ بن حشرج کو، نیشاپور پر زیاد بن عبدالرحمن قشیری کو، خوارزم پر ابو حفص بن علی کو اور صغد پر قطن بن قتیبہ کو مامور کیا۔ چار برس تک خراسان میں عہدہ جلیلہ پر سوائے مضری کے اور کوئی شخص کسی قبیلہ کا مامور نہ کیا۔

**نصر کی فتوحات:** اس کے زمانہ گورنری میں خراسان کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ شہر آباد ہو گئے اور کل علاقہ تعمیر ہو کر نمایاں ہوئی۔ اس سے خوش ہو کر اس کے بارہ برس کی حکومت میں ملک کی حالت بمقابلہ سابق ترقی پر رہی۔ [illegible] کے سبب سے [illegible] اور [illegible] پر حملہ کیا اور [illegible] مرو میں آ [illegible] سے [illegible] سلطان [illegible] کی تعداد [illegible] کے قریب تھی [illegible] تمام کیا اور جس [illegible] پر [illegible] دیا جاتا تھا [illegible] سے آمد [illegible] اور [illegible] شاش پر [illegible] سمرقند [illegible] میں بخارا کی جمعیت سے آمد کے ہمراہ تھے۔ شاش پر پہنچا تو اور نصر کے ہاتھ میں کورصول گرفتار ہو گیا۔ [illegible] نصر نے [illegible] سے باہر نکلے۔ [illegible] مسلم بن عمیر نے [illegible] کے ساتھ خروج کیا تھا اور ترک مقابلہ پر آئے۔ جس میں کورصول کی قوم [illegible] نصر کے پاس گرفتار ہو کر آیا۔ نصر نے اس کو قتل کر کے نہر کے کنارے پر صلیب [illegible] اس سے [illegible] ان کی [illegible] بلکہ اس کو [illegible] نصر نے واپسی کے وقت کورصول کی ہڈیاں [illegible] کی مراجعت کے بعد ترکستان کا [illegible] ہونے لگے۔ اس کے بعد نصر فرغانہ کی طرف گیا اور ایک ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لایا۔ پھر یوسف بن عمر [illegible] شاش میں حملہ کرنے کو لکھا اور یہ ہدایت کی کہ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کے شہروں کو تباہ کر دینا اور سرداران کو قید کر

لیے۔ چنانچہ نصر اس ہدایت کے مطابق روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر یحییٰ بن حضین تھا۔ حارث بن سریج نے بہت بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ بڑے بڑے نامور جنگ آزما ترک مارے گئے۔ بالآخر ترک میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بادشاہ شاش تاب مقاومت نہ لا سکا حاضر خدمت ہوا اور صلح کی درخواست کی نصر نے اس شرط پر مصالحت کی کہ حارث بن سریج کو اپنے ملک سے نکال دے۔ پس بادشاہ شاش نے حارث کو فاراب کی طرف نکال باہر کیا۔ نصر نے شاش پر نیزک بن صالح (عمرو بن العاص کے آزاد غلام) کو مامور کر کے فرغانہ میں جا پہنچا۔ والیٔ فرغانہ نے گھبرا کر تمام صلح کی غرض سے اپنی ماں کو نصر کی خدمت میں بھیجا نصر نے اس کی عزت سے بٹھایا اور حسب قرارداد شرائط صلح نامہ لکھا گیا۔

خاقان کے مرنے کے بعد صغد نے بھی اپنے ملک کے واپس لینے کی خواہش کی تھی جس وقت نصر کو والی خراسان مقرر کیا گیا تو اس نے ان کو بلایا اور ان کی خواہش کے مطابق شرائط کو منظور کر لیا۔ ان کی دیکھا دیکھی اہل خراسان نے بھی اپنی شرائط سے انحراف کیا۔ ازاں جملہ یہ تھا کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو مواخذہ نہ ہو اور بلا دلیل و حجت کوئی مسلم اس کا قیدی نہ کیا جائے۔ لوگوں نے نصر کو ان شرائط کے منظور کرنے پر برا بھلا کہنا شروع کیا۔ نصر نے جواب دیا ''اگر تم ان کی شوکت و قوت کو مسلمانوں سے جو نقصان پہنچا ہے اس کو دیکھتے جس طرح میں نے دیکھا ہے تو تم لوگ بھی ضرور منظور کرتے'' پھر اس کی اجازت ہشام بن عبدالملک سے منگوالی۔ یہ واقعہ ۱۲۱ھ کا ہے۔

**زید بن علی کا ظہور** ۱۲۲ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف خروج کیا۔ آپ نے کتاب و سنت کی اتباع، ظالموں سے جہاد، مظلوموں کی فریاد رسی، محروموں کے وظائف مقرر کرنے اور فئی سے حصہ دینے اور ظلم سے چھینی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو واپس کرنے اور اہل بیت کی امداد کے مدعی ہوئے۔

**زید بن علی اور عبداللہ بن حسن** لوگوں نے ان کے خروج کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ زید بن علی داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب خالد بن عبداللہ قسری کے پاس عراق گئے تھے۔ خالد بن عبداللہ نے ان لوگوں کی بڑی عزت کی تھی اور معقول طور سے جائزہ اور عطایا ان کی خدمت کی تھی۔ پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اس نے ہشام بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ خالد قسری نے اہل بیت کا بڑا اکرام کیا ہے اور اس نے زید بن علی سے ایک زمین مدینہ منورہ میں دس ہزار دینار قیمت ادا کر کے خریدی تھی اور پھر اس زمین کو واپس دے دیا اس کے بعد جب کوفہ کی طرف زید بن علی وغیرہ عراق گئے تھے تو اس نے ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو بہت سا مال دے کر رخصت کیا تھا۔ ہشام نے انہی لوگوں کے ذریعے سے اس کی تحقیقات کرائی اور خالد کے مقابلے میں تصدیق کرانے کی غرض سے ان لوگوں کو یوسف کے پاس عراق روانہ کیا۔ چنانچہ انتہائی مجبوری میں یہ لوگ عراق گئے اور قسم کھا کر جو کچھ اس نے دیا تھا اس کا انکار کیا۔ خالد نے اس کی تصدیق کی بعد ازاں یہ لوگ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ زید بن علی نے کوفہ میں قیام کیا۔ اہل کوفہ نے یہ خبر پا کر خط و کتابت کی۔ چنانچہ زید بن علی ان کی طرف چلے گئے۔ بعض اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین اور ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن حسن بن حسن بن علی میں ایک مال موقوفہ کے بارے میں نزاع تھی۔ جعفر وہ جھگڑا طے نہ ہوا تھا کہ جعفر بن حسن بن

حسنؓ کو منتقل ہو گیا۔ پس زید بن علی بن حسین اور جعفر کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن میں متولیت کا جھگڑا ہوا۔ رفع نزاع کی غرض سے یہ دونوں بزرگ اکثر عامل مدینہ خالد بن عبدالملک بن حارث کے پاس جایا کرتے تھے۔

**ہشام اور زید بن علیؓ:** ایک روز اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی آ کے باتوں باتوں میں طعن و تشنیع کی نوبت آ گئی اور خاندانی اوصاف و بزرگوں کی مذمت کی۔ جس سے مستعد ہو جاتا تھا۔ زید کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا خفت و ندامت کی وجہ سے اٹھ کر دوسرے دن مدینہ سے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے۔ ایک مدت تک ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی۔ بیانہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر عرصہ دراز کے بعد ملاقات کی اجازت ملی اور ملتے رہے۔ ایک ملاقات میں ہشام نے کہا "تم نے خلافت کی تمنا کی ہے اور خلافت کے طالب ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو"۔ پھر کچھ سوچ کر کہا "اور اگر تمہارا یہ خیال قائم ہو گیا تو تم اہل شام پر خروج کرو گے"۔ آپ نے جواب دیا "ہاں! میں اپنا خروج ضرور کروں گا جو تم کو ذلیل کر دے"۔ ہشام یہ سن کر خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے کوفہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔

**زید بن علیؓ کا کوفہ میں قیام:** محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اس تمنا کا واسطہ دے کر کہا "تم کوفہ جا رہے ہو اہل کوفہ کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے انہوں نے ہمارے تمہارے جد امجد کے ساتھ جو کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے"۔ زید بن علی نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ جب کوفہ پہنچے تو پوشیدہ طور پر قیام کیا، ایک مکان سے دوسرے مکان میں پھرتے تھے اور شیعان علیؓ اکثر چوری چھپے آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ عمائد کوفہ میں سے ایک گروہ نے بیعت کر لی از انجملہ سلمہ بن کہیل، نصر بن خزیمہ عبسی اور معاویہ بن اسحاق بن حارث انصاری تھے۔ جب اہل کوفہ بیعت کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے تھے تو آپ اپنی بیعت کا مضمون ادا فرماتے تھے (اتبایعون علی ذلک) "کیا تم اس پر بیعت کرتے ہو"۔ وہ کہتے ہیں ہاں! اس وقت آپ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے (عہد اللہ علیک و میثاقہ و ذمتہ و ذمۃ رسولہ لتفین ببیعتی و لتقاتلن مع عدوی و لتنصحن لی فی السر والعلانیۃ) "اللہ اور اس کے رسول کا عہد اور تمہارے اقرار کا ذمہ دار ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے اور میرے ساتھ ہو کر میرے دشمنوں سے لڑو گے اور ظاہر و باطن میں میرے دوست بنے رہو گے"۔ جب وہ اس کا بھی اقراری جواب دیتا تو آپ اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوڑ کر ارشاد کرتے (اللہم اشہد) چنانچہ پندرہ ہزار نے بیعت کر لی اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی۔ آپ نے ان لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور یہ راز لوگوں کی زبانوں اور زبانوں سے کانوں تک پہنچ گیا۔

**زید بن علیؓ کا کوفہ سے اخراج:** بعض کہتے ہیں کہ زید بن علیؓ نے کوفہ میں علانیہ قیام فرمایا تھا اور آپ کے ہمراہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے۔ جب کہ آپ خالد سے تصدیق کرانے آئے تھے۔ شیعان علیؓ آپ کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کر لی رفتہ رفتہ اس کی خبر یوسف بن عمر ثقفی کو ملی۔ اس نے ان کو کوفہ سے شہر بدر کر دیا۔ شیعہ قادسیہ میں ملنے کو آئے۔ داؤد بن علی نے ان لوگوں کے ہمراہ کوفہ کی طرف واپس جانے پر زید بن علیؓ کو بہت کچھ سمجھایا۔

حسین بن علیؓ کا بار بار انتقام لیتے رہے "یہ خود امیر بننا چاہتے ہیں اس وجہ سے آپ لوگوں کو فتنہ میں پڑنے سے روکتے ہیں"۔ زید بن علیؓ اس فریب میں آ کر کوفہ واپس آ گئے اور داؤد بن علیؓ مدینہ منورہ کو واپس روانہ ہو گئے۔

**زید بن علیؓ کی واپسی:** زید بن علیؓ کوفہ میں چھپ کر وارد ہوئے۔ سلمہ بن کہیل نے حاضر ہو کر روکا۔ آپ نے کچھ خیال نہ فرمایا تب سلمہ بن کہیل نے عرض کیا "اہل کوفہ آپ کو دھوکا دیں گے اور ایفاء وعدہ نہ کریں گے۔ آپ کے دادا کے ہمراہ اس سے دو چند آدمی تھے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اپنا عہد و اقرار پورا نہ کیا۔ حالانکہ وہ آپ سے زیادہ ان کی آنکھوں میں عزیز تھے"۔ آپ نے جواب دیا "اہل کوفہ میری بیعت کر چکے اب ایفائے عہد مجھ پر اور ان پر فرض ہو گیا"۔ سلمہ بن کہیل نے عرض کیا "اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شہر سے کسی دوسری جگہ چلا جاؤں مبادا کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ میں اپنی جان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا"۔ آپ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ سلمہ یمامہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید بن علیؓ کو ایک خط بھیجا لکھا اور اس ارادے سے روکا لیکن زید بن علیؓ نے کوئی توجہ نہ کی۔ ایک عورت سے کوفہ میں نکاح کر لیا۔ عورت و مرد بکثرت آتے اور بیعت کرتے تھے تھوڑے سے دنوں میں ایک معقول جماعت ہو گئی۔ آپ نے تیاری کا حکم دیا۔

**اہل کوفہ کی بدعہدی:** یوسف کو یہ خبر لگی تو اس نے آپ کو تلاش کرایا لیکن آپ نہ ملے۔ آپ نے یوسف کے خوف سے خروج میں عجلت کی۔ یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا۔ کوفہ میں حکم بن الصلت امارت کر رہا تھا اور پولیس کا افسر عمرو بن عبدالرحمن بن قارہ تھا۔ اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی مع چند سرداران اہل شام کے کوفہ میں موجود تھا۔ شیعان علیؓ نے یہ دیکھ کر کہ یوسف تیاری کر رہا ہے۔ حاضر ہو کر عرض کیا "آپ شیخین کی بابت کیا فرماتے ہیں"۔ جواب دیا "اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں کی مغفرت کرے میں نے اپنے بزرگوں سے ان کی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کی نسبت امارت و خلافت کے زیادہ مستحق تھے لیکن انہوں نے ہم سے چھین لیا اور یہ امر کفر کی حد تک نہیں پہنچ سکتا۔ بلاشبہ ان لوگوں نے اپنے عہد خلافت میں انصاف سے کام لیا اور کتاب و سنت پر عمل کیا۔ شیعان علیؓ نے کہا "جب ایسی بات تھی تو ان لوگوں نے آپ پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ پھر آپ ہم کو ان سے لڑنے کی ترغیب دیتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا "یہ لوگ ان کی طرح نہیں ہیں وہ لوگ عادل تھے اور یہ ظالم ہیں ان لوگوں نے خلق اللہ پر ستم کیا ہے۔ پس ہم تم لوگوں کو کتاب و سنت کی دعوت دیتے ہیں اور احیاء سنت اور اطفائے آتش بدعت کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم منظور کر لو گے تو تمہاری سعادت مندی ہے اور اگر انکار کرو گے تو میں تمہارے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں"۔ شیعان علیؓ یہ سن کر علیحدہ ہو گئے۔ بیعت توڑ دی اور یہ کہنے لگے کہ گزشتہ امام برحق (یعنی محمد باقر) سبقت لے گئے اور اب ان کے بعد جعفر ان کے لڑکے ہمارے امام ہیں۔ اس کے بعد شیعوں نے زید بن علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ آپ نے فرمایا "رفضونی" تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ چنانچہ اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے موسوم ہو گئے۔

**زید بن علیؓ کا خروج:** ان واقعات کے بعد حکم بن الصلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں جمع کیا۔ زید بن علیؓ کو معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ کے مکان میں تلاش کرایا۔ آپ رات ہی کے وقت نکل کھڑے ہوئے چند شیعوں نے آپ کے پاس جمع ہو کر آگ روشن کی اور یا منصور کی منادی کی گئی۔ اتفاق جعفر بن ابی العباس الکندی کو زید بن علیؓ کے دو ہمراہی مل گئے جو اپنے شعار کی ندا کر رہے تھے۔ جعفر نے ان میں سے ایک کو مار ڈالا دوسرے کو گرفتار کر لیا اور حکم بن الصلت کے روبرو پیش کیا۔ حکم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور مسجد کے دروازے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ یوسف یہ خبر پاتے ہی کوفہ کے قریب آ پہنچا اور ریان بن سلمہ اراشی کو مع دو ہزار سواروں و تین سو پیادوں کے کوفہ کی طرف بڑھنے کو کہا۔ شیعہ یہ سن کر دائیں بائیں آنکھیں چرا گئے۔ زید بن علیؓ نے دریافت کیا "یہ سب لوگ کہاں گئے؟" جواب دیا "جامع مسجد میں محصور ہیں"۔ جاں نثار شمار کیے گئے تو دو سو چودہ نکلے۔ افسر پولیس اپنے سواروں کو مرتب کر کے بہ قصد جنگ زید بن علیؓ کی طرف آ رہا تھا۔ اثنائے راہ میں نصر بن خزیمہ عبسی سے ملاقات ہو گئی۔ اتفاق سے یہ بھی زید بن علیؓ سے ملنے آ رہا تھا۔ نصر نے افسر پولیس پر حملہ کیا اور زید بن علیؓ نے اہل شام پر۔ اہل شام کو شکست ہوئی۔ زید بن علیؓ لڑتے بھڑتے انس بن عمرو ازدی کے مکان تک پہنچے جو ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کی بیعت کی تھی۔ آپ نے آواز دی، باہر نہ آیا تو دار زبیر [illegible] تک گئے۔ وہاں سے کناسہ پہنچے، یہاں اہل شام کا ایک دستہ تھا۔ آپ نے ان پر حملہ کیا۔ اہل شام شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ آپ آگے بڑھے تو ریان بن سلمہ نے پھر لوگوں کو جمع کر کے تعاقب کیا۔ کوفہ کی گلیوں میں لڑائی ہوئی۔ آخر کار آگے آگے زید بن علیؓ تھے اور پیچھے پیچھے ریان بن سلمہ۔ زید بن علیؓ اہل کوفہ کے ایفائے بیعت سے ناامید ہو کر نصر بن خزیمہ سے بولے "افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی میرے دادا حسینؓ کا سا برتاؤ کیا"۔ نصر نے عرض کیا "لیکن میں واللہ تمہارے ساتھ جان دوں گا۔ جتنے آدمی آپ کے مسجد میں ہیں، ہمارے ساتھ مسجد کی طرف چلئے شاید کچھ کام نکل آئے"۔

**زید بن علیؓ کی شہادت:** زید بن علیؓ اور نصر بن خزیمہ لوگوں کو پکارتے ہوئے مسجد کی طرف گئے۔ ایک شخص بھی نہ آیا۔ مزید برآں مسجد پر سے پتھر برسائے، مجبور ہو کر زید مع نصر کے واپس ہوئے۔ شام ہو گئی تھی دار الرزق میں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یوسف بن عمر نے عباس بن سعد مزنی کو ہمراہی لشکر شام زید بن علیؓ کے مقابلے پر بھیجا۔ آپ لڑائی کی آمادگی سے میدان جنگ میں آئے۔ نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحٰق میمنہ و میسرہ پر تھے اور آپ قلب پر تھے۔ ایک سخت خونریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے مجموعی قوت سے عباس کے لشکر پر حملہ کیا۔ عباس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حتیٰ کہ [illegible] مغرب کا وقت قریب آ گیا تھا۔ لڑائی موقوف ہو گئی۔ عشا کے وقت یوسف بن عمر نے پانچ سو ہمراہیوں کو سوار و مرتب کر کے زید بن علیؓ پر شب خون مارنے کو بھیجا لیکن زید بن علیؓ کے جاں نثاروں نے نہایت دلاوری سے پسپا کر دیا۔ یوسف بن عمر نے یہ رنگ دیکھ کر قدر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا۔ جنگ کا انداز بدل گیا۔ لڑائی نہایت سختی سے جاری ہوئی۔ معاویہ بن اسحٰق مارے گئے۔ بعد ازاں ایک تیر آپ کے بائیں ابرو پر آ لگا جو

سیدھا دماغ تک پہنچ گیا۔ لڑائی خود بخود رات ہونے کی وجہ سے موقوف ہو گئی تھی۔ اہل شام بھی واپس جا رہے تھے اور آپ بھی واپس آئے۔ لوگوں نے تیر کا پھل نکالا تھا۔ آپ نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کے ہمراہیوں نے آپ کو ایک گڑھے میں دفن کر کے چھپانے کی غرض سے پانی اس پر بہا دیا۔ صبح ہوئی تو حکم بن صلت اپنے آدمیوں کو گلیوں میں اور مکانات میں تلاش کرا رہا تھا۔ کسی غلام نے زید بن علی کی قبر کا پتہ بتلا دیا۔ حکم نے قبر کھدوا کر لاش نکالی اور سر کاٹ کر یوسف کے پاس بھیج دیا اور یوسف نے ہشام کی خدمت میں دمشق بھیج دیا۔ ہشام نے دروازہ دمشق پر نصب کرایا۔ یوسف نے حکم کو لکھ بھیجا کہ زید، نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحٰق کی لاشوں کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دو اور چند آدمیوں کو ان کی حفاظت پر مامور کر دو۔ لیکن جب ولید بن یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو ان لاشوں کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

زید بن علی کی شہادت کے بعد آپ کے لڑکے یحییٰ ابن زید کربلا کی طرف چلے گئے تھے۔ پھر آ کر عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس آ کر چھپ رہے۔ یہاں تک کہ شورش کم ہو گئی۔ اس وقت یحییٰ بن زید چند زیدیوں کے ساتھ خراسان کی طرف چلے گئے۔

**دعوتِ خلافتِ عباسیہ** بنو ہاشم درپردہ ان میں سے مسلمانوں کو خلافت بنو ہاشم کی ترغیب دے رہے تھے وہ مہم کو اسی زمانے سے پوشیدہ طور پر کر رہے تھے جس زمانے میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے دعاۃ (مبلغوں) کو سیاہ لباس میں عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز میں ممالک اسلامیہ کی جانب روانہ کیا تھا۔ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کسی ضرورت سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے۔ بوقت واپسی حمیمہ (مضافات بلقاء) محمد بن علی کی طرف ہو کر گزرے اور راستہ ہی میں زہر سے جاں بحق ہو گئے۔ بوقت وفات محمد بن علی کو خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے۔

**ابو ہاشم عبداللہ بن محمد** چونکہ اس سے پیشتر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد نے اپنے ہوا خواہان عراق و خراسان کو بھی سمجھا دیا تھا کہ آئندہ ایک دن خلافت اسلامیہ پر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس وجہ سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد ان کے ہوا خواہوں کی آمد و رفت محمد کے پاس شروع ہو گئی اور ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تب انہوں نے دعاۃ کو ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ میسرہ کو عراق کی جانب، محمد بن خنیس، ابو عکرمہ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار (ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) کو خراسان کی جانب روانہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ خراسان پہنچ کر پوشیدہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے۔ اکثر آدمیوں نے قبول و منظور کر لیا۔ چند دنوں کے بعد محمد بن خنیس وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لے کر میسرہ کے پاس آئے جنہوں نے ان کی دعوت قبول کر لی تھی۔ میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے بارہ نقیب منتخب کیے۔ جن کے نام یہ تھے: سلیمان بن کثیر خزاعی، لاہز بن قریظ تمیمی، قحطبہ بن شبیب طائی، موسیٰ بن کعب تمیمی، خالد بن ابراہیم، قاسم بن مجاشع تمیمی، ابو النجم عمران بن اسمٰعیل (ابو معیط کے آزاد غلام)، مالک بن ہیثم خزاعی، طلحہ بن زریق خزاعی، ابو حمزہ عمرو بن اعین (خزاعہ کے آزاد غلام)، ابو علی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد غلام)، عیسیٰ بن اعین اور ان کے بعد ستر آدمیوں کو

خلافت عباسیہ کی تحریک کی ترغیب دینے کے لئے انتخاب کیا۔

محمد بن علی محمد بن علی نے ایک جماعت تیار کر کے ان لوگوں کو الگ الگ رخصت کیا کہ ان کی ہدایت کے مطابق ان لوگوں نے دعوت دی اور لوگوں کو [illegible] ایک مدت تک کچھ معلوم نہ ہوا۔ بعد ازاں ۱۰۲ھ میں سعید حرشی کے عہد حکومت میں یہ راز [illegible] کہ یہ لوگ [illegible] ان داعیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا گیا [illegible] اتفاق سے ۱۰۷ھ میں اسد بن عبداللہ نے ان کے داعیوں کو گرفتار کر لیا۔ بعض لوگوں نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا۔ مگر عباسیوں کے چند لوگوں نے ان کی ضمانت کی اور وہ لوگ رہا ہو گئے تھے۔ ۱۱۸ھ میں محمد بن علی کا [illegible] اسی زمانہ میں ابو عکرمہ سراج [illegible] نے محمد بن علی سے [illegible] ابو محمد صادق [illegible] آپ نے ہاتھ پاؤں [illegible] اور ان کی بیعت کے [illegible] اسی وقت [illegible] ہو گئی۔

بکیر بن ماہان [illegible] ابو عکرمہ صادق، محمد بن خنیس اور عمار عبادی [illegible] کے ساتھ ملاقات ہوئی ان لوگوں نے [illegible] دعوت [illegible] ۱۰۹ھ [illegible] ابو عکرمہ صادق محمد بن خنیس عمار عبادی [illegible] خراسان کی طرف خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے کو روانہ کیا [illegible] اسد بن عبداللہ [illegible] ان لوگوں [illegible] ہاتھ پاؤں کٹوا کر [illegible] کر دیا [illegible] محمد بن علی کو [illegible] آپ نے جواب تحریر کیا

> الحمد لله الذي صدق دعوتكم ومقالتكم وقد بقيت منكم قتلى ستقتل
>
> "سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے تمہاری دعوت اور قول کو سچا کیا ابھی تم میں کچھ باقی ہیں کہ وہ بھی قتل ہوں گے"۔

**ابو محمد زیاد کا قتل:** بعض کا بیان ہے کہ پہلا شخص جو محمد بن علی کی جانب سے داعی ہو کر خراسان آیا وہ ابو محمد زیاد ہمدانی کا آزاد غلام تھا [illegible] خالد بن عبداللہ [illegible] عہد خلافت ہشام [illegible] محمد بن علی [illegible] آل عباس کی [illegible] ملازمت [illegible] غالب [illegible] ایام [illegible] اتفاق [illegible] کے [illegible] خلافت [illegible] کوئی [illegible] اسد [illegible] قتل [illegible] خراسان میں [illegible] شخص [illegible] سے [illegible] قتل [illegible] گیا۔

**عمار بن یزید خداش:** اسد بن عبداللہ نے ۱۰۷ھ میں اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کو گرفتار کرا کر تین تین سو کوڑے لگوا کر قید کر دیا لیکن حسن بن زید ازدی کی شہادت صفائی دینے سے رہا کر دیا۔ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن یزید کو اپنی جماعت کا سردار بنا کر خراسان کی جانب روانہ کیا۔ مرو میں پہنچ کر اس نے اپنے کو خداش کے نام سے موسوم و مشہور کیا۔ جب لوگ اس کے متبع ہو چکے تو کفر کی تعلیم دینے لگے۔ اور تناسخ کو بیان کر دیا، صوم و صلوٰۃ و حج کی تاویلیں کرنے لگے کہ صوم کے معنی یہ ہیں کہ امام کا ذکر نہ کرو اور اس کا نام بھول کر بھی زبان پر نہ لاؤ اور صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ امام کے لئے دعا کرو۔ حج یہ ہے کہ اس کی طرف قصد کرو۔ مالک بن ہیثم اور [illegible] نے اس کی باتوں پر [illegible] کیا۔ اسد کو اطلاع ہوئی تو خداش کو گرفتار کرا کے پھانسی دے دی۔ محمد بن علی تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے خداش کی تقلید کر لی تھی۔

**سلیمان بن کثیر:** ۱۲۰ھ میں اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عذر تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالے کیا جس میں سوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے کچھ نہ تھا۔ اہل خراسان یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خداش کے کرتوتوں کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ہامان کو ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں خداش کی مذمت درج کی گئی تھی۔ اہل خراسان نے باور نہ کیا۔ بکیر مجبور ہو کر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ تب آپ نے چند عصا مرتب فرما کر دوبارہ بھیجا۔ بعض پر لوہا اور بعض پر تانبا چڑھا ہوا تھا۔ بکیر نے سب کو جمع کر کے ہر ایک کو عصا دیا۔ ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہو گیا۔ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

**ابراہیم بن محمد بن علی:** ۱۲۵ھ کا ذکر ہے کہ محمد بن علی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرتے وقت اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا جانشین بنا گئے اور سب لوگوں کو ان کی اطاعت کی وصیت کر گئے۔ اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ ان کو امام کہا کرتے تھے۔ بکیر بن ہامان محمد بن علی کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتیں لے کر خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ مرو میں پہنچ کر قیام کیا۔ شیعان علی اور نقبا کو جمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں۔ سب نے بسر و چشم قبول و منظور کیا اور جو کچھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہو گیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

**ابراہیم بن عثمان:** ان واقعات کے بعد ۱۲۸ھ میں ابو مسلم کو خراسان کی طرف بھیجا گیا۔ لوگوں نے اس کے متعلق ہونے اور ابو ہاشم امام [illegible] کے باپ محمد بن علی سے ملنے کے حساب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بزرجمہر کی اولاد سے تھا اصفہان میں پیدا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ السراج اس کے باپ کی وصیت کے مطابق جس وقت یہ سات برس کا تھا کوفہ لے آیا۔ یہیں اس نے نشو و نما پائی۔ رفتہ رفتہ ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دریافت فرمایا "تمہارا نام کیا ہے؟" عرض کیا "ابراہیم بن عثمان بن یسار"۔ ابراہیم امام نے کہا "نہیں تمہارا نام عبدالرحمن ہے"۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے اس کا

عقد ابو النجم عمران بن اسمٰعیل کی لڑکی سے کر دیا (جو معیط بن ابی سے تھا) خراسان میں رہ کر بڑی اولاد کی اور ابو مسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح محرز بن ابراہیم سے اور دوسری لڑکی اسماء کا نکاح فہم بن محرز سے کر دیا۔ فاطمہ کی نسل تو چلی نہیں اور یہی فاطمی کے لقب سے یاد کی جاتی ہے لیکن اسماء صاحب الاولاد ہوئی۔

**ابراہیم امام اور ابو مسلم:** بعض مؤرخین ابراہیم امام سے ابو مسلم کے ملنے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں۔ ابو مسلم موسیٰ سراج کے پاس رہتا تھا اور اسی سے زین (چرم سازی) کا کام سیکھا تھا۔ آخرش اصفہان، جبال، جزیرہ اور موصل تجارت کی غرض سے زین لے کر جایا کرتا تھا۔ اسی زمانے میں یوسف بن عمران ثقفی نے عاصم بن یوسف عجلی (برادر عیسیٰ بن معقل) اور اس کے دونوں بھتیجوں عیسیٰ و ادریس پسران معقل کو وہاں جو عمالی کے الزام میں خالد قسری کے عمال کے ساتھ قید کر دیا اور ابو مسلم خدا جانے کس طرح ان لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے قید خانے میں پہنچ گیا اور ان کی ترغیب سے جو عباسیوں کا ہوا خواہ ہو گیا اور بعض کہتے ہیں [illegible] ابو مسلم ابراہیم امام کے پاس بطور تحفہ بھیجا۔ یہ عجلی کا اصفہان یا کسی پہاڑی شہر کا غلام تھا اور ان کی وجہ سے ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کا نام ابراہیم تھا اور لقب حیکان۔ ابراہیم امام نے اس کو عبدالرحمٰن کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو مسلم رکھی۔

**ابو مسلم کے متعلق مختلف آراء:** اور بعض یہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب خراسان سے ابراہیم امام کے پاس مکہ جا رہے تھے۔ عاصم بن یونس، عیسیٰ و ادریس پسران معقل عجلی کی طرف سے (جہاں یہ قید تھے) ہو کر گزرے، ابو مسلم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ عاصم عجلی سے اس کو مانگ لیا۔ مکہ پہنچ کر ابراہیم امام سے ملے۔ آپ کو بھی ابو مسلم بہت پسند آیا۔ آپ نے بکیر ابن ماہان سے اپنی خدمت کرنے کو لے لیا اس کے بعد یہ لوگ ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ اپنی جانب سے کسی شخص کو خراسان روانہ فرمائیے۔ تب آپ نے ابو مسلم کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ پس جب ابو مسلم کو خراسان میں رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا اور اس کے قدم کو ایک گونہ استحکام ہو گیا تو یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ میں سلیط بن عبداللہ بن عباس کی اولاد سے ہوں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس کی ایک لونڈی کے بطن سے ایک لڑکا بازنا سے پیدا ہوا۔ آپ نے لونڈی پر حد شرعی جاری کی اور اس کے لڑکے کو سلیط کے نام سے موسوم کر کے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ سن رشد پر پہنچنے کے بعد اس نے اور دیگر بنی عبدالمطلب سے مراسم و اتحاد پیدا کر لیے۔ تب موقع پا کر اس نے دعویٰ کر دیا کہ میں عبداللہ بن عباس کا لڑکا ہوں اور اس کی تائید میں شہادتیں پیش کیں۔ قاضی دمشق نے بھی دعویٰ کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس سے عبداللہ کی خدمت میں عمر الدن رہتے تھے جو ابو رافع خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے سلیط کی زیادتیوں سے تنگ آ کر اس کے قتل کا قصد کیا لیکن علی بن عبداللہ نے منع کر دیا۔ ایک روز اتفاق سے سلیط، علی بن عبداللہ اور عمر الدن ایک باغ میں گئے۔ علی بن عبداللہ تو سو گئے، سلیط اور عمر الدن میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو

کیا۔ عمرالدن نے سلیط کو مار کر ایک گڑھے میں دفن کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ولید تک پہنچی۔ ولید نے علی بن عبداللہ کو طلب کر کے سلیط کا حال دریافت کیا۔ آپ نے لاعلمی ظاہر کی اس پر ولید نے باغ کی زمین کھدوائی ایک گڑھے سے سلیط کی لاش برآمد ہوئی۔ ولید نے علی بن عبداللہ کو درے لگوانے کا حکم دیا عمرالدن کا پتہ نہ چلا۔ عباد بن زیاد نے سفارش کر کے جان بچائی اور دمشق سے حمیمہ کی طرف بھیج دیا۔ جب سلیمان بن عبدالملک مسند خلافت پر متمکن ہوا تو حمیمہ سے دمشق میں بلا لیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ ابومسلم عجلیوں کا غلام تھا اور بکیر بن ہامان جو کسی گورنر کا کاتب (منشی) تھا کسی ضرورت سے وارد کوفہ ہوا اور کسی جرم میں دھر لیا گیا تو عجلیوں کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا۔ اسی قید خانے میں چند عجلی اور ابومسلم عیسیٰ بن معقل اور ادریس ابو عاصم بھی قید تھا۔ بکیر نے ان لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے ان لوگوں نے اس دعوت کی تائید کی اور بہ خوشی خاطر اس کو منظور کر لیا۔ بکیر کی نظر ابومسلم پر پڑی تو اس نے اس کو ایک کار آمد پرندہ خیال کر کے عیسیٰ بن معقل سے چار سو درہم کے عوض خرید لیا اور قید خانے سے نکل کر ابراہیم امام کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابراہیم امام نے اپنے مرید ابو موسیٰ سراج کے پاس بھیج دیا جس سے اس نے حدیث کی سماعت کی اور قرآن شریف حفظ کیا۔ ابو موسیٰ سراج کے ہمراہ خراسان آتا جاتا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ ابومسلم کی ابتدا سے محمد بن علی کا غلام تھا۔ جس سے ابراہیم امام نے خرید لیا۔ دو زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔ آپ کے خطوط لے کر خراسان جایا کرتا تھا۔ بعد ازاں ابراہیم امام نے اپنے مریدوں کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت کی۔ بو سلمہ خلال کو جو کوفے میں خلافت عباسیہ قائم کرنے کی دعوت دے رہا تھا لکھ بھیجا کہ میں نے ابومسلم کو بہ حیثیت خراسان کا امیر مقرر کیا ہے۔ تم اس کو بہ نیت اخوت و حرمت سے خراسان روانہ کر دو۔ چنانچہ ابومسلم سلیمان بن کثیر کے مکان پر جا کر ٹھہرا۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے اس کو ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

اس کے بعد ۱۲۶ھ میں سلیمان بن کثیر، لاہز بن قریظ اور قحطبہ مکہ معظمہ میں ابراہیم امام سے ملنے گئے بیس ہزار دینار دو لاکھ درہم اور کچھ مشک تحفے تحائف اسباب کے نذر کئے۔ انہیں لوگوں کے ہمراہ ابومسلم بھی آیا ہوا تھا۔ سلیمان بن کثیر وغیرہ نے ابومسلم کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا یہ آپ کا خادم ہے۔ اسی سنہ میں بکیر بن ہامان نے لکھ بھیجا کہ میں مرض موت میں مبتلا ہوں اور میں نے اپنے بعد ابو سلمہ حفص بن سلیمان خلال کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ وہ بھی اس امر پر راضی ہے۔ ابراہیم امام نے ابو سلمہ حفص بن سلیمان کو دعوت خلافت عباسیہ جاری رکھنے اور اپنے ہوا خواہوں کو اس کی اطاعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ اہل خراسان نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ان کے پاس خمس و زکوٰۃ وغیرہ کی رقم جمع تھی ابراہیم امام کے پاس بھیج دیا۔ پھر ۱۲۸ھ میں آپ نے اپنے غلام ابومسلم کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور اپنے ہوا خواہوں کو اس مضمون کا خط لکھا "میں نے ابومسلم کو ایک خاص کام پر مامور کیا ہے۔ اس کو جو کچھ حکم دے اس کی اطاعت کرو میں نے اس کو خراسان پر اور جس پر یہ متصرف ہو اس کا امیر مقرر کیا ہے" لیکن ہوا خواہان خلافت عباسیہ نے ابومسلم سے منحرف ہو کر اس کے کسی حکم کی تعمیل نہ کی۔ اگلے سال جب وفد ابراہیم امام کے پاس مکہ معظمہ آئے ابومسلم بھی ان کے ساتھ آیا تھا۔ ابومسلم

نے ان لوگوں کی اطاعت قبول کر کے نئی حکومت کی ابراہیم امام نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "ہم نے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تم لوگوں سے ایک بات کہی کہ ابو مسلم ہے کہا تو لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا یہ سلیمان بن کثیر، ابراہیم بن سلمہ کی طرف اشارہ تھا اور میری رائے ابو مسلم کی رائے سے متفق ہے وہ ہم میں سے اور ہمارے خاندان سے ہے اس لئے تمہیں چاہیے کہ تم اس کی اطاعت میں سرگرم رہنا" پھر ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولے "یمنیوں میں جا کر قیام کرنا اور ان کی عزت و احترام سے پیش آنا کیونکہ انہی لوگوں سے کام انجام پائے گا اور ربیعہ لوگوں سے بدگمان رہنا باقی رہے مضر یہ تو دشمن جانی ہیں اور جن سے تمہیں کچھ شبہ ہو تو فوراً اس کو قتل کر ڈالنا اور اگر ممکن ہو تو خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نہ رکھنا اور جب کوئی امر مشکل آ جائے تو سلیمان بن کثیر سے مشورہ کر لینا اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرنا" ابراہیم تقریر کے ختم ہونے پر ابو مسلم اور دوسرے لوگ جلسہ برخاست ہو کر امام سے رخصت ہو کر خراسان کو روانہ ہو گئے

**ہشام بن عبدالملک کی وفات:** ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں جس وقت کہ ہشام بن عبدالملک مقام رصافہ میں تھے پیام اجل آ پہنچا۔ انیس برس حکومت کی اس کے بعد ان کے بھائی یزید کا بیٹا ولید بن یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔

# باب : ۱۰

## ولید بن یزید

**ہشام اور ولید بن یزید:** ہشام بن عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک حسب ولی عہدی یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ ابتدا ہی سے عیاش مزاج، کثرت شراب اور عشق پرست تھا۔ انہی وجوہات سے ہشام بن عبدالملک نے اس کو ولی عہدی سے معزول کر دینے کا قصد کیا تھا لیکن اس پر کامیاب نہ ہو سکا۔ ہم جنس والوں کی صحبت میں رہتا جاتا، کیونکہ ہشام اس سے تنگ آتا تھا۔ چنانچہ یہ ایک مرتبہ اپنے مصاحبین اور خدام کے ہمراہ دمشق باہر نکل کر چلا گیا تھا۔ اور اپنے میر منشی عیاض بن مسلم کو روزانہ حالات لکھنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا۔ ہشام نے اس کو درے لگوا کر قید کر دیا۔ اس زمانے سے ولید برابر دمشق سے باہر رہا۔ یہاں تک کہ ہشام کا زمانہ موت قریب آ گیا اور اس کا آزاد غلام ابو محمد سفیانی قاصد بن کے اس کے پاس سالم بن عبدالرحمن صاحب دیوان خاتم لے کر ہشام کی وفات کی خبر لے کر آیا۔ ولید نے اپنے میر منشی عیاض کا حال دریافت کیا۔ جواب دیا "قید میں ہے"۔ ولید نے اسی وقت تاکید سے کہلا دیا کہ "جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس کو بہت حفاظت سے رکھو۔ اگر ہشام بھی کوئی چیز طلب کرے تو نہ دو"۔ پھر جب ہشام مر گیا تو عیاض نے قید خانے سے نکل کر خزانوں کی حفاظت کی۔ دروازوں پر قفل لگایا اور ولید نے اسی وقت اپنے چچا عباس بن عبدالملک کو بھیجا کہ رصافہ میں جا کر ہشام اور اس کے لڑکوں، نوکروں اور خادموں کے مال و اسباب کی ایک فہرست تیار کر کے اس کو اپنے قبضے میں کر لیا جائے۔ مگر مسلمہ بن ہشام سے تعرض ہونے کو منع کر دیا کیونکہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کو کہا کرتا تھا۔ عباس نے اس کی تعمیل کی۔

**بیعت خلافت:** اس کے بعد ولید نے عمال کو دوبارہ مقرر کرنے کے لئے احکامات جاری کئے اور تمام ممالک محروسہ میں بیعت لینے کو لکھ بھیجا۔ عمال نے اپنے اپنے صوبوں میں بیعت لے کر[1] اطلاع بھیج دی۔ مروان بن محمد نے اپنی بیعت لکھ بھیجی اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ بیعت خلافت لینے کے بعد ولید نے اسی سال ۱۲۵ھ میں اپنے دو لڑکوں حکم و عثمان کی ولی عہدی کی بیعت کر لی اور ان کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنایا اور ایک تحریر کے ذریعہ عراق و خراسان میں اس کو مشتہر کر دیا۔

---

[1] [illegible]

**نصر بن سیار:** ولید نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال ۱۲۵ھ میں تنہا نصر بن سیار کو خراسان کی گورنری پر مامور کیا۔ بعد ازاں ولید کے پاس یوسف بن عمر آیا، منت و سماجت کر کے نصر اور ان کے عمال کو معزول کرا دیا اور ولید سے خراسان کی گورنری اپنے نام لکھوا لی اور نصر کو لکھ بھیجا کہ اپنے عمال سمیت ہدایا اور تحائف لے کر چلے آؤ۔ ولید نے بھی اس کو اسی مضمون کا ایک فرمان لکھ بھیجا۔ نصر کو آنے میں تامل ہوا۔ یوسف کے ایلچی نے تعمیل حکم پر مجبور کرنا چاہا تو نصر نے کچھ لالچ دے کر اسے راضی کر لیا۔ یوسف نے اس کے بعد دوسرا ایلچی روانہ کیا۔ نصر نے مجبور ہو کر روانگی کا قصد کیا۔ خراسان پر عصمت بن عبداللہ اسدی کو، شاش پر موسیٰ بن ورقا کو، سمرقند پر حسان کو جو اہل صغانیان سے تھا اور آمل پر مقاتل بن علی سغدی کو مقرر کیا اور یہ کہہ دیا کہ جس وقت تم کو میرے متعلق کوئی بری خبر معلوم ہو تو ترکوں کو دوبارہ خراسان میں بلا لینا تاکہ مجھے پھر خراسان کی جانب واپس آنا پڑے۔ نصر عراق کے راستے ہی میں تھا کہ مقام بیہق میں ولید کا ایک آزاد غلام ملا اور اس نے شام کے فسادات اور ولید کے قتل اور منصور بن جمہور کے عراق آنے اور یوسف بن عمر کے بھاگنے کی خبر دی۔ نصر نے یہ سب حالات سنا تو واپس ہو گیا۔

**یحییٰ بن زید:** یحییٰ بن زید اپنے باپ زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بعد خراسان کی طرف چلے گئے اور بلخ میں پہنچ کر حریش بن عمرو کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو یوسف نے نصر کو لکھا کہ حریش کے مکان سے یحییٰ بن زید کو گرفتار کر کے بھیج دو۔ نصر نے حریش سے یحییٰ کے متعلق دریافت کیا۔ حریش نے صاف جواب دے دیا۔ نصر نے حریش کو چھ سو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ پھر بھی حریش نے یحییٰ کا پتہ نہ بتایا۔ قریش بن حریش نے اپنے باپ کی سزا دہی کی مصیبت سے بچانے کو یحییٰ کا پتہ بتا دیا اور نصر نے یحییٰ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرضداشت ولید کے پاس بھیج دی۔ ولید نے یحییٰ اور ان کے ہمراہیوں کے رہا کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ نصر نے یحییٰ کو قید خانے سے رہا کر کے ولید کے پاس چلے جانے کی ہدایت کی۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے بلخ سے روانہ ہو کر سرخس میں پہنچے اور یہیں قیام کیا۔ نصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو عبداللہ بن قیس بن عباد کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن قیس نے یحییٰ کو بیہق کی طرف نکال دیا۔ غرض یحییٰ کے قدم سرخس میں بھی یوسف بن عمر کے خوف سے نہ جم سکے مجبور ہو کر نیشاپور کی طرف چلے گئے۔

**یحییٰ بن زید کی شہادت:** ان دنوں عمرو بن زرارہ نیشاپور پر متعین تھا۔ یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ [illegible] [illegible] ان سب کے سب تھک گئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے چند سواریاں خرید لی تھیں۔ عمرو بن زرارہ نے یحییٰ کے ان سواریوں کے لینے اور ان کے خریدنے کا حال لکھ بھیجا۔ نصر ان لوگوں کے پیچھے پیچھے بھاگا اور عمرو بن زرارہ کو جنگ کرنے کا حکم بھی دے دیا۔ عمرو بن زرارہ دس ہزار کی جمعیت سے یحییٰ کے مقابلے پر آیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ اس معرکے میں عمرو بن زرارہ مع بہت سے اس کے ہمراہیوں کے مارا گیا۔ میدان جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا۔ اس جنگ کے بعد یحییٰ نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ ہرات پہنچ کر کسی کو ہرات سے تعرض نہیں کیا، آگے بڑھے۔ نصر نے یہ خبر پا کر سلم بن احوز مازنی کو یحییٰ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مقام جوزجان میں مڈ بھیڑ ہو گئی۔ اثنائے جنگ میں یحییٰ مارے گئے اور آپ کے کل ہمراہی

میدان جنگ میں تلواروں کے سایوں کے نیچے موت کی آغوش میں محو خواب ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مسلم بن احوز نے یحییٰ کا سر ولید کے پاس دمشق میں بھیج دیا اور نعش کو جوزجان میں سولی پر چڑھا دیا۔ ولید نے یوسف بن عمر کے نام ایک فرمان لکھ بھیجا کہ زید کی نعش کو جلا دو۔ چنانچہ وہ جلائی گئی اور خاکستر دریائے فرات میں بہا دی۔ یحییٰ کی نعش اسی طرح پھانسی پر لٹکی رہی جب تک کہ ابومسلم خراسانی خراسان پر مستولی ہوا اور اس نے نعش کو پھانسی سے اتار کر دفن کرایا۔ بعد ازاں یحییٰ کے خون کا بدلہ لیا یعنی جو لوگ ان کے قتل میں شریک تھے اور اس وقت زندہ تھے ان کو قتل کرایا اور جو لوگ مر چکے تھے ان کے اقرباء کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔

**خالد بن عبداللہ** یوسف بن عمر نے کوفہ کی امارت سے معزول ہوتے ہی خالد اور ان کے اعزہ و عمال کو اور خالد کے ہوا خواہوں کو قید کر لیا۔ چنانچہ خالد اور ان کے بھتیجے اور لڑکے وغیرہ سب خاندان کے لوگ بن اسماعیل کے قبضہ میں قید رہے۔ قید ہی میں یوسف نے ہشام سے خالد کو اذیت دینے کی اجازت طلب کی۔ ہشام نے اجازت دے دی لیکن شرط یہ عائد کی کہ اگر خالد اذیت سے مر گیا تو تم بھی اس کے بدلے قتل کیے جاؤ گے۔ یوسف نے اس شرط سے ڈر کر خالد کو معمولی اذیتیں دے کر چھوڑ دیا۔ ۱۲۱ھ میں ہشام نے خالد کی رہائی کا حکم دے دیا۔ خالد قید سے چھوٹ کر مع اپنے ساتھیوں کے شام آئے اور دمشق میں سکونت اختیار کر لی۔ ۱۲۲ھ میں امام زید نے خروج کیا اور قتل ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد یوسف بن عمر نے ہشام سے بیان کیا کہ خالد کی سازش سے زید نے خروج کیا تھا اور بنو ہاشم کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ ہشام نے یوسف کی باتوں پر توجہ نہ کی، قاصد کو پٹوا دیا اور یوسف کو لکھا کہ خالد اس معاملہ سے بالکل بے تعلق ہے۔

**خالد کے خلاف سازش** خالد سے کاروں تک رہے پھر دمشق میں آ گیا اور اپنے اہل و عیال کو رصافہ کے ساتھ بھیج دیا۔ ان دنوں کلثوم بن عیاض قشیری دمشق کا امیر تھا۔ اس کو خالد سے عداوت تھی۔ اتفاق سے ایک رات دمشق کے ایک محلے میں آگ لگ گئی۔ کلثوم نے ہشام کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ خالد کے غلاموں نے یہ آگ لگائی ہے اور وہ اس وقت شب کو دمشق کے محلوں میں آگ لگاتے پھرتے ہیں۔ ہشام نے اس کی تحقیق کی، یہ بات بے اصل ثابت ہوئی۔ ہشام نے خالد کے غلاموں کو چھوڑ دیا۔ چند روز کے بعد ولید بن عبدالرحمٰن عامل خراج (قلعہ) نے ہشام کی خدمت میں ایک عرضی روانہ کی۔ جس میں ان کو لکھا کہ خالد کے ایک غلام نے دعویٰ کیا ہے کہ خالد نے اس کا مال لے لیا ہے۔ ہشام نے اس عرضی کو خالد کے پاس بھیج دیا۔ کلثوم نے خالد کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تمہارے ذمہ اس قدر مال باقی ہے۔ جب خالد مطالبہ سے واقف ہوا، دمشق سے چلے گئے اور خالد نے کہا کہ یہ عجب بات ہے کہ ہشام نے اہل عراق کو میرے قید خانے میں بھیجا ہے اور مجھ کو بلاتا ہے۔ خالد نے مال ادا نہیں کیا اور کہا کہ ہشام نے اہل عراق کو میرے خلاف برانگیختہ کیا ہے، ہشام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ تم میری ہی وجہ سے خلیفہ بنے ہو، ہشام خاموش رہے۔ اتفاق سے

دور کو رفع کرے۔ کیا وجہ ہوا کہ ہشام کو اس زیادتی سے کوئی شانی الدر یحزنی والاصل محمد (یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) ارادہ رکھتا"۔ ہشام نے یہ پڑھ کر کہا "ابو الہیثم سٹھیا گیا ہے"۔ اس کے بعد یوسف بن عمر کے خطوط ہشام کی خدمت میں بہ طلب یزید بن خالد آنے لگے۔ ہشام نے کلثوم کو یزید بن خالد کے پکڑنے کو بھیجا۔ یزید یہ سن کر بھاگ گیا اور کلثوم نے خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

**خالد بن عبداللہ کا قتل:** ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کلثوم کو ایک ملامت آمیز فرمان لکھا اور خالد کی رہائی کا حکم دیا۔ جب ولید بن یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے خالد کو بلوایا اور اس کے لڑکے کا حال دریافت کیا۔ خالد نے عرض کیا "ہشام کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور ہم لوگ تو امیر المومنین کی خلافت کے منتظر تھے شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت مرحمت فرمائی۔ غالباً میرا لڑکا اپنے ہم وطنوں کے پاس بلاد شراۃ چلا گیا ہو"۔ ولید بولا "نہیں! بلکہ تم نے اس کو فتنہ و فساد برپا کرنے کی غرض سے مجبور کر دیا ہے"۔ خالد نے عرض کیا "امیر المومنین کا یہ خیال درست نہیں ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جو ہمیشہ خلافت پناہوں کے مطیع رہے ہیں"۔ ولید نے جھلا کر کہا "بہتر یہ ہے کہ تم اس کو حاضر کرو ورنہ [illegible] جان پر ہو گا"۔ خالد نے گردن اٹھا کر جواب دیا "واللہ اگر میرا لڑکا میرے قدموں کے نیچے بھی ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا"۔ ولید یہ سن کر غصہ سے سرخ ہو گیا اور خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یہاں تک کہ یوسف بن عمر عراق سے بہت سا مال و اسباب لے کر دمشق میں آیا۔ ولید نے خالد کے پاس کہلا بھیجا کہ "یوسف بن عمر کو پانچ کروڑ میں خریدنا چاہتا ہے مناسب ہے کہ تم خود اس رقم کو ادا کر دو ورنہ میں تم کو اس کے حوالے کر دوں گا"۔ خالد نے جواب دیا "عرب کبھی فروخت نہیں کئے گئے۔ واللہ اگر تم مجھ سے [illegible] آنے پر بھی ضمانت طلب کرتے تو میں ہرگز ضمانت نہ دیتا"۔ ولید نے یہ جواب پا کر خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا کر کمبل اوڑھا کر بٹھوایا۔ طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ خالد کمال استقلال سے ان مصائب کو برداشت کرتا رہا۔ چند دنوں بعد یوسف نے خالد کو کوفہ کی طرف روانہ کر دیا۔ یہاں آ کر شکنجے کے صدمے سے بے جان ہو گیا اور اسی شب کمبل میں لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ کسی تیز آلے سے خالد مار ڈالا گیا تھا جو اس کی پیشانی میں رکھ دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے پاؤں پر لکڑیاں رکھوائی گئی تھیں جس پر لوگ سوار ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اس صدمے سے خالد کے پاؤں ٹوٹ گئے اور راہی ملک عدم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۶ھ کا ہے۔

**ولید کا کردار:** چونکہ ولید نے بیعت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد کئی اچھے خصائل و عادات کو چھوڑ دیے تھے اور اس سے اکثر افعال ناشائستہ سرزد ہوئے۔ بعضے اور فعل اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ولید نے ایک بار کلام مجید کھول کر فال دیکھی۔ اتفاق سے اس کی نظر اس آیت "وخاب کل جبار عنید" پہ پڑی۔ جھنجھلا کر قرآن شریف کو نشانہ بنا کے تیروں سے مارا اور اس واقعہ میں اس کے دو شعر بھی پڑھے جاتے ہیں جن کو ہم نے بوجہ مطبوع و خراب ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ لوگوں نے اس کی نسبت

---

[1] [illegible] ولید کے یہ شعر [illegible] ابن خلدون نے [illegible] ہم [illegible] کرتے ہیں۔

تهددني بجبار عنيد فها انا ذاك جبار عنيد

اذا ما جئت ربك يوم حشر فقل يا رب مزقني الوليد

[2] [illegible] اپنے رب کے پاس [illegible] کیا ہے۔

کثرت سے برائیاں منسوب کی ہیں اور اکثر مورخین نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔ اس بیان سے کہ دشمنان ولید نے براہ عداوت اس کی طرف ان ناشائستہ امور کو منسوب کر دیا ہے۔

مدائنی کہتا ہے کہ ایک روز عمر بن یزید (برادر ولید) کا لڑکا خلیفہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ رشید نے دریافت کیا "تم کون ہو؟" جواب دیا "قریشی ہوں" پھر استفسار کیا "قریش کے کس نسب سے ہو؟" ابن عمر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلیفہ رشید بولا "جواب دو میں تم کو امان دیتا ہوں تم خواہ مروان ہی کیوں نہ ہو"۔ عرض کیا "میں عمر بن یزید کا لڑکا ہوں"۔ خلیفہ رشید نے کہا "اللہ تعالیٰ ولید پر رحم کرے اور یزید ناقص پر لعنت کرے کیونکہ اس نے ایک ایسے خلیفہ کو قتل کیا ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کر لیا تھا۔ تم اپنی حاجت بیان کرو"۔ ابن عمر نے اپنی حاجت بیان کی تو پوری کر دی گئی۔

شبیب بن شیبہ بیان کرتا ہے کہ ہم لوگ خلیفہ مہدی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں ولید کا ذکر آ گیا۔ مہدی بولا "وہ تو زندیق تھا"۔ ابن علاثہ فقیہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل ہے وہ کسی زندیق کو نبوت کی خلافت اور امت مرحومہ کی حکومت نہ عطا فرمائے گا۔ مجھ سے ایک ایسے شخص نے جو صاحب مجلس مے نوشی میں طہارت و صلوٰۃ میں اس کا شخصی طور پر علم رکھتا تھا یہ بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رنگین و خوشبودار کپڑوں کو اتار کر سفید صاف کپڑے پہنتا تھا، باقاعدہ وضو کرتا اس کے بعد اپنے رب کے سامنے نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا تھا۔ آپ فرما سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ ایسے کام کرے گا؟" مہدی نے کہا "اے ابن علاثہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے"۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص (ولید) اپنے ہم چشموں میں حسد کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور از راہ حسد اس کی طرف طرح طرح کی ناشائستہ حرکات منسوب کر دی گئی ہیں۔ البتہ وہ اپنے دوستوں کے جلسوں میں پرمذاق اشعار پڑھا کرتا تھا"۔ اس نے بہترین کلام سے جو کہ جب مسلمہ مر گیا تھا اور وہ ہشام کے یہاں تعزیت کرنے کو گیا تھا:

یا امیر المؤمنین ان عقبی من بقی لحوق من مضی و قد اقفر بعد مسلمۃ الصید لمن رمی

و اختل الثغر فوہی و علی اثر من سلف یمضی من خلف فتزودوا ان خیر الزاد التقوی

ہشام نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور حاضرین خاموش ہو گئے۔

**ولید کے خلاف الزامات** باقی رہا اس کا واقعہ قتل، وہ اس طرح واقع ہوا کہ اس کی رذیل حرکات و خسیس عادات سے تنگ ہو کر اس کے بنو اعمام بات بات پر بگڑنے لگے اور یک گونہ اپنے مقصد دلی کے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ سب سے زیادہ مبدائی ان واقعات۔ یہ ہوئی کہ پہلے تو اس نے سلیمان بن ہشام (اپنے چچا زاد بھائی) کو سو کوڑے لگوائے اور سر اور داڑھی منڈوا کر عمان (سرزمین شام) کی جانب جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ اس کے انتقال و زوال حکومت تک سلیمان وہیں قید رہا۔ اس کے بعد یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ علاوہ ان واقعات کے ولید کے ایک لڑکے کو اس کی بیوی سے علیحدہ کر دیا اور ولید نے اکثر لوگوں کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے اس کو فسق و کفر سے متہم اور علاتی ماں کو مباح کر لینے کو اس کی طرف منسوب کیا اور یہ بھی الزام لگایا کہ اس نے بنو امیہ کی جامع مسجدوں پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ جو مشہور کی

کے بیٹوں حکم و عثمان کو ولی عہد مقرر کیا ہے۔ ان معاملات میں یزید بن ولید کو بہت زیادہ دلچسپی تھی اور عوام اس کے کہنے کو وقعت کی نظروں سے بھی دیکھتے تھے۔

**قضاعہ کی بغاوت:** اس کے بعد خالد قسری کے قید ہونے سے یمانیوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوا۔ ان لوگوں نے یہ کہہ کر خروج کیا کہ اس نے خالد قسری کو اس وجہ سے قید کیا ہے کہ اس نے اس کے لڑکوں کی ولی عہدی کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی قضاعہ میں بھی بغاوت ہو گئی۔ شام میں اکثر قضاعہ اور یمنی ہی تھے۔ ولید کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور عوام کا میلان طبع یزید کی طرف ہو گیا جو بڑا متقی سمجھا جاتا تھا۔ یمانیوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ یزید بن ولید بن عبدالملک نے عمرو بن یزید حکمی سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ عمرو بن یزید نے رائے دی کہ تم اپنے بھائی عباس سے بیعت کرنے کو کہو اگر اس نے تمہاری بیعت کر لی تو کوئی شخص بھی مخالفت نہ کرے گا اور نہ یہ ظاہر کر دے گا کہ اس نے میری بیعت کر لی۔ یہ کہنا عوام الناس میں مشہور ہے اور بالخصوص اس کے متبع ہیں۔ یزید نے عباس سے [illegible] عباس نے ہر پیرائے میں مخالفت کی لیکن اس نے مطلق توجہ نہ دی۔ در پردہ لوگوں سے بیعت لیتا رہا اور اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجا اور ان [illegible] یزید با [illegible]۔

**یزید بن ولید:** رفتہ رفتہ اس کی خبر مروان تک ارمینیہ میں پہنچی۔ سعید بن عبدالملک کو یہ خبر لگی تو اس نے عواقب امور و آئندہ خطرات سے ڈرایا۔ سعید کو یہ امر شاق گزرا۔ [illegible] عباس کے پاس مروان کا خط بھیج دیا۔ عباس نے اپنے بھائی یزید کو بلا کر دھمکایا۔ مگر یزید نے اپنے راز کو چھپایا۔ عباس کو یقین ہو گیا۔ جب یزید نے اپنا انتظام درست کر لیا تو لباس تبدیل کر کے سات سواروں کے ساتھ دمشق کا رخ کیا اور رات کے وقت داخل دمشق ہوا۔ اکثر اہل دمشق [illegible] نے خفیہ طور سے بیعت بھی کر لی۔ ان دنوں امیر دمشق عبدالملک بن محمد بن حجاج تھا اور کوتوال شہر ابوالعاج کثیر بن عبداللہ سلمی تھا۔ عبدالملک کسی وجہ سے اپنے لڑکے محمد کو نائب بنا کر دمشق سے قطن میں چلا آیا تھا۔ اتفاق سے ابوالعاج تک یہ خبر پہنچی۔ بازاری افواہ سمجھ کر پروا نہ کی۔ جمعہ کے روز یزید نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ بعد مغرب باب الفرادیس کے قریب چھپے رہنا نماز عشاء کے بعد حملہ ہوگا۔ چنانچہ اس کے ہواخواہ و مصاحبین ایک کونے میں بیٹھے رہے۔ نماز عشاء کی اذان ہوتے ہی مسجد میں داخل ہو گئے۔ ادائے نماز کے بعد مسجد کے نگہبان نے ان لوگوں کے نکالنے کا قصد کیا۔ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

**ابوالعاج کی گرفتاری:** یزید بن عنبسہ دوڑتا ہوا یزید بن ولید کے پاس آیا اور حالات بیان کئے۔ یزید [illegible] آدمیوں کو لے کر مسجد میں آ گیا اور باب المقصورہ کو کھلوا کر دارالامارت میں داخل ہوا۔ ابوالعاج اس وقت شراب کے نشہ میں پڑا ہوا تھا، گرفتار کر لیا گیا اور خزانوں اور بیت المال پر قبضہ کر کے محمد بن عبدالملک بن محمد بن حجاج کو بھی گرفتار کرا لیا۔ جامع مسجد اور [illegible] میں جس قدر آلات حرب تھے سب پر قابض ہو گیا۔ صبح ہوئی تو قرب و جوار کے امراء و رؤسا داخل ہونے لگے۔ اہل داریا اور عیسیٰ بن شبیب ثعلبی رئیس اہل دومہ و حرستا، حمید بن حبیب لخمی رئیس دیر مران اور اہل جرش [illegible] بن ہشام حارثی عمرو و سلامان کی جماعت لئے ہوئے اور یعقوب بن عمیر بن ہانی عبسی جہینہ کے اپنے ہواخواہوں کے ساتھ

بیعت کرنے کو دوڑ پڑے۔

**ولید کی روانگی:** ان لوگوں سے بیعت لینے کے بعد یزید بن ولید نے عبدالرحمن بن مصاد کو دو سو سواروں کا افسر مقرر کر کے عبدالملک بن محمد بن حجاج کی گرفتاری پر مامور کیا۔ عبدالملک بن محمد نے امان حاصل کر کے قصر کا دروازہ کھول دیا۔ اس سے پیشتر ایک اور لشکر ولید کی طرف بھی مقام بخراء بھیج دیا تھا۔ عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک دو ہزار [illegible] روانہ کیا گیا تھا۔ ولید کو ان کی خبر لگی تو اس نے بھی عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی حفاظت کو بھیجا تھوڑا سا مقابلہ کرنے کے بعد اس نے شکست کھائی اور بجائے مقابلہ کے یزید کی بیعت کر لی۔ ولید کے دوستوں اور ہمراہیوں نے بہت چاہا کہ حمص کو چلے جائے اور وہیں قلعہ بند ہونے کی رائے دی، یہ رائے دینے والا یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا۔ عبداللہ بن عنبسہ نے اس سے اختلاف کر کے کہا: ”خلیفہ وقت کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے لشکر اور حرم کو یوں ہی چھوڑ کر کہیں چلا جائے، اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی مدد کرے گا۔“ ولید نے دل مضبوط کر کے کوچ کر دیا، اس کے ہمراہ اس وقت [illegible] کے لشکر کے [illegible] چالیس ہزار تھے۔

**عباس بن ولید کی گرفتاری:** [illegible] جس وقت عباس بن ولید کو [illegible] پہنچا [illegible] دمشق کی [illegible] ولید کی مدد کو بھیجا جا رہا تھا۔ [illegible] عباس [illegible] پکڑ لیا۔ عبدالعزیز بن [illegible] اور [illegible] زیادہ [illegible] بجز اطاعت کتاب و سنت ولید کے پاس کہلا بھیجا۔ ولید کے دوستوں نے [illegible] نہایت [illegible] ساتھ چھوڑ دی۔ عبدالعزیز نے [illegible] اعلان کیا کہ جو کوئی ولید کی طرف سے آ [illegible] منصور بن جمہور کے [illegible] عبدالعزیز کے پاس [illegible] لایا۔ [illegible] ولید نے [illegible] پیغام کہلا بھیجا کہ [illegible] عبدالعزیز نے اس سے انکار کیا اور [illegible] زیادہ [illegible] کے ہو گئے تھے۔ بالآخر ولید کے لشکر کو شکست ہوئی [illegible] طرف سے [illegible] آوازیں آ رہی تھیں۔ [illegible] کا حصول نہایت دشوار ہو رہا تھا۔

**ولید بن یزید کا قتل:** ولید [illegible] اپنے قصر میں گھس گیا۔ دروازے بند کر لیے اور قصر پر چڑھ کر محاصرین کی طرف دیکھ کے ایک آدمی کو بلایا۔ یزید بن عنبسہ سکسکی قریب آیا۔ ولید [illegible] یزید بن عنبسہ نے جواب دیا: ”ہم کو تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ ہمارا انتقام اس کا ہے کہ تم نے محرمات شرعی، شراب [illegible] کا ارتکاب کیا تھا اور [illegible] کو [illegible] خفیف سمجھتے تھے۔“ ولید نے جواب دیا: ”بس [illegible] اللہ تجھے [illegible] نے ذکر کیا ہے اس میں بہت بڑی گنجائش ہے۔“ یزید بن عنبسہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ ولید اپنی نشست گاہ میں واپس آیا اور قرآن شریف کھول کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ”آج کا دن ایسا ہی ہے جیسا کہ

---

[illegible]

اور عثمان جیسا دن تھا۔ یہ کہہ کر قرآن مجید پڑھنے لگا تھا کہ لوگ دیواریں پھاند کر ولید کے پاس پہنچ گئے۔ یزید بن عنبسہ قید کرنے کے ارادے سے ہاتھ پکڑ کر لے چلا۔ اتنے میں منصور بن جمہور ایک گروہ کو لیے ہوئے آ پہنچا۔ چاروں طرف سے لوگوں نے مارنا شروع کیا۔ بالآخر سر کاٹ کر یزید کے پاس لے گئے۔ یزید نے حکم دیا کہ شارع عام پر لٹکا دیا جائے۔ یزید بن فروہ (بنو مروان کے غلام) نے نہایت ادب سے عرض کیا "یہ بادشاہ تھا اور خلیفہ تھا۔ خوارج کے سر لٹکائے جاتے ہیں۔ علاوہ اس کے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے اعزہ و اقارب میں شورش پیدا ہو جائے گی۔" یزید اس پر متفق نہ ہوا اور نیزہ پر رکھ کر دمشق میں تشہیر کرا کر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے حوالہ کر دیا۔ اس شورش میں یزید نے بڑی کوشش کی تھی۔ یہ واقعہ آخر جمادی الآخر ۱۲۶ھ کو ہوا جب کہ ان کی خلافت کو دو برس تین مہینے گزرے تھے۔

# باب : ۱۱

## یزید بن ولید

**یزید کا خطبہ**: ولید کے قتل ہونے کے بعد یزید نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں ولید کی برائیاں بیان کر کے کہا "اسی وجہ سے ہمارا یہ ہے اور میں تم کو امید دلاتا ہوں کہ آئندہ تمہارے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جائے گا۔ تمہارے وظائف تم کو ٹھیک وقت پر دیئے جائیں گے اور جب تک سرحد بلاد اسلامیہ کو مضبوط اور عدل و انصاف سے ہر ایک شہر کو آباد نہ کروں گا کسی شخص کو بلا ضرورت جاگیر نہ دی جائے گی اور جب میں حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو کسی موقوف کر دوں گا، اگر میں ایسا نہ کروں گا تو تم کو اختیار ہے کہ مجھ کو مسند خلافت سے اتار دو"۔

**ولی عہدی کی بیعت**: چونکہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی جس قدر وظائف ولید نے لوگوں کے زیادہ مقرر کئے تھے کم کر دیئے اور ہشام کے عہد خلافت میں جو دیا جاتا تھا وہی جاری کیا تھا اسی سبب سے اس کو یزید ناقص بھی کہا کرتے تھے۔ ولید کے زمانے میں ہر شخص کو علاوہ وظائف سابقہ کے دس دس درہم زیادہ دیئے جاتے تھے۔ ان واقعات سے فارغ ہو کر یزید نے اپنے بھائی ابراہیم اور بعد ابراہیم عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ اس امر پر اس کے احباب قدریہ نے آمادہ کیا تھا۔

**بغاوت حمص**: اس سے جو امیہ کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا۔ آئے دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگے۔ سلیمان بن ہشام قتل ولید کی خبر سن کر عمان کے قید خانے سے نکل آیا۔ مال و اسباب نقد و جنس جو وہاں موجود تھا سب لے کر دمشق کو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد اہل حمص کے کانوں تک یہ خبر اس طرح پہنچی کہ عباس بن ولید نے ولید بن یزید کو قتل کرایا ہے یہ سن کر برہم ہو گئے۔ عباس کا مکان ڈھا دیا، مال و اسباب لوٹ لیا اور گالیاں دیتے ہوئے ولید کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے۔ عباس یہ خبر پا کر اپنے بھائی یزید کے پاس چلا گیا۔ اہل حمص نے ضلع کے اطراف کو خون ولید کے انتقام لینے کو لکھا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک و معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر کو اپنا امیر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے یزید سے اس معاملے میں خط و کتابت کی۔ یزید نے ان کے قاصد کو مار کر نکلوا دیا اور ان کے بھائی مسرور کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ مسرور نے دمشق سے نکل کر حوارین میں پڑاؤ ڈال دیا۔

**مروان بن عبداللہ کا قتل** اس کے بعد [illegible] دمشق [illegible] یزید نے [illegible] قلب [illegible] ہوئے ان کے دل [illegible] کرایا [illegible] اہل حمص کے مقابلہ پر بھیجا [illegible] کی ماتحتی میں [illegible] اہل حمص کا قصد دمشق پر حملہ کرنے کا تھا مروان نے کہا [illegible] کہ اس لشکر کو چھوڑ کر دمشق پر [illegible] اس سے پہلے [illegible] نے ان کو شکست [illegible] [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] ہاتھ [illegible] حمص [illegible] دمشق کی طرف [illegible] سلیمان بن ہشام [illegible] اہل حمص [illegible] [illegible] عبدالملک [illegible] علامہ [illegible]

**اہل حمص کی بغاوت** ان دونوں [illegible] حمص [illegible] عبدالملک [illegible] اللہ [illegible] سلیمان [illegible] یزید [illegible] بن خالد [illegible] عبدالملک کے [illegible] سلیمان [illegible] کو [illegible] دیا۔

**اہل فلسطین و اردن کی شورش** اسی زمانے میں [illegible] اہل فلسطین میں بھی شورش پیدا ہوئی [illegible] سلیمان بن عبدالملک کے [illegible] اہل فلسطین [illegible] سلیمان [illegible] اہل فلسطین [illegible] اہل دمشق [illegible] اہل حمص [illegible] فلسطین [illegible] [illegible] اہل [illegible] [illegible]۔

[illegible] اہل اردن [illegible] کے مقابلہ پر سلیمان بن ہشام نے [illegible] لشکر [illegible]

غرض جو گاؤں و قصبہ راہ میں پڑتا اس کو لوٹتے ہوئے طبریہ کی طرف بڑھے۔ اہل طبریہ نے بھی ساتھ دیا اور یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے مال اسباب پر اپنا تصرف کیا۔ پھر اہل فلسطین واردن، اپنا اپنا گھر بار چھوڑ کر اور اپنے مقامات پر امن و امان سے واپس آ گئے۔

اہل فلسطین واردن کی جماعت منتشر ہونے کے بعد سلیمان بن ہشام صنبرہ میں داخل ہوا۔ اہل اردن نے حاضر ہو کر یزید کی بیعت کی۔ بعد ازاں رملہ میں آیا وہاں کے رہنے والوں سے بھی بیعت لی۔ اس کے بعد ضبعان بن روح فلسطین کا اور ابراہیم بن ولید اردن کا عامل مقرر ہوا۔

**منصور بن جمہور بحیثیت گورنر عراق وخراسان:** یزید الناقص نے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد منصور بن جمہور کو عراق وخراسان کی گورنری پر مامور کیا۔ حالانکہ منصور بدوی اور عمل سے ناواقف تھا لیکن اس کو یہ حکومت اس وجہ سے دی گئی تھی کہ اس نے یزید کی ولید کے قتل میں بڑی خیر خواہی سے خدمت کی تھی اور آل خاندان مثل یوسف کا دشمن تھا۔ جس وقت یوسف کو قتل ولید کی اطلاع پہنچی اور یزید کا خطرہ پیش نظر رکھ کر جان بچانے کی تدبیر کرنے لگا کہ کسی طرح اپنے گھر والوں سے متعلق ہو جائے تب جب یوسف نے ان حالات کو بدلا ہوا پایا تو بلقاء کی طرف آیا۔ اس وقت منصور نے مقام عین التمر سے سپہ سالاران شام کو جو حیرہ میں تھے یوسف اور اس کے عمال کی گرفتاری کے لئے لکھا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر بغرض اختفا بلقاء کے قطعہ میں پہنچا اور جب منصور حیرہ میں آ پہنچا تو یوسف محمد بن سعید بن العاص کے مکان میں چھپ رہا اور وہاں سے بھیس بدل کر اپنے تئیں شام کی طرف روانہ ہوا۔ یزید الناقص کو اس کی آمد کی خبر ملی تو اس نے پچاس سواروں کو یوسف کی گرفتاری پر مامور کیا۔ یوسف یہ سن کر بے حد خوف زدہ ہوا اور عورتوں میں جا کر چھپ گیا۔ لیکن سواروں نے سراغ لگا لیا اور گرفتار کر کے یزید کے پاس لے آئے۔ یزید نے ولید کے لڑکوں کے ساتھ قید کر دیا۔ یہاں تک کہ یزید بن خالد قسری کے ایک آزاد غلام نے اس کو قتل کر ڈالا۔

**منصور بن جمہور کی معزولی:** منصور بن جمہور جس وقت کوفہ میں داخل ہوا تھا رجب کے دو دن باقی رہ گئے تھے۔ لوگوں کے وظیفے تقسیم کئے اور حسب معمول انعامات دیئے۔ لیکن اہل خراج جو قید خانے میں تھے سب کو رہا کیا۔ انتظامات سے فراغت کر کے خراسان پر اپنے بھائی کو اپنی طرف سے امارت دی مگر نصر بن سیار سابق گورنر خراسان نے چارج دینے سے انکار کیا جو کہ مقابلہ کرنے کا موقع نہ پایا تھا۔ یزید نے منصور بن جمہور کو اس کی حکومت کے دو مہینے بعد معزول کر دیا اور عراق پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا اور کہا کہ اہل عراق کے قلوب تمہارے باپ کی طرف زیادہ مائل ہیں اور یہ ملک تمام ملک سے پہلے لوگوں کو اپنا مطیع کر دو۔ منصور بن جمہور عراق کا چارج دے کر شام کی جانب لوٹ گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن غضبان بن قبعثری کو پولیس، فوج، سواد اور محاسبات کا افسر مقرر کیا اور نصر بن سیار کو گورنری خراسان پر بحال رکھا۔

**اہل یمامہ کی بغاوت:** زمانہ قتل ولید میں یوسف بن عمر کی جانب سے علی بن مہاجر یمامہ کا امیر تھا۔ مہیر بن سلمان بن ہلال نے (جو بنو عدی بن حنیفہ سے تھا) لوگوں کو جمع کر کے علی بن مہاجر کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ علی بن مہاجر اس وقت اپنے قصر امارت جو بنی حجر میں تھا، مقابلے کی نوبت آئی علی بن مہاجر کے ہمراہیوں میں سے اکثر آدمی مارے گئے۔ علی بن مہاجر بھاگ کر اپنے قصر میں گیا اور وہاں سے مدینے کی طرف بھاگ گیا۔ مہیر نے یمامہ پر قبضہ کر لیا۔ چند روز بعد مر گیا اور وقت وفات عبداللہ بن نعمان (بنو قیس بن ثعلبہ بن ولی) کو اپنا قائم مقام کر گیا۔ عبداللہ بن نعمان نے مندلث بن ادریس حنفی کو فلج کی طرف (جو بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قریہ ہے) روانہ کیا۔ بنو کعب بن ربیعہ بن عامر اور بنو عقیل نے جمع ہو کر مقابلہ کیا۔ مندلث وہاں کے اکثر ہمراہی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

**معرکہ فلج:** عبداللہ بن نعمان نے ایک بہت بڑی فوج بنو حنیفہ وغیرہ کی جمع کر کے فلج پر چڑھائی کر دی۔ بنو عقیل و بنو نمیر و بنو جعدہ مقابلے پر آئے۔ ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ شکست خوردہ گروہ نے مجتمع ہو کر تیار ہو کر حملہ کیا، اس مرتبہ بنو نمیر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ میدان الصفرا میں مڈبھیڑ ہوئی۔ جس قدر بنو حنیفہ تھے قریباً سب کو ان لوگوں نے قتل کر ڈالا اور عورتوں کو مال و اسباب لوٹ لیا۔ عمر بن وازع حنفی کو اس کی خبر ہوئی لشکر جمع کر کے خروج کیا اور جو کچھ سر آئی تھی آ کر لوٹا۔ [illegible] بنو نمیر نہیں اس سے کام پھر اٹھا اس کی حفاظت شتر کی ضرورت تھی۔ فلج کے قریب پہنچ کر اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ بات کی بات میں ان کے لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت سے پر ہو گئے۔ مقتولین خصوصاً [illegible] آ رہا تھا کہ دفعتاً بنو عامر مقابلے پر آ گئے۔ لڑائی ہوئی بنو حنیفہ کے قدم استقامت ڈگمگا گئے۔ اکثر تو شدت تشنگی سے مر گئے۔ بنو عامر قیدیوں اور عورتوں کو لئے ہوئے میدان جنگ سے واپس آئے اور عمر بن وازع یمامہ جا پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد عبیداللہ بن مسلم حنفی نے ایک گروہ جمع کر کے مجمع و عکس پر حملہ کر دیا۔ [illegible] لوٹ مار کی۔ اس کے بعد پھر بنو حنیفہ کو جمع ہونے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تک کہ مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ اپنے باپ (یزید بن عمر بن ہبیرہ) کی طرف سے جس وقت کہ اس کو مروان الحمار نے عراق کا والی مقرر کیا تھا۔ امیر یمامہ ہو کر آیا۔ ان سب واقعات سے مخالفت کا [illegible] لڑائی جھگڑا کیا تھا۔ بنو عامر نے بنو حنیفہ کی زیادتیوں کی شکایت اور شہادت گزرانی۔ مثنیٰ نے بنو حنیفہ کے چند آدمیوں کو پٹوایا اور سر اور داڑھی منڈوا دی۔ چاروں طرف امن قائم ہو گیا اور عبیداللہ بن مسلم حنفی روپوش رہا۔ یہاں تک کہ سری بن عبداللہ ہاشمی بنو عباس کی طرف سے یمامہ کا والی ہو کر آیا۔ لوگوں نے اس کا پتہ بتا دیا مار ڈالا گیا۔

**جدیع بن علی بن کرمانی:** جن ایام میں ولید مارا گیا اور گورنری خراسان پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز والی عراق نے نصر بن سیار کو بحال کیا تھا۔ جدیع بن علی کرمانی باغی ہو گیا تھا۔ یہ درحقیقت ازدی تھا لیکن کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا۔ نصر بن سیار کی بحالی کا حال سن کر اپنے دوستوں سے بولا "دیکھو! یہ لوگ فتنہ کی جڑ ہے دیکھو تم لوگ اپنے کاموں کے لئے کسی کو منتخب کر لو"۔ لوگوں نے اسی کو منتخب کر لیا۔ چونکہ کرمانی نے عہد امارت اسد بن عبداللہ میں نصر کے ساتھ سلوک و احسانات کئے تھے اور نصر نے والی ہونے کے ساتھ ہی اس کو امارت سے معزول کر کے دوسرے آدمیوں کے ساتھ

معزول کیا تھا اس وجہ سے کرمانی اور نصر کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے غبار تھا [illegible] نصر کے ہمراہی کرمانی کے حالات [illegible] قتل [illegible] جب اصرار کرنے لگے۔ [illegible] نصر بالآخر کرمانی کے قید کرنے پر مائل ہو گیا۔

**جدیع کرمانی کی گرفتاری:** چنانچہ اپنے حاجب [illegible] کے دستے کے ہمراہ کرمانی کی گرفتاری پر مامور کیا۔ اس نے [illegible] قتل کرنے کا قصد کیا لیکن خود کرمانی نے ان کو منع کر دیا اور وہ نصر کے پاس پہنچا یا۔ نصر نے کہا "کیوں کرمانی میرے احسانات تجھ کو یاد نہ تھے؟ کیا وہ وقت یاد نہیں [illegible] قتل کی بات [illegible] تھا؟ کیا میں نے تجھے قتل سے [illegible] کیا؟ کیا میں نے تیرے قرضے کی ادائیگی نہیں کی؟ پھر کیا ان سب احسانات کا معاوضہ یہی فتنہ و فساد ہے؟" کرمانی نے معذرت کی اور ان احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا [illegible] امیر ان سلوک [illegible] اب تک یاد ہیں [illegible] احسانات بھول [illegible] نصر کے دل [illegible] اور عصمت بن عبداللہ اسدی [illegible] رمضان ۱۲۶ھ میں قید کر دیا۔

**کرمانی اور نصر:** چند روز بعد [illegible] سے نکل گیا۔ یہ بات کی بات میں تمام خراسان میں [illegible] اور [illegible] ازدی نے کتاب و سنت پر عبدالملک بن حرملہ [illegible] کر لی تھی۔ لیکن جب کرمانی قید سے نکل آیا تو عبدالملک نے کرمانی کو اپنے سے [illegible] نصر بھی [illegible] کرمانی کے لئے نصر سے امان حاصل کر لی۔ چنانچہ کرمانی نصر کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] کرمانی کو نصر [illegible] کرمانی کی [illegible]

**کرمانی کی جلاوطنی:** کرمانی نصر سے ملنے آیا۔ نصر نے اس کے ہمراہیوں [illegible] منصور بن جمہور حکومت عراق سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو [illegible] تو نصر نے [illegible] خطبہ میں [illegible] عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز [illegible] کرمانی [illegible] جامع مسجد میں آتا [illegible] نصر کے [illegible] کرمانی نے [illegible] اس شرط پر صلح کرا دی کہ کرمانی خراسان چھوڑ دے [illegible] کرمانی نے بھی قرار داد و شرط کے مطابق جرجان کا قصد کیا۔

**حارث بن سریج:** جن دنوں خراسان میں نصر و کرمانی کا جھگڑا برپا تھا۔ نصر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں کرمانی حارث بن سریج سے سازش نہ کر لے [illegible]

اور پریشان کیا گیا۔ اس خطرے سے محفوظ رہنے کے خیال سے مقاتل بن حیان نبطی کو بلاد ترک سے حرث کے پاس واپس لانے پر مامور کیا اور خالد بن زیاد ترمذی و خالد بن عمرو (مولی بنو عامر) کو یزید بن ولید کے پاس حرث کے لئے امان نامہ لکھوانے کو روانہ کیا۔ یزید بن ولید نے حسب درخواست نصر امان نامہ لکھ دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز گورنر عراق نے بھی حرث کے واپس آنے کا اجازت نامہ لکھ دیا۔ نصر نے ان دونوں عہد ناموں کو حرث کے پاس بھیج دیا۔

اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں نصر کا قاصد ملا جس وقت مقاتل بن حیان نبطی مع حرث اور اس کے ہمراہیوں کے واپس آ رہا تھا۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۱۲۷ھ کا ہے۔ نصر نے حرث کو مرو میں ٹھہرایا اور جو کچھ اس سے لے لیا تھا واپس دے دیا۔ علاوہ اس کے روزانہ پچاس درہم وظیفہ مقرر کیا اور اس کے اہل و عیال کو رہا کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے یہ درخواست کی کہ میں تم کو جس شہر کو پسند کرو والی کر دوں گا اور ایک لاکھ دینار دوں گا"۔ حرث نے نامنظور کر کے کہا "میں دنیا اور اس کی لذتوں کا خواہاں نہیں ہوں میں تو کتاب و سنت پر عمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی وجہ سے میں تمہارے دشمنوں کے مقابلے پر تمہاری مدد کروں گا۔ میں تم لوگوں ہی سے پریشان ہو کر تیرہ برس ہوئے کہ ان شہروں سے نکل گیا تھا۔ پھر اب کیسے میں تمہاری امارت کو قبول کر سکتا ہوں"۔ نصر یہ سن کر خاموش ہو بیٹھا۔ حرث نے [illegible] کے پاس کہلا بھیجا "اگر نصر نے کتاب و سنت پر عمل کیا تو میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں اس کا معاون و مددگار رہوں گا۔ میں تمہارا ساتھی ہوں بشرطیکہ تم نے کتاب و سنت پر عمل اور قیام کرنے کا اقرار کیا"۔ اس کے بعد قبائل تمیم کو اپنی امارت کی طرف بلایا۔ تمیموں نے اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی منظور کر لیا۔ تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ حرث نے بالفعل اس امر پر اکتفا کیا۔

**مروان بن محمد کی مخالفت**: مروان بن محمد بن مروان ارمینیہ میں اور عبدالملک بن مروان غسانی جزیرہ میں امارت کر رہا تھا۔ اسی زمانے میں ولید نے صائفہ کے ساتھ اپنے بھائی عمر بن یزید کو روانہ کیا تھا اور مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ جس وقت ولید مارا گیا جب دونوں عبدالملک صائفہ سے واپس آ کر حران میں قیام پذیر تھا۔ بعدہ قتل ولید کی خبر پا کر جزیرہ سے ملک شام کو چلا۔ عبدالملک نے میدان خالی دیکھ کر حران و جزیرہ پر قبضہ کر کے معقول مقامات پر بھی قبضہ کرنے کی غرض سے متعدد دستوں کو روانہ کر دیا اور اپنے باپ کو یہ واقعہ لکھ کر اس امر کی تحریک کی کہ خون ولید کے بدلہ لینے کو کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس شورش میں ثابت بن نعیم جذامی بھی شریک حال تھا جو اہل فلسطین سے تھا اور اسی وجہ سے کہ اس کو ہشام نے لشکر افریقہ میں بغاوت پھیلانے کے جرم میں بوقت قتل کلثوم بن عیاض قید کر دیا تھا اور چند روز بعد مروان نے سفارش کر کے رہا کرا دیا تھا۔ غرض جس وقت عبدالملک بن مروان نے خون ولید کے بدلہ لینے پر کمر ہمت باندھ کر ارمینیہ سے خروج کیا تو ثابت بن نعیم نے لشکر والوں کو ورغلا اور فریب دے کر شام کی طرف بہ ارادہ واپس جانے پر آمادہ کر لیا۔

**مروان کی اطاعت**: چنانچہ مروان کے اکثر سردار لشکر و لشکری ثابت سے آ ملے۔ یزید بن ولید سے جنگ کرنے کو ثابت ہی سے جنگ ٹھہر گئی۔ بالآخر لشکریان مروان جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے مغلوب ہو کر اطاعت قبول کر لی اور ثابت بن نعیم مع اپنی اولاد کے قید کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد مروان نے لشکر کو دوبارہ مرتب و درست کر کے شام کی طرف

روانہ کیا اور خود جزیرے سے بیس ہزار فوج لے کر بہ قصد معاوضہ خون ولید یزید کی طرف بڑھا۔ یزید تک یہ خبر پہنچی گھبرا کر لکھ بھیجا کہ "تم میری بیعت کر لو میں تم کو جزیرہ، موصل اور آذربائیجان کی حکومت دے دوں گا"۔ مروان نے بیعت کر لی اور یزید نے سند حکومت بھیج دی۔ دمشق تک پہنچنے کی نوبت آنے پائی، راستے ہی سے مروان واپس آیا۔

**وفات یزید و خلافت ابراہیم** ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۶ھ کو یزید بن ولید اپنی حکومت کے پانچ ہی مہینے (مقام دمشق میں) داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قدری تھا۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن اکثر آدمیوں نے اس سے اختلاف کیا اور بیعت عامہ حاصل ہونے نہ پائی۔ کبھی یہ خلیفہ کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اور کبھی امیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ غرض اسی تذبذب کی حالت میں تقریباً تین ماہ گذر گئے۔ بعد ازاں مروان بن محمد نے اس کو مسند خلافت سے اتار دیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا اور ۱۳۲ھ میں مر گیا۔

**مروان کی دمشق پر فوج کشی** یزید کے انتقال کے بعد جس وقت لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کو مسند خلافت پر بٹھایا اسی وقت مروان قنسرین آیا اور کر کے بقصد جنگ دمشق کی طرف چل کھڑا ہوا۔ قنسرین پہنچا۔ ان دنوں بشر بن ولید والی قنسرین تھا یزید بن ولید کے زمانہ حکومت سے اس عہدہ پر فائز تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی مسرور بھی وہیں موجود تھا۔ مروان نے بشر و مسرور سے بیعت کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ صف آرائی کی نوبت آئی چونکہ یزید بن عمر بن ہبیرہ کا میلان طبع پہلے ہی مروان کی جانب ہو گیا تھا۔ قیس کو لے کر مروان سے جا ملا اور بشر و مسرور کو گرفتار کر کے مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان نے ان دونوں کو قید کر دیا اور اہل قنسرین کو بھی اپنے ہمراہ لئے ہوئے حمص کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل حمص پر ان دنوں عبد العزیز بن حجاج بن عبد الملک بحکم ابراہیم لشکر دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے ابراہیم کی بیعت خلافت سے اختلاف کیا تھا مگر جوں ہی مروان حمص کے قریب پہنچا۔ عبد العزیز نے محاصرہ اٹھا لیا اور چھاؤنی چھوڑ کر چلا آیا۔ اہل حمص نے بطیب خاطر مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابراہیم کو اس حالت سے آگاہی ہوئی تو اس نے سلیمان بن ہشام کو ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے مروان کے مقابلے پر بھیجا۔ مروان کے پاس اس وقت اسی ہزار فوج تھی۔ جنگ چھڑنے سے پیشتر مروان نے صلح کا پیام دیا اس شرط سے کہ ہم خون ولید کے معاوضہ سے دست کش ہوتے ہیں تم ولید کے لڑکوں حکم و عثمان ولی عہدوں کو رہا کر دو۔ سلیمان بن ہشام اور اس کے ہمراہیوں نے تسلیم نہ کیا۔ جنگ شروع ہو گئی طلوع آفتاب کے وقت سے عصر کے وقت تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی اسی اثنا میں مروان کے تین ہزار سواروں نے لشکر سلیمان پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دمشقی لشکر اس ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حمص تلواریں نیام سے کھینچ کر دوڑ پڑے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو خاک و خون میں ملا دیا اور اتنے ہی آدمی قید کر لئے گئے۔

**دمشق پر قبضہ** فاتحانہ جنگ کے بعد مروان نے دمشق کا رخ کیا اور کل لوگوں سے حکم و عثمان پسران ولید کی بیعت لے لی۔ یزید بن خالد قسری اور ولید بن مصاد کلبی کو قید کر دیا (جو بحالت قید مر گئے)۔ یہ منجملہ ان لوگوں کے تھے جو قتل ولید کے واقعے میں

شریک تھے یا یزید بن خالد قسری ایک جماعت کے ساتھ بھاگ کر دمشق پہنچا۔ ابراہیم (خلیفہ کا امیر دمشق) یزید بن خالد اور عبدالعزیز بن حجاج وغیرہ باہم حکم و عثمان پسران ولید کے قتل کی بابت مشورہ کرنے لگے بہ ایں خیال کہ مبادا مروان ان دونوں کو آ کر آزاد کر دے اور یہ لوگ اپنے باپ کے خون کا معاوضہ طلب کرنے لگیں۔ بالآخر یزید بن خالد ان دونوں امیر زادوں کے قتل پر مامور کیا گیا۔ اس نے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کو متعین کیا جس نے ان دونوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے یوسف بن عمر کو بھی قید خانے سے نکال کر مار ڈالا۔ باقی رہا ابو محمد سفیانی اس نے قید خانے میں گھس کر ایک مکان کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ چونکہ دمشق کی فتح قریب تھی اس اثناء میں سواران مروان کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ ابراہیم اور اس کے کل ہوا خواہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ سلیمان بھی چلتے چلے آئے تو جو کچھ بیت المال میں تھا اسے لے کر بھاگ گیا۔

# باب : ۱۲

## مروان

**بیعت خلافت:** مروان اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا۔ حکم و عثمان پسران ولید اور یوسف بن عمر کی لاش [illegible] کی۔ تجہیز و تکفین کے ساتھ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرا دیا۔ بعد ازاں [illegible] حاضر ہوئے تھے۔ مروان نے کہا "خلافت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] دونوں ولی عہدوں (یعنی حکم و عثمان) نے اپنے بعد تم کو مقرر کیا ہے۔" مروان [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حاضرین نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے پہلے [illegible] بن [illegible] اور [illegible] نے بیعت کی تھی۔

تکمیل بیعت کے بعد مروان اپنے خیمہ میں چلا آیا۔ [illegible] نے درمیان میں پڑ کر ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کے لئے امن حاصل کر لی۔ چنانچہ ابراہیم و سلیمان مع اپنے عزیز و اقارب عورتوں اور خاندان والوں کے تدمر سے مروان کی خدمت میں چلے آئے اور بیعت کر لی۔

**اہل حمص کی سرکشی:** دمشق سے مروان کے واپس آنے کے تین مہینے بعد ثابت بن نعیم [illegible] نے مروان کی مخالفت کرنے کے خطوط اہل حمص کے پاس بھیجے۔ چنانچہ اہل حمص باغی ہو گئے اور تدمر [illegible] کو بھی طلب کیا۔ اصبغ بن ذؤالہ کلبی مع اپنی اولاد کے اور معاویہ سکسکی شہسوار اہل شام [illegible] ایک ہزار سواروں کو ہمراہ لئے ہوئے عید الفطر کی شب حمص آ پہنچے۔ مروان نے اپنا لشکر مرتب کر کے [illegible] کوچ کیا [illegible] ہمراہ ابراہیم (معزول خلیفہ) اور سلیمان بن ہشام بھی تھے۔ عید الفطر کے تیسرے دن حمص کے قریب پہنچا۔ اہل حمص نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ مروان کے منادی نے پکار کر کہا: (ما دعاکم الی النکث) "تم کو کس چیز نے بیعت توڑنے پر آمادہ کیا۔" اہل حمص نے جواب دیا (انا [illegible] وسمع علی الطاعۃ) "ہم نے بیعت نہیں توڑی اور [illegible] ہیں" اور دروازے کھول دیئے۔ مروان و [illegible] تین ہزار کی جمعیت سے شہر میں داخل ہوا۔ مخالفین نے مقابلہ کیا۔ جب [illegible] ہوتے نظر آئے، دوسرے دروازے سے نکل گئے۔ مروان ان کے تعاقب میں [illegible] ہو کر [illegible] اور تقریباً پانچ سو آدمیوں کو مار ڈالا اور شہر پناہ کو گرا دیا [illegible] اصبغ بن ذؤالہ [illegible]

جان بچا کر بھاگ گیا۔

**اہل غوطہ کی سرکوبی:** اس واقعہ کے بعد مروان کو جب کہ وہ حمص میں تھا اہل غوطہ کی بغاوت کا حال معلوم ہوا کہ انہوں نے یزید بن خالد قسری کو اپنا امیر بنا کر والی دمشق زامل بن عمرو کا محاصرہ کر لیا ہے۔ فوراً ابوالورد بن کوثر بن زفر بن حارث اور عمرو بن وضاح کو بسر افسری دس ہزار فوج کے والی دمشق کی کمک کو روانہ کیے۔ دمشق کے قریب پہنچ کر ابوالورد نے باہر سے اور اہل شہر نے اندر سے حملہ کیا۔ اہل غوطہ کو شکست ہوئی یزید بن خالد مارا گیا اور اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا گیا اور مزہ جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔

**ثابت بن نعیم کا خاتمہ:** اسی فتنہ کے دوران ہوا تھا کہ ثابت بن نعیم نے اہل فلسطین کو جمع کر کے طبریہ پر محاصرہ کیا اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم والی طبریہ تھا۔ مروان نے یہ خبر پا کر ابوالورد کو اس طوفان بغاوت کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ جس وقت ابوالورد طبریہ کے قریب پہنچا اہل طبریہ نے شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ اہل فلسطین کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ اتفاق سے اثنائے شکست میں ابوالورد سے مڈبھیڑ ہو گئی ثابت بن نعیم کو دوبارہ شکست اٹھانی پڑی۔ اس ناکامی و اتفاق سے اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور ثابت کے تین بیٹے گرفتار کر لیے گئے۔ جن کو ابوالورد نے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے فلسطین پر رماحس بن عبدالعزیز کنانی کو مامور کیا۔ دو مہینے بعد اس نے تلاش کر کے ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اس کو مع اس کے تینوں لڑکوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر سولی پر چڑھا دیا۔

**تدمر پر مروان کا قبضہ:** ان واقعات سے فارغ ہو کر مروان نے دیر ایوب میں اپنے لڑکوں عبداللہ و عبیداللہ کی ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لی اور ہشام کی لڑکیوں سے عقد کر دیا۔ بعد ازاں تدمر کا رخ کیا کیونکہ یہ بھی ایک مقام شام میں اس کے قبضہ سے باہر ہو گیا تھا۔ اہل تدمر نے تدمر کے آگے سے چشمہ پانی کی نہر کو بند کر دیا تھا اس وجہ سے مروان کے لشکریوں نے چھاگلیں اور مشکیں بھر لیں اور اونٹوں پر بار کر لیا۔ مروان نے تدمر کے قریب پہنچ کر اپنے وزیر ابرش کلبی کو اہل تدمر کے پاس بھیجا ان لوگوں نے اطاعت قبول کر لی اور کچھ لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ابرش اس کے شہر پناہ کی فصیل منہدم کرا کے جو لوگ مطیع ہو گئے تھے ان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مروان کے پاس چلا آیا۔ بعد ازاں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کی جانب ضحاک شیبانی خارجی سے جو کوفہ میں تھا جنگ کرنے پر مامور کیا اور متواتر امدادی فوجیں شام سے روانہ ہونے کا حکم دیا اور خود بغرض روانگی یزید بن عمر قرقیسیا میں آ ٹھہرا۔

**سلیمان بن ہشام اور مروان کی جنگ:** اس سے پیشتر سلیمان بن ہشام اجازت حاصل کر کے آرام کرنے کے لیے رصافہ میں قیام پذیر ہو گیا تھا۔ اتفاق سے ایک گروہ کثیر اہل شام کا جن کو مروان نے ابن ہبیرہ کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کیا تھا رصافہ کی جانب واپس آیا اور سلیمان بن ہشام کی خدمت میں خلافت قبول کرنے کی درخواست پیش کی۔ سلیمان نے منظور کر لیا ان کے ساتھ ساتھ قنسرین آیا۔ لشکر کو مرتب و آراستہ کر کے اہل شام کو خط لکھا۔ اہل شام چاروں طرف سے ٹڈیوں کی طرح امنڈ آئے۔ مروان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ابن ہبیرہ کو قیام کرنے کا فرمان بھیج دیا اور خود قرقیسیا سے

سلیمان کی [illegible]

**اہل حمص کی بغاوت** [illegible]

**ضحاک اور ابن ہبیرہ کی جنگ** [illegible]

**عبداللہ بن معاویہ** [illegible]

اپنے پاس روک رکھا اور مقررہ وظیفہ دوچند کر دیا اور مروان سے یہ وعدہ کر لیا کہ اگر ابراہیم بن ولید پر فتح یابی حاصل کر لو گے تو میں تمہاری بیعت کر لوں گا۔ چنانچہ مروان نے جس وقت ابراہیم پر فتح حاصل کر لی اسمٰعیل بن عبداللہ قسری نے کوفہ کے قریب جا کر دم لیا (اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابراہیم خلیفہ وقت نے لوگوں کے جمع کرنے کو بھیجا ہے) مگر عبداللہ بن عمر نے ایک دو دن اور مقابلے کے لئے نکل آئے۔ اسمٰعیل نے اس خیال سے کہ میرا افشائے راز کی وجہ سے اس کی فضیحت نہ ہو اپنے ہمراہیوں کو سمجھایا کہ "مجھے خون ریزی منظور نہیں ہے اگر عبداللہ بن عمر میرا کہنا نہیں مانتا ہے نہ مانے"۔ اس اثناء میں ابراہیم کی شکست کی خبر مشتہر ہو گئی اور نسلی و قومی اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ عبداللہ بن عمر نے مضر و ربیعہ کے بعض آدمیوں کو انعامات دیئے اور وظائف مقرر کئے تھے اور بعض کو کورا ہی رکھا تھا۔ جن لوگوں کے وظائف نہیں مقرر کئے گئے تھے ان لوگوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں۔ عبداللہ بن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی عاصم کو جب کہ وہ اُن دنوں حیرہ میں تھے سفارت کرنے اور سمجھانے کو بھیجا۔ پس وہ لوگ اس بے جا جوش و غضب پر نادم ہو کر واپس آ گئے۔ شام ہوتے ہی عبداللہ بن عمر نے ایک لاکھ درہم عمر بن غضبان بن قبعثری کے پاس بھیج دیا اس نے اپنی قوم پر تقسیم کر دیا۔

امارت کوفہ پر عبداللہ بن معاویہ کا قبضہ: اس سے شیعانِ علی میں شورش پیدا ہوئی اور انہوں نے جمع ہو کر عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی اور کوفہ میں لے گئے۔ امارت کی کرسی پر بٹھایا اور عاصم کو نکال دیا۔ عاصم بے حال پریشاں اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس حیرہ چلا آیا۔ کوفیوں نے علی الاعلان عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کی۔ ان میں منصور بن جمہور، اسمٰعیل برادر خالد قسری اور عمر بن عطا وغیرہ تھے۔ اس کے بعد اطراف مدائن کی جانب سے بہت لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی رفتہ رفتہ ایک لشکر جمع ہو گیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے سب کو مرتب و مسلح کر کے عبداللہ بن عمر کی طرف جو حیرہ میں تھا خروج کر دیا۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک آزاد شدہ غلام کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا اور یہ سمجھا دیا کہ فلاں مقام پر میرے آنے تک ٹھہرے رہنا اور اس کے بعد خود بھی بقصد جنگ لشکر لئے ہوئے نکلا۔

عبداللہ بن معاویہ کی پسپائی: جب عبداللہ بن عمر مقام موعود پر پہنچ گئے تو دونوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ اثناء جنگ میں منصور بن جمہور اسمٰعیل برادر خالد قسری اور عمر بن عطا جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو راستہ دے دیا وہ حیرہ چلے گئے اور عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر کوفہ چلے آئے۔ باقی رہا عمر بن غضبان اس کو عبداللہ بن عمر کے میمنہ نے گھیر رکھا تھا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں کو ایک پرجوش تقریر سے ابھار کر ایسا قوی حملہ کیا کہ عبداللہ بن عمر کا میمنہ مجبوراً پیچھے ہٹا اور عمر بن غضبان مع اپنے ہمراہیوں کے کوفہ واپس آیا۔ چند روز تک عبداللہ بن معاویہ کے ساتھ قصر امارت میں ٹھہرا رہا۔ مضر و ربیعہ محلہ کے دروازوں پر کمال مردانگی سے عبداللہ بن عمر کا مقابلہ کرتے رہے۔ بالآخر مصالحت کی گفتگو ہونے لگی۔ ربیعہ نے اپنے اور عبداللہ بن معاویہ اور زیدیہ کے لئے امان حاصل کر لی۔ چنانچہ عبداللہ بن معاویہ ان لوگوں کے ہمراہ مدائن چلے گئے۔ کوفہ کے ایک گروہ نے ان کی اتباع کی اور مدائن پہنچ کر جب ان کی حالت اطمینان بخش ہوئی تو انہوں نے حلوان، جبل، ہمدان، اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کی حالت املا تحریر

میں لائی جا چکی ہیں۔

**نصر بن سیار اور حارث بن سُریج:** جس وقت مروان کے قبضہ میں زمام حکومت آ گئی تو اس نے اپنی جانب سے عراق کی گورنری پر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو [illegible] اور یزید بن ہبیرہ نے خراسان کی نیابت پر نصر بن سیار کو بحال رکھا۔ نصر بن سیار نے مروان بن محمد کی بیعت کی۔ حارث بن سریج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے یزید بن ولید نے امان دی تھی [illegible] مروان نے [illegible] ذہن میں یہ آ گیا تھا [illegible] اس نے اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے ایک لشکر مرتب کیا۔ نصر سے تحریک کی کہ شریف جماعت [illegible] اور ہر کام کیا جائے شوریٰ سے [illegible] نصر نے منظور نہ کیا۔ تب حارث کے کہنے سے جہم بن صفوان نے [illegible] اصحاب کا [illegible] امام اور [illegible] کا [illegible] کہا [illegible] نصر کی عادات رذائل بیان کر کے لوگوں پر اس امر کو جس کی اس کو دعوت دی تھی ظاہر کر دیا۔ اس سے تمام انسانوں پر بہت بڑا اثر [illegible] جماعت [illegible] حارث سے نصر کے پاس [illegible] نصر بھی [illegible] دوسرے عاملوں کی جگہ [illegible] گئے۔

[illegible] قبائل میں [illegible] کے بعد [illegible] مقاتل بن حیان اور مقاتل بن حیان [illegible] جانب نصر بن سیار [illegible] اور [illegible] حارث کی جانب سے [illegible] مقرر کئے [illegible] علم بردار [illegible] عرب کا [illegible] دمشق کا [illegible] کی بات [illegible] دوستی اور خواہ [illegible] حکومت کا خاتمہ کر دوں گا۔ نصر نے [illegible] کہا [illegible] بسم اللہ [illegible] عمل کرو تو [illegible] تمہارے [illegible] حارث نے جواب دیا [illegible] افسوس ہے کہ [illegible] اس امر پر بیعت نہ کریں گے۔ نصر نے کہا جب یہ لوگ تمہاری بات کے پابند نہیں ہیں تو [illegible] خراسان کی حکومت دے [illegible] ان کے [illegible] حارث نے [illegible] انکار کیا اس وقت نصر نے [illegible] سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم حارث کا [illegible] کر دو [illegible] تمہارا [illegible] رہوں گا۔

**نصر و حارث میں اختلاف:** ان اتفاقات کے بعد نصر و حارث نے متفق ہو کر جہم بن صفوان اور مقاتل بن حیان کو حکم مقرر کیا۔ ان دونوں نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ نصر معزول کر دیا جائے اور تمام انتظام شوریٰ سے ہو۔ [illegible] نصر نے اس فیصلہ سے انکار کیا۔ حارث نے [illegible] انکار سے مخالفت کی [illegible] خبر پا کر چند [illegible] خراسان نصر کے پاس آ گئے۔ جن میں عاصم بن [illegible] ابو الذیال ناجی اور مسلم بن عبدالرحمن وغیرہ تھے۔ ان کے [illegible] حارث نے [illegible] مساجد میں اور [illegible] دروازے پر [illegible] عادات بیان کی جائیں۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی۔ ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ [illegible] نصر کے غلاموں نے ان کی مرمت کر دی۔

**حرث کی پسپائی** حرث کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو اس نے اعلان جنگ کر کے لڑائی کی تیاری کر دی اور رات کے وقت مرو کے شہر پناہ کو توڑا۔ ایک بڑا سا دروازہ بنا لیا اور [illegible] اسی دروازے سے شہر میں داخل ہوا لڑائی چھڑ گئی۔ [illegible] گئے۔ جہم بن مسعود ناجی اور اعین (مولیٰ حیان) مارے گئے۔ [illegible] بن احوز کا مکان لوٹ لیا۔ جب صبح ہوئی تو سالم بن احوز بقصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ حرث بھی نہایت مردانگی سے مقابل ہوا لیکن اس کی قسمت میں پسپائی ہی تھی۔ شکست کھا کر بھاگ [illegible]۔ سالم بن احوز نے اس کے لشکرگاہ میں گھس کر اس کے کاتب ([illegible] یزید بن داؤد) کو مار ڈالا۔

**نصر اور کرمانی کی جنگ** بعد ازاں نصر نے کرمانی کو بلا بھیجا۔ اس وقت [illegible] مسجد میں موجود اور حرث کا بھی [illegible] تھا [illegible] جیسے ہی کرمانی امان حاصل کر کے نصر کے پاس آیا [illegible] نصر کے ساتھیوں نے کرمانی سے سخت کلامی کی۔ جس سے [illegible] کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی۔ [illegible] جہم بن صفوان کو گرفتار کر کے ان لوگوں نے مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حرث نے اپنے لڑکے حاتم کو کرمانی کے پاس جنگ پر ابھارنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کرمانی کے ہمراہیوں نے کہا "تمہارے یہ دونوں دشمن (حرث و نصر) [illegible]

چو دشمن بہ دشمن شود مشتغل

تو با دوست بنشین بہ آرام دل

[illegible] کرمانی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن [illegible] لڑائی شروع کر دی۔ نصر کے لشکر نے [illegible] کرمانی کے [illegible] کی تاب [illegible] کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے [illegible] تھے۔

**کرمانی کا مرو پر قبضہ** اگلے دن صبح کے وقت نصر نے مرو سے نکل کر حملہ کیا۔ تین روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر کرمانی والوں نے [illegible] کو شکست ہوئی۔ منادی نے یہ پکار کر ندا دی "اے [illegible] مارا گیا"۔ ربیعہ و یمن یہ سن کر گھبرا گئے اور مضری [illegible] نصر کی رکاب میں تھے شکست ہو گئی۔ تمیم بن نصر [illegible] نصر پانی کے [illegible] کرنے لگا۔ جس وقت نصر کو شکست نصیب ہوئی تو حرث نے کہلا بھیجا کہ [illegible] تمہاری شکست دینے میں میری تائید [illegible] ہیں۔ تم اپنے ہمراہیوں کو کرمانی کے [illegible] ہوگئے [illegible] کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا [illegible] کے خلاف مرضی تھا۔

**حرث کا خاتمہ** پھر نصر کی جنگ کے بعد [illegible] آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بشر بن جرموز ضبی پانچ ہزار آدمیوں کو لے کر حرث سے علیحدہ ہو کر کہنے لگا "ہم تو [illegible] کے خیال سے تمہارے ساتھ ہو گئے تھے لیکن اگر تم ضد کی وجہ سے کرمانی کی اتباع کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہیں دیں گے"۔ حرث نے کرمانی کو شوریٰ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ کرمانی نے انکار کیا۔ تب حرث اس سے علیحدہ ہو کر دوسرے مقام پر چلا آیا۔ چند دنوں [illegible] کرتا رہا۔ آخر الامر ایک روز شب کے

وقت شہر پناہ کو توڑ کر شہر میں گھس پڑا۔ کرمانی نے نہایت سختی سے مقابلہ کر کے حارث کو پسپا کر دیا۔ اس معرکے میں حارث اور اس کا بھائی سوادہ مارے گئے اور کرمانی بے خلل و غش مرو پر پورے طور سے متصرف ہو گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ حارث بن سریج کی علیحدگی کے بعد کرمانی نے حارث کے ساتھ بہ قصد جنگ خروج کیا۔ جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ حارث کو کرمانی کا ساتھ دینے پر ندامت پیدا ہوئی۔ رات کے وقت اٹھ کر نصر کے لشکر میں چلا آیا اور اس کے ساتھ ہو گیا۔ تمیمیوں کو جو کرمانی کے لشکر میں تھے خط و کتابت کر کے بلا لیا۔ کرمانی کے ساتھ صرف یمانی رہ گئے۔ سوائے مسلم بن ابی عبداللہ کے اور کوئی مدد نہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ دونوں اپنے اپنے خندقوں اور مورچوں سے نکل کر لڑتے اور شام ہوتے اپنے اپنے لشکر گاہ میں واپس چلے جاتے تھے۔ چند دنوں بعد حارث مرو کا شہر پناہ توڑ کر گھس پڑا۔ کرمانی نے اس کا تعاقب کیا۔ حارث اور اس کے ہمراہیوں نے کمال مردانگی و جوش سے مقابلہ کیا۔ آخر اسی جنگ میں حارث اور اس کا بھائی اور بشر بن جرموز و دیگر تمیم کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ بے دم ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کرمانی نے مرو میں داخل ہو کر مضریوں کے گھروں کو لوٹ لیا۔ ۱۲۸ھ ۔ یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔

**ابو مسلم کی مرو کو روانگی:** ابو مسلم نے ابراہیم امام کے حکم کی تعمیل کی۔ مرو آیا اور امام کا خط جو بنام سلیمان بن کثیر تھا سلیمان بن کثیر کو دیا۔ اس خط میں دعوت خلافت عباسیہ کے اظہار کی تاکید تھی۔ سلیمان بن کثیر کے ہمراہیوں نے ابو مسلم کو باطلاع اس امر کے کہ یہ شخص اہل بیت سے ہے چند سے ٹھہرا لیا اور لوگوں کو علانیہ خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ [illegible] جو آپ کے [illegible] خلافت عباسیہ کا ظاہر کرنے کو لکھ بھیجا۔ ابو مسلم نے مرو کے مضافات سے ایک گاؤں میں قیام کیا۔ یہ قصبہ خزاعہ [illegible] کا ہے۔ چنانچہ ابو مسلم نے دعاۃ کو [illegible] طخارستان، مرو الروذ، طالقان اور خوارزم میں دعوت دینے کی غرض سے بھیجا اور یہ حکم عام دے دیا کہ اگر کوئی شخص قبل از وقت [illegible] کرے تو وہ [illegible] ہے جہاد و مخالفت [illegible] کے لیے تلوار نیام سے باہر کر لینا اور جو شخص دشمنان خدا کے ساتھ مصروف ہونے کی وجہ سے [illegible] تاریخ مقرر ہو چکی تھی اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔"

**ظل و سحاب:** ان لوگوں کی روانگی کے بعد آخری رمضان [illegible] ابو مسلم قریہ [illegible] میں سلیمان بن کثیر خزاعی کے پاس جا کر مقیم ہوا۔ جن دنوں کرمانی، شیبانی اور نصر بن سیار سے لڑائی ہو رہی تھی۔ ۲۵ رمضان کی شب پنجشنبہ کو ابو مسلم نے وہ پرچم نکالا جس کو امام ابراہیم نے اس کے پاس بھیجا تھا اور جس کا نام "ظل" تھا اور اس کو ایک نیزے پر نصب کیا جس کا طول چودہ ہاتھ تھا۔ [illegible] جس کو امام [illegible] نے اس کے ہمراہ بھیجا تھا "سحاب" کے نام سے موسوم تھا۔ دوسرے

---

۱ [illegible] ابو مسلم نے قیام کیا تھا [illegible] صفحہ ۱۹۹

۲ [illegible]

نیزے پر جو طول میں تیرہ ذراع تھا نصب کیا۔ پرچم نصب کرنے کے وقت یہ آیت پڑھی۔

﴿اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر﴾

جو دکھا جاتا تھا۔ پرچم نصب کرنے کے بعد ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر اور ان کے بھائی اور غلاموں اور اہل سفیذنج نے ان لوگوں نے انہی کی ہم خیالی قبول کی تھی۔ سیاہ کپڑے پہنے اور رات کے وقت اپنے گروہ کو مطلع کرنے کے خیال سے خرقان میں آگ مشتعل کی۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی چاروں طرف سے ہوا خواہان دولت عباسیہ جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے اہل سقادم سات سو پیدلوں کی جمعیت سے بسرکردگی ابو الوضاح حاضر ہوئے۔ بعد ازاں اس علاقہ میں سے ابوالعباس مروزی آیا۔ پھر ابو مسلم نے تجدید ترمیم و احتیاط سے سفیذنج کی قلعہ بندی کی اور اسی اثناء میں عید الفطر کا دن آ گیا۔ سلیمان بن کثیر نے نماز پڑھائی اور بلا اذان و اقامت پڑھی اور پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں، دوسری میں پانچ۔ برعکس ان کے جو اموی کرتے تھے اور پہلی اس وجہ سے تھی کہ ان کے امام اور امام کے باپ نے اسی کی ہدایت کی تھی۔ سلیمان بن کثیر نے تکبیرین کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنے جائے قیام پر واپس آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔

**ابو مسلم کا نصر کے نام خط:** اس سے پیشتر ابو مسلم جب نصر کو خط لکھا کرتا تھا تو اس کے نام کو مقدم کرتا تھا لیکن جس وقت آپس میں ہوا خواہان دولت عباسیہ کے جمع ہو جانے سے قوت آ گئی تو ایک خط نصر کو تحریر کیا اور اپنے نام کو سرنامہ پر لکھا:

عبارت خط یہ تھی۔

> اما بعد فان اللہ تبارک اسمہ و تعالی ذکرہ عیر اقواما فی القرآن فقال و اقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدی من احدی الامم فلما جاءہم نذیر ما زادہم الا نفورا استکبارا فی الارض و مکر السیئ و لا یحیق المکر السیئ الا باہلہ فہل ینظرون الا سنۃ الاولین فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا و لن تجد لسنۃ اللہ تحویلا''
>
> ''اما بعد بے شک اللہ تبارک اسمہ نے قرآن میں ایک قوم کو عار دلائی ہے یعنی ارشاد کیا اور قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو ہر ایک امت کی نسبت بہتر راہ چلیں گے۔ پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو بڑھ گئی ان کی اور نفرت اور غرور زمین میں اور برے کام کا داؤ اور برے داؤ کا وبال انہی داؤ والوں پر پڑے گا۔ پس کیا اب وہی اگلوں کا سا دستور دیکھا چاہتے ہیں۔ سو تو نہ پائے گا اللہ کا دستور بدلتا اور نہ پائے گا اللہ کا دستور ٹلتا۔''

نصر اس خط کو پڑھ کر اس قدر مجبور ہو گیا تھا کہ جواب تک نہ لکھا۔ اپنے آزاد غلام یزید کو ابو مسلم سے جنگ کرنے کو (۱) ابو مسلم کے ظہور کے اٹھارویں مہینے روانہ کیا۔

---

(۱) بنو امیہ کا دستور یہ تھا کہ خطبہ کو نماز پر مقدم کرتے تھے اور نماز کو اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبری [illegible]

**دولت عباسیہ اور امویہ کے درمیان پہلی جنگ:** ابو مسلم نے اس کے مقابلے پر مالک بن ہیثم خزاعی کو مامور کیا۔ جب [illegible] مالک نے [illegible] (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت دی۔ [illegible] نے انکار کیا۔ مالک نے حملہ [illegible]

[illegible] (صلی اللہ علیہ وسلم) [illegible]

[illegible]

**خازم بن خزیمہ کا خروج:** [illegible]

[illegible]

**ابو مسلم خراسانی اور ابراہیم امام:** [illegible]

ابراہیم بن محمد کی بیعت اور ان کی خدمت کرتا رہا تو ان کی اولاد سے تھا۔ اسی زمانے میں خراسان بھیج دیا گیا۔ سلیمان بن کثیر نے کمسن ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا۔ اس وقت ابوداؤد خالد بن ابراہیم نہر جیحون کی پرلی طرف گیا ہوا تھا۔ جب مرو میں واپس آیا اور امام کا خط اس نے پڑھا تو ابومسلم کو دریافت کیا۔ حاضرین نے بتایا کمسنی کی وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اس کو لوٹا دیا ہے کہ یہ ہمارا کام نہ کر سکے گا۔ اس سے ہم کو اور ان لوگوں کو جن کی دعوت دی جاتی ہے۔ جان کا خطرہ ہے۔ ابوداؤد بولا "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عام خلائق کی طرف مبعوث کیا تھا اور ان پر اپنی کتاب وشریعت نازل فرمائی تھی اور ان کو گذشتہ وآئندہ حالات سے آگاہ کیا تھا اور کمال رحمت سے آپ کا علم آپ کے بعد بھی آپ کی امت کے لئے باقی رکھا ہے اور یہ علم آپ ہی کی عترت (اہل بیت) کے پاس ہے اور وہی لوگ معدن علم اور وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس چیز کے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا کیا تم لوگوں کو اس میں کچھ شک وشبہ ہے"۔ حاضرین بولے "نہیں"۔ ابوداؤد نے کہا "کیا تم لوگوں کو کسی قسم کا شبہ ہے۔ اس شخص (یعنی ابومسلم) کو امام نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور سمجھے بوجھے بھیجا ہے۔ جب تک کہ اس کی اہلیت وقابلیت نہ دیکھ لی ہوگی تمہاری طرف اس کو نہ بھیجا ہوگا"۔ حاضرین ابوداؤد کی تقریر سے قائل ہو گئے۔ اسی وقت آدمیوں کو بھیج کر ابومسلم کو واپس بلا لیا اور اپنے کاموں کا اس کو متولی کر دیا اور اس کی اطاعت کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ابومسلم کا دل سلیمان بن کثیر کی طرف سے کشیدہ رہتا تھا۔

**ابومسلم کی خراسان روانگی:** اس کے بعد ابومسلم نے دعاۃ کو اطراف وجوانب بلاد میں پھیلا دیا۔ لوگ جوق در جوق شریک دعوت ہونے لگے۔ ۱۲۹ھ میں امام ابراہیم نے ابومسلم کو لکھا کہ اس سال موسم حج میں مجھ سے آکر ملنا تاکہ مناسب تعلیم اظہار دعوت کے بارے میں تم کو دیا جائے اور یہ کہ قحطبہ بن شبیب کو مع مال واسباب کے جس قدر اس کے پاس جمع ہو گیا ہو لیتے آنا۔ چنانچہ ابومسلم مع نقباء اور شیعوں کے امام سے ملنے کو روانہ ہوا۔ قومس تک پہنچا تو امام کا خط ملا، جس میں اس کے واپس جانے اور خراسان میں اظہار دعوت کی ہدایت تھی۔ ابومسلم نے مال واسباب قحطبہ کے ساتھ روانہ کر دیا اور خود خراسان کی جانب لوٹ گیا۔ قحطبہ نے جرجان کا راستہ اختیار کیا۔ اطراف جرجان میں پہنچ کر خالد بن برمک اور ابوعون کو طلب کیا۔ یہ لوگ مع مال واسباب کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ قحطبہ ان دونوں کو لے کر امام کی طرف روانہ ہو گیا۔

**قتل کرمانی:** اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ کرمانی نے حارث بن سریج کو بواسطہ عربی کے قتل کر دیا۔ جس سے مرو میں اس کا کوئی مزاحم باقی نہ رہا۔ نصر بن سیار نے یہ خبر پا کر سالم بن احوز کو بہ افسری اپنے معتمدین اور [illegible] کے مرو کی طرف روانہ کیا۔ مرو سے باہر پہنچ کر یحییٰ بن نعیم شیبانی ربیعہ کے ایک ہزار جنگ آوروں کو، محمد بن مثنی سات سو ازدی سپاہیوں کو، ابوالحسن بن الشیخ اپنی قوم کو ایک ہزار جوانان ازد کو اور حزمی سعدی ایک ہزار یمنیوں کو لئے ہوئے ملا۔ سالم وابن مثنی میں ملامت آمیز باتیں ہونے لگیں۔ اثنائے گفتگو میں سالم نے کرمانی کو گالیاں دیں، نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ اس معرکہ میں فتح ابن مثنی کے ہاتھ رہی۔ سالم کے ہمراہیوں میں سے سو آدمی مارے گئے اور سالم بھاگ کر نصر کے پاس پہنچا۔ نصر نے عصمہ بن عبداللہ اسدی کو اس مہم پر مامور کیا اس سے اور کرمانی کے ہمراہیوں سے وہی باتیں ہو گئیں جو اس سے پیشتر سالم

سے ہوئی تھیں۔ محمد سعدی ہمراہ قیادت اقلیم کے مقابلے پر گیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد عصمت بن عبداللہ کو شکست دی۔ چار سو عراقی اس کے جنگ میں کام آئے۔ عصمت کی شکست کے بعد نصر نے مالک بن عمرو تمیمی کو امیر لشکر مقرر کر کے بھیجا۔ محمد بن مثنیٰ نائب مرداقی سے مقابلے پر آیا۔ پہلی ہی جنگ میں مالک کو شکست ہوئی۔ سات سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں سے اور کرمانی کے جان نثاروں میں سے تین سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے۔

**ابو مسلم کی حکمت عملی:** چونکہ ابو مسلم خراسانی ایسے ہی موقع کا منتظر تھا، واقعات پالے اس امر کا یقین کر کے کہ فریقین ایک دوسرے سے سرگرم پیکار ہو رہے ہیں اور ان لوگوں کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے۔ شیبانی خارجی سے علاوہ قناعت کرنے والا ہمیشہ بنی امیہ کی مذمت کرتا اور کبھی مضریوں کی اور قاصد کو جو مضریوں کی مذمت کا خط لے کر جاتا تھا یہ سمجھا دیتا تھا کہ یمانیہ کو دکھلائے یہ خط امویہ کی مذمت والے قاصد کو ہدایت کر دیتا تھا کہ مضریوں یعنی نصر سے یہ خط ظاہر کر دینا۔ غرض اس طرح کی بات یہ تھی کہ فریقین کو میلان اس کی طرف ہو جائے جب ان میں سے ہر ایک کو خط کا یہ مضمون معلوم ہوتا تو نصر بن سیار اور کرمانی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مجھے امام نے وصیت کی ہے۔ میں تمہاری رائے کے خلاف نہ کروں گا میں تم کو بہتر سمجھتا ہوں۔ بعد ازاں اسد بن عبداللہ خزاعی کو نسا کی طرف اور مقاتل بن حکیم بن غزوان کو بلخ بھیجا۔ سب سے پہلے انہیں دونوں نے ابو مسلم کی دعوت پر بیعت کی۔ ان کے پیچھے اور یا محمد یا منصور کی ندا تھی ان کے بعد ابیورد، مروالروذ اور مرو کے اطراف و جوانب کے قصبات نے اس کی دعوت قبول کی اور سیاہ پھریرے اڑ گئے تھے۔

**نصر و کرمانی کی لڑائی:** ابو مسلم ان سب کو طلب کر کے کرمانی اور نصر کے مورچوں کے درمیان آ ٹھہرا۔ فریقین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ ہنوز کسی کی زبان سے کچھ نہ نکلنے پایا تھا کہ ابو مسلم نے کرمانی کے پاس کہلا بھیجا "میں تمہارے ساتھ ہوں"۔ کرمانی نے منظور کر لیا۔ ابو مسلم اس سے جا ملا۔ نصر نے یہ دیکھ کر کرمانی کو ایک خط تحریر کیا جس میں اس نے کرمانی کو ابو مسلم کے مکر و فریب سے آگاہ کیا تھا اور مصالحت کی غرض سے مرو میں چلے جانے کی رائے دی تھی۔ چنانچہ کرمانی مرو چلا گیا اور ابو مسلم لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا۔ دوسرے دن صبح کے وقت بغرض مصالحت کرمانی دو سو سواروں کو لے کر مرو سے باہر آیا۔ نصر نے تین سو سواروں کو بھیج دیا جنہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ کرمانی کا بیٹا علی ابو مسلم کے پاس بھاگ کر چلا آیا اور اس کے ہمراہ ہو کر نصر بن سیار پر حملہ آور ہوا۔ یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر دارالامارت سے نکل کر کسی معمولی حیثیت کے آدمی کے مکان میں جا چھپا۔ ابو مسلم مظفر و منصور مرو میں داخل ہوا۔ علی بن کرمانی نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی۔ ابو مسلم نے حکم دیا کہ جس حالت پر ہو بالفعل اسی طرح اپنی اپنی جگہ بدستور قائم رہو۔

**نصر بن سیار کا مروان کے نام خط:** نصر بن سیار نے اسی زمانے میں مروان بن محمد کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی تھی جب کہ ابو مسلم اس کے اور کرمانی کے مورچوں کے مابین آ کر قیام پذیر ہوا تھا اور اس کی قوت و حوصلہ کو اندازہ سے باہر ترقی پذیر دیکھا تھا۔ وہ یہ تھا۔

(ارى خلل الرماد وميض جمر ويوشك ان يكون لها ضرام فان النار بالعودين تذكى وان
الحرب اولها كلام فان لم تطفئوها تجر حربا مشمرة يشيب لها الغلام اقول من التعجب ليت
شعري أأيقاظ امية ام نيام فان يك قومنا اصبحوا نياما فقل قوموا فقد حان القيام ففري عن
رحالك ثم قولي على الاسلام والعرب السلام)

''شرارے راکھ کے اندر دبی آگ میں شعلہ زن ہونے کا خطرہ ہے، کیونکہ آگ لکڑیوں سے بھڑکتی ہے اور جنگ کی باتوں سے ابتداء ہوتی ہے۔ بجھاؤ ورنہ وہ آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے جن سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ میں تعجب سے کہتا ہوں کاش مجھ کو معلوم ہوتا کہ بنو امیہ بیدار ہیں یا سو رہے ہیں۔ اگر قوم سوتی ہے تو خواب سے اس کو کہہ دو کہ اٹھنے کا وقت آ گیا ہے۔ اور عورت اپنے اونٹوں کو روک دے اب اسلام کا خاتمہ ہے''۔

نصر بن سیار کا یہ خط مروان بن محمد کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ ضحاک بن قیس سے مصروف جنگ تھا۔ اس نے نصر کی عرضی واپسی پر یہ فقرے لکھ کر واپس کر دی ''ان الشاهد يرى ما لا يرى الغائب فاحسم الثؤلول قبلك'' یعنی تم کو پیش آمدہ حالات نظر آ رہے ہیں، ہم غائب ہونے کے باعث نہیں دیکھ سکتے، تم اپنے قریب کے مسّے کو خود کاٹ سکتے ہو''۔

**ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:** جس وقت نصر کی یہ عرضی واپس مروان کی خدمت میں پہنچی، اتفاق سے ابراہیم امام کا خط جو ابو مسلم کے نام روانہ ہو چکا تھا اور جس میں زیادہ تفصیل تھی، مروان کے ایک پیغامبر کے ہاتھ پڑ گیا تھا۔ لکھا تھا ''موقع ہو تو کابل جانے سے اگر تم نے نصر و کرمانی کا خاتمہ کر دیا تو تخت پر اتفاقی بات ہے اور خراسان پر متصرف ہونے کے بعد خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نہ رکھنا''۔ مروان اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقاء میں تھا لکھ بھیجا کہ ''حمیمہ جا کر ابراہیم بن محمد کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دو''۔ چنانچہ عامل بلقاء نے ایسا ہی کیا اور مروان نے ابراہیم بن محمد کو قید کر دیا۔

**خلافت عباسیہ کی علانیہ دعوت:** جس وقت ابو مسلم نے خلافت عباسیہ کی دعوت دے دی تو ہر طرف نظر آتی تھی۔ لوگ آتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ابو مسلم کی بھی ان کے یہاں آمد و رفت تھی جن کو نصر شکست نہیں دے سکتا تھا۔ کرمانی اور شیبان خارجی بھی ابو مسلم کے ساتھ ملے ہوئے تھے کیونکہ ان سے مروان نے خلافت کی سختی کی تھی۔ عوام الناس کا میلان اس کی طرف ان سے اور زیادہ ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ نصر کے ضعف کا وقت تھا اور بدعادات اور بداعمالیوں کی طرح دعوتوں کی تحقیق تھی۔ بدگمان لوگ سب کی کاٹ جاتا تھا۔

**نصر و شیبان خارجی:** نصر نے شیبان خارجی کے پاس کہلا بھیجا کہ ''آؤ ہم اور تم صلح کر کے ابو مسلم سے جنگ کریں تو اس کے بعد ہم سے جنگ موقوف رہے۔ یہاں تک کہ ہم اس سے نپٹ لیں۔ بعد اس کے تم جھگڑا کرنا اور

---

ے عربی میں مثل مشہور ہے کہ ... [illegible] ... (مترجم)

نصر کے درمیان تو جب اس کو ہے کر لیں گے۔ شیبان خارجی اس امر کے منظور کرنے میں پس و پیش کر رہا تھا کہ ابو مسلم کو اس پیغام کی اطلاع ہو گئی۔ فوراً ایک شخص کو ابن کرمانی کے پاس بھیج دیا کہ شیبان خارجی جو نصر سے صلح کر رہا ہے تم کو معلوم ہے کہ تم کس کے ساتھ ہو، اس کی ہمدردی کی وجہ سے نہیں، تم تو اپنے باپ کا بدلہ لے رہے ہو۔ اگر صلح ہو گئی تو تمہارا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ابن کرمانی اس فریب میں آ گیا اور شیبان خارجی کے پاس گیا اور اس کی مخالفت کر کے نصر سے صلح ترک کرنے پر آمادہ کر دیا۔

**ابو مسلم کا ہرات پر قبضہ:** جب ابو مسلم کو یہ معلوم ہوا کہ نصر و کرمانی میں مصالحت ممکن نہیں ہوئی تو اس نے نضر بن نعیم ضبی کو ہرات کی طرف روانہ کیا، جس نے ہرات فتح کر کے ہرات پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل بن معقل لیثی کو جو نصر کی جانب سے مامور تھا، بھگا دیا۔ یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی نے ابن کرمانی اور شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ بات کی نسبت یہ فکر ہے کہ اگر تم نے نصر سے مصالحت کر لی تو ابو مسلم اس سے جنگ کرے گا اور تم سے تعرض نہ ہو گا کیونکہ خراسان مضر کے قبضہ میں ہے اور اگر تم نے نصر سے مصالحت نہ کی تو ابو مسلم اس سے مصالحت کر کے تم سے جنگ آزما ہو گا۔ یہ بہتر ہے کہ نصر سے صلح کر لو۔ شیبان خارجی نے یہ مشورہ پسند کیا اور صلح ہو گئی۔

**نصر و شیبان خارجی میں مصالحت:** نصر کے پاس صلح کا پیام پہنچا تو نصر نے اس کو فوراً ہی منظور کر لیا۔ صلح نامہ اور معاہدہ مرتب کرنے کے لیے شیبان کے پاس آیا۔ سب نے باتفاق ایک صلح نامہ تحریر کیا۔ ابو مسلم کو اس سے آگاہی ہوئی تو اس نے ابن کرمانی اور شیبان میں نفاق پیدا کرنے کی غرض سے کہلا بھیجا کہ ”تمہاری عادت بہت عجیب ہے کہ تم نے نصر سے اتنی بڑی غلطی کر لی۔“ ابن کرمانی بولا ”میں نے نصر سے مصالحت نہیں کی، مصالحت کی ہے تو شیبان نے کی ہے، میں تو اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔“ شیبان نے اس کو کچھ جواب نہ دیا اور ابن کرمانی نے دوبارہ لڑائی کا دروازہ کھول دیا لیکن شیبان خارجی نے یہ کہہ کر کہ میں بدعہدی نہ کروں گا، اس کا ساتھ نہ دیا۔

**ابو مسلم کی پیش قدمی:** ابن کرمانی نے ابو مسلم سے امداد طلب کی۔ ابو مسلم نے بخوشی خاطر منظور کر لیا اور سفیذنج کے جانے کا ارادہ کیا اور سفیذنج سے ماخوان میں آ ٹھہرا اور اپنے لشکر کے گرد مورچے قائم کیے۔ دو مہینہ تک خندق کھدوائی اور خندق کے دو دروازے بنائے۔ اس کی پولیس کا افسر مالک بن ہیثم خزاعی تھا۔ دیوان لشکر پر ابو اسحاق خالد بن عثمان، دیوان خطوط پر ابو صالح کامل بن مظفر، خیر رسانی پر اسلم بن صبیح اور محکمہ قضا پر قاسم بن مجاشع نقیب امام تھا۔ قاسم ہی عموماً ابو مسلم کے ساتھ نماز پڑھتا اور عصر کے بعد بنو ہاشم اور حضرت علی کے فضائل بیان کرتا تھا۔

**ابو مسلم اور ابن کرمانی:** ابو مسلم نے ماخوان میں قیام کرنے کے بعد ابن کرمانی کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس پر ابن کرمانی نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ ابو مسلم اس سے ملنے آیا اور دو دن اس کے پاس ٹھہر کر ماخوان لوٹ آیا۔ یہ واقعہ ۵ محرم (یعنی پانچ تاریخ) ۱۳۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد ابو مسلم نے اپنے لشکر کی

جانبین پر دونوں کی تو محمد وہیں سات ہزار آدمی کام آئے۔ کامل بن مظفر والی [illegible] ان کے [illegible] ہو گیا۔

**ابومسلم کے خلاف قبائل مضر و یمن کا اتحاد:** ان واقعات کے بعد تو قبائل ربیعہ، مضر اور یمن نے متفق ہو کر اس امر کا معاہدہ کیا کہ آپس کے جھگڑے منقطع کر دیے جائیں اور سب کے سب ابو مسلم سے جنگ کرنے پر کمر باندھ لیں۔ ابو مسلم پر یہ [illegible] خراسان اپنے مقام پر [illegible] تھا خطرہ پیدا ہو گیا [illegible] اور خراسان [illegible] خندق [illegible] باندھے۔ نصر بن سیار نے [illegible] لشکر آرائی کی اور اپنے عمال کو اطراف و جوانب خراسان میں پھیلا دیا۔ ابوالذیال [illegible] طوسان میں جا ٹھہرا اور اہل طوسان کو ایذائیں دینے لگا۔ اس وجہ سے کہ اکثر اہل طوسان ابو مسلم کے ہمراہ خندق میں تھے۔ ابو مسلم نے ایک دستہ فوج ان کی حمایت پر بھیج دیا۔ لڑائی ہوئی اور ابو مسلم کے ہمراہیوں کو فتح ہوئی۔ تقریباً تیس آدمی ابوالذیال کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کر لئے گئے۔ ابو مسلم نے ان کو رہا کر دیا۔ بعد ازاں [illegible] کے ایک گروہ کے ساتھ [illegible] مرو [illegible] کے درمیان [illegible] بعد ان کے پاس ایک ہزار کی جمعیت ہو گئی [illegible] موقوف کر دیا۔

**عبداللہ بن معاویہ کی بیعت:** جیسا کہ بیان کیا گیا، عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کی بیعت خلافت کوفہ میں کی گئی تھی لیکن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز [illegible] عبداللہ بن معاویہ مدائن چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اہل کوفہ بھی چلے آئے تھے [illegible] انہوں نے جبل کا رخ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے [illegible] اصفہان اور ری پر بھی قبضہ کر لیا [illegible] اور اصفہان میں قیام کر دیا۔

**عبداللہ بن معاویہ اور محارب بن موسیٰ:** محارب بن موسیٰ [illegible] عظیم الشان شخص سمجھا جاتا تھا [illegible] اصطخر [illegible] عمر بن عبدالعزیز کے [illegible] لوگوں نے اس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں [illegible] کرمان [illegible] شام کے چند امراء [illegible] سے آ ملے [illegible] اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہوئی۔ سالم بن مسیب عامل شیراز [illegible] عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے [illegible] قتل کر ڈالا [illegible] اصفہان [illegible] عبداللہ بن معاویہ کو وہاں سے منتقل کر کے اصطخر میں لا ٹھہرایا [illegible] بنو ہاشم [illegible] اس کے پاس چلے آئے [illegible] خراسان کی جانب [illegible] عمال کا عزل و نصب کیا۔ منصور [illegible] سلیمان بن ہشام [illegible] ہمراہ تھا۔ شیبان بن عبدالعزیز خارجی بھی [illegible] آملا۔ بعد ازاں [illegible] علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے [illegible] آئے [illegible] جب [illegible] عراق [illegible] نباتہ بن حنظلہ کلابی کو عبداللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو اہواز کی طرف بھیجا۔ سلیمان بن حبیب نے [illegible] اہواز [illegible] نباتہ بن حنظلہ [illegible] لڑائی ہوئی [illegible] داؤد بن حاتم مارا گیا۔ سلیمان بن حبیب اہواز سے [illegible] بھاگ آیا [illegible] نباتہ بن حنظلہ سے مقابلہ

کر کے پسپا کر دیا اور عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن معاویہ نے اپنے بھائی یزید بن معاویہ کو نیشاپور بھیج دیا۔

**محارب کا قتل:** ان واقعات کے بعد محارب بن موسیٰ اور عبداللہ بن معاویہ سے ان بن ہو گئی۔ محارب نے لشکر جمع کر کے نیشاپور کا قصد کیا۔ یزید بن معاویہ مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ محارب کو شکست ہوئی۔ بھاگ کر کرمان پہنچا اور محمد بن اشعث کے آنے تک ٹھہرا رہا۔ جب وہ آ گیا تو اس کا ہمنوا اور ہم پیالہ ہو گیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس سے بھی ان بن پیدا کر لی۔ محمد بن اشعث نے اس کو مع اس کے چوبیس لڑکوں کے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

**عبداللہ بن معاویہ کی شکست:** پھر یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ کے ہمراہ اپنے لڑکے داؤد بن یزید کو ایک عظیم الشان لشکر کے عبداللہ بن معاویہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر داؤد بن ضبارہ تھا۔ داؤد نے اصطخر کے قریب پہنچ کر معن بن زائدہ کو دوسری طرف سے جنگ چھیڑنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن معاویہ میدان کارزار میں آئے۔ دونوں نے دو طرف سے لڑائی چھیڑ دی۔ جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن معاویہ کو شکست ہوئی ہے۔ بہت سے آدمی گرفتار کر لیے گئے اور اکثر مار ڈالے گئے۔ منصور بن جمہور سندھ کی طرف، عبدالرحمن بن یزید عمان کی طرف اور عمر بن سہیل بن عبدالعزیز بن مروان مصر کی طرف بھاگ گئے۔ قیدی یزید بن عمر بن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ جن کو ابن عمر بن ہبیرہ نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے خراسان میں جا کر دم لیا۔ معن بن زائدہ نے منصور بن جمہور کا تعاقب کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ منجملہ ان لوگوں کے جو عبداللہ بن معاویہ کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کئے گئے تھے، عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے۔ حرب بن قیس ہلالی نے (جو عبداللہ بن علی کے ماموں ہوتے تھے) ان کی سفارش کی، داؤد بن ضبارہ نے ان کو رہا کر دیا۔

**عبداللہ بن معاویہ کا قتل:** رہائی کے بعد عبداللہ بن علی نے عبداللہ بن معاویہ کے معائب بیان کئے اور ان کے ہمراہیوں کو خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا۔ ابن ضبارہ نے ان کو یزید بن ہبیرہ کے پاس ان حالات کے بیان کرنے کے لیے بھیج دیا اور خود عبداللہ بن معاویہ کی تلاش میں شیراز کو جا گھیرا۔ عبداللہ بن معاویہ مع اپنے چند ہمراہیوں اور بھائی حسن و یزید کے شیراز کو خیرباد کہہ کر بھاگ نکلے۔ کرمان کے ریگستان میدانوں کو طے کرتے ہوئے بامید امداد ابو مسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ کیونکہ ابو مسلم لوگوں کو اہل بیت آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا اور خراسان پر متصرف بھی ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اطراف ہرات میں پہنچے۔ ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ہرات کا والی تھا۔ اس نے آپ کا نسب دریافت کیا۔ آپ نے بتایا۔ مالک نے کہا "عبداللہ و جعفر کو بھی جانتا ہوں۔ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء سے ہیں لیکن معاویہ کو نہیں جانتا کہ ان بزرگوں میں سے کسی کا نام رہا ہو"۔ عبداللہ بن معاویہ نے جواب دیا "میرے دادا عبداللہ بن جعفر ان دنوں شام میں معاویہ کے پاس تھے میرے باپ پیدا ہوئے۔ معاویہ نے ایک لاکھ درہم اس تقریب سعید میں بھیج دیئے مگر شرط یہ کی کہ اس کو میرے نام سے موسوم کرو"۔ مالک بولا "چونکہ تم لوگوں نے اسمائے خبیثہ کو نہایت ذلیل و کم قیمت پر خرید کیا ہے لہٰذا تمہارا کوئی حق امر پر نہیں ہے"۔ بعد ازاں ابو مسلم کو عبداللہ بن معاویہ کے آنے سے مطلع کیا۔ اس نے لکھ بھیجا کہ عبداللہ

کو مع ان کے ہمراہیوں کے قید کر لو۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کے بھائیوں حسن و یزید کی رہائی اور ان کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ مالک بن ہیثم خزاعی والی ہرات نے اس کی تعمیل کر دی۔

**علی بن کرمانی کی عہد شکنی:** جس وقت نصر، ابن کرمانی اور شیبان باہم مل گئے اور نصر نے ابومسلم سے جنگ کرنے پر متفق ہو کر کمریں باندھ لیں۔ ابومسلم اور اس کے ہمراہیوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنی کل فوج کو جمع کر کے شمشیر بکف ہو گیا۔ سلیمان بن کثیر نے ابن کرمانی کو یہ فقرہ دیا کہ "کل تو نصر نے تمہارے باپ کو قتل کیا ہے اور آج تم اس کے ہمراہ ہو کر ابومسلم سے جنگ کرنے کو آئے ہو"۔ ابن کرمانی اس فریب میں آ کر نصر سے علیحدہ ہو گیا ادھر نصر نے عہد شکنی کے بعد ابومسلم سے مضریوں کی موافقت کرنے کو کہلا بھیجا ادھر ابن کرمانی کے ہمراہیوں نے بھی یہی پیغام دیا۔ ابومسلم نے فریقین کے وفود کو انتخاب کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ شیعوں نے وفود کے آنے سے پہلے ابومسلم سے کہہ رکھا تھا کہ نصر مروان کے ہمدرد ہوا خواہ اور اس کے عمال ہیں اور انہیں لوگوں میں یحییٰ بن زید کے قاتلین بھی ہیں۔ پس جب ابومسلم کی خدمت میں وفود آئے تو سلیمان بن کثیر و یزید بن شقیق سلمی نے اسی قسم کی باتیں کہیں اور یہ بیان کیا کہ نصر بن سیار مروان کا عامل ہے اور یہ اس کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کرتا اور اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور آپ کے ہمراہی اس بدعت پر ہرگز خوش نہیں ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ علی بن کرمانی اور اس کے ہمراہیوں کو اختیار کیجئے"۔ سلیمان و یزید کی تقریر ختم ہوتے ہی ستر شیعوں نے اس کی تائید کی۔ نصر کے وفد خائب و خاسر اور ابن کرمانی کے وفد شاداں واپس ہوئے اور ابومسلم آلین سے ماخوان لوٹ آیا اور شیعوں کو مکانات بنانے کا حکم دے کر کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے سے ہم کو مستغنی کر دیا ہے اب عرب کے فتنے کا ہم کو خوف باقی نہیں رہا۔

**ابومسلم کا مرو پر قبضہ:** اس واقعہ کے بعد علی بن کرمانی نے ابومسلم کو یہ پیام دیا کہ تم مرو میں ایک جانب سے داخل ہو اور میں اپنی قوم کی جمعیت کے ساتھ دوسری طرف سے داخل ہوں گا۔ ابومسلم اس پر مطمئن نہ ہوا کہلا بھیجا کہ پہلے تم نصر سے لڑائی شروع کر دو، پس علی بن کرمانی اور نصر میں جنگ چھڑ گئی اور کرمانی لڑتا بھڑتا مرو میں ایک طرف سے گھس پڑا۔ ابومسلم نے بعض نقیبوں کو علی بن کرمانی کے ہمراہ کر دیا تھا، وہ اس کے ساتھ ساتھ مرو میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد خود ابومسلم نے مرو کا رخ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ خزاعی تھا، میمنہ پر مالک بن ہیثم اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع غرض ابومسلم مرو میں داخل ہوا۔ جس وقت کہ فریقین مصروف جدال و قتال تھے۔ سیدھا دار الامارت کی طرف آیۂ کریمہ **ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ و ھذا من عدوہ** پڑھتا ہوا چلا گیا اور فریقین کو جنگ موقوف کر دینے اور واپس چلے جانے کا حکم دے دیا۔ فریقین اپنے اپنے لشکرگاہوں میں لوٹ آئے اور مرو پر ابومسلم نے قبضہ کر کے لشکریوں سے بیعت لینے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ ابومنصور طلحہ بن رزیق ابومسلم کی طرف سے بیعت لینے لگا۔ یہ منجملہ ان نقیبوں کے تھا جن کو محمد بن علی نے شیعوں سے انتخاب کر کے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں خراسان کی طرف روانہ کیا تھا۔

**عباسی نقیبوں کے نام:** یہ نقبا تعداد میں بارہ نفر تھے۔ خزاعہ سے سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن

رزیق اور عمرو بن اعین خزاعہ سے قحطبہ بن شبیب بن خالد بن معدان طے سے۔ تمیم سے ابو عیینہ موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریظ، قاسم بن مجاشع اور اسلم بن سلام۔ بکر بن وائل سے ابو داؤد خالد بن ابراہیم شیبانی اور ابو علی ہروی اس کو شبل بن طہمان بھی کہتے تھے۔ عمرو بن اعین بجائے موسیٰ بن کعب کے نامزد تھا اور ابو نجم اسمٰعیل بن عمران بجائے ابو علی ہروی کے اور یہ ابو مسلم کا داماد بھی تھا۔ نقیبوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کا باپ زندہ موجود ہو۔ بجز ابو منصور طلحہ بن رزیق کے۔ کہ وہ [illegible] تھا۔ جنگ ابن اشعث میں شریک ہوا تھا اور مہلب کی معیت یا ان کی اولاد کے ساتھ ہو کر لڑا تھا۔ ابو مسلم اکثر امور میں اس سے مشورہ لیا کرتا تھا اور لوگوں سے جس پر بیعت لیتا تھا اس کی عبارت یہ تھی: ابایعکم علی کتاب اللہ و سنۃ رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والطاعۃ للرضا من آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بذلک عہد اللہ و میثاقہ والطلاق والعتاق والمشی الی بیت اللہ الحرام و علی ان لا تسئلوا رزقا ولا طمعا حتی تبداکم ولاتکم یہ واقعہ ۱۲۹ھ کا ہے۔

نصر بن سیار کا فرار: مرو پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ابو مسلم نے لاہز بن قریظ کو ایک گروہ کے ساتھ نصر بن سیار کے پاس بیعت لینے کو بھیجا۔ نصر نے یہ محسوس کر کے کہ ابو مسلم کا مقصد درست نہیں ہے لیکن اس سے بچنے کی طاقت کچھ بھی نہیں ہے اور یہ کہہ کر انہیں ٹال دیا کہ "میں کل شام کو دار الامارت میں حاضر ہو کر بیعت کر لوں گا"۔ لاہز یہ سن کر واپس آیا اور نصر نے اپنے ہمراہیوں سے کہلا بھیجا کہ "قتل کی تدبیریں ہیں۔ آج کی شب کوئی خوف کا مقام نہیں چلا جانا چاہیے"۔ اسلم بن احوز نے کہا "شب کے آنے کا انتظار فضول ہے کیا یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پیچھے ہی مرو کو چھوڑ دینا چاہیے"۔ نصر نے اس پر تامل کیا۔ ظہر کا وقت آیا تو ابو مسلم نے پھر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ بعد ازاں لاہز کو دوبارہ نصر کے پاس بیعت لینے کو بھیجا نصر نے کہا "بھائی تم نے اس قدر جلدی کیوں کی وضو تو کر لوں پورا نہیں ہوا"۔ لاہز نے جواب دیا "بات یہ ہے کہ ابو مسلم کے گروہ والے تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں"۔

نصر یہ سن کر مکان کے اندر گیا اور شام ہوتے ہی مکان کے پیچھے سے نکل کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اس کا لڑکا تمیم اور حکیم بن نمیلہ نمیری اور اس کی بیوی مرزبانہ تھی۔ لاہز ان لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد مکان میں داخل ہوا کسی کو نہ پایا۔ ابو مسلم کو اطلاع دی۔ اسی وقت ابو مسلم نصر کے لشکر گاہ میں آیا اور اس کے ہمراہیوں کو قید کر لیا ازانجملہ سالم بن احوز افسر پولیس، بختری کاتب اور اس کے دو لڑکے یونس بن عبد ربہ، محمد بن قطن وغیرہ تھے۔ ابو مسلم نے نصر کے تعاقب میں سوار متعین کئے۔ یہ لوگ شب کے وقت نصر کی بیوی مرزبانہ کو پا گئے۔ جس کو نصر چھوڑ کر نکلے جا رہے تھے۔ بعد ازاں ابو مسلم کی جانب واپس آئے اور نصر سرخس جا پہنچا پھر سرخس سے طوس چلا گیا۔ پندرہ روز تک قیام رہا پھر نیشاپور چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور ابن الکرمانی ابو مسلم کے ساتھ رہ کر ہر امر کی بابت بحث بھی کیا کرتا تھا۔

شیبان خارجی کا خاتمہ: پھر ابو مسلم نے نصر کے فرار ہونے کے بعد شیبان حروری سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا شیبان نے جواب دیا "تم ہی میری بیعت کرو"۔ اس پر ابو مسلم نے پیام دیا کہ "اگر تم میری بیعت نہیں کرتے ہو تو یہاں سے کوچ کر

بازشیبان خارجی سے [illegible] کرمانی سے امداد طلب کی [illegible] شیبان سرخس چلا گیا۔ ایک گروہ بکر بن وائل کا قتل ہو گیا۔ ابومسلم کو اس کی اطلاع ہوئی [illegible] شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ "تم [illegible] سے باز آؤ"۔ شیبان نے [illegible] ابومسلم نے بسام [illegible] شیبان [illegible] بسام اور شیبان میں لڑائی ہوئی۔ شیبان شہر میں بھاگ آیا۔ بسام نے اس کا تعاقب [illegible] بکر بن وائل نے ان قاصدوں کو قتل کر ڈالا۔ جن کو ابومسلم نے شیبان کے پاس پیغام دے کر بھیجا تھا اور بسام نے شیبان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ [illegible] ابومسلم [illegible] ایک لشکر [illegible] شیبان [illegible] جنگ [illegible] بھیجا تھا۔ واللہ اعلم

**ابومسلم کی فتوحات:** [illegible]

**[illegible]:** [illegible]

**[illegible] کرمانی کا انجام:** [illegible]

مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی بقیہ مضریوں کو ترمذ سے اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلخ پر آ پہنچا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمان و نصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بلخ کا قصد کیا۔ عبدالرحمٰن کے ہمراہی یہ سن کر اسی شب کو بھاگ گئے۔ نصر نے اس خوف سے کہ ان کا استیصال نہ ہو جائے تعاقب نہ کیا لیکن عثمان کے ہمراہیوں نے دوسری طرف لڑائی چھیڑ دی اور تھوڑی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ کثیر ان کا اس معرکے میں کام آ گیا۔ بعد ازاں ابوداؤد نے بلخ کی جانب مراجعت کی اور ابومسلم نیشاپور کی طرف چلا اس کے ہمراہ علی بن کرمانی تھا چونکہ ابوداؤد سے پسران کرمانی کے قتل کا مشورہ پہلے ہی ہو چکا تھا اس وجہ سے ابوداؤد نے عثمان کو بلخ پہنچ کر قتل کر ڈالا اور ابومسلم نے علی بن کرمانی کو نیشاپور کے راستے میں بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا۔

**قحطبہ کی فتوحات:** ۱۳۰ھ میں قحطبہ بن شبیب امام ابراہیم کی جانب سے ابومسلم کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ وہ پرچم تھا جس کو شیعوں نے بھیجا تھا۔ لے کے سے مقرر کیا تھا۔ ابومسلم نے اس کو مقدمۃ الجیش میں رکھا اور ایک معقول فوج اس کے ہمراہ کر دیا اور عزل و نصب اسی کے اختیار میں دیا اور کل لشکریوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔

**نیشاپور کی فتح:** اس سے پیشتر جس وقت خراسان ابومسلم نے اپنے عمال کو بلاد اسلامیہ پر مقرر کیا تھا۔ سباع بن نعمان ازدی کو سمرقند پر، ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان پر، محمد بن اشعث خزاعی کو طبسین پر، مالک بن ہیثم کو پولیس پر اور قحطبہ کو طوس پر۔ قحطبہ کے ہمراہ چند سرداران سپہ سالاران لشکر ابوعون عبدالملک بن یزید، خالد بن برمک، عثمان بن نہیک اور خازم بن خزیمہ وغیرہ تھے۔ اہل طوس کو پہلے ہی میدان میں شکست ہوئی۔ قحطبہ نے بہت بے دردی سے ان کو قتل کیا۔ اس کے بعد ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو نیشاپور کی طرف براہ راست روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر سے سوذقان میں جنگ کرنے کو لکھا۔ ان ہمراہ تمیم کے ہمراہ تیس ہزار جنگجو تھے علی بن معقل تمیم کی کمک پر روانہ ہو چکے تھے۔ تمیم کے ساتھ نابتی بن سوید اور شیبان کے تین ہزار سپاہی ہمراہی تھے۔ قحطبہ نے تمیم بن نصر پر حملہ کی تیاری اور قتل عام سے پہلے ان سب کو دعوت دی۔ جب ان لوگوں نے اس کو قبول نہ کیا تو حملہ کر دیا۔ تمیم بن نصر اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا جن کی تعداد تیس ہزار بیان کی جاتی ہے معرکہ جنگ میں مارا گیا۔ لشکرگاہ کا کل مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا۔ نابتی باقی ماندہ فوج شہر میں جا کر پناہ گزیں ہوئی۔ قحطبہ کے دستے شہر میں داخل ہوا بہت بری خونریزی کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ خالد بن برمک کو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور کر کے نیشاپور کا رخ کیا۔ نصر بن سیار نیشاپور سے قومس بھاگ آیا۔

**جرجان پر قبضہ:** اسی اثناء میں اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے۔ پھر نصر بن سیار قومس سے جرجان کی طرف روانہ ہو گیا جہاں نباتہ بن حنظلہ تھا۔ جس کو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نصر کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ قحطبہ اصفہانی ادھر سے چلتا ہوا جرجان پہنچا اور قحطبہ نے رمضان یا شوال کی ابتداء ۱۳۰ھ میں اہل جرجان کو شکست دی۔ نباتہ مارا گیا۔ باقی رہے اس کے ہمراہی وہ دامغان چلے گئے۔

**رے پر قبضہ:** نصر بن سیار کی وفات کے بعد حسن بن قحطبہ نے خازم بن خزیمہ کو سمنان کی طرف روانہ کیا۔ اسی اثناء میں

قحطبہ جرجان سے آگے بڑھا اور رے پہنچا۔ اہل رے ابو مسلم کی مخالفت ترک کر چکے تھے پناہ گزین ہو کر باقی رہ گئے۔ آگے کے قصد اصفہان ابن ضبارہ سے ملنے کی غرض سے چلا ہوا تھا۔ قحطبہ نے مسیب بن زہیر کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مسیب بن زہیر نے لڑ کر اس کو شکست دی۔ زیادہ تر ان کے ہمراہی جنگ میں کام آ گئے۔ مسیب قحطبہ کے پاس لوٹ آیا اور قحطبہ رے میں اپنے لڑکے حسن کے پاس چلا گیا۔ حبیب بن بدیل نہشلی اور اہل شام جو اس کے ہمراہ تھے رے چھوڑ کے نکل گئے اور حسن ماہ صفر میں داخل ہوا۔ قحطبہ نے فتح رے کی خوشخبری ابو مسلم کو لکھی ابو مسلم مرو میں قیام پذیر تھا چونکہ اکثر اہل رے کا میلان طبع بنو امیہ کی طرف تھا اس لیے ابو مسلم کے خوف سے رے چھوڑ کر چلے گئے ابو مسلم نے سب کا مال و اسباب ضبط کر لیا جس کو سفاح نے بیعت خلافت کے بعد واپس کیا۔

**اصبہبد کی اطاعت:** اس کے بعد ابو مسلم نے اصبہبد طبرستان کو اطاعت قبول کرنے اور خراج دینے کو لکھا۔ اصبہبد نے منظور کر لیا اور خراج بھیج دیا۔ پھر ابو مسلم نے مصمغان والی دنباوند کو یہی مضمون لکھا۔ اس نے نہایت سختی سے اس کا جواب دیا۔ ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو رے سے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب مصمغان سے لڑنے گیا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مصمغان اور اس کے سردار موسیٰ سے جنگ کرتے اور شام کو واپس جاتے تھے موسیٰ کے لشکر میں بہت سے آدمی زخمی ہو گئے اور آخر مصمغان نے ان کی رسد بند کر دی۔ مجبور ہو کر موسیٰ واپس آ گیا۔ مصمغان نے اس وقت سے حکومت المنصور تک عباسیوں کی اطاعت قبول نہیں کی تب منصور نے ایک عظیم الشان لشکر سے اس کو مغلوب کر کے دنباوند کو فتح کیا۔

**نہاوند کا محاصرہ:** جس وقت قحطبہ اصفہان سے فارغ ہو کر جیسا کہ اوپر آ چکا ہے ابو مسلم کے پاس واپس ہوا تھا اور رے سے فارغ ہو کر نہاوند ٹھہرا ہوا تو قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو مقدمہ کے طور پر ہمدان کی طرف روانہ کیا۔ مالک بن ادہم اور اہل شام و خراسان ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلے آئے۔ حسن نے ہمدان پر قبضہ کر کے نہاوند کا قصد کیا اور نہاوند سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ قحطبہ نے ابو الجہم بن عطیہ (باہلہ کے آزاد غلام) کو سات سو فوج دے کر حسن کی کمک پر روانہ کیا۔ جس وقت ابو الجہم حسن کے پاس پہنچا حسن نے نہایت سختی سے نہاوند کا محاصرہ کر لیا۔ قحطبہ گزشتہ سال اوائل ذی القعدہ میں جرجان کی طرف روانہ ہوا تھا۔ ابن ہبیرہ کی طرف سے مقدمۃ الجیش پر نباتہ بن حنظلہ تھا اور جب جرجان پہنچا اس وقت نباتہ بن حنظلہ کے ہمراہ اہل شام بھی موجود تھے۔ اہل خراسان نباتہ کی جمعیت سے خوف زدہ ہوا۔ قحطبہ نے ان کو جمع کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا جس میں یہ ظاہر کیا کہ امام نے پیش گوئی کی ہے کہ تم لوگ اتنی بڑی فوج سے مقابلہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان پر فتح یاب بھی ہو گے۔ لشکریوں کا دل اس پیش گوئی کے سننے سے بڑھ گیا۔ قحطبہ نے لشکر کو مرتب کیا۔ میمنہ پر اپنے لڑکے حسن کو مامور کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہو گیا اہل شام کو شکست ہوئی۔ نباتہ مع دس ہزار فوج کے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ پر نباتہ کا سر کاٹ کے ابو مسلم کے پاس بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۰ھ کا ہے۔

**اہل جرجان کی سرکوبی:** قحطبہ کو جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اہل جرجان بغاوت پر آمادہ ہیں۔ چونکہ اس

نے ان لوگوں سے لڑ کر تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد نصر بن سیار خوار الرے کی طرف چلا آیا۔ خوار الرے کا امیر ابو بکر عقیلی تھا اور یہاں سے ابن عمر بن ہبیرہ سے جو کہ واسط میں تھا امداد طلب کی۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ نے اس کے قاصد روک رکھے۔ یہاں تک کہ مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کا حکم دیا۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے ایک بہت بڑا لشکر نصر کی کمک پر روانہ کیا جس کا سردار ابن غطیف تھا۔

**نصر بن سیار کی وفات:** اسی اثناء میں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو خوار الرے کی طرف ۱۳۱ھ میں نصر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور پھر تمیمی ابو کامل، ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس مروزی کو ایک لشکر دے کر حسن کی کمک کو بھیجا۔ جس وقت یہ لوگ حسن کے لشکر کے قریب پہنچے تو ابو کامل اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر نصر سے جا ملا اور ان کے لشکر کی روانگی و قیام سے مطلع کر دیا۔ جس سے قحطبہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور بہت سا مال و اسباب نصر کے ہمراہیوں کے ہاتھ آیا۔ نصر نے مال غنیمت ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ اتفاق یہ کہ نصر کے قاصد کو راہ میں ابن غطیف سے ملاقات ہو گئی۔ ابن غطیف نے قاصد سے خط اور مال غنیمت لے لیا اور اپنی طرف سے بھیج دیا۔ نصر کو اس سے سخت رنج ہوا۔ جب نصر نے رے کا قصد کیا (یہاں پر رے کا امیر حبیب بن یزید نہشلی تھا) تو ابن غطیف ہمدان روانہ ہو گیا۔ چونکہ ہمدان کا امیر مالک بن ادہم بن محرز باہلی تھا۔ ہمدان سے ابن غطیف مالک بن ادہم کے پاس اصفہان چلا گیا۔ نصر دو روز تک رے میں مقیم رہا پھر بیمار ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں رے سے کوچ کر دیا۔ جب ساوہ پہنچا ربیع الاول ۱۳۱ھ کو وفات ہو گئی۔

**اصفہان کی فتح:** اوپر لکھا جا چکا ہے کہ ابن ہبیرہ نے اپنے لڑکے داؤد بن یزید کو عبداللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا اور عامر بن ضبارہ کو بھی اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ جس وقت ان لوگوں نے عبداللہ بن معاویہ کو شکست دی اور وہ خراسان کی طرف بھاگا تو یہ دونوں کرمان تک اس کا تعاقب کرتے ہوئے چلے گئے۔ جب ابن ہبیرہ کو ۱۳۰ھ میں نباتہ بن حنظلہ کے جرجان میں مارے جانے کی خبر پہنچی تو اپنے لڑکے داؤد اور ابن ضبارہ کو قحطبہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ داؤد اور ابن ضبارہ پچاس ہزار کی جمعیت سے کرمان سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچ گئے۔ قحطبہ نے ان لوگوں کے مقابلے پر ایک لشکر روانہ کیا جس کا سردار مقاتل بن حکیم عکی تھا۔ اس نے قم میں قیام کیا۔ ابن ضبارہ نے یہ سن کر کہ حسن بن قحطبہ نہاوند کا محاصرہ کیے ہوئے ہے نہاوند کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔ مقاتل بن حکیم نے قحطبہ کو اطلاع دی۔ قحطبہ نے یہ سن کر رے سے نہاوند کی طرف اپنے لڑکے حسن کی کمک کو روانہ کیا۔ بعد ازاں ان دونوں کے لشکر ابن ضبارہ سے جنگ کرنے کو تیار ہو گئے۔ ابن ضبارہ کی رکاب میں ایک لاکھ کا لشکر تھا اور قحطبہ بیس ہزار کی جمعیت سے تھا۔ ماہ رجب ۱۳۱ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ قحطبہ اور اس کے ہمراہیوں نے یکجائی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ ابن ضبارہ کو شکست ہوئی۔ اور دار و گیر میں خود بھی مارا گیا۔ قحطبہ نے ابن ضبارہ کے لشکرگاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لے لیا اور اپنے لڑکے حسن کے پاس فتح کی خوشخبری بھیجی۔

**فتح نہاوند:** پھر قحطبہ ابن ہبیرہ سے فراغت حاصل کر کے اصفہان چلا گیا۔ یہیں چند روز قیام کر کے اپنے بیٹے حسن کے پاس نہاوند چلا آیا۔ حسن کے ساتھ مل کر نہاوند کا محاصرہ جاری رکھا۔ تین مہینے تک اہل نہاوند محاصرہ میں رہے۔ آخر ماہ شوال ۱۳۱ھ میں قحطبہ نے اہل خراسان کو جو نہاوند میں تھے کہلا بھیجا کہ تم کو امان ہے، تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ لیکن ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ جب قحطبہ نے یہی پیام اہل شام کو دیا تو اہل شام نے منظور کیا اور کہلا بھیجا کہ تم اہل شہر کو اپنی جنگ میں مصروف کر لو ہم [illegible] جانب سے جب تم جنگ میں ہوں گے [illegible]۔ قحطبہ نے ایسا ہی کیا اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ دروازہ کھلتے ہی [illegible] خراسانی بھی شامیوں کے ساتھ نکل آئے ان کے لئے امان نہ تھی، سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ ان مقتولین میں ابو کامل، [illegible] تمیم بن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل اور [illegible] تھے۔

**حلوان پر قبضہ:** اسی دوران میں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو بطرف حلوان بھیجا تھا۔ یہ حلوان [illegible] [illegible] تھا اس پر حسن کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ بلا کسی مقابلہ کے حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

**شہرزور کی فتح:** پھر قحطبہ نے ابو عون عبد الملک بن یزید خراسانی اور مالک بن طریف خراسانی کو چار ہزار کی جمعیت سے شہرزور پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شہرزور کا حاکم عثمان بن سفیان عامل تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر عبد اللہ بن مروان بن محمد تھا۔ ابو عون عبد الملک اور عثمان بن سفیان سے آخر ذی الحجہ کو لڑائی ہوئی۔ بالآخر عثمان کو شکست ہوئی اور اثنائے شکست میں وہ بھی مارا گیا۔ لیکن ابو عون عبد الملک نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن سفیان [illegible] شہرزور سے شکست کھا کر عبد اللہ بن مروان کے پاس چلا گیا تھا اور [illegible] قتل کر دیا تھا [illegible] مروان [illegible] تھا [illegible] موصل کو فتح کرتے ہوئے عبد الملک کی طرف [illegible] اور ابو عون عبد الملک محرم ۱۳۲ھ میں شہرزور چلا آیا۔

**قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی:** جس وقت داؤد بن یزید [illegible] حلوان سے شکست کھا کر اپنے باپ یزید بن ہبیرہ کے پاس آیا تو ابن ہبیرہ [illegible] ایک عظیم الشان فوج لے کر [illegible] مروان نے بھی حوثرہ بن سہیل باہلی کو اس کی امداد پر بھیجا۔ ابن ہبیرہ نے [illegible] [illegible] اور [illegible] خندق [illegible] جنگ فارس میں کھدوائی تھی۔ قحطبہ نے خبر پا کر [illegible] بعد اس کے انبار کی طرف [illegible] ابن ہبیرہ نے بھی [illegible] طرف مراجعت کی اور [illegible] حوثرہ بن سہیل کو [illegible] کوفہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ قحطبہ نے ۸ محرم ۱۳۲ھ کو دریائے فرات عبور کیا۔ اس وقت ابن ہبیرہ دہانہ فرات پر [illegible] فرسنگ کے فاصلہ پر پڑا ہوا تھا [illegible] ابن ہبیرہ کے [illegible] [illegible] کر کے تمہارا تعاقب کرے گا۔

ابن ہبیرہ نے [illegible] اختلاف کر کے [illegible] ان کے مقدمۃ الجیش پر [illegible] تھا۔

دونوں فریق ایک دوسرے کے روبرو فرات کے دونوں جانب خیمہ زن ہو گئے۔ قحطبہ ایک مقام پر پہنچ کر کہنے لگا "مجھ سے امام نے فرمایا ہے کہ اس مقام پر لڑائی ہوگی اور فتح نصیب ہماری ہوگی"۔ لوگوں نے فرات کے ایک پایاب مقام کا پتہ بتایا جس سے اس نے عبور کیا گھوڑوں اور فوج وہیں پایاب سے مقابلے پر آ گئے۔

**قحطبہ کا خاتمہ:** اس لڑائی میں گو اہل شام کو شکست ہوئی لیکن ہوا خواہان دولت بنی عباس قحطبہ کو کھو بیٹھے۔ مقاتل عکی نے شہادت دی کہ قحطبہ نے اپنے بعد اپنے لڑکے حسن کو امیر لشکر مقرر کرنے کی وصیت کی ہے۔ لشکریوں نے حسن کے بھائی حمید بن قحطبہ کی بیعت کر لی اور حسن کو جو کہ ان دنوں اپنے باپ قحطبہ کے حکم سے ایک سریہ میں گیا ہوا تھا طلب کر کے امیر لشکر بنا لیا۔ اس کے بعد قحطبہ کی جستجو شروع ہوئی ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک گڑھے میں اس کی اور حرب بن سالم بن احوز کی لاشیں پائی گئیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عین وقت قحطبہ بعد عبور فرات مصروف جدال و قتال تھا معن بن زائدہ نے ایک ایسا وار کیا کہ قحطبہ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ وصیت کی کہ جس وقت میں مر جاؤں تو میری لاش دریا میں غرق کر دینا۔ اس کے بعد ابن ہبیرہ اور اہل شام بھاگ کھڑے ہوئے اور قحطبہ مر گیا اور بوقت وصیت لوگوں کو حسن کی امارت کی وصیت کی۔ ابو سلمہ خلال وزیر آل محمد کو لکھا۔ شامیان ہزیمت خوردہ شکست کے بعد ابن ہبیرہ کے پاس جا پہنچے۔ ابن ہبیرہ ان کی شکست سے پریشان خاطر ہو کر واسط کی طرف بھاگا۔ حسن بن قحطبہ نے جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

**اہل کوفہ کا خروج:** اس واقعہ کی خبر کوفہ پہنچی تو محمد بن خالد قسری نے شیعان علی کو جمع کر کے شب عاشورا ۱۳۲ھ میں خروج کر دیا۔ حاکم کوفہ زیاد بن صالح حارثی والی کوفہ اور عبدالرحمن بن بشیر عجلی افسر پولیس تھا۔ جونہی محمد بن خالد قصر امارت کے قریب پہنچا زیاد اہل شام کے جو اس وقت اس کے ہمراہ تھے قصر امارت چھوڑ کر نکل گیا۔ محمد بن خالد قصر میں داخل ہوا۔ حوثرہ نے یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف مراجعت کی۔ اتفاق سے لوگوں میں یہ خبر مشہور ہوئی تمام عوام الناس جو حوثرہ کے ہمراہ تھے یہ خبر سن کر علیحدہ ہو گئے لیکن محمد نے قصر امارت کو نہ چھوڑا۔ اس ہنگامہ میں حوثرہ کے ہمراہیوں میں سے قبیلہ کا ایک گروہ آیا اور ہوا خواہان دولت عباسیہ میں شریک ہو گیا۔ بعد ازاں کنانہ و بجیلہ والے یکے بعد دیگرے آئے اور انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول کر لیا۔ حوثرہ نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر واسط کی جانب کوچ کر دیا۔

**حسن بن قحطبہ کی کوفہ روانگی:** محمد نے اس واقعہ کی اطلاع حسن کو دی کیونکہ ابھی تک قحطبہ کے مرنے کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ حسن نے امراء لشکر کے ہمراہ اس خط کو پڑھ کر کوفہ کی جانب کوچ کر دیا اور دوسرے دن کوفہ پہنچ گیا۔ بعض کا یہ بیان ہے حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد کوفہ روانہ ہوا تھا۔ عبدالرحمن بن بشیر عجلی والی کوفہ یہ سن کر خوف زدہ ہو کر حسن کے پہنچنے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خالد نے خالی میدان پا کر کالی وردی سے خروج کیا۔ اہل شہر سے بیعت لی۔ اسی اثنا میں حسن بن قحطبہ پہنچ گیا۔ سب کے سب جمع ہو کر ابو سلمہ کے پاس آئے اور ابو سلمہ سے خروج کرنے کی درخواست کی۔ ابو سلمہ راضی ہو گئے۔ نخیلہ میں آ کر لشکر مرتب کیا اور وہاں سے کوچ کر کے حمام اعین میں آ اترا۔ پھر حسن بن قحطبہ کو

جو فوجی جنگ ابن ہبیرہ واسط کی طرف روانہ کر دیا۔ ابو سلمہ کی طرف سے حفص بن سلیمان خلال وزیر آل محمد نے لوگوں سے بیعت لی اور محمد بن خالد قسری کو کوفہ پر مامور کیا۔ اہل کوفہ اس کو امیر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ابو العباس سفاح مسند خلافت پر متمکن ہوا۔

**مسلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی لڑائی:** اس کے بعد ابو سلمہ نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی امارت لکھ کر بھیجی۔ اور ہمدان کی طرف سے حبیب بن زہیر و خالد بن برمک کو [illegible] کی جانب روانہ کیا اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ اہواز میں عبدالرحمن بن عمر بن ہبیرہ حاکم تھا۔ اس سے اور بسام سے لڑائی ہوئی۔ عبدالرحمن شکست کھا کر بصرہ کی طرف چلا گیا۔ بصرہ میں اس کے بھائی کی طرف سے مسلم بن قتیبہ باہلی عامل تھا۔ بسام نے عبدالرحمن کی شکست کے بعد سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کو والی بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ مسلم نے یہ سن کر قیس، مضر اور دوسروں کو جمع کر لیا۔ اتفاق وقت سے ایک ہزار جوان ابن ہبیرہ کے پاس سے مدد کو آ گئے۔ سفیان نے بھی تیاری کی اور [illegible] ماہ صفر ۱۳۲ھ میں لڑائی ہوئی۔ معاویہ بن سفیان میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس سے سفیان کے قدم اکھڑ گئے اور بصرہ بدستور مسلم بن قتیبہ کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد مسلم کے پاس چار ہزار کی فوج مروان کے پاس سے آئی۔ اس نے ازد پر چڑھائی کی اور ان کے مکانات کو منہدم کرا دیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

**سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر البصرہ:** مسلم اس واقعہ کے بعد سے برابر بصرہ ہی میں رہا یہاں تک کہ جس کو ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر پہنچی، پریشان ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ میدان خالی دیکھ کر حارث بن عبدالملک کے لڑکے [illegible] محمد بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو دیکھ کر چند دن تک امیر بنائے رہے۔ اسی اثنا میں ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی ابو مسلم کی جانب سے وارد بصرہ ہوا اور جب ابو العباس سفاح کی بیعت خلافت کی گئی تو بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ کو دی گئی۔

# باب : ۱۳

## دولت عباسیہ کا آغاز

**ابوالعباس کی کوفہ کو روانگی:** اس سے پیشتر دعاۃ بنی عباس امام ابراہیم بن محمد کی گرفتاری اور حران میں مروان کے قید سے قید ہونے تک تفصیلی حالات ہم لکھ آئے ہیں۔ امام ابراہیم نے خود اپنی وصیت کی تحریر اپنے اہل کو دی تھی اور ان لوگوں کو کوفہ چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ ابوالعباس اپنے اہل بیت اور بھائی ابو جعفر منصور، عبدالوہاب اور محمد پسران ابراہیم، یحییٰ بن جعفر اور اعمام (داؤد، عیسیٰ، صالح، اسماعیل، عبداللہ، عبدالصمد پسران علی بن عبداللہ بن عباس) اور عیسیٰ بن موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کے ہمراہ کوفہ کو چلا آیا۔ ابو سلمہ نے کوفہ کے باہر ان کا استقبال کیا۔ ابو سلمہ نے ان لوگوں کو ولید بن سعد (جو بنی ہاشم کا آزاد غلام تھا) کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالاروں و شیعوں سے اس راز کو چالیس دن تک مخفی رکھا۔ ابو سلمہ نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس امر کی کوشش کی تھی کہ تمام وقت آل ابی طالب کی طرف پھیر دی جائے۔ لیکن جمہور میں سے ابو جہم نے مخالفت کر کے سمجھایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہے۔ بات ختم ہو گئی۔

**ابوالعباس اور ابو حمید:** ایک روز سابق خوارزمی (جو امام ابراہیم بن محمد کا خادم تھا) ابو حمید محمد بن ابراہیم حمیری سے آتے ہوئے مل گیا۔ ملاقات ہوئی۔ ابو حمید نے امام ابراہیم کے حالات دریافت کئے۔ جواب دیا "امام ابراہیم تو قید خانہ میں مر چکے ہیں اور بنی ہاشم کی بابت اپنے بھائی ابوالعباس کو وصیت کر گئے ہیں اور وہ اور ان کے تمام اہل بیت کوفہ آ گئے ہیں۔" ابو حمید نے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا۔ سابق نے کہا "میں ابھی ان سے دریافت کر کے اجازت حاصل کرنے کو مجھے موقع دیجئے اور کل اسی مقام پر تم سے ملوں گا"۔ الغرض یہ طے ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ابو حمید ابو جہم کے پاس گیا اور اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا۔ ابو جہم نے کہا "دیکھو جہاں تک ممکن ہو خوشامد کر کے ان لوگوں سے ملنے کی تدبیر کرو"۔ چنانچہ حسب وعدہ ابو حمید مقام مقررہ پر آیا اور سابق خوارزمی کے ہمراہ ابوالعباس کے پاس گیا۔ دریافت کیا "تم میں خلیفہ کون ہے؟" داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں"۔ ابو حمید نے بڑھ کر بیعت کی اور خلافت کی مبارکباد دی اور امام ابراہیم کے انتقال پر افسوس کرتے ہوئے

---

[illegible]

تعزیت بھی کی اور لوٹ آیا۔

**ابوسلمہ اور ابوالعباس:** اس کے ساتھ ساتھ ایک خادم بھی ان کے خادموں سے ابوالجہم کے پاس چلا آیا اور ان لوگوں کے جانے قیام سے اس کو آگاہ کیا اور یہ کہا کہ ابوالعباس نے مجھے ابوسلمہ کے پاس بھیجا ہے اور دونوں کا کرایہ طلب کیا ہے۔ جن پر سوار ہو کر تشریف لائے ہیں۔ ابوسلمہ نے اس پر مطلق توجہ نہ کی اس سے ابوالجہم' ابوحمید اور وہ خادم برداشتہ خاطر ہو کر موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور ان حالات سے اس کو آگاہ کر دیا۔ سب نے متفق ہو کر دو سو دینار خادم کی معرفت ابوالعباس کی خدمت میں بھیج دیے۔ اس کے بعد کل ارکان دولت عباسیہ کی رائے یہ ہوئی کہ امام سے ضرور ملنا چاہیے۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب' ابوالجہم' عبدالحمید بن ربعی' سلمہ بن محمد' عبداللہ طائی' اسحاق بن ابراہیم' شراحیل' ابوحمید' عبداللہ بن بسام' محمد بن ابراہیم' محمد بن حسین اور سلیمان بن الاسود ابوالعباس عبداللہ بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بحیثیت خلیفہ ہونے کے سلام کیا اور امام ابراہیم کے انتقال کی تعزیت کی۔

موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم تو لوٹ آئے اور باقی امام کے پاس رہ گئے۔ چلتے وقت موسیٰ و ابوالجہم اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کر گئے کہ "اگر تمہاری غیر حاضری میں ابوسلمہ آئے تو تنہا امام کے پاس آنے دینا سب کو اپنے ہمراہ سے ہرگز ہرگز تنہا آنے نہ پائے"۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کے آنے کی خبر ابوسلمہ تک پہنچ گئی۔ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر ابوالعباس کے دربار دولت پر حاضر ہوا اور تنہا جیسا کہ وہ لوگ ہدایت کر گئے تھے۔ امام کے پاس گیا اور بطور خلیفہ سلام کیا۔ تھوڑی دیر بعد ابوالعباس نے اس کو لشکرگاہ میں واپس جانے کا ارشاد کیا۔

**ابوالعباس کا خطبہ:** صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا اور ربیع الاول ۱۳۲ھ کی ۱۲ تاریخ تھی۔ لشکری اور ہوا خواہان دولت عباسیہ مسلح ہو کر خاص سواریاں لیے ہوئے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کو صبح ملی یعنی کہ سوار کرا کر دارالامارت میں لے گئے۔ پھر ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر مسجد میں آیا اور خطبہ پڑھا نماز باجماعت پڑھی۔ حاضرین نے بطیب خاطر بیعت کی۔ بیعت لینے کے بعد دوبارہ منبر کے اوپر زینہ پر چڑھ گیا اور اس کا چچا داؤد اس کے نیچے کے زینے پر کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے خطبہ دیا جو نہایت بلیغ و مشہور ہے جس میں اپنے کو مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان کیا تھا اور لوگوں

---

[1] ابوالعباس کا یہ خطبہ نہایت طویل تھا اس کی عبارت نقل کرنے اور اس کا ترجمہ کرنے میں طوالت بہت ہو جاتی اس وجہ سے [illegible] پر ہم کفایت کرتے ہیں۔ [illegible] اسلام [illegible] علیہ وسلم) کی وجہ سے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی [illegible] نازل فرمایا ہے کہ ارشاد ہے بے شک اللہ تعالیٰ اہل بیت سے پلیدی دور کرنا چاہتا ہے اور طاہر و مطہر بنانا چاہتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا

کے وہاں تک پہنچا دے۔ چونکہ اس وقت ابو العباس تپ (لرزہ) میں مبتلا تھا، تکلیف کی شدت سے بیٹھ گیا۔ اس کا چچا داؤد اٹھا اور منبر کے اوپر کے زینے پر چڑھ کر خطبہ دیا جیسا کہ ابو العباس نے دیا تھا اور بنو امیہ کی مذمت کرتے ہوئے لوگوں کو خطاب

---

شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمارے دشمن کو [illegible] کے لئے ہے۔ [illegible]

[illegible] کے لئے

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] خلافت کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

[illegible] صحابہ کرام کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

اے اہل کوفہ! [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تکلیف سے بیٹھ گیا اور اس

کا چچا داؤد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہم پر مہربان رہے۔

اے لوگو! [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ذمہ ہے کہ ہم تم میں وہی احکام جاری کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور

الخ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہدایت کی اور نماز کے بعد دوبارہ سفاح کے منبر پر جانے کی یہ معذرت کی کہ اس کا قصد یہ تھا کہ کلام جمعہ غیر جمعہ کے کلام سے مخلوط ہو جائے اور اب بوجہ بخار اختتام کلام بیٹھ گیا ہے تو اسی کی وجہ شدت تکلیف بخار درد ہے۔ تم کو چاہیے کہ اس کی صحت کی دعا کرو۔ اس قدر کہنے کے بعد مروان کی بے حد مذمت کی اور اہل خراسان کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ ان کا دارالامارت ہے جہاں سے وہ لوگ کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور یہ کہ اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا۔ (اس فقرے کے کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا) اور یہ خلافت و حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے۔

---

ہم تم سے [illegible] کتاب اللہ پر عمل درآمد کریں گے [illegible] سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا برتاؤ کریں گے۔ [illegible] مروان [illegible] انہوں نے اپنے اس فعل [illegible] خلافت میں [illegible] اور اس [illegible] ظلم سے کام لیا [illegible] عباس کی طلب میں نکلے اور [illegible] اللہ کے [illegible] بے خوف [illegible] ان پر [illegible] آ گیا [illegible] سے مظالموں کی قوم کو۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے تم کو مروان کے پنجۂ غضب سے نجات دی۔ اس کا غرور [illegible] اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی سربلندی کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ [illegible] اسی وجہ سے اس نے اپنے گروہ کو یعنی اپنے شیعوں کو [illegible] جمع کیا اور [illegible] اللہ تعالیٰ کے عذاب اور انتقام کا [illegible] پایا جس نے [illegible] کا انتقام لیا اور [illegible] ہمارے [illegible] حق اور وراثت کو ہماری طرف [illegible] امیر المومنین [illegible] ان کی بیعت [illegible] بعد نماز جمعہ [illegible] منبر پر اس وجہ سے نہ چڑھ سکے تھے کہ [illegible] غیر جمعہ کے کلام [illegible] شدت تپ [illegible] دعا کرتے جاؤ کہ امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے [illegible] مروان [illegible] شیطان [illegible] تھے۔ جنہوں نے اسلام کے بعد ملک میں [illegible] اور ان [illegible] (اس فقرے کے [illegible]) [illegible] اور اپنے حق سے محروم تھے یہاں تک کہ [illegible] اسلام کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ایک خلیفہ مقرر کیا جس کی بیعت تمہارے [illegible] اور اہل شام پر [illegible] کے مقرر کرنے سے [illegible] کیا جو عدالت کا [illegible] حکومت [illegible] کے ساتھ [illegible] کے مانند [illegible] کے قابل [illegible] ہے۔

یہ کہ [illegible] ایک منزل و مقام [illegible] کہ اس منبر پر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا (اس فقرہ کو بیان کرتے وقت ہاتھ سے ابوالعباس سفاح کی طرف اشارہ کیا) اور یہ خلافت و حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں۔ والسلام علی ما

**بیعت خلافت ابوالعباس** خطبہ دینے کے بعد ابوالعباس و داؤد منبر سے اتر آئے۔ آگے آگے ابوالعباس اور پیچھے داؤد قصر امارت میں آیا اور اس کا بھائی ابوجعفر مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں سے بیعت لینے لگا۔ یہاں تک کہ رات آ گئی۔ پھر ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر ابوسلمہ کے لشکر میں گیا اور اس کے ساتھ اس کے خیمہ میں مقیم ہوا۔ مگر دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ ان دنوں سفاح کا حاجب (دربان) عبداللہ بن بسام تھا)۔

**امدادی فوج کی روانگی:** کوفہ میں بیعت عامہ لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی اپنے چچا داؤد کو نیابت دی اور امدادی فوجیں ہاد و قحطبہ کی طرف اس طرح پر روانہ کیں۔ عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ابوعون بن یزید کی کمک پر شہرزور اور اپنے برادر زادہ عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی کمک پر روانہ کیا جو حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ پر واسط میں محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ واسط اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کی امداد پر مدائن روانہ کیا۔ عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی پشت پناہی پر اہواز روانہ کیا اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف روانہ کیا اور خود چند دنوں تک لشکرگاہ میں مقیم رہا۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے شہر ہاشمیہ کے دارالامارت میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا لڑکا موسیٰ شام میں بوقت روانگی ابوالعباس بجانب کوفہ موجود نہ تھے۔ اتفاق وقت سے جبکہ یہ دونوں شام جا رہے تھے مقام دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ملاقات ہو گئی اور ابوالعباس بقصد کوفہ سفر کر رہا تھا۔ داؤد اس کے قصد سے آگاہ ہو کر بولا "تم نے کوفہ کا قصد کیوں کیا؟ حالانکہ مروان بن محمد تمام لوگوں کا سردار حران میں اہل شام و جزیرہ کو لئے ہوئے بیٹھا ہے جس کی سرحد عراق سے ملی ہے اور یزید بن ہبیرہ وشیخ العرب عراق میں ہے"۔ ابوالعباس نے جواب دیا "چچا جان! جس شخص نے زندگی کو دوست رکھا وہ ذلیل ہوا"۔ داؤد اس دندان شکن جواب سے قائل ہو گیا اور شام کا خیال دل سے دور کر کے مع اپنے فرزند کے ساتھ ہو لیا۔

**ابراہیم امام کی اسیری** اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ مروان بن محمد نے امام ابراہیم کو حران میں قید کر دیا تھا اور اس کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دونوں لڑکے عثمان و مروان اور عباس بن ولید بن عبدالملک اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ابومحمد سفیانی بھی قید کر دیا گیا تھا۔ چند دنوں بعد حران میں وبائی بیماری پیدا ہوئی جس سے بحالت قید عباس بن ولید، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ابراہیم امام مر گئے۔ اسی اثناء میں سعید بن ہشام مع اور قیدیوں کے داروغہ کو قتل کر کے نکل کھڑا ہوا۔ جن کو اہل حران کے عامیوں نے پکڑ کر کے قتل کر ڈالا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں مارے گئے شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک، عبدالملک بن بشر تغلبی، بطریق ارمینیہ سوم جو کوشان تھا۔ ابومحمد سفیانی اس شورش کے زمانے میں قید خانے سے نہ نکلا ایک کمرے کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا۔ جب مروان زاب سے شکست اٹھا کر حران میں آیا تو اس نے اس کو مع اور قیدیوں کے رہا کر دیا۔

**ابراہیم امام کا انتقال** بعض کا بیان ہے کہ شراحیل بن مسلمہ اور ابراہیم امام ایک ساتھ قید کئے گئے تھے ان دونوں میں حسن اتفاق سے راہ و رسم پیدا ہو گئی تھی ایک دوسرے سے ملاقات اور تحائف بھیجتے رہتے تھے۔ ایک روز ابراہیم امام کے پاس

ایک شخص دودھ سے بھرا کٹورا جس میں زہر ملا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ شراحیل نے بھیجا ہے۔ ابراہیم نے پی لیا۔ پینا تھا کہ دست پہ دست آنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ شراحیل کو اس کا علم نہ تھا اور اس نے ابراہیم کا یہ حال سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ ابراہیم کو کسی نے حیلہ و مکر زہر دے دیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ صبح ہوئی تو ابراہیم مردہ تھے۔

**مروان کی زاب کو روانگی:** ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید ازدی کو شہر زور پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا اس نے عثمان بن سفیان کو قتل کر کے اطراف موصل میں قیام کیا تھا۔ مروان بن محمد اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے حران سے موصل کی جانب بڑھا تھا۔ زاب میں پہنچ کر خندق کھودی اور مورچہ بندی کی تھی۔ ابوعون تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بھی زاب کا رخ کیا اور ابوسلمہ نے اس کی کمک پر عیینہ بن موسیٰ، منہال بن قبان اور اسحاق بن طلحہ کو بسرافسری تین تین ہزار لشکر کے روانہ کیا۔ پس جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کوفہ میں لی گئی تو اس نے سلمہ بن محمد اور عبدالحمید بن ربعی طائی کو دو دو ہزار کی جمعیت سے عبداللہ طائی کو پندرہ سو کی جمعیت سے اور وداس بن نضلہ کو پانچ سو کی جمعیت سے ابوعون کی امداد کو روانہ کیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد اپنے خاندان والوں سے مخاطب ہو کر بولا ”میرے اہل بیت سے کون شخص مروان کے مقابلے پر جانا چاہتا ہے“۔ عبداللہ بن علی نے کھڑے ہو کر جواب دیا ”میں اس خدمت کو تیار ہوں“۔ ابوالعباس سفاح نے ایک لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن علی کو بھی روانہ کر دیا۔ عبداللہ بن علی نے پہنچ کر ابوعون کے خیموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کرایا۔ بعد ازاں عیینہ بن موسیٰ کو پانچ ہزار لشکر کے ساتھ یکم جمادی الثانی ۱۳۲ھ میں نہر زاب عبور کر کے مروان سے لڑنے کا حکم دیا۔

**مخارق و ولید کی لڑائی:** چنانچہ عیینہ بن موسیٰ صبح سے شام تک لشکر مروان سے جنگ کرتا رہا۔ رات ہوتے ہی عبداللہ بن علی کے پاس واپس آیا۔ صبح ہوئی تو مروان نے نہر زاب پر کشتیوں کا پل بنا کے عبور کیا اور اپنے لڑکے عبداللہ کو بڑھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن علی نے اس کے مقابلے پر مخارق بن غفار کو مامور کیا۔ اس کی رکاب میں چار ہزار فوج تھی۔ عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم کو مخارق پر حملہ کرنے کو کہا۔ ولید و مخارق میں بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر مخارق کی فوج کو شکست ہوئی اور مخارق مع قیدیوں اور مقتولین کے سروں کے مروان کے پاس بھیج دیا گیا۔ مروان نے مخارق کو مخاطب کر کے کہا ”کیا تو ہی مخارق ہے؟“ جواب دیا ”نہیں“۔ پھر دریافت کیا ”کیا ان سروں میں مخارق کا سر بھی ہے؟ دیکھ کر بتا“۔ مخارق نے ایک سر کی طرف اشارہ کر کے کہا ”یہ ہے“۔ مروان نے مخارق کو رہا کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مخارق نے سروں کو دیکھ کر مخارق کے سر ہونے سے انکار کیا تھا۔ مروان نے اس کو رہا کر دیا۔

**معرکہ زاب:** عبداللہ بن علی کو اس شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس خطرے کو پیش نظر رکھ کر کہ اس سے لشکر میں بددلی پیدا ہو گی نہایت تیزی سے اس خبر کے مشہور ہونے سے پیشتر لڑائی کی تیاری کر دی۔ ان کے میمنہ پر ابوعون تھا اور اس کے میسرہ پر ولید بن معاویہ۔ تقریباً بیس ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج اس کی کمان میں تھی۔ جونہی دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مروان نے عبداللہ بن علی کے پاس کہلا بھیجا کہ ”سردست ایک شب کے لئے لڑائی ملتوی کر دی جائے“۔ چونکہ عبداللہ بن

علی ان کے نقصانات کو پہلے ہی دیکھ چکے تھے انکار کیا۔ جب ولید بن معاویہ بن مروان نے (جو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ کا داماد تھا) عذر کر دیا۔ ابو عون سینہ سپر ہو کر اپنا رکاب کی فوج لئے ہوئے مقابلے پر آیا۔ لڑائی ہوئی میدان جنگ ولید بن معاویہ کے ہاتھ رہا اور ابو عون شکست اٹھا کر عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ بن علی نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر کو پیادہ پا ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود پیادہ ہو کر (یالثارات ابراھیم یا محمد یا منصور) کہتا ہوا مروان کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ مروان نے بھی اپنے لشکر کے بڑھنے کو پیادہ پا ہو کر حملہ کرنے کو کہا، کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ یہاں تک کہ اس کے افسر پولیس نے بھی انکار کیا۔ جب مروان پر لشکریوں کی بدعا بازی ظاہر ہو گئی تو اس نے نقد و جنس جو اس وقت موجود تھا میدان میں پھیلا کر یہ حکم دیا کہ دوڑو اور اس نقد و جنس کو لوٹ لو۔ لشکری تمام جنگ سے دست کش ہو کر نقد و جنس کے لینے پر مائل ہو گئے۔

**مروان کی پسپائی:** مروان نے بچا کر اس طوفان بے تمیزی کے روکنے پر اپنے لڑکے عبداللہ کو مامور کیا، روکا تھا کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دونوں لشکروں میں شکست فتح کا شور برپا ہو گیا۔ مجبوراً مروان بھی میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا۔ فریق غالب کے ایک دستہ فوج نے پل کو توڑ دیا جس سے ہزارہا آدمی جن کی تعداد مقتولین سے کہیں زیادہ تھی، نہر زاب میں ڈوب مرے۔ منجملہ ان لوگوں کے جو غرق ہو گئے تھے ابراہیم بن ولید معزول خلیفہ بھی تھا (بعض کہتے ہیں کہ اس کو عبداللہ بن علی نے شام میں قتل کیا ہے) اسی معرکے میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بھی مارا گیا۔ یہ واقعہ (یوم شنبہ گیارہ) جمادی الثانی ۱۳۲ھ کا ہے۔ فتح یابی کے بعد سات روز تک عبداللہ بن علی میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا مروان کے لشکر کا مال و اسباب جمع کراتا رہا۔ آلات حرب، نقد اور جنس اندازے سے بہت زیادہ ہاتھ آیا۔ فتح کی خوشخبری کا خط ابو العباس سفاح کی خدمت میں روانہ کیا۔

**مروان کا فرار:** مروان بن محمد شکست اٹھا کر موصل پہنچا۔ ہشام بن عمر تغلبی اور بشر بن خزیمہ اسدی والی موصل تھا۔ ان لوگوں نے پل توڑ دیا اور مروان کو عبور کر کے موصل میں آنے سے روکا۔ ہمراہیوں نے پکار کر کہا (ھذا امیر المؤمنین) "یعنی امیر المومنین ہیں موصل میں داخل ہونے سے مانع نہ ہو"۔ ان لوگوں نے تجاہل عارفانہ سے جواب دیا "امیر المومنین جنگ سے نہیں بھاگتے ہیں"۔ یہ کہہ کر سخت و سست الفاظ کہنے لگے۔ مروان ان لوگوں کی کج ادائی سے پریشان ہو کر حران چلا آیا۔ جہاں پر ان کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد تھا۔ تقریباً بیس روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر جب عبداللہ بن علی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے حمص کی طرف کوچ کیا۔

**اہل حمص کی عہد شکنی:** اس کے جانے کے بعد ہی عبداللہ بن علی حران کے قریب پہنچ گئے۔ ابان بن یزید سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ پرچم لئے ہوئے ملنے کو آیا۔ ابو العباس سفاح کی خلافت کی بیعت کی۔ عبداللہ بن علی نے ان کو امان دی۔ بعد ازاں اہل جزیرہ نے بھی حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی اور مروان نے حمص پہنچ کر تین دن قیام کیا۔ اہل حمص پہلے تو مطیعانہ پیش آئے۔ خوشی خوشی ٹھہرایا لیکن پیچھے سے مروان کی جمعیت کی قلت دیکھ کے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس کے مال و اسباب کو نظر پر چڑھایا۔ مروان نے ان کی نظریں پہچان کر کوچ کر دیا۔ ایک منزل راستہ طے کیا ہو گا کہ اہل حمص شور و غل مچاتے

ہوئے پہنچے۔ مروان نے طائف اخمیں سے لڑنے کی کوشش کی۔ جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو شمشیر بکف ہو کر لڑنے لگا۔ تو فرار امرا اہل حمص نے ... کر پسپا کر دیا اور منزل بہ منزل نہایت تیزی سے کوچ کرتا ہوا دمشق پہنچ گیا۔

**فتح دمشق:** ان دنوں دمشق میں ان کا چچا زاد بھائی ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم تھا۔ اس کو محافظین دولت امویہ سے جنگ کرنے کی ہدایت کر کے فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ فلسطین پر حکم بن ضبعان جذامی نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے نہر ابو فطرس پر ٹھہر کے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع جذامی سے فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اپنی چند روز وظیفہ خواری کے بعد [illegible] فلسطین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ عبداللہ بن علی اس فتوحات کے [illegible] کرنے کے بعد جس میں اس کا بھائی امام ابراہیم قید تھا حران سے روانہ ہو کر منبج پہنچا۔ اہل منبج نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ اسی مقام پر اس کا بھائی عبدالصمد بن علی جس کو سفاح نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے اس کی کمک پر روانہ کیا تھا آ ملا۔ اس کے آنے کے دوسرے دن عبداللہ بن علی [illegible] ہوتا ہوا دمشق میں آ اترا اور محاصرہ کر کے بیٹھ گیا۔ دمشق کے شہر پناہ کے دروازوں پر محاصرہ کی فوجیں تقسیم کر دیں۔ چند روز کے محاصرہ کے بعد (بروز چہار شنبہ ۱۰ رمضان ۱۳۲ھ) بزور تیغ دمشق میں گھس پڑا۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ دمشق کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ ولید بن معاویہ مارا پڑا۔ شہر پناہ دمشق کو اس نے مسمار کرا دیا۔

**عبداللہ بن علی کی فلسطین کو روانگی:** عبداللہ بن علی اس فتح اور کامیابی کے بعد پندرہ روز تک دمشق میں مقیم رہا۔ بعد ازاں دمشق سے بقصد فلسطین کوچ کیا۔ مروان یہ خبر پا کر فلسطین سے عریش چلا آیا۔ عبداللہ بن علی نہر ابو فطرس پر پہنچا تو سفاح کا اس مضمون کا ایک فرمان اس مضمون کا ملا کہ مروان کے تعاقب پر صالح بن علی کو مامور کرو۔ چنانچہ صالح بن علی ذیقعدہ ۱۳۲ھ میں مروان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو عون اور عامر بن اسمٰعیل حارثی تھا۔ مروان دمشق سے نیل کی طرف چلا آیا اور نیل پار اتر کر صعید چلا گیا۔ ادھر صالح نے فسطاط میں پڑاؤ کر کے اپنے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق یہ کہ مروان کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ یہ لوگ مروان کے پیچھے پیچھے فلسطین سے آ رہے تھے ایک ساعت بھی مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے۔ میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگے۔ ان میں سے چند آدمی گرفتار کر لیے گئے اور انہیں لوگوں نے پتہ دیا کہ مروان بوصیر میں فلاں جگہ مقیم ہے۔

**مروان کا قتل:** ابو عون بڑھتے ہی بوصیر پر جا پہنچا اور شب کے وقت بحالت غفلت اس طرف سے کہ کسی کو کوئی امید نہ تھی عساکر اموی پر شب خون مارا۔ مروان اس اچانک حملہ سے گھبرا کر مکان سے باہر نکلا۔ ایک شخص نے برچھا اس کے پیٹ میں مارا اتفاق دیکھو کہ وار کاری لگا۔ مروان چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ کوئی شخص چلا کر بولا افسوس امیر المومنین مارے گئے۔ ابو عون کے ہمراہی دوڑ کر پہنچے سر اتار کر ابو عون کے پاس لے گئے اور ابو عون نے ابوالعباس سفاح کی

---

۱ عبداللہ بن علی دمشق کے باب شرقی پر [illegible] صالح بن علی باب جابیہ پر [illegible] ابو عون باب کیسان پر [illegible] باب الفرادیس پر [illegible] تھے [illegible] سب سے پہلے [illegible] باب شرقی کی طرف سے [illegible] دمشق میں [illegible] کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۶۳

خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ آخری ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کا ہے۔

**آلِ مروان کا انجام۔** قتل مروان کے بعد اس کے لڑکے عبداللہ و عبیداللہ سرزمین حبشہ کی طرف بھاگے۔ حبشیوں نے بھی ان کو امان نہ دی۔ جنگ کی نوبت آگئی۔ عبیداللہ مارا گیا اور عبداللہ مع اپنے چند ہمراہیوں کے بچ گیا جو زمانہ خلافت مہدی تک باقی رہا اور جس کو عامل فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے دربار خلافت میں بھیج دیا اور مہدی نے قید کر دیا۔ ابو عون کے طلیعہ (ہراول) پر عامر بن اسمٰعیل حارثی مامور تھا۔ اس نے کلیسہ بوصیر کا قصد کیا جہاں پر مروان کی عورتیں اور لڑکیاں قتل کی غرض سے نظر بند کر دی گئی تھیں سب کو قید کر کے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا۔ عورتوں نے اپنی رہائی کی درخواست پیش کی۔ صالح نے بنو امیہ کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے پر ان کو ملامت کی اور پھر کچھ سوچ کر تعرض نہ کر کے حران بھیج دیا۔

مروان بن محمد کو مروان الحمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ مواقع جنگ پر نہایت برداشت و تحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اس کے مخالفین اس کو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور یہ خلق قرآن کا قائل تھا اور زندقہ کی طرف مائل تھا۔ اس کو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا۔

**سلیمان بن ہشام کا قتل۔** ابوالعباس کے عمال اور عامل لوگ بنو امیہ کے قتل پر کمربستہ ہو گئے۔ چن چن کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگے۔ ایک روز سدیف بن میمون ابوالعباس سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی موجود تھا جس کو اس کے باپ نے امان دی تھی۔ سدیف سلیمان کو دیکھ کر جل بھن گیا۔ ابوالعباس سے خطاب کر کے ذیل کے اشعار پڑھنے لگا۔

قد اتتک الوفود من عبد شمس
مہطعین یوجعون للسطا طفوۃ
ایہب الخلافۃ لاعن طاعۃ بل تخوف
السیف فلا یغرنک ما تری من رجال
ان بین الضلوع داء دویا فضع
السیف و رفع السوط حتی لا تری فوق ظہرھا امویا

''تمہارے پاس بنو عبد شمس (امیہ) کے مہمان آئے ہیں۔ جو دہرے ہو کر اپنی سواریوں کو تکلیف دیتے ہوئے اے خلیفہ! دوڑے ہوئے آئے ہیں طاعت کی وجہ سے نہیں آئے بلکہ تلوار کے خوف سے۔ تم ان لوگوں کو دیکھ کر دھوکہ میں نہ آ جانا ان کے دلوں میں تمہاری طرف سے غبار باطنی بھرا ہوا ہے۔ لہٰذا ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتارو اور تم زبانی کا خیال چھوڑ دو یہاں تک کہ ان سواروں کی پشت پر کوئی بنو امیہ دکھائی نہ دے''۔

سلیمان اس کے فحوائے کلام کو سمجھ گیا۔ کہا ''چچا! تم نے تو مجھے قتل کا سامان کر دیا''۔ سدیف جواب دینے نہ پایا تھا کہ سفاح نے اشارہ کر دیا۔ فوراً سلیمان بن ہشام کی گردن مار دی گئی۔

**بنو امیہ کا قتل عام:** اس واقعہ کے چند دن بعد عبداللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس بنی امیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دستر خوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اتفاقاً شبل بن عبداللہ (بنو ہاشم کا آزاد غلام) آ گیا۔ بنو امیہ کو اس عزت و احترام سے دیکھ کر فی البدیہہ اشعار ذیل پڑھنے لگا

اصبح الملک ثابت الاساس
بالبهالیل من بنی العباس
طلبوا وتر هاشم فشفوها
بعد میل من الزمان و باس
لا تقیلن عبد شمس عثارا واقطعن کل رقلة و غراس
ذلها اظهر التودد منها
و بها منکم کحز المواسی
فلقد غاظنی و غاظ سوای
قربهم من منابر و کراسی
انزلوها بحیث انزلها اللہ
بدار الهوان و الاتعاس
واذکروا مصرع الحسین و زیدا
و قتیلا بجانب المهراس
والقتیل الذی بحران اضحی
تحمل الطیر حوله فی الکناس

"نہایت استقلال و استحکام سے تم بادشاہ ہو گئے۔ جوانمردان بنو عباس کی وجہ سے۔ ان لوگوں نے ہاشم کے خون کا بدلہ طلب کیا۔ پس اس کو پا گئے ایک زمانہ گزرنے اور خوف کے بعد۔ تم ہرگز عبد شمس (امیہ) کے انتقام لینے سے در گزر نہ کرنا، ان کے ہر درخت اور پودے کو کاٹ ڈالنا۔ ان کی ذلت انہیں ہاشمیوں سے محبت دکھا رہی ہے اور انہیں کے قتل کی وجہ سے تمہارا سر مونڈا گیا ہے۔ بے شک اللہ مجھے اور میرے سوا اور لوگوں کو بھی غصہ پیدا ہوا ہے۔ منبر و کرسیوں سے بنو امیہ کے قریب ہونے سے تم دیکھو وہیں رکھو جہاں پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلت کے مکان اور منزل ادبار میں رکھا ہے۔ یاد کرو حسین و زید کے قتل ہونے کو اور اس کے قتل کو یاد کرو جو مہراس میں مارا گیا اور مقتول کو یاد کرو جو حران میں قتل ہوا تھا۔ جس کی لاش پر پرند اس طرح آتے تھے جیسا کہ اپنے گھونسلے کو جاتے ہیں۔"

**آل عباس کی سفاکی:** ان اشعار کے سنتے ہی عبداللہ بن علی کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں، خادموں کو حکم دیا کہ "ان بد بختوں کو مار مار کر قتل کر دو"۔ خادموں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ سب کے سب بے جان ہو کر زمین پر لیٹ گئے تو ان کے اوپر نطع بچھا کر دوبارہ دستر خوان پر کھانا چنا گیا۔ عبداللہ بن علی مع اپنے ہمراہیوں کے کھانا کھانے لگا اور

ان زخمیوں کے کراہنے کی آواز برابر آ رہی تھی یہاں تک کہ مر گئے۔ منجملہ ان مقتولین کے محمد بن عبدالملک بن مروان، معاویہ بن یزید، عبدالواحد بن سلیمان، سعید بن عبدالملک اور ابو عبیدہ بن ولید بن عبدالملک تھے۔ بعض کا بیان ہے کہ ابراہیم معزول خلیفہ بھی انہیں لوگوں کے ساتھ مارا گیا اور بعض کا یہ خیال ہے کہ سفاح ہی نے ان اشخاص کو مقتولین کے روبرو پہنچایا تھا اور اسی نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا۔

**بنو امیہ کی لاشوں کا حشر۔** اس واقعہ کے بعد سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بصرے میں بنو امیہ کے ایک گروہ کو قتل کر کے لاشوں کو راستوں میں پھنکوا دیا۔ جن کو بعد میں کتے کھا گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن علی نے خلفاء بنو امیہ کی قبروں کو کھدوا ڈالا تھا۔ قبروں میں راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کی قبر میں ایک سیاہ موہوم سا خط نکلا۔ عبدالملک کی قبر سے اس کی کھوپڑی برآمد ہوئی اور کسی کسی قبر میں بعض بعض اعضا بھی ملے۔ قبر ہشام بن عبدالملک کا لاشہ صحیح سالم نکلا۔ صرف ناک کی نوک جاتی رہی تھی۔ نعش پر کوڑے لگا کر صلیب پر چڑھا دیا۔ پھر اس کو جلا کر راکھ کو ہوا میں اڑا دیا۔ واللہ اعلم بصحة ذلک

اس عام قتل و غارت گری میں بنو امیہ کا کوئی شخص جو بچ کر نکل سکا تو سوائے شیر خوار بچوں یا ان لوگوں کے جو اندلس کی طرف بھاگ گئے تھے۔ مثلاً عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام وغیرہ مع اپنے عزیز و اقارب اور متعلقین کے جیسا کہ آگے چل کر ان کے حالات کو علیحدہ تحریر میں لائیں گے۔

**اموی بیرونی مہمات۔** سوانح کے حالات تمام عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز تک بیان کر آئے ہیں۔ ۱۰۱ھ میں زمانہ خلافت یزید بن عبدالملک میں عمر بن ہبیرہ نے جو ان دنوں جزیرہ کا حکمران تھا، آرمینی سرحد کی راہ روم پر ارمینیہ کی طرف سے جہاد کیا تھا اور رومیوں کو شکست دے کر ایک گروہ کثیر کو قید کر لیا تھا۔ منجملہ ان کے سات سو قیدیوں کو قتل بھی کیا تھا۔ ۱۰۳ھ میں عباس بن ولید نے روم پر چڑھائی کی تھی اور ایک سال کی جنگ کے بعد روم کے قلعہ دلسہ کو فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد ۱۰۵ھ میں پھر عباس بن ولید نے بقصد جہاد خروج کر کے شہر سنادیہ کو بزور تیغ مفتوح کیا۔

عہد خلافت ہشام بن عبدالملک ۱۰۷ھ میں جراح حکمی نے ترکوں پر لشکر کشی کی اور حصون بلنجر فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ مال غنیمت بے شمار ہاتھ آیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے سرزمین روم پر جہاد کیا۔ ایک ہزار جنگ آوروں کا ایک سریہ روانہ کیا۔ اتفاق سے سب کے سب کام آ گئے۔ پھر اسی سنہ میں مروان بن محمد نے صائفہ یمنی کے ساتھ سرزمین روم پر جہاد کیا اور شہر قونیہ پر بزور تیغ قبضہ حاصل کیا۔ ۱۰۸ھ میں سعید بن عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک والی جزیرہ نے روم پر جہاد کیا اور شہر قیصریہ کو فتح کیا۔ اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے روم کے ایک قلعہ پر اور معاویہ بن ہشام نے جزیرہ قبرص پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ۱۰۹ھ میں معاویہ بن ہشام نے قلعہ طیبہ کو فتح کیا۔ ۱۱۰ھ میں صائفہ کے ساتھ عبداللہ بن عقبہ فہری جہاد کی غرض سے اٹھا۔ بحری لشکر کا سردار عبدالرحمن بن معاویہ بن حدیج تھا۔ اور ۱۱۱ھ میں صائفہ یسری کے ساتھ معاویہ بن ہشام اور صائفہ یمنی کے ساتھ سعید بن ہشام اور بحری لشکر کے ساتھ عبداللہ بن ابی مریم نے جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے ۱۱۲ھ میں شہر خرشنہ

پر کامیابی حاصل کی۔ اسی سنہ میں عبداللہ بطال نے بھی فوج کشی کی تھی اور قیصر بھی جنگ سے شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ قلعہ جو اب تک فتح نہیں ہوا تھا رومی فوج کے لوٹنے تک یہاں تک کہ ماند پڑ گیا اور معاویہ بن ہشام مرعش کی جانب سے رومی علاقہ میں داخل ہو گیا۔

۱۲۲ھ میں صائفہ یسریٰ کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے اقرن تک پہنچ گیا اور عبداللہ بطال قسطنطین پر جو قیصر کا ولی عہد تھا حملہ آور ہوا اور اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں سلیمان بن ہشام نے بھی بحر اخضر کی جانب سے جہاد شروع کیا اور قیسارہ تک فتح کر لیا اور اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کو شکست دے کر باب الابواب پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۳ھ میں معاویہ بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ اور ۱۱۴ھ میں سفیان بن ہشام نے صائفہ یسریٰ کے ساتھ اور سلیمان بن ہشام نے صائفہ یمنیٰ کے ساتھ جزیرہ کی طرف سے جہاد کیا اور رومیوں میں روم میں کثرت سے پے در پے واقعے ہوئے۔ اسی سنہ میں مروان بن محمد کو آرمینیہ سے (جس کا وہ والی اور حاکم تھا) رومیوں پر حملہ کرتے ہوئے پایا۔ اس نے لوگوں نے بڑی شان سے ان کو فتح کر لیا۔ ۱۱۵ھ میں معاویہ بن ہشام، سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد نے آرمینیہ سے قصد کیا۔ دونوں فوجیں کی اور تین طرف سے رومیوں پر (رومیوں) پر حملہ آور ہوئے۔ اور قیصر بھاگ کر قسطنطنیہ میں جا چھپا۔ مروان نے لوٹ کر ترکوں کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیق نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی گئی۔ رومیوں کے کئی صاحب نے قبول کر کے مروان کے پاس پہنچ گیا۔ مروان نے بجبر سے مرتصب کر کے قلعہ کے چاروں طرف پھرایا۔ اہل قلعہ یہ دیکھ کر سہم گئے اور دروازہ کھول دیا۔ مروان نے جنگ آوروں کو قتل کر کے باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ آغاز ۱۱۶ھ میں مروان بن محمد نے آرمینیہ سے پھر جہاد شروع کیا اور جو راستہ میں ملا اس کو فتح کرتے ہوئے خاقان کے دارالسلطنت تک پہنچ گیا۔ خاقان اپنے ہمراہیوں سے مجبور ہو کر بھاگ گیا۔

۱۱۷ھ میں سلیمان بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور مقدونیہ فتح کر کے واپس آیا۔ اسی سنہ میں اسحاق بن مسلم عقیلی نے قوماشاہ پر فوج کشی کی۔ اس کے کل قلعوں کو فتح کر کے اس کے شہر کو ویران کر ڈالا۔ ۱۱۸ھ میں مروان بن محمد نے ملک روس پر حملہ کیا اور کامیابی حاصل کر کے دوسرے قلعہ کا رخ کیا اور ان کو بھی فتح کر کے قریب میں داخل ہوا۔ اس شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا۔ مروان بن محمد کے پہنچتے ہی بادشاہ بھی قلعہ بند ہو گیا اور ان قلعوں میں جو کچھ تھا بچا لیا۔ مروان نے ان پر بھی محاصرہ ڈال دیا۔ بالآخر بادشاہ نے ایک ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ مروان بن محمد نے فارس کی طرف رخ کیا اور قمعان پر حملہ کیا اور اسی قلعہ کو جو شہر کا دروازہ تھا فتح کیا۔ اس کو بھی فتح کر کے آگے بڑھے اور ایک قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ یہاں تک کہ اہل قلعہ نے مصالحت کر لی۔ بعد ازاں مروان نے امیر ذیبان کو بھی بہ مصالحت فتح کر لیا۔ اس کے تمام شہر کے قلعے بھی حوالے کیے۔ پھر جان تک آیا اور اسی سنہ میں معاویہ بن ہشام رومیوں پر حملہ آور ہوا اور مطابیہ کو فتح کر کے واپس چلا آیا۔

اس کے بعد ۱۲۲ھ میں عبدالرحمٰن بن تمیم انطاکی معروف بہ بطال نے پھر بلاد روم پر جہاد کیا۔ اس نے بلاد روم پر

کرات و مرات جہاد کئے۔ مسلمہ بن ہشام نے اسی کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے بلاد روم پر جہاد کرنے کو مامور کیا تھا۔ چنانچہ یہ بلاد روم پر برابر جہاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی سنہ میں شہید ہو گیا۔ ۱۲۲ھ میں سلیمان بن ہشام نے اپنے باپ کے زمانے میں پھر اسی صائفہ جہاد کیا۔ الیون بادشاہ روم سے مقابلے کی نوبت آئی۔ سلیمان نے اس کو شکست دے کر اس کو بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔

۱۲۵ھ میں رومیوں نے قلعہ زبطرہ پر خروج کیا جس کو حبیب بن مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا اور ایک غیر مستحکم قلعہ تعمیر کیا تھا جو زمانہ مروان میں ویران کر دیا گیا۔ پھر اس کو خلیفہ رشید نے دوبارہ تعمیر کرایا اور پھر رومیوں نے مامون کے زمانے میں اس کو منہدم کر دیا۔ پھر مامون نے اس کو نہایت استحکام سے بنوایا اور چاروں طرف نہریں اور خندقیں کھدوائیں۔ زمانہ معتصم میں رومیوں نے پھر اس کو منہدم کر دیا۔ یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ اسی ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی غمر کو صائفہ کی افسری پر مامور کیا اور اسود بن بلال محاربی کو بحری لشکر کے ہمراہ جزیرہ قبرص کی طرف روانہ کیا تاکہ اہل قبرص کو رومیوں کی دست برد سے بچائیں۔ چنانچہ اہل قبرص دو فریق ہو کر ایک شامیوں کے ظل عاطفت میں آ گئے اور دوسرے رومیوں کے۔ مروان کے زمانہ حکومت میں ۱۳۰ھ میں پھر امیر صائفہ ولید بن ہشام نے بقصد جہاد خروج کیا اور عمق پر پہنچ کر لڑائی کا خیمہ گاڑ دیا اور قلعہ مرعش کو تعمیر کرایا۔

# باب: ۱۴

# بنو اُمیہ کے عمال

**بنو اُمیہ کے عمال:** معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے شروع زمانہ خلافت ۴۱ھ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کو کوفے کا والی مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد معزول کر دیا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ کو نماز پڑھانے پر اور ربیع کو خراج پر مامور کیا تھا اور کوفے میں قضا کا عہدہ شریح کا تھا۔ چونکہ زمانہ مصالحت حسن و معاویہ میں حمران بن ابان نے بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد امدادی فوج بھی روانہ کیں۔ اس معرکے میں زیاد بن [illegible] معاویہ کی اولاد ماری گئی جو کہ علی بن ابی طالب کی طرف سے فارس کا گورنر تھا۔ لیکن یہ اسی زمانے میں وارد بصرہ ہوا جیسا کہ اس سے پیشتر ہم نے اس کے حالات ذکر زیاد کے ذیل میں بیان کئے ہیں۔

**عبداللہ بن عامر:** اس کے بعد بصرے کی امارت پر عبداللہ بن عامر بن کریز بن حبیب بن عبد شمس کو دی اور خراسان و سجستان کی حکومت بھی اسی کے ساتھ شامل کر دی۔ اس کے پولیس افسری کا افسر اعلیٰ حبیب بن شہاب اور محکمۂ قضا پر عمیر بن یثربی تھا اور قیس کے حالات خراسان کے اخبار کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

**عقبہ بن نافع:** عمرو بن العاص جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مصر کے گورنر تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ۴۱ھ میں افریقیہ پر عقبہ بن نافع بن عبد قیس کو مامور کیا (یہ عمرو بن العاص کے خالہ زاد بھائی تھے) پس عقبہ لواتہ و مزاتہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ پہلے تو اہل افریقیہ نے اطاعت قبول کر لی لیکن بعد چند روز کے باغی ہو گئے عقبہ نے ان پر جہاد کر دیا اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل و قید کیا۔ بعد ازاں ۴۲ھ میں غدامس پر اور ۴۳ھ میں بلد ودان پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔

**مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلمہ:** ۴۲ھ میں معاویہ نے مدینہ کی گورنری مروان بن الحکم کو دی اور قضا کا عہدہ عبداللہ بن حارث بن نوفل کے سپرد کیا اور مکہ کا اسی سنہ میں خالد بن العاص بن ہشام کو والی بنایا۔ انہی دنوں حبیب بن مسلمہ فہری آرمینیہ کی گورنری پر تھا۔ معاویہ ہی نے اس عہدے پر اس کو مامور کیا تھا۔ جب ۴۲ھ میں یہ مر گیا تو بجائے اس کے[1]۔

**ابن عامر اور حارث بن عبداللہ:** اسی سنہ میں ابن عامر نے سرحد ہند پر عبداللہ بن سوار عبدی کو امیر بنایا تھا۔ کہا جاتا

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

ہے کہ معاویہ نے اس کو بھی مامور کیا تھا۔ اسی سنہ میں ابن عامر نے قیس بن ہیثم کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ بن خازم کو مامور کیا تھا۔ بعد ازاں ۴۴ھ میں معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ ازدی کو مقرر کیا۔ پھر چار مہینے بعد اس کو ۴۵ھ میں معزول کر کے اپنے بھائی زیاد کو اور خراسان پر حکم بن عمرو غفاری کو متعین کیا اور محکمہ مال کو اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا۔ پھر ۴۷ھ میں حکم بن عمرو غفاری کے مرنے پر خلید بن عبداللہ حنفی کو اور اس کے بعد ۵۱ھ میں غالب بن فضالہ لیثی کو مامور کیا۔

**عمرو بن العاص اور زیاد:** مصر کی گورنری پر ۴۳ھ تک عمرو بن العاص رہے۔ بعد ازاں سعید بن العاص کو مامور کیا گیا اور عبداللہ بن حرث کو عہدہ قضا سے برطرف کر کے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کو قاضی بنایا۔ ۵۰ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفے کو بھی اپنے بھائی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیا۔ پس زیاد نے بصرے کی نیابت سمرہ بن جندب کو مرحمت کی اور خود چھ ماہ بصرے میں رہتا تھا اور چھ ماہ کوفے میں۔

**معاویہ بن خدیج اور ابوالمہاجر:** اسی ۵۰ھ میں امیر معاویہ نے معاویہ بن خدیج کو جو مصر میں تھا افریقہ میں جا گیر دی اور عقبہ بن نافع فہری کو دس ہزار فوج کی جمعیت سے اقصائے افریقہ میں اسلامی پرچم لہرانے کا حکم دیا اور اس لشکر کے ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل کر دیا جو بربر میں سے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ پس اس نے افریقہ کے بلاد کو الٹ پلٹ کر دیا اور قیروان میں ایک بہت بڑا لشکر گاہ بنا کر سپاہ کو اس میں ٹھہرایا۔ بعد ازاں امیر معاویہ نے مصر و افریقہ کی گورنری اپنے آزاد غلام ابوالمہاجر کو دی۔ ابوالمہاجر نے عقبہ کی معزولی کو بہت ناشائستہ طریقے سے ظاہر کیا۔ عقبہ بحال پریشان دارالخلافہ شام چلا آیا اور امیر معاویہ سے کل حالات بیان کیے۔ امیر معاویہ نے معذرت کی اور گورنری افریقہ پر بحال کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کے ایفاء کی نوبت نہ آئی اور امیر معاویہ فوت ہو گئے۔ پس جب یزید تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے زمانہ حکومت ۶۲ھ میں اس کو والی مقرر کیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ ۵۵ھ میں عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر یزید کے حکم سے رہا کیا گیا۔ قید سے رہا ہوتے ہی عقبہ قصد کر کے یزید کے پاس آیا۔ اس نے اس کو گورنری پر بحال کر دیا۔ پس اس نے بھی ابوالمہاجر کو قید کر دیا اور بقصد جہاد خروج کر کے کسیلہ کو مار ڈالا۔ جیسا کہ اس کے حالات مشرح بیان کیے جائیں گے۔

**خلید بن عبداللہ حنفی اور ضحاک بن قیس:** ۵۱ھ میں خراسان پر ربیع بن زیاد حارثی کو بجائے خلید بن عبداللہ حنفی کے متعین کیا اور ۵۳ھ میں خود زیاد نے داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم آخرت کا راستہ اختیار کیا اور بوقت وفات بصرے میں سمرہ بن جندب کو اور کوفے میں عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنی نیابت میں چھوڑ گیا۔ اس کے بعد ۵۵ھ میں ضحاک بن قیس والی مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں ربیع بن زیاد عامل خراسان کی وفات ہو گئی اور اپنے لڑکے عبداللہ کو اپنا نائب بنا گیا تھا۔ وہ دو مہینے بعد جان بحق ہو گیا اور خلید بن یربوع حنفی کو بوقت انتقال اپنا جانشین کیا اور سمرہ بن جندب بصرے پر امیر معاویہ کی جانب سے مامور تھا۔ جس کا انتقال ۶۰ھ میں ہوا۔

**ولید بن عتبہ اور عبداللہ بن عمرو:** ۵۷ھ میں امیر معاویہ نے مدینہ منورہ کی گورنری سے سعید بن العاص کو معزول کر کے

مروان بن الحکم کا ماموں تھا۔ بعد ازاں ۵۷ھ میں ان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مقرر کیا۔ ۵۴ھ میں حکومت بصرہ سے ابن جندب کو معزول کر کے عبداللہ بن غیلان کو متعین کیا اور خراسان کی حکومت عبیداللہ بن زیاد کو دی۔ بعد ۵۵ھ میں بجائے عبداللہ بن عمرو بن غیلان کے بصرے کی حکومت سے بھی نوازا گیا۔

سعید بن عثمان اور ابن ام الحکم: ۵۶ھ میں سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کی گورنری دی گئی اور ۵۷ھ میں امیر معاویہ نے حکومت کوفہ سے ضحاک بن قیس کو علیحدہ کر کے ابن ام الحکم یعنی امیر معاویہ کی بہن کے بیٹے عبدالرحمن بن عثمان ثقفی کو مقرر کیا۔ لیکن اہل کوفہ نے ان کو نکال دیا۔ تب امیر معاویہ نے مصر پر ان کو مامور کیا۔ مگر معاویہ بن خدیج نے مصر میں بھی ان کو داخل نہ ہونے دیا۔

نعمان بن بشیر اور عبدالرحمن بن زیاد: ۵۸ھ میں کوفہ کی گورنری نعمان بن بشیر کو اور خراسان کی عبدالرحمن بن زیاد کو دی۔ قیس بن الہیثم سلمی ان سے پیشتر خراسان پر تھا۔ ابن زیاد نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ [illegible] گیا۔ ان واقعات کے بعد ۶۰ھ میں امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا [illegible] مالداروں نے [illegible]

زہیر بن قیس: ۶۲ھ میں یزید نے عقبہ بن نافع کو افریقہ کی طرف امیر بنا کر روانہ کیا۔ اس نے ابوالمہاجر کو قید کر دیا اور قیروان کی امارت پر زہیر بن قیس بلوی کو مقرر کیا۔ جیسا کہ ان کے حالات کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔ ۶۲ھ میں مسلمہ بن مخلد انصاری امیر مصر نے وفات پائی اور ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ بھی فوت ہو گیا۔

عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقاء: اہل عراق نے عبیداللہ بن زیاد کو والی بنایا۔ لیکن اہل بصرہ نے عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو اپنی زمام حکومت سپرد کر دی۔ ابن زیاد عراق سے بھاگ کر شام چلا گیا اور عبداللہ بن زبیر کی جانب سے عامر بن مسعود امیر کوفہ ہوا۔ اسی اثنا میں اہل رے کی بغاوت کی خبر مشہور ہوئی جن کا فرخان والی تھا۔ عامر نے محمد بن عمیر بن عطارد کو جب فوج دے کر ان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے اس کو شکست دے دی۔ تب عامر نے عتاب بن ورقاء کو مامور کیا۔ اس نے اہل رے کی کافی گوشمالی کی۔ ان واقعات کے بعد مروان نے بیعت لی اور مصر کی طرف روانہ ہوا۔

عمرو بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک: عبدالرحمن بن حجدم قرشی (ابن زبیر کا عامل) امیر مصر تھا۔ مروان نے مصر کو ان کے قبضے سے نکال کر عمرو بن سعید کو امیر کیا۔ بعد ازاں ابن زبیر نے مصعب بن زبیر کو فلسطین پر قبضہ کرنے کو بھیجا۔ تب دونوں مصعب [illegible] مروان نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو مصر کا والی مقرر کیا۔ [illegible] ۸۵ھ میں انتقال ہو گیا۔ تب عبدالملک نے مصر پر اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن خازم: اہل خراسان نے یزید کے بعد سلم بن زیاد کو حکومت سے [illegible]

روانہ کر دیا۔ اس وقت مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کی گورنری مل گئی۔ بعد ازاں سلم نے عبداللہ بن خازم کو والی بنا دیا۔ ایک زمانے تک خراسان میں [illegible] جماعت مختلف [illegible] انہی ایام میں ابن خازم نے [illegible] اپنا نائب [illegible] ابن الزبیر کی بیعت کر لی تھی اور ان کی طرف سے [illegible] امیر [illegible] اور شریح [illegible] زمانہ [illegible] اہل [illegible] سے [illegible] رہے تھے۔

**مصعب بن زبیر** عبداللہ ابن زبیر نے [illegible] ۶۷ھ میں بجائے اپنے بھائی عبداللہ کے اپنے دوسرے بھائی مصعب کو متعین کیا اور خود خراسان میں عبداللہ بن خازم [illegible] ابن زبیر کی طرف [illegible] آ گئے۔ چنانچہ بکیر بن وشاح خراسان پر [illegible] اپنے [illegible] ۷۱ھ میں مصعب [illegible] نائب [illegible]۔

**عہد عبدالملک و ابن زبیر، جابر بن اسود اور خالد بن عبداللہ** ۶۵ھ میں مروان مر گیا تو عبدالملک تخت نشین ہوا۔ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب [illegible] بصرہ [illegible] کے بعد [illegible] کو مقرر کیا۔ [illegible] عبدالملک [illegible] بصرہ [illegible] حکومت خالد بن عبداللہ بن اسید کو [illegible] اپنے بھائی بشر بن مروان کو دی۔

**بکیر بن وشاح تمیمی** ان دنوں خراسان میں عبداللہ بن خازم ابن زبیر کی طرف سے ان کی حکومت [illegible] تھا۔ بکیر بن وشاح تمیمی نے اس کی [illegible] عبدالملک کی حکومت کی جانب [illegible] کر کے [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible] کیا۔ عبدالملک نے اس حسن خدمت کے صلہ میں بکیر کو خراسان کی گورنری دے دی۔

**طارق بن عمر** [illegible] جابر بن اسود نے بعہد عبداللہ بن زبیر کی طرف سے [illegible] عبدالملک نے طارق بن عمرو (عثمان کے آزاد غلام) کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ طارق نے [illegible] اس پر قبضہ حاصل کر لیا [illegible] ۷۳ھ میں [illegible] عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے اور خلافت و حکومت کا عبدالملک بلا مزاحمت مالک ہو گیا۔

**محمد و بشر پسران مروان** عبدالملک نے بلا مزاحمت خلافت پانے کے بعد [illegible] اپنے بھائی محمد کو مقرر کیا اور خالد بن عبداللہ کو حکومت بصرہ سے [illegible] کر کے [illegible] بھائی بشر کے سپرد کر دی۔ چنانچہ [illegible] کو نائب [illegible] کر کے بصرہ چلا گیا۔

**حجاج بن یوسف** [illegible] حجاج بن یوسف [illegible] عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے [illegible] تھا اور [illegible] طارق کو حکومت مدینہ [illegible] معزول کر دیا تھا۔ ۷۵ھ میں [illegible] مقرر کیا [illegible] اپنے بھائی بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ کے [illegible] پر بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری سے [illegible]

---

[illegible] (۲/۲)

وشام کو معزول کر کے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مامور کیا تھا۔

**عبداللہ بن امیہ:** امیہ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو سجستان کی طرف روانہ کیا اور ۶۹ھ میں زہیر بن قیس جو افریقہ میں تھا رومیوں کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ عبدالملک ان دنوں مصعب ابن زبیر کی جنگ میں مصروف تھا جب اس سے فراغت ہوئی تو اس نے ۷۴ھ میں حسان بن نعمان غسانی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ حسان نے افریقہ میں پہنچ کر کاہنہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ رومی و بربری فوجیں متفرق و منتشر ہو گئیں انہیں معزول کیا گیا جیسا کہ آئندہ افریقہ میں بیان کیا جائے گا۔

پھر عبدالملک نے ولید بن حجاج بن یوسف کو صرف عراق کی گورنری عنایت کی اور سندھ کی گورنری سعید بن اسلم کو دی۔ سندھ کی لڑائیوں میں سعید بن اسلم مارا گیا اور وہیں سے شبیب خارجی نے خروج کیا۔ ۷۶ھ میں مدینہ کی حکومت ابان بن عثمان کو دی گئی۔ ان دنوں قضا کے عہدہ پر شریح تھا۔ بصرہ پر زرارہ بن اوفی بصرہ کے امام فقہ مدینہ منورہ پر عبداللہ بن قیس بن مخرمہ تھے۔ انہیں ایام میں خوارج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

**مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی صفرہ:** ۷۸ھ میں عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان و سجستان کی حکومت سے معزول کر کے ان صوبجات کو حجاج بن یوسف کی گورنری میں شامل کر دیا۔ حجاج نے اپنی طرف سے خراسان پر مہلب ابن ابی صفرہ کو سجستان پر عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا اور عہدہ قضا پر موسیٰ بن انس کو مرحمت کیا۔ پھر جب شریح بن حارث نے عہدہ قضا سے استعفاء دے دیا تب حجاج نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ کو مامور کیا۔ ان کے بعد عبدالرحمٰن بن اذینہ کو بصرہ کا قاضی بنایا۔

**ابن اشعث:** حجاج نے اسی تقرری کو بحال رکھا۔ اسی سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مامور کیا۔ ہشام نے نوفل بن مساحق کو عہدہ قضا سے موقوف کر کے عمر بن خالد زرقی کو قاضی بنایا۔

**قتیبہ بن مسلم:** اسی سنہ میں حجاج نے عبیداللہ کو ... ۸۵ھ میں حجاج نے یزید بن مہلب کو گورنری خراسان سے معزول کر دیا۔ چند دنوں کے لئے اس کے بھائی مفضل کو بعد ازاں قتیبہ بن مسلم کو مامور کیا۔

**ولید بن عبدالملک:** عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید تخت حکومت پر بیٹھا اس نے اپنے تخت نشین ہوتے ہی ہشام بن اسماعیل کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن عمرو بن حزم کو مدینہ منورہ کا عہدہ قضا مرحمت کیا اور حجاج نے بصرہ کی گورنری پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اور عہدہ قضا پر عبداللہ بن اذینہ تھا کو قضا پر ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری کو مامور کیا۔

**خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم:** ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ کی حکومت خالد بن عبداللہ قسری کو دی۔ ان

دونوں مرد سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچازاد بھائی) مامور تھا۔ اسی نے سندھ کو فتح اور اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ مصر کا عبداللہ بن عبدالملک گورنر تھا۔ ان کو ان کے باپ نے مامور کیا تھا۔ اہالیان مصر ان کی بد اخلاقی سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ ولید نے اسی سنہ میں ان کو معزول کر کے قرہ بن شریک کو مامور کیا اور [illegible] کو حکومت حجاز سے علیحدہ کر کے حجاز کو عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

## مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر

۹۱ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو گورنری جزیرہ و آرمینیہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مامور کیا۔ افریقہ کے مغرب [illegible] پر طارق بن زیاد گورنری کر رہا تھا جو موسیٰ بن نصیر عامل قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریا عبور کر کے بلاد اندلس پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ کا ہے جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

## خالد بن عبداللہ

۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز حکومت حجاز سے معزول کر دیئے گئے اور بجائے ان کے خالد بن عبداللہ کو مکہ معظمہ پر اور عثمان بن حیان مدینہ منورہ پر مامور کئے گئے۔ [illegible] ۹۵ھ میں حجاج مر گیا۔ بعد ازاں ۹۶ھ میں ولید [illegible] قتیبہ بن مسلم [illegible] سلیمان [illegible] سلیمان نے بجائے ان کے یزید بن مہلب کو [illegible] کی وفات پائی تھی۔

## ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید

مدینہ منورہ پر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم [illegible] مکہ معظمہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ کوفہ پر [illegible] بن موسیٰ اور تھا۔ بصرہ پر عبدالرحمن بن [illegible] تھا۔ ۹۷ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ سے علیحدہ کر کے محمد بن یزید قرشی کو مامور کیا۔ اسی اثناء میں سلیمان مر گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے بجائے ان کے اسماعیل بن عبداللہ کو مامور کیا۔

## یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ

طبرستان و جرجان بعہد حکومت سلیمان بن عبدالملک ۹۸ھ تک یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے بصرہ سے یزید بن مہلب کو معزول کر کے عدی بن ارطاۃ فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب [illegible] مال رکھنے کی اجازت کی۔ بجائے عدی نے قضا بصرہ پر حسن بن ابوالحسن بصری کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مامور کیا۔ [illegible] حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب کو اور [illegible] عمر بن عبدالعزیز نے جراح بن عبداللہ حکمی کو مقرر کیا۔

## عبدالرحمن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ

بعد ازاں ۱۰۰ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمن بن نعیم قرشی مامور کیا گیا۔ خراسان پر [illegible] کا گورنر عمر بن ہبیرہ فزاری تھا اور افریقیہ کا اسماعیل بن عبداللہ (بنو مخزوم کا آزاد غلام) اور اندلس کا سمح بن مالک خولانی تھا۔ [illegible] افریقیہ سے اسماعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے یزید بن ابی مسلم (حجاج کا

---

اصل کتاب میں خالی جگہ ہے (مترجم)

دوران میں سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچا زاد بھائی) مامور تھا۔ اسی نے سندھ فتح اور اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ مصر کا عبداللہ بن عبدالملک گورنر تھا۔ اس کو اس کے باپ نے مامور کیا تھا۔ سلیمان عبداللہ کی بد اخلاقی سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ ولید نے اسی سنہ میں اس کو معزول کر کے قرۃ بن شریک کو مامور کیا اور خالد کو حکومت حجاز سے علیحدہ کر کے عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر: ۹۱ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو گورنری جزیرہ و آرمینیہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مامور کیا۔ اقصائے مغرب طنجہ پر طارق بن زیاد کو گورنر کر رکھا تھا جو موسیٰ بن نصیر والی قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریا عبور کر کے بلاد اندلس پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

خالد بن عبداللہ: ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز حکومت حجاز سے معزول کر دیئے گئے اور حجاج نے ان کی جگہ مدینہ منورہ پر ابو عثمان بن حیان اور مکہ معظمہ پر خالد بن عبداللہ مامور ہوئے۔ ۹۵ھ میں حجاج مر گیا۔ بعد ازاں ۹۶ھ میں ولید کے وجود سے دنیائے اسلام خالی ہو گئی۔ اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم بعہد خلافت سلیمان مارا گیا۔ حجاج نے اس کے بعد یزید بن مہلب کو مامور کیا۔ اسی زمانے میں قرۃ بن شریک نے بھی وفات پائی تھی۔

ابوبکر بن محمد اور ابو عبیدہ: مدینہ منورہ پر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا تقرر عمر بن عبدالعزیز نے کیا تھا [illegible] پر ابوبکر بن موسیٰ اور قضاء بصرہ پر عبدالرحمٰن بن اذینہ تھے۔ ۹۶ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے محمد بن یزید قرشی کو مامور کیا۔ اسی شام میں سلیمان مر گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کی جگہ اسمٰعیل بن عبداللہ کو مامور کیا۔

یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ: طبرستان اور جرجان بعہد حکومت سلیمان بن عبدالملک ۹۸ھ میں یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے بصرہ پر عدی بن ارطاۃ فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب کے گرفتار رکھنے کی ہدایت کی۔ بصرہ کی قضا پر حسن بن ابوالحسن بصری کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مامور کیا اور کوفہ کی حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کو اور عدی بن ارطاۃ کو خراسان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ: بعد ازاں جراح معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمٰن بن نعیم قرشی مامور کیا گیا۔ جزیرہ کا گورنر عمر بن ہبیرہ فزاری تھا اور افریقہ کا اسمٰعیل بن عبداللہ (بنو مخزوم کا آزاد غلام) اور اندلس کا سمح بن مالک خولانی گورنر تھا۔ ۱۰۱ھ میں حکومت افریقہ سے اسمٰعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے یزید بن ابی مسلم (حجاج کا

---

[۱] اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

بکیر ازدی کو والی بنایا گیا۔ پھر یزید افریقہ کا بھی والی رہا یہاں تک کہ مار ڈالا گیا۔

**مسلمہ بن عبدالملک**: ۱۰۲ھ میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو عراق و خراسان کی حکومت مرحمت کی۔ اس نے اپنی طرف سے خراسان پر سعید بن عبدالعزیز بن حارث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا۔ ان کو سعید خذینہ بھی کہا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمہ کی پاس خاطر سے اس کو معزول کر کے عمر بن ہبیرہ کو مامور کیا۔

**عبدالرحمٰن بن ضحاک اور عبدالواحد بن عبداللہ**: پھر اس نے قضاء کوفہ پر قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کو اور قضاء بصرہ پر عبدالملک بن یعلیٰ کو مامور کیا اور مصر پر قرہ بن شریک کے بعد اسامہ بن زید کو اور خراسان پر ابن ہبیرہ نے سعید حرشی کو بجائے خذینہ کے مامور کیا۔ ۱۰۴ھ میں مکہ و مدینہ کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کو دی اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حکومت مکہ و طائف سے معزول کیا۔ طائف میں بجائے اس کے عبدالواحد بن عبداللہ نصری امیر بنایا گیا۔

**جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید**: ۱۰۵ھ میں یزید نے آرمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مقرر کیا اور عبدالرحمٰن بن ضحاک کو گورنری کے تیسرے برس حکومت مدینہ سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے عبدالواحد نصری کو مامور کیا۔ ابن ہبیرہ نے سعید حرشی کو حکومت خراسان سے علیحدہ کر کے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو امارت عنایت کی اور عہدہ قضاء کوفہ حسین بن حسین کندی کو دیا گیا۔

**عہد ہشام اور خالد بن عبداللہ قسری**: ۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک مر گیا اور ہشام تخت نشین ہوا۔ اس نے عمر بن ہبیرہ کو معزول کر کے حکومت عراق پر خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ خالد نے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اپنے بھائی اسد کو ۱۰۶ھ میں امیر خراسان بنا کر خود مرو بھیجا اور بصرہ پر عقبہ بن عبدالاعلیٰ کو اس کے قضاء پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو اور سندھ پر جنید بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔

**حر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام**: انہیں دنوں ہشام نے موصل کی گورنری حر بن یوسف کو دی اور عبدالواحد نصری کو حکومت حجاز سے معزول کر کے ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو مقرر کیا اور مدینہ منورہ کا عہدہ قضاء محمد بن صفوان جمحی کو دیا گیا۔ پھر چند عرصے بعد اس کو معزول کر کے صلت کندی کو قاضی بنایا۔ جراح بن عبداللہ کو حکومت آرمینیہ سے معزول کیا گیا تو بجائے اس کے ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیہ و آذربائیجان کی گورنری دی۔ اس نے اپنی طرف سے حارث بن عمرو طائی کو والی بنایا۔

**یوسف بن عمر اور اشرس بن عبداللہ**: ۱۰۶ھ میں یمن کا گورنر یوسف بن عمر تھا۔ ۱۰۹ھ میں خالد اور اس کا بھائی اسد حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ خالد کو اپنا نائب بنا لیا۔ خالد کی معزولی کا یہ سبب تھا کہ اس نے اپنے بھائی کی جگہ حکم بن عوانہ کلبی کو خراسان پر مقرر کر دیا۔ ہشام کو یہ تقرری پسند نہ آئی فوراً خالد کو معزول کر دیا۔

**عبیدہ بن عبدالرحمٰن:** ۱۱۰ھ میں عامل قیروان بشر بن صفوان مر گیا۔ ہشام نے بجائے اس کے عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن ابو الاعور سلمی کو مقرر کیا۔ عبیدہ نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حکومت اندلس سے علیحدہ کر کے حذیفہ بن احوص اشجعی کو مامور کیا۔ پھر چھ مہینے بعد اس کو بھی معزول کر کے عثمان بن ابی نسعہ خثعمی کو اندلس کی امارت دی۔

**خالد قسری اور جنید بن عبدالرحمٰن:** ۱۱۱ھ میں خالد قسری نے بصرہ کی امامت، پولیس، قضا اور صیغہ مال کی زمام حکومت بلال بن ابی بردہ کو دی اور ثمامہ بن عبداللہ قاضی بصرہ کو معزول کر دیا۔ ۱۱۲ھ میں ہشام نے اشرس بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمٰن بن حارث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کو مقرر کیا اور آرمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مسلمہ مروانی کے بعد متعین کیا۔ اسی سنہ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن عامل افریقیہ نے عثمان بن ابی نسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے ہیثم بن عبید کنانی کو مقرر کیا۔

**سعید حرشی اور عبیدہ بن عبدالرحمٰن:** ۱۱۲ھ میں جراح بن عبداللہ حکمی آرمینیہ کی لڑائی میں شہید ہوا تو ہشام نے بجائے اس کے سعید حرشی کو متعین کیا اور ہیثم والی اندلس کے انتقال پر اہل اندلس نے محمد بن عبداللہ اشجعی کو دو مہینے تک امیر بنائے رکھا۔ بعد ازاں عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقیہ کی جانب سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی امیر اندلس مقرر کیا گیا۔ اس نے افرنجیہ پر چڑھائی کی اور اسی جنگ میں مارا گیا۔ تب عبیدہ نے بجائے اس کے عبدالملک بن قطن فہری کو متعین کیا۔ اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن حکومت افریقیہ سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے عبیداللہ بن حبحاب مقرر ہوا۔ یہ مصر کا والی تھا۔

**مروان بن محمد اور خالد بن عبدالملک:** ۱۱۴ھ میں [illegible] اسی سنہ میں ہشام نے سعید کو حکومت آرمینیہ سے معزول کر کے مروان بن محمد بن مروان کو مقرر کیا اور ابراہیم بن ہشام کو امارت حجاز سے موقوف کر کے مدینہ کی حکومت خالد بن عبدالملک بن حارث بن حکم کو دی اور مکہ و طائف کی محمد بن ہشام کو دی۔

**عاصم بن عبداللہ:** ۱۱۶ھ میں ہشام نے جنید بن عبدالرحمٰن مری کو حکومت خراسان سے معزول کر کے عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں عبیداللہ بن حبحاب نے عقبہ بن حجاج قیسی کو بجائے عبدالملک بن قطن کے امارت اندلس پر بھیجا۔ جس نے جلیقیہ کو فتح کیا۔

**خالد بن عبداللہ قسری:** ۱۱۷ھ میں ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو مقرر کیا۔ خالد نے اپنی نیابت اپنے بھائی اسد کو دی۔ عبیداللہ بن حبحاب کو ہشام نے گورنری مصر سے افریقیہ کی گورنری پر بھیجا تھا۔ اس نے وقت روانگی مصر پر اپنے لڑکے کو مقرر کیا تھا۔ افریقیہ پہنچ کر اندلس پر عقبہ بن حجاج کو اور طنجہ پر اپنے دوسرے لڑکے اسمٰعیل کو مقرر کیا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو جہاد کی غرض سے بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا۔ حبیب بڑھتے ہوئے سوس اقصیٰ اور سرزمین سوڈان تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۲۲ھ میں اس نے صقلیہ پر جہاد کیا۔ اس کے اکثر شہر فتح ہو گئے۔ قریب تھا کہ [illegible] نے بربریوں کی شورش کی وجہ سے واپس بلا لیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

**محمد بن ہشام اور نصر بن سیار:** ۱۰۶ھ میں ہشام نے مدینہ منورہ کی حکومت سے خالد بن عبدالملک بن حارث کو معزول کر کے محمد ہشام بن اسماعیل کو مقرر کیا۔ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبداللہ قسری کے مرنے پر نصر بن سیار مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں ہشام نے خالد قسری کو کل صوبہ جات عراقین و خراسان کی حکومت سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو ولایت یمن سے طلب کر کے بجائے خالد کے مامور کیا۔ اس نے نصر بن سیار کو حکومت خراسان پر بحال رکھا۔ ان دنوں عہدہ قضا کوفہ پر ابن شبرمہ اور قضاء بصرہ پر عامر بن عبیدہ تھے۔ یوسف بن عمر نے ابن شبرمہ کو سجستان کی حکومت پر بھیج دیا اور بجائے اس کے کوفہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو اور قضاء بصرہ پر ایاس بن معاویہ بن قرہ کو مامور کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی سنہ میں ایاس کا انتقال ہو گیا۔

**عبدالملک بن قطن:** ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض جس کو ہشام نے جنگ پر روانہ کیا تھا، اثنائے جنگ میں مارا گیا اور عقبہ بن حجاج امیر اندلس بھی مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ اہل اندلس نے بغاوت کر کے عقبہ بن حجاج کو حکومت اندلس سے سبکدوش کر دیا تھا تب عبدالملک بن قطن دوبارہ حکومت اندلس پر بھیجا گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

**ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی:** ۱۲۵ھ کے بعد اطراف خراسان میں ابومسلم (دولت عباسیہ) کا ظہور ہوا اور اسی سنہ میں بلج نے اندلس پر قبضہ کیا اور کچھ عرصہ بعد مر گیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو کلثوم بن عیاض کے ہمراہیوں سے تھا۔ ثعلبہ بن سلامہ نے اس کو قتل کر دیا تھا پھر اندلس پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ ہشام نے اندلس پر ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی کو مامور کیا اور یہ بیعت کر لی کی نیابت کا عہدہ حنظلہ بن صفوان کو دیا تھا اس سے پیشتر بلج کے مرنے پر اہل اندلس نے ثعلبہ بن سلامہ عجلی کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ پس جب ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی وارد اندلس ہوا تو اس نے ثعلبہ کو معزول کر کے حنظلہ بن صفوان کو مقرر کیا۔

اسی سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو امارت حجاز کا معزز عہدہ دیا۔

**منصور بن جمہور اور عبداللہ بن عمر:** ۱۲۶ھ کے دور میں ولید بن یزید مار ڈالا گیا اور یزید بن ولید تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے حکومت عراق سے یوسف بن عمر کو معزول کر کے منصور بن جمہور کو متعین کیا۔ منصور بن جمہور نے اپنے ایک نائب کو خراسان کی طرف روانہ کیا جس کو نصر بن سیار نے بجائے خراسان کے چارج دینے کے خراسان میں داخل تک ہونے نہ دیا۔ کچھ عرصے بعد یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو حکومت عراق سے برطرف کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گورنری دی۔

**عبدالعزیز بن عمرو اور نضر بن سعید حرشی:** مدینہ منورہ کی حکومت سے یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو موقوف کر کے عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان کو مامور کیا۔ ۱۲۷ھ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے خروج کر کے کوفہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور مروان نے بجائے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے عراق پر نضر بن سعید حرشی کو مقرر کیا لیکن ابن عمر نے نضر بن سعید حرشی کو حکومت پر دخل دینے سے انکار کیا۔ آپس میں نزاعات و جھگڑے کا دروازہ کھل گیا۔ ابن عمر خوارج سے جا ملا جیسا کہ اخبار خوارج کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

**یوسف بن عبدالرحمٰن فہری اور عبدالواحد:** اسی اثنا میں بنو عباس خراسان پر متولی و متصرف ہو گئے۔ ۱۲۹ھ میں

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری بجائے ثوابہ بن سلامہ کے امیر اندلس مقرر کیا گیا جس کا تذکرہ آئندہ حالات اندلس میں آئے گا۔ اسی سنہ میں مروان نے حجاز کی عبدالواحد[1] کو اور عراق کی یزید بن عمر بن ہبیرہ کو سند گورنری مرحمت کی۔

**ابو مسلم خراسانی:** ۱۳۰ھ میں ابو مسلم نے پورے خراسان پر بلا مزاحمت غیرے قبضہ کر لیا اور نصر بن سیار اپنا بوریا بستر سمیٹ کر بھاگ گیا اور ۱۳۱ھ میں اطراف ہمدان میں مر گیا۔ اسی سنہ میں سیاہ پرچم والے عجمی اور خراسانی ہوئے جن کا سردار قحطبہ تھا۔ ان لوگوں سے ابن ہبیرہ والی عراق تھا۔ قحطبہ سے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابن ہبیرہ کو شکست اٹھانا پڑی اور اہل خراسان نے ابوالعباس سفاح اول خلیفہ بنو عباس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد عباسیوں نے شام و مصر کو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ سے چھین کر اس کو بھی مار ڈالا اور اس کے مارے جانے سے بنو امیہ کی حکومت شام و مصر و عرب سے منقرض ہو گئی اور حکومت و خلافت کی زمام بنو عباس کے ہاتھ میں لوٹ آئی۔

((والملک للہ یؤتیہ من یشاء من عبادہ))

یہ حالات بنو امیہ کے ابو جعفر طبری کی کتاب سے خلاصہ کر کے لکھے گئے ہیں۔ اب ہم نے جیسا کہ اپنی کتاب کا نظم قائم کیا ہے اور اس سے پیشتر وعدہ کر آئے ہیں خوارج کے حالات و اخبار لکھتے ہیں۔

((واللہ المعین لا رب غیرہ))

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

# باب: ١٥

## خوارج

**خوارج اور حضرت علیؓ:** اس سے پیشتر ہم جنگ صفین، مسئلہ تقرر حکمین اور خوارج کے علیحدہ ہونے اور امیر المومنین علیؓ سے بابت تقرر حکمین جدا ہونے کے حالات بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ جناب معتصم الیہ نے خوارج کے ساتھ پہلے تو نہایت نرمی و ملاطفت سے کام لیا اور بعد ازیں عبداللہ بن عباسؓ نے ان لوگوں سے مناظرہ بھی کیا لیکن خوارج نے ایک بھی نہ مانا جنگ پر آمادہ ہوئے اور اپنا شعار یہ نعرہ (لا حکم الا للہ) مقرر کر کے عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امیر المومنین علیؓ مقام نہروان پر ان سے برسر جنگ آئے ایک خونریز جنگ کے بعد آپ نے سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ الا ماشاء اللہ

بعد ازاں خوارج کے بقیۃ السیف میں سے ایک گروہ انبار کی طرف چلا گیا۔ امیر المومنین علیؓ نے ان کی پامالی کے لیے لشکر بھیج دیا۔ جس نے ان کو بڑی مشکل سے ختم کیا۔ ان کے بعد ایک چھوٹا سا گروہ ہلال بن علفہ کے ساتھ میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔ ان کے استیصال پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا چنانچہ انہوں نے ہلال کے کل ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ تیسرے گروہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ چوتھے کے ساتھ مدائن میں جنگ ہوئی۔ پانچویں کے ساتھ شہر زور میں۔ غرض یکے بعد دیگرے جہاں جہاں یہ گئے ان کا پیچھا کر کے گرفتار کر دیا گیا۔ معدودے چند جن میں زور دم خم باقی تھا ان کا شریح بن ہانی نے خاتمہ کر دیا۔ ضعیف جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا جو بچ کر زندہ تھے۔ انہوں نے امان حاصل کر لی۔ ان صدمات سے خوارج کے گروہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔

**عبدالرحمن بن ملجم:** اس کے بعد ان میں سے وہ تین اشخاص ایک جگہ پر جمع ہوئے جنہوں نے علیؓ و معاویہؓ و عمرو بن العاصؓ کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ان تینوں شخصوں میں سے عبدالرحمن بن ملجم تو اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ یعنی اس نے امیر المومنین علیؓ کو شہید کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر لیا۔ باقی اس کے دو ہمراہیوں کے ہاتھوں سے معاویہؓ و عمرو بن العاصؓ صحیح سلامت بچ رہے۔ سنہ ۴۱ھ میں جماعت مسلمین نے متفق ہو کر امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جس سے امیر معاویہؓ مستقل طور پر خلافت اسلام کے فرائض انجام دینے کو آزادانہ مستعد ہو گئے۔

**فروہ بن نوفل اشجعی:** انہیں دنوں فروہ بن نوفل اشجعی نے علی و حسن (رضی اللہ عنہما) سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور پانچ سو

کی جمعیت سے شہر زور میں آ ٹھہرا تھا۔ جب امیر معاویہ کی خلافت کی بیعت ہو گئی تو فروہ نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اب اظہار حق کا وقت آ گیا ہے۔ اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کو جہاد کرو"۔ چنانچہ اپنے گروہ کو لیے ہوئے قریب کوفہ نخیلہ میں آ اترا۔ امیر معاویہ نے یہ خبر پا کر اہل کوفہ کو فروہ سے جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔ اہل کوفہ نے مقابلہ کے قصد سے نخیلہ کی جانب خروج کیا۔ خوارج نے اہل کوفہ سے درخواست کی "کہ تم درمیان میں نہ پڑو معاویہ کو اور ہم کو باہم نپٹ لینے دو"۔ اہل کوفہ نے اس کو منظور نہ کیا۔ تب قبیلہ اشجع فروہ کے پاس پہنچ گیا اور اس کو سمجھا بجھا کر لے گئے۔ کوفہ میں جا کر وہ گھر میں بیٹھ رہا۔

**عبداللہ بن ابی الحوساء طائی** خوارج نے اس کے بعد طے سے عبداللہ بن ابی الحوساء کو امیر بنایا۔ اہل کوفہ سے ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ابن ابی الحوساء طائی ان کے ہمراہ تھا۔ بعد ازاں خوارج نے حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس اجتماع کیا اور ڈیڑھ سو کی جمعیت سے نخیلہ کی طرف بڑھے۔ اس گروہ میں ابن ابی الحوساء کے باقی ماندہ ہمراہی بھی شریک تھے۔ امیر معاویہ نے حوثرہ کے پاس اس کے باپ وداع کو کسی غرض سے بھیجا۔ لیکن حوثرہ نہ مانا۔ امیر معاویہ نے اس کی سرکوبی کو عبداللہ بن عوف الاحمری کو ایک لشکر جرار کے ساتھ مامور کیا۔ چنانچہ اس نے اس کو اور اس کے کل ہمراہیوں کو ماسوائے پچاس آدمیوں کے مار ڈالا۔ جو جان بچا کر کوفہ پہنچے اور متفرق و منتشر ہو گئے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۴۱ھ کا ہے۔

**ابن نوفل اشجعی کا قتل** اس واقعہ کے بعد امیر معاویہ کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام چلے گئے۔ فروہ بن نوفل اشجعی نے میدان خالی دیکھ کر پھر خروج کیا۔ مغیرہ نے ایک دستہ سواروں کا اس کی سرکوبی پر مقرر کیا جس کا سردار شبث ربعی اور بقول بعض معقل بن قیس تھا۔ شہر زور میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن ربعی نے فروہ کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

**شبیب بن بجرہ کا خروج** اس کے بعد مغیرہ نے شبیب بن بجرہ کی طرف سے ایک شخص کو روانہ کیا جس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ شبیب بن بجرہ ابن ملجم کے ساتھیوں سے تھا۔ یہی امیر معاویہ کے پاس علی بن ابی طالب کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔ امیر معاویہ نے اس خیال سے کہ مبادا یہ مجھ پر بھی اپنا ہاتھ صاف کرے شبیب کے قتل کا حکم دے دیا۔ شبیب یہ خبر پا کر کوفہ کے اطراف و جوانب میں چھپ رہا اور لوگوں کو امیر معاویہ کے خلاف ابھارنے لگا۔ یہاں تک کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا جس نے اس کو مار ڈالا۔

**معین بن عبداللہ محاربی کا انجام** بعد ازاں مغیرہ کو یہ خبر لگی کہ خوارج میں سے چند لوگ نکلنے کا قصد کر رہے ہیں اور ان کا سردار معین ابن عبداللہ محاربی ہے۔ مغیرہ نے معین کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس سے امیر معاویہ کے لئے خلافت کی بیعت طلب کی۔ معین نے انکار کیا۔ مغیرہ نے مار ڈالا۔

**ابو مریم مولیٰ ابو لیلیٰ کا قتل** اس کے بعد مغیرہ کے زمانہ میں ابو مریم مولیٰ بنی حارث بن کعب نے خروج کیا۔ اس کے ساتھ عورتیں بھی لڑنے نکلی تھیں۔ مغیرہ نے چند آدمیوں کو ان کے قتل پر بھیجا جنہوں نے ان کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابو لیلیٰ نے مسجد میں عام لوگوں کے روبرو خروج کا حکم دیا اور اپنے چند غلاموں کے ساتھ خروج کر دیا۔ مغیرہ نے معقل بن قیس ریاحی کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ ۴۲ھ میں معقل

نے ان لوگوں نے شہر پناہ کے پاس مار ڈالا۔

**سہم بن غالب ہجیمی کا قتل** ان واقعات کے بعد ابن عامر والی بصرہ کے زمانہ میں سہم بن غالب ہجیمی نے ستر آدمیوں کی جمعیت سے خروج کیا۔ ان میں خطیم باہلی بھی تھا جو بنی مالک [illegible] بھی تھا۔ بصرہ اور ان دونوں پلوں کے مابین خوارج نے قیام کیا۔ اتفاق سے عبادہ بن قرص صحابی کا ادھر سے گزر ہوا جو جہاد سے واپس آ رہے تھے انہوں نے ان کو مع ان کے لڑکے اور بھتیجے کے قتل کر ڈالا۔ یہ خبر پا کر لوگ مستعد ہو گئے ہیں۔ اس اثناء میں ابن عامر بھی آ پہنچا۔ ابن عامر نے بھی ان میں سے اکثر آدمیوں کو قتل کر ڈالا جو باقی رہ گئے انہوں نے امان حاصل کر لی۔

**خطیم کا خاتمہ** جب زیاد بصرہ کا والی ہوا تو خطیم اہواز کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ایک گروہ جمع کر کے بصرے کی طرف بڑھا۔ بصرے کے قریب پہنچ کر اس کے ہمراہی منحرف ہو کر اس سے علیحدہ ہو گئے۔ مجبوراً ادھر ادھر چھپتا پھرا۔ کسی شخص نے اس کے لئے زیاد سے امان طلب کی۔ زیاد نے امان نہ دی۔ کسی نے اس کا پتہ بتا دیا زیاد نے گرفتار کرا کے قتل کیا اور اس کے مکان میں سولی دے دی۔ بعض کا بیان ہے کہ اس کو عبیداللہ بن زیاد نے [illegible] میں قتل کیا ہے۔

**مستورد بن علفہ تیمی** پھر خوارج کا اجتماع ہونے لگا مستورد بن علفہ تیمی (قبیلہ تیم الرباب) حیان بن ظبیان سلمی اور معاذ بن جوین الطائی کے پاس۔ یہ لوگ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف تھے جو کسی قدر زخمی ہو کر مقتولین میں دب رہ گئے تھے۔ کوفہ میں بعد شہادت امیر المومنین علی بن ابی طالب داخل ہو کر چار سو کی جمعیت سے حیان بن ظبیان کے مکان پر جمع ہوئے اور خروج کی بابت مشورہ اور امارت کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے لگے۔ چنانچہ بحث و مباحثہ کے بعد سب نے مستورد بن علفہ تیمی کو امیر بنایا اور ماہ جمادی الثانی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب خروج کی نوبت آئی تو مغیرہ نے یہ خبر پا کر مستورد کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حیان اور چند لوگ گرفتار کر لئے گئے جن کو مغیرہ نے قید کر دیا۔ باقی رہا مستورد وہ بھاگ کر حیرہ پہنچا۔ رفتہ رفتہ خوارج بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

**جنگ مذار** مغیرہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور خوارج کو دھمکیاں دیں۔ معقل بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا "امیر کو بذات خود انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر سردار اپنے اپنے قبیلے کو درست بنا لے"۔ مغیرہ نے اس رائے کو پسند کیا مجلس برخاست ہوئی۔ صعصعہ بن صوحان عبدالقیس کے پاس آیا اور یہ جانتا تھا کہ خوارج مسلم بن محرز عبدی کے مکان پر آتے جاتے ہیں مگر چونکہ یہ اپنے بھائی اور خاندان والوں کو مغیرہ کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے تقریر میں صراحتاً ان کی جمعیت سے دور رہنے کو کہا۔ معقل بن قیس نے تین ہزار آدمیوں کا سامان سفر اسباب جنگ دے کر خوارج کی جنگ پر روانہ کیا۔ (ان میں ان لوگوں کو سردار بنایا جو امیر المومنین علی کے ہوا خواہوں سے تھے) اور خود بھی شیعہ کے ساتھ خروج کیا۔ خوارج نے مدائن کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا۔ مدائن کے عامل سماک بن عبید العبسی نے روکا اور ان لوگوں کو بشرط اطاعت امان دینے کو کہا۔ خوارج نے انکار کیا اور مدائن سے [illegible] کی طرف روانہ ہو گئے۔

[illegible]

**معرکہ جرجان** [illegible]

[illegible] ان کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا۔

**مستورد اور معقل کا مقابلہ** [illegible]

[illegible]

**ابن خراش عجلی کا خروج** [illegible]

**حیان بن ضبیان اور معاذ طائی:** اسی زمانے میں مستورد کے ہمراہیوں میں سے حیان بن ضبیان اور معاذ طائی نے بھی علم بغاوت بلند کیا تھا جن کی سرکوبی پر وہ لوگ متعین کیے گئے جو ان کے قتل کا باعث ہوئے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خوارج نے امان طلب کر لی تھی۔ وہ امان حاصل کرنے کے بعد متفرق و منتشر ہو گئے تھے

**خوارج اور ابن زیاد:** ۵۸ھ میں مقام بصرہ میں خوارج کے ستر آدمیوں نے عبدالقیس کے قبیلے سے خروج کیا اور طواف کے ہاتھ پر ابن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی۔ وجہ یہ تھی کہ ابن زیاد نے خوارج کے ایک گروہ کو بصرے میں قید کر دیا تھا۔ ازاں جملہ طواف بھی تھا۔ باقی ماندہ خوارج کو اس فعل سے ندامت ہوئی۔ مقتولین کے ورثاء کے پاس گئے معافی چاہی اور دیت پیش کی۔ ورثاء مقتولین نے دیت لینے سے انکار کیا۔ تب بعض خوارج نے ان لوگوں کو بہ مطابق قول اللہ عزوجل

ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا و صبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم﴿

جہاد کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ ان سب نے جمع ہو کر خروج کر دیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ابن زیاد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے چند لوگوں کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوارج ان کو دیکھ کر جلدی کی طرف پیچھے ہٹتے نظر آئے۔ ابن زیاد نے بھاگ کر پولیس اور جنگی سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا۔ خوارج نے پولیس کو شکست دی۔ بعد ازاں جب مخالفین کی جمعیت بڑھ گئی تو سب کے سب لڑ کے مر گئے۔ اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی اور ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ ازاں جملہ عروہ بن ادیہ اور مرداس بن ادیہ اور جریر بن تمیم وغیرہ تھے۔

**جریر بن تمیم کا قتل:** جریر بن تمیم نے ایک روز ابن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا (اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون) ابن زیاد کو اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں فوراً گرفتار کرا کے بوٹی بوٹی اڑا دی۔ ساتھ ہی اس نے دونوں لڑکوں کو بھی قتل کرا دیا۔ اس کا بھائی مرداس ایک مشہور مسالم اور مشہور عابد تھا اور حاضرین جنگ نہروان میں سے تھا۔ عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے کو حرام سمجھتا تھا اور لڑنے والوں سے دور رہنے کو مستحب جانتا تھا۔ اس کی بی بی ایک ذی عزت اور نیک عورت تھی اور اپنے زمانے کی عابدات سے تھی۔ ابن زیاد نے اس کو بھی گرفتار کر کے قتل کرا ڈالا اور خوارج کی جستجو گرفتاری و قتل میں بہت بڑی کوشش کی لیکن مرداس کو بہ وجہ زہد و عبادت رہا کر دیا۔

**مرداس بن تمیم کا خاتمہ:** مرداس خوف جان سے اہواز کی طرف چلا گیا جس طرف اس کا گزر ہوتا تھا سلطانوں کا مال و اسباب چھین کر اپنے ہمراہیوں کو دے دیتا تھا۔ جو کچھ بچ رہتا تھا واپس کر دیتا تھا۔ ابن زیاد نے اس کی روک تھام کرنے کو اسلم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ اسلم نے ان لوگوں کو شریک جماعت ہونے کو بلایا۔ خوارج نے انکار کیا لڑائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسلم اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے توج میں پہنچ کر کل خارجیوں کو حالت نماز میں کسی کو رکوع میں کسی کو سجدے میں قتل کر ڈالا۔ کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی۔ عباد بن علقمہ ابو بلال مرداس کا سر لئے ہوئے بصرے کو لوٹا۔

**عبیداللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادیہ:** عبیداللہ بن زیاد نے پھر ان تین آدمیوں کے قصر امارت کے پاس دریافت حال کی غرض سے تعرض کیا۔ عباد بن علقمہ کے ہمراہیوں نے انہی کو مخالف سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ اس سے اہل بصرہ میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی۔ ایک گروہ کھنچ کر عباد کے مقابلے پر آیا۔ ان دنوں بصرہ کی نیابت پر عبیداللہ بن ابی بکرہ تھا۔ ابن زیاد نے اس کو حکم دیا کہ خوارج کو تلاش کر کے گرفتار کر لو۔ چنانچہ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے ایسا ہی کیا اور جس کو قید کیا اس سے ضمانت لے لی اتفاق سے عروہ بن ادیہ پیش کیا گیا اس کا کوئی ضامن نہ تھا۔ عبیداللہ نے یہ کہہ کر "میں تیرا ضامن ہوں" رہا کر دیا۔ پھر جب ان کی ابن زیاد کے روبرو پیشی ہوئی تو اس نے ان قیدیوں اور ان لوگوں کو بھی قتل کا حکم دے دیا جو ضمانت پر رہا تھے۔ ان کے قتل کے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر عروہ بن ادیہ کی بابت مواخذہ کرنے لگا۔ بالآخر عبیداللہ نے عروہ کو لا کر حاضر کر دیا۔ ابن زیاد نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر دروازے ہی پر سولی پر چڑھا دیا۔

**خوارج اور عبداللہ بن زبیرؓ:** اس واقعہ کے بعد یزید مر گیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت مکہ معظمہ میں مستحکم ہو گئی۔ اس سے قبل اکثر خوارج اس وجہ سے کہ ابن زیاد ان پر سختی کر رہا تھا۔ بعد قتل ابو بلال مرداس حسب مشورہ نافع بن ازرق، ابو الصفی تیمی سے جا ملے تھے بایں خیال کہ عبداللہ بن زبیرؓ شامیوں پر جواز جہاد کے قائل تھے۔ تو ان سے جا ملے مگر ان سے مل کر یہ بات ثابت ہوئی کہ عبداللہ بن زبیر پوری طرح ہماری رائے کے پابند نہیں ہیں لیکن پھر بھی عبداللہ بن زبیرؓ کے ہمراہ ہو کر ان کے مخالفین سے لڑتے رہے۔ لیکن جب یزید مر گیا اور لشکر شام ان جنگ سے واپس چلا گیا تو آپس میں عبداللہ بن زبیرؓ کی رائے کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ پر طرح طرح کے الزامات قائم کرنے اور ان سے اپنی برأت ظاہر کرنے لگے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سب کو جمع کر کے ایک بہت بڑا خطبہ دیا جس میں حضرت (ابوبکرؓ و عمرؓ) اور عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم کی تعریفیں بیان کیں اور اس امر کی معذرت کی۔ میں ان کے (خوارج کے) خیالات سے متنفر اور بیزار ہوں اور یہ کہ تم لوگ اس امر کے شاہد رہنا کہ میں ابن عفانؓ کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں"۔

**خوارج کی ابن زبیرؓ سے علیحدگی:** خوارج یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے اور سب کے سب یک زبان ہو کر بولے "اللہ تعالیٰ تمہارے اس قول و فعل سے بری ہے"۔ آپ نے جواب دیا "نہیں بلکہ تمہارے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ بری ہے"۔ الغرض عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عثمانؓ کے پاسدار تھے کہ خوارج کا گروہ آپ کے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ نافع بن ازرق حنفی، عبداللہ بن صفار سعدی، عبداللہ بن اباض، حنظلہ بن بیہس اور بنو ماحوز اور بنو سلیط بن یربوع سے عبداللہ و عبیداللہ و زبیر بصرہ کی جانب روانہ ہو گئے (یہ سب بنو تمیم سے تھے) اور بنو بکر بن وائل سے ابو طالوت اور ابو فدیک عبداللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ جا پہنچا اور ابو طالوت ہی کے مشورے سے یمامہ پر حملہ کر دیا۔ پھر ان کو وہیں چھوڑ کر نجدہ بن عامر حنفی کی طرف مائل ہو گئے۔

**خوارج کے گروہ ازارقہ:** اسی زمانہ سے خوارج چار گروہوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک ازارقہ یہ لوگ نافع بن ازرق حنفی کے تبع و مقلد تھے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ کل مسلمانوں سے بری ہیں اور وہ سب کے سب کافر ہیں ان سے جہاد کرنا ان

کے [illegible] کو قتل کرتے۔ وہ ان کی امانتوں کو بلا تامل صرف کر لینا جائز سمجھتا تھا۔ کیونکہ یہ ان کو کفار میں شمار کرتا تھا۔

ب) نجدیہ: یہ دوسرا فرقہ یہ ازارقہ کے قتل عام کے مخالف تھے۔

ج) اباضیہ: یہ تیسرا فرقہ عبداللہ بن اباض مری کی طرف منسوب ہے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ عام مسلمین کو منافقین کا حکم ہے [illegible] کے احکام کے پابند نہیں [illegible] کے حالات پر [illegible] جاتے تھے اور یہ مسلمین کے ساتھ مناکحت اور ان کی وراثت کو حرام سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کے اقوال قریب قریب اہل حق کے قول سے ہیں۔ اسی فرقہ سے [illegible] کے متعلقین میں تھا۔

د) صفریہ: یہ چوتھا صفریہ فرقہ [illegible] ہے [illegible] اس فرقہ نے [illegible] بعض [illegible] کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ [illegible] اس فرقہ نے [illegible] ابتداء میں [illegible] اختلافات تھے۔ بعد [illegible] پیدا ہو گئے [illegible] کتاب الملل میں ذکر کیا ہے۔ جس کو جی چاہے اس کتاب کو دیکھ لے۔

نافع بن ازرق: ۶۴ھ میں نافع بن ازرق [illegible] بصرہ [illegible] اہواز میں [illegible] لوگوں سے جہاد [illegible] خروج کی [illegible] عبداللہ بن حارث [illegible] مسلم بن عبیس [illegible] اہواز [illegible] مسلم مارا گیا اور اس [illegible] نافع بن ازرق۔

عبیداللہ و عبداللہ پسران ماحوز: اہل بصرہ نے [illegible] کو اپنا امیر بنایا اور خوارج نے [illegible] عبداللہ بن [illegible] اہل بصرہ [illegible] عبیداللہ بن ماحوز کو امارت [illegible] لڑائی [illegible] اہل بصرہ [illegible] خوارج [illegible]

خوارج کا بصرہ پر حملہ: اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن [illegible]

حرکت تھا۔ بیچ کو ناصر کر دیا۔ خوارج نے فوراً بصرہ پر حملہ کر دیا۔ احنف بن قیس نے رائے دی کہ خوارج کی جنگ پر مہلب کو متعین کرنا چاہئے۔ وہی ان کو ان کے دانت کھٹے کرے گا۔ لیکن اس سے پیشتر عبداللہ بن زبیرؓ نے مہلب کو خراسان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اہل بصرہ نے اس کے متعلق عبداللہ بن زبیر سے خط و کتابت کی۔ عبداللہ بن زبیر نے منظور فرما لیا تب اہل بصرہ نے یہ درخواست کی کہ جس ملک پر مہلب متصرف ہو جائے اس میں سے جس کی وہ کہے اس کو حکومت دی جائے اور بیت المال و آلات حرب سے اس کی مدد کی جائے۔ عبداللہ بن زبیر نے اس کو بھی منظور کر لیا۔

**مہلب اور خوارج کی جنگ:** چنانچہ مہلب لشکر اسلام سے بارہ ہزار فوج منتخب کر کے خوارج کی طرف بڑھا اور پل سے روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں حارثہ بن بدر مع ان لوگوں کے جو جنگ خوارج میں ان کے ہمراہ تھے آ پہنچے۔ حارث بن ربیعہ نے ان کو مہلب کی طرف واپس کر دیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہو کر بقصد بصرہ چلا اتفاق سے کشتی نہر میں ڈوب گئی۔ مہلب کے مقدمۃ الجیش پر اس کا لڑکا مغیرہ تھا۔ اس سے اور خوارج کے مقدمہ سے لڑائی ہوئی۔ مغیرہ نے خوارج کے مقدمہ کو موضع اہواز سے پسپا کر کے دور تک پیچھے ہٹا دیا۔ اس وقت مہلب سولاف میں ٹھہرا ہوا تھا۔ خوارج نے مغیرہ سے شکست کھا کر مہلب کے لشکر پر دفعتہ پر زور حملہ کر دیا جس سے مہلب کے رکاب کی فوج تتر بتر ہو گئی لیکن شام ہو جانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود رک گئی اور اگلے دن تک بارش کی تحریک سے لڑائی موقوف رہی۔ اسی اثناء میں مہلب فرصت پا کر دجیل کو قطع کر کے عاقول میں آ اترا۔ اس کے بعد یہاں سے کوچ کر کے خوارج کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کر لیا اور اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوائی چاروں طرف جاسوس مقرر کر دیئے۔ ایک روز شب کے وقت خوارج کے لشکر سے عبیداللہ بن بشیر و زبیر خود اٹھ کر مہلب پر شب خون مارنے کو آئے ہوشیار پا کر واپس چلے گئے۔

**خوارج کی پسپائی:** اگلے دن مہلب نے بقصد جنگ خروج کیا۔ ازد و تمیم اس کے میمنہ پر تھے قبیلہ بکر و عبدالقیس میسرہ میں اور اہل عالیہ قلب میں۔ خوارج کے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز تھا۔ فریقین نے نہایت اطمینان و استقلال سے لڑائی شروع کی۔ بعد ازاں لڑتے لڑتے اس کی تلخی بڑھ گئی۔ آخرکار مہلب کے لشکر کے قدم حملات سے میدان جنگ سے ڈگمگا گئے۔ کمال ابتری سے مجبور ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ تھوڑے لوگوں نے بھاگ کر بصرہ میں دم لیا۔ مہلب نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو آواز دی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی ٹھہر گئے۔ جو اکثر قبیلہ ازد کے تھے۔ مہلب ان کو تسلی اور جوش مردانگی دلا کر بڑھا۔ لشکر خوارج پر ٹوٹ پڑا اور اس شدت سے لڑائی کا آغاز کیا کہ خوارج جواب تک نہ دے سکے۔ عبیداللہ بن ماحوز اور بہت سے سردار مارے گئے۔ باقی جو بچے انہوں نے اطراف اصفہان و کرمان میں جا کر دم لیا اور زبیر بن ماحوز کو اپنا امیر بنایا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مہلب اسی مقام پر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آیا اور اس نے مہلب کو معزول کیا۔ یہ سرگزشت تو ازارقہ کی تھی۔ اب نجدہ کی کیفیت ملاحظہ کیجئے۔

**نجدہ بن عامر:** نجدہ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سیار بن مطرح حنفی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ نافع بن ازرق کے ہمراہ تھا لیکن جب خوارج میں اختلاف پیدا ہوا تو یہ یمامہ کی جانب چلا آیا۔ ابو طالوت نے اس کو اپنی امارت کی دعوت دی۔ یہ

بکر بن وائل کے قبضے سے تھا) نجدہ نے بحرین کا قصد کیا اور بنو حنیفہ کے [illegible] میں جا پڑاؤ کیا قریب ہی تھی (غلام) کو لوٹ لیا اور ان سب کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔ اس کے بعد آپ قطیف سے [illegible] سے [illegible] تھا وہاں زید کی خدمت میں [illegible] تھے نجدہ نے اس کو شکست دی ابو طالوت کے آگے [illegible] تھا۔ ابو طالوت نے اپنے ہمراہیوں میں [illegible] ان واقعات سے خوارج کے ذہن پر یہ [illegible] ہوا کہ ابو طالوت کی بہ نسبت نجدہ زیادہ [illegible] ہے اس امر کا ذہن نشین ہونا تھا کہ سب کے سب ابو طالوت کے مخالف ہو گئے اور اس کی بیعت توڑ کر نجدہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

**نجدہ کی غارت گری:** بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر [illegible] کے ساتھ ان کا [illegible] اس کے بعد وہاں سے لوٹ کر بحرین کی طرف آیا۔ اس وقت اس کے ہمراہ تین ہزار کی جمعیت تھی۔ محرم ۶۷ھ میں [illegible] سے بحرین چلا گیا۔ بحرین میں ان دنوں عبدالقیس تھے وہ اور چند [illegible] سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ [illegible] میں صف آرائی کی نوبت آئی [illegible] عبدالقیس کو شکست ہوئی۔ نجدہ اور اس کے ہمراہیوں نے [illegible] سے قتل کیا۔ اس کے بعد ایک [illegible] روانہ کیا [illegible] ۶۷ھ میں مصعب ابن زبیر [illegible] ہو کر [illegible] نجدہ [illegible] بیعت سے [illegible] عطیہ [illegible] نجدہ [illegible] نے [illegible]

**عطیہ بن اسود حنفی:** کامیابی کے بعد خوارج سے عطیہ بن اسود حنفی کو عمان پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ عمان کا ان دنوں حاکم عباد بن عبداللہ تھا جو [illegible] ضعیف آدمی تھا۔ عطیہ نے عمان پر قبضہ کر لیا اور چند مہینے ٹھہر کر بعد ازاں خوارج میں سے کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے عمان سے کوچ کر دیا۔

**عطیہ بن اسود کا قتل:** [illegible] اہل عمان نے اس کے نائب کو قتل کر کے [illegible] پر اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد عطیہ اور نجدہ میں مخالفت پیدا ہو گئی عطیہ نجدہ سے علیحدہ ہو کر عمان چلا آیا لیکن اہل عمان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ [illegible] کرمان کو روانہ ہوا۔ مہلب نے یہ خبر پا کر ایک لشکر اس کے تعاقب میں بھیج دیا۔ عطیہ [illegible] سجستان بھاگ گیا اور وہاں سے سندھ کو [illegible] مہلب نے [illegible] قندابیل میں [illegible] کر ڈالا۔

**نجدہ اور ابو فدیک:** اس کے بعد [illegible] نجدہ [illegible] واقعہ [illegible] بنو تمیم سے [illegible] نجدہ نے [illegible] جنگ آمادہ [illegible] صدقات وصول کئے۔ [illegible] اور اپنے [illegible] سے صدقات وصول کئے۔ اس کے بعد ابو فدیک کو صدقات وصول کرنے کی غرض سے حضرموت روانہ کیا اور [illegible] عطیہ [illegible] جانب عبداللہ بن [illegible] بعد ازاں نجدہ مدینہ منورہ کی طرف گیا۔ اہل مدینہ [illegible] آمادہ جنگ ہو گئے [illegible]

ہو کر طائف لوٹ آیا۔ اثناء راہ میں عبداللہ بن عمرو بن عثمان کی ایک لڑکی سے ملاقات ہو گئی۔ خوارج نے اس غریب لڑکی کو پکڑ کر نجدہ کے پاس پہنچا دیا اور بہ نظر امتحان نجدہ سے اس لڑکی کے فروخت کرنے کا سوال کیا۔ نجدہ نے کہا کہ میں نے اس کو آزاد کیا۔ اس پر خوارج نے جواب دیا "تم اس سے عقد کر لو"۔ بولا "یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور میں تو اس سے عقد کرنا پسند نہیں کرتا"۔ رفتہ رفتہ طائف کے قریب پہنچا تو عاصم بن عروہ بن مسعود نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ نجدہ نے اس کی قوم پر غارت گری کو اور اطراف و جوانب نجران پر سعد الطلائع کو امیر مقرر کر کے بحرین کی طرف مراجعت کی اور حرمین میں غلہ جنس کے آنے کو روک دیا۔

**نجدہ اور ابن عباس** ابن عباس نے تحریر کیا کہ جب ثمامہ بن اثال دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا اور اس نے مکہ میں رسد غلہ کی آمد روک دی تھی۔ درانحالیکہ اہل مکہ ان دنوں مشرک تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان کی رسد مت روکو۔ چنانچہ ثمامہ نے اس کی تعمیل کی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے بھی رسد و غلہ کو روک دیا ہے حالانکہ ہم لوگ مسلمان ہیں"۔ نجدہ اس خط کو پڑھ کر متعجب ہو گیا اور رسد و غلہ کی مزاحمت بند کر دی۔ اس واقعہ کے بعد نجدہ کے ہمراہیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ ابو سنان حی بن وائل نے اس کو یہ رائے دی تھی کہ جو شخص بطور تقیہ تمہارا مطیع ہوا ہے اس کے وجود سے اپنی جماعت کو صاف اور پاک کر لو"۔ نجدہ نے جھڑک کر کہا "ہم تو مامور اس کے ہیں کہ ظاہر حال پر حکم دیں"۔

**نجدہ اور عطیہ میں اختلاف** ابھی یہ امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ عطیہ بن اسود اس سے اس بابت بگڑ گیا کہ سریہ خشکی کا سریہ دریا سے قسمت میں کم ہے۔ نجدہ نے غصہ میں آ کر گالیاں دیں۔ عطیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ لیکن اپنے غصہ کو ضبط کر کے نجدہ کے سرداروں میں سے ایک شخص پر شراب نوشی جاری کرنے کی درخواست کی۔ نجدہ نے حد جاری کرنے سے انکار کیا۔

**عبدالملک اور نجدہ** اسی اثناء میں عبدالملک نے اس سے خط و کتابت شروع کی کہ "تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو یمامہ کی حکومت دے دوں گا اور اس وقت تک جس قدر خون ریزی ہو چکی ہے اس سے درگزر کروں گا"۔ خوارج کو اس خط و کتابت کا پتہ لگ گیا۔ نجدہ سے بھڑک گئے اور اس بات کا الزام کی اور چند نکات سے متہم کر کے عطیہ نے عمان میں نجدہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

**نجدہ کا قتل** بالآخر خوارج نے اس سے بھی منحرف ہو کر ابو فدیک عبداللہ بن ثور (قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص) کو اپنا امیر بنا لیا۔ نجدہ خوارج سے علیحدہ ہو کر حجر کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں چھپ رہا۔ ابو فدیک نے ہر چند تلاش کی دستیاب نہ ہوا۔ نجدہ یہ خبر پا کر بخوف جان اپنے ماموں کے پاس قبیلہ تمیم میں چلا گیا اور وہاں سے سامان سفر درست کر کے عبدالملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ ابو فدیک کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے نجدہ کے ہمراہیوں کو جنگ کر کے پامال کر ڈالا اور ابو فدیک کے دوستوں میں سے چند لوگوں نے نہایت بے دردی سے نجدہ کو بھی مار

ڈالا۔ مسلم بن عُبیس نے عبیدہ کے بچانے کی کوشش کی۔ خوارج نے اس کو بھی بار ہا زخم پہونچائے جس کے صدمہ سے مسلم اسی وقت مر گیا اور ابو عقیل اپنی قوم کو لے کر اس کو اٹھا لایا۔

**عمر بن عبیداللہ اور خوارج کی جنگ:** ۶۸ھ میں مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی جانب سے والی عراق مقرر ہو کر بصرہ پہنچا۔ مہلب ابن ابی صفرہ والی فارس تھا اور جنگ ازارقہ میں مصروف تھا۔ مصعب نے اس خیال سے کہ میرے اور عبدالملک کے مہلب حائل رہے گا۔ مہلب کو فارس سے طلب کر کے بجائے موصل، جزیرہ اور آرمینیا کی حکومت پر بھیج دیا اور حکومت فارس و جنگ ازارقہ پر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مامور کیا۔ اس سے پیشتر خوارج بعد قتل عبیداللہ بن ماحوز ۶۶ھ میں اس کے بھائی زبیر کو اپنا امیر بنا کر اصطخر چلے آئے تھے۔ عمر بن عبیداللہ نے حکومت فارس کے زینہ پر قدم رکھتے ہی خوارج کی جنگ پر بھیج دیا۔ خوارج نے اس کو مار ڈالا۔

**خوارج کی پسپائی:** بعد ازاں زبیر امیر خوارج اور عمر بن عبیداللہ والی فارس سے جنگ ہوئی۔ عمر بن عبیداللہ نے خوارج کو شکست دے کر ان میں سے تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ تین دن بعد خوارج نے پھر تیاری کی اور لڑے۔ خوارج شکست کھا کر نیشاپور کی جانب چلے گئے۔ عمر بن عبیداللہ نے نیشاپور میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ خوارج نے نیشاپور سے شکست اٹھا کر اصفہان کا قصد کیا۔ اصفہان میں اچھی طرح دم نہ لینے پائے تھے کہ تب دلدادہ عراق پہنچ کر پھر عمر بن عبیداللہ نے لشکر کی تیاری کی اور سے بچتے ہوئے فارس کی طرف بڑھے۔ راہ میں قتل و غارت کرتے ہوئے عراق وارد ہوئے۔ چونکہ عمر بن عبیداللہ والی فارس بھی ان کے پیچھے پیچھے بہت تیزی سے منزلیں طے کرتا ہوا مصعب کا لشکر جمع ہونے پر آیا تھا۔

**خوارج کا ظلم و ستم:** ابن سعد نے بیان کیا ہے خوارج کے ہاتھ سے قتل کرتے ہوئے بصرہ کو چلے اور مدائن پہنچ کر طلب خون میں اہل مدائن کے لڑکوں اور مردوں کو قتل کر ڈالا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کر بچے نکال ڈالتے تھے۔ والی مدائن بھاگ گیا۔ خوارج قتل و غارت کرتے ہوئے کرخ تک پہنچ گئے۔ ابو بکر بن مخنف مقابلے پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ خوارج کے ہاتھ رہا۔ ابو بکر بن مخنف جنگ معرکہ میں کام آیا۔

**خوارج کا تعاقب:** جب والی کوفہ حارث بن ابی ربیعہ قباع نے خوارج کی سرکشی کی خبر سنی تو کوچ کیا یہاں تک کہ صراۃ پہنچے۔ اس کے ہمراہ ابراہیم بن اشتر، شبث بن ربعی، اسماء بن خارجہ، یزید بن حارث اور محمد بن عمیر وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے پل باندھ کر خوارج کی طرف عبور کرنے کی رائے دی۔ خوارج یہ خبر پا کر مدائن کی طرف ہٹ گئے۔ حارث نے عبدالرحمن بن مخنف کو چھ ہزار کی جمعیت سے عبور کر کے خوارج کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ خوارج بھاگ کر رے پہنچے۔ ان دنوں رے پر یزید بن حارث بن رویم شیبانی والی رے تھا۔ اہل رے نے خوارج کی اعانت کی۔ یزید بن حارث میدان جنگ میں شکست پا کر خوارج کے ہاتھ مارا گیا۔

**زبیر امیر خوارج کا قتل:** اس کے بعد خوارج نے اصفہان کا رخ کیا۔ اصفہان کا امیر عتاب بن ورقاء تھا۔ چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کیے رہے۔ شہر پناہ کے دروازے پر روزانہ جنگ کرتے رہے۔ عتاب بن ورقاء طول محاصرہ سے تنگ آ کر شہر

[illegible] خوارج [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر دیا۔

**خوارج اور مہلب** [illegible]

[illegible] مہلب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

**عبیداللہ بن حر:** [illegible] اپنی قوم کے [illegible] میں سے تھا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] امیر المومنین [illegible]

[illegible] عبیداللہ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

**عبیداللہ بن حر** [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمراہی رخصت اور ہوا خواہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

**عبیداللہ بن حر کا خروج:** عبیداللہ نے اسی وقت مدائن کا قصد کر دیا۔ قتل حسین پر پہنچ کر رات کے اوران کے ہمراہیوں کے لئے دعا مغفرت کی۔ پھر جب یزید مر گیا اور چاروں طرف سے فتنہ و فساد نے سر اٹھایا تو اس نے اپنے دوستوں کو جمع کر کے اطراف مدائن میں خروج کر دیا۔ وہ کسی کے جان و مال سے متعرض نہ ہوتا تھا البتہ شاہی مال و اسباب سے جب کبھی موقع مل جاتا تھا۔ بقدر اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے روزینہ لے لیتا تھا۔ باقی جو رہ جاتا تھا اس کو صاحب مال کو لوٹا دیتا تھا۔ مختار نے اپنے زمانہ کی حکومت میں اس کی بیوی کو کوفے میں قید کر دیا تھا جب یہ خبر اس کو ملی تو کوفے میں آیا۔ قید خانے سے اپنی بیوی اور ان لوگوں کو بھی نکال لیا جو اس وقت قید کی مصیبت میں مبتلا تھے۔

**عبیداللہ بن حر کی اسیری و رہائی:** مختار نے اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ ابراہیم بن اشتر نے اسی وقت سے مخالفت کر کے اس کو ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لئے موصل بھیج دیا۔ لیکن یہ اس لشکر کے ہمراہ نہ گیا تھا۔ بلکہ مصعب سے جا ملا اور ان کے ہمراہ ہو کر جنگ مختار میں شریک ہوا اور اس کی فوج نے قتل بھی کیا۔ اس کے بعد مصعب نے اس کو مشتبہ سمجھ کر قید کر دیا۔ مگر مذحج کے چند رؤسا کی سفارش سے رہا کر دیا۔ لوگ اس کے پاس تہنیت و مبارکباد دینے کو آتے تھے۔ یہ کہتا تھا "کوئی شخص اب مستحق خلافت نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کی بیعت کا طوق ہماری گردنوں میں ڈالا جائے۔ ان کو ہم پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ہے جس سے یہ لوگ مستحق خلافت سمجھے جائیں۔ یہ سب کے سب خلافت کے غاصب دنیا پرست اور ضعیف الآخرت ہیں اور ہم مردان جنگ ہیں جو قوموں سے تجربہ آزما ہوتے تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ ہماری فضیلت اور ہمارے حقوق نہیں پہچانتے۔ خیر اب تو میں علم بغاوت ان کی عداوت پر کمر باندھتا ہوں"۔ یہ کہہ کر بقصد جنگ کھڑا ہوا اور قریب جوار کے قصبات پر حملہ کر دیا۔

**مصعب اور ابن حر:** مصعب نے سیف بن ہانی مرادی کی زبانی پیام دیا کہ "تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو بلاد فارس میں جاگیر دے دوں گا"۔ عبیداللہ نے انکاری جواب دیا۔ مصعب نے ابرد بن قرہ ریاحی کو بسر افسری فوج اس سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ عبیداللہ نے پہلے ہی حملے میں ابرد کو نیچا دکھا دیا۔ تب مصعب نے حریث بن زید کو روانہ کیا۔ اس کو بھی عبیداللہ سے شکست نصیب ہوئی اور اثنائے شکست میں مارا بھی گیا۔ مصعب نے حجاج بن حارثہ خثعمی اور مسلم بن عمرو کو روانہ کیا۔ نہر صرصر پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ عبیداللہ نے ان کو بھی مار بھگایا۔ مصعب نے جب اپنی کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو کہلا بھیجا کہ "میں تم کو امان بھی دیتا ہوں اور حکومت بھی"۔ لیکن عبیداللہ کی غیرت نے اس کو منظور نہ کیا۔ نرس کی طرف چلا آیا۔ دہقان نرس مع مال و اسباب نرس چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عبیداللہ نے عین التمر تک تعاقب کیا۔ عین التمر میں ان دنوں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی تھا۔ عبیداللہ سے لڑنے کو نکلا۔ اتفاق وقت سے حجاج بن حارثہ بھی آ پہنچا۔ دونوں نے مل کر عبیداللہ پر حملہ کیا۔ عبیداللہ نے دونوں کو پسپا کر کے دہقان نرس کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور تکریت میں آ ٹھہرا۔ خراج وصول کرتا رہا۔

**عبیداللہ بن حر اور عبدالملک** مصعب نے دیکھا کہ اس طرف سے [illegible] باقی [illegible] عراقی و بصری فوج کی ایک جرار فوج نے عبیداللہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور دوسری طرف سے مہلب نے یزید بن مغفل کو پانچ سو کی جمعیت سے اس کی مدد کو بھیجا۔ عبیداللہ کے ساتھ اس وقت صرف تین سو آدمیوں کی جمعیت تھی۔ دونوں میں مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ [illegible] عبیداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اب یہاں ٹھہرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ [illegible] عبدالملک کے پاس چلے جائیں۔ ہمراہیوں نے تیاری کر لی۔ [illegible] مروانیوں اور مصعب کو [illegible] [illegible] مصعب کا لشکر چاروں طرف سے [illegible] کی طرح امڈ آیا اور [illegible] عبیداللہ [illegible] اس کی ذات سے [illegible] [illegible] عبدالملک نے [illegible] [illegible] قرار دے دیے۔

**عبیداللہ بن حر کا خاتمہ** [illegible] عبدالملک سے [illegible] مصعب سے جنگ کرنے [illegible] عبدالملک نے جواب دیا [illegible] [illegible] عبیداللہ [illegible] [illegible] عبیداللہ نے [illegible] [illegible] عبیداللہ نے [illegible] [illegible] [illegible] عبیداللہ نے [illegible] [illegible]

**خوارج اور عبدالملک** [illegible] عبدالملک نے [illegible] [illegible] عبدالعزیز [illegible] [illegible] [illegible] عبدالعزیز [illegible] [illegible] عبدالعزیز [illegible]

**مہلب اور خوارج کی جنگ** [illegible] عبدالملک نے [illegible]

جنگ خوارج سے معزول کر کے بجائے مہلب کے خراج اہواز پر مقرر کیا اور خالد کو یہ لکھا کہ تم مع اہل عراق مہلب بجنگ خوارج پر چلے جاؤ۔ ساتھ ہی اس کے کوفے میں بشر کے نام یہ پیغام بھیجا کہ "مہلب کو پانچ ہزار آدمیوں سے جن کو وہ پسند کرے امداد کرو اور جب اس کو جنگ خوارج سے فراغت حاصل ہو تو رے میں چلے آئیں اور بطور محافظ مقیم رہیں"۔ چنانچہ بشر نے پانچ ہزار آدمیوں کا ایک لشکر مرتب کر کے بسرداری عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث مہلب کی طرف روانہ کیا اور رے کی حکومت کی ایک سند لکھ کر عبدالرحمٰن کو مرحمت کر دی۔ انہیں ایام میں حسب تعمیل حکم عبدالملک خالد بھی مع اہل بصرہ و مہلب کے بصرے سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام اہواز میں سب کا اجتماع ہوا اسی عرصہ میں ازارقہ بھی آ پہنچے اور کشتیوں کو جلا دیا۔ مہلب کے کہنے کے مطابق عبدالرحمٰن بن محمد نے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوا لی۔ بیس روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ ایک روز شب کو خوارج نے حملہ کیا بہت سے کثرت سے قتل اور مجروح ہونے کی وجہ سے پسپا ہو کر بھاگے۔ خالد نے داؤد بن قحذم کو ان کے تعاقب پر مامور کر دیا اور بصرے میں واپس چلا آیا اور فتح اہواز کی عرضداشت عبدالملک کی خدمت میں بھیج دی۔ عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو لکھا کہ ایک لشکر کوفے سے چار ہزار خوارج فارس کی طرف روانہ کرو جو ازارقہ کے تعاقب میں داؤد بن قحذم کی مدد کریں۔ بشر نے فوراً چار ہزار فوج کو بسرداری عتاب بن ورقاء فارس کی طرف روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے داؤد بن قحذم سے جا ملی اور اس کے ہمراہ ہو کر خوارج کے تعاقب میں شریک ہوئی۔ یہاں تک کہ ان کو بہت سے مصائب کا سامنا ہوا اور بہ ابتری اہواز کی جانب بھاگ کر واپس آ گئے۔

**ابو فدیک کا خروج:** اس کے بعد بنی قیس بن ثعلبہ سے ابو فدیک نے خروج کر کے بحرین پر قبضہ کر لیا اور نجدہ بن عامر حنفی کو مار ڈالا (جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) اور خالد کو شکست دے دی۔ خالد نے عبدالملک کو لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیجا کہ "تم کوفہ و بصرہ کو جمع کر کے ابو فدیک پر حملہ آور ہو" کے ایک لشکر مرتب کرو اور جنگ خوارج پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ عمر بن عبیداللہ کی تحریک سے دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عمر بن عبیداللہ نے ان کو آلات حرب سے مسلح کر کے خوارج کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل کوفہ میمنہ پر تھے جن کا افسر محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا اور اہل بصرہ میسرہ پر تھے جو اس کے بھتیجے عمر بن موسیٰ کی ماتحتی میں تھے۔ قلب لشکر میں خود تھا۔ رفتہ رفتہ بحرین تک پہنچ گیا اور صف آرائی کر کے ابو فدیک اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا۔ پہلے ہی حملے میں ابو فدیک نے میسرہ کو پیچھے ہٹا دیا اور یہ لوگ جنگ کامیابی کی امید چھوڑ کے چلے گئے۔ مگر میمنہ والے بجائے عبدالرحمٰن اور لشکر سواران اہل کوفہ کی طرف بڑھتے آئے۔ اس اثناء میں اہل بصرہ بھی واپس ہوئے اور اہل میمنہ نے مل جل کر خوارج پر حملہ کر دیا۔ خوارج کے قدم جائے استقامت سے اس جنگ سے اکھڑ گئے۔ اہل میمنہ ان کے لشکرگاہ میں گھس پڑے اور جو پایا لوٹ لیا۔ ابو فدیک کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہمراہیوں کو ایک مقام میں گھیر لیا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر نکلے۔ جن لوگوں نے ان میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور آٹھ سو کو قید کر لیا۔ یہ واقعہ ۷۳ھ کا ہے۔

**کوفہ و بصرہ کی ولایت:** اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو حکومت بصرہ پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ مہلب کو

جنگ ازارقہ پر متعین رہا اور جس جس کو اہل بصرہ میں سے مہلب پسند کرے ان کو ان کے ہمراہ کر دو اور لڑائی میں ان کو ان کی رائے پر چھوڑ دو۔ ہاں البتہ کوفے سے بھی ایک عظیم الشان لشکر اس کی کمک پر امیر فوج ایسے شخص کے ساتھ روانہ کرنا جس کو لڑائی کا تجربہ و فنون حربی معلوم ہو مہلب نے انتخاب فوج کے لئے جدیع بن سعید بن قبیصہ کو مامور کیا۔ بشر نے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن یہ حکم شاق گزرا اس خیال سے کہ مہلب کا تقرری عبدالملک کی جانب سے ہوئی اور اس سے اس کی ولایت کو صدمہ پہنچا۔ لشکر کوفہ پر عبدالرحمن بن مخنف کو مقرر کر کے روانہ کر دیا اور اس کو خفیہ ہدایت کر دی کہ جنگ میں مہلب سے مشورہ نہ لینا اور جہاں تک ممکن ہو اس سے کشیدگی پیدا کرنا۔ مہلب ان باتوں سے بے خبر رام ہرمز پہنچا۔ خوارج بھی دوسری طرف سے آ گئے اور عبدالرحمن بن مخنف نے بھی اہل کوفہ کو لے کر ایک میل کے فاصلے پر خیمے نصب کرایا کہ جہاں سے دونوں لشکر دکھلائی دیتے تھے۔ اس کے بعد یہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصرے میں اور کوفے میں عمرو بن حریث کو اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ نیز یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک گروہ کثیر اہل بصرہ و کوفہ کا لشکر مہلب سے جدا ہو کر اہواز چلا آیا۔ خالد بن عبداللہ نے ہر چند کہ ان کو دھمکایا لیکن کسی نے مطلق توجہ نہ کی۔

اہل کوفہ کوفہ کی طرف چلے آئے۔ عمرو بن حریث نے بہت نصیحت و فہمائش کی۔ مہلب کے پاس لوٹ جانے کو کہا اور کوفے میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ دن کو تو کوفے میں نہ گئے۔ رات ہوتے ہی سب کے سب چپکے اپنے گھروں میں جا گھسے۔

**حجاج بن یوسف کا خطبہ** جب حجاج عراق کا امیر مقرر ہو کر آیا تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کوفہ میں ایک بلیغ خطبہ دیا جو مشہور و معروف ہے جس کے بعض فقروں کا یہ مضمون تھا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ خلاف ورزی کر کے مہلب کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ واللہ میں اس کے بعد تم میں سے جس کو آج کے تیسرے دن کوفے میں پاؤں گا اس کی گردن مار دوں گا اس کے گھر کو لوٹ لوں گا اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لوں گا۔"

حجاج نے یہ کہہ کر واقف کاروں کو بلا کر حکم دیا کہ لوگوں کو مہلب کے پاس روانہ کر دو اور ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید مہلب کی دستخطی میرے سامنے لا کر پیش کرو اور پل کا دروازہ بند کیا جائے جب تک کہ لشکریان مہلب کوفے سے باہر نہ چلے جائیں۔

**عمیر بن ضابی کا قتل:** عمیر بن ضابی ایک شخص نے اس حکم کی تعمیل نہ کی گرفتار ہو کر آیا۔ اس کی نسبت بیان کیا گیا کہ یہ شخص قاتلین عثمان میں سے ہے۔ حجاج نے یہ سن کر اس کو قتل کرا ڈالا۔ یہ دیکھتے ہی تمام لشکریان مہلب کوفے سے جوق در جوق نکل پڑے۔ پل پر ایک اژدہام ہو گیا۔ سب کے سب مہلب کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ حجاج کے بھیجے ہوئے واقف کار بھی مہلب کے پاس تک گئے اور ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید ان سے لے لی۔

**عبدالرحمن بن مخنف کا خاتمہ:** بعد ازاں مہلب نے رام ہرمز پہنچ کر خوارج سے لڑائی چھیڑ دی اور ان کو ایک خفیف جنگ کے بعد کازرون کی طرف ہٹا دیا۔ مہلب اور ابن مخنف بھی ان کے پیچھے پیچھے کازرون پہنچے۔ مہلب نے حزم و احتیاط

کے خیال سے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوا لی مگر ابن مخنف نے [illegible] خندق [illegible]۔ خوارج نے شب کے وقت پہلے لشکر مہلب پر حملہ کیا۔ لیکن ان کو ہشیار پا کر ابن مخنف کی طرف جھک پڑے۔ ابن مخنف کے ہمراہی اس اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن مخنف [illegible] مارا گیا۔ بعض نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔ جس وقت ان لوگوں نے خوارج کو شکست پر [illegible] مہلب کی طرف [illegible] تھے اور مہلب [illegible] لشکر [illegible] ابن مخنف نے اپنے تمام لشکر [illegible] مہلب کی کمک پر بھیج دیا اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ مورچہ پر مقیم رہے۔ خوارج ابن مخنف کی قلت جماعت کا احساس کر کے ابن مخنف پر ٹوٹ پڑے۔ [illegible] ہمراہیوں کے [illegible] مارے گئے۔

دوسرے دن [illegible] کے پاس [illegible]۔ حجاج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کے لشکر پر عتاب بن ورقاء کو [illegible] اور مہلب کی اطاعت کی ہدایت [illegible]۔ عتاب نے اس ہدایت کو قبول کر لیا لیکن [illegible] مہلب کے [illegible] سے [illegible] الجھ پڑے [illegible]۔ عتاب نے [illegible] کوفہ [illegible] اجازت چاہی۔ [illegible] شبیب کا [illegible] آ گیا [illegible] مہلب [illegible] ہیں۔

**صالح بن مسرح تمیمی کا خروج:** مذکورہ بالا واقعات کے بعد صالح بن مسرح تمیمی نے [illegible] خروج کیا۔ [illegible] صالح [illegible] اپنے [illegible] شبیب [illegible] صالح کے [illegible] خوارج [illegible] آیا۔ [illegible]

[illegible] خوارج کے پاس [illegible] پہنچے۔

**صالح بن مسرح کا قتل:** عدی اس وقت نماز چاشت پڑھ رہا تھا۔ جوں توں نماز پوری کر کے بلا قصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے رکاب کی فوج بھی بے ترتیبی کے ساتھ میدان میں آ گئی۔ خوارج کے میمنہ پر شبیب تھا اور میسرہ پر سوید بن سلیم۔ خوارج نے حملہ کیا عدی کو شکست ہوئی۔ خوارج نے عدی کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے آئے۔ محمد بن مروان نے یہ خبر پا کر خالد بن جزء سلمی اور حارث بن جعونہ عامری کو بسرافسری ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوج کے دو مختلف راستوں سے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم میں سے جو شخص میدان جنگ میں کامیاب ہو گیا وہی اپنے دوسرے ہمراہی کا امیر اور سردار لشکر سمجھا جائے گا۔ صالح کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شبیب کو حارث کی طرف روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا۔ میدان کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا۔ محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کر رکھا تھا خوارج کو پسپا ہونا پڑا۔ سرزمین جزیرہ و موصل کو دسکرہ تک طے کر گئے۔ حجاج نے اس شکست سے آگاہ ہو کر حارث بن عمیرہ ابن ذی الشعار کو تین ہزار فوج کوفہ کی جمعیت سے روانہ کر دیا۔ مابین موصل و مصر کے ملاقات ہوئی۔ خوارج کے ہمراہ اس وقت صرف نوے آدمی تھے۔ سوید بن سلیم کو شکست ہوئی۔ صالح بن مسرح مارا گیا۔ شبیب زمین پر گر پڑا پھر سنبھل کر اٹھا اور صالح کی لاش پر کھڑے ہو کر اپنے ہمراہیوں کو پکارنے لگا۔ ستر آدمی اس کے قریب جمع ہو گئے۔

**شبیب کا فرار:** شبیب مع ان لوگوں کے ایک قلعہ میں جو اسی مقام پر تھا جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ حارث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے کو جلا دیا اور اس قصد سے کہ صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دی جائے گی۔ اپنے لشکرگاہ میں لوٹ آیا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا: "تم اپنے دوستوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو اور اس کے ہمراہ خروج کرو۔" خوارج نے اسی کی بیعت کی اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کر رات ہی کے وقت خروج کر دیا۔ حارث اس اچانک حملے سے گھبرا کر اٹھا اور اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دے دیا۔ خود وہ تیار نہ ہونے پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کر مدائن کی جانب بھاگا اور شبیب ان کے مال و اسباب لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا۔

**شبیب اور سلامہ بن سنان:** شبیب نے بلاد موصل میں پہنچ کر سلامہ بن سنان تیمی سے ملاقات کی۔ سلامہ بن سنان کا فضالہ نامی ایک بھائی اکابر خوارج سے تھا۔ صالح کے خروج سے پیشتر اٹھارہ آدمیوں کی جمعیت سے خروج کر کے ماء بنی عنزہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ بنی عنزہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کیا اور سب کا سر اتار کر سرخروئی کے خیال سے عبدالملک کے پاس لے گئے تھے۔ شبیب نے جب سلامہ کو خروج کرنے پر ابھارا تو اس نے یہ شرط لگائی کہ تیس سواروں کو منتخب کر کے میرے ہمراہ بنو عنزہ پر حملہ آور ہو اور ان سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو۔ شبیب نے یہ شرط منظور کر لی بنو عنزہ پر چڑھ گیا اور نہایت تیزی و بے رحمی سے یکے بعد دیگرے اکثر بنو عنزہ کو قتل کیا۔ بعد ازاں ستر آدمیوں کے ساتھ مدائن پہنچا۔ بنو شیبان کا ایک گروہ جو تعداد میں تین ہزار کا تھا بھاگ کھڑا ہوا اور ایک دیر خراب میں مقام محفوظ سمجھ کر قیام کیا۔ ایک روز شبیب کسی ضرورت سے اپنے بھائی مصاد بن یزید کو اپنا نائب بنا کر کہیں چلا گیا۔ مصاد نے ان کے تیس شیبانیوں کو قتل کر ڈالا جس پر جو زندہ باقی بچے تھے مجبور ہو کر بنو شیبان نے اس غرض سے امان طلب کی کہ حاضر ہو کر ان کی بیعت کر لیں۔ مصاد نے اس کو منظور کر لیا اور آنے کی

اجازت دے دی۔ چنانچہ کل عتیبیان جو اس وقت محاصرے میں تھے محمد کے پاس آ کر جمع ہو گئے اسی اثناء میں شبیب آ پہنچا اور عتیبیان نے اس فعل سے اپنی خوشنودی ظاہر کر کے انہی میں سے ایک منتخب کر دے کے ساتھ دوبارہ جان کا قصد کر دیا۔

**سفیان بن ابی العالیہ اور شبیب کی جنگ:** اس سے پیشتر حجاج نے سفیان بن ابی العالیہ خثعمی کی زیر افسری ایک ہزار سواروں کو طبرستان کے محاصرے پر بھیجا تھا۔ شبیب کے قصد سے مطلع ہو کر سفیان بن ابی العالیہ کو واپس بلا بھیجا۔ سفیان اہل طبرستان سے صلح کر کے واپس ہوا اور مقام دسکرہ میں پہنچ کر حجاج کی امداد کا خواستگار ہوا۔ اور حارث بن عمیرہ ہمدانی تا آنکہ سامانی کو معہ لشکر کوفہ بصرہ کے اور سورہ بن ابجر تمیمی کو بھی طلب کر لیا۔ سفیان بلا انتظار حارث و سورہ شبیب کی جستجو میں نکل کھڑا ہوا۔ مقام خانقین میں مڈ بھیڑ ہو گئی۔ شبیب نے ایک کمین گاہ میں اپنے بھائی کو بٹھا کر لڑائی چھیڑ دی اور آہستہ آہستہ لوٹتا ہوا پیچھے ہٹا۔ سفیان جوش مردانگی میں دشمن کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب کمین گاہ سے آگے بڑھ گیا تو شبیب نے پلٹ کر اور اس کے بھائی نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ سفیان کا لشکر بلا جنگ کئے ہوئے شکست کھا کر بھاگ گیا مگر سفیان اس موقع پر بہت ہی استقلال سے لڑتا رہا۔ سوید بن سلیم نے سفیان پر بڑھ کر وار کیا۔ سفیان نے تلوار نکال کر اس پر تلوار چلائی۔ سوید لپٹ گیا۔ سفیان نے ہاتھ ڈال کر پکڑ لیا۔ اسی اثناء میں شبیب آ پہنچا۔ سفیان و سوید ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ سفیان گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ بابل مہروذ پہنچا اور حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور سورہ بن ابجر کے نہ پہنچنے کی شکایت کی۔

**سورہ بن ابجر کی پسپائی:** حجاج نے سورہ بن ابجر کو ایک عتاب آمیز خط لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ مدائن سے پانچ سو سواروں کو لے کر شبیب کا تعاقب کرو۔ چنانچہ سورہ حسب الحکم روانہ ہوا۔ شبیب مدائن سے گزر کر نہروان پہنچا۔ اپنے ہمراہیوں کے قتل کی دعائے مغفرت کر کے قیام کر دیا۔ سورہ نے اس مقام پر شبیب پر شب خون مارنا چاہا مگر شبیب کے ہمراہیوں کے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوا اور شکست اٹھا کر مدائن کی طرف بھاگا اور شبیب نے تعاقب کیا۔ جو شہر کا لشکر مدائن کے قریب پہنچا تھا کہ سورہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگ کر مدائن میں داخل ہو گیا۔ ابن ابی عصیفر والی مدائن نے ایک تازہ دم فوج مرتب کر کے شہر پناہ اور دیواروں اور برجوں سے شبیب کا مقابلہ کیا۔ شبیب مدائن سے ناامید ہو کر لوٹا اور تکریت پہنچا اور مدائن سے سورہ اور اس کے باقی ہمراہیوں کے شبیب کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گئے۔ حجاج نے یہ خبر پا کر سورہ کو قید کر دیا اور کچھ دنوں کے بعد رہائی کا حکم دے دیا۔

**جزل اور شبیب کی لڑائی:** اس ناکامی کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید عرف جزل کندی کو طلب کیا۔ چار ہزار کی ماتحتی میں فوج کے ساتھ شبیب کی جنگ پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جنگ میں احتیاط و ہوشیاری سے کام لینا۔ اس چار ہزار فوج میں مدائن کی فوج میں سے ایک ہزار بھی تھی۔ جزل نے عیاض بن ابی لینہ کندی کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ شبیب کے دل میں جزل کی ہوشیاری، جنگ آوری اور مردانگی سے خوف پیدا ہو گیا۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے کر لشکر بھاگتا پھرتا تھا اور جزل اور اس کے ہمراہی برابر اس کے تعاقب میں تھے۔ جہاں پر جزل قیام کرتا تھا

اپنے لشکر کے گرد خندق بھی کھدوا لیتا تھا اور [illegible] اور جب کوچ کرتا تھا تو بہت ہوشیاری سے لشکر کو مرتب و مسلح کر کے چلتا تھا۔ ایک مدت تک یہی حالت رہی۔ شبیب نے مجبور ہو کر اپنے ہمراہیوں کو جن کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی چار حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک پر افسر مقرر کیا اور رات کے وقت جزل کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ لیکن جزل نے [illegible] بڑی ہوشیاری سے خود مقابلہ کیا۔ [illegible] شب میں شبیب نے شب خون مارا۔ اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ جب جزل اپنا لشکر مرتب کر کے [illegible] شبیب اس کے حملوں سے بچتا ہوا ایک شہر سے دوسرے شہر میں [illegible] جزل کو [illegible] لکھا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو شبیب سے جنگ کر کے [illegible] جب یہ فرمان جزل تک پہنچا تو [illegible] پایا تھا کہ سعید بن مجالد کو لشکر جزل کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

**سعید بن مجالد کا خاتمہ** - چنانچہ سعید بن مجالد جزل کے پاس [illegible] شہریوں کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا [illegible] جزل [illegible] مرتب کرتے رہے۔ جزل نے خندق سے نکل کر [illegible] شبیب [illegible] میں داخل ہو گیا اور [illegible] شبیب [illegible] لشکر کے [illegible] جزل [illegible] کے ساتھ خندق میں چھوڑ گیا [illegible] سعید نے [illegible] شبیب [illegible] سعید [illegible] جزل [illegible] شبیب ان کے تعاقب [illegible] جزل [illegible] چنانچہ [illegible] اور [illegible] کی خدمت میں بھیج [illegible]

**شبیب کا تعاقب** - شبیب اس شکست کے بعد [illegible] چلا گیا [illegible] شبیب کے مقابلے [illegible] عبدالرحمن [illegible] شبیب کے پیچھے [illegible] شبیب [illegible] شبیب [illegible]

روانہ ہو اور شبیب سیدھا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستوں کو طے کرتا ہوا مقام قصر بنی مقاتل پہنچا۔ پھر قصر بنی مقاتل سے روانہ ہو کر انبار آیا اور وہاں [illegible] کر [illegible] اور [illegible] کوفہ کے قریب [illegible] میں داخل ہو گیا۔ حجاج نے یہ خیال کر کے کہ شبیب کوفہ سے بہت زیادہ دور چلا گیا ہے [illegible] شبیب کو [illegible] بصرہ [illegible] پل [illegible] کاٹ دیا جس میں لکھا ہے کہ شبیب کوفہ کے قصد سے [illegible] آیا ہے۔ [illegible] نے یہ خط خوب [illegible] حجاج کے پاس بھیج دیا۔

**شبیب کی کوفہ کو روانگی** ان اثناء میں شبیب قریب کوفہ کے پہنچ کر [illegible] حمام اعین پر اترا اور پھر وہاں سے کوچ کر کے کوفہ کا قصد [illegible] روانہ ہوا کہ حجاج سے پہلے کوفہ میں داخل ہو جائے۔ حجاج بھی ان خیالات سے بصرہ سے دو منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرتا ہوا [illegible] آ رہا تھا چنانچہ عصر کے وقت کوفہ پہنچا اور مغرب کے وقت شبیب [illegible] آ کر [illegible] کوفہ میں داخل ہوا [illegible] قصر امارت پر اپنے نیزہ کو نصب کیا اور اسی وقت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا [illegible] نمازیوں کو قتل کیا [illegible] مسجد سے نکل کر [illegible] کے گھر پہنچے [illegible] طلب کر رہے [illegible] گھر سے نکل کر [illegible] مار ڈالنے کا قصد کیا [illegible] داخل ہو گیا۔ خوارج نے اس کے غلام کو گرفتار کر لیا اور [illegible] مسجد بنی ذہل میں پہنچے [illegible] قتل کر ڈالا [illegible]۔

**نضر بن قعقاع کا قتل** اتفاق سے نضر بن قعقاع ابن شور نظر آ گیا۔ یہ شخص ان لوگوں میں تھا جو حجاج کے ہمراہ بصرہ سے آئے ہوئے تھے اور کسی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ جس وقت اس نے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا "السلام علیک ایہا الامیر" شبیب نے کہا "تجھ پر افسوس ہے امیر المومنین کیوں نہیں کہتا" نضر نے کہا "امیر المومنین کہوں گا" چونکہ شبیب [illegible] نضر کی ماں [illegible] قیس شیبانی کی لڑکی تھی۔ اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے قصد سے کہا "بول لا حکم الا للہ" نضر [illegible] خارجی [illegible] "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ دیا تھا۔ شبیب نے [illegible] اس [illegible] کی بات [illegible] قتل کر ڈالا۔

**زحر بن قیس اور شبیب کی جنگ** ان واقعات کے بعد حجاج نے منادی سے پکار کر کہا (یا خیل اللہ ارکبی) "اے اللہ کے سوارو سوار ہو جاؤ" اس وقت حجاج دروازہ قصر امارت پر تھا۔ سب سے پہلے جو شخص آیا وہ عثمان بن قطن [illegible] عبداللہ [illegible] تھا۔ اس کے بعد [illegible] طرف سے لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ حجاج نے بشر بن غالب اسدی [illegible] زائدہ بن قدامہ ثقفی ابو الضریس مولی بنی تمیم عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر [illegible] زیاد بن عبداللہ عتکی کو دو دو ہزار جوانوں کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تمہارا امیر زائدہ بن قدامہ ہو گا۔ انہی لوگوں کے ہمراہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ [illegible] سجستان [illegible] تھا۔ اس سے [illegible] عبدالملک نے [illegible] سجستان کی سند حکومت [illegible] حجاج [illegible] ساتھ اس کے [illegible]

روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شبیب کا دوبارہ قصد پیش آ گیا۔ حجاج نے کہا "بہتر ہوگا کہ پہلے تم ان خوارج سے لڑو تمہاری اس میں نیک نامی ہوگی پھر اپنے صوبہ ملوقیہ کی طرف روانہ ہونا"۔

بہرحال یہ سب کے سب حجاج سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور اسفل فرات میں پہنچ کر قیام کیا۔ شبیب نے اس راستے کو جس جانب جبت میں یہ لوگ تھے چھوڑ کر قادسیہ کی راہ اختیار کی۔ حجاج نے یہ خبر پا کر چیدہ اور چنے ہوئے سواروں میں سے ایک ہزار آٹھ سو آدمیوں کو منتخب کر کے بسرافسری زحر بن قیس کے شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ شبیب کو جہاں پر پانا اگر قیام پذیر ہو یا تمہاری طرف متوجہ ہو تو ضرور جنگ کرنا ورنہ چھوڑ دینا۔ جونہی زحر السلحین میں پہنچا شبیب نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ زحر نے جم کر مقابلہ کیا بالآخر زخموں سے چور ہو کر گر پڑا۔ اس کے ہمراہی یہ سمجھ کر کہ زحر مارا گیا بھاگ کھڑے ہوئے۔ زحر شب بھر میدان جنگ میں پڑا رہا۔ صبح کے وقت جب ذرا خنکی ہوئی تو ہوش آیا اور گرتے پڑتے قریب کے ایک گاؤں میں گیا اور وہاں سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

**شبیب کا لشکر کوفہ پر حملہ:** زحر کی شکست کے بعد شبیب نے لوٹنے کا قصد کیا۔ اس وقت امرائے کوفہ روذبار میں کوفے سے بیس فرسنگ کے فاصلے پر تھے۔ اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر بولا "اس شکست سے لشکر کوفہ کے سرداروں کے دلوں میں تمہاری مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا ہے اگر تم لوگ ہمت باندھ کر لشکر کوفہ کا قصد کرو اور ان کو بھی شکست دے دو تو کوئی شخص سوائے حجاج کے کوفہ پر قبضہ کرنے سے مانع نہ ہوگا"۔ ہمراہیوں نے بسر و چشم منظور کیا اور اس کے ساتھ ساتھ لشکر کوفہ تک پہنچ گئے۔

**زیاد بن عمرو عتکی کا فرار:** حجاج نے یہ سن کر لشکر کوفہ کو بقصد جنگ روانہ کیا۔ میمنہ پر زیاد بن عمرو عتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی تھا اور ان کے ہر دستہ و ہر جماعت اپنے اپنے جھنڈے کے نیچے اپنے مقرر مورچہ پر کھڑا ہوا تھا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں کو تین حصوں پر منقسم کیا (ایک حصہ کا سوید بن سلیم افسر تھا جو بمقابلہ میمنہ اہل کوفہ تھا۔ دوسرے حصہ کا افسر محلل بن وائل تھا جو میسرہ اہل کوفہ کے مقابلے پر تھا۔ تیسرا حصہ شبیب کی ماتحتی میں تھا جو قلب لشکر کوفہ کے سامنے تھا) پس سوید بن سلیم نے زیاد بن عمرو عتکی پر حملہ کیا۔ زیاد کے ہمراہی تاب مقاومت نہ لا کر پیچھے ہٹے۔ مگر زیاد تھوڑے سے آدمیوں کو لئے ہوئے میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ سوید نے پھر دوبارہ حملہ کیا۔ جس سے اس کے بقیہ ہمراہی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ زیاد پھر بھی کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ بالآخر شام کے وقت یہ بھی زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

**بشر بن غالب کا خاتمہ:** اس کے بعد خوارج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کیا۔ عبدالاعلیٰ اور اس کے ہمراہیوں پر خوارج کا ایسا رعب غالب ہو گیا تھا کہ بلا جدال و قتال بجز اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ سے بھاگ کر زیاد بن عمرو سے جا ملا۔ پھر خوارج نے لشکر کوفہ پر ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا اور جوش کامیابی میں مغرب کے وقت محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے۔ محمد بن طلحہ کمال دلیری و استقلال سے مقابلے پر آیا۔ بعد ازاں مقابلہ ہوا اور شبیب نے بشر بن غالب اسدی پر میسرہ میں حملہ کیا۔ پچاس آدمیوں کے سوا اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ بشر اپنی قلیل جماعت کے ساتھ لڑ کر میدان جنگ میں

یہاں قتل ہوا۔

**زائدہ بن قدامہ کا قتل:** بشر نے سورہ کے بعد خوارج [illegible] پر [illegible] روانہ [illegible] نے ابو الفتح [illegible] جنگ کر [illegible] پہنچا، اتفاقاً خوارج نے ابو الفرات کو [illegible] بھاگ [illegible] ہو کر [illegible] کر دیا۔ [illegible] ابو الفرات کی شکست [illegible] زائدہ بن قدامہ کے پاس پہنچا، زائدہ نے ان لوگوں کے پیچھے [illegible] بعد العصر [illegible] ایک حالت سے لڑائی ہوتی رہی۔ شبیب نے ان لوگوں کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر [illegible] پیچھے [illegible] کے ہمراہیوں کے [illegible] ایک [illegible] جوان نے [illegible] خوارج نے قتل و غارت سے ہاتھ کھینچ کر شبیب کی بیعت کی۔ [illegible] بیعت [illegible] میں ابو [illegible] بھی تھا۔

**محمد بن موسیٰ کا قتل:** اب اس وقت [illegible] محمد بن موسیٰ [illegible] شبیب نے [illegible] محمد بن موسیٰ کے [illegible] علم [illegible] کرنے کے [illegible] محمد بن موسیٰ پر حملہ کر دیا [illegible] محمد بن موسیٰ کے [illegible] بھاگ [illegible] ان کے [illegible] بیعت کر لی تھی۔ [illegible] کے لشکر [illegible] ابو [illegible] شبیب نے [illegible] شبیب [illegible] کے مقصد سے [illegible] اس خیال سے [illegible] جنگ [illegible] کے ساتھ [illegible]

بعض نے محمد بن موسیٰ کے قتل کا واقعہ یوں بیان کیا ہے [illegible] عبداللہ [illegible] عبدالملک کے [illegible] عبدالملک [illegible] محمد بن موسیٰ [illegible] لوگوں نے [illegible] کہا [illegible] شبیب کی جنگ میں [illegible] شبیب [illegible] شبیب نے [illegible] کہ تم [illegible] شبیب کی [illegible] لڑائی کی تیاری کر دی۔ [illegible]

شبیب [illegible] لڑائی ہوئی اور [illegible] جنگ میں مارا گیا۔

**عبدالرحمن بن اشعث اور شبیب:** جس وقت ان امراء کا ذکر ہو چکا ہے شکست ہوئی اور موسیٰ بن محمد بن طلحہ مارا گیا اس وقت حجاج نے عبدالرحمن بن الاشعث کو طلب کر کے حکم دیا کہ افواج کوفہ سے چھ ہزار سواروں کو منتخب کر کے شبیب کو جہاں پاؤ گرفتار کرو۔ چنانچہ عبدالرحمن اس حکم کی تعمیل کرنے کو روانہ ہوا۔ روانگی کے بعد حجاج نے عبدالرحمن کو اور اس کے ہمراہیوں کو ایک تاکیدی اور تہدید آمیز خط لکھا کہ "اگر تم لوگ شکست کھا کر واپس آؤ گے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا"۔ عبدالرحمن اپنے رکاب کی فوج لئے منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ جزل کی عیادت کو گیا۔ جزل نے شبیب کی ہوشیاری اور چالاکی سے بچنے کی ہدایتیں کیں اور چلتے وقت اپنا گھوڑا نذر کیا۔ عبدالرحمن جزل سے رخصت ہو کر شبیب کی تلاش میں چلا اور شبیب یہ خبر پا کر دقوقا و شہرزور کی طرف روانہ ہو گیا۔ عبدالرحمن بن اشعث بھی سراغ لگاتا ہوا سرزمین موصل میں وارد ہوا اور اہل موصل سے لڑنے کی غرض سے قیام کیا۔ ابن جریر نے لکھا

(( [illegible] ))

عبدالرحمن بن اشعث جو بحسب حکم حجاج شبیب کے تعاقب میں نکلا ہوا تھا اور شبیب ایک دشوار گزار مقام سے دوسرے دشوار گزار مقام میں قیام کرتا پھرتا تھا۔ جس وقت عبدالرحمن شبیب کے قریب ہو جاتا شبیب شب خون مارنے کے ارادے سے عبدالرحمن کے لشکر پر جا پڑتا اور ان کو ہوشیار پا کر کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کر جاتا۔ اسی وقت عبدالرحمن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوتا۔ غرض فریقین اپنے حریف کو ہوشیار پا کر دائیں بائیں آگے پیچھے ایک دوسرے کی فکر میں چکر لگا رہے تھے۔ جب اس طرح کی دوڑ دھوپ کی تکان سے لشکر کو سخت تکلیف پہنچی، سواریوں کے جانور چلنے سے عاری ہو گئے۔ مجبور ہو کر سرزمین موصل کے ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مابین ان کے اور کوفہ کے سوائے شہر جوخی کے اور کوئی چیز حائل نہ تھی۔ شبیب نے راذان علیا (سرزمین جوخی) میں قیام کیا اور عبدالرحمن نے دیر ابی مریم میں اپنا لشکر ٹھہرایا۔

**ابن اشعث کی معزولی:** یہ واقعہ ذی الحجہ کا تھا۔ شبیب نے کہلا بھیجا کہ "یہ ایام ہمارے اور تمہارے عید کے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تا انقضائے ایام نحر (قربانی) لڑائی موقوف کر دی جائے"۔ عبدالرحمن نے بقصد مصالحت منظور کیا۔ عثمان بن قطن نے اس سے حجاج کو مطلع کر دیا۔ حجاج کو عبدالرحمن کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ فوراً عبدالرحمن کو معزول کر کے سند امارت لشکر عثمان بن قطن کے نام بھیج دی اور مطرف بن مغیرہ کو بجائے عثمان بن قطن مدائن کا والی مقرر کیا۔

**عثمان بن قطن اور شبیب کی جنگ:** چنانچہ عثمان بن قطن ۲۹ ذی الحجہ کے شب کو عبدالرحمن کے لشکر میں پہنچا اور لشکریوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ لشکریوں نے رات ہو جانے کی وجہ سے عذر کیا۔ عبدالرحمن بن الاشعث نے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ پھر عثمان نے دوسرے دن آنے کے ساتھ ہی صفوں کو درست کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ میمنہ پر خالد بن نہیک بن قیس، میسرہ پر عقیل بن شداد سلولی اور خود ابن قطن پیادوں کی فوج میں تھا۔ شبیب نے ایک سو اسی آدمیوں کی جمعیت سے پیش قدمی کی۔ خود میمنہ میں رہا اور اپنے بھائی مصاد کو قلب کی اور سوید بن سلیم کو میسرہ کی سرداری دی۔ پہلے شبیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کیا۔

اس معرکہ میں [illegible] سے [illegible] شجاعت و دلیری سے لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور اس کے ساتھ [illegible] بن عبداللہ ہمدانی بھی جان بحق ہوا۔ بعد ازاں [illegible] کے میمنہ پر [illegible] اہل میمنہ کو بھی شکست [illegible] ہو کر بھاگے۔ [illegible] تھوڑے سے آدمیوں کو لئے ہوئے بکمال استقلال لڑتا رہا۔ اس کے بعد شبیب نے [illegible] پشت کی طرف سے حملہ کر دیا۔ [illegible] کے ساتھیوں کے قدم [illegible] میدان جنگ سے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] باقی فوج کی ابتری کا [illegible] کی طرف [illegible] شبیب کے [illegible] سے [illegible] ہو گیا۔ شبیب نے ایک جانب سے [illegible] قلب [illegible] عثمان [illegible] سے [illegible] تھے وہ [illegible] دونوں طرف سے [illegible] شبیب [illegible] مارا گیا۔ [illegible] شکست کھا کر بھاگا۔ عبدالرحمن بن محمد بن اشعث [illegible] ساتھ [illegible] لوگوں کو [illegible] شبیب نے [illegible] بیعت [illegible]۔ [illegible] ہو کر [illegible] جب تک حجاج نے اہل کوفہ کی [illegible]

**حجاج اور زہرہ بن حویہ:** شبیب اس جنگ کے بعد مدائن چلا گیا اور [illegible] حجاج کے برخلاف [illegible] تب [illegible] قائم ہو گئے [illegible] بیعت [illegible] مدائن [illegible] مطرف [illegible] لوگوں [illegible] حجاج [illegible] زہرہ بن حویہ [illegible] ایک [illegible] شخص تھا [illegible] امیر [illegible] اس کا [illegible] جواب دیا [illegible] امیر المومنین اکرمہ اللہ [illegible] الاسلام [illegible] شرک [illegible] عبدالملک کی خدمت میں ایک عرضی [illegible] شبیب مدائن کے قریب [illegible] اہل کوفہ [illegible] اس [illegible] شکست [illegible] قتل کر ڈالا ہے۔ [illegible]

**شامی فوج کی کمک:** عبدالملک نے سفیان بن الابرد کلبی کو چار ہزار کی جمعیت سے اور حبیب بن عبدالرحمن حکمی کو

ہمراہ لشکری دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے۔

**عتاب بن ورقاء کی طلبی:** اس کے بعد حجاج نے عتاب بن ورقاء ریاحی کو مہلب کے پاس سے طلب کر لیا (ان دونوں میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نزاع ہو گئی تھی) اور جب عتاب آ گیا تو لشکر کی سرداری پر مقرر کیا۔ تو بہت سے لوگوں نے حجاج کی اس رائے کی مخالفت کی اور منبر پر اظہار کر کے کہا "اب تم نے ان لوگوں کو اپنے سردار کے سپرد کیا ہے۔ واللہ ہم لوگ تمہارے پاس واپس نہ آئیں گے یہاں تک کہ فتح یاب ہوں یا مارے جائیں"۔ حجاج نے لشکر شام کو لکھ بھیجا کہ نہایت احتیاط و ہوشیاری سے مقام عین التمر پر آ کر مقیم ہو۔ میں بہت جلد لشکر کوفہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ چنانچہ حسب حکم حجاج عتاب بن ورقاء نے حمام اعین پر پہنچ کر لشکر آرائی کی۔

**شبیب اور مطرف:** شبیب نے دجلہ کو مدائن کی جانب سے عبور کیا۔ مطرف نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے گروہ میں سے کسی سربرآوردہ شخص کو ہمارے پاس بھیجو تا کہ ہم تمہارے خیالات اور تمہاری دعوت پر ہم غور کریں۔ شبیب نے اس امید سے کہ شاید مطرف شریک جماعت ہو جائے قعنب بن سوید کو ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مطرف کے پاس بھیج دیا۔ چار روز تک ٹھیرے رہے مگر مطرف اور شبیب متفق الرائے نہ ہوئے۔ اس اثناء میں عتاب نے شبیب کے قریب پہنچ کر صراة میں ڈیرے ڈال دیئے اور مطرف اس خیال سے کہ مبادا ان باتوں کی خبر جو شبیب کے ساتھ ہوئی ہیں حجاج تک نہ پہنچ جائے مدائن سے نکل کر جبال کی طرف چلا گیا۔ شبیب نے خبر پا کر اپنے بھائی مصاد کو مدائن کی جانب روانہ کیا اس نے کشتیوں کو جمع کر کے پل بندھوایا اور عتاب نے صراة سے کوچ کر کے سوق حکمہ میں آ کر مورچے قائم کئے۔ اس وقت اس کے ساتھ پچاس ہزار فوج تھی۔

**شبیب اور عتاب کی جنگ:** شبیب اس کی خبر پا کر ایک ہزار کی جمعیت سے ساباط میں آ گیا۔ نماز ظہر ادا کی بعد ازاں اپنے لشکر کو مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب کے لشکر گاہ کے قریب آ پہنچا۔ چار سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں۔ مگر اس سفر میں اس سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہ گئے تھے۔ بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کر لشکر مرتب کیا۔ دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سوید بن سلیم کو میسرہ پر متعین کیا اور اسی قدر فوج کو میمنہ پر محلل بن وائل کی ماتحتی میں متعین کیا اور خود دو سو کی جمعیت سے قلب میں رہا۔ عتاب کے میمنہ پر محمد بن عبدالرحمن بن سعید تھا۔ میسرہ پر نعیم بن علیم اور پیادوں کی فوج پر حنظلہ بن حارث یربوعی (عتاب کا چچازاد بھائی) تھا اور پیادوں کی فوج کو تین حصوں میں منقسم کیا۔ ایک صف میں جنگی جوان شمشیر زن تھے دوسری صف میں نیزہ بردار اور جن کو نیزہ بازی میں کمال تھا اور تیسری صف میں ماہر تیر انداز تھے جن کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔

**عتاب بن ورقاء کا خاتمہ:** ترتیب لشکر کے بعد عتاب اپنے لشکر میں گھوم گھوم کر جنگ کی ترغیب دیتا رہا۔ اس کے بعد قلب میں آ کر بیٹھا۔ اس کے ساتھ زہرہ بن حویہ، عبدالرحمن بن محمد بن اشعث اور ابوبکر بن محمد بن ابی جہم عدوی تھا۔ نماز عشاء کے بعد جس وقت ماہتاب کی روشنی سے عالم کی تاریکی دفع ہوئی شبیب نے عتاب کے میسرہ پر حملہ کیا جس میں ربیعہ تھا اور اہل میسرہ شکست اٹھا کر بھاگے مگر اصحاب رایات قبیصہ بن والق، عبید بن حلیس اور نعیم بن علیم اپنے اپنے رایات پر ٹھیرے ہوئے استقلال سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے اس کے بعد شبیب نے عتاب بن ورقاء پر اور زہرہ بن حویہ

[illegible] عبدالرحمن [illegible] ایک دوسرے [illegible] عتاب [illegible] مارا گیا۔

[illegible] کا قتل [illegible]

[illegible] شبیب [illegible]

**حجاج کا کوفیوں کو خطبہ** [illegible] شبیب [illegible]

[illegible] حجاج [illegible] شبیب [illegible]

**ابو الورد کا قتل** [illegible] حجاج [illegible] شبیب [illegible]

**شامی لشکر اور خوارج کی جنگ** [illegible] حجاج [illegible] اہل شام کے ساتھ [illegible] عبدالرحمن بن

---

[illegible]

[illegible]

**شبیب کی پسپائی و فرار** [illegible]

[illegible]

**شبیب کی کرمان کو روانگی** [illegible]

زوال میں ہے۔ اس وقت اس کے اکثر ہمراہی [illegible]

اعانت کر رہا تھا۔ اتفاق سے [illegible]

[illegible]

تلواروں کی کاٹ کا یہ عالم تھا لیکن ماندگی کی وجہ سے کسی کا کسی پر ہاتھ نہ پڑتا تھا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔ آہ و زاری تلواروں کی جھنکاروں کے سوا اور کوئی آواز کان میں نہ آتی تھی۔ مجبور ہو کر فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خود بخود لڑنے والے ہاتھ لڑنے سے رک گئے۔ تین سو آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ کارزار میں کام آئے تھے۔ شبیب مع بقیہ اپنے ہمراہیوں کے دجلہ کو عبور کر کے سرزمین جوخی کی طرف چلا۔ پھر دوبارہ دجلہ کو واسط کے قریب عبور کر کے اہواز و فارس کا راستہ اختیار کیا تا کہ کرمان میں پہنچ کر کچھ عرصہ جنگ و لڑائی کی ماندگی سے آرام حاصل کرے۔

**حجاج کو قتیبہ کا مشورہ**: اس جنگ میں علاوہ مذکورہ بالا واقعہ کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے جنگ شبیب پر یکے بعد دیگرے امراء روانہ کئے اور شبیب نے ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ازاں جملہ اعین والی حمام اعین بھی تھا۔ چونکہ غزالہ زوجہ شبیب نے جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی جس میں وہ سورہ بقرہ و آل عمران پڑھتی تھی اس وجہ سے شبیب شب کے وقت کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے اپنی نذر پوری کی۔ بعد ازاں شبیب اور غزالہ کوفے سے روانہ ہوا۔ حجاج نے لوگوں کو جمع کر کے شبیب کی بابت مشورہ طلب کیا۔ قتیبہ نے کھڑے ہو کر کہا "امیر نے خود ہی اسباب شکست کو جمع کر رکھا ہے۔ آپ ایک سردار کو جنگ پر مامور کرتے ہیں اور عوام کا ایک انبوہ ان کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ جونہی سردار مارا جاتا ہے عوام بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ خود مسلح ہو کر میدان جنگ میں تشریف لے چلیے اور معرکہ آرا ہو جائیے۔ نامہ و پیام سے کام نہ چلے گا"۔ حجاج نے اس رائے کے مطابق مسلح ہوتے ہی اس کی طرف خروج کیا۔ اس وقت شبیب وہیں تھا اور اپنے کو چھپانے کی غرض سے بجائے ابوالورد (اپنے آزاد غلام) کو لوگوں کے بیچ ٹھہرایا۔ شبیب نے اس شبہ سے کہ یہی حجاج ہے ابوالورد پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے خالد بن عتاب پر میسرہ پر گیا پھر میسرہ سے مڑ کر مطرف بن ناجیہ پر یکبارگی حملہ کیا اور ان دونوں کو ان کے مورچے سے ہٹا دیا۔ حجاج اور اس کے امراء ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ حجاج کے ساتھ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

**خوارج میں اختلاف**: اسی اثناء میں اتفاقی وقت سے خوارج میں اختلاف پڑ گیا۔ مصقلہ بن مہلہل ضبی نے شبیب سے مخاطب ہو کر کہا "تم صالح بن مسرح کی بابت کیا کہتے ہو؟" جواب دیا "بحالت موجودہ میں اس سے بری ہوں"۔ مصقلہ یہ کہہ کر "تو مصقلہ بھی تم سے بری ہے" شبیب سے جدا ہو گیا۔ حجاج کو اس اختلاف باہمی کا احساس ہو گیا۔ فوراً خالد بن عتاب کو حکم دیا کہ شبیب پر پیچھے سے حملہ کر دو۔ چنانچہ خالد بن عتاب ایک گروہ کا چکر کاٹ کر لشکر گاہ پر آ پڑا۔ اس واقعہ میں غزالہ زوجہ شبیب ماری گئی۔ خالد نے ایک سوار کے ہاتھ اس کا سر حجاج کے پاس بھیجا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو غزالہ کا سر چھین لانے پر مامور کیا۔ اس شخص نے سوار ہو کر جو غزالہ کا سر لے جا رہا تھا قتل کر ڈالا اور غزالہ کا سر شبیب کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ شبیب نے اس کو دھلا کر دفن کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد خوارج نے میدان جنگ خالی کر دیا۔ خالد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ آخر تعاقب و فرار میں مصاد برادر شبیب بھی کام آ گیا اور شبیب کرمان کی طرف چلا گیا۔

حجاج نے یہ واقعہ جنگ دارالخلافہ شام میں عبدالملک کے پاس لکھ بھیجا اور امدادی فوج طلب کی۔ عبدالملک نے سفیان بن ابرد کلبی کو لشکر شام کے ساتھ روانہ کیا۔ حجاج نے سفیان کے ہمراہیوں کو بہت سا مال و اسباب دیا اور جنگ خوارج کے واسطے کے دوسرے جیسے سفیان کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس کے والی بصرہ حکم بن ایوب (اپنے داماد) کو لکھ بھیجا کہ چار ہزار سوار لشکر بصرہ سے منتخب کر کے سفیان کی کمک پر بھیج دو۔ حکم بن ایوب نے اس حکم کے مطابق چار ہزار سوار ہمراہی زیاد بن عمرو عتکی سفیان کی کمک پر روانہ کیا مگر اتفاق سے یہ دیر ہوا کہ زیاد بن عمرو عتکی بعد اختتام جنگ سفیان کے پاس پہنچا۔

**شبیب کا خاتمہ:** شبیب نے کرمان میں پہنچ کر دو تین مہینے آرام کر لینے کے بعد بقصد جنگ مراجعت کی۔ اہواز میں سفیان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ شبیب نے پل کے ذریعہ سے دجیل کو عبور کیا اور اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ پر منقسم کر کے تینوں سمت سے حملے کیے لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پا کر خود بھی حملہ کرتے تھے۔ بالآخر خوارج نے گھبرا کر پیچھے ہٹ کر پل کو عبور کیا۔ شبیب ایک سو کی جمعیت سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا جب شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامن میں آفتاب عالمتاب کو چھپا لیا تو شبیب اور اس کے رفیق خود بخود جنگ سے دست کش ہو گئے۔ شبیب نے اس موقع کو غنیمت جان کر مراجعت کی پل کی طرف آیا۔ اس کے ہمراہی آگے آگے تھے یہ سب کے پیچھے پیچھے تھا جب پل پر پہنچا اتفاقاً جونہی بیچ پل پر پہنچا گھوڑے کے پاؤں کے نیچے ایک پتھر آ گیا۔ گھوڑا ایک کشتی کے کنارے پر جا پڑا۔ شبیب سنبھل نہ سکا پانی میں گر پڑا اور وکان امر اللہ مفعولا ذلک تقدیر العزیز العلیم کہتے ہوئے ڈوب گیا۔

پل کا محافظ سفیان کے پاس آیا جس وقت کہ سفیان واپسی کے تہیہ میں تھا اور کہا کہ "پل عبور کرنے کے وقت ایک شخص خوارج میں سے دریا میں گر پڑا تھا وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ امیر المومنین ڈوب گئے اور یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر گاہ کو مع اسباب چھوڑ کر سب کے سب چل دیے"۔ سفیان اور اس کے ہمراہیوں نے یہ سن کر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر تکبیر کہی اور سوار ہو کر پل کی طرف آئے۔ لشکر گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں شبیب کو دریا سے نکال کر دفن کر دیا۔ یہ ۷۷ھ کا واقعہ تھا۔

**مطرف بن مغیرہ اور شبیب:** جس وقت حجاج والی کوفہ مقرر ہو کر کوفہ آیا اور مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کے عادات، اخلاق اور افعال کو حد درجہ پسندیدہ پایا تو مدائن کی حکومت پر مطرف کو مامور کیا اور اپنی طرف سے مقرر کیا۔ یہ لوگ حجاج کے مظالم سے مجبور تھے اور نہایت ناگوار اور بعضوں نے بہ کمال تنگی بیٹھے تھے۔ جس وقت شبیب مدائن کی طرف آیا اور بہرسیر پر قیام پذیر ہوا۔ ان دنوں مطرف پرانے شہر میں تھا جس کا نام ... پل کو توڑ کر کے شبیب کے پاس آیا اور کہلا بھیجا "تم اپنے آدمیوں میں سے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں"۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو بھیج دیا۔ مطرف کے دریافت کرنے پر وہ شخص بولا کہ "ہم مسلمانوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی

[illegible] ظلم [illegible] کی دعوت دیتے ہیں [illegible] جس چیز نے [illegible] لئے [illegible]
لوگوں نے [illegible] چھوڑ دیا ہے [illegible] نماز [illegible]
عمل کیا ہے [illegible] مطرف نے [illegible] ظالم کی [illegible]
مقصد [illegible] بیعت [illegible]
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے [illegible] کی دعوت دیتے [illegible]
انہوں نے [illegible] یہاں تک کہ [illegible] معلوم ہو [illegible] کہ
[illegible] قریش کی [illegible]
[illegible] نے جواب دیا [illegible]
[illegible] بات [illegible]

**مطرف بن مغیرہ کا خروج** [illegible] اس واقعہ کے بعد مطرف نے [illegible]
[illegible] حجاج [illegible] خلافت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی دعوت دی [illegible] بیعت [illegible]
[illegible] عبدالرحمن [illegible]
[illegible]
[illegible] (ان کا بھائی) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

**عدی بن زیاد کی امداد طلبی** [illegible]
[illegible]

---

[illegible]

رستے میں عدی کو لکھ بھیجا کہ تم اور براء اس فوج کے ساتھ ہو کر مطرف سے معرکہ آراء ہو۔ چنانچہ چھ ہزار جنگ آور مطرف سے جنگ کرنے کو میدان جنگ میں جمع ہوئے۔ ان سب کا سردار عدی بن زیاد تھا اور دوسری جانب قیس بن سعد عجلی کو جو حمزہ کے پولیس کا افسر اعلیٰ تھا ہمدان میں اس مضمون کا فرمان بھیج دیا "کہ حمزہ کو گرفتار کر کے تم اس کی جگہ پر کام کرو"۔ قیس بموجب اس فرمان کے بنی عجل و ربیعہ کے ایک گروہ کو جمع کر کے حمزہ کے پاس گیا اور حجاج کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ حمزہ نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ قیس نے گرفتار کر کے قید کر دیا۔

**مطرف بن مغیرہ کا قتل:** عدی و براء چھ ہزار کی جمعیت سے مطرف کے مقابلے پر گئے۔ صف آرائی کی نوبت آئی۔ سخت خونریز جنگ کے بعد مطرف کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یزید بن ابی زیاد (مطرف کے باپ کا آزاد غلام) مارا گیا۔ اس کے ہاتھ میں مطرف کے لشکر کا پرچم تھا۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عفیف ازدی بھی اس معرکے میں کام آیا۔ یہ شخص نیک دل اور مطرف کے خاص دوستوں سے تھا۔ علاوہ اس کے مطرف کے امراء عراق اور خود مطرف بھی اسی جنگ میں بار حیات سے سبکدوش کر دیئے گئے۔ مطرف کو جس نے مارا تھا اس کا نام عمر بن ہبیرہ فزاری تھا۔

خاتمہ جنگ کے بعد عدی نے اس جنگ میں کار نمایاں کرنے والوں کو حجاج کی خدمت میں حاضری کی غرض سے بھیج دیا اور بکیر بن ہارون و سوید بن سرحان کے لئے امان لے لی۔ [illegible] ذکر کیا کرتا تھا کہ مطرف مغیرہ کا لڑکا نہیں ہے بلکہ معقل بن ہبیرہ شیبانی کا ہے۔ کیونکہ اکثر خوارج قبیلہ ربیعہ سے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص قیس کے قبیلے کا نہ تھا۔

**مہلب کا فارس پر قبضہ:** ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ عتاب کی روانگی کے بعد جب حجاج مہلب نے بہ قصد جنگ ازارقہ نیشاپور میں قیام کیا تھا اور تقریباً ایک سال وہیں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ کرمان ازارقہ کے قبضے میں تھا اور فارس مہلب کے تصرف میں۔ جب خوارج کی رسد فارس سے بند ہو گئی تو مجبور ہو کر میدان جنگ سے کرمان کی طرف لوٹے اور مقام جیرفت میں (کرمان کا ایک شہر ہے) پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ مہلب نے ان کو لڑ کر بھگا دیا اور جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت کل فارس پر مہلب کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت حجاج نے فارس کے صوبجات پر اپنے عمال روانہ کئے۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ "فسا و دارابجرد اور اصطخر کو مہلب ہی کے قبضے میں رہنے دو تاکہ جنگ خوارج میں اس کو ان سے مدد ملتی رہے"۔

**مہلب کی خوارج سے جنگ:** حجاج نے جنگ خوارج پر ابھارنے کی غرض سے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس روانہ کر دیا۔ مہلب نے نہایت عمدگی و ترتیب سے خوارج پر حملہ کیا۔ صبح سے ظہر کے وقت تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی اور براء ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر مہلب پھر سوار ہوا اور لڑائی چھڑ گئی۔ شام تک اسی شدت سے لڑائی ہوتی رہی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔ شب کے وقت براء مہلب کے پاس آیا۔ اس کی اور اس کے ہمراہیوں کی مردانگی اور خوارج سے مقابلہ کرنے کی تعریف کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو حجاج کے پاس واپس چلا آیا اور مہلب کے عذر کی معقولیت ظاہر کی۔ اس جنگ کے بعد مہلب برابر اٹھارہ مہینے تک خوارج سے جنگ کرتا رہا لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد اتفاق وقت سے خود ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

**خوارج میں اختلاف:** بعض نے اس اختلاف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ مقطر نامی ایک شخص قطری کی طرف سے کرمان کے کسی حصہ کا والی تھا۔ اس نے خوارج میں سے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ خوارج نے قطری سے مقطر سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا۔ قطری نے جواب دیا "مقطر سے غلطی ہوئی ہے اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہیے" [illegible] لیکن ان میں سے کسی نے اس کو قبول نہ کیا۔ خوارج میں اسی وجہ سے اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ ازارقہ کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بنایا کرتا تھا۔ اس سے مہلب کے لشکر کو سخت نقصان پہنچتا تھا۔ مہلب نے ایک خط لکھ کر [illegible] کے نام [illegible] اور سمجھایا کہ اس خط کو خوارج کے لشکر میں اس طرح پھینک دو کہ کوئی شخص اٹھا کر قطری کو دے۔ اتفاق سے یہ خط [illegible] لشکر خوارج کے [illegible] خط میں لکھا تھا "تمہارے تیر ہم تک پہنچ رہے ہیں۔ میں نے تمہارے پاس ایک ہزار درہم بھیجے ہیں۔" [illegible] قطری نے تیر ساز کو بلا کر دریافت کیا۔ تیر ساز نے انکاری جواب دیا۔ مگر قطری نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ [illegible] قطری نے [illegible] قتل [illegible] خوارج میں اختلاف پیدا ہوگیا۔

[illegible] سبب [illegible] قطری [illegible] کی [illegible] تھا [illegible]

[illegible] بات [illegible] قطری [illegible] خوارج [illegible] قطری کے [illegible]

[illegible] عبد ربہ الکبیر کو امارت کے لیے [illegible] خوارج کے [illegible] قطری کے [illegible]

عبد ربہ الکبیر کے [illegible] میں [illegible] قطری طبرستان چلا گیا اور عبد ربہ الکبیر [illegible] میں [illegible]

**خوارج کی پسپائی:** مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد ان کی جماعت اور [illegible] کا [illegible] عبد ربہ الکبیر [illegible] مہلب نے [illegible] کرائی [illegible] خوارج نے [illegible] کے [illegible] مہلب [illegible] میں [illegible] خوارج [illegible] مہلب [illegible] عبد ربہ الکبیر [illegible] کی [illegible]

[illegible] مہلب [illegible] کر دیا۔

**عبد ربہ الکبیر کا قتل:** [illegible] خوارج نے [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] خوارج [illegible] مہلب اور اس کے [illegible] پیچھے [illegible] ہٹ گئے [illegible] مہلب [illegible] خوارج [illegible] عبد ربہ الکبیر [illegible] خوارج [illegible] کوئی شخص [illegible] سے [illegible] تھا۔

**مہلب کی [illegible]:** [illegible] مہلب نے ایک قاصد [illegible] حجاج [illegible] کی خدمت میں روانہ کیا۔ [illegible] اس [illegible] سے بے حد خوش ہوا۔ [illegible] مہلب کا [illegible] قاصد نے [illegible] مہلب [illegible] ایک [illegible] سے کہا [illegible] تھا [illegible] مہلب [illegible] ایک [illegible]

کے تھے جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا تھا"۔ حجاج نے یہ سن کر مہلب کو یہ خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ "کرمان پر جس کو مناسب سمجھو مقرر کر دو اور اس کی حفاظت پر حسب ضرورت لشکر ٹھہرا کر چند دنوں کے لئے میرے پاس چلے آؤ"۔ چنانچہ مہلب اپنے لڑکے یزید کو کرمان پر مقرر کر کے حجاج کے پاس چلا آیا۔ حجاج نے اس کی بڑی توقیر کی اپنے قریب بٹھایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے لئے بمنزلہ غلام ہو"۔

**قطری کا قتل:** جس وقت خوارج میں یہ فساد پیدا ہو گئی تھی۔ حجاج نے سفیان بن الابرد کلبی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری، عبیدہ بن ہلال اور ان خوارج کی سرکوبی کو جو ان کے ہمراہ تھے طبرستان کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر فوج لئے ہوئے اسی دن طبرستان کے قریب پہنچا۔ جس روز سفیان بن ابرد کلبی وارد ہوا تھا۔ دونوں نے متفق ہو کر قطری سے طبرستان کی ایک گھاٹی میں مقابلہ کیا۔ اثنائے جنگ میں قطری کے ہمراہی قطری سے علیحدہ ہو گئے اور قطری گھوڑے سے گر کر ایک غار میں جا چھپا۔ اس مرتبے میں ایک شخص ادھر سے ہو کر گزرا۔ قطری نے پانی کی خواہش کی۔ اس شخص نے خدمت کا معاوضہ طلب کیا۔ قطری نے اپنے ہتھیار آلات حرب دینے کا وعدہ کیا۔ شخص اس سے رخصت ہو کر گاؤں کی بلندی سے ایک بھاری پتھر لڑھکا دیا۔ قطری کا سر زخمی ہو گیا۔ شخص مذکور خوشی سے چلا رہا تھا۔ چند لوگ اہل کوفہ کے دوڑ پڑے۔ ان میں سورہ بن ابجر تمیمی، جعفر بن عبد الرحمن بن مخنف اور صباح بن محمد بن اشعث تھا، قطری کو مار ڈالا۔ ابو الجہم قطری کا سر لے کر اسحاق بن محمد کے پاس گیا۔ اسحاق بن محمد نے حجاج کے پاس اور حجاج نے عبد الملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

**خوارج کا محاصرہ:** قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے عبیدہ بن ہلال و دیگر خوارج کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ شدت گرسنگی اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھا گئے۔ جب گھوڑوں اور چارپایوں نے بھی کفایت نہ کی تو مرنے اور مر جانے کی قسمیں کھا کر محاصرہ توڑ کر لڑتے ہوئے نکلے۔ سفیان نے سب کو پامال کر کے ان کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود داخل ہو کر طبرستان میں جو سرکش تھا زیر کر لیا اور وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ حجاج نے واقعہ دیر جماجم کے چند دنوں پہلے اس کو معزول کر دیا۔

بعض علمائے تاریخ کا بیان ہے کہ قطری وغیرہ کے مارے جانے سے جو فرقہ ازارقہ خوارج تھے خوارج کی حکومت منقرض ہو گئی۔ ابتداء میں ان کا شیخ نافع بن ازرق تھا تقریباً بیس برس تک ان کا دور دورہ رہا۔ یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ اس کو ہر ایک کے واقعات میں بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو کبھی قوت نہ ہوئی، سرحدی کوہستانوں سے سر نہیں نکالا۔

**شوذب کا خروج:** عہد خلافت عمر بن عبد العزیز میں سرحدی پر شوذب خارجی نے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سر تابی کی اور خروج کیا تھا یہ قبیلہ بنو یشکر سے تھا اور اس کا نام بسطام تھا۔ ان دنوں عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب کوفہ کا گورنر تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے اپنے گورنر کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا تھا کہ "جب تک خوارج قتل و خون ریزی اور فتنہ و فساد نہ کریں اس وقت تک ان سے معترض نہ ہونا اور جب وہ ان افعال کے مرتکب ہوں تو کسی تند خو جوان مرد اور مستقل مزاج

شخص کو ان میں سے کوئی پریشان نہ کرے۔" عبدالحمید نے جواب اس فرمان کے مطابق محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو ہمراہ دو ہزار فوج کے شوذب کے مقابلہ پر پیش قدمی کے لیے مقام کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک وہ قتل و خون ریزی کا مرتکب نہ ہو مجھ سے جہاد نہ کرنا۔ چنانچہ محمد بن جریر نے شوذب کے مقابلے پر پہنچ کر بلا تحریک و قتل و جنگ ڈیرے ڈال دیے۔

**عمر بن عبدالعزیزؒ اور خوارج** عمر بن عبدالعزیز نے اسی زمانہ میں شوذب کے نام بھی ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا تھا "مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنودی کے خلاف خروج کیا ہے۔ حالانکہ تم اس کے مستحق نہ تھے۔ آؤ ہم تم مناظرہ کریں۔ اگر ہم حق پر ہیں تو تم بھی اسی راہ میں داخل ہو جاؤ جس میں کل لوگ داخل ہیں اور اگر تم حق پر ہو تو ہم تمہاری بابت غور کریں گے۔" یہ خط پڑھ کر شوذب نے عاصم حبشی (جو شیبان کے آزاد غلام) اور بنی یشکر کے ایک شخص کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کی غرض سے روانہ کیا۔ مقام خناصرہ میں یہ دونوں شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے دریافت کیا: "تم لوگوں کو کس امر نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے؟"

عاصم: "ہم کو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اختلاف یا خیال انتقام نہیں پیدا ہوا۔ تم بے شک عدل و احسان سے کام لیتے ہو۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمہاری خلافت پر تم کس طرح متمکن ہو گئے؟ کیا یہ لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے ہوئی ہے؟"

عمر بن عبدالعزیز: "نہ تو میں نے اس کی خواہش کی اور نہ میں نے زبردستی اس کو حاصل کیا۔ مجھ سے پیشتر ایک شخص نے یہ خلافت میرے لیے عہد کی تھی اور لوگوں سے بیعت لی گئی۔ اس بنا پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا اور تمہارے مذہب میں بھی یہ ہے کہ امیر المؤمنین اسی کو بنانا جائز ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر لازم نہیں ہے۔"

عاصم اور اس کے ہمراہی: "بیشک ایک بات رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں کے افعال و حرکات سے مخالفت کی ہے اور ان کو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ لیکن اگر تم ہدایت پر ہو اور وہ ضلالت پر تھے تو تم پر ضروری ہے کہ تم ان سے بیزاری ظاہر کرو اور ان پر لعنت بھیجو۔"

عمر بن عبدالعزیز: "تم یہ کہتے ہو کہ تم لوگوں نے یہ قصد آخرت کے لیے کیا ہے۔ مگر افسوس ہے تم اس کا راستہ بھول گئے۔ یہ اللہ کی رضا ہے۔ تم نے یہ لعن کرنا شروع نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت مسنون ٹھہری ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) نے کہا تھا **"ومن عصانی فانک غفور الرحیم"** اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بے شک تو غفور الرحیم ہے۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ"** "یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے پس تم بھی ان ہی لوگوں کی پیروی کرو۔" میں نے ان کے افعال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے بس اس قدر ان کی مذمت کافی ہے اور اگر تمہارے دل میں لعن کرنا واجب ہے تو بے شک تم پر واجب ہے کہ فرعون پر لعن کیا کرو۔ حالانکہ تم اس پر لعن نہیں کرتے اور وہ بدترین خلق تھا۔ علاوہ اس کے اپنے خاندان پر لعن کروں جب کہ وہ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ بے شک تم نے اس کا فرق نہیں سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایمان اور شریعت کی طرف بلایا۔ جو اس پر عمل

کرے گا اس سے وہ شخص قتل کیا جائے گا اور جو شخص کسی امر کو بدعت کرے گا اس پر حد جاری کی جائے گی"۔

عاصم اور اس کے ہمراہی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید اور اقرار بما نزل علیہ کی ہی دعوت دی ہے"۔

عمر بن عبدالعزیز "آج ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ وہ اس کا انکار کرتا ہو اور یہ نہ کہتا ہو کہ ہم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کریں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو دھوکے اور گمراہی میں ڈال دیا ہے"۔

عاصم "تو تم ان سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کے احکام کو رد کر دو"۔

عمر بن عبدالعزیز "تم لوگ تو یہ جانتے ہو کہ ابوبکرؓ نے اہل ردہ سے جس وقت جنگ کی تھی ان کی خونریزی بھی کی تھی اور ان کی عورتوں بچوں کو قید کیا اور مال کو بھی لوٹ لیا تھا اور عمرؓ نے ان کو فدیہ کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور ابوبکرؓ سے بیزاری نہیں ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی ان دونوں میں سے کسی ایک سے بیزاری ظاہر نہیں کرتے ہو۔ اچھا اہل نہروان کی بابت کیا جواب دو گے، تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ان لوگوں کے گروہ سے نکل آئے تھے اور بجز خونریزی کے اور نہ مال سے تعرض کیا تھا اور جو اہل بصرہ نے خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو مار ڈالا تھا جو حاملہ تھیں ان کا پیٹ چاک کر ڈالا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے سے بیزاری نہیں کی اور تم ان دونوں کی سنت کی پیروی ظاہر کرتے ہو تم لوگوں کو یہ امر کیونکر ٹھیک ہوگا جب کہ تم یہ جانتے ہو کہ ان دونوں میں اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والوں سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کرتے ہو حالانکہ مذہب دین ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تم لوگ جاہل ہو اور باطل قبول کرتے ہو اور حق کو رد کرتے ہو۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو امان دی ہے جس نے شہادت اسلام یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دی ہے اور اس کا خون اور مال محفوظ فرمایا ہے اور تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو اور باقی مذہب والوں کو امان دیتے ہو اور ان کے مال اخذ کرنا روا رکھتے ہو۔

عاصم کا ہمراہی "اس شخص کی بابت کیا ہے جو ایک قوم کا حاکم بنا ہو اور ان کے مال کا متولی بنایا گیا ہو اور پھر اس نے عدل و انصاف سے کام لیا مگر بعد اپنے کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جو غیر عادل ہو۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس شخص نے اس فرض کو ادا کر دیا جو اس پر واجب کیا گیا تھا۔ پھر تم کیوں خلافت کو اپنے بعد یزید کے سپرد کرتے ہو باوجود اس علم کے کہ یزید عدل و انصاف سے کام نہ لے گا"۔

عمر بن عبدالعزیز "یزید کو میں نے ولی عہد نہیں بنایا بلکہ میرے سوا دوسرے نے اس کو متولی کیا ہے اور مسلمانوں کو میرے بعد اس کا حق حاصل ہوگا"۔

عاصم کا ہمراہی "تو یہ جس نے یزید کو ولی عہد بنایا ہے یہ ناحق پر تھا؟"

عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر رونے لگے اور تین دن تک ان دونوں سے قیام کرنے کو کہا۔ عاصم اور اس کا یشکری ہمراہی عمر بن عبدالعزیز کے دربار خلافت سے اٹھ کر اپنی فوج کو واپس آئے۔ اس کے بعد عاصم پھر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں واپس آیا اور خوارج کے عقائد سے توبہ کر لی۔ یشکری نے عاصم سے کہا کہ اس نے جو کہا ہے ان کو ان لوگوں کے روبرو پیش کرو اور ان

کی حجت و دلائل پر غور کرو۔ عاصم نے کچھ جواب نہ دیا۔ بشکری سے علیحدہ ہو کر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں قیام پذیر ہو گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور چند دنوں بعد انتقال[1] کر گئے اور محمد بن جریر اپنے قاصد کی واپسی کا انتظار کرتے رہ گئے۔

**محمد بن جریر کی پسپائی:** عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن (امیر کوفہ) نے محمد بن جریر کے پاس شوذب سے جنگ چھیڑ دینے کا حکم بھیج دیا۔ قبل اس کے کہ شوذب کو عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کا حال معلوم ہوتا یا اس کے بھیجے ہوئے آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کو گئے تھے واپس آئے۔ خارجیوں نے محمد بن جریر کو مستعد جنگ دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی کہ بالیقین وہ مرد صالح (عمر بن عبدالعزیز) انتقال کر گیا ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں نے وعدہ خلافی کی ہے۔ الغرض لڑائی ہوئی چند لوگ خوارج کے اور اکثر آدمی لشکر کوفہ کے کام آئے۔ محمد بن جریر شکست کھا کر بھاگا۔ خوارج کوفہ تک تعاقب کر کے پھر اپنے مورچے پر واپس آئے۔ اسی اثناء میں وہ دونوں آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کرنے گئے تھے واپس آئے اور عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے واقعے سے آگاہ کیا۔

**شوذب کا قتل:** اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے تمیم بن حباب کو [illegible] دو ہزار فوج کے شوذب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ شوذب نے اس کو بھی مع اس کے ہمراہیوں کے شکست دے دی۔ تب یزید بن عبدالملک نے شحاج بن وداع کو دو ہزار کی جمعیت سے جنگ شوذب پر مامور کیا۔ شوذب نے اس کو قتل کر کے اس کے ہمراہیوں کو بھی شکست فاش دے دی۔ مگر اس جنگ میں شوذب کا چچازاد بھائی مارا گیا۔ خوارج اس وقت تک اپنے ہی مورچے پر قائم رہے اور اپنی ہی لشکرگاہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ انہی ایام میں مسلمہ بن عبدالملک وارد کوفہ ہوا۔ سعید بن عمرو حرشی کو جو ایک نامی سپہ سالار اور نہایت تجربہ کار جنگ آور تھا۔ جنگ شوذب پر متعین کیا۔ خوارج نے پہلے باہم مرنے اور مارنے کا عہد و پیمان کیا۔ بعد ازاں مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے اور مکرر حملہ کر کے سعید کو شکست دے دی۔ بالآخر سعید نے لشکر شام کو للکار کر ایسا پرزور حملہ کیا کہ خوارج کو آٹے کی طرح سے پیس ڈالا۔ شوذب اور اس کے کل ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔ ایک شخص بھی اس واقعے سے جان بر نہ ہوا۔

**بہلول بن بشر بن شیبان:** اس واقعے کے بعد خوارج نے مدت مدید تک دم نہیں مارا۔ یہاں تک کہ عہد حکومت ہشام بن عبدالملک ۱۱۹ھ میں بہلول بن بشر بن شیبان الملقب بہ کثارہ نے خروج کیا۔ سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہلول حج کرنے کو گیا تھا۔ مکہ میں اپنے ہم خیال اور ہم آہنگ لوگوں سے مل جل کر خروج کی رائے قائم کی اور اس مقصد کے حاصل کرنے کو موصل کے ایک قریہ میں ایک وقت مقررہ پر ملنے کا باہم وعدہ و اقرار کیا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر سب کے سب جمع ہوئے جن کی تعداد چالیس نفر سے زیادہ نہ تھی اور ان لوگوں نے متفق الرائے ہو کر بہلول کو اپنا سردار بنایا اور اپنے آپ کو چھپا کر یہ ظاہر کرتے گئے کہ ہم لوگ ہشام کے پاس سے آئے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس گاؤں سے گزرے جہاں بہلول نے سرکہ خریدا تھا اور

---

[1] تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ ان دونوں کے پہنچنے کے پندرہ روز بعد عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی تھی۔ خوارج سے اس گفتگو سے کہ مبادا ہمارا مال و اسباب ضبط نہ ہو جائے اور یزید ولی عہدی سے معزول نہ کر دیا جائے انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو زہر دلوا دیا تھا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۲

اتفاق سے وہ شراب نکلی تھی۔ بہلول نے اس کے واپس کرنے کو کہا تو دکاندار نے واپسی سے انکار کیا تھا۔ عامل قریہ کے روبرو جھگڑا پیش ہوا تو اس نے بہلول کو جھڑک کر کہا تھا کہ "شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے"۔

**بہلول بن بشر کا خروج:** بہلول نے چند ساتھیوں کے ساتھ عامل قریہ کو قتل کر کے اپنے قصد کو ظاہر کر دیا اور خالد قسری پر حملہ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف روانہ ہو گیا۔ الزام یہ قائم کیا کہ خالد مسجد کو منہدم کرتا اور کلیسیا بنواتا ہے اور مجوسیوں کو مسلمانوں کا والی مقرر کرتا ہے۔ خالد کو اس کی خبر لگی تو وہ واسط سے حیرہ چلا آیا۔ یہاں پر ایک لشکر بنی قین کا جس کی تعداد چھ سو تھی پڑا تھا۔ جو شام سے خالد کی مدد کو آیا تھا۔ خالد نے اسی لشکر کو اس کے سردار کی ماتحتی میں جنگ بہلول پر مامور کیا اور پولیس کے دو سو سپاہی اس لشکر پر اور اضافہ کر دیئے۔ دریائے فرات پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ بہلول نے پہلے ہی حملے میں لشکر شام کے سردار کو قتل کر ڈالا۔ لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا۔

**بہلول کا خاتمہ:** خالد نے اس کے بعد عرب بن یزید شیبانی کو جنگ بہلول پر مقرر کیا۔ یہ بھی موصل کی طرف روانہ ہوا۔ بہلول نے اس کو بھی شکست دے دی اور اسی دن یہ قصد موصل کوچ کر دیا۔ تھوڑی دور چل کر یہ ارادہ قائم کیا کہ ہشام پر حملہ کرنا چاہیے۔ ہشام کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے جوانان کی روانگی کا حکم دیا اور خالد نے عراق سے فوج بھیجی۔ جزیرہ سے اور ہشام نے شام سے فوجیں روانہ کیں جو باہم موصل کے قریب مقام کحیل پر جمع ہوئیں۔ ان لشکروں کی تعداد بیس ہزار تھی اور بہلول کے ساتھ صرف ستر آدمی تھے۔ غرض لڑائی شروع ہوئی۔ خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا تھا۔ جب بہلول زخمی ہو کر گرا تو اس کے ہمراہیوں نے دریافت کیا کہ ہم آپ کے بعد اپنا امیر کس کو بنائیں۔ جواب دیا: "دعامہ شیبانی کو، اس کے بعد عمرو یشکری کو"۔ قضائے الٰہی سے اسی شب کو بہلول مر گیا۔ صبح ہوئی تو دعامہ اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جب عمرو یشکری نے علم اپنے ہاتھ میں لے کر خروج کیا تو وہ بہت دن نہ پایا تھا کہ مارا گیا۔

**بختری کا خروج:** اس واقعہ کے چند دنوں بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری پر خروج کیا۔ یہ اسی لقب سے معروف تھا۔ خالد نے سمط بن مسلم بجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقابلے پر بھیجا۔ فرات کے کنارے پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ خوارج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اتفاق سے اہل کوفہ کے غلاموں اور بازاری آدمیوں سے سامنا ہو گیا۔ انہوں نے انکا ایک ایک شخص مار ڈالا، ان میں سے ایک آدمی بھی جانبر نہ ہوا۔

**وزیر سختیانی کا خروج:** اس کے بعد وزیر سختیانی نے چند آدمیوں کی جمعیت سے خالد پر خروج کیا اور حیرہ کی طرف سے گزر کر جو قافلہ ملتا تھا اس کو لوٹ لیتا اور جس کو پاتا قتل کر ڈالتا تھا۔ خالد نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے وزیر سختیانی کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور اس کو زخمی کر کے خالد کے پاس گرفتار کر لائے۔ وزیر سختیانی نے خالد سے ایسی باتیں کیں جس سے خالد نے خوش ہو کر اس کے قتل سے اس کو روک دیا۔ اکثر شب کو وزیر سختیانی دل بہلانے کی غرض سے قصے کہا کرتا تھا۔ کسی نے ہشام بن عبدالملک سے جا کر کہا کہ خالد نے ایک حروری (واقعی) کو جو مستوجب قتل تھا گرفتار کر لیا تھا مگر اس کو قتل نہیں کیا بلکہ شب کو اس سے قصے سنتا ہے۔ ہشام نے خالد کے پاس وزیر سختیانی کے قتل کا فرمان بھیج دیا۔ خالد نے بموجب

کو [illegible] نے قتل کر ڈالا۔

**صحاری بن شبیب کا خروج** اس کے بعد صحاری بن شبیب نے بطرف جبل میں خروج کیا تو [illegible] ایک شخص خالد کے پاس آیا تھا کہ میں [illegible] تو سوال کیا کہ خالد نے جواب دیا کہ تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ صحاری یہ جواب پا کر جبل کی طرف چلا گیا۔ خالد کو اپنے اس جواب پر بے حد ندامت ہوئی۔ [illegible] صحاری نے قتل کی تیاری کر لی۔ چند لوگ تیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے ان کو اس وقت [illegible] کیا اور یہ ظاہر کیا کہ خالد کے پاس جاتے ہیں [illegible] خالد نے اس شخص کو [illegible] مار ڈالا۔ تیم اللات کے [illegible] نے اس کے ساتھ خروج کیا۔ اطراف مناذر میں مقابلہ ہوا۔ فریقین لڑے۔ ایک مدت کے بعد [illegible] صحاری اور اس کے کل ہمراہی مارے گئے۔

**ضحاک بن قیس** ابن [illegible] کے بعد خوارج میں ایک تازہ جوش اس وجہ سے پیدا ہوا کہ عراق و شام میں خانہ جنگی برپا ہو رہی تھی اور مروان اس بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف تھا۔ سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے علم بغاوت بلند کیا۔ دوسری طرف [illegible] بسطام بیہسی نے [illegible] کے ساتھ خروج کیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا۔ سعید نے اپنے ہمراہیوں [illegible] بسطام کے مقابلے پر بھیجا۔ چنانچہ شب کے وقت [illegible] بسطام پر چھاپہ مارا۔ سوائے چند آدمیوں کے باقی سب مع بسطام کے مار ڈالے گئے۔ اس کے بعد سعید بن بہدل نے [illegible] اہل عراق میں اختلاف ہو گیا [illegible] عراق کی طرف چلا گیا اور [illegible] ضحاک بن قیس [illegible] مرض [illegible] کی بیعت کی۔ [illegible] بیعت کے بعد [illegible] آیا۔ [illegible] اس سے [illegible] آدمی جمع ہو گئے۔

**ضحاک بن قیس کا خروج** اس اثناء میں مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کی گورنری سے معزول کر کے نضر بن سعید الحرشی کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے مقام حیرہ کا چھوڑنا پسند نہ کیا اور انکار کیا۔ نضر کو فوراً لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز پر چڑھائی کر دی۔ مختلف لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اس وقت میں نضر کے ہمراہ [illegible] مروان الحمار کے [illegible] کیونکہ یہ ولید کا [illegible] تھا اور ولید [illegible] قبیلہ [illegible] عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے [illegible] اس وجہ سے کہ [illegible] ولید کی [illegible] تھے۔ [illegible] وقت کہ خالد قسری [illegible] یوسف [illegible] نے اس کو قتل کیا تھا۔ ضحاک و خوارج نے اس اختلاف سے فائدہ اٹھا کر [illegible] عراق کا رخ کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے [illegible] کر کے خوارج سے مقابلہ کرنے کی غرض سے [illegible] کر لی اور دونوں نے مل کر لشکر مرتب کیا [illegible] اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ [illegible] لشکر کا [illegible] ضحاک نے قریب [illegible] میں پڑاؤ کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کے مقابلے پر [illegible] لڑائی شروع ہوئی۔ [illegible] کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کو شکست ہوئی۔ خوارج نے ان [illegible]

تھے ان کا تعاقب کیا۔ دوسرے دن پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ ہوا۔ تیسرے روز کی لڑائی میں اکثر بہادرانِ لشکر میدانِ جنگ سے منہ پھیر کر واسط بھاگ گئے۔ ان لوگوں میں نضر بن سعید حرشی منصور بن جمہور اسماعیل بن عبداللہ قسری وغیرہ تھے۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسط چلا آیا اور خوارج نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔

**عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ضحاک** جس وقت عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسط میں اور مروان کے نضر سے لڑائی چھڑ گئی۔ ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے باہم موافقت کر لی اور متفق ہو کر ضحاک کے مقابلے پر آئے ایک مدت دراز تک لڑتے رہے یہاں تک کہ لڑائی نے فریقین کے دانت کھٹے کر دیئے۔ منصور بن جمہور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر ضحاک خارجی سے آملا اور اس کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی خوارج میں چلا آیا۔ ضحاک کے پیچھے نماز ادا کی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا۔ مصالحت اس غرض سے کی تھی کہ خوارج ان کو چھوڑ کر مروان سے مصروف جنگ رہیں۔

سلیمان بن ہشام حمص سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس اس وجہ سے بھاگ آیا تھا کہ اہل حمص نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور مروان ان کا مخالف تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ضحاک کی بیعت کر لی اور اس کو جنگ مروان پر ابھارا اور شیبان حروری کی کمک سے مدد کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۲۷ھ کا ہے کہ ضحاک نضر پر غالب آ گیا تھا۔

**ضحاک کا موصل پر قبضہ** مصالحت کرنے کے بعد ضحاک کوفہ میں واپس آیا اور پھر کوفہ سے روانہ ہو کر ذیقعدہ ۱۲۷ھ کے اخیر میں موصل کی طرف بڑھا۔ ان دنوں موصل میں (مروان کی جانب سے) قطران بن اکمہ شیبانی والی تھا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ ضحاک گھس پڑا۔ قطران اپنے ہمراہیوں کے مقابلے پر آیا لیکن لڑائی میں قطران اور اس کے ساتھی سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے موصل اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر مروان کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اپنے بیٹے عبداللہ کو (جو اس کی طرف سے جزیرہ کا نائب تھا) نصیبین پر جا ٹھہرنے کو لکھ بھیجا تاکہ ضحاک کو جزیرہ کے بیچ میں حائل ہو کر روکے۔

**ضحاک بن قیس کا قتل** چنانچہ عبداللہ سات ہزار سواروں کی جمعیت سے نصیبین کی جانب روانہ ہوا اور ان کے پہنچنے سے پہلے عبداللہ نصیبین میں پہنچ گیا تھا۔ ضحاک نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت اس کے ہمراہ ایک لاکھ فوج تھی۔ مروان تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی نصیبین کے بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہوا۔ طرفین کفرتوثا میں شمشیر بکف سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی۔ بعد غروب آفتاب ضحاک نے چھ ہزار کی جمعیت سے پیادہ پا ہو کر میدان جنگ کا راستہ لیا اور مروان کی فوج سے لڑائی ہوئی۔ قریب قریب سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک بھی لاشوں میں چھپ گیا تھا۔ بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوا۔ مروان نے سر اتار کر جزیرہ بھیج دیا۔

**خیبری کا قتل** صبح ہوئی تو خوارج نے خیبری کے ہاتھ پر بیعت کی جو ضحاک کے لشکر کا ایک سپہ سالار تھا اور مروان کے ساتھ

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں [illegible] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ سے [illegible] (مترجم)

[2] یہ [illegible] کتاب [illegible] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۰ [illegible] سے نقل کیا گیا ہے۔ (مترجم)

میدانِ جنگ میں مصروف جدال و قتال ہو گئے۔ قریب دوپہر مروان شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ خوارج نے اس کے خیمہ تک پہنچ کر خیمے کی طنابیں کاٹ دیں۔ خیبری اس کے فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے لشکر کے دونوں بازو بدستور لڑ رہے تھے۔ مروان کے میمنہ پر عبداللہ بن مروان تھا اور میسرہ پر اسحاق بن مسلم عقیلی۔ لشکر مروان نے خوارج کی جمعیت کی کمی کا احساس کر کے مروان کے خیمہ گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ لشکریوں کے غلام اور اہل خدمت خیموں کی چوبیں لے کر جھٹ گئے اور سب کو بات کی بات میں قتل کر دیا۔ انہیں لوگوں میں خیبری بھی تھا۔ باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مروان اس خوشخبری کو سن کر قریباً پانچ میل سے اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔

**شیبان حروری:** خوارج نے بھی لوٹ کر شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ شیبان عبدالعزیز یشکری کا بیٹا تھا۔ ابوالدلف اس کی کنیت تھی۔ مروان نے ان واقعات کے بعد صف آرائی چھوڑ دی تھی۔ دستہ دستہ فوج کے بعد دیگرے جنگ کی غرض سے میدان میں بھیجتا تھا۔ ایک مدت تک اسی صورت سے لڑائی جاری رہی۔ آخر خوارج شیبان کی امارت سے علیحدہ ہو کر اپنے شہروں میں واپس آ گئے۔ بقیہ خوارج بازاء سلیمان بن ہشام جنگ سے مجبور ہو کر موصل چلے آئے اور دجلہ کے شرقی جانب لشکر مرتب کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مروان نے تعاقب کیا تو نو ماہ کامل لڑائی ہوتی رہی۔ فریقین کی جانب سے ایک جماعت کثیرہ اس معرکے میں کام آ گئی۔ سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ گرفتار ہو گیا۔ مروان کے روبرو پیش کیا گیا تو اس نے اس کے پہلے ہاتھ پاؤں کٹوائے بعد ازاں گردن مار دی۔

**خوارج کی شکست:** انہیں دنوں مروان نے ایک فرمان مشعر روانگی عراق بنام یزید بن عمر بن ہبیرہ قرقیسیہ میں بھیج دیا اور ساتھ ہی اس کے گورنری عراق کی سند بھی بھیج دی۔ کوفے میں اس وقت قبیلۂ قریش سے مثنیٰ بن عمران عابدی خوارج کا نائب تھا۔ مقام عین التمر میں ابن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی۔ مثنیٰ و ابن ہبیرہ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ میدان ابن ہبیرہ کے ہاتھ رہا۔ خوارج کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد کوفے کے باہر نخیلہ میں خوارج نے مورچہ قائم کیا۔ ابن ہبیرہ نے پھر شکست دے دی تب بصرے میں مورچہ بندی کی۔ شیبان نے عبیدہ بن سوار کو ایک عظیم الشان رسالے کے ساتھ خوارج کی کمک پر روانہ کیا مگر پھر بھی ابن ہبیرہ کے ہاتھ سے شکست کھا گئے۔ عبیدہ بن سوار معرکۂ جنگ میں کام آ گیا۔ ابن ہبیرہ نے اس کے لشکرگاہ کی غنیمت کو لشکریوں کے لئے مباح کر دیا۔ اس آخری جنگ میں خوارج کی ہمت پست ہو گئی۔

**عبداللہ بن عمر کی گرفتاری:** منصور بن جمہور خوارج کے ہمراہ تھا۔ جب پے در پے شکست ہوئی تو یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابن ہبیرہ نے ماہین اور جبل پر قبضہ کرنے کے واسطے چڑھائی کی۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابن عمر کی جانب سے اہواز کا عامل سلیمان بن حبیب تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کی طرف نباتہ بن حنظلہ کو روانہ کیا اور سلیمان نے یہ خبر پا کر نباتہ کے مقابلے پر داؤد بن حاتم کو روانہ کیا۔ (مقام مریان) کنارہ دجیل پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ داؤد کو شکست ہوئی اور مارا گیا اور لشکر بھی مار ڈالا گیا۔

**جون ابن کلاب کا قتل:** اس واقعہ کے بعد مروان کے حکم کے مطابق ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ مری کو آگے بڑھا کر

جمعیت سے نباتہ کی کمک پر روانہ کیا۔ شیبان کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے نباتہ کی روک تھام کرنے کی غرض سے جون بن کلاب خارجی کو ایک لشکر دے کر بھیجا۔ مقام عین التمر پر ایک دوسرے سے بھڑ پڑے۔ عامر شکست کھا کر عین میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ مروان بن محمد نے اس کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور منصور بن جمہور جبل سے سلیمان کے پاس امداد کی غرض سے پہنچ گیا تھا۔ جب عامر کی جمعیت پہنچ گئی تو عامر دوبارہ حملہ آور ہوا اور خوارج کی طرف نکل کھڑا ہوا اور ان پر جو صف بستہ کھڑے ہوئے تھے۔ خوارج کو شکست ہوئی جون مارا گیا۔

**شیبان کی شکست و فرار:** عامر نے بعد شکست خوارج موصل کا قصد کیا۔ شیبان یہ خبر پا کر مع خوارج کے موصل سے کوچ کر گیا۔ عامر مروان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مروان نے ایک گروہ کثیر کے ساتھ شیبان کے تعاقب پر مامور کیا۔ عامر رقہ روانہ ہوا۔ شیبان جبل سے روانہ ہو کر بیضا فارس کی طرف چلا گیا۔ فارس میں ان دنوں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر تھا۔ عبداللہ بن معاویہ نے عامر کو اپنا حریف سمجھ کر لشکر مرتب کیا۔ بیضا فارس سے کرمان چلا آیا۔ عامر نے بیضا سے کرمان کا رخ کیا۔ مقابلہ پر پہنچ کر مورچہ بندی کر لی۔ لڑائی ہوئی عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر ہرات کی طرف بھاگ گیا اور عامر اپنے لشکر کے جیرفت میں شیبان اور خوارج سے جا لڑا۔ اس معرکے میں خوارج کو شکست ہوئی اور ان کی لشکرگاہ لوٹ لی گئی۔ شیبان نے سجستان میں جا کر پناہ لی اور وہیں ۱۳۰ھ میں مر گیا۔

**شیبان کا خاتمہ:** بعض کا بیان ہے کہ مروان کے مرنے تک یہ لڑائی ہوئی تھی بعد از آں شیبان نے شکست کھا کر فارس میں جا کر دم لیا۔ عامر بن ضبارہ اس کے تعاقب میں تھا۔ جب شیبان کو فارس میں کہیں پناہ ملتی نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن کاوان چلا گیا اور وہیں مقیم رہا۔ جس وقت سفاح تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے حازم بن خزیمہ کو جزیرہ ابن کاوان میں خوارج سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ حازم ایک لشکر لے کر عمان کے بحر پہنچا اور بصرہ سے کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ ابن کاوان کو روانہ ہوا اور فضالہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ پہلی ہی مہم میں شیبان شکست کھا کر عمان پہنچا۔ وہاں عمان جلندی بن مسعود بن جعفر بن جلندی سے لڑائی ہوئی۔ جلندی نے شیبان کو مع اس کے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں مار ڈالا (یہ واقعہ ۱۳۴ھ کا ہے)

**سلیمان بن ہشام کا انجام:** سلیمان بن ہشام اپنے ہمراہیوں اور اہل و عیال کے بعد واقعہ شیبان جانب جزیرہ ابن کاوان کشتی پر سوار ہو کر ہند کی جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ سفاح کی خلافت کی بیعت لی گئی اور سلیمان یہ خبر پا کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سدیف نے سفاح کے سامنے ذیل کے اشعار پڑھے۔

لا یغرنک ما تری من رجال
ان بین الضلوع داء دویا
فضع السیف وارفع السوط حتی
لا تری فوق ظهرها امویا

عبایہ مروانی نے مع ایک گروہ کثیر کے حجیر پہاڑ پر [illegible] اور ابن عصیا اور اس نے تمرد [illegible] سے کہا کہ تم [illegible] علیحدہ مروان کا [illegible] عبایہ ابن ماجد اور اس کے ہمراہیوں نے [illegible] بہت سی لڑائی [illegible] آ گئے۔

**ملبد بن حرملہ شیبانی کا خروج:** [illegible] کے بعد [illegible] سر اٹھایا۔ یہاں تک کہ سفاح کے بعد ۱۳۶ھ میں بیعت خلافت لی گئی۔

منصور کا دور آیا تو جزیرے میں ملبد بن حرملہ شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا۔ حکام جزیرہ نے ایک ہزار سواروں کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ملبد نے پہلے ہی حملے میں ان کو شکست دے دی۔ تب یزید بن حاتم مہلبی اور مہلہل بن صفوان (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) [illegible] سے زیادہ بن مشکان [illegible] بن [illegible] کے بعد دیگرے ملبد کے مقابلے پر آئے۔ ملبد نے ان سب کو شکست دی اور ان میں سے بعض کو قتل کر ڈالا۔ ان لڑائیوں کے بعد حمید بن قحطبہ [illegible] جب [illegible] ملبد نے اس کو بھی شکست دی [illegible] ایک لاکھ درہم [illegible] ہو گیا تو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ملبد کے مقابلے پر روانہ کیا۔ ملبد کے ہمراہی زیادہ نہ تھے [illegible] جنگ [illegible] ایک ہزار سواروں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جس وقت ملبد اور عبد العزیز میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک دوسرے پر [illegible] کمین گاہ [illegible] عبد العزیز کو [illegible] بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔

**ملبد بن حرملہ کا قتل:** جب منصور نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار خراسانی فوج کے ساتھ روانہ کیا [illegible] موصل کے قریب پہنچ کر [illegible] مقابلہ ہوا [illegible] خازم کا میمنہ و میسرہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ خازم اور اس کے ہمراہی پیادہ پا ہو کر تیر برسانے لگے [illegible] ملبد کی طرف بڑھے۔ ملبد کی [illegible] اپنے ہمراہیوں سے [illegible] ایک دوسرے پر تیر مارنے لگے [illegible] ان کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ ملبد کے میمنہ و میسرہ نے حملہ کیا۔ خازم کے لشکر [illegible] کی کہ خارجی قریب نہ آنے پائے [illegible] کے [illegible] کام آ گیا [illegible] بھاگ [illegible] ان میں سے [illegible] سے کچھ زیادہ آدمی مارے گئے تھے۔

**حسان بن مجالد کا خروج:** ۱۴۸ھ میں عہد خلافت منصوری میں حسان بن مجالد بن [illegible] ہمدانی [illegible] نے طرف موصل میں خروج کیا۔ موصل میں ان دنوں صقر بن نجدہ تھا [illegible] عبد اللہ کے بعد [illegible] سرداری [illegible] تھی۔ وہ بھی [illegible] ان کے مقابلے پر آیا۔ حسان نے اس کو [illegible] شکست [illegible] بازاروں میں آگ [illegible] کو لوٹ لیا اور [illegible] کشتیوں [illegible] جلا دیں۔ چونکہ [illegible] سے [illegible]

ان لوگوں کا مجمع رہتا تھا۔ حسان نے خط و کتابت شروع کی۔ ان سے ملنے کی درخواست پیش کی۔ اہل عمان نے انکار کر دیا۔ حسان مجبور ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ معز، حسن بن صالح بن حسان ہمدانی اور بلال قیسی ایک لشکر جرار کے ساتھ حسان سے جنگ کرنے کو آئے۔ لڑائی ہوئی بالآخر معز بھاگ گیا۔ حسن بن صالح اور بلال قید کر لئے گئے۔ حسان نے بلال کو مار ڈالا اور حسن کو زندہ چھوڑ دیا کیونکہ یہ ہمدانی تھا اس پر حسان کے بعض ہمراہیوں نے جانب داری کا الزام لگا کر علیحدگی اختیار کر لی۔

**المنصور اور اہل موصل:** حسان نے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھے تھے۔ حفص بن اشیم فقہائے خوارج سے تھا۔ المنصور کو اس کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے تعجب سے کہا "ہمدان سے خارجی" حاضرین نے عرض کیا "یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے"۔ المنصور بولا "تب ہی"۔ المنصور کو تعجب ہوا تھا کہ ہمدانی عام طور سے شیعان علی میں داخل تھے۔ المنصور کا اس واقعہ سے اہل موصل کی سرکوبی کو ایک عظیم الشان لشکر روانہ کرنے کا مصمم قصد ہو گیا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس سے پیشتر اقرار کر لیا تھا کہ اگر وہ لوگ بھی بغاوت کریں یا خلاف خلافت عباسیہ کے خروج کریں تو ان کا ملک و مال و اسباب لوٹ لیا جائے اور خون مباح کر دیا جائے۔ فتویٰ لینے کی غرض سے علمائے وقت ابو حنیفہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ دربار خلافت میں بلائے گئے۔ مسئلہ پیش کیا گیا۔ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ نے نرمی و ملاطفت اور درگزر کرنے کی رائے دی۔ ابو حنیفہ نے ان لوگوں سے اختلاف کر کے کہا: اباحوا ما لا یملکون کما اباحت امراۃ فرجہا بغیر عقد شرعی (ان لوگوں نے اس چیز کو مباح کیا جس کے وہ خود مالک نہ تھے جیسا کہ کوئی عورت اپنی شرم گاہ کو کسی کے لئے بغیر عقد شرعی کے مباح کر دے) المنصور یہ سن کر نرم پڑا اور اہل موصل کی خون ریزی سے رک گیا۔

**یوسف بن ابراہیم کا خروج:** ۱۶۰ھ مہدی کے عہد حکومت میں یوسف بن ابراہیم المعروف بہ برم نے خراسان میں خروج کیا۔ ایک گروہ کثیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو اس کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ ایک بڑی خون ریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو مع اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے پا بزنجیر مہدی کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ نہروان پہنچے تو تذلیل کی نظر سے یوسف کو اونٹ پر دم کی جانب منہ کر کے سوار کرایا اسی صورت سے یوسف مع اپنے ہمراہیوں کے رصافہ میں داخل کیا گیا۔ خلیفہ مہدی کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے بعد ازاں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بھی حروری تھا اور اس نے بوشنج، مرو الروذ، طالقان اور جوزجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان دنوں مصعب بن زریق جد طاہر بن حسین بوشنج کا امیر تھا مگر یوسف کے خوف سے بوشنج چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ یوسف کے جملہ ہمراہیوں سے ابو معاذ فاریابی بھی تھا جو اس کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

**حمزہ بن مالک کا خروج:** ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت میں حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرے میں علم بغاوت بلند کیا۔ جس کے فرو کرنے پر منصور بن زیاد صاحب الخراج (افسر محکمہ مال) مقرر کیا گیا۔ لیکن حمزہ پہلی ہی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگ نکلا اس سے حمزہ کی قوت بہت بڑھ گئی۔ اطراف و جوانب پر ہاتھ مارنے کا قصد کیا۔ ہنوز اس کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ حمزہ کے بعض ہمراہیوں نے سازش کر کے اس کی پر حوصلہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

**حصین خارجی کا خروج** [illegible]

**ولید بن طریف کا خروج** [illegible]

**ولید بن طریف کا قتل** [illegible]

ايا شجر الخابور مالك مورقا
كأنك لم تجزع على ابن طريف
فتى لا يحب الزاد الا من التقى
ولا المال الا من قنا وسيوف

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

خلفاء اور ملوک کے حکام نے قوت سے کچل دیا۔ باستثناء ان کے جو افریقہ میں تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان میں اس زمانے میں شائع ہو رہی تھی جب سے کہ عکرمہ ١٢٢ھ میں افریقہ پہنچا تھا۔ اس کے بعد اباضیہ و صفریہ کی دعوت بربر میں سے [illegible] لمایہ، نفزاوہ، مغیلہ میں اور زناتہ میں سے مغراوہ و بنو یفرن میں پھیل گئی۔ چنانچہ [illegible] میں بیان کیا جائے گا کیونکہ ان سے [illegible] کی جب ابتدا مغرب اور مصر کی [illegible] اخبار بربر میں تحریر کریں گے۔ [illegible] بعد [illegible] میں سے بعد حکومت عبیدیین کی خلافت قیروان ابو یزید بن مخلد مغربی افریقہ پر چڑھ گیا۔ اس سے اور خلفاء عبیدیین سے لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم ان کے موقع پر بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد یہ فرقے کمزور ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ان سے حکومت منتقل ہو گئی۔ ان کی جماعت منتشر و متفرق ہو گئی۔ اب ان کے آثار ان بربر کے مذہب میں باقی ہیں جن کا تذکرہ اوپر گذر رہا ہے۔ اسی قسم کے [illegible] بلاد [illegible] میں ان کا اثر [illegible] باقی ہے۔ جو وہبیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راسبی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے علی سے خلافت میں اپنی [illegible] بیعت کی [illegible] تک یہ [illegible] اپنے [illegible] کرتے ہیں۔

اسی طرح [illegible] میں اس مذہب کا [illegible] ایک اتفاق ہے کہ وہ لوگ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ ان بلاد سے اس وقت تک ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابیں ان کی فقہ و عقائد و فروع کی آئی ہیں جن کا منشا و منبع طریق سنت کے منافی ہے مگر [illegible] ہونے کے ان کا طریقہ تالیف و ترتیب نہایت عمدہ ہے۔

اطراف بحرین و عمان میں بلاد حضرموت و شرقی یمن اور اطراف موصل میں بھی ان کے آثار دولت کے پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ علی بن مہدی نے دونوں سے یمن میں خروج کیا اور اسی مذہب کی حمایت و دعوت دی۔ اتفاق سے اس وقت یہ لوگ طرف یمن تھے۔ جو ان پر غالب آئے اور [illegible] نے ان کو پامال کر ڈالا۔ جو دولت عبیدیین شیعہ کے بانی تھے اور یمن کے ان اطراف کو جو ان کے قبضے میں تھے [illegible] زیاد کے [illegible] (آج) تک [illegible] سے قبضے لے لیا۔ جیسا کہ ان سب کو اخبار میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ [illegible] ان مقامات میں اسی حالت کا [illegible] فرمائیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت بلاد حضرموت (ملک یمن) میں اس مذہب کے لوگ باقی ہیں

(واللہ یضل من یشاء و یہدی من یشاء)

زمانہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) اور ان کے بعد عہد خلافت بنو امیہ میں بھی اسلام کی زمام حکومت بالاجتماع عصبیت عرب کے ہاتھ میں [illegible] دولت ایک ہی شخص کے قبضے میں رہی۔ اس کے بعد شیعی حکومت کا ظہور ہوا۔ یہ لوگ [illegible] کے حامی تھے [illegible] اتفاق ایسا پیش آیا کہ بنو عباس ان پر غالب آ گئے اور یہی خلافت و سلطنت کی [illegible] پر مستقل طور

---

[1] یعنی [illegible]

سے جا ملے۔ بنو امیہ کے باقی ماندہ افراد بھاگ کر اندلس پہنچے۔ اندلس میں دوبارہ ان کی حکومت کرانے کے موالی (آزاد غلاموں) نے بڑی مدد پہنچائی اور ان لوگوں نے جو بھاگ گئے تھے قائم کیا۔ اس سے یہ لوگ بہت عرصہ میں شریک رہے جب تک اندلس میں رہے۔ اسلامی حکومت ہو جا افتراق سلطنت عرب دو حکومتوں میں منقسم ہو گئی۔ بعد ازاں وہ داخلی ریاستیں علیحدہ مغرب و افریقہ میں قائم ہوئے جو خلفائے عباسیہ سے منازعت کی اور مستقل ہو گئے۔ مثلاً مغرب اقصیٰ میں ادارسہ، افریقہ پر عبیدیہ، قیروان اسپر پر اور اغالبہ تیونس پر، اور والی مصر، ترکان دیلم اور اخشیدیہ پر متصرف ہو گئے۔ مذکورہ وجوہات کے باعث اسلامی حکومت کئی متفرق حکومتوں پر منقسم ہو گئی جن کا ہم آئندہ وقتاً فوقتاً بیان کریں گے۔

ابتداءً ہم امویوں کے حالات مختصراً تحریر کرتے ہیں، کیونکہ ان امویوں کی حکومت کی بنیاد اور ابتداء بنی عباس کے تقرر میں یہ حکومت بھی گئی۔ ان سے اختلاف حکومت کے حالات بیان کرنے کے بعد ہم دولت بنو امیہ کا تذکرہ کریں گے۔ اس کے بعد دولت عبیدیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ جو خلافت عرب و عجم قائم ہو گئی۔

[illegible]

* * *